عزمیلِ جنون

علیزہ آیت

عمایہ جلدی کرو دیکھوں اس کا خون بہہ رہا ہے

نن نہیں میں کیسے عمایہ سے مسلسل نفی میں سر ہلایا۔

دیکھو عزمی اگر میرے ہاتھ میں چھوٹ نا لگی ہوتی تو میں یہ کام خود کر لیتی مگر

تم ایک میڈیکل سٹوڈنٹ ہو تمہیں زیادہ معلوم ہے ایشال نے اسے سمجھانا

چاہا

دیکھو اس کا بہت خون بہہ رہا ہے کچھ کرو عزمی بولتے ہوئے ایشال کی آنکھوں سے آنسوں بہنے لگے تھے

عمایہ سے ڈر کے باعث اپنے لرزتے وجود کے ساتھ رخ موڑا تو سامنے ہی زمین پر ایک آدمی پڑا تھا اسے اٹھا کر ہسپتال لے کر جانا ان دونوں سے لیے ممکن نہیں تھا کیونکہ وہ وجود بہت مضبوط تھا اندھیرا ہونے کے باعث اس کا وجود ہلکا ہلکا دیکھائی دے رہا تھا

جہاں اس کے دل کے مقام پر پانی کی طرح خود بہہ رہا تھا۔

وہیں اس شخص کو اس حالت میں دیکھ کر وہ دونوں کانپ رہی تھی وہ جگہ بالکل سنسان تھی اور اس وقت وہاں پر کوئی بھی موجود نہیں تھا دور دور تک بھی کوئی دکھائی نہیں دے رہا تھا

عمایہ زمین پر بیٹھی اور پاس کی پڑا چاقو اٹھایا جو شائد اسے آدمی کا تھا اور پھر اپنے کانپتے ہاتھوں کے ساتھ وہ چاقو اس کی شرٹ پر چلایا جس سے اس کی شرٹ دل کے مقام کے حصے سے پھٹ گئی اور زخم صاف دکھائی دینے لگا

گولی لگنے کی وجہ سے خون ابل کر باہر کو آ رہا تھا مگر گولی عین دل کے مقام پر نہیں لگی تھی تھوڑا سا نیچے لگی تھی جس کی وجہ سے وہ شخص ابھی تک سانسیں لے رہا تھا

عمایہ نے منہ ہی منہ میں بہت سی آیتیں پڑھیں اور اپنی آنکھیں سختی سے بند کرتے ہوئے اپنے کانپتے ہاتھوں کے ساتھ چاقو سے اس کے سینے پر دباؤ بڑھایا

اس کا دل ڈر کی وجہ سے کسی سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا اتنا خون اور یہ صورتحال آج اس نے زندگی میں پہلی بار دیکھی تھی اور اس کے لیے شخص کو بچانا بھی بہت ضروری تھا اس سے مرتا ہوا نہیں دیکھ سکتی تھی کیونکہ وہ ایک میڈیکل سٹوڈنٹ تھی ایک نرم دل لڑکی کسی کو تکلیف میں دیکھنا اس کے بس سے باہر تھا پھر چاہے وہ کچھ سات غیر ہی کیوں نہ ہو

اس چاکو کی نوک اس کے جسم کے اندر پوسٹ ہوئی تھی تھوڑا اور دباؤ بڑھانے سے وہ گولی اچھل کر باہر آ گری تھی

عمایہ نے چاکو اچھال کر دودھ پھینکا تھا سانسیں اتنی تیز تھی جیسے اسے سانس لینے میں مشکل پیش آرہی ہو

ایشال نے جلدی سے کچھ رومال عمایہ کی طرف بڑھائے۔

تو عمایہ نے وہ رومال پکڑ کے ایک ساتھ اس کے سینے پر رکھتے ہوئے ہاتھ کا دباؤ بڑھایا تاکہ خون رک جائے۔

تقریباً پانچ منٹ اسی حالت میں بیٹھنے کے بعد عمایہ کو محسوس ہوا جیسے اس کا خون کافی حد تک رک چکا ہے ابھی وہ اس کے زخم کو دوبارہ دیکھتی انہیں اپنی طرف کچھ گاڑیاں آتی ہوئی دکھائی دی

ایشال اٹھو چلیں یہاں سے.... عمایہ جلدی سے اٹھی اور عمایہ کا ہاتھ ہاتھ کر وہاں سے بھاگی اور اسی افراتفری میں وہ اپنا فون بھی وہیں پر پھینک گئی اور بغیر پیچھے مڑے وہاں سے نکلتی چلی گئی

صبح کی روشنی آہستہ آہستہ خدا کی بنائی گئی زمین کو روشنی سے نواز رہی تھی اور وہیں چند پرندا اپنی خوبصورت آواز میں خدا کی حمد وثناء کرتے ایک درخت سے دوسرے درخت پر اپنا بسیرا بنا رہے تھے۔

عمایہ.....اٹھو میری جان صبح ہو چکی ہے.....ایک خوبصورت نسوانی آواز عمایہ کے کانوں سے ٹکرائی تو اس کے چہرے پر مسکراہٹ رینگ گئی

اٹھ جاؤ میری جان اور کتنا سونا ہے طبیعت تو ٹھیک ہے کیا آج کالج نہیں جانا وہ اس کے بالوں میں پیار سے ہاتھ پھیرتے ہیں بولیں تو عمایہ نے مندی مندی آنکھیں کھول کر اپنے سامنے کھڑی اپنی حسین ترین ماں کو دیکھا

ماما جانا ہے آج بہت ضروری پریکٹیکل ہے مگر کیا کروں بہت نیند آرہی ہے

آج عمایہ ان کی گردن میں دونوں بازو ڈال کر لاڈ سے ان کے سینے سے لگتے ہوئی بولی تو انہوں نے مسکرا کر اپنی جان سے پیاری اکلوتی بیٹی کو دیکھا

ابھی اپنی نیند کرو سائیڈ پر نیچے تمہارے بابا اور بھائی سب انتظار کر رہے ہیں جلدی سے فریش ہو کر آؤ سب ناشتہ کرنے کے لیے بیٹھے ہوئے ہیں

وہ اس کی پیشانی کو نرمی سے چومتی ہوئی بولی تو عمایہ مسکراتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی کیونکہ اسے پتہ تھا کہ جب تک وہ نیچے نہ گئی تب تک اس کے بابا اور اس کے بھائی نے ناشتہ نہیں کرنا تھا

ماما میں نے نیلو کو بولا تھا کہ میرا ڈریس پریس کر دے دیکھیں اس نے ابھی تک نہیں کیا

عمایہ نے اپنی الماری کھولی تو اسے اپنا مطلوبہ ڈریس نہیں ملا جس پر وہ منہ بسورتے اپنی ماں کی طرف دیکھتے ہوئے بولی

بیٹا نیلو کی امی کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی اس لیے وہ جلدی چلی گئی اور تمہارا ڈریس پریس نہیں کر سکی کوئی بات نہیں تم کوئی اور پہن لو اسمہ آگے بڑھ کر المارری سے ایک کیمل کلر کا خوبصورت ڈریس نکالتے ہوئے بولی جو دیکھنے میں کافی ڈیسنٹ تھا مگر اس کا کلر بہت پیارا تھا

کیا ہوا آنٹی کو عمایہ ان کے ہاتھ سے ڈریس پکڑتے ہوئے تھوڑی پریشانی سے بولی

بی پی ہائی ہو گیا تھا ابھی کا پتہ نہیں وہ آئے گی تو بتائے گی ابھی تم جلدی سے فریش ہو کے آؤ پتہ ہے نا کہ تمہارے بابا نے جلدی جانا ہوتا ہے وہ اسے جلدی تیار ہونے کی ہدایت دیتے ہوئے کمرے سے نکل گئی جبکہ عمایہ فریش ہونے جا چکی تھی

السلام علیکم ہینڈسم .....!! عمایہ جھک کر اپنے بابا کے گال پر لب رکھتے ہوئے بولی تو وہ اپنے چہرے پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹ سجائے اپنی شہزادی کی

طرف دیکھنے لگے جواب ان کے ساتھ والی کرسی پر براجمان ہو چکی تھی جبکہ

سامنے والی کرسی پر ہی ہادی موجود تھا

بابا کی جان آج اتنی دیر کے لگادی عارف صاحب عمایہ

کے لیے ایک پلیٹ میں آملیٹ نکالتے ہوئے بولے روز صبح کا ناشتہ عمایہ

کے لیے وہی نکالتے تھے اور عمایہ کو ان کے ہاتھ سے ناشتہ کرنے کی بچپن

سے عادت تھی

بابا بس آنکھ نہیں کھلی سوری عمایہ نے کہتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ اپنے

دونوں کانوں سے لگائے تو عارف صاحب نے ہلکا سا ہنستے ہوئے اس کے

مرمریں سے دونوں ہاتھ اس کے کانوں سے ہٹائے

موٹی اب ناشتہ کرلو ہمیں آگے بہت دیر ہو چکی ہے ہادی عمایہ کی طرف

دیکھتے ہوئے بولا

کیا کہا تم نے موٹے کہیں کے کبھی خود کو دیکھا ہے ہادی کی بات پر عمایہ کا پارہ

ہائی ہوا

ہاں ناروز دیکھتا ہوں ابھی بھی دیکھ کر آیا ہوں ماشاءاللہ بہت خوبصورت ہوں میں ہادی اپنے فرضیہ کالر اٹھاتے ہوئے بولا جب عمایہ نے معصوم سی شکل بنا کر عارف صاحب کی طرف دیکھا تو انہوں نے ہادی کا سر پر ایک چپت لگائی اگر تم نے ائندہ میری شہزادی کو موٹی بولا تو تمہیں الٹا لٹکا دوں گا عارف صاحب ہادی کو گھورتے ہوئے بولے ہادی نے برا سا منہ بنایا جبکہ ہادی کو دیکھ کر عمایہ کھلکھلا کر ہنسی تھی

چلیں جی سب سے پہلے ناشتہ کر لیں یہ باتیں بعد میں بھی ہوتی رہیں گی اسمہ ڈائننگ ٹیبل پر ناشتہ لگاتے ہوئے بولیں کیونکہ ان کے حساب سے تقریباً سب ہی لیٹ ہو چکے تھے

اور یہ تو روز کا ہی تھا جب ہادی عمایہ کو چھیڑنے سے باز نہیں آتا تھا اور عمایہ بھی اسے چھیڑنے سے باز نہیں آتی تھی اور جب ہادی اسے کچھ بھی الٹا بولتا تھا تو وہ عارف صاحب سے اس کی شکایت لگاتی تھی جس پر وہ ہمیشہ ایک تھپڑ

لازمی کھاتا تھا یوں کہا جائے تو غلط نہیں ہو گا کہ ناشتے میں اسے عارف

صاحب کا ایک ڈوز لازمی ملتا تھا

بیگم آپ بھی تشریف رکھ لیں عارف صاحب اسمہ کا ہاتھ پکڑتے ہوئے

انہیں اپنے دائیں جانب والے کرسی پر بٹھاتے ہوئے بولے تو ہلکا سا مسکرا کر

انہیں دیکھنے لگیں اس عمر میں بھی ان دونوں کی محبت میں بالکل کمی نہیں آئی

تھی وہ اپنی بیوی اور اپنی اولاد کو بہت چاہتے تھے اپنے بیٹوں کے لیے وہ ایک

سخت باپ ضرور تھے مگر اپنی بیٹی کے لیے ان میں ردی برابر بھی سختی موجود

نہیں تھی

چلو موٹے اٹھو مجھے کالج سے بہت دیر ہو چکی ہے عمایہ اپنی کرسی سے اٹھتے

ہوئے بولی

بابا.... ہاری نے معصوم سی شکل بنا کر شکایتی انداز میں عارف صاحب کی

طرف دیکھا جو اپنی کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے

کوئی بات نہیں چھوٹی بہن ہے تمہاری عارف صاحب اس کا کندھا تھپتھپاتے ہوئے بولے تو وہ منہ کھولے انہیں دیکھتا ہی رہ گیا یعنی وہ اسے کچھ بولے تو اسے بدلے میں تھپڑ کھانا پڑتا تھا جبکہ عمایہ اسے کچھ بولے تو بولا جاتا تھا کہ چھوٹی بہن ہے ہادی کی شکل دیکھ کر عمایہ نے اپنی ہنسی دبائی

ماما آپ دیکھ رہی ہیں کہ اس گھر میں میرے ساتھ کیا کیا ظلم ہو رہے ہیں ہادی بری سی شکل بنا کر اسمہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا جبکہ عمایہ عارف صاحب کے ساتھ باہر کی جانب قدم بڑھا چکی تھی

میرا بچہ غصہ نہیں کرتے تم جانتے ہو نہ کہ بابا اپنی شہزادی کے معاملے میں کتنے پوزیسو ہیں اسمہ اپنی کرسی سے اٹھ کر اسے محبت سے اپنے گلے لگاتی ہوئی بولیں

صرف وہ ہی نہیں ہم بھی اتنے ہی پوزیسو ہیں پر یہاں کسی کو دکھے تب نا ہادی منہ بسورتے ہوئے بولا تو وہ ہنس دیں

اچھا ماما میں چلتا ہوں خدا حافظ..!!! اپنے پیچھے عمایہ اور عارف صاحب کو نہ دیکھ کر وہ اسمہ کا ماتھا چومتے ہوئے جلدی سے باہر کی طرف بھاگا

شکر ہے میڈم آپ آگئی مجھے تو لگا تھا کہ شاید آپ کالج سے چھٹی کریں گی ایشال عمایہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولی

نہیں نہ چھٹی نہیں کر سکتے پتہ ہے نا کتنے امپورٹنٹ لیکچر چل رہے ہیں آج کل عمایہ ایشال کے گلے ملتے ہوئے بولی

چلو چلو لیڈیز یہ باتیں بعد میں کرنا ابھی جلدی سے گاڑی میں بیٹھو تم لوگوں کو کالج چھوڑ کر میں نے اپنی یونیورسٹی بھی جانا ہے انہیں اپنے پیچھے سے ہادی کی آواز سنائی دی جو اپنی گاڑی کا فرنٹ ڈور کھول کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ بھی چکا تھا

اوکے بابا جان خدا حافظ عمایہ عارف صاحب کہ دائیں ہاتھ کو تھام کر ان کے ہاتھ کے پشت پر بوسہ دیتے ہوئے بولی تو انہوں نے محبت سے نہال ہوتے ہوئے اسے اپنے ساتھ لگایا اور اس کا ماتھا چوما

وہ روزانہ انہیں اسی طرح خدا حافظ بولتی تھی اسے یہ کسی نے سکھایا نہیں تھا بلکہ بچپن سے اسے اپنے بابا کے ہاتھ پر بوسہ دینا پسند تھا اور اس کی یہ عادت آج تک قائم تھی

خدا حافظ چچا جان ایشال عارف صاحب کی جانب دیکھتی ہوں بولی

خدا حافظ میرے بچیوں اپنا بہت سارا خیال رکھنا عارف صاحب دونوں کے سر پر باری باری ہاتھ رکھتے ہوئے بولے تو ان دونوں نے مسکراتے ہوئے خدا حافظ کیا اور گاڑی کی جانب بڑھی جہاں ہادی کب سے ہارن دے کر انہیں اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا کیونکہ وہ بھی آج یونیورسٹی سے لیٹ ہو چکا تھا

ہادی تم جب ہمیں لینے آؤ تو ایشال کا نمبر پر کال کرنا کیونکہ میرا فون کل رات ہی گم ہو چکا ہے اس لیے میرے پاس فون نہیں عمایہ ہادی کی طرف دیکھتی ہوئی بولی

اور آپ نے اپنا فون کہاں گم کیا ہے میڈم یہ بھی بتادیں ہادی اپنا پورا فوکس ڈرائیونگ پر کرتے ہوئے بولا

وہ وہ..... عمایہ کو سمجھ ہی نہیں آئی تھی کہ وہ کیا بتائے

کل جب ائس کریم کھانے کے بعد ہم واک کے لیے نکلے تھے تو وہیں کہیں پر گر گیا ہمیں پتہ نہیں چلا عمایہ کی جگہ ایشال نے جواب دیا

تو اپنے نمبر پر کال کر کے دیکھ لی تھی ہو سکتا ہے کہ کسی نے فون پکڑ لیا ہو ہاتھ دی نے اپنی طرف سے حل پیش کیا

کی تھی یار بہت بار کی تھی مگر میرا فون ہی بند جا رہا ہے شاید کسی چور نے اٹھا لیا ہو گا اس لیے بند ہے عمایہ منہ بناتے ہوئے بولی کیونکہ اس فون میں اس کی بہت سی یادیں تھیں بہت سی تصویر ہے بہت سی ویڈیوز اور بہت سے ضروری کنٹیکٹس جسے وہ گما چکی تھی

اسے تو اپنے ای میل کا پاسورڈ بھی یاد نہیں تھا جسے وہ اپنے فون میں لگا کر اپنا سارا ڈیٹا واپس لے لیتی

اچھا پریشان نہیں ہو کوئی بات نہیں ہم نیا فون لے دیں گے ہادی عمایہ کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولا

وہ تو میں لے لوں گی لیکن اس فون میں میری بہت سی تصویریں تھی فیملی پکچرز بھی تھی سب کچھ اسی فون میں تھا اور میں وہ سب واپس بھی نہیں لے سکتی عمایہ تھوڑا اداس ہوئی تھی

کوئی بات نہیں میری شہزادی جب تمہارا فون بند جا رہا ہے تو اس کا صاف یہ مطلب ہے کہ ضرور وہ کسی چور نے اٹھالیا ہو گا اس نے تو اب تک کہیں سیل بھی کر دیا ہو گا اور چوروں کا تصویر اور ویڈیوز سے کوئی لینا دینا نہیں ہوتا وہ ایسی چیزیں فون میں سے نکال دیتے ہیں

اور تمہارے فون کو تو پاسورڈ بھی لگا تھا اگر اس سے پاسورڈ نہیں کھلے گا تو وہ ضرور تمہارا فون ریسٹور کروائے گا اور اگر تمہارا فون ریسٹور ہوا تو تمہاری تصویریں اور ویڈیوز سب کچھ اس فون سے ڈیلیٹ ہو جائے گا اس لیے فکر مت کرو کچھ نہیں ہو گا ہادی نے مسکراتے ہوئے اسے ریلیکس کروانا چاہا

جس کے بدلے میں عمایہ بالکل خاموش ہو گئی کیونکہ یہ جھوٹ تھا کہ اس کے فون میں پاسورڈ لگا تھا اس کے فون میں اس وقت کوئی پاسورڈ نہیں تھا وہ اپنا فون ایسے ہی کہیں گرا آئی تھی

اوکے اب ہم چلتے ہیں پہنچ کر کال لازمی کر دینا اوکے عمایہ ہادی کی طرف دیکھتے ہوئے بولی تو ہادی نے مسکراتے ہوئے ہلکا سا اس کا گال کھینچا

ہادی کے بچے میں تمہارے ہاتھ توڑ دوں گی عمایہ اسے گھورتی ہوئی بولی کیونکہ اسے ہادی کی یہ حرکت بہت بری لگتی تھی

اچھا تمہیں لیٹ ہو رہی ہے ابھی جاؤ میری امنہ بعد میں توڑ لینا ہادی نے اس کا دوسرا گال بھی کھینچا پتہ نہیں کیوں اسے اپنی بہن کے رخسار بہت پسند تھے پھولے پھولے سے گلابی رخسار اسے دنیا کی تمام عورتوں میں سے اپنی بہن سب سے زیادہ کیوٹ لگتی تھی

تمہیں میں گھر آ کر بتاؤں گی عمایہ نے اسے گھورا اور گاڑی سے نکل گئی جبکہ ایشال بھی ہنستے ہوئے گاڑی سے نکل کر عمایہ کے ساتھ چل دی ان کا یہ لڑائی

جھگڑا تھا 24 گھنٹے کا تھا جس میں ایشال بھی شامل ہوتی تھی مگر آج ایشال بھی تھوڑی خاموش سی تھی

—

ایسکیوز می سر کیا میں اندر آ سکتا ہوں دروازے کے باہر کھڑا شخص انگلی کی پشت سے دروازہ ناک کرتے ہوئے بولا

اگلے ہی لمحے اجازت ملنے پر وہ کمرے میں داخل ہوا جہاں سامنے ہی بغیر شرٹ کے ایک وجود دروازے کی جانب پشت کیے کھڑا تھا اس کا رخ کھڑکی کی جانب تھا

چمکتے کسرتی جسم پر پیٹ سے اوپر کی جانب ایک سفید پٹی بندھی ہوئی تھی جو اس کی پشت ہونے کے باعث نہیں دکھائی دے رہی تھی دونوں ہاتھ بلیک پینٹ کی پاکٹس میں ڈالے وہ چہرے پر بے حد سنجیدگی سجائے کھڑکی سے باہر

نظر آنے والے مناظر پر نظریں جمائے کھڑا تھا جبکہ کھڑکی سے ڈھلتی شام کی کچھ کرنیں شیشے سے گزرتی ہوئی اس کے وجود پر پڑ رہی تھی جس سے اس کے سرخ اور سفید کسرتی مضبوط جسم میں مزید چمک ظاہر ہو رہی تھی

سر وہ گولی..... ابھی وہ بول رہا تھا جب سامنے کھڑے موجود نے اس کی بات بیچ میں ہی کاٹی

میں سب کچھ جانتا ہوں تم یہ بتاؤ کہ اس وقت میرے پاس کون موجود تھا

اس کی سنجیدہ آواز خاموش کمرے میں گونجی

سر ہم نے نہیں دیکھا اور نہ ہی ہم ابھی تک معلوم کر سکے ہیں کہ اس وقت آپ کے پاس کون موجود تھا مگر آپ کے پاس سے یہ فون برامد ہوا تھا تو وہیں زمین پر گرا ملا تھا شاید یہ اسی کا ہو انصر فون اس کی جانب بڑھاتے ہوئے بولا

تو اس نے اپنی نظریں کھڑکی سے باہر نظر آنے والے منظر سے ہٹا کر اپنا رخ موڑا اور انصر کی جانب دیکھا جو ہاتھ میں فون لیے کھڑا تھا

یہ فون ڈیڈ ہے سر شاید اس کی بیٹری نہیں میں نے اس کا چارجر منگوالیا ہے کچھ ہی دیر میں آجائے گا انصر سامنے کھڑے رعب دار شخصیت کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

اس نے ہاتھ بڑھا کر فون پکڑا اور انصر کو جانے کا اشارہ کیا تو وہ ادب سے سر کو خم کرتے ہوئے کمرے سے نکل گیا جبکہ ہاتھ میں پکڑا فون وہ اب الٹ پلٹ کر کے دیکھ رہا تھا

فون کو آن کرنے کی کوشش کی تو فون آن ہی نہیں ہوا کیونکہ اس میں بیٹری ہی نہیں تھی جس کی وجہ سے وہ آن نہیں ہو رہا تھا

فون کو وہی سائیڈ ٹیبل پر رکھتے ہوئے وہ کرسی پر بیٹھ گیا اور کرسی کے پشت پر سر ٹکاتے ہوئے اپنی آنکھیں موند لی اچانک اس کی آنکھوں کے سامنے وہی عکس دکھائی دیا دھندلا دھندلا سا چہرہ جو اس کے پاس بیٹھا وجود اس کے سینے سے وہ گولی نکال رہا تھا اس کا چہرہ دوبارہ آنکھوں کے سامنے ہی آتے ہی اس نے پٹ سے آنکھیں کھولی تھی

پچھلے تین دن سے وقفے وقفے سے اس کی آنکھوں کے سامنے ایک وہی چہرہ قیام ہو رہا تھا وہ بے ہوشی کے عالم میں اس کا چہرہ واضح نہیں دیکھ سکا تھا مگر اس کا دھندلا عکس بھی اس کے ذہن میں گہرا بسیرا بنا چکا تھا

جب تک وہ جان نہ لیتا اس کے پاس بیٹھا وجود کون تھا اسے سکون نہیں ملنا تھا اور اب تو اس کے ہاتھ میں ایک فون بھی موجود تھا اب وہ جو بھی جان سکتا تھا وہ اسی فون کے ذریعے جان سکتا تھا کیونکہ جس نے اس کی جان بچائی تھی وہ چاہتا تھا کہ وہ اس کا شکریہ ادا کرے

اپنی تمام تر سوچوں کو جھٹکتے ہوئے اس نے پاس ہی پڑا اپنا فون اٹھایا اور ایک نمبر ملاتے ہوئے فون کان سے لگایا

Arrange the meeting I am leaving for office now

اپنا حکم سناتے ہی اس نے کال کاٹ دی اور فون واپس رکھتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا

افففف آج کے لیکچرز تو بہت ٹف تھے میں تو بہت زیادہ تھک گئی ایشال کنٹین میں داخل ہوتے ہوئے اپنا بیگ ٹیبل پہ رکھ کے کرسی پہ تھکن سے چور ہوتے ہوئے بیٹھ گئی

ہاں بہت زیادہ ایک تو بائیو کیمسٹری کے سر کی بالکل سمجھ نہیں آتی اوپر سے آئے دن وہ ٹیسٹ لینے بیٹھ جاتے ہیں عمایہ منہ بناتے ہوئے بولی

ہاں مجھے تو یہ سوچ سوچ کر ٹینشن ہو رہی ہے کہ پتہ نہیں میرے ٹیسٹ کا رزلٹ کیا آئے گا ایشال پریشانی سے عمایہ کی طرف دیکھتی ہوئی بولی

کیوں تم نے تیاری نہیں کی تھی کیا عمایہ کنٹین میں ایک بچے کو اشارہ کرتے ہوئے بولی

ارے میں نے تو کی تھی مگر صرف اتنی جتنی مجھ سے ہو سکی سمجھ تو سر کی آتی نہیں پھر اتنا ہی لکھنا تھا نا جتنا آتا ہو گا اور مجھے تو لگتا ہے کہ میں ان ٹیسٹ میں بڑی طرح فیل ہونے والی ہوں

نالائق لڑکی یہ بہت غلط بات ہے دماغ لگا کر پڑھو عمایہ نے اسے گھورا

ارے میری پیاری سی جان اب تمہاری طرح تو انٹیلیجنٹ ہوں نہیں میں جو صرف ایک نظر کتاب کو دیکھنے کے بعد اسے حفظ کر لوں اور ویسے بھی مجھے یہ پڑھائی زہر لگتی ہے مجھ سے ذرا نہیں پڑھا جاتا وہ منہ بسورتے ہوئے بولی تو عمایہ نے حیرت سے اپنے سامنے بیٹھی اپنی بچپن کی دوست کو دیکھا جو تقریباً خود کو گھسیٹتے ہوئے میڈیکل بیس میں لے آئی تھی

تم سوچ لو ایشال تمہیں ڈاکٹر بننا ہے یا نہیں وہ ایشال کی طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے بولی

بننا ہے یار تم ساتھ ہو تو میں ڈاکٹر بھی بن ہی جاؤں گی یہاں تک بھی تو آ ہی گئی ہوں وہ عمایہ کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولی

زیادہ بنو مت دل لگا کر پڑھو تب ہی ڈاکٹر بنو گی ایک تو تم میرا دماغ کھا جاتی ہو تمہیں سمجھاتے سمجھاتے میرا سر دکھنے لگتا ہے ان حالات میں تم ڈاکٹر کیسے بنو گی بتاؤ عمایہ دونوں ہاتھ ٹیبل پر رکھتے ہوئے بے حد سنجیدہ بولی کیونکہ وہ اپنی دوست کو اپنے ساتھ ہی ڈاکٹر بنتا ہوا دیکھنا چاہتی تھی

بن جاؤں گی فکر کس بات کی ہے تم مجھے یہ بتاؤ کہ تمہارا فون لگا ایشال عمایہ کی طرف دیکھتی ہوئی جواب ایک بچے کو اپنا آرڈر لکھوا رہی تھی

نہیں میں نے بہت بار ٹرائی کیا مگر میرا فون بن جا رہا ہے لگتا ہے کہ اب نہیں ملنے والا کسی چور نے اٹھا لیا ہو گا یا پھر کہیں گر کر ٹوٹ گیا ہو گا عمایہ کرسی کی پشت سے ٹیک لگاتے ہوئے

چلو کوئی بات نہیں فون تو نیا لے لینا مگر تمہیں کیا لگتا ہے کہ وہ شخص زندہ ہو گا ایشال ٹیبل پر دونوں ہاتھ رکھ کر عمایہ کی جانب تھوڑا جھکتے ہوئے بولی

پتہ نہیں گولی تو نکال دی تھی اور اس وقت وہاں پہ کافی زیادہ گاڑیاں بھی آ گئی تھی شاید وہ لوگ اسے لے گئے ہوں اللہ کرے کہ وہ زندہ ہو عمایہ نے دل سے دعا کی تھی

ہاں کتنا خون بہہ رہا تھا اس کا یہ تو اچھا ہوا کہ تم نے ٹائم پر گولی نکال دی آئی ہوپ کہ وہ زندہ ہی ہو گا ایشال بولی تو عمایہ نے صرف ہاں میں سر ہلا یا کیونکہ اس رات کے واقعے کے بارے میں ان دونوں نے ہی گھر میں کسی کو کچھ نہیں بتایا تھا کیونکہ اس وقت وہ خود بھی دونوں بہت زیادہ ڈری ہوئی تھی اور دونوں نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ وہ گھر میں کسی کو بھی بتا کر پریشان نہیں کریں گی کیونکہ ان کی نظر میں انہوں نے کوئی غلط کام نہیں کیا تھا ایک مرتے ہوئے شخص کی جان بچانا غلط نہیں ہوتا مگر اب ان دونوں کو ہی یہ سوچ آتی تھی کہ کیا وہ شخص زندہ ہو گا مگر وہ اس بارے میں معلوم بھی نہیں کر سکتی تھی کیونکہ ان دونوں نے اس شخص کا چہرہ بھی نہیں دیکھا تھا نہ ہی وہ اسے جانتی تھی

اچھا چھوڑو ان باتوں کو جلدی سے یہ کھاؤ اور پھر لاسٹ لیکچر لینے کے بعد ہمیں گھر کے لیے بھی نکلنا ہے جانتی ہو نا کہ کل کتنا امپورٹنٹ ٹیسٹ ہے اس کے تیاری بھی کرنی ہے عمایہ سامنے ٹیبل پر پڑے برگر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی کیونکہ اس وقت دونوں کو ہی بہت بھوک لگی ہوئی تھی صبح افراتفری کے چکر میں ان دونوں نے ہی صحیح طرح سے ناشتہ نہیں کیا تھا اور اس کے بعد ان کا لاسٹ لیکچر تھا جو ان دونوں کے لیے ہی بہت امپورٹنٹ تھا

ایک بڑی سی شیشوں سے چمکتی بلڈنگ اپنی سوگوار مضبوطی لیے شہر کے بیچوں بیچ کھڑی چمک رہی تھی اور وہیں اس بلڈنگ کے داخلی دروازے پر بلڈنگ کے تمام کولیکس ہاتھوں میں پھول پکڑے آنے والے کا انتظار کر رہے تھے

بلیک مرسیڈیزاور اس کے پیچھے کچھ گاڑیاں اس بلڈنگ کے ٹھیک آگے آن رکی تھی ایک گارڈ نے جلدی سے آگے بڑھتے ہوئے گاڑی کا دروازہ کھولا جب کہ گاڑی سے نکلنے والی شخصیت کو دیکھ کر سب کی نظریں اسی پر جم گئیں گاڑی کا دروازہ کھلتے ہی ایک دراز قد خوش شکل تنے ہوئے نقوش اور چہرے پر سنجیدگی سجائے ایک شخص نے قدم گاڑی سے باہر رکھا فل بلیک تھری پیس پہنے پیروں میں چمکتے شوز جو اپنی قیمت آپ بول رہے تھے آنکھوں پر بلیک گلاسز اور بائیں ہاتھ میں برانڈڈ واچ بالوں کو ایک طرف کو سیٹ کیے وہ بے حد ہینڈسم مرد بھاری قدم لیتا ہوا بلڈنگ کے اندر کی جانب بڑھ رہا تھا جبکہ سب کی نظریں صرف اس کی جانب مرکوز تھی

السلام علیکم ویلکم سر پہلا قدم بلڈنگ میں رکھتے ہی بلڈنگ کا مینیجر سرخ گلابوں سے بھرا بوکے اس کی جانب بڑھاتے ہوئے بولا

ویلکم مسٹر ارسم ابراہیم ایک درمیانی عمر کے شخص نے دلکشی سے مسکراتے ہوئے ارسم کا استقبال کیا جس پر اس نے ون سائیڈڈ مسکراہٹ کے ساتھ

اس کے ہاتھ میں پکڑا ہوا بو کے تھاما اور اپنے پیچھے کھڑے گارڈ کو پکڑا دیا اور پورے سٹاف پر ایک نظر ڈالتے ہوئے تیز تیز قدم لیتا اپنے آفس کی جانب بڑھا

یار یہ تو بہت ہینڈ سم ہے ایک لڑکی دوسری لڑکی کے کان میں گھستے ہوئے سرگوشی نما آواز میں بولی

ہاں میں نے تو سوچا تھا کہ کوئی درمیانی عمر کا 50 یا 60 سال کا شخص ہو گا مگر یہ تو 30 کا بھی نہیں لگتا اوپر سے کمبخت اتنا حسین ہے جو ابا گڑ کی حسرت بھرے الفاظ منہ سے بیاں کرنے لگی

حسین تو ہے ہی ساتھ ہی ساتھ سوچو کہ کتنا امیر ہے کہ اس نے ساری کی ساری کمپنی ہی خرید لی اوپر سے یہ نئی بلڈنگ بھی بنوالی کاش یہ ایک نظر اٹھا کر میری طرف دیکھ لے میں تو خوشی سے پاگل نہیں ہو جاؤں گی وہ لڑکی خوشی اور حیرت کے ملے جلے تاثرات لیے بولی

چلیں سب جا کر اپنے اپنے کیبن میں اپنا اپنا کام جاری رکھیں سر کو لاپرواہی بالکل پسند نہیں اور اگر کسی کو ایک نے کوئی بھی کام غلط کیا تو برداشت نہیں کریں گے آپ سب اپنی انسلٹ کے ذمہ دار خود ہوں گے مینجر تمام کو لیگس طرف دیکھتا ہوا بولا ایک طرف سے وہ انہیں وارن کر رہا تھا کیونکہ زیادہ تو نہیں مگر تھوڑا بہت وہ ارسم ابراہیم کی نیچر سے واقف تھا

مینجر کی بات سنتے ہی سب اپنے اپنے کام میں مصروف ہو گئے جبکہ اس نے ارسم کے آفس روم کی جانب قدم بڑھائے

کیسے ہو برخوردار خیریت سے پہنچ گئے ارسم کے آفس میں وہ درمیانی عمر شخص سامنے ہی کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولا

میں ٹھیک ہوں عزم صاحب ارسم اپنے کرسی کو دائیں بائیں ہلاتے ہوئے اس شخص کی طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے بولا

ماننا پڑے گا بہت جلدی تم نے بزنس کی دنیا میں قدم جمائے ہیں آخر تم نے ثابت کیا ہے کہ تم ابراہیم کے بیٹے ہو وہ مسکراتے ہوئے بولے تو ارسم کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی جو اگلے ہی لمحے غائب ہو گئی

آپ تعریف کر رہے ہیں یا مقابلہ وہ سامنے بیٹھا شخص کی طرف سنجیدہ نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا

مقابلہ تو ہم تمہارا نہیں کر سکتے برخوردار صرف اتنا کہیں گے کہ سنبھل کر چلنا یہ امریکہ نہیں پاکستان ہے یہاں پر ایک قدم اٹھاتے ہوئے بھی لوگ چالیں چلتے ہیں وہ اپنے سامنے بیٹھے خوبصورت نوجوان کو دیکھتے ہوئے بولے مگر وہ اس بات سے کہاں واقف تھے کہ جہاں پر ان چلاک لوگوں کی چالیں ختم ہوتی ہیں وہاں سے ارسم ابراہیم کی کا کھیل شروع ہوتا ہے وہ وہاں سے سوچتا ہے جہاں سے دوسرے شخص کا سوچنا نہ ممکن ہے ایک دنیا کی سوچ جہاں ختم ہوتی ہے وہاں سے ارسم ابراہیم کی سوچ شروع ہوتی ہے

بزنس کی دنیا کا بے تاج بادشاہ تھا سامنے بیٹھے شخص کی آنکھیں پڑھنے کی صلاحیت رکھتا تھا وہ باریک نظر کا مالک تھا جسے ہرانا ناممکن کام تھا اس کے چہرے کے تاثرات کوئی بھی نہیں سمجھ سکتا تھا اس لیے تو وہ آج ایک کامیاب بزنس مین تھا امریکہ میں ٹاپ پر آنے والا بزنس مین جس نے اب اپنے بھاری قدم پاکستان میں جمائے تھے صرف اپنے باپ کی خواہش پر

آپ کی تاکید کا بہت شکریہ مگر شاید ابھی تک آپ بھی یہ بات نہیں جانتے کہ آپ کے سامنے بیٹھا شخص اتنا عام نہیں جو اتنی آسانی سے دوسروں کی چالوں میں آجائے اور خاموشی سے انہیں چالیں چلنے دے ارسم بے تاثر نگاہیں سامنے بیٹھے شخص کے وجود پر گاڑتے ہوئے بولا تو وہ ہلکا سا ہنس دیے

تو ٹھیک ہے برخوردار میں چلتا ہوں اب اپنا خیال رکھنا وہ کرسی سے کھڑے ہوتے ہوئے بولے تو ارسم بھی اپنی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا انہوں نے ارسم کے آگے ہاتھ بڑھایا تو اس نے مسکراتی نظروں سے ان سے ہاتھ ملایا جس پر وہ مسکراتے ہوئے وہاں سے چلے گئے

ارسم ابراہیم مشہور بزنس مین کا اکلوتا بیٹا تھا جنہوں نے صرف پاکستان ہی نہیں بلکہ باہر کے کئی ملکوں میں اپنا نام بنایا تھا لیکن ارسم نے ان کی دولت اور ان کی شہرت کو نہیں اپنایا تھا وہ آج جو بھی بنا تھا اپنے بلبوتے پر بنا تھا اپنی محنت پر بنا تھا ارسم کی ماں آج سے 10 سال پہلے ہی اس دنیا سے رخصت ہو چکی تھی امریکہ میں پوری طرح اپنا بزنس پھیلانے کے بعد اس کا بھی ارادہ پاکستان آنے کا تھا اور ابراہیم کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے اس نے پاکستان میں آتے ہی نہ صرف ایک کمپنی خریدی تھی۔

بلکہ اپنے نام کی ایک انڈسٹری کھڑی کر دی تھی جس کی دھوم پورے پاکستان میں مچی ہوئی تھی جبکہ پاکستان آتے ہی اس پر جان لیوا حملہ کیا گیا تھا اور حملہ کروانے والا کون تھا وہ یہ بات بخوبی جانتا تھا۔

وہ صرف سہی وقت کہ انتظار میں تھا کیونکہ جب ایک شیر شکار کرتا ہے تو اس سے پہلے وہ خاموشی اختیار کر لیتا ہے اور ارسم بھی اسی شکار کے لیے

خاموش تھا صرف اس لیے کیونکہ وہ اپنے شکاروں کو اپنے سامنے آتا ہوا دیکھنا چاہتا تھا

ارسم ٹیبل پر پڑے ایک گولائی میں بنے چھوٹے سے پیپر کو ٹیبل پر گھما رہا تھا جب کہ اس کے ذہن میں بہت کچھ گھوم رہا تھا تین دن بعد اس کی مغل انڈسٹری والوں کے ساتھ میٹنگ تھی اور وہ میٹنگ بہت دھماکے دار ہونے والی تھی

اس کی نیلی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک ابھری تھی یقیناً وہ کچھ دھماکے دار کرنے والا تھا کیونکہ ارحم ابراہیم سکون سے اپنے دشمنوں کو اپنے ہاتھوں سے جانے دے ایسا تو کسی کتاب میں نہیں لکھا تھا اس کے دماغ میں کیا چل رہا تھا یہ صرف وہی جانتا تھا

السلام علیکم سر..... !! سر آپ نے گھر کا بولا تھا تو آپ کے کہے کہ مطابق ہم نے وہ گھر خرید لیا ہے بس آپ جب چاہیں تب وہاں پر شفٹ ہو سکتے ہیں

ہر چیز بالکل پرفیکٹ ہے نہ ہی وہاں زیادہ سوسائٹی ہے اور نہ ہی زیادہ لوگوں کی رہائش بس اس گھر کے آس پاس کچھ گھر ہیں

اور ان میں فیملیز رہتی ہیں وہاں پر زیادہ شور شرابہ بھی نہیں ہوتا اور شہر کی رنگینیوں سے بھی وہ جگہ کافی دور ہے انصر ارحم کے قریب کھڑے ہوتے ہوئے بولا کیونکہ ارسم نے ایک ایسے گھر کی ڈیمانڈ کی تھی جو سوسائیٹی سے تھوڑا دور ہو جہاں پر شوشرابہ بالکل نہ ہو اور وہ شہر کی روشنیوں سے بھی بہت دور ہو جہاں نہ تو لوگوں کی آوازیں پہنچ سکیں اور نہ ہی شہر کی روشنی

ٹھیک ہے پرسوں میٹنگ کرنے کے بعد میں اس گھر میں شفٹ ہو جاؤں گا تم بابا کی خبر لے کر بتاؤ کہ آج کل وہ کہاں پر موجود ہیں ارسم انصر کی طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے بولا تو انصر جلدی سے سر ہلاتا ہوا آفس سے باہر نکل گیا جب کہ ارسم اپنا لیپ ٹاپ کھولے کچھ میلز پڑھنے لگا

ایشال اور عمایہ کالج سے تھکی ہاری گھر میں داخل ہوئی جب آگے ہی لاؤنج میں انہیں تایا جان اور عارف صاحب بیٹھے ہوئے دکھائی دیے اور ساتھ ان دونوں کی بیگمات بھی موجود تھیں

السلام علیکم ڈیئر بڈی آپ آج یہاں ہمارے غریب کھانے میں کیسے آ گئے عمایہ تایا جان کو دیکھ کر بے تحاشہ خوش ہوتے ہوئے ان کے قریب ہی بیٹھتے ہوئے بولی اس کا انداز بالکل دوستانہ تھا

وعلیکم السلام میری شہزادی ہم نے سوچا کہ ہماری شہزادی تو کافی مصروف ہو چکی ہے چلو خود ہی اس سے ملتے ہیں تایا جان شفقت سے اس کا ماتھا چومتے ہوئے بولے تو وہ مسکرا دی جبکہ ایشال تائی جان کے قریب ہی بیگ رکھتے ہوئے بیٹھ چکی تھی

اچھا لیکن بڑی مجھے ایسا کیوں محسوس ہو رہا ہے جیسے آپ لوگ کوئی میٹنگ ارینج کر کے بیٹھے ہیں عمایہ سب کی طرف ایک نظر گھماتے ہوئے تفشیشی انداز میں بولی تو سب بے اختیار مسکرا اٹھے

جی ہاں میری جان ہم نے ایک میٹنگ ارینج کی ہے بلکہ میٹنگ تو ہم کر چکے ہیں بلکہ ہم نے ایک فیصلہ کیا ہے کہ ہم اب جلدی ہی تمہارے عارب بھائی کی شادی کر دیں گے

تائی جان عمایہ کی طرف دیکھتے ہوئے مسکراتے ہوئے بولی جبکہ ان کی بات سن کر وہ خوشی سے اچھل ہی پڑی تھی

کیا سچ میں عارب بھائی کی شادی کرنے کا سوچ رہے ہیں آپ سب ہائے کتنا مزہ آئے گا سیریسلی وہ کافی ایکسائٹڈ ہوتے ہوئے بولی تو سب مسکرا دیے

ہاں جی شہزادی جلد ہی تمہارے عارب بھائی واپس آرہے ہیں اور جلد ہی ہم ان کی شادی بھی کر رہے ہیں عارف صاحب اپنی پھول سی بچی کو محبت سے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے بولے تو وہ خوشی سے ان کے گلے ہی لگ گئی

اس کی خوشی کا کوئی ٹھکانا ہی نہیں تھا جب کہ پاس ہی بیٹھی ایشال بھی بے حد خوش تھی یہاں تک کہ وہ تائی جان کو کس کر گلے بھی لگا چکی تھی

اب ہم ڈھیر ساری شاپنگ کریں گے مطلب ہماری بھابی آنے والی ہے اور ہمیں شادی کے سارے فنکشن بھی کرنے ہیں اس لیے ہم ڈھیر ساری شاپنگ بھی کریں گے بس ہمارے ایکزم ختم ہو جائے اس کے بعد ہم روز شاپنگ پر جائیں گے عمایہ بے حد خوش ہوتے ہوئے بولی جب اچانک اس کے دماغ میں کچھ کلک ہوا اور ساتھ ہی وہ چہرہ لٹکا کر بیٹھ گئی

لیکن مجھ سے تو شاپنگ ہوتی ہی نہیں میں کیسے اپنی شاپنگ کروں گی وہ مایوسی سے بولی

کوئی بات نہیں میری بچی پریشان ہونے والی کوئی بات نہیں تھوڑی تھوڑی کر کے شاپنگ کر لینا اس طرح تم گھبراؤ گی بھی نہیں اور شاپنگ بھی ہو جائے گی اسمہ نے مسکراتے ہوئے اس کا مسئلہ حل کیا

بھائی ہوتے تو میں نے کر لینی تھی خیر عارب بھائی کی شادی پر بھائی بھی تو آئیں گے نا بھائی ایک بار واپس آ جائیں پھر میں شاپنگ پر جاؤں گی ابھی ہم فریش ہو کر آ جائیں بہت بھوک لگی ہے وہ سب کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولی اور پھر اپنا بیگ پکڑتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی

ہاں بیٹھا آپ لوگ جاؤ میں آپ کے لیے کھانا لگاتی ہوں اسمہ ان دونوں کی طرف دیکھتی ہوں مسکرا کر بولی تو وہ دونوں مسکراتی ہوئی فریش ہونے چلی گئیں

عارف صاحب اور عظیم صاحب دونوں اپنے ماں باپ کے دو بیٹے تھے ان کی کوئی بہن نہیں تھی اور نہ ہی کوئی تیسرا بھائی تھا ماں باپ کے انتقال ہونے کے بعد ان دونوں کا رشتہ ہمیشہ ایک دوسرے سے گہرا ہی رہا دونوں کے گھر بالکل ساتھ ساتھ تھے اور دونوں گھروں کے درمیان ایک دروازہ بھی موجود تھا جو ایک دوسرے کے گھر میں آنے جانے کے لیے بنایا گیا تھا

عظیم صاحب کے دو بیٹے تھے بڑا بیٹا عارب اور چھوٹا بیٹا حمزہ جب کہ عارف صاحب کے تین بچے تھے بڑا بیٹا حیدر اور اس سے آٹھ سال چھوٹا ہادی اور ہادی سے ایک سال چھوٹی عمایہ تھی

وہ اپنے خاندان کی اکلوتی بیٹی تھی سب نے اسے اپنی ہتھیلی کا چھالا بنا کر پالا تھا وہ سب کی لاڈلی تھی اتنی لاڈلی کہ وہ کسی چیز پر صرف نظر اٹھائے تو وہ اس کی بنادی جاتی تھی جب کہ اتنے لاڈ پیار سے بھی وہ بالکل نہیں بگڑی تھی

وہ محبتوں میں پلنے والی لڑکی تھی وہ صرف محبت کرنا جانتی تھی ہادی عمایہ سے ایک سال بڑا تھا مگر اس نے کبھی بھی ہادی کو بھائی بول کر نہیں بلایا تھا جبکہ حمزہ عمایہ سے چند ماہ چھوٹا تھا اور ایشال حمزہ کی خالہ زاد بہن تھی بہن اور بہنوئی کی وفات کے بعد وہ ایشال کو اپنے ساتھ لے آئی تھی اور بچپن سے لے کے اب تک اس کی پرورش انہوں نے ہی کی تھی وہ سب بالکل بہن بھائیوں کی طرح تھے

عارب کا نکاح دو سال پہلے ہی ہو چکا تھا جو کہ عظیم صاحب کے ایک بہترین دوست کی اکلوتی بیٹی کے ساتھ ہوا تھا اور اب وہ سب شادی کرنے کے بارے میں سوچ رہے تھے جبکہ عارب اور حیدر دونوں ہی اسٹریلیا اپنے ڈاکٹر کی ڈگری لے کر جلد ہی واپس آنے والے تھے

وہ ایک خوشحال فیملی تھی جہاں صرف خوشیاں تھی نہ تو کوئی لڑائی تھی اور نہ ہی کوئی جھگڑا سب کو محبت سے رہنا آتا تھا اور یہی وجہ تھی جو آج تک وہ سب ایک دوسرے سے جڑے ہوئے تھے بڑوں میں اتنی محبت ہونے کے بعد ہی بچوں میں اس سے زیادہ محبت تھی وہ سب ایک دوسرے کے ہم عمر تھے مگر ایک دوسرے کو بے حد عزیز تھے

عمایہ ایک بے حد شرارتی اور ہنسنے کھیلنے والی لڑکی تھی خوبصورت اور معصوم وہ اتنی تھی کہ اس کی خوبصورتی کو اگر کوئی نظر اٹھا کر دیکھتا تو اپنی نظر پلٹنا بھول جاتا وہ بہت خوبصورت تھی خدا نے اسے قدرتی حسن سے نوازا تھا مگر

اس نے کبھی بھی خود پر غرور نہیں کیا تھا نہ ہی کبھی اس نے خود کے حسن پر غور کیا تھا اسے اپنی زندگی شرارتوں سے بھری ہوئی پسند تھی

جبکہ ایشال بھی کوئی عام سی لڑکی ہرگز نہیں تھی وہ بھی بہت خوبصورت تھی گرے آنکھوں والی بالکل گڑیا جیسی معصومیت اس کے چہرے سے جھلکتی تھی مگر شرارتوں کے معاملے میں وہ عمایہ سے پیچھے تھی اور پڑھائی کے معاملے میں وہ بہت آلسی تھی پڑھنا اسے بالکل پسند نہیں تھا مگر صرف عمایہ کے لیے اس نے محنت کر کے اپنا ایڈمیشن میڈیکل میں لیا تھا اور اب وہ اپنی طرف سے بھرپور محنت کر رہی تھی تاکہ وہ اپنی بچپن کی بہترین دوست کے ساتھ ہی ڈاکٹر بنے اور زندگی کا اگلا مرحلہ بھی وہ ایک ساتھ ہی طے کرے وہ دونوں سگی بہنیں تو نہیں تھی مگر ان دونوں کی محبت سگی بہنوں سے بڑھ کر تھی

عمایہ ایشال اس وقت اپنے تمام لیکچر لینے کے بعد کینٹین میں بیٹھی تھی جب ایشال نے عمایہ کو مخاطب کیا

یار عزمی میرے خیال سے یہ بکس ہمیں کالج کی لائبریری سے ہر گز نہیں ملیں گی ہم دوسری لائبریری چلتے ہیں وہاں سے مل جائے گی ایشال عمایہ کی طرف دیکھتی ہوئی بولی

ہاں وہ تو ٹھیک ہے مگر اب ہمیں دوسری لائبریری جانے کی ضرورت کیا ہے ہم ہادی کو بولیں گے وہ لے آئے گا فی الحال ابھی ہم نوٹس لینے چلتے ہیں عمایہ نے ایشال کو یاد کروایا کہ انہوں نے نوٹس بھی لینے ہیں

ہاں وہ لوگ تو ہمارا انتظار کر رہی ہوں گی شٹ یار ہمارے تو دماغ سے نکل گیا چلو اٹھو جلدی سے ایشال جلدی سے اپنی کتابیں سمیٹتی ہوئی بولی

اچھا رکو میں بس ہادی کو کال کر کے بتادوں کہ ہمیں وہ کالج سے نہیں ریسٹورنٹ سے آ کر پک کرے عمایہ ایشال کی طرف دیکھتی ہوئی بولی

تو وہ ہاں میں سر ہلاتی ہوئی کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی جب کہ عمایہ ہادی کو کال کرنے میں مصروف ہو گئی

انہیں اپنی کلاس فیلو سے کچھ نوٹس لینے تھے جو اس وقت کالج کے سامنے والے ہی ریسٹورنٹ میں موجود ان کا انتظار کر رہی تھی کیونکہ وہ لیکچر ختم ہونے کے بعد وہاں کھانا کھانے گئی تھیں انہوں نے تو ان دونوں کو بھی آفر کیا تھا مگر یہ دونوں ہی اپنی بکس ڈھونڈنے میں مصروف تھی اس لیے سارا وقت لائبریری میں ہی وقف ہو گیا

عمایہ کب سے ہادی کو فون کر رہی تھی مگر اس نے عمایہ کی ایک بھی کال نہیں اٹھائی تھی ابھی عمایہ ایشال کے ساتھ ریسٹورنٹ میں داخل ہوئی تھی جب ہادی کا میسج اس کے فون پر شو ہوا اس نے ہادی کا میسج دیکھتے ہوئے اسے جواب دیا وہ فون میں دیکھتے ہوئے چلتی آرہی تھی اس کا دھیان سامنے کی جانب بالکل نہیں تھا جب اچانک وہ کسی سے بری طرح ٹکرائی نتیجاً اُس کے ہاتھ میں پکڑی گئی کچھ بکس اور فون دور جا گرا

اووو خدایا.....!! عمایہ نے آنکھیں بند کرتے ہوئے اپنا ماتھا مسلہ اسے لگا جیسے وہ کسی پہاڑ سے ٹکرائی ہو اتنی زور سے اس کا ماتھا کسی کے وجود سے ٹکرایا تھا

ارسم جو اس ریسٹورنٹ میں کافی پینے آیا تھا ابھی وہ واپسی کے لیے نکلنے ہی لگا تھا جب سامنے سے آتی ایک لڑکی سے ٹکرایا اس سے پہلے کہ وہ اس لڑکی سے کچھ بولتا وہ لڑکی خود ہی بول اٹھی مگر اس کی آواز سن کر اسے اس کی آواز کچھ جانی پہچانی لگی

عزمی تمہارا فون.....ایشال نے جلدی سے آگے بڑھ کر عمایہ فون اٹھایا جس کی سکرین چکنا چور ہو چکی تھی جبکہ ایشال کی آواز سن کر عمایہ نے اپنی آنکھیں کھول کر ایشال کی طرف دیکھا جو اس کا فون پکڑ کر اسے دیکھ رہی تھی

ارسم عمایہ کے کچھ فاصلے پر کھڑا تھا ابھی وہ کچھ بولنے ہی لگا تھا جب عمایہ بول اٹھی

کیا ہوا ٹوٹ گیا.... عمایہ نے ایشال سے پوچھا تو اس نے اثباب میں سر ہلایا

دکھاؤ.... عمایہ نے ایشال کے ہاتھ سے فون پکڑ کر اپنے سامنے کیا تو فون کو دیکھتے ہی اس کی ہنسی نکل گئی

جبکہ اسے ہنستا دیکھ کر ایشال نے حیرانگی سے اس کی طرف دیکھا جبکہ ارسم کو اس سب میں کوئی انٹرسٹ نہیں تھا وہ تو صرف اس لیے کھڑا تھا تاکہ جو اس کی وجہ سے نقصان ہو سکا ہے وہ بھر سکے کیونکہ معافی مانگنا اس کی ڈکشنری میں شامل نہیں تھا اور نہ ہی آج تک اس نے کسی سے بھی معافی مانگی تھی

کیا ہوا ہنس کیوں رہی ہو ایشال اسے حیرانگی سے دیکھتی ہوں بولی

ہادی نے بولا تھا کہ یہ فون اگر میں چھت سے بھی پھینکوں تب بھی یہ نہیں ٹوٹے گا مگر ذرا سے انچ کی اونچائی سے گرنے سے یہ چکنا چور ہو گیا یعنی کہ اس کی گارنٹی بیکار گئی عمایہ فون کو الٹ پلٹ کر کے دیکھتے ہوئے بولی

اسکیوزمی میم ہمارے ٹکرانے کی وجہ سے آپ کا فون ٹوٹ گیا کیا ہم اس کا نقصان بھر سکتے ہیں انصر عمایہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تو عمایہ نے جھٹکے سے سر اٹھا کر انصر کی طرف دیکھا جو بلیک تھری پیس میں موجود کانوں میں

بلو ٹو تھ لگائے اس کے سامنے کھڑا تھا وہ دیکھنے سے ہی پر سنلٹی وائز ڈیشنگ اور ہینڈ سم لگ رہا تھا مگر وہ ارسم ابراہیم کا پر سنل بوڈی گارڈ تھا

ارے نہیں نہیں کوئی نقصان نہیں ہوا کوئی بات نہیں اٹس او کے عمایہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولی تو اس نے حیرانگی اس لڑکی کو دیکھا آج کے دور میں ایک چھوٹا سا نقصان ہونے پر لڑکیاں دوسروں کو پھاڑ کھانے کو دوڑتی تھی اور یہ وہ لڑکی تھی جس کا مہنگا ترین فون گرنے کی وجہ سے چکنا چور ہو گیا تھا مگر پھر بھی وہ مسکراتے ہوئے اٹس او کے بول رہی تھی

اسے پکڑو اور سنبھال کر رکھنا گارنٹی والی چیز کو سنبھال کر رکھتے ہیں اور اس کی ایکسٹرا گارنٹی ملی تھی پھر اسے ہادی کو لازمی دکھانا ہے عمایہ وہ فون ایشال کو تھماتے ہوئے بولی اور آخر میں خود ہی ہلکا سا ہنس دے گویا وہ ہادی کی بات کا مذاق اڑا رہی تھی

اٹس او کے بھائی کوئی مسئلہ نہیں ہمارا کوئی نقصان نہیں ہوا آپ ابھی تک یہیں پر کھڑے ہیں فکر نہیں کریں آپ کو کوئی نقصان نہیں بھرنا عمایہ ابھی

تک اپنے قریب انصر کو کھڑے دیکھ کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولی

اور پھر ایشال کا ہاتھ تھامتے ہوئے آگے کی جانب بڑھ گئی جب کہ انصر کی حیرانگی ابھی بھی ختم نہیں ہوئی تھی

ارسم نے اس لڑکی کے چہرے کے صرف ایک جھلک دیکھی تھی مگر وہ اگنور کر گیا جس نے آج تک لڑکیوں میں انٹرسٹ نہیں لیا تھا وہ اب کیوں لیتا مگر یہ بات اس کے لیے بھی تھوڑی حیرانگی والی تھی کہ کسی لڑکی کا اتنا نقصان ہونے پر اس نے ہنستے ہوئے اٹس اوکے بولا اور وہاں سے چلی گئی مگر وہ ایک سیکنڈ کے اندر اندر خود کی حیرانگی کو کنڑول کرتے ہوئے خود کو کمپوز کر چکا تھا کیا یہاں پر جمے رہنے کا ارادہ ہے انصر کو اپنے ٹھیک پیچھے سے ارسم کی سنجیدہ بھاری اور غصے سے بھرپور آواز سنائی دی تو ہڑبڑا کر پیچھے مڑا

نہیں سر چلیں انصر ارسم کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولا تو ارسم نے قدم باہر کی جانب بڑھائے جبکہ انصر اس کے پیچھے ہی تھا

ارسم اپنے کمرہ میں داخل ہوا اور اپنا کوٹ جو اس نے پہلے ہی اتار کے اپنے بازو میں ڈالا ہوا تھا اسے بیڈ کے ایک طرف رکھا اور فریش ہونے چلا گیا

کچھ دیر بعد وہ فریش ہو کر نکلا تو وہ کافی نکھرا نکھرا سا لگ رہا تھا اس کی سفید رنگت جس پر ہلکے ہلکے پانی کے قطرے نمودار تھے وہ شرٹ لیس ٹاول سے اپنے بالوں کو خشک کرتا ہوا بیڈ تک آیا جب سامنے ہی ٹیبل پر اسے ایک فون پڑا ہوا دکھائی دیا جو وہ صبح ہی چارج پر لگا کے گیا تھا تا کہ وہ پتہ کر سکے کہ یہ فون کس کا ہے

ٹاول کو دوسری جانب پھینکتے ہوئے وہ وہیں بیڈ پر براجمان ہوا اور ہاتھ بڑھا کر فون اٹھایا اور اس کا پاور بٹن دباتے ہوئے اس فون کو آن کیا جو اگلے ہی لمحے فل چارج ہونے کی وجہ سے آن ہو چکا تھا

فون آن ہوتے ہی وال پیپر پر اسے ایک تصویر دکھائی دی جس میں ایک لڑکی موجود تھی مگر اس نے اپنے چہرے کے آگے ایک کتاب کی ہوئی تھی جس سے اس کا چہرہ کتاب کے آڑے میں چھپا ہوا تھا

وال پیپر پر ایک انگلی اوپر کی جانب کرتے ہی فون انلاک ہو چکا تھا یعنی فون پر کوئی بھی پاسورڈ نہیں لگایا گیا تھا دیکھنے سے تو وہ سمجھ ہی چکا تھا کہ یہ ضرور کسی لڑکی کا فون ہے اور یہ اسی لڑکی کا فون تھا جس نے اس کے سینے سے گولی نکالی تھی

فون کو انلاک کرتے ہی اسے اپنا سامنے بہت ایپس دکھائی دیے اس نے سب کو اگنور کرتے ہوئے گیلری کو اوپن کیا

گیلری اوپن ہوتے ہیں اسے اپنے سامنے بے شمار فولڈر نظر آئے کسی میں کچھ نوٹس کی تصویریں تھی کسی میں ناولز کی اور کسی میں کچھ کتابوں کی کسی میں کچھ شعر و شاعری کی ایسا بہت کچھ تھا تھوڑا بہت اوپر نیچے کرنے کے بعد اسے ایک فولڈر دکھائی دیا جس پر مائی اون لکھا تھا

اس فولڈر پر کلک کرتے ہی اس کے سامنے ایک خوبصورت لڑکی کی بہت سی تصویریں نمودار ہوئی اس نے ساری تصویروں کو دیکھنے کے بجائے پہلی تصویر پر کلک کیا تو وہ تصویر کھل کر اس کے سامنے آگئی

اس تصویر میں ایک لڑکی ہلکی سی مسکراہٹ اپنے ہونٹوں پر سجائے کیمرے کی جانب دیکھ رہی تھی ایک ہاتھ اس کا گال کے نیچے تھا سنہری گھنی پلکوں والی آنکھیں چمک رہی تھی چہرے پر بے حد معصومیت تھی دودھیا رنگت جس پر پر کشش نقوش اور سر پر دوپٹہ تھا وہ بے حد خوبصورت لڑکی تھی تصویر کو دیکھتے ہیں اس کا دماغ میں کچھ کلک ہوا اسے لگا جیسے اس لڑکی کو اس نے پہلے کہیں دیکھا ہو مگر کہاں اس نے اپنے دماغ پر زور ڈالا

ریسٹورنٹ میں جس لڑکی سے وہ ٹکرایا تھا یہ وہی لڑکی تھی اس کے دماغ نے فوراً اس بات کو ظاہر کیا مگر وہ اس کا چہرہ پوری طرح نہیں دیکھ سکا تھا اس لیے وہ یہ بات کنفرم نہیں بتا سکتا تھا مگر اسے 70 فیصد یقین تھا کہ یہ وہی لڑکی ہے

مزید تصویروں کو دیکھنے کی بجائے اس نے فون کو بند کرتے ہوئے دوبارہ ٹیبل پر رکھ دیا اور یوں ہی بیڈ پر سیدھا ہو کے لیٹ گیا اور آنکھیں موند لیں ایک بار پھر اس کی آنکھوں کے سامنے وہی دھندلا چہرہ نظر آیا اس کے بعد اس چہرے کی ہلکی سی جھلک جو اس نے صبح دیکھی تھی اور اس کے بعد وہ مکمل تصویر جو اس نے ابھی دیکھی تھی اور پھر اس کے کھلکھلانے کی آواز جو صبح اس نے سنی تھی اس نے پٹ سے آنکھیں کھولتے ہوئے چھت کو گھورا یعنی یہ سب کیا اس کا دماغ میں چل رہا تھا

What a foolish move this is

(یہ کیا وقوفوں والی حرکت ہے)

وہ خود سے ہی بڑبڑایا اور پھر اپنا لیپ ٹاپ لے کر اپنی کچھ میلز چیک کرنے لگا کیونکہ وہ اپنا دماغ اس طرف ہرگز نہیں جانے دینا چاہتا تھا

صبح انصر سے بول کر وہ اس لڑکی کا پتہ کروانے کا ارادہ رکھتا تھا کہ وہ اسے اس کا فون لوٹا کر اسے فرضیہ شکریہ ادا کر سکے

کیا کر رہے ہو موٹے عمایہ ہادی کے پیچھے کھڑے ہوتے اپنی کمر پر دونوں ہاتھ باندھ کر اس کے آگے کی جانب جھانکتے ہوئے بولی جو اپنا لیپ ٹاپ کھولے اپنی پڑھائی کرنے میں مصروف تھا

موٹی نظر نہیں آرہا کیا پڑھ رہا ہوں ہادی نے بھی اسی کے انداز میں جواب دیا

اچھا چھوڑو اسے مجھے تمہیں کچھ دکھانا ہے عمایہ آگے بڑھ کر اس کا لیپ ٹاپ بند کرتے ہوئے بولی اور اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئی جب ہادی نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا

دکھاؤ بھی اب۔ عمایہ کو یوں ہی بیٹھا دیکھ کر وہ تھوڑا جھنجھلا کر بولا

موٹے اتنی جلدی کیا ہے دکھا رہی ہوں نا عمایہ نے بولتے ہی اپنے ہاتھ میں پکڑا فون ٹیبل کے اوپر ہادی کا سامنے

رکھا جب کہ فون کو دیکھتے ہی ہادی کا پورا کا پورا منہ ہی کھل گیا

یہ کیا کیا تم نے.... ہادی اپنے سامنے پڑے فون کو صدمے سے دیکھتے ہوئے بولا جس کی سکرین چکنا چور ہو چکی تھی

میں نے تو کچھ نہیں کیا صبح کسی کے ٹکرانے کی وجہ سے گر گیا اور دیکھو ٹوٹ بھی گیا تم نے تو گارنٹی دی تھی نا کہ چھت سے بھی گراؤں گی تو نہیں ٹوٹے گا مگر یہ بیچارا تو تھوڑی سی اونچائی سے گرنے پر ہی ہلاک ہو گیا عمایہ اسے بتا کر آخر میں خود ہی ہنسنے لگی

جبکہ ہادی تو اپنے سامنے پڑے برینڈڈ فون کو صدمے سے ہی دیکھ رہا تھا جسے وہ چند گھنٹے پہلے ہی بہت دل سے خرید کر اپنی بہن کے لیے لایا تھا اور ان چند گھنٹوں میں ہی اس کی بہن نے اس کا حشر بگاڑ دیا تھا کہ وہ کہیں سے بھی نیا فون نہیں لگ رہا تھا

ارے موٹے صدمے سے نکلو باہر اور اب مجھے نیا فون لا کر دو عمایہ اس کے کندھے پر ہاتھ مارتے ہوئے بولی

میں نہیں لا رہا تم دوبارہ وہ فون توڑ دو گی ہادی ہاتھ دائیں بائیں ہلاتے ہوئے بولا اس کی طرف سے صاف انکار تھا جبکہ اس کی بات سن کر عمایہ نے اسے گھورا

ٹھیک ہے مت لا کر دو میں بابا سے بولوں گی عمایہ نے اپنا قیمتی ہتیار آزمایا

بابا کی چمچی خبردار اگر تم نے بابا سے کچھ بھی بولا ہادی سامنے پڑا فون اٹھا کر اس کو معائنہ کرتے ہوئے بولا

میں تو بولوں گی کہ پہلے تو تم نے مجھے یہ سو کولڈ نازک سا فون لا کر دیا جو ایک بار ہی گرنے سے ٹوٹ گیا اور اب تم مجھے دوسرا فون بھی نہیں لا کر دے رہے جب کہ تمہیں پتہ ہے کہ میں ایک سٹوڈنٹ ہوں اور سٹوڈنٹ کے لیے موبائل کتنا ضروری ہے عمایہ سینے پر دونوں ہاتھ باندھ کر گردن اکڑاتے ہوئے بولی

ہاں بہت ضروری ہے تاکہ تم دن رات ایشال سے باتیں کرتی رہو پتہ نہیں تم دونوں کا دل کیوں نہیں بھرتا اگر ساتھ ہوتی ہو تب بھی باتیں ختم نہیں ہوتی اور ساتھ نہیں ہوتی تو تب بھی فون پر باتیں ختم نہیں ہوتی۔

ایک بات بتاؤ کہ تم لوگوں کی ایسی کون سی گہری باتیں ہیں جو دن رات ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتی ہادی آنکھیں چھوٹی کر کر تفشیشی انداز میں عمایہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تو اس نے اس کے بازو پر ایک چپیت لگائی

تمہیں کوئی مسئلہ ہے ہم دن میں بات کریں یا رات میں تم صرف فون لا کر دو ورنہ میں جا رہی ہوں بابا کو بتانے عمایہ اسے دھمکاتے ہوئے جب کرسی سے اٹھنے لگی تو ہادی نے فوراً اس کا ہاتھ پکڑ کے اسے واپس کرسی پر بیٹھایا

بیٹھ جاؤ موٹی لا دوں گا کل ہادی اسے واپس کرسی پر کھینچ کر بیٹھاتے ہوئے بولا تو عمایہ نے بتیسی نکالتے ہوئے ہادی کی طرف دیکھا

اچھا بات سنو ایک ضروری بات بتانی تھی تمہیں عمایہ اپنی کرسی ہادی کی کرسی کے قریب گھسیٹتے ہوئے بولی

کل ہماری فرینڈ کی برتھ ڈے ہے اور ہم دونوں نے وہیں پر جانا ہے اور تم ہمارے ساتھ چلو گے مگر تمہیں ریسٹورنٹ میں آنے کے بالکل اجازت نہیں ہو گی تم باہر کھڑے ہو کر ہمارا انتظار کرو گے اور دو گھنٹے کے اندر اندر ہم دونوں واپس آجائیں گے عمایہ ہادی کی طرف دیکھتی ہوئی بولی اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ حکم دے رہی ہو

کیا کیا کیا..... کیا بولا تم نے کہ میں دو گھنٹے پاگلوں کی طرح باہر کھڑے ہو کر تم لوگوں کا انتظار کروں گا ہادی کو جیسے سننے میں کوئی غلطی لگی تھی

ہاں نا تم باہر کھڑے ہو کر ہمارا انتظار کرو گے اب تم خود کو پاگل بولو یا سمجھدار یہ تمہاری مرضی ہے مگر تم یہ کرو گے عمایہ ہادی کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولی

کیا بے وقوف سمجھ رکھا ہے مجھے کہ میں دو گھنٹے باہر کھڑے ہو کر تم دونوں کا انتظار کروں برتھ ڈے تمہاری فرینڈ کی ہے جانا تم دونوں نے ہے چھوڑ میں

آؤں گا لیکن انتظار میں نے ہرگز نہیں کرنا اتنا ویلا نہیں ہوں میں ہادی عمایہ سے بولتے ہوئے اپنا لیپ ٹاپ کھول چکا تھا

پکی بات ہے کہ تم ہمارے ساتھ نہیں چلو گے عمایہ نے تصدیق چاہی

ہاں پکی...... ہادی نے اس کی تصدیق میں حامی بھری

ٹھیک ہے پھر میں اب بابا سے بات کروں گی عمایہ اتراتے ہوئے بولی اور کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی اس سے پہلے کہ ہادی اسے روکتا یا پھر اسے کچھ کہتا وہ تقریباً بھاگنے کے انداز سے وہاں سے نکل چکی تھی جبکہ ہادی اس کے پیچھے سے ارے ارے ہی کرتا رہ گیا

باباجان.....!! عمایہ عارف صاحب کے کمرے کا دروازہ کھول کر لٹکے منہ سے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے بولی

عارف صاحب جو سامنے ہی بیڈ پر بیٹھے اپنی کچھ فائل چیک کر رہے تھے عمایہ کو کمرے میں آتا دیکھ کر فوراً سے اپنی فائل بند کر کے عمایہ کی طرف متوجہ ہوئے

جی میری شہزادی کیا ہوا چہرہ کیوں لٹکا ہوا ہے عارف صاحب نرمی سے اس کا ہاتھ تھام کر اسے اپنے قریب ہی بٹھاتے ہوئے بولے

بابا ہادی میری کوئی بات نہیں سنتا عمایہ مسکین سی شکل بنا کر عارف صاحب کی طرف دیکھتے ہوئے بولی جب کہ ہادی جو عمایہ کے پیچھے ہی آیا تھا عمایہ کو یوں ایکٹنگ کرتا دیکھ کر آنے والی شامت کے لیے خود کو تیار کرنے لگا

کیوں اب کیا کیا ہادی نے عارف صاحب نرمی سے اسے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے بولے

بابا کل میری ایک بہت ہی اچھی فرینڈ کی برتھ ڈے ہے اور اس نے مجھے اور ایشال کو بھی انوائٹ کیا ہے زیادہ دیر نہیں لگے گی صرف دو گھنٹے کے لیے جانا ہے مگر ہادی بول رہا ہے کہ وہ ہمیں لے کر جائے گا مگر وہاں کھڑے ہو کر ہمارا انتظار نہیں کرے گا عمایہ معصوم سی شکل بنا کر عارف صاحب کی طرف دیکھتے ہوئے بولی

جبکہ دروازے پر کھڑا ہادی اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا ہی رہ گیا کیونکہ اس کی شکایتیں اب شروع ہو چکی تھی

کیوں انتظار نہیں کرے گا اس کا تو باپ بھی کرے گا وہ کیوں نہیں کرے گا

ادھر آؤ ذرا تم اندر کیا بولا ہے تم نے اسے عارف صاحب ابھی بول رہے تھے

جب ان کی نظر دروازے پر کھڑے ہادی پر پڑی

بابا میں نے تو کچھ نہیں بولا ہادی معصوم سی شکل بنا کر کمرے میں داخل ہوتا ہوا بولا

کل تم بچیوں کے ساتھ جاؤ گے اور جب تک یہ دونوں واپس نہیں آئیں گی تب تک تم وہاں سے ہلو گے بھی نہیں جیسے لے کر جاؤ گے ویسے ہی واپس بھی لے کر آؤ گے سمجھے عارف صاحب ہادی کی طرف دیکھتے ہوئے تھوڑا سختی سے بولے

جی جی بابا سمجھ گیا۔۔۔ ہادی اپنے دانتوں کی نمائش کرتے ہوئے بولا اور ایک نظر عمایہ کو دیکھا جو عارف صاحب کے سینے سے لگی جتانے والی نظروں سے

اسے دیکھ رہی تھی جیسے وہ نظروں ہی نظروں میں کہنا چاہ رہی ہو دیکھ لیا انکار کر کے اب بتاؤ کہاں جاؤ گے بیٹا

تھینک یو سو مچ بابا جان لو یو عمایہ عارف صاحب کے گال پر شدت سے لب رکھتے ہوئے بولی

لو یو ٹو میری جان اب جاؤ رات بہت ہو چکی ہے سو جاؤ جا کر عارف صاحب اس کا ماتھا چومتے ہوئے بولے

جی میں بس ایشال کو بتا دوں پھر میں جا کر سو جاؤں گی عمایہ عارف صاحب کی طرف دیکھتے ہوئے بولی تو انہوں نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا تو عمایہ خوشی سے اچھلتی ہوئی کمرے سے نکل گئی جبکہ ہادی بھی اس کے پیچھے پیچھے ہی تھا

ریسٹورنٹ کے ایک کونے میں ایک بے حد ڈیشنگ پرسنلٹی والا شخص بیٹھا ٹانگ پر ٹانگ جمائے دائیں ہاتھ میں کافی کا مگ پکڑے دوسرے ہاتھ میں موبائل کی سکرین کو اپنے سامنے کیے بھاپ اوڑتی کافی کہ گھونٹ بھر رہا تھا اس کی دائیں جانب ہاتھ باندھ کر انصر کھڑا تھا

جبکہ ارسم ابراہیم ریسٹورنٹ میں آنے جانے والے ہر افراد کی نظروں کا مرکز بنا ہوا تھا کیونکہ آج تک کسی نے بھی اس ریسٹورنٹ میں اتنا ڈیشنگ اور ہینڈسم بندہ ہرگز نہیں دیکھا تھا اس کے ڈریسنگ کا انتخاب اتنا کمال کا تھا کہ دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ کوئی عام شخص ہرگز نہیں ہے

جبکہ ارسم ابراہیم کو کسی کی بھی نظروں سے کوئی لینا دینا نہیں تھا اسے لوگوں کی توجہ حاصل کرنا بالکل پسند نہیں تھا اور نہ ہی لوگوں کی نظریں اسے خود پر فخر کرنے کا باعث بنتی تھی اس کے لیے یہ چیز عام تھی جب امریکہ جیسے بولڈ ملک میں لوگ اسے مڑ مڑ کر دیکھ سکتے ہیں تو یہ تو پھر بھی پاکستان تھا

وہ ایک ایسا خوبصورت اور ہینڈسم مرد تھا جسے صرف لڑکیاں ہی نہیں بلکہ لڑکے بھی مڑ کر دیکھتے تھے اور ارسم ابراہیم کو اپنی اس پرسنلٹی پر بالکل غرور نہیں تھا بلکہ اپنی پرسنلٹی کو مزید ڈیشنگ بنانا اس کے کردار کا ایک حصہ تھا

عمایہ ایشال اور اپنی کچھ کلاس فیلو کے ساتھ اس ریسٹورنٹ میں داخل ہوئی اور ایک سائیڈ پر چلتے ہوئے اپنے مطلوبہ ٹیبل پر براجمان ہو گئی کیونکہ وہ جب بھی اس ریسٹورنٹ میں آتی تھی وہ اسی ٹیبل پر بیٹھتی تھی جس پر اس وقت وہ بیٹھی تھی

شکر ہے کہ یہ پریکٹیکل ختم ہوا۔۔۔۔ عمایہ کی ایک دوست تھکے سے انداز میں کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولی

ہاں یار سیریسلی ان کچھ دنوں کے پریکٹیکلز نے اور لیکچرز نے بہت زیادہ تھکا دیا ہے اس کی دوسری دوست اپنا بیگ ٹیبل پر رکھتے ہوئے کرسی گھسیٹ کر بیٹھتے ہوئے بولی

اور کوئی مجھ سے پوچھے جس کے دماغ کے اوپر سے سب کچھ گزر گیا اور اسے یہ ہی نہیں پتا کہ اس نے ان دنوں میں کیا کیا ہے اور کیا نہیں ایشال ہنستے ہوئے بولی تو وہ دونوں بھی اس کی بات پر قہقہہ لگا اٹھی

لیٹر لی اتنا مشکل تو نہیں تھا تم لوگوں نے جان بوجھ کر مشکل بنایا عمایہ ٹیبل پر پڑے مینیو کارڈ کو کھول کر مینیو دیکھتے ہوئے بولی

مس پرفیکٹ یہ صرف آپ ہی ہیں جنہیں یہ ٹیسٹ اور پریکٹیکل مشکل نہیں لگے کوئی ہم سے پوچھے کہ ہم نے خود کو کس طرح اس سمسٹر میں گھسیٹا ہے ایشال برا سا منہ بناتے ہوئے بولی

مجھے لگتا ہے کہ یہ مینیو کارڈ چینج ہے جو کھانا ہم منگواتے ہیں اس کا مینیو تو اس میں ہے ہی نہیں ایشال کی بات کو نظرانداز کرتے ہوئے عمایہ نے اپنی بات آگے رکھی

تم لوگ بیٹھو میں دوسرا مینیو کارڈ لے کر آتی ہوں عمایہ بول کر اٹھ کھڑی ہوئی ابھی اس نے تین سے چار قدم ہی آگے بڑھائے تھے جب ایک ٹیبل

کے قریب سے گزرتے ہوئے اچانک کوئی اپنی کرسی سے اٹھا اس اچانک اتفاق پر عمایہ کو بالکل سمجھ نہیں آئی اور اس کا سر کسی کے کندھے سے بہت زور سے لگا جس کے نتیجے میں اس کے ہاتھ میں پکڑا اس کا نیا آئی فون آج پھر زمین بوس ہو چکا تھا جبکہ وہ دوبارہ اپنا ماتھا پکڑتے رہ گئی

ارسم جو اچانک ہی اپنی کرسی کو گھسیٹ کر اٹھا تھا اور وہاں سے نکلنے لگا تھا جب اچانک پیچھے ہونے کے باعث اس کے کندھے سے کوئی ٹکرایا اور ساتھ ہی کچھ گرنے کی آواز بھی سنائی دی

ارسم نے جلدی سے مڑ کر پیچھے کی جانب دیکھا جہاں ایک لڑکی کھڑی اپنے ماتھے پر ہاتھ رکھے اپنا ماتھا مسل رہی تھی اور پھر اس نے اپنے چہرے سے ہاتھ ہٹاتے ہوئے نظریں اٹھا کر سامنے دیکھا ایک پل لگا تھا ارسم کو پہچاننے میں

یہ وہی لڑکی تھی جس کی تصویر اس نے رات کو اس فون میں دیکھی تھی اور یہ وہی لڑکی تھی جو کل بھی اسی ریسٹورنٹ میں اس سے ٹکرائی تھی

عزمی تمہارا فون۔ ابھی عمایہ نظریں اٹھا کر ارسم کی طرف دیکھتی اس سے

پہلے ہی اسے اپنے قریب سے ایشال کی آواز سنائی دی تو اس نے جھٹکے سے

گردن گھما کر ایشال کی طرف دیکھا جو اس کے نیو آئی فون کی لاش کو ہاتھ میں

پکڑے افسوس سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی

فون کی ٹوٹی ہوئی سکرین کو دیکھنے کے بعد عمایہ کو سمجھ ہی نہیں آئی کہ وہ

بیچاری کیا بولے کیونکہ یہ دوسرا فون تھا جو کسی سے ٹکرانے کی وجہ سے ٹوٹ

چکا تھا وہ بیچاری کنفیوز سی کبھی فون کو تو کبھی ایشال کو دیکھ رہی تھی

میم..... ابھی وہ ایشال کو دیکھ رہی تھی جب اسے اپنے قریب سے انصر کی

آواز سنائی دی تو اس نے گردن سیدھی کرتے ہوئے اپنے سامنے کھڑے

انصر کو دیکھا

بھائی آپ کو مجھ سے کیا چاہیے عمایہ معصوم سی شکل بنا کر انصر کی طرف دیکھتے

ہوئے بولی تو اس کی معصومیت کو دیکھتے ہوئے انصر کی ہنسی چھوٹتے چھوٹتے

رہ گئی کیونکہ ٹھیک عمایہ کہ پیچھے ارسم کھڑا سنجیدہ نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا

آئی ایم سوری میم آپ کا نقصان...... انصر ابھی کچھ بولتا عمایہ نے اس کی بات بیچ میں ہی کاٹی

مجھے کوئی نقصان نہیں بھروانا بھائی آپ بس مجھ سے ٹکرایا مت کریں آپ کی بہت مہربانی عمایہ کا انداز اتنا معصومانہ تھا کہ انصر بے ساختہ مسکرا اٹھا وہ بیچاری تو یہ بھی نہیں جانتی تھی کہ وہ دو دفعہ ٹکرائی کس سے ہے

لیکن میم ہم سے آپ کا نقصان دو دفعہ ہوا ہے ہم آپ کا نقصان بھرنا چاہتے ہیں انصر عمایہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا اس کا انداز سمجھانے والا تھا

نہیں بھائی تھینک یو عمایہ پھیکی سی مسکراہٹ لیے انصر کی طرف دیکھتے ہوئے بولی اب وہ اتنی بھی کمزور ضمیر کی مالک نہیں تھی کہ اپنا نقصان ہونے پر لوگوں سے اپنا نقصان بھرواتی

اچھا چھوڑو کوئی بات نہیں چلو اب ہم کھانا کھاتے ہیں ایشال آگے بڑھ کر

عمایہ کا ہاتھ تھامتے ہوئے بولی

نہیں مجھے نہیں کھانا فون کے ساتھ میرا دل ہی ٹوٹ گیا عمایہ اداسی سے بولی

اور واپس جانے کے لیے مڑی ارسم نے بہت غور سے اس لڑکی کو دیکھا تھا وہ

بہت خوبصورت لڑکی تھی اور معصومیت تو اس میں اتنی تھی کہ دیکھنے سے

شک ہوتا تھا کہ واقعی میں اس لڑکی میں اتنی معصومیت ہے یا نہیں

ہادی کو فون کرو عمایہ بولتی ہوئی آگے بڑھ گئی

میم بات سنیں عمایہ کہ جانے کے بعد انصر نے ایشال کو مخاطب کیا جو وہاں

سے جانے ہی والی تھی

بھائی کوئی بات نہیں اس نے منع کر دیا نا آپ فکر مت کریں ہمیں کوئی

نقصان نہیں بھروانا آپ سے شکریہ ایشال مسکراتے ہوئے بولی اور عمایہ کے

پیچھے ہی چل دی جبکہ ارسم کی نظروں نے دور تک عمایہ کی پشت کا پیچھا گیا تھا

سر چلیں ارسم کو انصر کی آواز سنائی دی تو اس نے جلدی سے عمایہ کی پشت سے اپنی نظریں ہٹائی اور سنجیدہ نظروں سے انصر کو دیکھتے ہوئے قدم باہر کے جانب بڑھائے

ٹکرا خود جاتے ہیں اب اس میں میرا کیا قصور انصر کندھے آچکاتے ہوئے بولا اور ارسم کے پیچھے ہی چل دیا

—

گاڑی اپنی منزل کو رواد واں تھی جبکہ گاڑی میں ہنوز خاموشی چھائی ہوئی تھی

اس لڑکی کے بارے میں تمام معلومات پتہ کرواؤ مجھے کل ہی اس لڑکی کی تمام معلومات چاہیے انصر کے کانوں میں ارسم کی بھاری گمبھیر اور سنجیدہ آواز سنائی دی تو اس نے سامنے شیشے سے پیچھے بیٹھے ارسم کو دیکھا جو بظاہر تو فون میں مصروف تھا مگر مخاطب انصر سے تھا

اوکے سر.... انصر عجیب سی کشمکش کا شکار ہوا تھا بھلا ارسم کو اس لڑکی کی معلومات کیوں چاہیے تھی وہ تھوڑا الجھا تھا کیونکہ آج تک اس نے ارسم کے منہ سے کبھی کسی لڑکی کا نام تک نہیں سنا تھا اور اب اچانک کسی لڑکی کی معلومات لینا اسے عجیب سا لگ رہا تھا مگر اس کا کام صرف حکم ماننا تھا نہ کہ وجہ پوچھنا یا اس کی کی تصدیق کرنا

سیکرٹی سے رابطہ کرو تمام فائلز بالکل تیار ہونی چاہیے مجھے شام کی میٹنگ میں ایک بھی غلطی میں برداشت نہیں کروں گا ارسم نے فون پر ہی نظریں جماتے ہوئے اگلا حکم پیش کیا

اوکے سر..... انصر نے سر ہلایا اور اپنا فون نکال کر مینجر سے رابطہ کرنے لگا

ہادی کب سے گاڑی کے آگے کھڑا ایشال اور عمایہ کے آنے کا انتظار کر رہا تھا جو واپس آنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی جبکہ انہیں اندر گئے دو گھنٹوں سے بھی زیادہ وقت ہو چکا تھا اور وہ بیچارہ ریسٹورنٹ کے باہر کھڑا کب سے بور ہو رہا

اب تو اسے غصہ بھی آنے لگا تھا اس نے غصے سے اپنا فون نکالا اور ایشال کو کال ملائی مگر آگے سے کال نہیں اٹھائی گئی

تین چار بار کال کرنے کے بعد بھی ایشال نے اس کی کال ریسیو نہیں کی تھی

ہادی نے اب خود اندر جانے کے بارے میں سوچا اور فون اپنی جیب میں رکھتے ہوئے قدم ریسٹورنٹ کی جانب بڑھائے مگر سامنے سے ہی اسے ایشال اور عمایہ ریسٹورنٹ سے نکلتی ہوئی دکھائی دی

ہیلو موٹے کیسا گزرا وقت امید ہے تم نے کافی انجوائے کیا ہو گا عمایہ ہادی کے کندھے پر ہاتھ مارتے ہوئے بالکل دوستانہ انداز میں بولی

وہ اسے چڑا رہی تھی اس کا اشارہ انتظار کرنے کی طرف تھا اسے معلوم تھا کہ ہادی بہت بور ہوا ہو گا اس لیے تو وہ مزید تنگ کر رہی تھی

موٹی اب تم جان بوجھ کر چھیڑ رہی ہو مجھے چلو گاڑی میں بیٹھو بھوک لگی ہے مجھے خود تو تم دونوں کھا آ ہو گی ہادی ان دونوں کو گھورتے ہوئے بولا

جی نہیں ہم دونوں نے ہی کچھ نہیں کھایا ہم نے صرف انجوائے کیا کیونکہ ہم تمہارے ساتھ کھانا کھانا چاہتے تھے اب جلدی چلو اور گاڑی ہمارے فیورٹ ریسٹورنٹ کی جانب بڑھاؤ عمایہ حکم دینے والے انداز میں بولی اور بہت شان سے چلتی ہوئی گاڑی کا فرنٹ ڈور کھول کر گاڑی میں بیٹھ گئی

ہادی نے اسے دیکھتے ہوئے سر جھٹکا اور جا کر ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی جبکہ ایشال پہلے ہی گاڑی میں بیٹھ چکی تھی

موٹی یہ لو اپنا فون اب تم نے یہ فون توڑا تو میں دوبارہ تمہیں فون نہیں لے کر دوں گا ہادی عمایہ کی طرف فون بڑھاتے ہوئے بولا جو ابھی تک سیل پیک تھا

بہت شکریہ.... اور یہ فون تم نے نہیں بلکہ میرے بابا نے مجھے دلایا ہے اس لیے زیادہ اترا‌ؤ مت عمایہ نے اسے جتانا لازمی سمجھا

لیکن لا کر تو میں نے دیا ہے ناموٹی..... اس نے اپنا احسان یاد دلایا

بہت بڑا احسان کر دیا ہے تم نے موٹے کہیں کے یہ میں خود بھی کر سکتی تھی بس بابا نے بولا تھا کہ تم لادو گے اس لیے میں نے چپ چاپ ان کی بات مان لی۔

عمایہ گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکلتے ہوئے بولی کیونکہ ریسٹورنٹ نزدیک ہی تھا اس لیے وہ اگلے پانچ منٹ میں وہاں پہنچ چکے تھے

ناشکری عورت ہادی بڑبڑایا جبکہ اس کی بڑبڑاہٹ عمایہ کے کانوں تک پہنچ چکی تھی

کیا کہا تم نے عورت یہ عورت کسے کہا تم نے موٹے کہیں کے عمایہ کا تو پارا ایک دم سے ہائی ہوا تھا

تم عورت اور کون عورت ہادی بھی سکون سے کہتا آگے بڑھا جبکہ ایشال نے ایک لمبا سانس لیا کیونکہ اب ان دونوں کی جنگ دوبارہ شروع ہونے والی تھی

موٹے کے بچے عمایہ دانت پیستے ہوئے اس کے پیچھے لپکی جبکہ وہ ہنستے ہوئے تیز قدم لیتا ہوا ریسٹورنٹ میں داخل ہوا تھا

عمایہ ابھی اس کے پیچھے بھاگنے ہی لگی تھی جب ایک دم سے اسے اپنے دوپٹے پر کھنچاؤ محسوس ہوا

پاس سے گزرتے ہوئے ایک شخص کے کورٹ کے بٹن میں اس کے دوپٹے کا ٹسل الجھا تھا جبکہ اس شخص نے رکنے کی زحمت بالکل نہیں کی تھی شاید اسے پتہ ہی نہیں تھا وہ تیزی سے چلتا جا رہا تھا

رکیں بات سنیں.... ارسم کو اپنے قریب سے ایک خوبصورت نسوانی آواز سنائی دی تو اس کے قدم ایک دم سے رکے

اس نے مڑ کر دیکھا تو اس کے سامنے وہی لڑکی کھڑی تھی جسے اس نے صبح دیکھا تھا جبکہ اس کا دوپٹہ اس کے بازو کے بٹن میں اٹکا تھا اس نے ایک نظر اپنے بازو کی طرف دیکھا اور دوسری نظر اس لڑکی کی طرف جو اپنے دوپٹے کو پکڑے اس کی جانب قدم بڑھا رہی تھی اس کا سارا دھیان ارسم کے کوٹ کے بٹن میں اٹکے اپنے دوپٹے پر تھا

وہ میرا دوپٹہ عمایہ ارسم سے دو سے تین قدموں کے فاصلے پر کھڑے ہوتے ہوئے مدھم آواز میں بولی تو ارسم نے اپنا بازو تھوڑا سا آگے بڑھایا

عمایہ نے جلدی سے آگے بڑھ کر اپنے الجھے ہوئے دوپٹے کو آزاد کروانے کی کوشش کی مگر دوپٹے کا ٹسل بری طرح اس بٹن میں الجھا تھا

ارسم خاموشی سے صرف اپنے سامنے کھڑی اس خوبصورت لڑکی کو دیکھ رہا تھا جو ماتھے پر دو تین بل ڈالے اپنا دوپٹہ نکالنے کی کوشش کر رہی تھی گھنی پلکیں اس وقت جھکی ہوئی تھی چہرے کے خوبصورت نقوش چاند کی مانند دھمک رہے تھے چہرہ ہر قسم کے میک اپ سے آری تھا جبکہ سر پر دوپٹہ

موجود تھا اور ہاتھوں میں ڈریس کی ہم رنگ چوڑیاں پتہ نہیں یہ کیسا عالم تھا جو ارسم کو وہ لڑکی بے حد خوبصورت لگی وہ صرف سانس روکے اسے ہی دیکھ رہا تھا

عمایہ سے اپنا الجھا ہوا ٹسل نکل نہ سکا تو اس نے تھوڑا سا زور لگا کر اسے کھینچا جس سے وہ ٹسل ٹوٹ گیا اور اس کا دوپٹہ اس بٹن سے آزاد ہو گیا تو اس نے شکر کا سانس لیا

شکر ہے... عمایہ بولتی ہوئی پلٹی اور بغیر ارسم کی طرف دیکھے وہاں سے پلٹ گئی جبکہ ارسم بس اسے جاتا ہوا دیکھ رہا تھا جبکہ پاس کھڑا انصر آنکھیں پھاڑے منہ کھولے ارسم ابراہیم کو دیکھ رہا تھا اس کا حال اس وقت یوں تھا جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آیا ہو کہ اس نے یہ کیا دیکھ لیا

عمایہ کے غائب ہوتے ہی ارسم نے رخ موڑا تو اپنے سامنے ہی انصر کو آنکھیں اور منہ دونوں پھاڑے خود کو دیکھتا پایا

اسے اپنی بے خودی کا احساس ہوا وہ بے خودی میں کیسے اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا کہ اسے آس پاس کا ہوش ہی نہیں رہا

لیٹس گو ڈیمٹ..... ارسم سختی سے بولا تو انصر ہڑ بڑا کر سیدھا ہوا اور ارسم کی جانب بڑھا جو اب ریسٹورنٹ کے اندر جا چکا تھا

اسی ریسٹورنٹ کے ایک پرائیویٹ روم میں اس کی مغل کمپنی کے ساتھ میٹنگ تھی جسے اٹینڈ کرنے کے لیے وہ ابھی اس ریسٹورنٹ میں آیا تھا مگر اسے نہیں معلوم تھا کہ آتے ہی اسے دوبارہ وہ لڑکی دکھائی دے گی

میٹنگ روم میں میٹنگ میں شامل ہونے والے تمام افراد موجود تھے اور سب صرف ایک ہی شخص کے آنے کا انتظار کر رہے تھے وہ تھا ارسم ابراہیم

میٹنگ روم کا دروازہ کھلا تو سب ایک دم سے سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور نظریں اٹھا کر دروازے کی جانب دیکھا

جہاں ارسم اپنی روبدار پرسنلٹی کے ساتھ میٹنگ روم میں داخل ہوا تھا جبکہ ارسم کو دیکھ کر سب بے حد حیران ہوئے کیونکہ ان سب میں سے کوئی بھی

نہیں جانتا تھا کہ ان کا پارٹنر جوان سے میٹنگ کے لیے آرہا ہے وہ کوئی نوجوان ہے وہ تو ارسم ابراہیم کی قابلیت کو دیکھتے ہوئے کسی ادھیڑ عمر آدمی کا تصور کر رہے تھے مگر یہاں تو ایک خوبصورت نوجوان نکلا

ہیلو ویلکم ٹو پاکستان مسٹر ارسم ابراہیم ایک شخص اپنی کرسی سے مسکراتے ہوئے بولا

تھینک یو پلیز ٹیک آ سیٹ اینڈ سٹارٹ دا میٹنگ.... ارسم اپنی کرسی پر براجمان ہوتے ہوئے بولا کیونکہ کوئی بھی فضول بات کرنے کا اس کا بالکل موڈ نہیں تھا اور نہ ہی وہ فضول بات کرنے کے حق میں ہوتا تھا اور وہ پہلے سے ہی جانتا تھا کہ یہاں پہ بیٹھا ایک ایک شخص اسے دیکھ کر لازمی حیران ہوگا اس لیے وہ بالکل ریلیکس انداز میں اپنی کرسی پر بیٹھ چکا تھا اور میٹنگ شروع کرنے کی بھی اجازت دے چکا

میٹنگ میں بیٹھے تمام افراد بھی شاید سمجھ چکے تھے کہ وہ کوئی بھی فضول بات سننے کے حق میں نہیں ہے اس لیے انہوں نے خاموشی سے میٹنگ سٹارٹ

کی اور اب ارسم سنجیدہ نظریں سامنے سفید پردے پر نظر آنے والی روشنی پر ٹکائے بہت غور سے سب دیکھ اور سن رہا تھا

اپنی تمام فائلز شو کروانے کے بعد اس شخص نے اپنے فائلز ٹیبل پر رکھیں اور مسکراتے ہوئے ارسم کی طرف دیکھا

سب کی منتظر نگاہیں ارسم کی طرف تھی جبکہ وہ چہرے پر سنجیدگی سجائے بالکل خاموش بیٹھا تھا

Everything is right, but there is also a lot wrong with it

(سب کچھ ٹھیک ہے لیکن اس میں بہت کچھ غلط بھی ہے)

ارسم کی سنجیدہ آواز میٹنگ روم میں گونجی تو سب نے جھٹکے سے گردن موڑ کر ارسم کی طرف دیکھا

واٹس یور مین اٹ از کلیر..... سامنے بیٹھے شخص کو سمجھ نہیں آئی تھی کہ وہ اس سب میں کس چیز کو غلط کر گیا ہے

آپ نے بولا کہ پروجیکٹ کے دوران آپ وہ سوسائٹی ہماری کمپنی کے انڈر کریں گے مگر ہمیں اس سوسائٹی سے کیا فائدہ ارسم نے سوالیہ نظروں سے اس شخص کی طرف دیکھا تو وہ گڑ بڑا گیا....

ہمیں اپنی انڈسٹری کے لیے وہ سوسائٹی نہیں بلکہ وہ مال چاہیے جس کی لوکیشن آپ نے شو کروائی ہی نہیں

ارسم بولا تو اس شخص کے چہرے کی ہوائیاں اڑ گئیں کیونکہ واقعی میں وہ اس چیز کو چھپا گیا تھا کیونکہ اس میں اس کا فائدہ تھا وہ سب سے چھپا کر بہت بڑا ہاتھ مارنے والا تھا

لیکن سر اس میں ہمارا نقصان ہے اس نے ارسم کو چاڑنا چاہا مگر وہ کہاں جانتا تھا کہ جسے وہ چاڑنے کی کوشش کر رہا ہے وہ اس کا بھی باپ ہے

کیسے....؟؟ کیا آپ ایکسپلین کر سکتے ہیں کہ اس میں آپ کا نقصان کس بنیاد پر ہے اگر آپ ہماری انڈسٹری کے ساتھ یہ کنٹریکٹ سائن کروانا چاہتے ہیں تو آپ کو وہ مال ہمارے انڈر ہر حال میں کرنا ہی پڑے گا اگر آپ وہ مال

ہمارے انڈر کرتے ہیں تو دوسرے مال کہ بننے میں جتنا بھی وقت اور خرچہ آتا ہے وہ ہماری انڈسٹری کو اٹھانا پڑے گا اس میں آپ کی کمپنی کو فائدہ ہے نقصان نہیں اگر آپ کنٹریکٹ سائن کروانا چاہتے ہیں تو کنٹریکٹ پیپرز میرے آفس بھجوا دیجئے گا دیٹس کلیر....

ارسم نے سنجیدگی سے دوٹوک انداز میں بات کی اور اپنی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا

ٹھیک ہے سر ہم کنٹریکٹ پیپرز آپ کے آفس پہنچا دیں گے اس کمپنی کا اونر کھڑے ہوتے ہوئے بولا اور ارسم کی جانب اپنا ہاتھ بڑھایا تو ارسم نے بنا جھجھک اس سے ہاتھ ملا لیا اور پھر بغیر کوئی بھی بات کیے وہاں سے نکل گیا بہت شکریہ آپ سب جا سکتے ہیں اور مینجر صاحب آپ ذرا میرے آفس میں تشریف لے کر آئیے گا کمپنی کا اونر سب کو ایک نظر دیکھ کر اس مینجر کی طرف دیکھتے ہوئے بولا اس کی نظروں میں وارننگ تھی شاید وہ سمجھ گیا تھا کہ مینجر بہت بڑا ہاتھ مارنے کے چکر میں ہے

ارسم اپنے کمرے کا دروازہ کھولتے ہوئے کمرے میں داخل ہوا ہمیشہ کی طرح اس کا کوٹ جو اس کے بازو میں تھا اسے پکڑ کے صوفے کی طرف رکھا اور ٹائی کی نوک ڈھیلی کرتے ہوئے فریش ہونے چلا گیا

فریش ہونے کے بعد اپنا نائٹ سوٹ پہنے ہوئے وہ دوبارہ کمرے میں داخل ہوا اور بیڈ کی جانب بڑھا اس وقت رات کے 12 بج رہے تھے اپنے کام میں مصروف اسے وقت کا احساس ہی نہیں ہو سکا

بیڈ پر بیٹھ کر اس نے اپنا فون وائلٹ اور کچھ ضروری سامان سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور ہاتھ بڑھا کر لائٹ بند کرتے ہوئے لیٹ گیا اور آنکھیں موند لیں

آنکھوں میں تھکن کی خماری تھی اس وجہ سے آنکھیں بند کرنے سے اسے ایک سکون سا میسر ہوا مگر کچھ پل گزرنے کے بعد ہی اس کے ذہن کی سکرین میں ایک تصویر ابھری

وہ لمحات اس کی انکھوں کے سامنے کسی فلم کی طرح چلنے لگے جب عمایہ کا دوپٹہ اس کے کوٹ کی کے بٹن میں پھنسا تھا

اپنے ذہن کے سکرین پر اسے عمایہ کا ایک ایک نقوش واضح دکھائی دے رہا تھا

فون کے ساتھ میرا دل بھی ڈوب گیا......اس کے کانوں میں عمایہ کے بولے گئے الفاظ گونجے تو بے اختیار اس کے ہونٹوں کو ایک خوبصورت مسکراہٹ نے چھوا

وہ کیوں مسکرایا تھا شاید یہ وہ خود بھی نہیں جانتا تھا شاید وہ نازک سی لڑکی اس کے دماغ پر گہرا اثر چھوڑ گئی تھی

ارسم ابھی آنکھیں بند کر کے یوں ہی لیٹا ہوا تھا جب اس کے کانوں میں فون کی رنگ ٹون کی آواز پڑی

اس نے ہاتھ بڑھا کر اپنے فون کو پکڑا مگر یہ رنگ ٹون اس کے فون کی تو ہر گز نہیں تھی اس نے یوں ہی لیٹے لیٹے سائڈ ٹیبل کا دراز کھولا اور وہاں سے وہ فون نکالا جہاں بے شمار میسجز شو ہو رہے تھے

شاید اس فون کے ساتھ وائی فائی کنیکٹ ہو چکا تھا کیونکہ ارسم نے کل اپنا ہاس پارٹ اس فون سے کنیکٹ کرنے کی کوشش کی تھی مگر وہ کنیکٹ نہیں ہوا تھا ہاس پارٹ آن ہونے کی وجہ سے شاید اب وہ کنیکٹ ہو چکا تھا اس لیے وہاں پر بے شمار واٹس ایپ کے میسجز اور کالز شو ہو رہی تھی

ارسم نے فون کو آن کرتے ہوئے واٹس ایپ اوپن کی جہاں میسجز کی دھچار لگی ہوئی تھی

اور وہ میسجز کچھ چیٹس کے تھے اور ایک گروپ بنا ہوا تھا جس پر کالج گروپ لکھا تھا ارسم نے وہ گروپ کھولا تو وہاں بے شمار میسجز تھے جہاں پر 90 پرسنٹ تو صرف اسی لڑکی کے بارے میں پوچھا جا رہا تھا وہاں پر اس کا نام نہیں لیا جا رہا تھا زیادہ تر میسجز یہی تھے کہ رول نمبر فرسٹ کہاں پر غائب ہے

رول نمبر فرسٹ پروجیکٹ کمپلیٹ کیا یا نہیں اس طرح کے بہت سے میسجز تھے

ارسم نے بیک کرتے ہوئے دوبارہ واٹس ایپ کو دیکھا جہاں بہت سی چیٹ شو ہو رہی تھی شاید اس لڑکی کے بہت سے جاننے والے تھے جنہوں نے اسے میسجز کیے ہوئے تھے پہلے نمبر پر ہی مائن لکھا آرہا تھا ارسم نے بے خود ہوتے ہوئے اس میسج اوپن کیا

وہاں بے شمار ویڈیو اور وائس مس کالز تھی جنہیں ریسیو نہیں کیا گیا تھا اور یہ کالز کل کی تھی کل کے بعد اس موبائل پر کوئی بھی میسج یا کال نہیں آئی تھی یہ سارے نوٹیفکیشن پہلے کے تھے

ارسم کو مزید کچھ بھی دیکھنا اچھا نہیں لگا اسے عجیب لگ رہا تھا کسی کا فون یوں چیک کرنا اس لیے اس نے فون کو دوبارہ بند کرتے ہوئے سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا جو بھی تھا یہ اس لڑکی کی امانت تھی اور بغیر اجازت کے اس کا حق نہیں بنتا تھا کہ وہ اس کی چیٹس پڑھے

ارسم نے یہ سب سوچتے ہوئے اپنا سر جھٹکا اور اپنی آنکھوں پر اپنا بازو رکھتے ہوئے آنکھیں بند کر گیا

وہ چاہتا تو عمایہ کا فون اسے بہت آسانی سے واپس کر سکتا تھا اس کے لیے یہ کام بالکل بھی مشکل نہیں تھا مگر پتہ نہیں کیوں وہ عمایہ کے بارے میں جاننا چاہ رہا تھا اس لیے اس نے انصر سے عمایہ کہ تمام معلومات پتہ کرنے کے لیے بولا تھا اب اس کے پیچھے خالص وجہ کیا ہے یہ تو ارسم ابراہیم ہی جانتا تھا

صبح کی روشنی ہر سو آہستہ آہستہ پھیل رہی تھی وہیں عمایہ فجر کی نماز پڑھنے کے بعد کالج کے لیے تیار ہو کر کمرے سے نکلی تھی

آج اسے کالج کے لیے جلدی نکلنا تھا کیونکہ آج اسے اپنی دوستوں کے ساتھ مل کر ایک پریکٹیکل بنانا تھا جو انسانی عضا پر مشتمل تھا

السلام علیکم بابا جان عمایہ ڈائننگ روم میں داخل ہوتے ہوئے مسکرا کر بولی

وعلیکم السلام آؤ میری شہزادی عارف صاحب نے اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے اپنے نزدیک ہی بٹھایا

بابا جان آج میرا ناشتہ کرنے کا بالکل دل نہیں کر رہا اس لیے آج بس میں جوس پیوں گی اور مجھے آج کالج جلدی نکلنا ہے کیونکہ بہت ضروری پریکٹیکل ہے جو آج ہم لوگوں نے مکمل کرنا ہے اس لیے.... عمایہ نے بولتے بولتے ہی اپنی بات کا رخ ہادی کی طرف کیا جو بالکل اس کے سامنے بیٹھا تھا

اس لیے ہادی مجھے اور ایشال کو ابھی کالج چھوڑ کر آئے گا اور آج کالج کے بعد ہمیں ریسٹورنٹ سے پک کرے گا کیونکہ پریکٹیکل کے بعد آج ہم سب وہاں کافی پینے جائیں گے عمایہ ہادی کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولی وہ بہت فریش دکھائی دے رہی تھی اور یہ آج کوئی نئی بات نہیں تھی وہ ہمیشہ سے یوں ہی فریش مسکراتی ہوئی دکھائی دیتی تھی

تم نے تو ناشتہ نہیں کرنا فی الحال مجھے تو کرنے دو ہادی عمایہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا جواب عارف صاحب کے ہاتھ سے جوس کا گلاس تھام کر لبوں سے لگا چکی تھی

موٹے اتنا کھا کر کیا کرو گے آج ناشتہ سکپ کر لو کیونکہ میں نے بھی نہیں کیا عمایہ ہادی کے آگے پڑا پراٹھا اور آملیٹ اٹھا کر دوسری جانب رکھتے ہوئے بولی تو ہادی ہونکوں کی طرح منہ کھولے اسے دیکھنے لگا جو اس کے منہ میں جاتا ہوا اس کا ناشتہ چھین چکی تھی

ٹھیک ہے بابا جان خدا حافظ اپنا بہت سارا خیال رکھیے گا میں ماما سے مل کر آتی ہوں عمایہ عارف صاحب کے ہاتھ کی پشت پر لب رکھتے ہوئے بولی تو عارف صاحب نے مسکراتے ہوئے ہمیشہ کی طرح عقیدت سے اس کی پیشانی چومی تو وہ مسکرائی اور پھر اپنا بیگ اٹھاتے ہوئے کچن کی جانب بڑھی

عمایہ کے جانے کے بعد ہادی نے دوسری جانب رکھا اپنا ناشتہ اٹھایا ابھی اس نے دو سے تین نوالے ہی کھائے تھے جب اسے اپنے قریب سے عمایہ کی آواز سنائی دی

موٹے بس کر دو مجھے دیر ہو رہی ہے جلدی باہر آؤ میں اور ایشال تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔

عمایہ نے وہاں سے گزرتے ہوئے ہانک لگائی اور تیز تیز قدم لیتی ہوئی باہر نکل گئی

دیکھ رہے ہیں بابا آپ اپنی شہزادی کے کام ہمیں ناشتہ بھی سکون سے نہیں کرنے دیتی ہادی اپنے ہاتھ ٹشو سے صاف کرتے ہوئے منہ بنا کر بولا

زیادہ باتیں مت بناؤ میری شہزادی باہر انتظار کر رہی ہے جاؤ جلدی عارف صاحب نے اسے ڈپٹا تو وہ منہ کے ٹیڑے میرے ڈیزائن بناتا ہوا کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا اور اپنا بیگ بائیں کندھے پر ڈالتا ہوا تقریباً بھاگنے کے انداز میں باہر نکلا

کیونکہ اس کے بابا کی شہزادی باہر اس کا انتظار کر رہی تھی اگر وہ ایک اور منٹ اندر رہتا تو یقیناً اس نے اندر آ جانا تھا اور پھر عارف صاحب کے ہاتھوں ہادی کی خیر نہیں ہونی تھی

ارسم اپنے آفس میں بیٹھا کچھ فائلز ریڈ کر رہا تھا جب آفس روم کا دروازہ ناک ہوا ارسم نے اپنی نیلی آنکھیں اٹھاتے ہوئے دروازے کی جانب دیکھا دروازہ شیشے کا ہونے کی وجہ سے باہر کھڑے شخص کو وہ باآسانی دیکھ سکتا تھا جبکہ باہر کھڑے شخص کو اندر سے کچھ بھی دکھائی نہیں دے سکتا تھا اور یہ سیاست بھی ارسم کی ہی تھی اس نے اپنے امریکہ کے آفس کو بھی اسی طریقے سے ڈیزائن کروایا تھا اور پاکستان کے آفس کو بھی اسی طریقے سے ڈیزائن کروایا گیا تھا جس طریقے سے ارسم ابراہیم کی مرضی تھی

ارسم نے اپنے ٹیبل کے قریب ہی لگا ایک بٹن دبایا اور باہر کھڑے شخص کو اندر آنے کی اجازت دی

وہ بٹن دبانے کی وجہ سے وہ شیشہ سیاہ ہو چکا تھا یعنی اگر کوئی اس کے آفس میں آکر اس شیشے کو دیکھتا تو اسے گمان بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ اس شیشے کے پار ارسم کسی کو دیکھ بھی سکتا ہے

اور اس چیز کے بارے میں ارسم کے علاؤہ صرف انصر کو اس بات کا علم تھا اور کوئی تیسرا شخص اس بارے میں نہیں جانتا تھا کیونکہ انصر نے ہی ارسم کے کہے کہ مطابق اس کا آفس ڈیزائن کروایا تھا اس لیے وہ ہر چیز کی معلومات رکھتا تھا

السلام علیکم سر..... انصر آفس روم میں داخل ہوتے ہوئے بولا تو ارسم نے سر کے اشارے سے سلام کا جواب دیا جبکہ نظریں فائل پر ہی ٹکی ہوئی تھی

سر آپ نے معلومات لانے کا بولا تھا تو تمام معلومات میں لا چکا ہوں انصر ارسم کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے بولا اس کے ہاتھ میں اس کا فون تھا جس میں شاید وہ معلومات موجود تھی جس کے بارے میں وہ ارسم کو بتا رہا تھا

انصر کی بات سن کر ارسم نے ایک نظر اٹھا کر سامنے کھڑے انصر کو دیکھا اور پھر فائل کو بند کرتے ہوئے سامنے ٹیبل پر رکھا اپنی کرسی کو گھسیٹتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا

اپنی کرسی کی پشت پر لٹکتے اپنے کوٹ کو تھاما اور اسے پہنتے ہوئے انصر کو آگے بولنے کا اشارہ کیا

عمایہ عزمیل نام ہے اس لڑکی کا اور والد کا نام عارف ہے اور ان کے تین بچے ہیں وہ ایک بزنس مین ہے اور..... ابھی انصر بول رہا تھا جب بیچ میں ہی ارسم نے اس کی بات کاٹی

مجھے یہ سب نہیں سننا جس کی معلومات لی ہیں صرف اس کے بارے میں بتاؤ ارسم سنجیدگی سے بولتے ہوئے اس بڑے سے شیشے کے قریب کھڑا ہوا

جہاں سے شہر کا تمام منظر دکھائی دے رہا تھا بڑی بڑی سڑکیں اور سڑکوں پر چلتی ہوئی گاڑیاں اونچی بلڈنگ ہونے کی وجہ سے وہ اس علاقے کا تمام منظر دیکھ سکتا تھا

انصر سمجھ گیا تھا کہ ارسم کی بات کے پیچھے چھپا مطلب کیا ہے اس لیے وہ بغیر رکے بولتا چلا گیا

عمایہ عزمیل نام ہے عمر ابھی 19 سال ہے چند ماہ بعد 20 سال کی ہو جائیں گی وہ ایک میڈیکل سٹوڈنٹ ہیں اور گرلز میڈیکل سٹوڈنٹ کالج میں پڑھتی ہیں ابھی تک ان کا کسی سے بھی جذباتی رشتہ نہیں بنا نہ ہی وہ کسی کے ساتھ ریلیشن میں ہیں معصوم اور شرارتی طبیعت کی مالک ہیں اور اپنے ماں باپ کی اکلوتی بیٹی ہیں

انصر بول کر چپ ہو چکا تھا کیونکہ اس لڑکی کے بارے میں اس کے پاس صرف یہی معلومات موجود تھی

ڈیٹس گڈ اس کا کسی کے ساتھ جذباتی رشتہ ہونا بھی نہیں چاہیے وہ اس دنیا سے دور ہی رہے تو بہتر ہے نظر رکھو اس پر مجھے اس لڑکی کی پل پل کی خبر چاہیے اپنے خاص گارڈ کو سائے کی طرح اس کے ساتھ چھوڑ دو ارسم شیشے سے باہر نظر آنے والے مناظر پر نظریں جماتے ہوئے بولا اس کے انابی ہونٹوں کے کنارے پر ایک دلکش سے مسکراہٹ تھی

اوکے سر.....انصر نے ہاتھ باندھتے ہوئے سنجیدگی سے جواب دیا

اور ایک نظر گھڑی کی طرف دیکھا کیونکہ اس وقت ارسم کافی پینے جاتا تھا اور پچھلے کچھ دنوں سے وہ ایک ہی ریسٹورنٹ سے کافی پی رہا تھا اور اس کے بعد اس نے ایک سائیڈ پر جانا تھا اس لیے اب انصر اس کی اجازت کا طلبگار تھا کہ کب وہ اجازت دے اور کب وہ وہاں سے جا سکے

ارسم وہاں سے ہٹا اور چلتا ہوا ٹیبل کے قریب آیا اپنا فون اور وائلٹ اٹھاتے ہوئے انصر کو اپنے ساتھ چلنے کا اشارہ کیا اور آفس روم سے نکل گیا

ابھی ایشال اپنی کچھ دوستوں کے ساتھ ریسٹورنٹ میں بیٹھی اپنے پریکٹیکل کو ڈسکس کررہی تھی جبکہ عمایہ ہادی کو کال کرنے کے لیے سائیڈ پر ہوئی تھی کیونکہ ان کے درمیان کال پر بات نہ کرنے کے مترادف تھا

ارسم اپنی ڈیشنگ پرسنلٹی لیے ریسٹورنٹ میں داخل ہوا جبکہ انصر اس کے دو قدم فاصلے پر تھا

ارسم اپنی مطلوبہ ٹیبل پر آ کے کرسی گھسیٹتے ہوئے بیٹھ گیا جبکہ انصر اشارے سے ہی ویٹر کو کافی لانے کا بول چکا تھا اور اب وہ ارسم کی کرسی کے قریب ہی کھڑا تھا

جب ارسم نے آنکھوں سے گلاسز اتارتے ہوئے انصر کو بیٹھنے کا اشارہ کیا وہ اس کا وفادار تھا اس کی جان کا محافظ تھا جسے وہ بہت دیر سے جانتا تھا اگر

دوسری جانب سے دیکھا جائے تو اس کا دوست بھی تھا مگر اس وقت جب ارسم ابراہیم خود اسے بات کرنے کی چھوٹ دے اس کے علاؤہ انصر کبھی بھی اپنی حدودوں کو نہیں بھولا تھا

ارسم نے اپنی پشت کرسی سے لگائی اور بالکل سیدھا ہو کر بیٹھا اور ریسٹورنٹ کا جائزہ لینے لگا نظریں گھماتے ہوئے اس کی نظر ایک طرف جا ٹھہری ہادی سے بات کرنے کے بعد عمایہ اپنے ٹیبل کی جانب قدم بقدم چلتی آرہی تھی جب کہ وہ حیرانگی سے اسے اپنی طرف آتا ہوا دیکھ رہا تھا شاید اسے عمایہ کے یہاں ہونے کا یقین نہیں ہوا تھا آج تیسرا دن تھا کہ وہ دوشیزہ روز اس کے سامنے آرہی تھی

ارسم نے تو سوچا ہی نہیں تھا کہ آج بھی وہ اسی ریسٹورنٹ میں کافی پینے جائے گا اور وہ دوبارہ اس کے سامنے آجائے گی اور بس اسے یک ٹک دیکھتے ہوئے اپنی سوچوں میں گم تھا

جبکہ عمایہ ہر چیز سے بے نیاز چلتی ہوئی اپنے ٹیبل کے جانب آرہی تھی کیونکہ ارسم کے آگے والی ایک ٹیبل چھوڑ کر دوسری ٹیبل پر اس کی دوستیں اور ایشال بیٹھی تھی

جب وہ اس کے پاس سے گزر گئی تو ارسم فوراً ہوش کی دنیا میں واپس لوٹا اور ایک نظر اپنے قریب ہی بیٹھے انصر کو دیکھا جو اپنے موبائل میں مصروف تھا یقیناً وہ سائیڈ پر جانے کے لیے ڈیٹیلز چیک کر رہا تھا

کیا ڈیسائڈ کیا ہے پھر تم لوگوں نے عمایہ کرسی گھسیٹ کر کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولی

ڈیسائڈ نہیں ہم نے پریکٹیکل بنا بھی لیا ہے تم بس ایک بار چیک کر لو ایشال عمایہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولی تو عمایہ نے سمجھنے کے انداز میں سر ہلایا دکھاؤ..... عمایہ ایشال کی طرف دیکھتے ہوئے بولی تو اس نے چاٹ کھولتے ہوئے ٹیبل پر پھیلا دیا عمایہ نے پاس ہی پڑی پینسل اٹھائی اور بہت غور سے اس چاٹ پہ بنی ایک ایک ڈایاگرام اور ایک ایک لفظ کو دیکھنے لگی

نہ چاہتے ہوئے بھی ارسم نے اپنی نظروں کو وا کرتے ہوئے بالکل سامنے کی طرف دیکھا جہاں کچھ فاصلے پر ہی عمایہ بالکل سامنے بیٹھی تھی

وہ لائٹ چاکلیٹ براؤن کلر کا ڈریس پہنے سر پر دوپٹہ لیے ہوئے تھی بال ڈھیلے جوڑے کی شکل میں قید تھے جس کی کچھ آوارہ لٹیں آگے سے نکل کر چہرے پر جھول رہی تھی

کرسی پر ٹانگ پہ ٹانگ رکھ کر بیٹھی دائیں ہاتھ کی دو انگلیوں میں پنسل کو دبائے وہ دائیں بائیں ہلا رہی تھی چہرے کے تاثرات بالکل نارمل تھے جبکہ ساری توجہ ٹیبل پر پڑے چاٹ کی طرف تھی چہرے کے خوبصورت نقوش دن میں بھی چمک رہے تھے خوبصورت گھنی پلکوں والی سنہری آنکھیں سفید دودھ جیسی رنگت اور گلابی پھولے پھولے سے رخسار اتنے فاصلے پر بھی بیٹھے ارسم نے بغور اس کا جائزہ لیا تھا

سر کافی..... ایک ویٹر نے ارسم کے آگے کافی کا مگ رکھا اور اگلے ہی لمحے وہاں سے چلا گیا

ارسم نے اپنے سامنے پڑی کافی کا مگ اٹھایا اور بھاپ اوڑتی کافی کے گھونٹ بھرنے لگا

اور انصر کی بات توجہ سے سننے لگا جو اسے مال کے بارے میں کوئی انفارمیشن دے رہا تھا

انصر کی بات سننے کے بعد ارسم نے کافی کا خالی مگ ٹیبل پر رکھا اور ایک بار دوبارہ نظریں اٹھا کر سامنے کے جانب دیکھا مگر اب اس ٹیبل پر کوئی بھی موجود نہیں تھا شاید وہ جا چکی تھی

ارسم کرسی گھسیٹتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے گلاسز اپنی نیلی آنکھوں پر لگاتے ہوئے قدم باہر کی جانب بڑھائے

کالج سے آنے کے بعد عمایہ پورا دن گھر میں مصروف رہی تھی وہ ایشال کے ساتھ عارب کی شادی کی پلاننگ سرانجام دے رہی تھی اور اب رات کا کھانا کھانے کے بعد وہ تھکی ہاری اپنے کمرے میں داخل ہوئی تھی

کمرے میں داخل ہوتے ہی اپنے گلے میں پھیلایا ہوا دوپٹہ اتار کے اس نے بیڈ پہ ایک سائیڈ پر رکھا اور گرنے کے انداز میں بیڈ پر لیٹ گئی اور آنکھیں بند کر لیں

کچھ دیر یوں ہی لیٹے رہنے کے بعد اسے نیند کے جھونکے آنے لگے مگر ایک دم سے اس کے ذہن میں یہ خیال آیا کہ اس نے اپنی اسئنمنٹ کی کچھ تصویریں ایشال کو سینڈ کرنی تھی جس کا وہ جاتے ہوئے بھی باقاعدگی سے بول کر گئی تھی

عمایہ اٹھ کر بیٹھی اور ہاتھ بڑھا کر سائیڈ ٹیبل سے اپنا فون اٹھایا اور اگلے پانچ منٹ میں وہ تمام تصویریں ڈھونڈ کر ایشال کو سینڈ کر چکی تھی یوں ہی بیڈ پر لیٹے لیٹے وہ حیدر کے کچھ میسجز پڑھنے لگی کل ہی اس نے حیدر کو بتایا تھا کہ

اس کا فون گم ہو چکا ہے اور یہ اس کا نیو نمبر ہے جس پر حیدر تھوڑا پریشان ہوا کیونکہ وہ مسلسل تین دنوں سے عمایہ کے نمبر پر مسلسل کالز کر رہا تھا شاید گھر میں سے کسی نے عمایہ کہ فون گم ہونے کا نہیں بتایا تھا اسی لیے وہ اتنا پریشان تھا مگر عمایہ کے بتانے کے بعد وہ پر سکون ہو چکا تھا

حیدر کے میسجز دیکھ کر عمایہ مسکرا رہی تھی جس میں وہ بہت محبت سے اس کا حال چال پوچھ رہا تھا اور پڑھائی کے بارے میں پوچھ رہا تھا

حیدر کو جواب دینے کے بعد عمایہ نے غیر ارادی طور پر اپنے پرانے نمبر کی چیٹ کو کھولا مگر اگلے ہی لمحے وہ کرنٹ کھا کر اٹھی

وہ پوری آنکھیں کھولے بے یقینی سے اپنے نمبر پر شو ہونے والے لاسٹ سین کو دیکھ رہی تھی یعنی اس کا فون آن تھا اور کسی نے اس کی واٹس ایپ بھی اوپن کی تھی عمایہ نے ایک منٹ کی بھی دیر کیے بغیر اس نمبر پر کال ملائی ایک کے بعد دوسری کے بعد تیسری تیسری کے بعد چوتھی پانچ بار مسلسل کالز کرنے کے بعد بھی کسی نے فون نہیں اٹھایا تھا

ارسم جو ابھی کچھ دیر پہلے ہی آفس سے واپس لوٹا تھا واش روم میں نہانے کے دوران اسے فون کی رنگ ٹون صاف دکھ سنائی دے رہی تھی

اپنے بال ٹاول سے رگڑتے ہوئے وہ واش روم سے باہر نکلا اور یوں ہی ٹاول کو گلے میں ڈالے ہوئے وہ وہیں بیڈ پر بیٹھ گیا۔

دراز کھول کر فون نکالا جس پر کوئی ان ناؤن نمبر جگمگا رہا تھا غیر ارادی طور پر ارسم نے کال اٹھالی اور فون کان سا لگایا جبکہ دوسرے ہاتھ سے وہ آنکھیں بند کیے دوبارہ اپنے بال خشک کرنے لگا

ہیلو.....ارسم کے بولنے کی دیر تھی

جبکہ دوسری جانب عمایہ کال اٹینڈ ہوتے ہی کسی مشین کی طرح شروع ہو چکی تھی

ہیلو چور جی میرا فون آپ کے پاس ہے دیکھیں میرے فون میں میری بہت سی تصویریں ہیں پلیز وہ تصویریں مجھے دے دیں اگر فون نہیں بھی دینا تو کوئی بات نہیں وہ آپ رکھ لیں پر مجھے میرے تصویریں دے دیں۔

اگر تصویریں نہیں بھی دینی تو مجھے میری جی میل آئی ڈی کا پاسورڈ بتادیں میں اپنی تصویریں خود ہی نکال لوں گی۔

دیکھیں پلیز ایک معصوم سی لڑکی کو اسکی جی میل آئی کا پاسورڈ بتادیں

......چور جی آپ سن رہے ہیں

ارسم دم سادھے اسے سن رہا تھا تو نان سٹاپ بولے جا رہی تھی

کیا ہوا چور جی کومہ میں چلے گئے کیا.... آگے سے کسی کو نا بولتا دیکھ عمایہ خود ہی بول اٹھی

جبکہ ارسم تو اس بات کا یقین کرنے کی کوشش کر رہا تھا کہ یہ عمایہ ہی ہے جو فون پڑ بول رہی ہے

ہیلو سن رہے ہیں آپ ہیلو.... عمایہ نے بولتے ہوئے محسوس کیا جیسے کال کٹ چکی ہے فون کان سے ہٹاتے ہوئے سامنے کیا تو اس کا فون بند ہو چکا تھا

یا خدایا یہ بھی اب ہی بند ہونا تھا عمایہ اپنے ڈیڈ فون کو دیکھ کر منہ بناتے ہوئے بولی۔

اور اٹھ کر اسے چارجنگ پر لگایا اور دوبارہ بیڈ پہ آ کے لیٹ گئی کیونکہ رات کے 11 بجے کا ٹائم ہو رہا تھا اور اسے صبح سات بجے کالج میں جانا تھا صبح دوبارہ اپنے نمبر پر کال کرنے کا ارادہ کرتے ہوئے وہ آنکھیں موند گئی اور کچھ ہی دیر میں نیند کی وادیوں میں اترتی چلی گئی

کال کٹ جانے کے بعد ارسم نے حیرت سے فون کی طرف دیکھا اور کچھ سوچتے ہوئے مدھم سا مسکرایا

وہ اسے چور سمجھ رہی تھی اور چور سمجھتے ہوئے بھی اس سے اتنی عزت سے بات کر رہی تھی جیسے اس کے ساتھ اس کی بہت گہری رشتہ داری ہو یہی وجہ ارسم کے چہرے پر مسکراہٹ لانے کی وجہ بنی تھی

فون کو واپس سائیڈ ٹیبل پر رکھتے ہوئے ارسم نے گردن سے ٹاول نکالتے ہوئے بیڈ کی دوسری جانب پھینکا اور وہیں چت لیٹ گیا اپنے دونوں بازو اپنے سر کے نیچے رکھتے ہوئے آنکھیں بند کر لیں گہری نیند میں جاتے جاتے بھی اس کی سوچ عمایہ کے گرد ہی گھوم رہی تھی

عمایہ اگلے دو دن سے مسلسل اپنے پیپرز میں بزی تھی مگر اس دوران بھی اس نے کافی بار اپنے نمبر پر کالز کر کے دیکھی تھی مگر کئی بار تو کال کوئی اٹھاتا ہی نہیں تھا اور اب تو پچھلے ایک دن سے اس کا فون ہی بند جا رہا تھا

جبکہ ارسم بھی اپنے کام میں بری طرح غرق تھا مگر وہ روز جب ریسٹورنٹ میں کافی پینے جاتا تو اس کی نظریں ایک بار عمایہ کو لازمی ڈھونڈتی تھی مگر پھر بھی وہ عمایہ کی پل پل کی خبر سے واقف تھا

آج عمایہ نے ڈرائیور کے ساتھ اپنے بابا کے آفس جانا تھا کیونکہ ہادی اپنے کالج کے کچھ ضروری کام میں بری طرح الجھ چکا تھا اس وجہ سے اس کا آنا بے حد مشکل تھا اس لیے عارف صاحب نے اسے آنے سے منع کر دیا تھا اور اب وہ ایشال کے ساتھ گیٹ کے باہر کھڑی ڈرائیور کے آنے کا انتظار کر رہی تھی

یار گیا مصیبت ہے ایک تو گرمی اتنی لگ رہی ہے اوپر سے ابھی تک ڈرائیور ہی نہیں آیا عمایہ ایشال کی طرف دیکھتی ہوئی بولی

ابھی عمایہ ایشال کو کوئی جواب دیتی ان کی گاڑی ٹھیک ان کے سامنے آن رکی جسے دیکھتے ہی دونوں نے سکھ کا سانس لیا اور جلدی سے بیک ڈور کھولتی ہوئی گاڑی میں بیٹھ گئی

جبکہ ان کے بیٹھتے ہی ڈرائیور گاڑی آگے بڑھا چکا تھا

السلام علیکم بابا جان.... عمایہ عارف صاحب کے آفس روم میں دھڑلے سے داخل ہوتے ہوئے بولی

اجازت لینے کی اس نے ہرگز زحمت نہیں کی تھی کیونکہ عارف صاحب نے اسے کھلی چھوٹ دے رکھی تھی اور یہ بول دیا تھا کہ ان کے شہزادی کو ان کے آفس میں آنے کے لیے کسی کی اجازت کی ضرورت نہیں

وعلیکم السلام میری شہزادیوں عارف صاحب ان دونوں کو دیکھ کر مسکرا اٹھے

بابا جان آپ کے ڈرائیور نے تو آج بہت دیر کر دی ہمیں بہت زیادہ انتظار کرنا پڑا عمایہ ان کے گلے لگتے ہوئے بولی

اچھا بیٹھو دونوں میں آپ دونوں کے لیے کھانا منگواتا ہوں عارف صاحب ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولے تو وہ دونوں ہی پاس پڑے صوفے پر بیٹھ گئی

نہیں بابا ہم نے کھانا نہیں کھانا ہم کھانا گھر جا کر کھائیں گے بس آپ کسی ڈرائیور کو بھیج کے ہمیں گھر میں بھجوا دیں عمایہ دونوں ٹانگیں اوپر کر کے بیٹھتے ہوئے بولی

بیٹا ڈرائیور ایک ضروری کلائنٹ کو کچھ فائلز دینے گیا ہے اور دوسرے ڈرائیورز پر میں اتنا اعتماد نہیں کرتا کہ میں ان کے ساتھ تم لوگوں کو بھیجوا دوں اس لیے تم دونوں کو تھوڑا سا ویٹ کرنا پڑے گا عارف صاحب رسیور اٹھا کر کسی کو فون ملاتے ہوئے بولے اور پھر فون کان سے لگاتے ہوئے کسی کو پانی اور کافی لانے کا بولا

اتنی دیر میں روم کا دروازہ کھٹکا تو عارف صاحب نے باہر موجود شخص کو اندر انے کی اجازت دی جبکہ اندر آنے والی شخصیت کو دیکھ کر عمایہ اور ایشال دونوں نے برا سا منہ بنایا تھا

السلام علیکم انکل کیسے ہیں آپ ایک نوجوان لڑکا آفس میں داخل ہوتے ہوئے بولا

وعلیکم السلام بیٹا میں بالکل ٹھیک تم کیسے ہو عارف صاحب مسکراتے ہوئے بولے

میں بالکل ٹھیک ہوں اور آپ دونوں کیسی ہیں بہت دیر بعد دیکھا آپ کو انکل آفس میں وہ لڑکا عمایہ اور ایشال کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

ہم دونوں ہی ٹھیک ہیں بھائی ایشال زبردستی مسکرانے کی کوشش کرتے وقت بولی جبکہ عمایہ نے جواب دینا ضروری نہیں سمجھا تھا

وہ لڑکا عارف صاحب کے گہرے دوست کا اکلوتا بیٹا تھا اور بچپن سے ہی وہ سب کو جانتا تھا یہاں تک کہ عمایہ ایشال حمزہ اور ہادی سب اسے جانتے تھے

وہ لڑکا عارف صاحب کے سامنے بیٹھتے ہوئے کچھ فائلز دکھانے لگا اور ساتھ کچھ باتیں ڈسکس کرنے لگا

تب تک کافی بھی آچکی تھی ان کی باتیں اتنی لمبی تھی کہ ایشال اور عمایہ اپنی اپنی کافی ختم کر چکی تھی مگر ابھی تک ان کی گفتگو ختم نہیں ہوئی تھی جبکہ عمایہ تو سخت اکتائی ہوئی تھی

بابا ہمیں گھر جانا ہے دیر ہو رہی ہے عمایہ عارف صاحب کی طرف دیکھتے ہوئے معصومیت بولی

انکل اگر آپ مائنڈ نہ کریں تو میں ان دونوں کو گھر چھوڑ دوں ویسے میں بھی گھر ہی جا رہا ہوں وہ عارف صاحب کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تو عارف صاحب کو یہ مناسب لگا کیونکہ وہ اس بچے کو جانتے تھے اور اس کا گھر ان کے گھر کے قریب ہی تھا

ہاں کیوں نہیں بس دھیان سے جانا میری شہزادیوں کو بہت احتیاط سے لے کر جانا عارف صاحب اس کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولے تو اس نے

مسکرا کر اثباب میں سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا جبکہ ایشال اور عمایہ نے ایک

دوسرے کو بیچاری سی شکل بنا کر دیکھا تھا عمایہ کی آنکھوں میں صاف ظاہر تھا

جیسے وہ کہنا چاہ رہی ہو کہ اب ہم اس بندر کے ساتھ جائیں

چلیں وہ باہر آپ کا انتظار کر رہا ہوں وہ ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

اور پھر وہاں سے نکل گیا جبکہ ایشال اور عمایہ عارف صاحب کو خدا حافظ کہتی

اس کے پیچھے ہی آفس سے نکلی تھی

آپ فرنٹ سیٹ پر بیٹھ جائیں عمایہ اور ایشال دونوں کو پیچھے بیٹھتا دیکھ کر وہ

عمایہ سے مخاطب ہوا

نہیں تھینک یو میں یہی ٹھیک ہوں عمایہ بناوٹی مسکراہٹ لیے اس کی طرف

دیکھتے ہوئے بولی جی

سے وہ بخوبی محسوس کر چکا تھا اس لیے کندھے آچکاتا لاپرواہی سے وہ گاڑی

ڈرائیو کرنے لگا

ارسم اپنے آفس میں موجود ایک میٹنگ میں جانے کی تیاری کر رہا تھا جب انصر وہاں داخل ہوا

سر گارڈ سے خبر ملی ہے کہ میم کسی لڑکے کے ساتھ اپنے بابا کے آفس سے روانہ ہوئی ہیں جبکہ کوئی مسلسل 20 منٹ سے ان کی گاڑی کا پیچھا کر رہا ہے

انصر روم میں داخل ہوتے ہوئے ارسم کو ملی جانے والی خبر سے آگاہ کرنے لگا جبکہ انصر کی بات سن کر ارسم کے ماتھے پر بے شمار بل نمودار ہوئے

پتہ کرو کون ہے جو اس کا پیچھا کر رہا ہے اور کس لڑکے کے ساتھ گئی ہیں وہ اور سب سنجیدہ مگر سخت اواز میں بولا

جی سر۔۔۔۔انصر نے بولتے ہی اپنا فون نکالا اور گارڈ کو کال ملائی جبکہ گارڈ سے ملنے والی اگلی خبر اسے حیران کر گئی

سر میم تو اسی طرف آ رہی ہیں ہمارے آفس انصر حیرت سے ڈوبی آواز میں

بولا تو ارسم نے جھٹکے سے سر اٹھا کر انصر کی طرف دیکھا

واٹ وہ یہاں کیا کرنے آ رہی ہے ارسم بولتا ہوا اپنی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا

اور اپنے کوٹ کا بٹن بند کرتے ہوئے قدم باہر کے جانب بڑھائے

برامت مانیے گا میر ابس دس منٹ کا کام ہے میں نے یہ فائل اندر ایک

کولیک کو پہنچانی ہے آپ دونوں میرے ساتھ آسکتی ہیں وہ عمایہ ایشال کی

طرف دیکھتے ہوئے بولا تو عمایہ نے ایک لمبا سانس لیتے ہوئے گاڑی کا دروازہ

کھولا اور باہر نکلی جبکہ دوسری جانب سے ایشال بھی باہر نکل چکی تھی

چلیں.... وہ ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

نہیں میر ابس تھوڑا دل گھبرا رہا ہے میں یہیں پر رکوں گی آپ فائل دے

آئیں

عمایہ آپ کے ساتھ جاتی ہے ایشال اس کی طرف دیکھتے ہوئے ہلکا سا مسکرا کر بولی تو وہ سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا جبکہ عمایہ ایشال کے کان میں کچھ بولتی ہوئی اس کی جانب بڑھی تھی

فرسٹ فلور پر پہنچتے ارسم تیز قدم لیتا باہر کی جانب بڑھ رہا تھا جب سامنے سے ایک لڑکے کے کچھ فاصلے پر عمایہ اندر داخل ہوتی ہوئی دکھائی دی تو اس کے قدم وہیں منجمد ہو گئے

بات سنیں اگر آپ چاہیں تو آپ یہیں پر انتظار کر سکتی ہیں اگر نہیں تو آپ میرے ساتھ بھی چل سکتی ہیں وہ رک کر عمایہ کی طرف رخ کرتے ہوئے بولا

نہیں میں یہیں پر ٹھیک ہوں میں یہاں پر انتظار کر رہی ہوں آپ جائیں عمایہ ہلکے سی مسکراہٹ اپنے چہرے پر سجاتے ہوئے بولی

ٹھیک ہے پھر آپ یہاں بیٹھ جائیں بس اگلے دس منٹ تک آتا ہوں وہ عمایہ کو ایک کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا جبکہ عمایہ نے نفی میں سر ہلایا

آئی ایم او کے میں ایسے ہی ٹھیک ہوں آپ جائیں عمایہ نے دوبارہ اسے جانے کا بولا تو وہ سر ہلاتا ہوا آگے چل دیا

عمایہ نے کچھ پل تو نظریں ادھر ادھر گھمائی پھر نظر اٹھا کر بالکل سامنے دیکھا جہاں سے وہ غائب ہوا تھا دو سے تین قدم آگے بڑھاتے ہوئے تھوڑا سا ترچھی ہو کر جھکی اور غور سے دیکھا کہ واقعی میں وہ وہاں سے جا چکا ہے

ارسم وہیں کھڑا بہت غور سے اس کی ایک ایک حرکت دیکھ رہا تھا

اس کے جانے کا یقین ہوتے ہی وہ کھل کر مسکرائی اور پلٹ کر دروازے کی جانب دیکھا جہاں سے ایشال کے ساتھ حمزہ اندر آتا ہوا دکھائی دیا وہ تیز تیز قدم لیتی ان کے جانب بڑھی جبکہ ارسم اور انصر اس کے آگے آگے چل رہے تھے مگر کافی فاصلے پر

گیا وہ ڈائناسور۔۔۔حمزہ عمایہ کے قریب جاتے ہوئے اس کے سامنے کھڑے ہوتے وہ والا

ہاں گیا اب چلو گاڑی میں ڈرائیو کروں گی عمایہ حمزہ کے ہاتھوں سے گاڑی کی چابیاں پکڑتے ہوئے مسکرا کر بولی جبکہ عمایہ کی بات سن کر وہ دونوں وہیں پتھر بن گئے

کیا.... تم گاڑی چلاؤ گی۔ وہ دونوں تقریباً چیخنے کے انداز میں ایک ہی آواز میں بولے جبکہ ان کی آواز چاروں طرف گونجی تھی قریب سے گزرتے لوگ ان لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے تھے جبکہ اپنی حرکت پر وہ دونوں شرمندہ ہوئے اور بھاگنے کے انداز میں عمایہ کی طرف بڑھے جو بہت آرام سے باہر نکل کر رہی یعنی وہ ان دونوں سے یہی امید رکھتی تھی

یار تم گاڑی نہیں چلاؤ گی ہمیں مروانا چاہتی ہو کیا حمزہ عمایہ کے پیچھے پیچھے چلتے ہوئے بولا

ارے نہیں مرتے تم لوگ عمایہ بولتے ہوئے کھلکھلا کر ہنسی جبکہ پاس سے گزرتے ارسم نے اس کی کھلکھلاہٹ کو اپنے کانوں میں رس گھولتے ہوئے محسوس کیا تھا

نہیں عزمی تم گاڑی نہیں چلاؤ گی پاگل لڑکی حمزہ نے پھر سے سمجھانے کی کوشش کی جبکہ حمزہ کی بات سن کر عمایہ کے قدم وہیں رک گئے اور اس نے گھوم کر حمزہ کی طرف دیکھا

کیا کہا تم نے...؟؟ عمایہ اسے آنکھیں چھوٹی کر کے کھورتے ہوئے بولی

مم میں نے تو کچھ نہیں کہا اس کی گھوری پر حمزہ دانت نکالتے ہوئے بولا

ہمم گڈ.... چلو اب فلو می عمایہ دلکشی سے مسکراتے ہوئے بولی اور ان دونوں کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا جبکہ وہ بیچارے مرے مرے قدموں سے اس کے پیچھے چلنے لگے

عمایہ کی یہ حرکت ارسم کے ہونٹوں تلے ایک خوبصورت مسکراہٹ لانے کا سبب بنی تھی اس کے چہرے کے تاثرات اور اس کے ایکسپریشن ارسم کو مزید متاثر کر رہے تھے اسے اندازہ نہیں تھا کہ وہ اس کے آفس میں بھی آسکتی ہے

عزمی حمزہ کو چلانے دو گاڑی یقین مانو ابھی ہمارے مرنے کا کوئی ارادہ نہیں

اس بار ایشال نے سمجھانا چاہا جو گاڑی کو ان لاک کر چکی تھی

مجھے لگتا ہے کہ تم لوگوں نے نہیں جانا اوکے کوئی بات نہیں ایزیو وش لیکن بابا کو کون بتائے گا کہ تم لوگ یہاں پر کیسے آئے میں یہاں پر کیسے آئی اور یہ گاڑی یہاں پر کیسے آئی دیکھو مجھے تو نہیں معلوم کہ میں اس بلڈنگ میں کیا لینے آئی ہوں اور نہ ہی مجھے معلوم ہے کہ یہ گاڑی یہاں پر کیسے آئی اب یہ سارے جواب تم دونوں بابا کو دو گے اور میں تو جا رہی ہوں خدا حافظ عمایہ ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے فرنٹ ڈور کھول چکی تھی جبکہ عمایہ کی بات سن کر ان دونوں کے کانوں سے دھوئیں نکلنے لگے

نہیں نہیں ہم چل رہے ہیں ساتھ وہ دونوں ایک ہی آواز میں ہڑبڑا کر بولے تو ایک بار پھر سوگوار ماحول میں عمایہ کی خوشگوار خوبصورت کھلکھلاہٹ گونجی

دوسری جانب ان کے کچھ فاصلے پر پہنچتے ہوئے ارسم نے انصر کو اشارہ کیا اس کا اشارہ اس طرف تھا کہ وہ ڈرائیونگ خود کرے گا اور ارسم کے حکم مانتے

ہوئے انصر فرنٹ سیٹ پر آکے بیٹھ گیا جبکہ ارسم ڈرائیونگ سیٹ سنبھال چکا تھا

وہ بہت کم ڈرائیونگ کرتا تھا مگر اب اس کا ارادہ ڈرائیونگ کرنے کا تھا یہ بات انصر کے لیے حیران کن تھی شاید وہ عمایہ کے پیچھے جانا چاہتا تھا اس لیے وہ خود ڈرائیونگ کر رہا تھا

گاڑی میں بیٹھنے سے پہلے تین بار درود شریف اور ایک بار کلمہ لازمی پڑھ لینا اوکے عمایہ انہیں ہدایت دیتی مسکراتے ہوئے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گئی جبکہ ان دونوں کے چہروں کی ہوائیں اڑی ہوئی تھی

چل بیٹھ جا میرے بھائی آگے کھائی ہے اور پیچھے کنواں کھائی میں گریں گے تو کم سے کم ہمیں جنت میں تو لے ہی جائے گی ایشال حمزہ کی طرف دیکھتی ہوئی بولی اور اتنی دیر میں انہیں اپنی گاڑی کا ہارن سنائی دیا تو وہ جلدی سے آگے بڑھ کر گاڑی میں بیٹھے جبکہ ان کے بیٹھتے ہی عمایہ نے تمیز کا مظاہرہ کرتے ہوئے بہت آرام سے گاڑی پارکنگ سائیڈ سے نکالی تھی

عمایہ بہت تمیز سے گاڑی ڈرائیو کر رہی تھی ابھی تک اس نے ایسا کوئی بھی کارنامہ سرانجام نہیں دیا تھا جس کی بنا پر اس کے ساتھ بیٹھے ایشال یا حمزہ کو اپنی جان کا خطرہ محسوس ہوتا

عمایہ نے گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے ایک نظر شیشے سے نظر آنے والے ایشال کے عکس کو دیکھا وہ پرسکون سی بیٹھی کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی اور پھر اپنے بائیں جانب بیٹھے حمزہ کو دیکھا جو بالکل ریلیکس انداز میں بیٹھا ہوا تھا اس کی آنکھوں میں شرارت چمکی شاید ان دونوں پر سکون بیٹھا دیکھ اسے ہضم نہیں ہوا تھا

ارسم کی گاڑی بھی ان کی گاڑی کے کچھ فاصلے پر ہی تھی جبکہ گاڑی کو بالکل نارمل انداز میں ڈرائیو ہوتا دیکھ کر ارسم نے سوچا کہ وہ تو بالکل ٹھیک ڈرائیو کر رہی ہے پھر اس کے ساتھ موجود لڑکا اور لڑکی اتنا شاکڈ ری ایکشن کیوں

دے رہے تھے مگر افسوس اس کی اتنی معصومانہ سوچ پر عمایہ نے بہت جلدی پانی پھیرا تھا

دائیں بائیں سے آنے والی فل سپیڈ کی گاڑیوں میں سے عمایہ نے فل ریس دیتے ہوئے اپنی گاڑی نکالی تھی جبکہ عمایہ کی اس حرکت پر گاڑی میں بیٹھے ایشال اور حمزہ کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کے نیچے ہی رہ گیا کیونکہ دونوں گاڑیوں کی ان کی گاڑی سے ٹکر ہوتے ہوتے بچی تھی اس سے پہلے کہ وہ اس جھٹکے سے سنبھلتے عمایہ نے تیز رفتار میں گاڑی سیدھے لے جاتے ہوئے ایک دم سے ٹرن لیا جس سے گاڑی کے ٹائروں میں بری طرح چرچراہٹ پیدا ہوئی

جبکہ ارسم کا دل چاہا کہ ابھی جا کر اس کے کان کے نیچے دو لگا دے جس کا دوبار ایکسیڈنٹ ہوتے ہوتے بچا ہے اور دوسری طرف انصر اپنا سانس روکے گاڑی کو دیکھ رہا تھا جسے شاید وہ جہاز سمجھ کر اڑا رہی تھی

عمایہ یہ کیا کر رہی ہو گاڑی روکو حمزہ چلایا جبکہ عمایہ کان لپیٹ کر بیٹھی پورا فوکس اپنی ڈرائیونگ پہ کیے تیز رفتار میں گاڑی چلا رہی تھی

عزمی پلیز یار گاڑی روکو میں نے نہیں مرنا ابھی ایشال بھی خاصی اونچی آواز میں چلائی مگر عمایہ تو شاید بحری ہو کر بیٹھی تھی

جتنی تیز رفتار میں وہ گاڑی چلا رہی تھی ارسم کو اپنی گاڑی کی رفتار بھی اتنی ہی تیز کرنی پڑی کیونکہ اس کے نزدیک پہنچنے کے لیے اسے بھی رش ڈرائیونگ کرنے کی ضرورت تھی

اور اب وہ رش ڈرائیونگ کرتا ہوا عمایہ پیچھے پیچھے ہی تھا جبکہ انصر ہکا بکا کبھی ارسم کو تو کبھی اپنے کچھ فاصلے پر آگے جاتی گاڑی کو دیکھ رہا تھا

آخر کار 20 منٹ کی رش ڈرائیونگ کے بعد عمایہ کی گاڑی ایک سوسائٹی میں داخل ہوئی مگر مجال ہے جو اس کی گاڑی کے رفتار ذرا بھی تھمی ہو وہ واقعی میں اسے اپنے بابا کا ہوائی جہاز سمجھ کر اڑا رہی تھی

جبکہ ایشال تو آنکھیں بند کیے تب سے اپنے زندہ ہونے کی دعا مانگ رہی تھی اور حمزہ تو سانس روکے بیٹھا بس یہ سوچ رہا تھا کہ پتہ نہیں اب وہ گھر سہی سلامت پہنچ سکے گا یا نہیں

اپنے گھر سے کچھ فاصلے پر عمایہ نے جھٹکے سے گاڑی روکی تھی جس سے حمزہ کا سر ڈیش بورڈ سا لگتے لگتے بچا تھا

گاڑی رکتے ہی وہ دونوں جلدی سے گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے گاڑی سے باہر نکلے تھے جبکہ عمایہ نے حیرانگی سے ان دونوں کو باہر نکلتے دیکھا تھا پھر کچھ سمجھ آنے پر وہ ہنستے ہوئے گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکلی تھی

عمایہ نے گاڑی سے نکل کر گاڑی کے قریب ہی کھڑے ایشال اور حمزہ کو دیکھا جن کے چہروں کی ہوائیاں اڑی ہوئی تھی اور انہیں دیکھتے ہوئے اس کی ہنسی چھوٹ گئی

ارے تم دونوں تو زندہ ہو عمایہ ان دونوں کو دیکھتے ہنستے ہوئے بولی

کیا ہوا یقین نہیں آرہا چلو آؤ تم لوگوں کو یقین دلاتی ہوں عمایہ نے بولتے ہوئے گاڑی کا دروازہ دوبارہ کھولا جب کہ عمایہ کی بات پر وہ دونوں گڑ بڑا گئے گئے

نہیں نہیں بہت مہربانی ہمیں یقین آچکا ہے کہ ہم لوگ زندہ ہیں حمزہ عمایہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تو وہ سناٹے زدا ماحول میں اس کا خوبصورت قہقہہ گونجا

تم دونوں تم بہت ڈرپھوک نکلے اگر ہادی ہوتا تو اس نے بہت انجوائے کرنا تھا عمایہ گاڑی کی چابیاں حمزہ کی طرف اچھالتے ہوئے بولی اور قدم آگے کی جانب بڑھائے مگر کچھ یاد آنے پر دوبارہ ان کی طرف پلٹی

اگر تم دونوں میں سے کسی نے بھی بابا کو بتایا کہ میں نے گاڑی ڈرائیو کی ہے تو...... عمایہ نے جان بوجھ کر بات ادھوری چھوڑی تھی

جبکہ اس کی بات کا مفہوم وہ دونوں ہی سمجھ چکے تھے کیونکہ خیر سے وہ دونوں بہن بھائی ہی پڑھائی میں نکمے ترین تھے اور اپنی اسائمنٹ بنانے والا کام

وہ عمایہ سے کرواتے تھے اور یہ عمایہ کے پاس واحد ہتھیار تھا جو ان دونوں پر بہت آسانی سے چل جاتا تھا

نہیں بتائیں گے ہم تم بس جاؤ یہاں سے میری ماں حمزہ نے اس کے آگے ہاتھ جوڑ دیے جس پر وہ زور سے ہنستی ہوئی واپس مڑی

مگر اس کی نظر کچھ فاصلے پر کھڑی ہے بلیک مارسڈیز پر پڑی اندر بیٹھے شخص کو وہ نہیں دیکھ سکتی تھی کیونکہ گاڑی کے شیشے بلیک تھے ایک نظر دیکھتے ہوئے اس نے قدم اپنے گھر کی جانب بڑھائے کیونکہ کچھ ہی قدموں کے فاصلے پر ہی ان کا گھر تھا

ارسم کی نظروں نے تب تک اس کا پیچھا کیا تھا جب تک وہ گھر میں داخل نہیں ہو گئی

سر یہ میم کا گھر ہے لیکن اس کے ٹھیک سامنے والا گھر آپ کا ہے جسے آپ نے خریدا ہے اور کچھ دنوں میں یہاں شفٹ ہونے والے ہیں

ارسم ابھی تک اسی راستے کو دیکھ رہا تھا جہاں سے عمایہ گزری تھی جب اس کے کانوں میں انصر کی حیرت میں ڈوبی آواز سنائی دی

واٹ یور مین۔۔۔۔ارسم کو جیسے اس کی بات پر یقین نہیں آیا تھا

سر آپ اسی لوکیشن پر موجود ہیں جہاں آپ کا گھر ہے وہ دیکھیں وہ آپ کا ہی گھر ہے جو آپ نے خود ڈیزائن کروایا ہے انصر سامنے نظر آنے والے خوبصورت بنگلے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا یہ گھر ارسم نے پاکستان آتے ہی خرید لیا تھا اس نے ایسے گھر کی ڈیمانڈ کی تھی اور یہ وہی گھر تھا اور بالکل ویسا تھا جیسا اس نے بولا تھا کیونکہ اس کی چینجنگ میں سب سے بڑا ہاتھ انصر کا تھا۔

اب یہ اتفاق تھا یا قسمت کے منظوری یا پھر ارسم کا گڈ لک جواب وہ عمایہ کے قریب رہنے والا تھا بے اختیار ارسم کے ہونٹوں تلے خوبصورت مسکراہٹ رینگ گئی

ٹھیک ہے آج ہی ہوٹل سے میرا سارا سامان یہاں شفٹ کروادو میٹنگ کے بعد میں ہوٹل جانے کی بجائے یہیں پر آؤں گا ارسم گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے بولا تو انصر نے جلدی سے حکم کو مانتے ہوئے سر کو خم کیا تو ارسم نے آنکھوں پر دوبارہ گلاسز لگاتے ہوئے گاڑی آگے کی جانب بڑھائی کیونکہ اسے میٹنگ کے لیے لیٹ ہو رہی تھی

فریش ہونے کے بعد عمایہ اس وقت ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھی کھانا کھا رہی تھی جبکہ اسمہ بھی اس کے قریب ہی بیٹھی تھی

آپ کے بابا کا فون آیا تھا وہ بتا رہے تھے کہ آپ کو ان کے دوست کا بیٹا چھوڑ جائے گا مگر آپ تو اس کے ساتھ نہیں آئی اسمہ بیگم عمایہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولی

کچھ دیر پہلے ہی عارف صاحب کال پر انہیں بتا چکے تھے کہ ان کے دوست کا بیٹا آئے تو اسے بٹھا کر کھانے کا لازمی پوچھا جائے مگر یہاں تو وہ آیا ہی نہیں تھا ماما وہ تو چھوڑنے آ رہا تھا مگر راستے میں حمزہ مل گیا اور پھر ہم لوگ حمزہ کے ساتھ آ گئے ویسے بھی اس کے ساتھ آنا کافی او کوٹ لگ رہا تھا عمایہ پانی کا گلاس لبوں سے لگاتی ہوئی بولی

اور حمزہ کے ساتھ آنے سے پہلے میں نے بابا کو میسج پر بتا دیا تھا کہ حمزہ کے ساتھ ہم واپس آ رہے ہیں کیونکہ ان کے دوست کے بیٹے کو کسی کو کوئی فائل دینے جانا تھا اور ہمیں انتظار کرنا اچھا نہیں لگا عمایہ نے مسکراتے ہوئے تمام تفصیل بتائی تو اسمہ بھی مسکرا دیں

چلیں یہ تو ٹھیک ہے مگر آپ کے پریکٹیکل کا کیا بنا کیسا رہا آپ کا پریکٹیکل اسمہ بالکل دوستانہ انداز میں بولیں وہ ایسی ہی تھیں ان کی اولاد ان کے ساتھ کافی حد تک فرینک تھی

ماما پریکٹیکل تو بہت اچھا رہا اور فائنلی آج ختم ہو چکے ہیں اور آج تو میں صرف اپنی نیند پوری کروں گی کیونکہ پریکٹیکل بنانے کے چکر میں ہماری نیندیں اڑی ہوئی تھی عمایہ اپنے ہاتھ ٹشو سے صاف کرتے ہوئے بولی کیونکہ کھانا وہ کھا چکی تھی

یہ بھی صحیح ہے پڑھائی کے لیے نیند کا پورا ہونا بھی بہت ضروری ہے اسمہ بیگم نے اثباب میں سر ہلایا

جی تو بس اس لیے اب میں جا رہی ہوں سونے اور جب اٹھوں گی تو خود ہی نیچے آجاؤں گی پلیز آپ سب کو بول دیجئے گا کہ مجھے کوئی بھی ڈسٹرب نا کرے کیونکہ میں بہت لمبا والا سونے والی ہوں

اور ایشال تو آئے گی نہیں کیونکہ مجھے پتہ ہے ابھی تک تو وہ بھی گھوڑے گدھے بیچ کر سو چکی ہو گی اس لیے آج صرف ہم نیند پوری کریں گے عمایہ کھڑے ہو کر کرسی کے پشت سے اسمہ بیگم کے گلے میں باہیں ڈالتے ہوئے بولی تو وہ بے اختیار مسکرا اٹھی

اچھا ٹھیک ہے کوئی نہیں ڈسٹرب کرے گا اب سو جائیں جا کر اسمہ بیگم محبت سے اس کا چہرہ تھپتھپاتے ہوئے بولی

اوکے ماما بٹ آپ کو تو تائی جان کے ساتھ مارکیٹ جانا تھا نا کچھ سوچتے ہوئے عمایہ نے ان سے سوال پوچھا

ہاں جانا تو ہے آج نیلو نے بھی واپس آ جانا ہے وہ واپس آ جائے پھر میں جاؤں گی اسمہ بیگم نے مسکراتے ہوئے جواب دیا

اوکے ماما آئی ہوپ کہ جب تک نیلو آئے تب تک میں اٹھ چکی ہوں گی بائے بائے خدا حافظ لو یو وہ ان کا گال چومتے ہوئے ایک ہی سانس میں بول گئی اور پھر مسکراتے ہوئے وہاں سے چلی گئی جبکہ پیچھے سے اسمہ بیگم نے ہلکا سا ہنستے ہوئے سر جھٹکا اس کی حرکتیں بالکل بچوں والی تھی کیونکہ اسے آج تک بچہ بنا کر ہی رکھا گیا تھا وہ سب کی لاڈلی تھی یوں کہا جائے تو ٹھیک رہے گا کہ سب کی جان عمایہ عزمیل میں بستی تھی

عمایہ گہری نیند میں ڈوبی ہوئی تھی جبکہ اس کا فون مسلسل بج رہا تھا پہلے تو وہ ڈھیٹ بن کر سوتی رہی مگر جب فون کالز اسے زیادہ تنگ کرنے لگی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر اپنا فون پکڑا اور یوں ہی کال اٹینڈ کرتے ہوئے فون کان سے لگایا نمبر دیکھنے کی اس نے زحمت ہرگز نہیں کی تھی کیونکہ وہ اس وقت گہری نیند میں تھی اور اپنی نیند میں خلل پڑنا اسے بالکل پسند نہیں آرہا تھا

ہیلو..... مقابل کو عمایہ کہ نیند میں ڈوبی آواز سنائی دی تو اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی

مایا.... عمایہ کو اپنے کانوں میں کسی کی بھاری گھمبیر آواز سنائی دی تو اس نے جھٹکے سے آنکھیں کھولیں

کون.... عمایہ نے آنکھیں کھولتے ہوئے پوچھا

کچھ پل تو ارسم بالکل چپ رہا اور پھر بولا

باہر ایک لڑکا پھول دینے آیا ہے اس سے پھول رسیو کرو عمایہ کو پھر سے وہی بھاری گھمبیر آواز سنائی دی تو وہ جھٹ کے اٹھ کر بیٹھی پہلے تو اس نے فون اپنی آنکھوں کے سامنے کیا جہاں کوئی ان ناؤن نمبر جگمگا رہا تھا پھر اس نے بے یقینی سے فون کی طرف دیکھا

دیکھیں مسٹر شاید آپ نے کسی غلط نمبر کو ڈائل کیا ہے عمایہ کو لگا جیسے اسے غلطی سے فون کیا گیا ہے

میں نے بالکل سہی نمبر پر فون کیا ہے باہر نکل کر پھول ریسیو کرو مقابل حکمیہ انداز میں بولا اس سے پہلے کہ عمایہ کچھ بولتی وہ فون کاٹ چکا تھا

یہ سب کیا ہے۔۔۔۔ عمایہ کو ابھی بھی کچھ سمجھ نہیں آیا تھا اس کا زہن ابھی بھی نیند سے بیدار نہیں ہوا تھا اور پھر کچھ سوچتے ہوئے اس نے پاس پڑا دوپٹہ اٹھا کر اپنے دونوں کندھوں پر پھیلایا اور قدم لیونگ ایریا کی جانب بڑھائے اس کے کمرے کے آگے ایک بالکنی بنائی گئی تھی اور وہ ایک لیونگ ایریا تھا

جس کی جگہ تقریباً ایک کمرے جتنی تھی جہاں کچھ کاؤچ اور عمایہ کا فیورٹ جھولا لگا ہوا تھا وہ لیونگ ایریا بہت خوبصورتی سے سجایا گیا تھا جگہ جگہ رنگ برنگے پھول اور پودے موجود تھے

فون بند کرتے ہوئے ارسم نے قدم اس شیشے کی جانب بڑھائے جہاں بلکل سامنے عمایہ کا کمرہ صاف دکھائی دیتا تھا اور اس شیشے کی خاصیت یہ تھی کہ ارسم وہاں کھڑا ہو کر سامنے کا منظر آرام سے دیکھ سکتا تھا مگر عمایہ وہاں کھڑے ہو کر ارسم کو ہرگز نہیں دیکھ سکتی تھی باہر سے دیکھنے سے وہ کوئی دیوار ہی معلوم ہوتی تھی مگر بظاہر وہ ایک بناوٹی شیشہ تھا

ارسم وہیں کھڑا بالکل سامنے دیکھ رہا تھا جب وہاں عمایہ داخل ہوئی اس کی آنکھوں میں نیند کی خماری تھی جبکہ چہرے سے صاف معلوم ہو رہا تھا کہ وہ گہری نیند سوئی ہوئی تھی عمایہ کو دیکھ کر مسکراہٹ نے ایک دم سے اس کے ہونٹوں کو چھوا

عمایہ چلتی ہوئی آخر تک آئی اور وہیں گرل پر دونوں ہاتھ رکھ کر باہر کی طرف دیکھنے لگی وہاں سے سارا منظر صاف دکھائی دیتا تھا

دروازے پر ہی ایک بلیک تھری پیس سوٹ پہنے درمیانی عمر کا لڑکا کھڑا تھا جبکہ پاس نیلو کھڑی تھی شاید وہ اس سے کچھ بول رہی تھی اور وہ مسلسل نفی میں سر ہلا رہا تھا پھر اگلے ہی لمحے اس لڑکے نے اپنی جیب سے فون نکال کر دیکھا اور پھر فون کو واپس رکھتے ہوئے وہ پھول نیلو کی جانب بڑھا دیے عمایہ نے حیرانگی سے یہ منظر دیکھا تھا

نیلو نے وہیں کھڑے کھڑے نظر اٹھا کر اوپر کی جانب دیکھا جہاں عمایہ کھڑی اسی کو دیکھ رہی تھی نیلو نے اشارے سے اوپر آنے کی اجازت لی تو عمایہ نے ہاں میں سر ہلاتے ہوئے اسے اوپر آنے کا بولا جبکہ ابھی بھی وہ گھر کے دروازے کی طرف کنفیوز نظروں سے دیکھ رہی تھی جبکہ دوسری جانب ارسم کھڑا بغور اس کے چہرے کے تاثرات کا جائزہ لے رہا تھا اور ہونٹوں پر کبھی نہ ختم ہونے والی مسکراہٹ موجود تھی

عمایہ نے گیٹ سے نظریں ہٹا کر اپنا رخ موڑا اور چھوٹے چھوٹے قدم لیتی صوفے کی طرف بڑھی تب تک نیلو بھی وہاں داخل ہو چکی تھی اس کے ہاتھ میں ایک گلاب کے پھولوں کا بڑا سا بکے موجود تھا

یہ کس نے بھیجا ہے کیا نام نہیں بتایا عمایہ نیلو کی طرف دیکھتے ہوئے بولی

نہیں عمایہ بی بی پہلے تو وہ لڑکا بات ہی نہیں مان رہا تھا نا تو وہاں سے جا رہا تھا اور نہ ہی پھول دے رہا تھا مگر جیسے ہی آپ آئی تو اس نے پھول ہاتھوں میں تھما دیے اور بول دیا کہ یہ آپ کو دینے ہیں مگر اس نے نام نہیں بتایا نیلو نے پوری بات بتائی

اچھا دکھاؤ اس میں کوئی چٹ ہو گی یا کوئی ایسی چیز جہاں بھیجنے والا کا نام لکھا ہو عمایہ اس کے ہاتھوں سے بکے لے کر اس کا اچھی طرح معائنہ کرتے ہوئے بولی

تو اسے پھولوں کو بیچوں بیچ چھوٹا سا کارڈ مل ہی گیا جسے پکڑ کر اس نے فوراً کھول کر دیکھا جس میں فوریومایا لکھا تھا اس کے علاوہ اس پر کچھ نہیں لکھا تھا

پتہ چلا بی بی کہ پھول کس نے بھیجے ہیں نیلو عمایہ کی طرف دیکھتی ہوئے بولی ہاں ایک دوست نے بھیجے ہیں تم جاؤ مجھے بس ایک گلاس ٹھنڈا پانی لا دو عمایہ نیلو کی طرف دیکھتے ہوئے ہلکا سا مسکرا کر بولی کیونکہ اب وہ اسے یہ نہیں بتا سکتی تھی کہ پھول بھیجنے والے کو تو وہ خود بھی نہیں جانتی

جی بی بی ابھی لائی وہ مسکراتے ہوئے بولی اور وہاں سے چلی گئی

عمایہ نے وہ پھولوں کا بکے ٹیبل پر رکھا اور سامنے ہی صوفے پر بیٹھ گئی صوفے کی پشت سے ٹیک لگاتے ہوئے ایک ہاتھ کی مٹھی بنا کر اپنے ہونٹوں پر رکھتے ہوئے وہ بغور پھولوں کا معائنہ کر رہی تھی یعنی وہ پھلوں کو دیکھتے ہوئے یہ سوچ رہی تھی کہ پھول بھیجنے والا کون ہو سکتا ہے اور اسے یہ پھل بھیجے کیوں گئے ہیں

ارسم مسکراتی نظروں سے عمایہ کو دیکھ رہا تھا جبکہ عمایہ اس کے بھیجے گئے پھولوں کو دیکھ رہی تھی پتہ نہیں کیوں مگر ارسم کو وہ یوں بیٹھی ہوئی بہت کیوٹ لگی تھی

ارسم نے اپنے ہاتھ میں پکڑا فون اپنی نظروں کے سامنے کیا اور عمایہ کے نمبر پر کال ملائی اب اس کی کنفیوزن بھی تو دور کرنی تھی

عمایہ ویسے ہی بیٹھی تھی جب اس اپنے بجتے فون کی آواز سنائی دی تو وہ فوراً اپنی سوچوں سے باہر نکلی اور اپنا فون کی طرف دیکھا جو اس کے ہاتھ میں ہی موجود تھا کال اٹینڈ کرتے ہوئے اس نے فون کان سے لگایا تھا

ہیلو.....اب اس نے اپنے ہوش و حواس میں مخاطب کیا تھا

زیادہ سوچنے کی ضرورت نہیں ہے پھول میں نے ہی بجھوائے ہیں عمایہ کو دوبارہ وہی آواز سنائی دی

دیکھیں مسٹر میں آپ کو نہیں جانتی پھر آپ نے مجھے یہ بھول کیوں بجھوائے ہیں عمایہ سنجیدگی سے بولی

ضروری نہیں کہ تم مجھے جانو تب ہی میں تمہیں بھول بھیجواؤں میں تمہیں جانتا ہوں اتنا کافی ہے ارسم شیشے کو انگلیوں کے پوروں سے چھوتے ہوئے بولا جہاں سامنے ہی اسے عمایہ دکھائی دے رہی تھی

دیکھیں مسٹر آپ مجھے جانتے ہیں یا نہیں مجھے اس بات سے بالکل کوئی فرق نہیں پڑتا مگر میں آپ کو نہیں جانتی اس لیے میں امید رکھتی ہوں کہ اب دوبارہ ایسی حرکت نہیں کریں گے عمایہ پھر سے سنجیدہ ترین لہجے میں گویا ہوئی

تم مجھ سے ایسی امیدیں چھوڑ دو مایا ارسم کے اس طرح بولنے سے عمایہ کی دھڑکنیں تھمی تھی

میں آپ کا نمبر بلاک کر دوں گی اگر دوبارہ آپ نے مجھے تنگ کرنے کی کوشش کی تو عمایہ نے اسے اپنی طرف سے دھمکایا جبکہ اس کے دھمکی پر ارسم نے بائیں آئی برو آچکا کر عمایہ کی طرف دیکھا جہاں وہ صوفے سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی

تم ایسا نہیں کرو گی مایا آواز میں سنجیدگی تھی

جبکہ ارسم کی بات سن کر عمایہ نے اپنے ماتھے پر بے شمار بل ڈالے اور بغیر کوئی جواب دیے فون کاٹ دیا اور پہلی فرصت میں وہ نمبر بلاک کیا

پتہ نہیں کون بد تمیز ہے وہ اندر سے ڈر بھی رہی تھی مگر اس نے سوچا کہ شاید کوئی جان بوجھ کر تنگ کر رہا ہو گا اس لیے فوراً خود کو ریلیکس بھی کر گئی

اس میں ان پھولوں کا کیا قصور عمایہ پھولوں کی طرف دیکھتی ہوئی بولی اور ہاتھ بڑھا کر پھول اٹھا لیے اور کمرے میں چلی گئی

اس کی نظر میں پھولوں کا کوئی قصور نہیں تھا کوئی اور ہی آوارہ لڑکا اس کے پیچھے لگا تھا یاں پھر جان بوجھ کر اسے تنگ کرنے کی کوشش کر رہا تھا جبکہ اس کا نمبر بلاک کر کے وہ پر سکون ہو گئی تھی شاید وہ اب اسے نہیں تنگ کرے گا مگر یہ صرف اس کی سوچ تھی وہ نہیں جانتی تھی کہ اس نے کس کا نمبر بلاک کیا ہے

اپنا نمبر بلاک لسٹ میں جاتا دیکھ کر اس کے چہرے کے تاثرات ایک سیکنڈ میں سرد تاثرات میں تبدیل ہوئے تھے وہ سرد نظروں سے عمایہ کو دیکھ رہا تھا جبکہ اپنا اشتعال پر وہ قابو کرنے کی کوشش کر رہا تھا

آج تک کسی میں اتنی جرات نہیں تھی کہ وہ ارسم ابراہیم کو اگنور کر سکے مگر یہ لڑکی ایک سیکنڈ میں اس کا نمبر بلاک کر گئی تھی اگر اس کی جگہ کوئی اور ہوتا یقیناً اب تک ارسم ابراہیم اس کے پاؤں پکڑ کے بیٹھا اس سے معافی مانگ رہا ہوتا مگر یہ تو عمایہ عزمیل تھی جس کی خطا وہ معاف کر گیا تھا

پھول ٹیبل پر رکھتے ہوئے عمایہ نے گھڑی کی جانب دیکھا جو شام کے سات بجا رہی تھی

افففف آج تو میں اتنی دیر سوتی رہی یقیناً بابا آنے والے ہوں گے عمایہ خود سے بولتی ہوئی الماری کی جانب بڑھی وہاں سے اپنا ڈریس نکالتے ہوئے فریش ہونے چلی گئی

فریش ہونے کے بعد اس نے ایک نظر خود کو آئینے میں دیکھا اور پھر کمرے سے نکل گئی اس کا فون کمرے میں ہی موجود تھا جسے وہ اپنے ساتھ لے جانا اکثر بھول جاتی تھی

وہ ڈائننگ روم میں داخل ہوئی تو سامنے ہی ڈائننگ ٹیبل پر اسے عارف صاحب اور اسمہ بیگم بیٹھے ہوئے دکھائی دیے یقیناً وہ لوگ ابھی آکر بیٹھے تھے

السلام علیکم عمایہ مسکراتے ہوئے بولی اور اپنی کرسی پر آکر بیٹھی

وعلیکم السلام اٹھ گئی میری شہزادی عارف صاحب اپنی بیٹی کو محبت سے دیکھتے ہوئے بولے تو اس نے مسکراتے ہوئے زور و شور سے ہاں میں سر ہلایا

ہادی کہاں پر ہے۔۔۔ عمایہ اسمہ بیگم کی طرف دیکھتے ہوئی بولی

آپ نے یاد کیا اور ہم حاضر ابھی اسمہ بیگم جواب دیتی ہادی اس سے پہلے ہی وہاں سے برامد ہوا

اونہہ تمہیں کیوں یاد کریں گے ہم موٹے عمایہ اس کی طرف دیکھ کر منہ چڑھاتے ہوئے بولی

لو ابھی تو یاد کر رہی تھی موٹی ساتھ ہی بدل گئی ہادی اسے گھورتا ہوا سامنے والی کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولا تو عمایہ نے اوپر نیچے سر ہلاتے ہوئے بتیسی دکھائی

بابا کب آرہے ہیں بھائی عمایہ معصوم سی شکل بنا کر عارف صاحب کی طرف دیکھتے ہوئے بولی

آجائیں گے میری شہزادی آپ کے بھائی بھی عارف صاحب اس کی طرف دیکھتے ہیں مسکرا کر بولے

لیکن کب بابا آئی ایم ویری مس ہم۔۔۔۔ عمایہ کہ انداز میں اداسی صاف جھلک رہی تھی کیونکہ وہ واقعی میں اپنے بھائی کو بہت زیادہ مس کر رہی تھی اور اس کے آنے کا بے صبری سے انتظار کر رہی تھی

موٹی چپ کر کے کھانا کھاؤ بابا کو پریشان مت کرو آجائیں گے بھائی کچھ دنوں تک ہادی نے اسے ٹوکا تو اس نے برا سا منہ بنا کر ہادی کی طرف دیکھا جبکہ عارف صاحب نے اسے گھورا تھا

انسان بنا کرو جان بوجھ کر تنگ مت کیا کرو اسے اسمہ بیگم نے اس کے سر پر ایک ہلکا سا تھپڑ لگایا تھا جس پر وہ معصوم نظروں سے سب کی جانب دیکھنے لگا جیسے اس نے کچھ کیا ہی نہ ہو

تم تو جلتے ہو مجھ سے موٹے خود تو تم میرا کوئی کام نہیں کرتے دیکھ لینا ایک بار بھائی آجائیں تمہاری درگت نہ بنوائی ان کے ہاتھوں تو میرا نام بھی عمایہ عزمیل نہیں عمایہ کا انداز کافی دھمکا دینے والا تھا

جبکہ عمایہ کی بات سن کر عارف صاحب اور اسہ بیگم ہنس دیے کیونکہ اس کی دھمکی بہت کام کرنے والی تھی کیونکہ حیدر اس سے بے تحاشہ محبت کرتا تھا اپنی بہن کے لیے اس کی محبت مثالی تھی وہ اسے بڑا بھائی نہیں بلکہ باپ بن کر پیار کرتا تھا آخر کار وہ اس کی چھوٹی لاڈلی بہن تھی جو اس سے پورے نو سال چھوٹی تھی

تم ایک بار بھائی کو آنے تو موٹی سب سے پہلے چپ رہنے والا انجیکشن ان سے لے کر تمہیں لگواؤں گا بدلے میں ہادی نے بھی اس سے دھمکایا آخر وہ بھائی کس کا تھا

موٹے بھائی کی کال آنے دو میں بھائی کو بتاؤں گی عمایہ اسے غصے سے کھورتے ہوئے بولی

اچھا بس کردو تم دونوں خاموشی سے کھانا کھاؤ مجھے کسی کی اواز نہ آئے اب اسمہ بیگم دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے تھوڑی سنجیدگی سے بولیں تو وہ دونوں ہی ایک دوسرے کو گھورتے ہوئے چپ کر گئے اور خاموشی سے کھانا کھانے لگے

وہ خوبصورت سفید بنگلہ روشنیوں سے نہایا ہوا رات کے اس وقت پوری اب وتاب سے چمک رہا تھا جبکہ اس محل نما بنگلے کے اندر ایک کمرے میں موجود بیٹھا ایک شخص ہاتھ میں فون پکڑے کسی کی منموہنی صورت آنکھوں کا ذریعے دل میں اتار رہا تھا

کسی تصویر میں وہ خوبصورت لڑکی مسکرا رہی تھی اور کسی تصویر میں وہ مصروف انداز میں بیٹھی ہوئی تھی اور کسی تصویر میں وہ آنکھوں میں شرارت لیے کسی کی طرف دیکھ رہی تھی اس کی ساری تصویروں میں وہ سب سے منفرد اور پر کشش دکھائی دے رہی تھی

جبکہ ارسم کے ہونٹوں تلے ایک ہلکی سی مسکراہٹ تھی اس لڑکی میں کچھ تو ایسا تھا جو اس نے ارسم ابراہیم کو اپنی طرف اٹریکٹ کیا تھا

ابھی کچھ دیر پہلے ہی اس نے سی سی ٹی وی کی فوٹیج دیکھی تھی جس میں عمایہ صاف دکھائی دے رہی تھی جب وہ زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھی کانپتے

ہاتھوں سے اپنے لرزتے وجود کے ساتھ ارسم کے سینے سے گولی نکال رہی تھی

انجان ہوتے ہوئے بھی اس لڑکی نے بغیر سوچے سمجھے یہ قدم اٹھایا تھا اور ارسم کے دل میں جو اس کے لیے جگہ بنی تھی اس کی وجہ اس کی جان بچانا ہر گز نہیں تھا اسے بس وہ اچھی لگی تھی اور آہستہ آہستہ اس نے کس مقام پر پہنچنا تھا یہ چیز تو ارسم بھی ابھی تک نہیں جانتا تھا

اور دوسری طرف عمایہ ہر بات سے انجان تھی اسے معلوم ہی نہیں تھا کہ وہ کسی کے دل میں اپنے لیے کتنی گہری جگہ بنا چکی ہے

ارسم نے فون کو بند کرتے ہوئے سامنے ٹیبل پر رکھا اور اپنا فون اٹھاتے ہوئے عمایہ کے نمبر پر کال ملائی فون کان سے لگاتے ہوئے کھڑا ہوا اور قدم بقدم چلتا ہوا ہے ٹھیک اس بڑے سے شیشے کے سامنے آن کھڑا ہوا جہاں سے اب بالکل سامنے روشنیوں سے نہایا ہوا بنگلہ واضح دکھائی دے رہا تھا

مسلسل چار سے پانچ کا بار کال کرنے کے باوجود بھی فون آگے سے نہیں اٹھایا گیا تھا

عمایہ اپنے کمرے میں داخل ہوئی تو سامنے ہی ٹیبل پر پڑا فون بج رہا تھا اس نے آگے بڑھ کر فون اٹھایا تو اس کی نظر لیونگ ایریا کے صوفے پر لیٹے ہادی پر پڑی کال اٹینڈ کرنے کی بجائے اس نے قدم لیونگ ایریا کی جانب بڑھائے جبکہ فون اس کے ہاتھ میں تھا جو اب بج بج کر بند ہو چکا تھا

عمایہ نے فون سامنے پڑی ٹیبل پر رکھا اور دبے دبے قدموں سے ہادی کے قریب گئی تھوڑا سا جھک کر بغور اس کے چہرے کو دیکھا جو آنکھیں بند کیے لیٹا ہوا تھا

اور موٹے اٹھو اور اپنے کمرے میں جا کر لیٹو عمایہ اس کے چہرے کو ہلکا سا تھپتھپاتے ہوئے بولی مگر شاید وہ یہاں لیٹے لیٹے سو چکا تھا

عمایہ کی آنکھوں میں شرارت چمکی اس نے اس کے گال پر ایک ہلکی سی چپیٹ لگائی مگر وہ شاید ابھی بھی گہری نیند میں تھا

مسلسل تین سے چار بار اسی طرح کرنے سے وہ پھر بھی نہیں اٹھا تو اس کی بار عمایہ نے کھینچ کر ایک تھپڑ اس کے گال پر رسید کیا جس سے وہ ہڑبڑا کر اٹھا ہادی کے اٹھنے پر عمایہ ایک نہیں دو نہیں دس قدم کے فاصلے پر جا کر کھڑی ہو گئی اور معصومانہ نظروں سے اسے دیکھنے لگی جو اپنے بائیں گال پر ہتھیلی رکھے آنکھیں پھاڑے عمایہ کو دیکھ رہا تھا جیسے یقین کرنے کی کوشش کر رہا ہو کہ اسے تھپڑ عمایہ نے ہی مارا ہے

میں نے تمہیں بہت بار اٹھانے کی کوشش کی مگر تم نہیں اٹھے عمایہ معصوم چہرہ لیے آنکھیں ٹپٹپاتے ہوئے بولی

تم نے مجھے تھپڑ مارا.... ہادی نے عمایہ کو گھورا

جبکہ اپنی طرف آتے ہادی کو دیکھ کر عمایہ نے پیچھے کی جانب قدم بڑھائے

دیکھو ہادی اپنے کمرے میں جاؤ اور تم نہیں اٹھ رہے تھے اس لیے میں نے بس ہلکا سا تھپڑ مارا اس میں برا ہی کیا ہے عمایہ بھاگ کر صوفے کے پیچھے کھڑے ہوتے ہوئے بولی

موٹی رکو تم ادھر بتاتا ہوں میں تمہیں ہادی نے اس کے پیچھے دوڑ لگائی جبکہ عمایہ وہاں سے نکل کر اب دوسرے جانب بھاگ گئی تھی اب منظر کچھ یوں تھا کہ وہ دونوں بہن بھائی صوفوں کے گرد گول گھوم رہے تھے ہادی اسے پکڑنے کی کوشش کر رہا تھا جب کہ وہ فل سپیڈ میں بھاگتی ہوئی اپنا بچاؤ کر رہی تھی

ہادی اچھا سوری نہیں کرتی اب۔۔۔ہادی کو اپنا مزید قریب آتے دیکھ کر عمایہ نے ہانک لگائی

جبکہ ہادی نے بھاگ کر ایک دم سے صوفے کے اوپر سے چھلانگ لگائی اور عمایہ کے ٹھیک آگے آکر کھڑا ہوا

عمایہ نے واپس بھاگنے کی کوشش کی تو اس کا بازو پکڑ کے ہادی نے اسے اپنی طرف کھینچا جس سے اس کے بال جو میسی جوڑے میں قید تھے وہ کھل کر کسی آب وشاب کی طرح اس کی کمر پر بکھر گئے

ہادی نے اسے کھینچا جس کی وجہ سے وہ پاس ہی صوفے پر گرنے کے انداز میں بیٹھی تھی ہادی نے موقع کو دیکھتے ہوئے اس کے سارے بال اس کے چہرے کے آگے پھیلا دیے جس سے اس بیچاری کا حلیہ ہی بگڑ گیا

اوو خدایا ہادی کے بچے میں تمہیں چھوڑوں گی نہیں عمایہ اپنے چہرے سے بال پیچھے ہٹاتے ہوئے ہادی کی طرف دیکھ کر غصے سے بولی اور اپنے پاس پڑا کشن اٹھا کر زور سے اس کی طرف پھینکا جسے وہ بہت مہارت سے کیچ کر چکا تھا ہادی قہقہہ لگاتے ہوئے پیچھے والے صوفے کی طرف بھاگا جب وہ عمایہ ہاتھ میں کشن پکڑتے ہوئے صوفے پر کھڑی ہوئی اور وہ کشن کھینچ کر اس کے منہ پر دے مارا جس سے ہادی اپنا توازن نہ برقرار رکھ سکا اور سیدھا اس کے

صوفے پر ہی آ گرا جب کہ ہادی کو ایسے گرتا دیکھ کر عمایہ کر زوردار قہقہہ کر وہاں گونجا تھا

ارسم شیشے کے پار کھڑا کسی ٹرانس کی کیفیت میں یہ منظر دیکھ رہا تھا اس کے لیے حیران کن منظر ان دونوں کا لڑنا نہیں بلکہ عمایہ کا نظر آنا تھا وہ خوبصورت تھی بے حد حسین تھی وہ یہ بات دل سے مانتا تھا مگر اس کے کھلے بال دیکھ کر وہ جیسے نظریں پلٹنا بھول چکا تھا اس کے کالے گھنے سلکی بال جو کمر سے بھی کافی حد تک نیچے آتے تھے وہ کسی آب شاب کی طرح اس کی کمر پر پھیلے ہوئے تھے ارسم نے آج تک اتنے خوبصورت بال کسی کے نہیں دیکھے تھے جبکہ عمایہ کا چہرہ کھلے بالوں میں بادلوں میں چھپے چاند کے مانند تھا

عمایہ کو ہنستے دیکھ کر ہادی نے اس کا ہاتھ پکڑ کے اسے اپنی طرف کھینچا جس سے وہ اس کے اوپر گرتے گرتے بچی اور جلدی سے صوفے سے اتر کر آگے کی جانب بھاگی جبکہ ہادی بھی صوفے سے اٹھ کر اس کے پیچھے ہی بھاگا تھا

عمایہ کے قریب پہنچ کر ہادی نے اس کا گال کھینچنا چاہا جسے عمایہ دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر رکھ کر اپنے چہرہ چھپا چکی تھی

مگر ہادی نے بھی زبردستی اس کے ہاتھ اس کے چہرے سے ہٹائے اور اس کے دونوں گالوں کو زور سے کھینچا یہ اس کا فیورٹ کام تھا کیونکہ اسے اپنی بہن کے رخسار بہت پسند تھے جبکہ اس کے حرکت پر عمایہ کے رخسار کسی سرخ ٹماٹر کی طرح لال پڑ چکا تھا وہ اتنی ہی نازک تھی اگر کوئی ہلکا سا بھی زور سے اسے ہاتھ لگاتا تو اس کے بدن پر نشان پڑ جاتا تھا وہ بالکل نازک کانچ کی گڑیا جیسی تھی جسے ہاتھ لگاتے ہوئے بھی ڈر لگتا تھا

باب....... اپنا حال برا ہوتا دیکھ کر عمایہ نے بے اختیار اونچی آواز میں عارف صاحب کو پکارنا چاہا جسے اس کے منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے ہادی چیخنے سے روک چکا تھا

عمایہ نے ہادی کو گھور کر دیکھا اور منہ پر رکھتے اس کے ہاتھ پر دانت گاڑھ دیے جس سے اس کے گڑ بڑا کر اپنا ہاتھ ہٹایا

عمایہ نے خفگی سے اس کی طرف دیکھا اور منہ بناتی ہوئی آگے بڑھی
ہادی نے خود سے ناراض ہو کر جاتی عمایہ کو دیکھا اور پھر بھاگ کر نرمی سے
اسے اپنے حصار میں لیا

میرا چھوٹا سا بچہ بابا کی شہزادی ناراض ہو گئی کیا ہادی محبت بھرے الفاظوں
سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا جبکہ عمایہ نے خفگی سے اپنا چہرہ موڑ لیا
اچھا سونی بابا کی شہزادی اب نہیں کروں گا ہادی اس کے سرخ گال پر آہستہ
سے لب رکھتے ہوئے بولا یہ ہادی کا عمایہ کو منانے کا ایک خاص طریقہ تھا اور
وہ بہن بھائی ایک دوسرے کو اسی طریقے سے بچپن سے مناتے آرہے تھے
عمایہ نے ایک نظر ہادی کو دیکھا اور پھر بے شمار مکے اس کے سینے پر رسید کیے
جسے ہادی نے ہنستے ہوئے اپنے گلے لگایا

پیچھے ہٹو موٹے تم بہت بد تمیز ہو عمایہ پیچھے ہٹ کر دائیں بائیں نظریں
گھماتے ہوئے بولی یقیناً وہ اپنا کیچر ڈھونڈ رہی تھے جو لڑنے کے چکروں میں

اتر کر کہیں گر گیا تھا مگر اسے اپنا کیچر کہیں نظر نہیں آیا اس لیے وہ صوفے پر آتی پلاتی مار کر بیٹھ گئی

تم مجھ سے اب بات مت کرنا موٹے عمایہ انگلی اٹھا کر اسے گھورتے ہوئے بولی جواب اس کا کیچر ڈھونڈ رہا تھا

ٹھیک ہے مجھے کوئی فائدہ بھی نہیں ہے تم سے بات کرنے میں مجھے تو بس تم سے لڑنے میں مزہ آتا ہے ہادی کیچڑ پکڑ کر اس کی جانب قدم بڑھاتے ہوئے بولا تو عمایہ نے ٹیڑھے میڑھے منہ بنائے

ارسم بہت غور سے سامنے چلنے والا منظر دیکھ رہا تھا جہاں وہ دونوں کچھ دیر پہلے آپس میں لڑ رہے تھے وہیں اب ہادی عمایہ کی پشت پر کھڑا ہو کر آہستہ سے عمایہ کہ بکھرے بال سمیٹ کر انہیں جوڑے میں قید کر رہا تھا

جبکہ عمایہ دونوں ہاتھ سینے پر باندھے منہ پھلا کر بیٹھی ہوئی تھی یقیناً وہ اس سے ناراض ہو گئی تھی اس کا پھولا ہوا منہ دیکھ کر ارسم کے انابی ہونٹوں تلے خوبصورت مسکراہٹ رینگ گئی

اچھا موٹی منہ مت پھلاؤ بولا نا سوری ہادی اس کے ساتھ ہی جڑ کر بیٹھتے ہوئے بولا

اپنی سوری کا اچار ڈال لو بدتمیز موٹے عمایہ اسے گھورتے ہوئے بولی

سوری کا اچار نہیں ڈلتا ان کا ڈلتا ہے اور مرچوں کا ڈلتا ہے اور تم تو میری تیکھی مرچی ہو میری موٹی۔۔۔ہادی نے بولتے ہوئے دوبارہ اس کا پھولا ہوا گال کھینچا جس پر اس نے بری طرح سے گھورتے ہوئے اس کے ہاتھ پر ایک زوردار تھپڑ لگایا

جب یہ حرکت کرتے ہو تو زہر لگتے ہو مجھے تم اور اٹھو یہاں سے چلو جاؤ اپنے کمرے میں عمایہ ہادی کو ہاتھ کے اشارے سے وہاں سے جانے کا بولنے لگی

اچھا ٹھیک ہے جا رہا ہوں کاٹ کھانے کو کیوں دوڑ رہی ہو ہادی صوفے سے اٹھتے ہوئے بولا

ہادی نے شرارت سے چمکتی آنکھوں سے عمایہ کو دیکھا جو سامنے ٹیبل سے اپنا فون اٹھا رہی تھی اور پھر ہلکا سا جھکتے ہوئے اس کے دونوں گالوں کو زور سے کھینچا اور دوڑ لگا دی

جبکہ عمایہ کا غصے سے برا حال تھا اس نے پاس پڑا کشن اس کی طرف پھینکا جو اس کی کمر پر لگا جس پر وہ زوردار قہقہہ لگاتے ہوئے اس کے کمرے سے نکل گیا

موٹے کے بچے میں تمہیں صبح بتاؤں گی عمایہ اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں گالوں پر رکھتے ہوئے بولی جو دہک رہے تھے

صوفے پر سیدھی ہو کر بیٹھتے ہوئے عمایہ نے اپنا فون پکڑا جبکہ فون کی سکرین پر نظر پڑتے ہی اس کی پیشانی پر بے شمار بل نمودار ہوئے جس پر کسی ان ناؤن نمبر سے کافی بار کالز آئی ہوئی تھی

ابھی عمایہ سوچ ہی رہی تھی کہ اسے اتنی کالز کرنے والا کون ہو سکتا ہے جب اس کا فون دوبارہ بجا اس نے کال اٹینڈ کرتے ہوئے فون کا کان سے لگایا مگر بولی کچھ نہیں

میں نے بولا تھا نا کہ ایسی کوئی حرکت مت کرنا فون کے سپیکر سے عمایہ کو وہی بھاری مگر سنجیدہ آواز سنائی دی تو اس کے ہاتھوں سے فون گرتے گرتے بچا

کک کیا مطلب.... عمایہ کو اس کے لہجے سے خوف محسوس ہوا تھا پہچان تو وہ چکی تھی کہ یہ وہی شخص ہے جس نے شام کو اسے کال کی تھی

مطلب تو تم بہت اچھے سے جانتی ہو مایا ارسم دو قدم کا فاصلہ سمیٹتے ہوئے شیشے کے مزید قریب کھڑے ہوتے ہوئے بولا

دیکھیں میں مایا نہیں ہوں شاید آپ نے غلط نمبر پر کال کی ہے اس کا بار بار مایا بولنا عمایہ کو کافی کنفیوز کر رہا تھا

میں نے بالکل صحیح شخص اور صحیح نمبر پر کال کی ہے مجھے صرف میرے سوال کا جواب دو کہ تم نے وہ حرکت کیوں کی جبکہ میں نے تمہیں منع کیا تھا ارسم

کی آواز نے ابھی بھی سنجیدگی موجود تھی جبکہ عمایہ کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ یہ شخص اس کے پیچھے کیوں پڑ گیا ہے

دیکھیں میں آپ کو نہیں جانتی اور اگر آپ مجھے بار بار تنگ کریں گے تو میں آپ کا نمبر یوں ہی بار بار بلاک کروں گی عمایہ نے اپنا لہجہ مضبوط بناتے ہوئے اسے دھمکی دی

اگر نہیں جانتی تو جان جاؤ گی بہت جلد مگر تم مجھ سے پہلے مل چکی ہو ارسم نے اسے اپنی اور اس کی پہلی ملاقات یاد دلوائی جسے عمایہ سرے سے بھول چکی تھی

جہاں تک مجھے یاد ہے میری کبھی کسی غیر شخص سے ملاقات نہیں ہوئی اور اگر آپ میرے ریلیٹوز کی طرف سے ہیں تو آپ یہ بہت غلط حرکت کر رہے ہیں اپنی سوچ کے مطابق عمایہ کو لگا کے شاید وہ ان کے رشتہ داروں میں سے کوئی ہے جو اسے تنگ کر رہا ہے

عمایہ کی بات سن کر ارسم کو سرشاری محسوس ہوئی تھی اس کا اپنے منہ سے اقرار کرنا کہ وہ کبھی کسی غیر شخص سے نہیں ملتی ارسم کے چہرے پر مسکراہٹ لانے کی وجہ بنا تھا

اچھی بات ہے تمہیں میں کبھی کسی غیر مرد کے قریب بھٹکتا ہوا بھی نہ دیکھو

ارسم کا انداز حکم دینے والا تھا جبکہ عمایہ کا پارہ ہائی ہو چکا تھا

اور آپ کون ہوتے ہیں مجھے یہ کہنے والے کہ مجھے کس سے ملنا ہے اور کس سے نہیں اگر اب آپ نے مجھے دوبارہ تنگ کیا تو میں آپ کی رپورٹ پولیس میں کروادوں گی پھر خود ہی پولیس آپ سے پوچھ لے گی عمایہ نے کاٹ کھانے والے انداز میں جواب دیا اور کھٹک سے فون بند کر دیا اور صرف فون ہی بند نہیں کیا تھا فون کو پاور آف کرتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی

ارسم نے دونوں ہونٹ بھینچتے ہوئے سخت نظروں سے اپنے کمرے میں جاتی ہوئی عمایہ کو دیکھا تھا

جتنا وہ لڑکی اسے سنا رہی تھی کسی کی جرات نہیں تھی کہ وہ ارسم ابراہیم کے سامنے نظریں اٹھا لے مگر وہ یہ سب باتیں صرف عمایہ کی برداشت کر رہا تھا وہ بھی برداشت کی ایک حد تک۔

صبح کی روشن کرنیں ہر طرف پھیلی ہوئی تھی وہیں آنکھوں میں پڑنے والی روشنی کی وجہ سے عمایہ کی آنکھ کھلی تھی نماز پڑھنے کے بعد وہ سو گئی تھی شاید اسے آج کچھ زیادہ ہی نیند آرہی تھی مگر اب سات بج رہے تھے اور آٹھ بجے اسے کالج کے لیے نکلنا تھا

عمایہ اٹھتے ہوئے ایک بھرپور انگرائی لی اور ایک خوبصورت مسکراہٹ کے ساتھ خدا کا شکر ادا کیا اور بیڈ سے اٹھ کھڑی ہوئی الماری اپنا ڈریس لیتے ہوئے فریش ہونے چلی گئی

فریش ہو کر اس نے ہلکے نیلے رنگ کا جوڑا زیب تن کیا اور کانوں میں ایک سٹون والے ایر نگز پہنے اور بالوں کی بالکل سمپل سی چھٹیا کرتے ہوئے سر پر دوپٹا لیا اور اپنی کچھ کتابیں اور فون اٹھاتے ہوئے قدم کمرے سے باہر کے جانب بڑھائے

سب خیریت ہے میری شہزادی آج آپ نے کالج نہیں جانا کیا عمایہ ریلیکس انداز میں بیٹھ کر ناشتہ کر رہی تھی جب عارف صاحب اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولے

جانا ہے بابا جان بس کل پریکٹیکل ختم ہو گئے اس وجہ سے اب کچھ دن سکون سا کالج جاؤں گی عمایہ جوس کا گلاس لبوں سے لگاتی ہوئی بولی

یہ تو بہت اچھی بات ہے کچھ دن آرام بھی کر لینا چاہیے عارف صاحب عمایہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولے جواب ناشتہ کر کے اٹھنے کی تیاری میں تھی

سہی کہہ رہے ہیں آپ بابا جان اب تو کچھ دن آرام ہی کریں گے فی الحال آپ اپنا بہت سارا خیال رکھیے گا اور ماما جان آپ بھی میں اب چلتی ہوں باہر

ایشال اور ہادی دونوں ہی میرا انتظار کر رہے ہیں عمایہ باری باری دونوں کے ہاتھ کے پشت پر لب رکھتے ہوئے بولی تو دونوں اسے دیکھ کر مسکرا دیے عمایہ پھر خدا حافظ کہتی ہوئی وہاں سے نکل گئی

عمایہ ایشال کے ساتھ کالج کے اندر کی جانب بڑھ رہی تھی جب گیٹ کے قریب پہنچتے ہوئے اسے اپنے قریب سے ایک آواز سنائی دی تو اس کے قدم وہیں رک گئے

سنیں میم.....اپنے بے حد قریب کسی آواز کو سنتے ہوئے عمایہ نے گردن گھما کر پیچھے دیکھا جہاں ایک بلیک ڈنر سوٹ میں ملبوس اونچا لمبا جوان آدمی ہاتھوں میں گلاب کے پھولوں کا بکے لیے نظریں جھکائے کھڑا تھا

کیا آپ نے مجھے مخاطب کیا عمایہ اپنی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی کیونکہ اسے لگا شاید اس گارڈ نے کسی اور کو مخاطب کیا ہو

جی میم یہ پھول آپ کے لیے سر نے بھجوائے ہیں وہ عمایہ کی طرف پھول بڑھاتے ہوئے بولا اس کی نظریں ابھی بھی جھکی ہوئی تھی

کون سے سر اور کس نے بھجوائے ہیں یہ پھول عمایہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے تھوڑا پریشانی سے بولی جب کہ ایشال بھی تھوڑی پریشانی سے عمایہ کی طرف دیکھ رہی تھی

سوری میم ہمیں آپ سے بات کرنے کا حکم نہیں دیا گیا ہمیں صرف اتنی پرمیشن دی گئی ہے کہ ہم آپ تک یہ پھول پہنچادیں اور پلیز یہ پھول رکھ لیں وہ آدمی ادب کی ہر حد پار کر رہا تھا

میں یہ پھول ہرگز نہیں رکھوں گی اور جس نے بھجوائے ہیں یہ پھول جا کر اسے واپس دیں عمایہ خود پر ضبط کرتے ہوئے بولی کیونکہ اسے سمجھ آچکی تھی کہ یہ پھول بھجوانے والا کون ہو سکتا ہے

سوری میم ہم انہیں واپس نہیں لے کر جا سکتے آپ پلیز یہ پھول رکھ لیں وہ ابھی بھی اسی انداز میں بات کر رہا تھا

کیا آپ کو سنائی نہیں دے رہا کہ مجھے کوئی بھول نہیں چاہیے اور نہ ہی میں یہ پھول رکھوں گی اور پھول بھجوانے والے کو یہ بات لازمی بتا دیجئے گا کہ اگر اگلے بار انہوں نے ایسی کوئی حرکت کی تو ان کے حق میں بہتر نہیں ہو گا عمایہ یہ بول کر وہاں رکی نہیں بلکہ ایشال کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کالج کے اندر جا چکی تھی

یہ کیا تھا عزمی یہ کون تھا اور وہ پھول۔۔۔ایشال جیسے ہی لیکچر سے فری ہوئی وہ عمایہ کے سر پر تھی اور اب اسے یہ جاننے کا تجسس تھا کہ جو صبح کالج کے گیٹ پر ہوا وہ سارا معاملہ کیا ہے

کتنی سٹوپڈ لڑکی ہو تم صبح والے معاملے سے تمہیں یہ نہیں معلوم ہوا کہ میں خود اس بارے میں کچھ نہیں جانتی مجھے نہیں پتہ کہ پھول بھیجنے والا شخص کون ہے اور وہ ایسا کیوں کر رہا ہے عمایہ کرسی گھسیٹ کر بیٹھتے ہوئے بولی

لیکن ایسا کون ہے جو تمہیں جانتا ہے اور تمہیں پھول بھی بھجوا دیے ایشال بھی اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولی

آئی ڈونٹ نو ایشال کل شام کو ان ناؤن نمبر سے کال آئی تھی بہت ہی کوئی سائیکو قسم کا شخص تھا لیکن اس کا نمبر بلاک کر کے مجھے لگا کے بات رفع دفع ہو جائے گی مگر آج پھر اس نے پھول بھجوا دیے اس بارے میں مجھے خود کچھ بھی معلوم نہیں اور وائز مجھے کافی ٹینشن ہو رہی ہے کہ جانے یہ کون ہے عمایہ پریشانی سے ایشال کی طرف دیکھتی ہوئی بولی کیونکہ صبح والا واقعہ کوئی عام نہیں تھا وہ اس کی پریشانی میں مزید اضافہ کر گیا تھا۔

اچھا پریشان نہیں ہو ہو سکتا ہے کہ کوئی جان بوجھ کر تنگ کر رہا ہو ایشال نے اس کی پریشانی کو دور کرنا چاہا

آئی ہوپ..... عمایہ ایک لمبا سانس لیتے ہوئے بولی اور پھر وہ دونوں ہی اس بات کو بھلائے کچھ ہی دیر میں اپنی باتیں کرنے میں مصروف ہو چکی تھیں

عمایہ گھر میں داخل ہوئی تو سامنے لاؤنج میں اسے صوفے پر اسمہ بیگم بیٹھی دکھائی دی جب کہ سامنے ٹیبل پر ایک سرخ گلابوں کا بکے پڑا تھا اس بکے کو دیکھتے ہی اس کا دماغ بھک سے ہو اڑا تھا

السلام علیکم ماما جان عمایہ اپنے تاثرات نارمل کرتے ہوئے بولی

وعلیکم السلام آؤ بیٹا یہ پھول تمہاری کسی دوست نے بھجوائے ہیں شاید گارڈ سے پتہ چلا تھا کہ کل بھی آپ کی دوست نے آپ کو پھول بھجوائے تھے سب خیریت ہے اسمہ بیگم عمایہ کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے بولیں

مطلب انہیں اصل بات کا نہیں پتہ تھا یہ سوچ کر عمایہ نے سکھ کا سانس لیا

جی ماما وہ دراصل میری کلاس فیلو اور میرا ایک چھوٹا سا جھگڑا ہوا تھا جس پر میں اس سے ناراض ہو گئی اور اب میں مان نہیں رہی اس وجہ سے وہ روز مجھے پھول بھیجواتی ہے تو عمایہ چہرے پڑ پھیکی سی مسکراہٹ لاتے ہوئے بولی وہ جھوٹ ہر گز نہیں بولنا چاہتی تھی مگر وقت کی نزاکت اسے بولنا پڑ رہا تھا

اچھا زیادہ دیر دوستوں سے ناراض نہیں ہوتے بیٹا مان جاؤ آپ انہوں نے مسکراتے ہوئے اسے سمجھایا

جی ماما ٹھیک ہے میں فریش ہو کر آ جاؤں عمایہ ان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی تو انہوں نے مسکراتے ہوئے اثباب میں سر ہلایا تو وہ سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اپنے کمرے میں چلی گئی

عمایہ اپنے کمرے میں داخل ہوئی اور جلدی سے آگے بڑھ کر اپنا فون پکڑا جو وہ گھر ہی بھول گئی تھی

رات سے وہ فون بند ہی تھا اس نے دوبارہ آن کرنے کے زحمت ہر گز نہیں کی تھی غصے سے اس کی سانسیں پھولی ہوئی تھی جبکہ دل چاہ رہا تھا کہ وہ شخص اس کے سامنے ہوں اور وہ اس کا گلا دبا دے جو اسے تنگ کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑ رہا

عمایہ نے جلدی سے اپنا فون آن کیا اور اسی نمبر پر کال ملا کر فون کان سے لگایا جس نمبر پر رات کو کال آئی تھی مسلسل تین سے چار بار کالز کرنے کے بعد فون آگے سے نہیں اٹھایا گیا

تو عمایہ نے غصے سے فون وہیں بیڈ پر پٹکا اور فریش ہونے کی نیت سے اٹھ کھڑی ہوئی جب اس کا فون بجنے لگا عمایہ نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر فون پکڑا تو اسی نمبر سے کال آ رہی تھی ایک بار تو کال اٹینڈ کرتے ہوئے اسے ڈر لگا مگر پھر ہمت جمع کرتے ہوئے اس نے کال اٹینڈ کی اور فون کان سے لگایا

دیکھیں مسٹر آپ مجھے بلاوجہ تنگ کر کے بہت برا کر رہے ہیں میں آپ کو نہیں جانتی تو مطلب نہیں جانتی اور میں آپ کو جاننا چاہتی بھی نہیں ہوں برائے مہربانی مجھے تنگ کرنا بند کریں بار بار پھول بھجوا کر آپ کیا ثابت کرنا چاہ رہے ہیں اگر تو آپ یہ سوچ رہے ہیں کہ میں آپ سے ڈر جاؤں گی تو یہ آپ کی سب سے بڑی بھول ہے ڈرنے والوں میں سے نہیں ہوں میں عمایہ غصے سے ناک پھولاتے ہوتا بولی جبکہ اسے نان سٹاپ بولتا دیکھ ارسم مسکرایا

تمہیں کیوں لگتا ہے کہ میرا مقصد تمہیں ڈرانا ہے.. انداز بالکل سوالیہ تھا

مجھے لگتا نہیں ہے مسٹر مجھے پورا یقین ہے کیونکہ میری آپ سے کوئی ذاتی

دشمنی بالکل نہیں ہے جو آپ یوں میرے گھر پھول بھجوا کر مجھے میرا گھر

والوں کی نظروں میں مشکوک بنائیں آپ اپنی ان حرکتوں سے باز آجائیں

ورنہ.... عمایہ نے بولتے ہوئے اپنی بات ادھوری چھوڑ دی

ورنہ.....ارسم نے اس کے ورنہ کا اگلا جملہ جاننا چاہا

جبکہ عمایہ کو کوئی جواب ہی نہ آیا کہ وہ اب کیا بولے

بولو ورنہ کیا کرو گی تم...؟؟ارسم کرسی کی پشت سے کمر ٹکاتے ہوئے کرسی

کو دائیں بائیں ہلاتے ہوئے بولا

میں میں آپ کی کمپلین کر دوں گی عمایہ نے اپنی طرف سے اسے بہت بری

دھمکی دی

ٹھیک ہے کر دینا بلکہ میں گاڑی بھجواتا ہوں اور گاڑی کے ڈرائیور کو گواہ کے

طور پر ساتھ گواہی دلوا لینا جیسا تم بولو گی ویسے ہی وہ گواہی دے گا ارسم اس

کی باتوں سے محفوظ ہوتے ہوئے بولا جبکہ ارسم کی بات سن کر عمایہ کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی یعنی وہ اس کی بات کو بالکل سیریس نہیں لے رہا تھا

آپ میرے ساتھ ایسا کیوں کر رہے ہیں عمایہ بے بسی سے بولی جبکہ اس کی آواز میں جھلکتی معصومیت کو محسوس کرتے ارسم کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ رینگ گئی

I am not Hurting you Maya

ارسم یہ بول کر کچھ پل رکا

I want to tell you how special you are to me

ارسم آنکھیں بند کرتے ہوئے سرگوشی نما آواز میں بولا جبکہ ارسم کی بھاری گھمبیر سرگوشی سن کر عمایہ ریڈھ کی ہڈی میں سنسناہٹ دور گئی اس کی آواز میں کچھ تو ایسا تھا جو عمایہ کو اس سے خوف محسوس ہوتا تھا

میرا مقصد تمہیں ہرٹ کرنا بالکل نہیں ہے لیکن اگر تم میری بات نہیں مانو گی اور مجھے غصہ دلاؤ گی تو یقیناً تمہیں میرے غصے کا سامنا بھی کرنا پڑے گا ارسم کی آواز اور انداز میں سرد مہر تھی جسے عمایہ بخوبی محسوس کر چکی تھی

میں آپ کی کوئی بات نہیں مانوں گی اور آپ جتنی بار مجھے تنگ کریں گے میں اتنی بار آپ کا نمبر بلاک کروں گی اگر اب آپ نے مجھے تنگ کیا تو بالکل بھی اچھا نہیں ہو گا عمایہ برہمی سے بولی

اور اگر تم نے میرا نمبر بلاک کیا تو تمہارے لیے اچھا نہیں ہو گا مایا ارسم کی آواز ایک دم سنجیدہ ہوئی تھی جبکہ ارسم کی اتنی سنجیدہ اور سرد آواز سن کر عمایہ کا دل ایک بار ضرور ڈر گیا تھا

میں بھی دیکھتی ہوں کہ آپ کیا کر لیں گے ڈرتی نہیں ہوں میں آپ سے عمایہ ترکی بہ ترکی بولی

تم مجھے چیلنج کر رہی ہو...؟؟ ارسم نے سختی سے اپنے لب بھینچے

جی نہیں میری آپ سے کوئی جان پہچان نہیں اس لیے میرا آپ کو چیلنج کرنا بھی نہیں بنتا میں صرف آپ کو وارن کر رہی ہوں عمایہ نے بول کر فوراً ہی فون کاٹ دیا اور فون کو بیڈ پر اچھالتے ہوئے اپنا ڈریس لیتی فریش ہونے واش روم میں بند ہو گئی

ارسم نے فون کو سامنے ٹیبل پر رکھا اور کرسی کو پیچھے کی طرف گھسیٹتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا اور چلتا ہوا گلاس وال کے ٹھیک سامنے آن کھڑا ہوا جہاں سے بڑی بڑی سرکیں اور باہر کا تمام مناظر دکھائی دے رہا تھا

تم مجھے بہت ہلکے میں لے رہی ہوں مایا مگر کوئی بات نہیں اپنی پہچان کروانا مجھ پر لازم ہے ارسم بولتے ہوئے ایک عجیب سے انداز سے مسکرایا

یہ بات بہت عجیب تھی کہ اتنی بار عمایہ کہ جھٹکنے کے بعد بھی وہ پرسکون تھا جیسے وہ جانتا ہو کہ اسے آگے کیا کرنا ہے مگر وہ عمایہ کو ہرٹ کرنے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا اور وہ چاہتا بھی نہیں تھا کہ اس کی وجہ سے اس کی نازک سی شہزادی زرا سی بھی تکلیف اٹھانی پڑے

جس طرح وہ ایک ہی بار میں ارسم کے دل میں اپنی جگہ بنا چکی تھی اس کی دل کی گہرائی میں جا ٹھہری تھی ارم کو بھی عمایہ کے دل میں اپنے لیے ایسی ہی جگہ درکار تھی مگر بھی ایسا ناممکن تھا کیونکہ وہ ارسم کو جانتی تک نہیں تھی

شام کے سائے ہر طرف پھیل چکے تھے وہیں عمایہ کھانا کھانے کے بعد اپنے کمرے کی بالکنی میں بیٹھی آہستہ آہستہ جھولا جھلا رہی تھی اور ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ ایک کتاب پڑھ رہی تھی

ہلکے آسمانی رنگ کا فراک پہنے دوپٹے کو دونوں شانوں پر پھیلائے بالوں کو ہلکے سے جوڑے میں قید کیے وہ کتاب پڑھنے میں مگن تھی جبکہ کافی بار اسے یوں محسوس ہوا جیسے وہ کسی کی نظروں کے حصار میں ہے اس نے کتاب سے

نظریں ہٹاتے ہوئے دائیں بائیں دیکھا مگر وہاں کوئی بھی موجود نہیں تھا اپنا وہم سمجھتے ہوئے اس نے دوبارہ نظریں کتاب پر ٹکالیں

ارسم گلاس وال کے کچھ فاصلے پر بیٹھا ٹانگ پر ٹانگ جمائے بائیں ہاتھ کی دو انگلیوں میں سیگرٹ کو دبائے گلاس وال کی دوسری جانب بیٹھی عمایہ کو بہت فرصت سے دیکھ رہا تھا اس کے لیے یہ منظر آنکھوں میں بسا دینے والا تھا عمایہ کا چہرہ ارحم کے دل کا سکون بنتا جا رہا تھا اور یہ سکون حاصل کرنے میں وہ کامیاب ٹھہرا تھا

عمایہ کتاب پڑھنے میں مصروف تھی جب اس کا فون بجنے لگا اس نے ہاتھ بڑھا کر فون پکڑا اور کتاب سے نظریں ہٹائے بغیر کال ریسیو کرتے ہوئے فون کان سے لگایا

السلام علیکم عزمی صاحبہ امید کرتا ہوں کہ آپ بالکل ٹھیک اور خیریت سے ہوں گی اتنا وقت تو آپ کے پاس بالکل نہیں ہو گا کہ آپ ہماری بات سن سکیں مگر پھر بھی امید ہے کہ آپ سن لیں گی فی الحال آپ کو یہ بتانا چاہوں گا

کہ ہم نامراد لوگ آپ کے لان میں موجود چائے پر آپ کا انتظار کر رہے ہیں برائے مہربانی اپنے نازک قدم اٹھاتے ہوئے لان میں تشریف رکھیں اور ہمیں اپنے دیدار کا شرف بخشیں تاکہ ہم بدقسمت لوگوں کے بھی قسمت چمک اٹھے حمزہ کی اتنی لمبی تقریر سنتے ہوئے عمایہ کہ چہرے پر ناگواری دکھائی دی اس نے کتاب کو بند کیا اور جھولے سے اٹھ کھڑی ہوئی

تو سیدھی طرح بولو نا بندر کہ تم بندروں کی طرح اچھلتے ہوئے ہمارے لان میں آگرے ہو اتنی لمبی تحریر کرنے کی کیا ضرورت تھی عمایہ اپنی بالکنی سے لان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی جہاں لان کے بیچ کرسی پر کسی بادشاہ کی طرح براجمان ہوئے حمزہ فون کان سے لگائے عمایہ سے ہی بات کر رہا تھا جبکہ ایشال اور ہادی قریب ہی اپنی اپنی کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے

ارے واہ بابا کی شہزادی تمہیں تو بہت اچھے طریقے سے تعریف کرنی آتی ہے میں تو ایسے ہی تمہیں نکارا سمجھ رہا تھا حمزہ عمایہ کی طرف دیکھ کر بایاں ہاتھ

ہلاتے ہوئے بولا تو عمایہ نے اپنی سنہری آنکھیں چھوٹی کر کے گھور کر اسے دیکھا

بے وقوف انسان نکارے ہو گئے تم سمجھے میں تو الحمدللہ بہت سمجھدار ہوں اور تم مجھے آپی یاں باجی بول کر بلایا کرو بڑی ہوں میں تم سے عمایہ نے چند ماں بڑے ہونے کا روعب جھاڑنا چاہا

اب اتنی بھی بری نہیں ہو کہ تمہیں میں باجی یاں آپی بلاؤں خیر تمہیں بتانا یہ تھا کہ ہم لوگ سوچ رہے ہیں کہ ہم لوگ آئس کریم کھانے جائیں مگر مجھے لگ رہا ہے کہ تم نہیں جاننا چاہتی چلو کوئی بات نہیں اٹس اوکے ہم تینوں چلے جائیں گے حمزہ نے آخر میں ایکٹنگ کرتے ہوئے کال کاٹی

جبکہ آئس کریم کی بات پر عمایہ کی آنکھیں چمک اٹھی اس نے جلدی سے جھولے پر پڑی اپنی کتاب اٹھائی اور کمرے میں داخل ہو کر ایک نظر اپنے حلیے پر ڈالی وہ بالکل ٹھیک لگ رہی تھی ہمیشہ کی طرح خوبصورت اپنا فون

پکڑتے ہوئے وہ جلدی سے کمرے سے نکلی جیسے اسے یقین ہو کہ واقعی میں کہیں وہ اسے چھوڑ ہی نا جائیں

ارے ارے بابا کے شہزادی تم تو اڑتی ہوئی آگئی حمزہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے اسے چڑانے والے انداز میں بولا

ہادی اور حمزہ یوں ہی کرتے تھے جان بوجھ کر اسے بابا کی شہزادی بول کر پکارتے تھے جبکہ عمایہ کو ان کے ایسا بولنے سے کوئی اعتراض نہیں تھا بلکہ وہ تو فخر محسوس کرتی تھی جب اس کے بابا اسے اپنی شہزادی بولتے تھے

ہاں تو جب تم جیسا شیطان سوچے گا مجھے اکیلا چھوڑ کر جانے کا تو مجھے واقعی میں اپنے بابا کے شہزادی بن کر اڑنا ہی پڑے گا عمایہ بہت مزے سے ہادی کے ہاتھ سے کافی کا ماگ پکڑتے ہوئے بولی جس کے ابھی بہت مشکل سے اس نے دو ہی گھونٹ بھرے تھے

موٹی میری کافی واپس دو ہادی اسے گھورتے ہوئے بولا

نہیں اب تو یہ میری ہو گئی تم دوسری منگوالو عمایہ کافی کا مگ لبوں سے لگاتے ہیں بولی

تم دوسری لے آؤ مجھے میری کافی واپس دو ہادی نے تھوڑا روعب جھاڑا

میں تو نہیں دے رہی عمایہ نے اسے ہری جھنڈی دکھائی

اور کافی کے گھونٹ بھرتے ہوئے لان میں ٹہلنے لگی جب ہادی ایک دم سے کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا اور اسکے قریب جاتے ہوئے اس سے کافی کا مگ لینا چاہا جبکہ عمایہ ہاتھ کو پیچھے کرتے ہوئے دوبارہ انکار کر چکی تھی

میں بھی..... حمزہ ان دونوں کے برابر کھڑے ہوتے ہوئے بولا تو عمایہ نے اس کی جانب مگ بڑھایا جسے وہ فوراً ہی تھام چکا تھا

یعنی عمایہ نے صرف ہادی کو تنگ کرنے کے لیے اس سے کافی چھینی تھی اور اب عمایہ اور حمزہ دونوں مل کر ہادی کو تنگ کر رہے تھے جبکہ ہادی ان دونوں کو بری طرح گھور رہا تھا اور دوسری طرف ایشال بیٹھی فون میں ناول پڑھنے

میں مصروف تھی اور ناول بڑھتے وقت وہ اپنے ارد گرد ہوتی ہر چیز کو فراموش کر جاتی تھی ویسے ہی جیسے اس نے اب ان تینوں کو کیا ہوا تھا ارسم نظروں میں تھوڑا تعجب اور نہ سمجھی لیے سامنے چلنے والا منظر دیکھ رہا تھا یعنی وہ اتنی شرارتی تھی اسے بالکل معلوم نہیں تھا وہ معصوم تھی بے حد معصوم تھی یہ بات وہ گارنٹی سے بول سکتا تھا مگر وہ شرارتی بھی بہت تھی اس بات کا اندازہ اسے پچھلے دو دن سے ہو چکا تھا

اچھا ایسے گھور مت یہ لو تم بھی پی لو عمایہ کافی کا مگ ہادی کی طرف بڑھاتے ہوئے بولی جس میں بمشکل دو سے تین گھونٹ رہ گئے تھے

تم ہی پیو یہ بھی ہادی عمایہ کی طرف دیکھتے ہوئے منہ بنا کر بولا تو عمایہ نے اپنی مسکراہٹ دبائی

اچھا نا موٹے میں نے تو اتنی زیادہ نہیں پی ساری تو یہی پی گیا عمایہ کافی کا مگ

حمزہ کے ہاتھ میں تھماتے ہوئے بولی جب کہ حمزہ کا منہ ہی کھل گیا عمایہ کہ

بات سن کر

ادھر دیکھو بات سنو میں کیا کہہ رہی ہوں چلو نا آئس کریم کھانے پلیز عمایہ

ہادی کا بازو پکڑ کے کسی بچے کی طرح بولی

نہیں تم مجھے بہت تنگ کرتی ہو اس لیے میں تمہیں نہیں لے کے جا رہا ہادی کا

دل تو چاہا تھا تو اسے لے جائے مگر وہ جان بوجھ کر اسے تنگ کرنے لگا

میں کہاں تنگ کرتی ہوں اور تمہیں تنگ نہیں کرنا تو اور کسے کرنا ہے چلو نا

پلیز پھر مجھے واپس آکر اپنی اسئمنٹ بھی تیار کرنی ہے عمایہ پھر ضدی انداز

میں بولی تو ہادی مسکرا دیا

چل یار کیا جنانوں کی طرح نخرے کر رہا ہے حمزہ ہادی کے کندھے پر ہاتھ

مارتے ہوئے بولا

کیا کہا تو نے۔۔۔۔ خود کو جنانا کہلائے جانے پر ہادی نے بری طرح اس کی کمر میں مکا جھارا جس پر وہ بیچارا درد سے بلبلا اٹھا

اپنی فضول زبان پر لگام دیا کر ہاسٹل جا کر کچھ زیادہ ہی کھل گئی ہے مگر ائندہ اس طرح کی بکواس کی تو تیری زبان کاٹ دوں گا ہادی حمزہ کو گھورتے ہوئے بولا

ارے جانو اتنا غصہ کائے کو کرتا اپن تو بس تیرے ساتھ مذاق کر رہا تھا حمزہ اپنی کمر کے درد کو بھلائے دو نمبری ایکٹنگ کے ساتھ ہادی کے بازو پر ایک انگلی چلاتے ہوئے بولا

شرم کر کمینے بہنیں پاس بیٹھی ہیں ہادی اس کی وہی انگلی پکڑ کر مروڑتے دانت پر دانت جماتے ہوئے بولا

اچھا چلو پھر کمرے میں چلتے ہیں حمزہ آنکھوں میں بے حد شرارت لیے ہادی کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تو ہادی کا غصہ ایک دم سے ساتھ ہوائیں آسمان کو پہنچا

یہ تو شکر تھا کہ عمایہ اور ایشال نے اس کی یہ بیہودہ گفتگو نہیں سنی تھی ورنہ ہادی اسے جان سے مار دیتا

رک یہیں پر سالے کمینے بتاتا ہوں میں تمہیں ہادی اس کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے بولا

حمزہ تیزی سے آگے کی طرف بھاگا اب منظر یوں تھا کہ پورے لان میں حمزہ آگے آگے بھاگ رہا تھا جبکہ ہادی اس کے پیچھے ہی تھا اور پھر ہادی کہ قابو میں حمزہ آہی گیا اس کے کمر پہ بیٹھتے ہوئے اس نے لاتعداد مکے اس کی کمر میں جھاڑ دیے

بس کر دو تم دونوں کیوں پاگلوں کی طرح لڑے جا رہے ہو عمایہ ان کے قریب ہی کھڑی کمر پر دونوں ہاتھ ٹکائے انہیں بری طرح گھورتے ہوئے بولی

کچھ نہیں چلو آجاؤ تم لوگ جس نے آئس کریم کھانی ہے میں گاڑی میں انتظار کر رہا ہوں ہادی کھڑے ہو کر اپنی شرٹ سہی کرتے ہوئے بولا اور پھر قدم گاڑی کی جانب بڑھائے

چلو بھی پہلے فضول میں اس سے الجھتے رہتے ہو اور پھر بعد میں تمہاری دہائیاں ختم نہیں ہوتی عمایہ حمزہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولی جس کی دوائیاں عروج پر تھی

بہت ظالم ہو تم بہن بھائی تم لوگوں کو وہ مجھ پر ذرا ترس نہیں آتا حمزہ اپنی کمر پر ہاتھ رکھ کر اٹھتے ہوئے بولا

جبکہ عمایہ سر جھٹک کر آگے بڑھ چکی تھی اور ایشال تو سب سے پہلے ہی گاڑی میں جا کر بیٹھ چکی تھی

وہ لوگ آئس کریم کھا کر جلد ہی واپس آ چکے تھے اور اب سب سونے کے لیے اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے تھے جب کہ عمایہ بیڈ پر بیٹھی یہ سوچ رہی تھی کہ اب وہ کیا کرے کیونکہ اسائنمنٹ بنانے کا اس کا بالکل دل نہیں کر رہا تھا اور اسے نیند بھی نہیں آ رہی تھی

کیا کروں ایک کام کرتی ہوں کہ کل بنالوں گی ایشال کو بتا دیتی ہوں اما یا نے مسئلے کا حل نکالتے ہوئے فون اٹھایا جب سامنے ہی اسے ایڈسن کا نمبر دکھائی دیا جس سے اسے شام کو کال ائی تھی

اونہہ یہ تو میرا باپ ہے نا میں اس کی ساری باتیں مانوں نہیں مانوں گی میں کوئی بھی بات دیکھ لیتی ہوں جو کرتا ہے کر لے اومایا برائے اور اس کا نمبر بلاک لسٹ میں ڈالتے ہوئے ایشال کو میسج کیا اور فون چاٹ پر لگا کر بیڈ پر لیٹ گئی

مایا.... اسے اپنے کانوں میں وہی بھاری گھمبیر اور سرد آواز سنائی دی اس نے پٹ سے آنکھیں کھولیں تھی

یا اللہ یہ کیا ہو رہا ہے اس شخص کی آواز تو مجھے سنائی بھی دینے لگی ہے پلیز اللہ جی اس کا پیچھا مجھ سے چھوڑوا دیں پلیز پلیز پلیز وہ مجھے تنگ مت کریں پلیز اللہ جی.... عمایہ سختی سے آنکھیں بند کرتے ہوئے بڑبڑانے لگی

اور یوں ہی بولتے بولتے کب وہ گہری نیند کی وادیوں میں گم ہوتی چلی گئی اسے پتہ ہی نہیں چلا

—

عمایہ بجھے دل کے ساتھ ہلکے ہلکے قدم اٹھاتے ہوئے کالج کے اندر کی جانب بڑھ رہے تھے کیونکہ آج ایشال نہیں آئی تھی رات میں اس کو بخار ہونے کی وجہ سے اس نے کالج سے چھٹی کی تھی عمایہ کا آنا ضروری تھا

اس نے کچھ نوٹس لینے تھے ورنہ وہ بھی آج چھٹی کر لیتی ویسے اس نے آج تک کالج کا ایک بھی دن مس نہیں کیا تھا لیکن آج ایشال کے نہ ہوتے ہوئے وہ پہلے سے ہی اداس ہو گئی تھی

ابھی وہ کالج کے گیٹ پر پہنچی ہی تھی جب اسے سامنے ہی کل والا شخص دکھائی دیا جو کل کی طرح آج بھی ہاتھ میں سرخ گلاب پکڑے نظریں جھکائے کھڑا تھا

بے اختیار عمایہ کو اپنے قریب خطرے کی گھنٹیاں بجتی ہوئی سنائی دی وہ تیز تیز قدم لیتی کالج کے اندر جانے لگی جب اس گارڈ نے اس کے قریب آتے ہوئے اسے مخاطب کیا

السلام علیکم میم بات سنیں وہ گارڈ صرف اتنا بولا ہی تھا جبکہ عمایہ اس کی بات کو ان سنا کرتے ہوئے تقریباً بھاگنے کے انداز میں کالج میں داخل ہو گئی پتہ نہیں کیوں اسے بہت خوف محسوس ہو رہا تھا یہ سب بہت عجیب تھا

کیا ہوا عمایہ تم ٹھیک ہو عمایہ کی آڑی ہوئی رنگت دیکھ کر اس کی ایک گلاس فیلو اس کی طرف دیکھ کر پریشانی سے بولی

ہاں میں بالکل ٹھیک ہوں چلو ہم کلاس میں چلتے ہیں سر آنے والے ہوں گے

عمایہ زبردستی مسکرا کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی اور پھر اس کے ساتھ اپنی کلاس میں داخل ہوئی

سارے لیکچرز وہ خوف کے زیر اثر رہی تھی آج تک عمایہ کو اتنا خوف کسی سے محسوس نہیں ہوا تھا جتنا اسے آج محسوس ہو رہا تھا کچھ وجہ ایشال کا نہ ہونا تھا اور کچھ وجہ وہ شخص تھا جو پچھلے تین دن سے اسے تنگ کر رہا تھا جسے وہ جانتی تک نا تھی

کالج آف ہونے کے بعد عمایہ گیٹ کے باہر کھڑی ہادی کے آنے کا انتظار کر رہی تھی اس کی ساری دوستیں جا چکی تھی کچھ نے تو آفر بھی کی تھی کہ وہ اسے گھر چھوڑ دیں گی مگر اس نے صاف انکار کر دیا تھا

عمایہ کی نظریں سڑک پر جمی ہوئی تھی جب اس نے ہلکی سی نظریں گھما کر اپنے دائیں جانب دیکھا تو اسے اپنی طرف وہی گارڈ آتا ہوا دکھائی دیا جو صبح کالج کے گیٹ پر موجود تھا یعنی وہ صبح سے یہی پر رکا ہوا تھا اور عمایہ کے واپس آنے کا انتظار کر رہا تھا عمایہ کی آنکھیں خوف سے پھیل گئی وہ سہمی نظروں سے سامنے سے آتے اس گارڈ کو دیکھ رہی تھی جو اسے اس وقت کوئی موت کا فرشتہ معلوم ہو رہا تھا

میم یہ رکھ لیں آپ.... وہ گارڈ اس کے قریب جاتے نظریں جھکا کر پھول اس کی جانب بڑھاتے ہوئے بولا

مجھے نہیں چاہیے نا ہی میں یہ پھول رکھوں گی عمایہ تمام تر ہمت جما کرتے ہوئے بولی

میم پلیز آپ کے پھول رکھ لیں جب تک آپ یہ پھول نہیں رکھیں گی تب تک ہمیں یہاں سے ہلنے کی بھی اجازت نہیں ملے گی وہ عاجزی سے بولا

نہیں میں یہ پھول نہیں لوں گی آپ اپنے سر کو بولیں کہ مجھے تنگ مت کیا کریں عمایہ نے دوبارہ انکار کیا

جب گارڈ اپنے کان میں لگی بلوٹوتھ سے آنے والی آواز کی طرف متوجہ ہوا

میم سر بول رہے ہیں آپ یہ پھول رکھ لیں بہتر ہے ورنہ یہ پھول آپ کے گھر میں جائیں گے اور اس بار ہم جھوٹ ہر گز نہیں بولیں گے

گارڈ کی بات عمایہ پر بہت جلدی اثر کی تھی وہ کپکپاتے ہاتھوں سے فوراً ہی پھولوں کو پکڑ چکی تھی جبکہ عمایہ کے پھول لیتے ہی وہ گارڈ یوں ہی نظروں جھکاتا ہوا وہاں سے جا چکا تھا اور اب عمایہ کو اپنی ٹانگوں سے جان نکلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی اسے لگ رہا تھا کہ وہ اگلے ایک منٹ بھی یہاں پر کھڑی نہیں ہو سکے گی

ہادی کی گاڑی کو اپنے قریب آتا دیکھ کر عمایہ نے اپنے خشک لبوں پر زبان پھیر کر انہیں تر کیا اور خود کو تھوڑا پر سکون کرنا چاہا

ایم ریلی سوری سوری یار ٹریفک میں پھنس گیا تھا عمایہ کے بیٹھتے ہی ہادی نے
اس سے معذرت کی مگر جیسے ہی اس کی نظر عمایہ کے چہرے پر پڑی تو وہ
گڑ بڑا گیا

شہزادی کیا ہوا ہے تمہیں تم ٹھیک ہو ہادی نے جلدی سے اس کا چہرہ اپنے
ہاتھوں کے پیالے میں بھرا جبکہ عمایہ جو تب سے ضبط کر رہی تھی وہ ہادی کے
سینے سے لگ کر خاموشی سے رونے لگی جبکہ عمایہ کو روتا دیکھ کر ہادی بے حد
پریشان ہو گیا

کیا ہوا ہے یار کچھ تو بتاؤ کیوں رو رہی ہو ہادی بہت زیادہ پریشان ہو چکا تھا

ہاہادی وہ وہ..... عمایہ اٹکتے ہوئے بولی

کیا ہوا ہے میری جان کچھ تو بتاؤ تمہیں کسی نے کچھ کہا ہے کیا مجھے ابھی بتاؤ
ابھی میں اسے جان سے مار دوں گا ہادی کی آنکھوں میں غصہ اترا تھا عمایہ
جلدی نہیں روتی تھی کیونکہ کسی نے بھی کبھی بھی اسے رونے نہیں دیا تھا مگر

آج پتہ نہیں کیوں وہ رو رہی تھی جبکہ ہادی سے یہ بات برداشت کرنا ناممکن کام تھا اسکا خون کھول رہا تھا

کچھ دیر رونے کے بعد عمایہ کو احساس ہوا کہ وہ بے خودی میں ہادی کو بھی پریشان کر چکی ہے عمایہ نرمی سے ہادی سے لگ ہوئی اور نم آنکھوں سے ہادی کو دیکھنے لگی جو بے حد پریشانی کے عالم میں اسے دیکھ رہا تھا جس کی آنکھوں میں غصے کی لہریں صاف دکھائی دے رہی تھیں

وہ یہاں پر ایکسیڈنٹ ہوا تھا عمایہ سڑک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی تو ہادی کو فوراً ہی اس کی بات سمجھ آگئی کیونکہ پہلے بھی یہ دو سے تین بار ہی ہو چکا تھا وہ اپنے سامنے خون خرابہ یا ایکسیڈنٹ ہوتا نہیں دیکھ پاتی تھی

تو شہزادی اس میں رونے والی کیا بات ہے یہ تو ایکسیڈنٹ تھا اور ایکسیڈنٹ ہوتے ہوئے پتہ تھوڑی چلتا ہے ہادی نرمی سے اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے اسے سمجھانے لگا

تو عمایہ نے سوں سوں کرتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا تو اسے دیکھ کر ہادی مسکرا دیا جب اس کی نظر اس کی گود میں رکھے ہوئے سرخ غلاموں پر پڑی مگر اس نے عمایہ سے کچھ نہیں پوچھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اسے پھول خریدنا پسند ہے اور وہ صرف پھول ہی نہیں بلکہ روڈ پر کھڑے لوگوں سے اور بھی بہت کچھ خرید لیتی تھی لازمی اس نے یہ بھی خریدے ہی ہوں گے

اچھا یہ لو ٹشو اور جلدی سے اپنی آنکھیں صاف کرو پتہ ہے ناماما نے دیکھ لیا تو وہ پریشان ہوں گی ہادی اس کی طرف ٹشو بڑھاتے ہوئے بولا

تو عمایہ نے فوراً ہی ٹشو پکڑ کے اچھے سے اپنی آنکھیں اور منہ صاف کیا کیونکہ واقعی میں اگر اسے اس حالت میں اسمہ بیگم دیکھ لیتی تو بے حد پریشان ہو جاتیں

اور پھر بابا بھی تو تھے اگر انہیں معلوم ہوتا تو وہ بھی پریشان ہوتے اور عمایہ انہیں پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی

عمایہ گھر میں داخل ہوئی تو اسے پتہ چلا کہ ماما تو آج گھر ہی نہیں ہیں وہ تائی اماں کے ساتھ مارکیٹ گئی ہوئی ہیں کیونکہ شادی قریب تھی اور ان کی شاپنگ جاری تھی اس نے پہلے تو شکر ادا کیا کہ ماما گھر نہیں تھی ورنہ وہ اس کی آنکھیں دیکھ کر بہت سے سوال کرتی کیونکہ تھوڑا سا رونے سے اس کی آنکھیں سرخ ہو چکی تھی

عمایہ تیز تیز قدم لیتی اپنے کمرے میں داخل ہوئی اور اپنی کتابیں بیڈ پر رکھتے ہوئے تھکے سے انداز میں صوفے پر بیٹھی

کچھ دیر لمبے لمبے سانس لینے کے بعد اس نے خود کو پر سکون کرنے کی کوشش کی مگر آج اس کے اندر ایک عجیب سی بے چینی داخل ہو چکی تھی جو جانے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی

عمایہ نے ہاتھ بڑھا کر اپنا فون پکڑا اور فون کو آن کیا جو اس نے صبح سے بند رکھا تھا

فون آن کرتے ہی اس کے فون پر ایک میسج شو ہوا ایک نیا نمبر عمایہ کے دل میں ایک بار پھر خوف سے بسیرا کیا

اس کے کانپتے ہاتھوں سے میسج کھولا

میں نے بولا تھا کہ میرا نمبر مت بلاک کرنا مگر تم نے میری بات نہیں مانی۔۔۔ عمایہ کو میسج پڑھنے سے اندازہ ہو چکا تھا کہ مقابل نے کتنے غصے سے یہ میسج بھیجا ہے

عمایہ ابھی وہ میسج اور نمبر دیکھ ہی رہی تھی جب فون بجنے لگا یہ وہی نمبر تھا جس نمبر سے میسج آیا تھا عمایہ کے ہاتھ ڈر کے مارے ایک بار کانپ اٹھے مگر تھوڑی سی ہمت جمع کرتے ہوئے اس نے کال اٹینڈ کرتے ہوئے فون کان سے لگایا مایا.... فون کان سے لگاتے ہی اسے وہی سرد آواز سنائی دی

میں نے تم سے بولا تھا کہ تم دوبارہ ایسی کوئی حرکت نہیں کروں گی مگر تم میرے خلاف گئی یہ تم نے اچھا نہیں کیا مایا ارسم اپنا انداز نارمل رکھتے ہوئے سنجیدگی سے بولا

دیکھیں آپ مجھے تنگ مت کریں میں آپ کو نہیں جانتی۔۔۔

میں تمھیں تنگ نہیں کر رہا ارسم کو اس کا بار بار ایک ہی بات کرنا نا گوار گزرا تھا

تو پھر یہ سب کیا ہے جو آپ کر رہے ہیں اسے تنگ کرنا ہی کہتے ہیں عمایہ نے برہمی کی

اسے تنگ کرنا نہیں اس سے محبت کہتے ہیں چاہت کہتے ہیں انکھیں بند کرتے ہوئے بولا جیسے وہ اپنی محبت اور چاہت کو محسوس کرنا چاہ رہا ہو

جبکہ ارسم کی بات پر عمایہ کو ایک دم سے بہت غصہ آیا اس کا دل چاہا کہ وہ شخص اس کے سامنے ہو اور وہ اس کا گلا دبا دے

یہ محبت کچھ نہیں ہوتی اور مجھے آپ سے کوئی محبت کوئی چاہت نہیں چاہیے

اگر اب آپ نے مجھے دوبارہ تنگ کیا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا عمایہ بے حد غصے کے عالم میں بولی

ارسم نے لب بھینچ کر اس کا لب و لہجہ برداشت کیا

میں تمہیں آخری بار سمجھا رہا ہوں مایا تم مجھ سے دوبارہ اس لہجے میں بات نہیں کرو گی ارسم سنجیدگی سے بولا جبکہ عمایہ کی آنکھوں میں تیزی سے نمی تیرنے لگی اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کرے ایک دم سے اس کی زندگی میں یہ شخص کہاں سے آٹپکا تھا جس نے تین دنوں میں اس کا جینا حرام کردیا تھا

آپ مجھے کیوں تنگ کر رہے ہیں اگر مجھ سے کبھی کوئی غلطی ہوئی ہے تو اس کے لیے آیم ریلی سوری لیکن آپ مجھے اس طرح تنگ مت کریں عمایہ کی نم آواز سن کر ارسم کو لگا جیسے اس کا دل کسی نے اپنی مٹھی میں جکڑ لیا ہو اسے اندازہ نہیں تھا کہ وہ اس کے انداز سے رو دے گی

آگے سے مکمل خاموشی چھا گئی تھی عمایہ کو لگا شاید فون بند ہو گیا ہے ابھی وہ فون کان سے ہٹانے ہی لگی تھی جب اسے ارسم کی آواز سنائی دی

آج کے بعد اگر تم روئی تو میں تمہیں یہاں سے لے جاؤں گا بہت دور آرام کی بات سن کر عمایہ کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی عمایہ نے تو سوچا بھی نہیں تھا کہ وہ اتنا ڈھیٹ انسان ہو گا

آپ انتہائی ڈھیٹ اور بے شرم انسان ہیں عمایہ دبی دبی آواز میں غرائی اور کٹک سے فون بند کر دیا

دوسری جانب ارسم کے ہونٹوں تلے دلکش مسکراہٹ رینگ گئی اگر یہ الفاظ اسے کوئی اور بولتا تو اس کا انجام بہت برا ہونا تھا

مگر یہ الفاظ اسے عمایہ نے بولے تھے جو اسے غصہ دلانے کے بجائے اس کے چہرے پر مسکراہٹ لانے کی وجہ بنے تھے وہ روتی دھوتی نہیں بلکہ لڑتی ہوئی زیادہ اچھی لگتی تھی ارسم نے اس بات کا اعتراف کیا ....

بس بہت ہو گیا میں ایویں اس فضول انسان کی وجہ سے رو رہی تھی اب میں نے بلکل نہیں رونا پریشان بھی نہیں ہونا

تھوری دیر پہلے والا سارا رونا دھونا پریشانی عمایہ بھول چکی تھی

اگر میں نے تمہارا جینا حرام نا کیا تو میرا نام بھی عمایہ عزمیل عارف نہیں عمایہ خود سے عہد کرتی فریش ہونے چلی گئی

ہادی کے بچے اگر میں وہاں پر بور ہوئی نا تو اچھا نہیں ہو گا عمایہ ہادی کے ساتھ قدم بقدم چلتے ہوئے بولی اس وقت وہ دونوں ایک برتھ ڈے پارٹی پر آئے تھے ہادی اسے اپنے ساتھ لے کر آیا تھا کیونکہ اکیلے کہیں بھی جانا اسے اچھا نہیں لگتا تھا اور یہ پہلی بار تھا جب وہ کسی پارٹی پر گیا تھا مگر اپنی بہن کے ساتھ ارے موٹی نہیں ہوتی تم بور اور ویسے بھی ہم نے تو بس تھوڑی سی دیر رکنا ہے اور پھر واپس آجائیں گے ہادی اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولا

موٹے ایشال کو بھی ساتھ لے آتے ہم انجوائے کر لیتے عمایہ نے منہ بسورا وہ بیمار تھی اور کیا تم چاہتی ہو کہ تم اپنی سہیلی کو مزید بیمار کروانے کے لیے ساتھ لے آتی اس کی بے وقوفانہ بات پر ہادی نے اسے احساس دلایا

ہاں میں تو بھول گئی عمایہ نے اپنے ماتھے پر ہاتھ مار کر افسوس بھرے انداز میں کہا

اتنی دیر میں وہ اندر پہنچ چکے تھے ہر چیز کو بہت خوبصورتی سے سجایا گیا تھا جبکہ مہمان جگہ جگہ موجود تھے شاید جس نے پارٹی رکھی تھی اسے پارٹی کا کافی شوق تھا مگر عمایہ کو اتنے لوگوں میں گھبراہٹ سی ہونے لگی تھی

ہادی یہاں تو بہت سارے لوگ ہیں عمایہ تھوڑی پریشانی سے بولی

یار مجھے تو خود اندازہ نہیں تھا کہ یہاں پر اتنے لوگ موجود ہوں گے خیر کوئی بات نہیں تم اس ٹیبل پر بیٹھو میں بس ابھی اپنے دوست سے مل کر یہ تمہارے پاس آتا ہوں اور گھبرانے کے بالکل ضرورت نہیں اوکے ہادی اسے کرسی گھسیٹ کر بٹھاتے ہوئے نرمی سے بولا تو عمایہ نے ہلکا سا مسکرا کر سر ہلایا

ہادی کے جاتے ہی عمایہ نظریں گھما کر چاروں طرف دیکھنے لگی ہر طرف ڈیکوریشن کافی خوبصورت تھی آج سے پہلے وہ کبھی ایسی پارٹی پر نہیں گئی تھی

یہ پارٹی آج وہ اپنی زندگی میں پہلی بار دیکھ رہی تھی اتنے امیر کبیر باپ کی بیٹی ہونے کے باوجود بھی عمایہ میں ایک بھی عادت امیروں والی نہیں تھی وہ کھلے دل کی مالک تھی مگر وہ اپنی حدود جانتی تھی اور نہ ہی اس کے ماں باپ ایسے تھے جنہیں پیسوں کا غرور ہو بظاہر تو امیر خاندان سے تھی مگر ان کا سارا خاندان مشرقی تھا عمایہ نے کبھی باہر کی دنیا کے جیسا بننے کی خواہش نہیں کی تھی اسے چار دیواری میں رہنا پسند تھا اسے باہر گھومنا بھی بہت پسند تھا مگر صرف اپنے بھائیوں کے ساتھ اپنی دوست ایشال کے ساتھ

ہیلو عمایہ.... ابھی عمایہ چاروں طرف نظریں گھما رہی تھی جب اسے اپنے قریب سے کسی کی آواز سنائی دی تو اس نے نظریں اٹھا کر اپنے دائیں جانب دیکھا جہاں مراد کھڑا اسے ہی دیکھ رہا تھا

آپ یہاں کس کے ساتھ آئی ہیں وہ بے تکلفی سے سامنے والی کرسی گھسیٹ کر بیٹھتے ہوئے بولا

جی وہ میں ہادی کے ساتھ آئی ہوں اس کے دوست نے انوائٹ کیا تھا عمایہ ہلکا سا مسکرا کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی

او آئی سی اس دن آپ آفس سے ایسے ہی غائب ہو گئی مجھے کافی پریشانی ہوئی مگر وقت پر انکل نے کال کر کے بتا دیا کہ آپ کو حمزہ لے گیا تھا اس نے پچھ دن پہلے والی صورتحال بتائی

جی ہم حمزہ کے ساتھ واپس آ گئے تھے عمایہ ہادی کی تلاش میں نظریں دوڑاتی ہوئی بولی کیونکہ مراد کا یوں بے تکلفی سے بات کرنا اسے ان کمفرٹیبل کر رہا تھا

چلیں ٹھیک ہے کوئی بات نہیں اور بتائیں آج کل آپ کیا کر رہی ہیں، اس نے مزید بات آگے بڑھائی جبکہ عمایہ کا بالکل دل نہیں کر رہا تھا کہ وہ اسے ایک بھی بات کا جواب دے

فضول لوگوں سے دور رہ رہی ہوں..... عمایہ نے بغیر جھجک جواب دیا مگر مقابل شائد زیادہ ڈھیٹ تھا

بہتر ہے مگر میں نے ایکٹیوٹی کے بارے میں پوچھا ہے ڈھٹائی سے بولا

ایکٹیوٹی میں میں زیادہ تر کسی سے بات نہیں کرتی اور اپنے کام سے کام رکھتی

ہوں عمایہ نے اس سے جان چھڑوانی چاہی جو مقابل محسوس کر چکا تھا

لگتا ہے آپ کافی بیزار ہیں وہ جانچتی نظروں سے عمایہ کو دیکھنے لگا

جی ہاں جب کوئی بے تکلفی ظاہر کرتا ہے تو بیزار ہونا ہی پڑتا ہے عمایہ زچ

کرتے ہوئے بولی نگر مجال ہے جو اس پر ذرا سا بھی اثر ہو جائے

میں ہادی کو دیکھ لوں گھر جانے کے لیے دیر ہو رہی ہے اس سے پہلے کہ وہ اور

کچھ بولتا عمایہ جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئی

کیا ہوا عزمی تم کھڑی کیوں ہوا بھی عمایہ نے ایک بھی قدم آگے نہیں بڑھایا

تھا جب اسے اپنے پیچھے سے ہادی کی آواز سنائی دی ہادی نے سامنے بیٹھے مراد

کو نہیں دیکھا تھا اس لیے وہ عمایہ سے مخاطب ہوا

کچھ نہیں میں تو تمہیں دیکھنے کے لیے جانے والی تھی مگر تم پہلے ہی آ گئے عمایہ

ہادی کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولی

ارے ہادی تم کیسے ہو ابھی ہادی کوئی جواب دیتا اسے سامنے ہی مراد دکھائی دیا جب اس سے ہاتھ ملا رہا تھا

میں بالکل ٹھیک ہوں تم بتاؤ ہادی کرسی گھسیٹ کر بیٹھتے ہوئے بولا تو عمایہ بھی خاموشی سے بیٹھ گئی کیونکہ ہادی کی غیر موجودگی میں وہ ان کمفرٹیبل محسوس کر رہی تھی مگر اب تو ہادی موجود تھا اب اسے کوئی فکر نہیں تھی اس لیے وہ بالکل ریلیکس ہو کر بیٹھ گئی جب اگلے ہی لمحے اس کے فون پر ایک میسج ٹون بجی

!!!.....کون ہے یہ لڑکا

!!!.....اور تم اس کے اتنے قریب کیا کر رہی ہو

میسج پڑھتے ہی عمایہ ششدر رہ گئی

یہ اسے کیسے پتہ کہ میں کہاں پر ہوں اور کیا کر رہی ہوں عمایہ کا حیرت سے برا حال تھا

ابھی اس کی حیرت ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی جب اس کے فون پر دوسرا میسج شو ہوا

تم سے پوچھا ہے..... عمایہ کو محسوس ہوا جیسے وہ جیلس ہو رہا ہو پریشانی کی جگہ ایک دم سے شرارتی مسکراہٹ نے لی تھی

عمایہ نے چیٹ آن کی اور فون پر تیزی سے انگلیاں چلانے لگی

آپ سے مطلب...؟؟ عمایہ نے تین حروف لکھ کر بھیجے جو اگلے ہی پل سین ہو چکے تھے مقابل آن لائن ہی بیٹھا تھا شاید وہ اس کے جواب کا ہی منتظر تھا

عمایہ کے الٹے جواب پر ارسم کے نارمل تاثرات ایک سیکنڈ میں سخت تاثرات میں تبدیل ہوئے تھے

تم کیوں مجھے سختی کرنے پر مجبور کر رہی ہو مایا... ارسم کی بات عمایہ کے سر پر لگی اور تلووں پر بجھی

اور آپ کون ہوتے ہیں مجھ پر سختی کرنے والے۔۔۔

ہونے والا شوہر.....ارسم نے پر سکون سا جواب دیا عمایہ کو تو پتنگے ہی لگ گئی....

آپ کا دماغ خراب ہے کیا..؟؟ عمایہ سختی سے دانت پر دانت جمائے بیٹھی تھی

میرا دماغ خراب نہیں ہے مگر میں تمہارا دماغ درست کرنے کی سوچ رکھتا ہوں ارسم کا انداز نارمل مگر سنجیدہ تھا

میں آپ کو بلاک کر دوں گی.... عمایہ نے اسے دھمکی دی

تم اس لڑکے کے قریب سے اٹھ رہی ہو یا میں خود آکر تمہیں اٹھاؤں عمایہ کی بات کو سرے سے نظر انداز کرتے ہوئے ارسم نے اپنی بات جاری رکھی

اونہہ ڈرتی نہیں ہوں میں آپ سے عمایہ نے لکھ کر آگے ایک عجیب سی شکل والا ایموجی لگایا اور سینڈ کر دیا

تمہیں کیوں لگتا ہے کہ میں تمہیں ڈرانا چاہتا ہوں خیر یہ تفصیل تو میں تم سے بعد میں پوچھوں گا اگلے پانچ منٹ میں تم مجھے وہاں سے نکلتی ہوئی دکھائی دو

ورنہ یہ کام میں خود بھی کر سکتا ہوں ارسم کی بات کہیں سے بھی مذاقیہ یا نارمل نہیں لگ رہی تھی عمایہ کو تو پکا یقین تھا کہ جو وہ بول رہا ہے وہ یہ کر بھی سکتا ہے

آپ کو جو کرنا ہے کرلیں میں یہاں سے کہیں نہیں جاؤں گی وہ بھی عمایہ تھی اپنے نام کی ایک اس لیے ڈٹ کر بولی

اور اگر اب آپ نے مجھے میسج کیا یا کسی اور نمبر سے کال کی تو آپ کے لیے بہتر نہیں ہوگا عمایہ نے میسج لکھتے ہی اس کا نمبر بلاک کر دیا یہ جانے بغیر کہ وہ اپنے لیے کتنی بری مصیبت کو دعوت دے چکی ہے

ہادی چلیں مجھے اپنے کالج کے لیے اسئینمنٹ بھی تیار کرنی ہے عمایہ کرسی گھسیٹ کر کھڑی ہوتی ہوئی بولی تو اسے دیکھتے ہوئے ہادی بھی اٹھ کھڑا ہوا جبکہ مراد تو کب کا وہاں سے جا چکا تھا

ہاں چلو۔۔۔ہادی اسے ساتھ لیے باہر کی جانب بڑھا جب کہ ارسم کو بلاک کرنے کے بعد عمایہ کہ دل میں تھوڑا سا خوف بھی تھا کہ پتہ نہیں وہ کچھ الٹا ہی نہ کر دے مگر وہ اسے بلاک کر کے کچھ ریلیکس بھی تھی

سارے راستے عمایہ کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے ان کی گاڑی کا کوئی پیچھا کر رہا ہے مگر وہ ہر بار نظر انداز کر رہی تھی مگر گھر کے آگے پہنچتے ہی اسے وہی گاڑی اپنے کچھ فاصلے پر ہی رکتی ہوئی دکھائی دی تو اس کی آنکھیں خوف سے پھیل گئی مطلب اس کا اندازہ درست تھا وہ گاڑی انہی کا پیچھا کر رہی تھی عمایہ ہادی کے ساتھ گھر میں داخل ہوئی تو ماما بابا سو چکے تھے کیونکہ رات کے 11 بج رہے تھے اس لیے وہ ہادی کو سونے کا بول کر اپنے کمرے میں آگئی

کمرے میں داخل ہوتے ہی اپنار کا ہوا سانس بحال کیا اور جلدی سے بالکنی کا دروازہ کھول کے باہر آئی وہ گاڑی ابھی تک وہیں پر موجود تھی

ابھی وہ خوفزدہ نگاہوں سے اسی گاڑی کو دیکھ رہی تھی جب اس کا فون رنگ ہوا وہ اچھل کر پیچھے ہٹی دل ڈر کے مارے لرزنے لگا اس نے کانپتے ہاتھوں سے فون کی سکرین اپنے چہرے کے سامنے کی تو کوئی غیر نمبر سکرین پر جگمگا رہا تھا اسے اسی وقت یقین ہو گیا کہ یہ نمبر بھی اسی شخص کا ہے اپنے خشک لبوں پہ زبان پھیرتے ہوئے عمایہ نے کال ریسیو کی اور فون کان سے لگایا

میں نے بولا تھا نا کہ دوبارہ ایسی حرکت مت کرنا ورنہ انجام کی ذمہ دار تم خود ہو گی فون کے سپیکر میں ارسم کی سنجیدہ سرد آواز گونجی تو عمایہ کی ریڑھ کی ہڈی سنسنا اٹھی

تم نے میری بات کو رد کیا میرے خلاف گئی اس لیے تم سزا کی حقدار ہو اور تمہاری سزا یہ ہے کہ میں ابھی اور اسی وقت تمہیں لینے آ رہا ہوں ارسم کی

بات پر عمایہ کی آنکھیں خوف سے پھیل گئی اس کا دل خوف کے مارے لرزنے لگا

دد دیکھیں آئی ایم سوری آآ آپ ایسا مت کریں عمایہ نے اس کی منت کرنی چاہی

No, I don't give anyone a second chance

اور میں تمہیں بھی دوسرا موقع دینے کا مستحق نہیں ہوں اس لیے تمہیں اب میرے ساتھ چلنا ہی پڑے گا ارسم گلاس وال کے پار کھڑی عمایہ کہ خوف سے سفید پڑتے چہرے پر نظریں جماتے ہوئے بولا

جبکہ عمایہ کے اوسان خطا ہو چکے تھے

نن نہیں پلیز ایسا مت کریں میں آپ کو نہیں جانتی پھر آپ مجھے کیوں تنگ کر رہے ہیں عمایہ رہانسی ہوئی

کوئی بات نہیں آج کے بعد اچھی طرح سے جان جاؤ گی ارسم کسی بھی صورت اسے کوئی بھی رعایت دینے کے موڈ میں نہیں تھا

میں پولیس کے پاس جاؤں گی عمایہ نے پھر سے دھمکی دی

تو روکا کس نے ہے شوق سے جاؤ بلکہ میں تمہیں خود لے کر جاؤں گا ارسم آج کسی بھی صورت پیچھے ہٹنے والا نہیں تھا جبکہ عمایہ کا حال یوں تھا جیسے وہ ابھی بے ہوش ہو جائے گی

دیکھیں۔۔۔۔۔میں تمہیں روبرو ہی دیکھوں گا ایسے بات کرنے میں مجھے بھی کافی مشکل پیش آرہی ہے عمایہ کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی ارسم نے اس کے بات کاٹی

میں نے آپ کا کیا بگاڑا ہے عمایہ کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ بیچاری کیا کرے کہاں پھنس گئی تھی وہ

تم نے مجھے بگاڑا ہے مایا ارسم نے بہت سہولت سے جواب دیا جبکہ نظریں صرف عمایہ کے روشن چمکتے چہرے پر تھی

لیکن میں آپ کو نہیں جانتی عمایہ نے پھر وہی فقرہ دہرایا کیونکہ وہ خود الجھی ہوئی تھی جس شخص کو وہ جانتی نہیں کبھی دیکھا نہیں وہ شخص اسے کیوں تنگ کر رہا تھا یہ بات اس کی سوچ سے باہر تھی

ڈونٹ واری جلد جان جاؤ گی ارسم سنجیدگی سے بولا

لیکن میں آپ کو نہیں جاننا چاہتی عمایہ اپنے ساتھ اسے بھی الجھانے کی کوشش کر رہی تھی مگر وہ نہیں جانتی تھی کہ مقابل ارسم ابراہیم ہے جو اڑتی چڑیا کے پر گن سکتا ہے

چاہو یا نہ چاہو تمہیں مجھے جاننا ہی پڑے گا ارسم لاپرواہ انداز میں بولا

اور اس میں اتنا مشکل کیا ہے تم آج ہی میرے بارے میں سب جان جاؤ گی

ارسم گھوم پھر کر دوبارہ اپنی بات پر آٹھہرا تھا

دیکھیں میں رو دوں گی۔۔۔!!! عمایہ نے اب کی بار جو دھمکی دی تھی وہ بہت گھبرا کر گئی تھی ارسم نے دانتوں تلے لب دبا کر اپنی مسکراہٹ ضبط کی اور بغور عمایہ کے چہرے کو دیکھا جو واقعی میں رو دینے کو تھی اگر ارسم ایک سیکنڈ اور

اسے تنگ کرتا تو اگلے ہی لمحے اس نے رو پڑھنا تھا اور وہ ہر گز نہیں چاہتا تھا کہ اس کی آنکھوں میں ایک بھی انسو آئے

مجھے تمہاری آنکھوں میں ایک بھی آنسو نظر نہیں آنا چاہیے آج تو میں بخش رہا ہوں کیونکہ تم میرے دل میں بہت اونچا مقام رکھتی ہو میرا نمبر جلدی سے ان بلاک کرو اور اگر دوبارہ تم نے میرا کوئی بھی نمبر بلاک کیا تو وہ دن تمہارا اپنے ماں باپ کے گھر میں آخری دن ہوگا ارسم آواز میں سنجیدگی لا کر بولتے ہوئے آخر میں فون بند کر گیا

عمایہ نے آہستہ سے فون کان سے ہٹایا اور آسمان کی طرف دیکھنے لگی جہاں روشن تارے اور چاند جگمگا رہے تھے

یا اللہ میں نے ایسی کون سی غلطی کر دی ہے جس کے نتیجے میں آپ مجھے اتنی بڑی سزا دے رہے ہیں آخر مجھ سے کون سا ایسا گناہ ہو گیا ہے اللہ جی پلیز مجھے معاف کر دیں اگر میں نے جانے انجانے میں کوئی غلطی یا گناہ سرانجام دے

دیا ہو تو اس کی سزا اس صورت میں مت دیں یا اللہ میں کیا کروں یہ شخص تو میرے پیچھے ہی پڑ گیا ہے

عمایہ آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے افسردہ ہو کر بولی ابھی وہ مزید اپنے خدا سے باتوں میں مصروف رہتی جب ایک دم سے اس کے فون کی بیل بجی تو اس نے ہڑ بڑا کر فون کی طرف دیکھا اور جلدی سے ارسم کے نمبر ان بلاک کیے جو اس نے بلاک کیے تھے اور پھر سر جھٹک کر۔ اندر کمرے میں چلی گئ

ارسم نے نیلی مسکراتی نظروں سے اسے جاتے ہوئے دیکھا تھا

عمایہ خونخوار نگاہوں سے اپنے سامنے بیٹھی ایشال کو گھور رہی تھی جبکہ وہ مسلسل ہنسے ہی جا رہی تھی عمایہ کا جی چاہ رہا تھا کہ اٹھ کر اس کے منہ پر دو سے

تین تھپڑ لگا دے کیونکہ اس کی حالت سمجھنے کے بجائے وہ تمام صورتحال جاننے کے بعد قہقہے لگا رہی تھی

ایشال میں تمہارا سر پھاڑ دوں گی اپنا منہ بند کر لو عمایہ اپنے اشتعال پر قابو پاتے ہوئے غصے سے بولی تو ایشال نے بہت مشکل سے اپنی ہنسی کو کنٹرول کیا اور تھوڑا سیریس ہو کر بیٹھی مگر یہ صرف کوشش ہی تھی اس کے چہرے سے پتہ چل رہا تھا کہ اس کے اندر پھوٹنے والے قہقہے ابھی بھی باہر آنے کو بیتاب ہیں

سیریسلی یار میں آج تک سمجھتی تھی کہ تم سے ٹیڑھا اس دنیا میں کوئی بنا نہیں مگر یہ پتہ نہیں تمہارا کون سا عاشق نکل آیا جس نے تمہیں سیدھا کر دیا ایشال بولتے ہی دوبارہ ہنسنے لگی جب عمایہ نے پاس پڑی کتاب اٹھا کر اس کے سر پر دے ماری

بکواس بند کرو اپنی یہاں میں پریشانی سے مرے جا رہی ہوں اور تمہیں مذاق سوج رہا ہے عمایہ ایشال کو گھورتے ہوئے بولی اس وقت وہ دونوں ریسٹورنٹ

میں موجود تھی اور سامنے ہی ٹیبل پر پھولوں کا بکے پڑا تھا جو ابھی کچھ دیر پہلے ہی ایک گارڈ کالج کے گیٹ پر لیے کھڑا تھا عمایہ کا باہر آتے ہی اس نے وہ بکے اس کی طرف بڑھایا عمایہ جانتی تھی کہ انکار کا جواز ہی پیدا نہیں ہوتا اس لیے بہت شرافت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس نے وہ پھول لے لیے مگر اب وہ شدید ٹینشن میں تھی

اچھا اچھا کام ڈاؤن کچھ نہیں ہوتا اگر تو وہ تنگ کر رہا ہے تو ہم اس سے مل کر مسئلہ سولو کر لیں گے اسے سمجھائیں گے کہ دوبارہ تمہیں تنگ مت کریں

ایشال نے اپنی طرف سے بہترین حل پیش کیا

ملنا ہے ہرگز نہیں میں تو شخص سے کبھی بھی نہیں ملوں گی عجیب قسم کا آدمی ہے اتنے دنوں سے فضول میں تنگ کیے جا رہا ہے خون خشک کر کے رکھا ہوا ہے میرا ہر وقت ٹینشن سے سر پھٹ رہا ہوتا ہے میرا نہ پڑھائی ہوتی ہے نہ کوئی کام ہوتا ہے اوپر سے مجھے پھول بھیج کر ڈراتا رہتا ہے پتہ نہیں مجھ معصوم کے ساتھ ایسا کر کے کیا ملتا ہے اس انسان کو مجھے تو اب پھولوں کو دیکھ کر ڈر

لگنے لگ جاتا ہے میرے دل نہیں کرتا کہ میں پھولوں کو محبت بھری نظروں سے دیکھوں۔

عمایہ بولی تو نان سٹاپ بولتی ہی گئی جبکہ ایک ہی ٹیبل کے فاصلے پر بیٹھا ارسم بہت مشکل سے اس کے دکھ کی داستان ہضم کر رہا تھا جبکہ پاس کھڑا انصر اپنی ہنسی کنٹرول کرنے کے چکر میں سرخ پڑ چکا تھا

اچھا مجھے تصویر دکھاؤ دکھنے میں کیسا ہے ایشال عمایہ کی طرف دیکھتی ہوں بولی

تمہارا دماغ خراب ہے یاں تم جان بوجھ کر کر رہی ہو جس انسان کو میں نے خود آج تک نہیں دیکھا میں تمہیں اس کی تصویر کہاں سے دکھاؤں عمایہ کا تو میٹر ہی گھوم گیا تھا اس کے بات پر

کیسی لڑکی ہو یار ایک طرف وہ تمہارا عاشق بنا ہوا ہے اور دوسری طرف تم نے آج تک اسے دیکھا ہی نہیں کتنی غلط بات ہے لاؤ میں تصویر منگواتی ہوں

ایشال اس کا فون پکڑتے ہوئے بولی جب اگلے ہی لمحے عمایہ نے اس کے ہاتھ سے فون کھینچ لیا

خبردار میں تمہارے ہاتھ توڑدوں گی عمایہ نے اسے بری طرح گھورا جس پر وہ معصوم سی شکل بنا کر چپ چاپ بیٹھ گئی

چلو پھر اگر تم کچھ اور نہیں کر سکتی تو اس کے سارے نمبر بلاک کر دو اور اپنا نمبر بند کر دو تاکہ وہ تم سے رابطہ نہ کر سکے ایشال نے اسے ایک اور ترکیب بتائی

نہیں یار وہ دھمکیاں دیتا ہے عمایہ معصوم سی شکل بناتے ہوئے بولی اس وقت وہ اتنی کیوٹ لگی تھی کہ ارسم کے چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ رینگ گئی

کیسی دھمکیاں ایشال نے مزید جاننا چاہا جبکہ عمایہ کا اب اس بارے میں مزید بات کرنے کا بالکل بھی موڈ نہیں تھا

یہی کہ اگر اب تم نے میرا نمبر بلاک کیا تو میں تمہاری کزن پلس بیسٹ فرینڈ کو قتل کر دوں گا عمایہ ایشال کی طرف دیکھتی ہوئی اتنی سنجیدگی سے بولی کہ ایشال نے اس کی بات پر یقین کر لیا

ارسم نے جھٹکے سے سر اٹھا کر مایا کی طرف دیکھا یعنی وہ غلط بیانی کر رہی تھی یہ تو اس نے بولا ہی نہیں تھا وہ تو اس معصوم پر فضول کا الزام لگا رہی تھی

کک کیا۔۔۔۔۔ ایشال کا سانس ہی اٹک گیا

ہاں اور بس تمہاری زندگی مجھے اتنی عزیز ہے اتنی عزیز ہے کہ میں اس شخص کو بلاک نہیں کر سکتی ورنہ وہ تمہیں مار دے گا پھر بتاؤ میں کیا کروں گی میرا تو آدھا دن تمہارے بغیر نہیں گزرتا دیکھو کتنی فکر ہے مجھے تمہاری عمایہ کمال کی ایکٹنگ کرتے ہوئے بولی جب کہ ایشال کے چہرے کے سارے رنگ اڑ چکے تھے

کک کیا مطلب ہے تمہارا....ایشال کی حالت غیر ہو رہی تھی

میرا مطلب ہے کہ وہ جانتا ہے کہ تم میرے لیے کیا اہمیت رکھتی ہو اس لیے اس نے بولا ہے کہ اگر میں نے اس کا نمبر بلاک کیا یا اس کی بات نہ مانی تو وہ تمہیں وہاں پہنچا دے گا عمایہ انگلی سے اوپر کی طرف سے اشارہ کرتے ہو بولی

لیکن میں نے کیا کیا ہے...وہ بیچاری واقعی میں پریشان ہو چکی تھی

تم نے کچھ نہیں کیا میری جان بس تمہارے غلطی یہ ہے کہ تم مجھے تنگ بہت کرتی ہو پہلے تو تم مجھ سے اسائنمنٹ بنواتی ہو دوسرا پڑھائی نہیں کرتی اور تیسرا بے وجہ سوتی رہتی ہو اس کی وجہ سے بھی میری محبت میں تمہارے لیے ذرا کمی نہیں آتی اور یہ چیز وہ عاشق آئی مین اس شخص سے برداشت نہیں ہوتی اس لیے وہ تمہارا پتہ صاف کرنے کا چکروں میں ہے

فضول مت بولو اگر اسے مجھ سے مسئلہ ہو تو ڈائریکٹ مجھے ڈرائے تمہیں نہیں پھول بھی وہ تمہیں بھیجتا ہے ڈراتا بھی وہ تمہیں ہے اس سب سے میرا کیا لینا دینا ایشال عمایہ کی بات کاٹتے ہوئے بولی

لینا دینا ہے بہت گہرا لینا دینا ہے تم سمجھ نہیں رہی اچھا میں تمہیں سمجھاتی ہوں عمایہ ٹیبل پر دونوں ہاتھ رکھ کر ایشال کی طرف تھوڑا جھکتے ہوئے بولی اس نے مجھے بولا تھا کہ میں یہ باتیں کسی دوسرے سے شیئر مت کروں لیکن میں نے تمہیں سب کچھ بتا دیا یقیناً یہ بات اسے پسند نہیں آئے گی ہو سکتا ہے کہ وہ تمہیں اٹھوا لے یا پھر کالج کے کسی بندے کو پیسے دے کر تمہیں وہاں سے غائب کروا دے

اس لیے میں تمہیں بتانا تو نہیں چاہتی تھی مگر تمہارے بار بار اصرار کرنے پر بتا دیا اب اگر تمہیں اٹھوا لیا تو پھر کیا ہو گا عمایہ چہرے پر پریشانی لاتے ہوئے اسے مزید ڈرانے لگی جبکہ ڈر کے باعث ایشال کے پسینے چھوٹنے لگے تھے مم مجھے نہیں رکنا یہاں... ایشال جلدی سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی ارے کہاں جا رہی ہو فکر مت کرو یہاں سے نہیں اٹھوائے گا کہیں اور سے اٹھوائے گا جہاں پر میں تمہارے ساتھ نہیں ہوں گی عمایہ اس کا ہاتھ پکڑ کے کھینچ کے اسے دوبارہ بٹھاتے ہوئے بولی

نہیں مجھے یہاں رکنا ہی نہیں مجھے گھر جانا ہے ارشاد دوبارہ اٹھ کھڑی ہوئی

ارے رکو تو سہی سنو تو سہی۔۔۔عمایہ ہنستے ہوئے اسے کھینچ کر دوبارہ

بٹھاتے ہوئے بولی جبکہ عمایہ کا چہرہ دیکھ کر ایشال کو سارا ماجرا سمجھ آگیا کہ تب

سے وہ اسے بے وقوف بنا رہی تھی

عزمی تمہیں زرا شرم نا آئی میرے ساتھ یہ سب کرتے ہوئے ایشال بکے اٹھا

کر عمایہ کی طرف غصے سے پھینکتے ہوئے بولی جو اسے فوراً ہی کیچ کر لیا

شرم....وہ کیا ہوتی ہے اووو اچھا وہ تمہاری دوسری بہن کا نام ہے عمایہ

سمجھنے کے انداز میں سر ہلاتے ہوئے بولی

بہت بے شرم ہو چکی ہو تم عزمی۔۔۔ایشال کا بس نہیں چل رہا تھا کہ عمایہ کو

کچا ہی چبا جاتی

چکی ہو کا کیا مطلب ہے تمہیں آج معلوم ہوا ہے مجھے تو لگا تھا کہ تمہیں پہلے

سے علم ہو گا کافی افسوس والی بات ہے عمایہ افسوس بھری نگاہوں سے ایشال

کی طرف دیکھتی بھی بولی

کس بات پر افسوس کیا جا رہا ہے ہادی ان دونوں کے درمیان والی کرسی گھسیٹ کر بیٹھتے ہوئے بولا

یہ تمہاری بہن اب کچھ زیادہ ہی کھل چکی ہے ایشال ہادی کی طرف دیکھتی ہوئی بولی تو ہادی نے عمایہ کی طرف دیکھا جس پر عمایہ نے کندھے آچکا دیے

مگر مجھے تو آج کل یہ کچھ بجھی دکھائی دینے لگی ہے یعنی ہمارے گھر میں اتنا سکون ہے ہادی عمایہ کی طرف دیکھتے ہوئے شرارت سے بولا

کر لو بیٹا سکون بس دو دن دو دن بعد میں تمہیں بتاؤں گی کہ اصل سکون کیا ہوتا ہے عمایہ ہادی کو آنکھیں چھوٹی کر کے گھورتے ہوئے بولی

اچھا تو اس سے پہلے بابا کی شہزادی کا شیطان سویا ہوا ہے کیا جسے دو دن کی مہلت چاہیے ہادی عمایہ کے گال کو ہلکا سا چھوتے ہوئے بولا

ارے نہیں میرا دل کرتا ہے کہ میں شرارتیں کروں سب کو تنگ کروں سارا گھر سر پر اٹھا لوں مگر میری قسمت آج کل الٹی پٹڑی پر چل رہی ہے اب تو مجھے میری شرارتیں میں کہتی ہیں بہن پہلے اپنی قسمت کی پٹڑی کو سیدھا کرو

پھر ہمارے پاس آنا عمایہ کسی بچے کی طرح دائیں بائیں سر ہلاتے ہوئے منہ پھلا کر بولی جبکہ اس کی اس ادا پر ہادی اور ایشال کا قہقہہ بے اختیار تھا

ارسم سر جھٹک کر ہلکا سا مسکرایا عمایہ کی یہ دائیں ارسم کو بے خود سا کر رہی تھی

عمایہ ایشال کے سامنے بیٹھی تھی جس کی وجہ سے عمایہ دوسری طرف بیٹھے ارسم کو نہیں دیکھ سکتی تھی مگر ارسم ایشال کی اوٹ سے بہت آسانی سے عمایہ کو دیکھ سکتا

اب اپنے منہ بند کرو اور اٹھو گھر چلو دیر ہو رہی ہے عمایہ اپنی کچھ کتابیں اور پھول اٹھاتے ہوئے بولی

رکو مجھے کافی تو پینے دو ہادی عمایہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا اس کے اندر آنے کی وجہ بھی یہی تھی کہ وہ کافی پینا چاہتا تھا

کوئی نہیں گھر جا کر پی لینا ابھی اٹھو مجھے بہت سے کام کرنے ہیں عمایہ اس کا ہاتھ پکڑ کر زبردستی اسے اٹھاتے ہوئے بولی جس پر ہادی نے بری طرح منہ بسورا اور مجبوراً عمایہ اور ایشال کے پیچھے چل دیا

عمایہ کے جاتے ہی ارسم بھی اٹھ کھڑا ہوا اور اپنی نیلی آنکھوں پر بلیک گلاسز لگاتے ہوئے اپنی مغرور چال چلتا ہوا ریسٹورنٹ سے باہر نکل گیا

سورج کی تیز کرنیں شیشے کو چیرتی ہوئی اندر داخل ہو رہی تھی اور شیشے کے کچھ فاصلے پر بیٹھے وجود پہ سایہ کیے ہوئے تھی اتنی تیز روشنی میں بھی وہ اس روشنی سے اکتا نہیں رہی تھی

اپنے ہونٹوں میں بال پین کو دبائے سامنے ڈائری کو کھولے وہ کسی گہری سوچ میں مبتلا تھی

کیا میری زندگی کے یہی مرکز تھے بچپن سے لے کر جوانی تک ماں کی محرومی کو ترسنا اور باپ کا ماں اور باپ دونوں بن کر پالنا اور جوانی میں قدم رکھتے ہی سر تا پیر کسی اور کے نام لکھ دیا جانا

جسے آج تک روبرو دیکھا تک نہ تھا جسے آج تک ایک بار بھی گفتگو نہیں کی تھی وہ اس کا شوہر تھا اور وہ اس کی امانت تھی اس کی منکوحہ جس کی قسمت دو سال پہلے ہی اس شخص کے ساتھ جڑ چکی تھی

کیسا ہوگا وہ کیا اسے میرے بارے میں جاننے کا تجسس ہوگا یا پھر وہ میرے بارے میں سب کچھ جانتا ہے لیکن اس نے تو کبھی مجھ سے رابطہ کرنے کی کوشش نہیں کی وہ سوچ سے نکل کر ہلکا سا بڑبڑائی

اس نے آہستہ سے اپنے سامنے پڑی ڈائری کے کچھ پیج الٹ پلٹ کیے تو سامنے ہی اسے ایک تصویر دکھائی دی اس تصویر کو پکڑ کے اس نے اپنے سامنے کیا

وہ شخص کافی خوبصورت نقوش کا مالک تھا عمر میں بھی اس سے کافی بڑا تھا مگر بہت خوبصورت تھا پچھلے دو سال سے اس کے پاس یہ تصویر موجود تھی یہ تصویر اس کے نکاح کی تھی جس میں سفید شلوار قمیض پہنے اوپر کالے رنگ کی واسکوٹ زیب تن کیے وہ کافی منفرد لگ رہا تھا اس تصویر کو دیکھتے دیکھتے ہی وہ اس کی جگہ اپنے دل میں بنا چکی تھی مگر کیا وہ بھی اسے اسی طرح یاد کرتا تھا یہ سوال ہمیشہ اس کے ذہن میں بسیرا کیے ہوئے تھا

دروازہ کھلنے کی آواز پر اس نے جلدی سے وہ تصویر ڈائری میں رکھ کر ڈائری بند کر دی

اور مسکرا کر دروازے کی طرف دیکھا جہاں اس کے والد محترم اندر داخل ہوئے تھے

کیا کر رہا تھا میرا بچہ اس کے بابا اس کے قریب ہی بیٹھتے ہوئے محبت سے بولے

کچھ نہیں بابا جان بس یوں ہی اس نے مسکرا کر جواب دیا

عفاف میری بچی میں نے تمہیں ایک بہت ضروری بات بتانی تھی وہ اس کا ہاتھ تھام کر اسے اپنے نزدیک بٹھاتے ہوئے بولے

جی بابا جان بولیں۔۔۔وہ بے حد احترام سے بولی

آپ کے سسرال والے آرہے ہیں شادی کی ڈیٹ فکس کرنے میں چاہتا ہوں کہ آپ شاپنگ کرلیں اور ہاں ایک اور بات آپ کی نندیاں یوں سمجھ لیں کہ آپ کی دوست بھی آرہی ہے وہ اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرتے ہوئے بولے جبکہ ان کی آخری بات سن کر اس کے چہرے پر مسکراہٹ رینگ گئی

عمایہ اور ایشال آرہی ہیں....؟؟ وہ خوشی سے چمکتا چہرہ لیے بولی

جی ہاں میرا بچہ آپ کی دونوں سہیلیاں آرہی ہیں آپ یوں کریں کہ کچھ شاپنگ کرلیں اپنے لیے جو دل چاہے وہ سب لے لیجئے گا آپ کے بابا چاہتے ہیں کہ ان کی بیٹی اپنی پسند کی ہر چیز خریدے وہ اسے محبت سے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے بولے

ٹھیک ہے بابا جان اس نے مسکراتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا تو انہوں نے اس کی پیشانی چومی انہیں اپنی فرمانبردار بیٹی اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز تھی جس نے ان کا ہر حکم سر جھکا کر مانا تھا

ارسم اپنے بالوں میں ٹاول رگڑتا ہوا واش روم سے باہر نکلا اور اپنے بالوں کو خشک کرتے ہوئے ٹاول دوسری طرف پھینکا اور بیڈ پر پڑا اپنا فون اٹھایا جس کی سکرین پر عمایہ کا میسج شو ہو رہا تھا

"I want to talk to you about something important"

میسج پڑھ کر اس کے انابی ہونٹوں تلے مسکراہٹ رینگ گئی اور اس نے جلدی سے جواب لکھ کر میسج سینڈ کیا

ارسم کا جواب آتے ہی جلدی سے سیدھا ہو کر بیٹھی وہ اسی کے جواب کا انتظار کر رہی تھی

مجھے پھول بھیجنا بند کر دیں عمایہ کا انداز ریکویسٹ کرنے والا تھا جسے پڑھتے ہی ارسم کے مسکراہٹ گہری ہو گئی

کیوں....؟؟ ارسم کو تجسس ہوا جبکہ وہ جانتا تھا کہ وہ ایسا کیوں بول رہی ہے

کیونکہ آپ مجھے پھول بھجوا کر سب کی نظروں میں مشکوک بنانے کی کوشش کر رہے ہیں اور میں یہ چیز افورڈ نہیں کر سکتی عمایہ بالکل سچائی سے بولی

یہ میری چاہت ہے اور تمہیں اسے قبول کرنا ہی پڑے گا ہم نے لکھ کر بھیجا

یہ میرا مسئلہ نہیں ہے محبت بھی آپ کی ہے چاہت بھی آپ کی ہے اس میں میں کچھ نہیں کر سکتی عمایہ بھی ترکی باترکی بولی

ارسم نے آنکھیں چھوٹی کر کے کن اکھیوں سے بالکنی میں داخل ہوتی ہوں عمایہ کو دیکھا جو اس کے سامنے کچھ زیادہ ہی اوور کانفیڈنٹ ہو جاتی تھی

اور یہ میرا ابھی مسئلہ نہیں ہے میرا کام صرف تمہیں پھول بھیجنا ہے تم اس سے پریشان ہوتی ہو یا لوگ تمہیں مشکوک سمجھتے ہیں اس میں میں کچھ نہیں کر سکتا

تقریباً اپنا ہی میسج کاپی پیسٹ دیکھ کر عمایہ کو خون کھول اٹھا اس نے خونخوار نگاہوں سے فون کو گھورا جیسے اس میں اسے ارسم دکھائی دے رہا ہو اور پھر دانت پر دانت جماتے ہوئے بڑی مشکل سے خود پر ضبط کیا اور دوبارہ فون پر انگلیاں چلانے لگی

دیکھیں میں نے چپ چاپ آپ کی بات مانی ہے اب آپ کو بھی چاہیے کہ آپ میری بات مان جائیں کیونکہ آپ کی یہ حرکت مجھے بہت زیادہ اریٹیٹ کرتی ہے عمایہ نے اب اسے نرمی سے سمجھانا چاہا

مگر میں اپنی حرکتوں سے اریٹیٹ نہیں ہوتا ارسم نے اس کی بات ماننے سے صاف انکار کیا

دیکھیں آپ سمجھنے کی کوشش کریں میں اپنی فیملی میں رہتی ہوں عمایہ نے دوبارہ اسے سمجھانا چاہا اب وہ ٹہلتے ٹہلتے یہ ریلنگ کے قریب آن کھڑی ہوئی تھی

ارسم بھی چلتا ہوا گلاس وال کے قریب کھڑا ہوا اور فون پر انگلیاں چلانے لگا عمایہ بھی اسے ٹائپنگ ہوتا دیکھ رہی تھی جب کسی نے اسے بری طرح ڈرایا جس کے باعث اس کے ہاتھ میں پکڑا فون ریلنگ سے نیچے گر گیا

حمزہ جو عمایہ کو بلانے کے لیے آیا تھا اسے بالکنی میں ٹہلتا دیکھ کر ہلکے قدموں سے ٹھیک اس کے پیچھے آن کھڑا ہوا اور پھر آہستہ سے اس کا دونوں بازوں کو پکڑ کے اپنی آواز بھاری کرتے ہوئے اسے ڈرایا

عمایہ اتنی بری طرح ڈری تھی کہ اس کے ہاتھ میں پکڑا فون ہی نیچے جا گرا تھا اور خون کی سلامتی کے بالکل بھی چانسز نہیں تھے جبکہ عمایہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے نیچے کی جانب دیکھ رہی تھی جہاں ابھی اس کا فون گرا تھا

عمایہ صدمے کی کیفیت میں آہستہ سے پیچھے مڑی جہاں سامنے ہی حمزہ ہکا بکا کھڑا اسے دیکھ رہا تھا جیسے اسے بھی سمجھ نہ آئی ہو کہ یہ کیا ہوا ہے

یار عزمی قسم لے لو میں نے جان بوجھ نہیں کیا مجھے نہیں پتا تھا کہ تم فون یوز کر رہی ہو حمزہ عمایہ کو اپنی طرف دیکھتا پا کر ہڑ بڑا کر بولا

عمایہ نے شعلہ برساتی نگاہوں سے اسے گھورتے ہوئے پاس پڑا چھوٹا پتھر اٹھا کر اس کی طرف پھینکا جس پر وہ جھکتے ہوئے اس کے وار سے بچ چکا تھا

ارسم بھی کافی حیران نظروں سے یہ سب دیکھ رہا تھا یعنی یہ تیسرا موبائل تھا جو ارسم کے آنے کے بعد عمایہ کا ٹوٹ چکا تھا

بد تمیز بندر کہیں کے رکو میں بتاتی ہوں تمہیں عمایہ غصے سے جلستی ہوئی اس کی طرف بڑھی اور جو جو اس کے ہاتھ میں آ رہا تھا وہ اٹھا کر اس کی جانب پھینک رہی تھی جبکہ وہ مسلسل اپنا بچاؤ کر رہا تھا

جب وہ خود ہی تھک گئی تو منہ بناتی ہوئی جا کر اپنے بیڈ پر بیٹھ گئی اسے بہت رونا آ رہا تھا ایک تو وہ ارسم کی وجہ سے پریشان تھی دوسرا یہ تیسرا فون تھا جو اس کا

ٹوٹ چکا تھا پتہ نہیں کیوں مگر اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ اونچا اونچا رو دے اور سارا گھر سر پر اٹھا لے مگر وہ لمبے لمبے سانس لیتی منہ بنا کر بیڈ پر بیٹھی خود کو کنٹرول کرنے کی کوشش کر رہی تھی

دوسری طرف حمزہ کافی کنفیوز سا یہ سوچ رہا تھا کہ اب وہ عمایہ کو کیا بولے کیونکہ اس کی الٹی حرکت کی وجہ سے وہ ناراض ہو گئی تھی

یار عزمی کچھ نہیں ہوتا نیو فون لے لیں گے یوں اداس ہو کر مت بیٹھو ایشال حمزہ اور ہادی کب سے اسے منانے کی کوشش کر رہے تھے جبکہ وہ ایک ہی جگہ پر بیٹھی ان میں سے کسی سے بھی بات نہیں کر رہی تھی

اچھا شہزادی چھوڑو ناراضگی اٹھو ہم باہر کہیں چلتے ہیں ہادی نے اسے منانے کی دوبارہ کوشش کی

مجھے کسی سے کوئی بات نہیں کرنی تم سب جاؤ یہاں سے عمایہ بولی تو اس کی آواز میں خفگی صاف ظاہر ہو رہی تھی یعنی وہ واقعی میں ناراض تھی

سوری نا یار تم تو میری پیاری سی بہن ہو پلیز مان جاؤ حمزہ گھٹنوں کے بل کلین پر بیٹھ کر عمایہ کہ دونوں ہاتھ پکڑتے ہوئے بولا

اچھا اگر تم بولتی ہو تو میں مرغا بن جاؤں گا اٹھک بیٹھک کر لوں گا لیکن پلیز مان جاؤ نا حمزہ اسے منانے کی بھرپور کوشش کر رہا تھا مگر وہ نہیں مان رہی تھی ہادی کی نظر پیچھے دروازے پر پڑی جہاں سے حیدر ابھی کمرے میں داخل ہوا تھا ہادی اسے دیکھ کر کچھ بولنے ہی لگا تھا جب اس نے فوراً ہی چپ رہنے کا اشارہ کیا اور چلتا ہوا عمایہ کہ بالکل پیچھے آن کھڑا ہوا

مائی پرنسز.... عمایہ کو اپنے کان میں سرگوشی نما آواز سنائی دی تو اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی اور پھر اس نے جھٹکے سے گردن موڑ کے پیچھے کی جانب دیکھا جہاں حیدر کھڑا مسکرا کر اسے دیکھ رہا تھا

بھائی.... عمایہ زور سے چیختی ہوئی بیڈ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور اگلے ہی لمحے اس کی باہوں میں آسمائی تھی

بھائی آئی مس یو بھائی خوشی اور حیرت سے مارے اس کی سنہری آنکھوں میں آنسوں آ چکے تھے

نو مائی پرنسز ڈونٹ کرائنگ میری جان عمایہ کی آنکھوں میں چمکتے آنسو دیکھ کر حیدر نے فوراً اسے ٹوکا مگر وہ اتنے سالوں بعد اپنے بھائی سے مل رہی تھی اس کے ٹوکنے سے کہاں اس کے آنسو رکنے والے تھے

عمایہ خفگی بھری نظروں سے حیدر کو دیکھ کر دوبارہ اس کے گلے لگ کر رونے لگی جبکہ حیدر آہستہ سے اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتا اسے پرسکون کرنے کی کوشش کر رہا تھا ان بہن بھائیوں کا پیار ہی انوکھا تھا وہ اس کے لیے بھائی نہیں بلکہ باپ تھا

اچھا بس کر دو رونا ورنہ میں واپس چلا جاؤں گا حیدر فرمایا کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

میں دوبارہ رو دوں گی بھائی عمایہ نے منہ بناتے ہوئے اسے دھمکی دی تو حیدر کا چھت پھاڑ قہقہہ کمرے میں گونجا

بھائی کی شہزادی بھائی کی جان کیوں روئے گی اب تو تم ہر گز نہیں رونا چلو آؤ ابھی تو میں ماما بابا سے بھی نہیں ملا اور سیدھا تمہارے پاس آگیا حیدر اس کا ہاتھ پکڑ کے اسے کمرے سے باہر لے جانے لگا جب کہ وہ تینوں بھی اس کے پیچھے ہی تھے

وہ سب نیچے اتر کر آئے تو سامنے ہی عارب تایا جان اور تائی جان کے ساتھ کھڑا مسکرا کر ماما بابا سے مل رہا تھا

عارب بھائی عمایہ خوشی سے چیختی ہوئی دوڑتی ہوئی اس تک سے گئی اور کسی چھپکلی کی طرح اسے چپک گئی

کیسی ہیں ہماری چھوٹی شہزادی میں نے بہت مس کیا تمہیں عارب محبت سے اس کی پیشانی چومتے ہوئے بولا تو وہ گہرا مسکرائی اس کی خوشی کی تو کوانتہا ہی نہیں تھی اس کے دونوں بڑے بھائی اچانک اس کے سامنے آن کھڑے ہوئے تھے اور یہ اچانک ملنے والا سرپرائز سب کے لیے شاکڈ تھا

میں نے بھی آپ کو بہت بہت زیادہ مس کیا بھائی عمایہ دونوں بازو کھول کر کسی بچے کی طرح خوش ہوتے ہوئے بتانے لگی جبکہ اس کی ایسی حرکتیں سب کو مسکرانے پر مجبور کر رہی تھی

اچھا اب پیچھے ہٹو موٹی ہماری باری آنے دو ہادی اسے بازو سے پکڑ کے پیچھے دھکیلتے ہوئے بولا

بھائی.... عمایہ نے منہ بنا کر حیدر کی طرف دیکھا

انسان بن جاؤ تم مار مت کھا لینا مجھ سے حیدر ہادی کا گھورتے ہوئے بولا اور عمایہ کو محبت سے اپنے ساتھ لگایا جس پر عمایہ کے چہرے پر فوراً مسکراہٹ آگئی

میں بھی ہوں یہیں پر عمایہ کو اپنے قریب ایشال کی آواز سنائی دی تو اس نے گردن موڑ کے ایشال کی طرف دیکھا جو عجیب سی شکل بنا کر سب کی طرف دیکھ رہی تھی

ہاہاہاہاہا ادھر آؤ گڑیا تم بھی تو ہماری شہزادی ہی ہو حیدر دوسرا بازو ایشال کے گرد حائل کرتے ہوئے بولا جس پر ایشال مسکرا دی

حیدر کی اس حرکت پر تائی جان نے تاسف سے سر جھٹکا ان کی سوچ کچھ اور تھی اور ادھر یہ دونوں ایک دوسرے کو بہن بھائی بنانے پر تلے ہوئے تھے

ادھر آؤ میری گڑیا کیسی ہو عارب نے ایشال کی طرف دیکھتے ہوئے ہاتھ آگے بڑھایا تو اس نے فوراً اس کا ہاتھ تھام لیا

میں بالکل ٹھیک ہوں بھائی آپ کو ہم نے بہت مس کیا اور آپ نے آکر ہمیں سرپرائز دے دیا اب ہم ایک ساتھ بھابھی سے ملنے جائیں گے ایشال ایکسائٹڈ ہوتے ہوئے بولی جس پر وہ سر جھکا کر ہنس دیا

بھائی آپ کو یاد ہے نا میں نے اور ایشال نے آپ کو لسٹ دی تھی عمایہ کو اچانک اپنا سامان یاد آیا تو عمایہ عارب اور حیدر کی طرف دیکھتی ہوں بولی

ہاں بھائی کی جان اپنی دونوں شہزادیوں کا سارا سامان لے کر آئے ہیں ہم فکر مت کرو عارب مسکراتے ہوئے بولا اور شفقت سے دونوں کے سر پر ہاتھ

رکھا جس پر وہ دونوں خوشی سے اچھل ہی پڑی کیونکہ انہوں نے ایک بہت

لمبی لسٹ تیار کر کے ان دونوں کو بھیجی تھی اور یقیناً اُن کا سارا سامان وہ لے

آئے تھے

تھینک یو تھینک یو تھینک یو تھینک یو سوچ بھائی عمایہ اونچی آواز میں بولتی

ہوئی دوبارہ باری باری دونوں کے گلے لگی

اچھا بچو ابھی رات بہت ہو چکی ہے اپنی مستی کو ختم کرو اور بھائیوں کو بھی

آرام کرنے دو اتنا لمبا سفر کر کے آئے ہیں تھک چکے ہوں گے تائی جان سب

کی طرف ایک نظر دیکھتی ہوئی بولیں

ویسے دل تو نہیں چاہ رہا لیکن کوئی بات نہیں آپ دونوں ابھی آرام کریں ہم

صبح بہت سی باتیں کریں گے عمایہ عارب اور حیدر کی طرف دیکھتی ہوئی بولی

تو ان دونوں نے مسکرا کر ہاں میں سر ہلایا اور دو چار اور باتیں کرنے کے بعد

خدا حافظ کہتے ہیں سب اپنے کمرے کی جانب چلے گئے

عمایہ اپنے کمرے میں داخل ہوئے تو سامنے ہی بیڈ پر اسے اپنا ٹوٹا ہوا فون دکھائی دیا اتنے اوپر سے گرنے کی وجہ سے وہ چکنا چور ہو چکا تھا

ہائے اللہ میرا فون پتہ نہیں کیسے منحوس دن گزر رہے ہیں میرے عمایہ اپنے فون کو افسوس سے دیکھتے ہوئے بولی حیدر کے آنے کی خوشی ہی اتنی تھی کہ وہ اس بات کو بھول چکی تھی مگر حیدر نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ وہ صبح ہی اسے نیا فون لا دے گا مگر شرط یہ رکھی تھی کہ وہ بالکل بھی پریشان نہیں ہو گی

اچھا کوئی بات نہیں صبح آجائے گا عمایہ فون الماری میں رکھتے ہوئے بولی اور اپنے بال ہلکے سے جوڑے میں قید کرتے ہوئے دوپٹہ دونوں کندھوں پر پھیلایا اپنا لیپ ٹاپ اور کچھ نوٹس پکڑے اور بالکنی میں آگئی

لیپ ٹاپ اپنے نوٹس اور کچھ کتابیں اس نے سامنے ٹیبل پر رکھیں اور دو تین کشن پکڑ کے نیچے رکھے اور وہاں بیٹھ گئی

اپنے دونوں بازو ٹیبل پر رکھتے ہوئے اپنا لیپ ٹاپ آن کیا اور اپنے سارے نوٹس بکھیر کر بیٹھ گئی اب بس عمایہ تھی اور اس کی پڑھائی تھی تیسرا شخص کوئی بھی نہیں تھا

جہاں رات کا تیسرا پہر چل رہا تھا وہیں سب سے غافل دو وجود اس گہری رات میں بھی جاگ رہے تھے دونوں ایک دوسرے کے کچھ فاصلے پر تھے مگر فرق صرف اتنا تھا کہ ایک دوسرے کو دیکھ سکتا تھا جبکہ دوسرا اس شخص کو نہیں دیکھ سکتا تھا اور وہ اپنے کام میں بری طرح غرق تھا اس کے پاس تو یہاں وہاں دیکھنے کو بھی وقت نہیں تھا

ایک سارے جہاں سے بیگانہ اپنا کام کرنے میں مصروف تھا اور دوسرا ساری دنیا بھلائے صرف اسے دیکھنے میں مصروف تھا جیسے اس سے زیادہ حسین نظارہ اس دنیا میں کوئی بنا ہی نا ہو

ارسم سوفٹ فوم کی بنی کرسی پر بیٹھا کمر کرسی کی پشت سے ٹکائے نیلی گہری آنکھوں سے سامنے بیٹھی عمایہ کو دیکھ رہا تھا جو کبھی لیپ ٹاپ پر انگلیاں چلاتی تھی اور کبھی پنسل پکڑ کے کاغذ پر کچھ لکھنے لگتی اور کبھی کتاب پکڑ کے اس میں سے کچھ ڈھونڈنے لگتی ساری ٹیبل اس کے نوٹس سے بھری پڑی تھی جبکہ وہ ایک سیکنڈ بھی ضائع کیے بغیر اپنا کام کرنے میں مصروف تھی

اچانک لکھتے لکھتے وہ رک گئی اور لیپ ٹاپ کو گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے پینسل کو اپنے بالوں میں چلانے لگی اور پھر اپنے بالوں میں ہی چھوڑ کر تیزی سے لیپ ٹاپ پر انگلیاں چلانے لگی جب کچھ سرچ کرنے کے بعد اسے مل گیا تو لکھنے کے لیے اس نے پینسل پکڑنی چاہی مگر اسے سامنے ٹیبل پر پینسل نہیں دکھائی دی

پین کہاں گیا فرمایا تمام کاغذات الٹ پلٹ کر کے دیکھنے لگی مگر اسے پین کہیں بھی نہیں مل رہی تھی اس نے کتابیں اٹھا کر دیکھی اور پھر اٹھ کھڑی

ہوئی عمایہ نے اچھی طرح ہر طرف دیکھا مگر پین کہیں نہیں تھا عمایہ کو کافی حیرت ہوئی

یہ کام کرتے کرتے پن کہاں غائب ہو گیا مگر اس کے پاس اتنا وقت نہیں تھا اس لیے فوراً کمرے میں گئی اور دوسرا پین لے کر آئی اور تیزی سے لکھنے لگی

ارسم بہت دلچسپی سے اسے دیکھ رہا تھا مگر کا پین اپنے بالوں میں لگا کر بھول جانا اسے مسکرانے پر مجبور کر گیا

کیا یہ وہ لڑکی کوئی اپسرا کوئی جادوگرنی یاں آسمان سے اتری ہوئی پری یاں کوئی شہزادی وہ ہر لحاظ سے پرفیکٹ تھی اور ہر لحاظ سے چاہے جانے کے قابل تھی وہ اس قابل۔ تھی کہ اس سے بے تحاشہ محبت کی جائے

اور ارسم ابراہیم تو محبت کے مقام سے بہت آگے نکل چکا تھا

ارسم اسے نظروں کے راستے دل میں اتار رہا تھا اس کا دل چاہ رہا تھا ابھی عمایہ کو اپنے دل میں چھپا لے اور اتنا قریب کر لے کہ اسے اپنی سانسوں میں عمایہ کی خوشبو بستی ہوئی محسوس ہو

مگر وہ عمایہ کے نزدیک نہیں گیا تھا عمایہ خود اس کے اتنا نزدیک آئی تھی مگر تب جب وہ حواس میں نہیں تھا مگر وہ اسے محسوس کر سکتا تھا

عمایہ نے ایک گہرا سانس لیتے ہوئے اپنا نازک ہاتھ اپنے رخسار کے نیچے رکھا اور پنسل کو اپنی دو انگلیوں میں دبا کر گھمانے لگی جبکہ نظریں لیپ ٹاپ پر تھی چاند کی ہلکی روشنی میں اس کا نورانی چہرہ چمک رہا تھا اور اس کے چہرے پر جھولتی کچھ آوارہ لیٹیں اسے مزید خوبصورت بنا رہی تھی گلے میں پھیلایا گیا دوپٹہ ایک کندھے سے ڈھل رہا تھا جب کہ سفید دودھیا گردن اپنے حسن میں چاند کو بھی مات دے رہی تھی اتنی کم روشنی میں بھی اس کے حسن کا اندازہ لگایا جا سکتا تھا بلاشبہ وہ ایک ایسا حسن رکھتی تھی جو کسی کو بھی بہکانے کا سبب بن سکتا تھا

اور اس کی معصومیت اور سنہری آنکھوں میں جھلکتی شرارت کسی کا بھی دل بے قابو کر سکتی تھی

عمایہ نے پین کو گھماتے گھماتے دوبارہ اپنے بالوں میں پھیرنا شروع کیا جب اس کا ہاتھ پہلے والے پین سے ٹکرایا تو اس نے وہ پین اپنے بالوں سے نکال کر اپنے سامنے کیا پہلے تو اسے کافی حیرت ہوئی یعنی وہ پین اپنے بالوں میں لگا کر بھول چکی تھی اور پھر خود ہی اپنی حرکت پر ہنس دی

اووو خدایا کتنی بھولکر ہوں میں عمایہ وہ پین اپنی پیشانی سے ٹکراتے ہوئے بولی اور پھر ہنستے ہوئے پین سائیڈ پر رکھا اور دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گئی

وہ بنا رکے اپنا کام کر رہی تھی جب اس کے کانوں میں فجر کی آذان کی آواز پڑی تو اس نے جھٹکے سے سر اٹھا کر لیپ ٹاپ کی طرف دیکھا جہاں کلاک پانچ بجے کا وقت بتا رہی تھی

عمایہ نے گہرا سانس لیتے ہوئے اپنا سر صوفے پر گرالیا اور تب ہی اسے احساس ہوا کہ اس کی گردن میں کتنی شدید درد ہے اور ساتھ ہی کمر میں بھی درد کی ٹھیسیں اٹھنے لگی

یا اللہ عمایہ بول کر اپنی گردن کو دائیں بائیں حرکت دینے لگی مگر اس دوران اسے کافی درد محسوس ہو رہی تھی مگر اپنی تکلیف کو اگنور کرتے ہوئے وہ لیپ ٹاپ بند کرتی اٹھ کھڑی ہوئی

اس کا ارادہ نماز ادا کرنے کا تھا جبکہ عمایہ کو اندر جاتا دیکھ کر ارسم بھی اٹھ کھڑا ہوا کیونکہ اس نے کبھی بھی کوئی بھی نماز ادا نہیں کی تھی اور یہ چیز اسے اس کی محروم ماں نے سکھائی تھی

نماز پڑھنے کے بعد ارسم نے جائے نماز اٹھا کر ٹیبل پر رکھی اور ایک غیر ارادی نظر اٹھا کر سامنے کی طرف دیکھا مگر اس کی نظریں وہیں پر ٹھہر سی گئیں

عمایہ سفید رنگ کی چادر کا حجاب کیگ اپنا مکمل وجود اس کے اندر چھپائے ہوئے تھی شاید وہ ابھی نماز پڑھ کر آئی تھی

اس کے چہرے پر نور جھلک رہا تھا چہرہ یوں روشن تھا جیسے سارا نور اس کے چہرے میں اسمٹا ہوا رسم نے آج تک اتنا نورانی چہرہ کسی کا نہیں دیکھا تھا

عمایہ کہ ایک ہاتھ میں ایک چھوٹا سا ڈبہ تھا اور دوسرے ہاتھ میں پانی کے بوتل اس نے وہ ڈبہ کھولا اور وہی سائیڈ پر لگے دیوار پر چھوٹی مٹی کے بنی پیالوں میں کچھ ڈالنے لگی وہ شاید پرندوں کے لیے دانا تھا جو وہ ڈال رہی تھی اور ساتھ پانی میں ڈال رہی تھی

جبکہ اس کے دانہ ڈالتے ہی کافی سارے پرندے وہاں آبیٹھے تھے عمایہ نے تھوڑا سا دانہ اپنی ہتھیلی پر رکھا کر اپنا ہاتھ تھوڑا سا آگے کیا جب ایک خوبصورت سی چڑیا اڑ کر اس کی ہتھیلی پر آبیٹھی اور دانہ چننے لگی جسے دیکھ کر عمایہ کھل کر مسکرا اٹھی

اسے پرندوں سے عشق تھا اسے خدا کی بنائی گئی یہ مخلوق ہمیشہ سے خوبصورت لگتی تھی مگر ان پرندوں کا عمایہ کے قریب آنا اور بغیر ڈر کے اس کے ہاتھ پر بیٹھنا عمایہ کو بہت خوشی دے رہا تھا

ارسم یک ٹک جبہ۔ منظر دیکھ رہا تھا اس کا چمکتا چہرہ ارسم کی آنکھوں میں چمک پیدا کر رہا تھا

دانہ چنتے ہی وہ چڑیا اڑ گئی جب عمایہ نے مسکراتے ہوئے ایک آخری نظر دانا چنتے پرندوں کو دیکھا اور پھر آگے بڑھ کر اپنا سارا بکھرا ہوا سامان سمیٹا اور کمرے کی طرف قدم بڑھائے کیونکہ اب چھ بج رہے ہیں اور سات بجے اسے کالج کے لیے نکلنا تھا اس لیے اسے ابھی تیار بھی ہونا تھا

شہزادی فری ہوتے ہی مجھے کال کر دینا میں لینے آجاؤں گا اوکے حیدر عمایہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا آج اسے کالج حیدر چھوڑنے آیا تھا

اوکے بھائی ہم جلدی فری ہو جائیں گے آپ کو میسج کر دوں گی خدا حافظ

عمایہ حیدر کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولی اور گاڑی کا دروازہ کھول کے باہر نکل گئی اور ایشال کے ساتھ قدم کالج کے اندر کی جانب بڑھائے

کالج کے گیٹ پر روک کر عمایہ نے مڑ کر پیچھے دیکھا جہاں حیدر گاڑی میں بیٹھا انہیں ہی دیکھ رہا تھا اس نے مسکرا کر ہاتھ ہلاتے ہوئے اس سے بائے بائے کیا بدلے میں حیدر نے بھی اسی کے انداز میں ہاتھ ہلایا تو وہ کھل کر مسکرائی

عزمی میڈم چلو بائے بائے بعد میں کر لینا ایشال اسے وہاں سے ہلتا نہ دیکھ کر اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولی اور اس کے ساتھ لیے کالج میں داخل ہوئی

شکر ہے آج کا پروجیکٹ کمپلیٹ ہوا اب کل آخری پروجیکٹ دینا ہو گا اور اس کے بعد ہم لوگ پورے دو ہفتے بالکل فری ایشال خوشی سے چہکتے ہوئے بولی کیونکہ اس سمسٹر کے بعد ان لوگوں کو دو ہفتے کی چھٹیاں ہونے والی تھی

ہاں اور پھر ہم بھابی سے ملنے جائیں گے عمایہ بھی ایکسائیٹڈ ہوئی

ہاں وہ تو ٹھیک ہے مگر تمہاری آنکھیں اتنی لال کیوں ہو رہی ہیں تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے ایشال عمایہ کی سرخ پڑتی آنکھوں کی طرف دیکھتے ہوئے بولی جس میں سرخ لکیریں صاف واضح تھی

ہاں طبیعت ٹھیک ہے میری رات کو سوئی نہیں پروجیکٹ تیار کر رہی تھی اس لیے شاید گھر جا کر سو جاؤں گی تو بالکل ٹھیک ہو جاؤں گی عمایہ ایک لمبی جمائی لیتی ہوئی بولی

ارے واہ مطلب تم نے رات جاگ کر پروجیکٹ تیار کیا تھا تم اس بار ٹاپ کرو گی دیکھ لینا ایشال خوش ہوتے ہوئے بولی کیونکہ عمایہ ہمیشہ سب سے الگ پروجیکٹ تیار کرتی تھی اور اسے پورا یقین تھا کہ جتنی محنت عمایہ اس بار کر رہی تھی یقیناً اس نے ٹاپ کرنا تھا

ہاں انشاءاللہ عمایہ اپنے منہ کے آگے ہاتھ رکھ کر اپنی جمائی روکتے ہوئے بولی کیونکہ وہ سب اس وقت بہت زیادہ نیند آ رہی تھی ایک تو وہ ساری رات

جاگ کر گزاری تھی اور دوسرا اب دوپہر کے ایک بج رہا تھا اور اب اس کا نیند سے برا حال تھا

ہاں اٹھو بھائی کا میسج آ گیا وہ باہر انتظار کر رہے ہیں عمایہ اپنی کتابیں پکڑ کے اٹھ کھڑی ہوئی

ایشال نے جلدی سے اپنا سامان سمیٹا اور عمایہ کے ساتھ ہی قدم باہر کی جانب بڑھائے کیونکہ حیدر باہر کھڑا ان کا انتظار کر رہا تھا

السلام علیکم بھائی عمایہ اور ایشال گاڑی میں بیٹھتے ہوئے خوش دلی سے بولیں جبکہ ایشال پچھلی سیٹ پر براجمان ہو چکی تھی

وعلیکم السلام کیسی ہو تم دونوں لگتا ہے آج کچھ زیادہ تھک گئی ہو حیدر شیشے سے ایک نظر ایشال پر ڈالتے ہوئے بولا جو سیٹ پر تقریباً لیٹنے کے انداز میں بیٹھی ہوئی تھی

سہی کہہ رہے ہیں بھائی آپ آج واقعی میں بہت زیادہ تھک چکے ہیں لیکن کل ہمارا آخری پروجیکٹ ہے اور اس کے بعد ہم دو ہفتے کے لیے بالکل فری

چھٹیوں کے نام پر ایشال کا موڈ دوبارہ سے فریش ہو گیا اور وہ چہکتے ہوئے حیدر کو بتانے لگی

جی بھائی اور پھر ہم بھابھی کے پاس رہنے جائیں گے عمایہ بھی خوش ہوتے ہوئے حیدر کی طرف دیکھتے ہوئے بولی تو حیدر ان دونوں کی ایکسائیڈمینٹ دیکھ کر ہلکا سا ہنس دیا ساری بات تو بھابھی سے ملنے کی جس کے پیچھے وہ دونوں پاگل ہوئی جارہی تھیں

آئس کریم کھاؤ گی تم دونوں حیدر نے ان دونوں کو آئس کریم کی آفر کی جس پر عمایہ نے فوراً انکار کیا

نہیں بھائی آج نہیں ہم شام میں آئس کریم کھانے جائیں گے ابھی بہت زیادہ نیند آرہی ہے اور بھوک بھی لگی ہے گھر چلیں

اچھا ٹھیک ہے اور یہ لو تمہارا فون گھر جا کر اس میں اپنی سم ڈال لینا حیدر عمایہ کی طرف ایک نیا ڈبہ پیک فون بڑھاتے ہوئے بولا

تھینک یو بھائی میں گھر جا کر اس کی سیٹنگ کروں گی عمایہ فون پکڑ کر خوش ہوتے ہوئے بولی توحید راس کی طرف دیکھ کر مسکرایا اور پھر گاڑی سٹارٹ کر کے گھر کی جانب بڑھائی

شام کے سائے ہر طرف ڈھل چکے تھے اور اندھیرے نے ہر پہر اپنا بسیرہ کیا تھا

اس بڑے سے بنگلے میں سفید بتیوں نے اس بنگلے کو روشن کیا ہوا ہے تھا اور وہیں بنگلے میں ایک کمرے کے اندر عمایہ اور ایشال بیٹھی اپنی پڑھائی کرنے میں مصروف تھی

رات کے 10 بج رہے تھے اور عمایہ نے ایشال کو اپنے قریب سے ہلنے بھی نہیں دیا تھا کالج سے آنے کے بعد وہ دو گھنٹے کے لیے سو گئی تھی مگر جب سے اٹھی تھی تب سے وہ پڑھائی کرنے میں مصروف تھی کھانا بھی ان دونوں نے

اپنے کمرے میں ہی کھایا تھا کیونکہ صبح ان کا لاسٹ پروجیکٹ تھا اور عمایہ چاہتی تھی کہ یہ پروجیکٹ عمایہ کے ساتھ ساتھ ایشال کا بھی بہت اچھا تیار ہو اس لیے وہ اپنا پروجیکٹ کرنے کے ساتھ ساتھ ایشال پر بھی بہت دھیان دے رہی تھی جبکہ ایشال کا دس بجتے ہی نیند سے برا حال ہو رہا تھا

عزمی یار مجھے نیند آ رہی ہے عمایہ کو ایشال کی بے بس آواز سنائی دی تو اس نے نظر اٹھا کر ایشال کی طرف دیکھا جو بیچاری سی شکل بنا کر اسی کی طرف دیکھ رہی تھی کہ شاید وہ اب اس پر ترس کھا کر سونے کا بول ہی دے

چپ چاپ اسے ختم کرو اور اگر تم اسے ختم کیے بغیر یہاں سے اٹھی تو اپنی خیر منانا تو وہ عمایہ نے اسے گھورتے ہوتے ہوئے وارن کیا اور دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گئی جبکہ ایشال بیچاری سی شکل بنا کر بہت ہی مجبور لڑکی بنتے ہوئے سستی سے اپنا کام کرنے لگی

اور کچھ ہی دیر میں نیند کے باعث ایشال کا سر بار بار نیچے کی جانب جھٹکے کھا رہا تھا

عمایہ نے نیند کے مارے جھٹکے کھاتی ایشال کو دیکھا جس کی آنکھیں بند تھیں اور سر بار بار کو نیچے کی جانب گر رہا تھا جبکہ ایک ہاتھ میں پینسل موجود تھی جو ایک ہی جگہ پر رک چکی تھی

حد ہوتی ہیں کسی بات کی بھی ایک تو اس نکمی لڑکی کو بس پڑھائی کا کہہ دو دیکھنا نیند کے مارے تو اگلے جہان میں جانے کو بھی تیار ہو جائے گی

عمایہ ایشال کی طرف دیکھتے ہوئے بڑبڑائی اور پھر اس کا بازو پکڑتے ہوئے اسے ہلا ڈالا جس پر اس نے ہڑبڑا کر آنکھیں کھولیں

کیا ہوا کیا ہوا ایشال زبردستی اپنی آنکھیں کھولتی عمایہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولی جبکہ آنکھیں نیند کی شدت سے بند ہو رہی تھی

ہونا کیا ہے تم نے اپنی ڈاکٹر کی ڈگری حاصل کر لی ہے اب تمہیں تمغہ ممتاز سے نوازا جائے گا عمایہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے طنزیہ بولی جو ایشال کے تو سر کے اوپر سے ہی گزر گیا تھا

کیا مطلب۔۔۔ ایشال سر کھجاتے ہوئے بولی

کچھ نہیں اٹھو یہاں سے اور جا کر وہاں سو جاؤ کر لوں گی میں خود ہی تیار عمایہ اسے ایک گھوری سے نوازتے ہوئے بولی جبکہ اندھے کو کیا چاہیے تھا دو آنکھیں

عمایہ کہ اجازت ملتے ہی ایشال جلدی سے اٹھی اور ایک ہی چھلانگ لگا کر بیڈ پہ لیٹ کر خود پر کمبل سر تا پیر کمبل اوڑھ لیا اور اگلے ہی لمحے سوتی بنی عمایہ نے سر جھٹکا اور ایک نظر ایشال کی فائل کو دیکھا جس کا تقریباً اس نے ستیاناس کیا ہوا تھا

اوو خدایا کیا کروں میں اس لڑکی کا بہت بڑی نالائق لڑکی ہو تم ایشال عمایہ ایشال کو ایک نظر گھورتے ہوئے اس کا خراب کیا ہوا کام درست کرنے لگی ارسم کب سے ایک ہی جگہ کھڑا سامنے کمرے میں جلتی روشن لائٹ کو دیکھ رہا تھا جس سے سارا کمرہ تو روشن تھا مگر کمرے کے کچھ فرنیچر کے علاوہ کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا کیونکہ عمایہ دوسری سائیڈ پر بیٹھی تھی اور ایک

بار بھی اپنی جگہ سے نہیں اٹھی تھی جس کے باعث ابھی تک ارسم اسے نہیں دیکھ سکا تھا جبکہ وہ اندازہ لگا سکتا تھا کہ عمایہ اس وقت کیا کر رہی ہے

ارسم کے چہرے پر سنجیدگی تھی جبکہ چہرے کے تاثرات سرد تھے

اس نے فون پر عمایہ کا نمبر ملاتے ہوئے فون کان سے لگایا

عمایہ نے پاس ہی پڑا فون ہاتھ بڑھا کر اٹھایا اور بغیر نمبر دیکھے کال اٹینڈ کر کے فون کان کو لگالیا

ہیلو..... عمایہ اپنی فائل پر نظریں جماتے ہوئے کافی مصروف انداز میں بولی

مایا" ارسم کی بھاری گھمبیر آواز سن کر عمایہ کا چلتا ہوا ہاتھ ایک دم سے تھاما" اور اس کے رگ و آپے میں ایک سرد لہر سی دور گئی

کک کون.... عمایہ اچھی طرح جانتی تھی کہ مقابل کون ہیں مگر پھر بھی اس نے یہ سوال پوچھا

مجھے نہیں لگتا کہ مجھے اپنی پہچان کروانے کے لیے تمہیں کچھ بتانے کی ضرورت ہے ارسم کے انداز میں کچھ تو ایسا تھا جیسے وہ بہت کچھ عمایہ کو باور کروا گیا ہو

لیکن آپ نے مجھے کال کیوں کی ہے عمایہ نے دوبارہ سے سوال پوچھا جبکہ وہ یہ بھی بہت اچھی طرح سے جانتی تھی کہ اسے کال کرنے کے لیے کسی وجہ کی ضرورت نہیں

کل ساری رات جاگنے کے بعد آج رات جاگنے کا کوئی وصل نہیں بنتا ارسم سنجیدگی سے بولا جبکہ ارسم کی بات سن کر عمایہ ششدر رہ گئی یعنی وہ یہ بھی جانتا تھا کہ عمایہ کل ساری رات جاگتی رہی ہے مگر کیسے۔۔۔؟؟

آآآپ کو کیسے پتہ۔۔۔۔ عمایہ نے بہت دھیمی آواز میں پوچھا جبکہ عمایہ کے حیران ہونے پر ارسم کے چہرے پر مسکراہٹ ابھری

میں سب کچھ جانتا ہوں مجھے اس وقت بھی معلوم ہے کہ تم اپنے کمرے میں بیٹھی اس وقت کیا کر رہی ہو جب کہ تمہیں یہ کرنا نہیں چاہیے اپنی صحت کا

خیال رکھنا چاہیے راتوں کو جاگ جاگ کر اپنی صحت خراب مت کرو ما یا بیمار پڑ جاؤ گی وہ کسی سیانے بزرگ کی طرح بولا جبکہ عمایہ سانس روکے اسے سن رہی تھی

اسے اتنا تو اندازہ تھا کہ اس شخص نے عمایہ کے بارے میں سب کچھ پتہ لگوایا ہے مگر وہ اس کی پل پل کی خبر رکھتا ہے عمایہ کو اس بات کا اندازہ نہیں تھا

اپنی کتابیں بند کرو اور سو جاؤ اول تمہاری صحت ہے پھر پڑھائی فون کہ سپیکر میں دوبارہ ارسم کی آواز گونجی اس کے انداز میں عمایہ کے لیے فکر صاف جھلک رہی تھی جبکہ عمایہ ہکا بکا بیٹھی ملنے سے بھی قاصر تھی

آپ مجھے تنگ کرنا کب بند کریں گے ہوش میں آتے ہی عمایہ چیر کر بولی

رات کے تین بج رہے ہیں اٹھو شاباش سو جاؤ عمایہ کی بات کو اگنور کرتے ہوئے ارسم اسے کسی بچے کی طرح بچکانے لگا جبکہ عمایہ کو ارسم بے تحاشا غصہ آرہا تھا جو فضول میں اس کا باپ بننے کی کوشش کر رہا تھا

دیکھیں آپ مجھے اب فون مت کیا کریں اور مجھے تنگ کرنا بھی بند......

ابھی عمایہ بول رہی تھی جب ارسم نے بیچ میں ہی اس کی بات کاٹی

میں نے بولا ہے کہ سو جاؤ رات کے تین بج رہے ہیں ارسم کی آواز اس وقت سرد تھی جسے سنتے ایک بار عمایہ کے دل کی دھڑکن نے بھی تیز رفتار پکڑی تھی

جب میرا دل کرے گا میں تب سو جاؤں گی آپ کو میرے باپ بننے کی ضرورت نہیں ہے سمجھے آپ عمایہ غصے سے بغیر لحاظ کیے بولی جبکہ عمایہ کا یہ انداز برداشت کرتے ہوئے ارسم نے زور سے اپنی مٹھیاں بھینچی تھی

تم اتنی بدتمیز ہو نہیں مایا جتنی تم میرے سامنے بننے کی کوشش کرتی ہو ارسم خود پر ضبط کرتے ہوئے سرد ترین لہجے میں بولا

اور اگر اب تم نے مجھ سے بدتمیزی کی تو میں تمہیں اٹھا کر اپنے ساتھ لے جاؤں گا ارسم کی اگلی بات پر عمایہ کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی جو بات بات پر اسے ایک ہی دھمکی دیتا تھا

آخر آپ کے ساتھ مسئلہ کیا عمایہ جیسے جان ہی لینا چاہتی تھی کہ وہ یہ سب کیوں کر رہا ہے

محبت کا..... ارسم آنکھیں بند کرتے ہوئے ریلیکس انداز میں بولا جبکہ ارسم کو اتنا پر سکون محسوس کرتے ہوئے عمایہ تلملا اٹھی

بھاڑ میں گئی آپ کی محبت عمایہ کا غصہ ساتویں آسمان کو چھوڑنے کو تھا

آگے سے مکمل خاموشی تھی ارسم کچھ نہیں بولا مگر کچھ دیر بعد فون کے سپیکر میں ارسم کی آواز گونجی

تم آج کے بعد مجھ سے ایسے بات نہیں کرو گی اگر میں تمہیں پیار سے سمجھاتا ہوں اور تمہاری ہر بات برداشت کرتا ہوں تو اس کا ہر گز یہ مطلب نہیں کہ تم مجھ سے بدتمیزی میں اس حد تک جاؤ گی اپنے لمٹس میں رہو ہر چیز کی لمٹ ہوتی ہے اور تمہاری بھی ایک لمٹ ہے مایا میں نہیں چاہتا کہ تم ان لمٹس کو کراس کرو ارسم بولا تو اس کی آواز میں جہاں بھر کی سختی تھی جبکہ پہلی بار کسی کو اپنے ساتھ ایسے بات کرتا دیکھ کر عمایہ کا دل خوف کے مارے لرزنے لگا

اس نے بغیر جواب دیے فون کاٹنا چاہا جب اگلے ہی لمحے ارسم کی آواز دوبارہ سنائی دی

میں تمہیں پیار سے سمجھا رہا ہوں تو میری بات کو مان جایا کرو شاباش اب اٹھو کتابیں بند کرو اور سو جاؤ میں نہیں چاہتا کہ میری شہزادی ذرا سا بھی بیمار پڑے ارسم کے لہجے میں اب جہاں بھر کی فکر اور محبت تھی جبکہ عمایہ کا دل ایک الگ ہی رفتار میں دھڑک رہا تھا بغیر جواب دیے عمایہ نے جلدی سے فون کاٹ دیا

یا اللہ عمایہ اپنے دل کے مقام پر ہاتھ رکھتے ہوئے اپنی شور مچاتی دھڑکنوں کو قابو کرنے کی کوشش کرنے لگی

ایک نظر سامنے ٹیبل پر پڑی فائلز کو دیکھا وہ اپنا اور ایشال دونوں کا پروجیکٹ تیار کر چکی تھی بس ایک آخری بار دیکھ رہی تھی جب اسے اپنے پورے جسم میں درد کی لہریں گزرتی ہوئی محسوس ہوئی

اووو خدا یا عمایہ اپنی کمر پر دونوں ہاتھ رکھ کر بہت مشکل سے اٹھ کر کھڑی ہوئی تھی اس کا جسم جیسے پتھر بن گیا تھا بیٹھ بیٹھ کر

عمایہ نے آگے بڑھ کر لائٹ آف کی اور بیڈ پر چٹ لیٹ گئی جبکہ اس کی آنکھیں اور جسم بے تحاشہ درد کر رہا تھا

بیڈ پر ایشال کے قریب ہی لیٹ کر عمایہ نے اپنی آنکھیں موند لیں

مایا" عمایہ کو اپنے کانوں کے قریب ارسم کی بھاری سرگوشی سنائی دی تو اس " نے بٹ سے اپنی آنکھیں کھولتے ہوئے دائیں بائیں دیکھا مگر وہاں تو کوئی نہیں تھا

یا اللہ اب یہ شخص تو میرے خیالوں میں بھی آچکا ہے مجھے تو اب اس کی آواز بھی سنائی دینے لگی ہے عمایہ دل ہی دل میں بولی اور پھر واپس لیٹتے ہوئے خود پر سر تا پیر کمبل اوڑھ لیا اور منہ میں آنے والی بے شمار آیتیں پڑھنے لگی جو پڑھتے پڑھتے کب اس کی آنکھ لگ گئی اسے پتہ ہی نہیں چلا

بھائی بھائی بس جلدی کریں بالکل ٹائم نہیں ہے بہت لیٹ ہو چکے ہیں عمایہ بغیر ناشتہ کیے حیدر کا ہاتھ پکڑ کے اسے کھینچتے ہوئے باہر لے جانے لگی کیونکہ آج انہیں سوتے ہوئے کافی وقت ہو چکا تھا اگر ماما ٹائم پر نہ اٹھاتی تو پکا آج وہ دونوں کالج نہ جا پاتی

حیدر تیز تیز قدم لیتا ان دونوں کے ساتھ چلنے لگا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ واقعی میں اس کی شہزادی کو دیر ہو چکی ہے اس لیے تو وہ ناشتے کو بھی اہمیت نہیں دے رہی ورنہ وہ تو روز ناشتہ لازمی کر کے جاتی تھی

مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے جیسے تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں حیدر عمایہ کو بغور دیکھتے ہوئے بولا جس کا چہرہ آج کچھ سرخ سرخ دکھائی دے رہا تھا جبکہ آنکھیں بھی سرخ تھیں

کچھ نہیں بھائی رات کو جاگ کر پروجیکٹ تیار کیا ہے بس اس لیے آپ کو لگ رہا ہے بس آج یہ پروجیکٹ سینڈ مٹ کروانے کے بعد گھر آکر صرف نیند پوری کروں گی میں عمایہ حیدر کی طرف دیکھ کر ہنستے ہوئے بولی تو ہے حیدر بھی ہلکا سا مسکرا دیا

پوری پوری رات جاگ کر پڑھائی کرنا ٹھیک نہیں اپنی نیند کی پرواہ کیا کرو شہزادی بہت غلط بات ہے یہ حیدر نے اسے ہلکا سا ڈیپا

ارے بھائی ایسا کچھ بھی نہیں ہے بس رات کو جاگنا پڑا اور آپ کو تو پتہ ہی ہے کہ میں کتنی گہری نیند سوتی ہوں مجھ سے تو جاگا ہی نہیں جاتا پتہ نہیں میں نے کل رات کیسے جاگ لیا مگر کوئی بات نہیں آج کالج سے آتے ہی میں سو جاؤں گی فکر مت کریں عمایہ نے مسکراتے ہوئے اسے تسلی دی

اوکے بھائی کی جان جیسے ہی فری ہو جاؤ فوراً مجھے کال کر لینا حیدر کالج کے سامنے گاڑی روکتے ہوئے بولا اور تھوڑا سا جھکتے ہوئے اس کی پیشانی پر لب رکھے

جبکہ ایشال پچھلی سیٹ پر بیٹھی اپنے پروجیکٹ کو حیرانگی سے دیکھ رہی تھی جو بالکل نیا تھا یہ تو وہ نہیں تھا جو اس نے تیار کیا تھا وہ تو کافی صدمے اور خوشی کے ملے جلے تاثرات میں بیٹھی ہوئی اپنی فائل کے ایک ایک پیج کو الٹ پلٹ کر کے دیکھ رہی تھی

چلیں او کے بھائی خدا حافظ عمایہ اور ایشال حیدر سے خدا حافظ کہتے ہوئے کالج میں داخل ہو گئی جبکہ ان کے جاتے ہی حیدر بھی اپنی گاڑی وہاں سے آگے بڑھا چکا تھا

عمایہ اور ایشال تیز تیز قدم لیتی کالج میں داخل ہو رہی تھی جب کالج کے اندرونی گیٹ پر ہی تین لڑکے ایک ساتھ کھڑے لڑکیوں کو اپنی گلیز نظروں سے دیکھ رہے تھے

اور ان تینوں کی نظر پھر اندر آتی عمایہ اور ایشال پر پڑی جسے دیکھتے ہی وہ تینوں سیٹیاں بجانے لگے اور عجیب عجیب سے فکرے بولنے لگے

جبکہ وہ دونوں ہی ان دونوں کو سرے سے نظر انداز کیے آگے بڑھ رہی تھی

جب ایک لڑکا جلدی سے عمایہ کے سامنے سے گزرا اور ایسا کرنے کے

درمیان اس لڑکے نے جان بوجھ کر عمایہ کے ہاتھ کو ٹچ کیا تھا عمایہ نے گھبرا

کر اس لڑکے کی طرف دیکھا مگر وہ وہاں سے جا چکا تھا

عمایہ کو غصہ تو بہت آیا مگر وہ کافی گھبرا گئی تھی اس لیے ایشال کا ہاتھ مضبوطی

سے پکڑ کر تیز تیز قدم لیتی اپنی کلاس کی جانب چل دی

دوپہر کی تیز کرنیں شیشے سے بنی عمارت کے شیشوں کو عبور کرنے میں ناکام

ٹھہر رہی تھی کیونکہ وہ ڈبل کرسٹل سے بنائے گئے تھے جس سے اندر کا منظر

روشنی اور دھوپ سے محفوظ تھا

وہیں ارسم اپنی ٹائی کی ناک ڈھیلی کر کے بیٹھا اپنا کوٹ اتار کے کرسی کے پیچھے لٹکائے اپنے شرٹ کے دونوں کفس کو کہنیوں تک فونٹ کیے اپنی کرسی پر بیٹھا ٹانگوں کو سیدھا کیے سامنے ٹیبل پر رکھے ہاتھ میں ایک فائل کو اپنے چہرے کے سامنے کیے بہت غور سے پڑھ رہا تھا

آج ہی اس کی یہ ڈیل ڈن ہوئی تھی جس میں اس شہر کے کچھ شاپنگ مالز اس کے انڈر آئے تھے جس کا مالک اب ارسم ابراہیم تھا اور اس فائل میں ان شاپنگ مالز کے تمام ڈیٹیل تھی جسے ارسم بہت غور سے پڑھ رہا تھا

وہ یوں ہی تو نہیں ایک کامیاب بزنس مین تھا وہ چال بازوں کے ساتھ ایسی چال چلتا تھا کہ وہ خود اپنے ہی جال میں بری طرح پھنس جاتے تھے جیسے اس وقت اس کمپنی کا مینیجر پھنسا ہوا تھا

کیونکہ بھرے مجمعے میں ارسم نے یہ ثابت کیا تھا کہ وہ کیسے اپنی اور اس کی کمپنی کو لاس دلوانے کے بعد خود فائدہ اٹھانے والا تھا جس پر اس کی بہت بے

عزتی ہوئی تھی اور اسے جاب سے بھی نکال دیا گیا تھا یعنی جو ارسم ابراہیم سے دغا کرنے کی کوشش کرتا تھا ارسم ابراہیم اسے دوسرا موقع ہر گز نہیں دیتا تھا وہ اسے اس کی اوقات یاد دلا کر رہتا تھا اور جو اس وقت اس آدمی کا حال تھا وہ سب کے لیے ایک سبق تھا اور ساتھ ہی ساتھ لوگوں کے دلوں میں ارسم ابراہیم کی دہشت بھی بری طرح پھیل چکی تھی بزنس کی دنیا میں موجود ہر بندہ ارسم ابراہیم کے نام سے بخوبی واقف ہو چکا تھا

سر آپ کا کام ہو چکا ہے انصر ارسم کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے بولا تو ارسم نے چہرے سے فائل کو ہٹاتے ہوئے اپنی نیلی آنکھوں سے سامنے کھڑے انصر کو دیکھا

گڈ..... ارسم نے بولتے ہوئے فائل کو بند کر کے سامنے ٹیبل پر رکھی تو انصر نے اپنے فون پر ایک ویڈیو چلاتے ہوئے تو فون ارسم کی جانب بڑھایا جسے ارسم نے فوراً ہی پکڑ لیا اس پر ایک ویڈیو چل رہی تھی جس میں تین لڑکے رسیوں سے بندے درد سے کراہ رہے تھے انہیں بری طرح سے مارا

گیا تھا جس پر اپنے زخموں سے چور ہوتے جسم کو سنبھالنے کی کوشش کرتے ہوئے وہ لوگ تڑپ رہے تھے

انہیں ایسا سبق سکھاؤ کہ یہ دوبارہ کبھی کسی کی طرف نظر اٹھانے کی ہمت نہ کریں اور پھر مرہم پٹی کے لیے ہاسپٹل بھجوادو مگر اس لڑکے کا ہاتھ سلامت نہیں رہنا چاہیے ارسم دائیں جانب کرسی پر بند ہے ایک لڑکے کو نفرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے سرد لہجے میں بولا

تو انصر نے جلدی سے ہاں میں سر ہلایا اور اپنا فون پکڑتے ہوئے وہاں سے نکل گیا یہ تینوں وہی لڑکے تھے جو صبح عمایہ کو گلیز بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے اور ان میں سے ایک لڑکا وہ تھا جس نے عمایہ کے ہاتھ کو ہلکا سا چھوا تھا

تمہاری طرف اٹھنے والی ہر غلط نظر کو میں جڑ سے اکھاڑ دوں گا مایا میں اس کی آنکھیں نوچ لوں گا جو تمہیں غلط نظروں سے دیکھنے کی کوشش کرے گا ارسم فون کے وال پیپر پر جگمگاتی عمایہ کی تصویر کو اپنی انگلیوں کے پوروں

سے ہلکا سا چھوتے ہوئے سرد لہجے میں بولا اس کی آنکھوں میں وحشت تھی وہ وحشت جوان لڑکوں کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں صبح سے ان ٹھہری تھی جو شخص کسی کی ایک نظر اس لڑکی پر برداشت نہیں کر سکتا وہ شخص کچھ ہی دنوں میں محبت کی کن گہرائیوں میں اتر چکا ہو گا یہ اندازہ کوئی عام شخص نہیں لگا سکتا تھا اور نہ ہی یہ اندازہ عمایہ لگا سکتی تھی کیونکہ وہ واقف ہی کہاں تھی کہ اس سے محبت کرنے والا کوئی عام انسان نہیں بلکہ ارسم ابراہیم ہے۔

اس وقت عمایہ اور ایشال ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھی کھانا کھا رہی تھی جبکہ عمایہ کی حالت یوں تھی جیسے وہ ابھی بے ہوش ہو جائے گی اسے اپنے سر میں شدید درد کا احساس ہو رہا تھا اور جسم بھی جیسے ٹوٹ رہا تھا مگر وہ جلد سے جلد کھانا کھا کر کمرے میں جا کے سونا چاہتی تھی

اسمہ بیگم تائی جان کے ساتھ محلے کے کسی گھر میں گئی تھی جبکہ انہیں کالج سے بھی ایک ڈرائیور لینے آیا تھا کیونکہ حیدر کو کسی ضروری کام کے سلسلے میں ہاسپٹل جانا پڑا تھا اور اس وقت گھر پر وہ دونوں اکیلی موجود تھی

عمایہ نے جلدی سے تھوڑا بہت کھانا کھایا اور کرسی گھسیٹ کے اٹھ کھڑی ہوئی جب ایشال نے اسے مخاطب کیا

عزمی یہ میڈیسن کھالو سر درد ٹھیک ہو جائے گا ایشال عمایہ کی طرف ایک ٹیبلٹ بڑھاتے ہوئے بولی

میں نے نہیں کھانی یہ بہت کروی ہوتی ہے میں سو جاؤں گی تو بالکل ٹھیک ہو جاؤں گی اب میں جا رہی ہوں سونے مما آئیں گی تو انہیں بتا دینا عمایہ ایشال کے ہاتھ میں پکڑی گولی کو اٹھا کر سائیڈ پر رکھتے ہوئے بولی کیونکہ میڈیسن کھانا اسے بالکل پسند نہیں تھا

اچھا ٹھیک ہے میں یہیں پر ہوں بتا دوں گی ایشال عمایہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولی تو عمایہ اسے وہیں رکنے کی تاکید کرتے ہوئے اپنے کمرے میں چلی گئی اور

کمرے میں جاتے ہی بیڈ پر سونے کے لیے لیٹ گئی اسے بہت زیادہ نیند آرہی تھی اور اس وقت وہ صرف سونا چاہتی تھی اس لیے کچھ ہی منٹوں میں وہ گہری نیند کی وادیوں میں گم ہو چکی تھی

ایشال ٹی وی لاؤنج میں بیٹھی گود میں پوپ کون کے بال کو رکھے ٹی وی پر نظریں جمائے فل مگن کوئی ڈرامہ دیکھ رہی تھی جب حمزہ دندناتا ہوا وہاں داخل ہوا انگلی میں بائیک کی چابی کو مسلسل گھوماتے ہوئے اس نے آنکھیں چھوٹی کر کے ایشال کو دیکھا اور اس کی طرف قدم بڑھائے

ہیلو۔۔۔تم اکیلی یہاں کیا کر رہی ہو پارٹنر کہاں ہے تمہاری حمزہ ایشال کے کچھ فاصلے پر ہی بیٹھتے ہوئے اس کی گود سے پوپ کون کا بال اٹھا چکا تھا

عزمی سو رہی ہے اس کا سر میں درد تھا اور تم نے یہ کس خوشی میں اٹھایا ہے واپس رکھو ایشال حمزہ کو گھورتے ہوئے بولی

اچھا یہ بتاؤ کہ چھوٹی ماما کہاں پر ہیں حمزہ اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنے منہ میں پوپ کون کے دانے اچھال کر ڈالتے ہوئے بولا

چھوٹی ماما مماجان کے ساتھ کچن میں شام کے کھانے کی تیاری کر رہی ہیں

ایشال زبردستی اس کے آگے سے اپنے پوپ کون کا بال اٹھا کر سائیڈ پر رکھتے ہوئے بولی کیونکہ اتنی سی دیر میں وہ اپنا ندیدہ پن دکھاتے ہوئے آدھا بول خالی کر چکا تھا

اچھا ٹھیک ہے اتنی چولیں کیوں مار رہی ہو اس لیے تمہیں کھایا پیا نہیں لگتا کیونکہ تمہاری دوسروں کے کھانے پر نظر ہوتی ہے حمزہ اس کے پوپ کون چھیننے پر چڑ کر بولا

کیا میری نظریں دوسروں کے کھانوں پر ہوتی ہیں یاں تمہاری بھوکر کہیں کے ہر وقت تمہیں کھانے کی پڑی رہتی ہے ہر کسی کا کھانا چھین کر کھاتے رہتے ہو اور الزام دوسروں پر لگاتے ہو ایشال اسے بڑی طرح گھورتے ہوئے بولی جس پر اس نے معصوم سے شکل بنا کر کندھے آچکا دیے جیسے کہنا چاہ رہا ہو کہ ہاں لگتی ہے مجھے بھوک اب کیا کر سکتا ہوں میں

کھانا لگواؤ میرے لیے بھوک لگی ہے وہ ابھی سے گھور رہی تھی جب حمزہ نے اسے نیا حکم دیا

کیوں جی آپ کی پرسنل نوکر لگی ہوں کیا میں خود اٹھ کر جاؤ اور کھالو عمایہ واپس اپنا رخ ایل ای ڈی کی طرف کرتے ہوئے بے نیاز انداز میں بولی تو حمزہ نے اسے گھورا جب اس کی نظر وہاں داخل ہوتے ہوئے حیدر عارب اور ہادی پر پڑی

بھائی یہ دیکھیں مجھے کھانا نہیں دے رہی حمزہ شکایتی انداز میں عارب کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

ہاں کرلو ڈرامے دینا میں نے تمہیں پھر بھی کچھ نہیں ایشال ٹی وی پر نظریں جماتے ہوئے اپنے ایک ہاتھ کو دائیں بائیں ہلاتے ہوئے بولی اس بات سے بے خبر کہ وہاں پر واقعی میں کوئی موجود ہے

غلط بات ہے گڑیا ہر وقت لڑتے نہیں ایشال کو اپنے قریب سے عارب کی آواز سنائی دی تو اس نے جھٹکے سے گردن موڑ کر دوسری جانب دیکھا جہاں

عارب حیدر کے ساتھ سامنے والے صوفے پر براجمان ہو چکا تھا اور ہادی حمزہ
کے ساتھ آکر بیٹھا تھا

لیکن بھائی یہ بھی مجھے کب سے تنگ کر رہا ہے ایشال بھی کہاں موقع ہاتھ
سے جانے دینا چاہتی تھی اس لیے وہ بھی منہ بناتے ہوئے شکایت کرنے لگی

بھائی میں نے کچھ نہیں کیا یوں ہی مجھ پر الزام لگا رہی ہے حمزہ نے جلدی سے
اپنی صفائی پیش کرنا چاہی

تم کتنے معصوم ہو معلوم ہے مجھے انسان بن جاؤ بہنوں کو یوں تنگ نہیں کیا
جاتا عارب نے الٹا اسے ہی ڈانٹ دیا جس پر وہ منہ بسورتا ہی رہ گیا جبکہ ایشال
اور ہادی نے لب دبا کر اپنی ہنسی کنٹرول کی تھی

شہزادی کدھر ہے وہ دکھائی نہیں دے رہی حیدر نے ایشال کی طرف دیکھتے
ہوئے عمایہ کے متعلق پوچھا

بھائی اس کے سر میں درد تھا اس لیے وہ سونے کے لیے چلی گئی مگر ابھی تک نہیں اٹھی دوپہر سے سو رہی ہیں ایشال ایک نظر گھڑی کی طرف دیکھتی ہوئی بولی جو شام کے سات بجا رہی تھی

کیا بابا جان آ چکے ہیں عارب نے ایشال سے اپنے والد اور چچا کے بارے میں پوچھا

نہیں بھائی بابا جان اور چھوٹے بابا کسی میٹنگ کے لیے گئے ہوئے ہیں انہوں نے بولا تھا کہ آٹھ بجے تک آ جائیں گے ایشال نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے اسے تفصیل سے آگاہ کیا

اچھا میں عمایہ کو دیکھ کر آتا ہوں حیدر بولتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا اور عمایہ کے کمرے کی جانب قدم بڑھائے کیونکہ وہ شام کے وقت کبھی نہیں سوتی تھی مگر اب سات بج رہے تھے اور وہ ابھی تک اٹھیں ہی نہیں تھی

حیدر آہستہ سے کمرے کا دروازہ کھولتے ہوئے اندر داخل ہوا کمرے میں گہرا اندھیرا تھا کمرے میں داخل ہوتے ہی حیدر کو یوں محسوس ہوا جیسے عمایہ رو

رہی ہے اسے ہلکی ہلکی عمایہ کے سسکنے کی آواز سنائی دی تو اس نے جلدی سے

ہاتھ بڑھا کر لائٹ آن کی اور بھاگنے کے انداز میں بیڈ تک گیا جبکہ عمایہ سر تا

پیر کمبل اوڑھے لیٹی ہوئی تھی

حیدر نے عمایہ کہ چہرے سے کمبل ہٹایا تو اس کے چہرے کا رنگ ہی اڑ گیا

کیونکہ عمایہ کا چہرہ سرخ انگار بنا ہوا تھا اور وہ بری طرح رو رہی تھی حیدر نے

جلدی سے اسے سہارا دے کر اٹھایا جس پر عمایہ حیدر کو محسوس کرتے اس

کے سینے میں منہ چھپاتے ہوئے بچوں کی طرح رونے لگی

اسے ہاتھ لگاتے ہی حیدر محسوس کر چکا تھا کہ اسے تیز بخار ہے اس کا اگ کی

طرح جلستہ جسم اس بات کی گواہی تھا کہ وہ پتہ نہیں کتنی دیر سے یوں تکلیف

میں سے سسک رہی تھی اگر حیدر ابھی نہ آتا تو وہ اور کتنی تکلیف

برداشت کرتی

حیدر نے بے حد پریشان ہوتے ہوئے عمایہ کے گرد اپنا حصار باندھا اور

آہستہ سے اس کی کمر سہلانے لگا وہ بچپن سے ہی ایسی تھی جب بھی اسے بخار

ہوتا تھا یا وہ بیمار ہوتی تھی تو وہ بچوں کی طرح ری ایکٹ کرنے لگتی تھی وہ بچوں کی طرح رونے لگتی تھی اس لیے جب وہ بیمار ہوتی تھی تو اسے ایک سیکنڈ کے لیے بھی کوئی اکیلا نہیں چھوڑتا تھا ہر وقت کوئی نہ کوئی اس کے پاس موجود رہتا تھا کیونکہ ایسی حالت میں تنہائی میں وہ بہت زیادہ ڈر جاتی تھی اور اس دوران اس کی طبیعت زیادہ خراب ہو جاتی تھی وہ اپنی ساری فیملی کی توجہ کی عادی تھی اور سب کی توجہ اسے جلد ٹھیک کرنے کا سبب بنتی تھی

چپ کر جاؤ میری شہزادی کیا ہوا ہے میرے بچے کو حیدر اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے ہوئے اس کی پیشانی پر لب رکھتے ہوئے بولا جبکہ امیہ میں بولنے کی سبقت ہی کہاں تھی وہ دوبارہ سے اس کے سینے میں چہرہ چھپاتے ہوئے رونے لگی جب کہ حیدر اس کی یہ حالت دیکھ کر بے حد پریشان ہو چکا تھا خود بھی ایک ڈاکٹر تھا مگر اپنی بہن کے معاملے میں تسلی جیسا الفاظ جو وہ اپنے ہر پیشنٹ کو بولتا تھا خود کو تسلی دلانے میں ناکام ٹھہر رہا تھا

حیدر نے اپنا فون نکال کر کسی کا نمبر ڈائل کیے اور فون کا کان سے لگایا جبکہ ایک بازو عمایہ کے گرد باندھتے ہوئے اسے پر سکون کرنے کی کوشش کر رہا تھا جو مسلسل روئے جا رہی تھی

ہیلو عارب ایشال کو کمرے میں بھیجو اور گاڑی نکالو عمایہ کو ہاسپٹل لے کر جانا ہے عارب کو دوسری جانب حیدر کے پریشانی میں ڈوبی آواز سنائی دی تو وہ بھی پریشان ہو گیا جبکہ حیدر یہ بولتے ہی فون بند کر چکا تھا

عمایہ کا سنتے ہیں ایشال بھاگتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئی تھی جبکہ ہادی اور حمزہ بھی اس کے پیچھے ہی تھے آگے سے عمایہ کو اس حالت میں دیکھ کر وہ بھی بہت پریشان ہو چکے تھے

حیدر نے ایشال کو عمایہ کی چادر نکالنے کا بولا تو اس نے الماری سے ایک چادر نکال کر حیدر کو دی تو حیدر نے عمایہ کو خود سے الگ کرتے ہوئے اس کے گرد اچھی طرح چادر کو اوڑھا تا کہ اسے مزید سردی نہ لگ سکے اور پھر اسے

نرمی سے بازوؤں میں اٹھاتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گیا عارب پہلے ہی گاڑی سٹارٹ کر کے کھڑا اس کے انتظار کر رہا تھا

بھائی میں بھی چلوں ہادی آگے بڑھ کر گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے بولا

نہیں تم لوگ گھر ہی رکو کچھ دیر بعد ہم واپس آجائیں گے حیدر قطار میں کھڑے ان تینوں کی طرف دیکھتے ہوئے بولا کیونکہ وہ تینوں ہی ساتھ جانے کو تیار تھے

ان کے جاتے ہی وہ تینوں بجھے چہرے لیے اندر کے جانب چل دیے ان کے چہرے پر پریشانی صاف دکھائی دے رہی تھی یہ اچانک عمایہ کو کیا ہو گیا سب کے لیے یہ بات پریشان کر دینے والی تھی

عمایہ کو 104 بخار تھا یعنی اس کی طبیعت اتنی سیریس تھی عارب اور حیدر اسے اپنے ہی ہاسپٹل لے کے گئے تھے جو واپس پاکستان آنے کے بعد انہوں نے جوائن کیا تھا اس کے سارے ٹیسٹ کروائے تھے مگر وہ بہتر نہیں ہو رہی تھی

اس لیے ساری رات انہیں ہاسپٹل ہی رکنا پڑا اور دوسری جانب گھر کے افراد ساری رات جاگ کر ان کا انتظار کرتے رہے تھے حیدر نے کال کر کے بتایا تھا کہ سب سو جائیں اس کی طبیعت بہتر ہے مگر کسی کو بھی سکون نہیں آیا تھا اس لیے سبھی جاگتے رہے جبکہ تایا جان اور عارف صاحب ہاسپٹل میں ہی موجود تھے

ان کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے ساری رات وہ ہاسپٹل رہی ہیں اور ابھی تک واپس گھر نہیں آئی ارسم اس وقت صوفے کی پشت پر سر کو گرائے آنکھیں موندے بیٹھا ہوا تھا جب کہ انصر سامنے کھڑا تمام صورتحال سے اسے آگاہ کر رہا تھا

ان کے بھائی ہی ان کا ٹریٹمنٹ کر رہے ہیں صرف اتنا پتہ چل سکا ہے کہ انہیں کافی تیز بخار ہے جو کم نہیں ہو رہا۔

ارسم نے ہاتھ کے اشارے سے اسے جانے کا اشارہ کیا تو وہ چپ چاپ کمرے سے نکل گیا

ارسم نے آنکھیں کھول کر اپنا فون پکڑا اس کی نیلی آنکھوں میں سرخ لکیریں ظاہر کر رہی تھی کہ عمایہ کی طبیعت اس پر کیا اثر چھوڑ رہی ہے

تمہیں بیمار نہیں ہونا چاہیے تھا تم بہت نازک ہو بالکل کسی پھول کی طرح تمہیں تو ایک کانٹا بھی چبھے تو یہ برداشت نہیں اور تم نے خود کو اتنا بیمار کر لیا

ارسم فون کی سکرین پر جگمگاتی عمایہ کی تصویر کو انگلیوں کو پوروں سے چھوتے ہوئے بولا

اور پھر اٹھ کر بالکنی میں آن کھڑا ہوا جہاں دور سے ایک گاڑی آتی ہوئی دکھائی دی ارسم اس وقت سیکنڈ فلور پر موجود تھا جہاں سے وہ عمایہ کے گھر کو

صاف دیکھ سکتا تھا یہاں تک کہ اپنے گھر کی طرف آنے والی سڑک بھی اسے صاف واضح دکھائی دے رہی تھی

وہ گاڑی سیدھا عارف صاحب کے گھر میں داخل ہوئی اور پورچ میں رک گئی

سب سے پہلے گاڑی میں سے حیدر نکلا اور وہ گھوم کر دوسری سائیڈ پر آیا اور گاڑی کا بیک ڈور کھولا

ارسم ریلنگ پر دونوں ہاتھ جمائے بہت غور سے یہ سب دیکھ رہا تھا

حیدر نے نرمی سے عمایہ کا ہاتھ تھاما اور عمایہ آہستہ سے گاڑی سے باہر نکلی

ارسم عمایہ کا چہرہ نہیں دیکھ سکا تھا اس کا سارا وجود کالی چادر میں چھپا ہوا تھا جبکہ ارسم کی آنکھوں سے اس کا ڈرپ لگا ہوا ہاتھ چھپ نہیں سکا تھا وہ دیکھ چکا تھا کہ اس کے دائیں ہاتھ پر ڈرپ کے پن لگی ہوئی ہے

حیدر نے اس کے کندھوں کے گرد اپنا بازو پھیلایا اور ہلکے ہلکے قدم لیتا ہوا اسے لیے اندر چلا گیا جبکہ عارب بھی گاڑی سے نکل کر اندر جا چکا تھا

ارسم نے گہرا سانس لیتے ہوئے اپنی نظریں سامنے سے ہٹائی اور بالکنی سے نکل کر اپنے کمرے میں چلا گیا کیونکہ اسے تیار ہو کر آفس کے لیے نکلنا تھا

عمایہ عارف صاحب کے سینے میں چہرہ چھپائے آنکھیں بند کر صوفے پر بیٹھی ہوئی تھی جبکہ گھر کے سب افراد وہیں پر موجود تھے کچھ دیر پہلے ہی وہ واپس آئی تھی اس کی طبیعت بہتر تھی مگر ابھی بھی کافی زیادہ کمزوری تھی

میرا بچہ طبیعت ٹھیک ہے اب عارف صاحب اس کے سر پر آہستہ ہاتھ پھیرتے ہوئے نرمی سے بولے تو عمایہ نے بند آنکھوں سے فقط ہاں میں سر ہلا دیا

چلو پھر اب جا کر تھوڑی دیر سو جاؤ باتیں ہم بعد میں کریں گے حیدر عمایہ کے قریب جاتے ہوئے بولا

ہاں جاؤ بیٹا اپ تھوڑی دیر سو جاؤ پھر کل ہم آپ کی فیورٹ جگہ پر چلیں گے عارف صاحب مسکرا کر اس کی پیشانی پر لب رکھتے ہوئے بولے تو عمایہ نے آنکھیں کھول کر ان کی طرف دیکھا

سچی "عمایہ مدھم سی آواز میں بولی تو انہیں اپنی لاڈلی بیٹی پر ٹوٹ کر پیار آیا"

ہاں جی اب آپ جا کر تھوڑی دیر سو جاؤ عارف صاحب کہ بولتے ہیں عمایہ آہستہ سے اپنی جگہ سے اٹھی تو ایشال نے جلدی سے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ تھام لیا جبکہ دوسری طرف ہادی موجود تھا حیدر نے ان دونوں کو دیکھ کر کندھے آچکائے اور ان کے پیچھے چل دیا

اگر عزمی کے تین ہاتھ ہوتے تو ایک ہاتھ میں بھی تھام لیتا حمزہ ان تینوں کو جاتے ہوئے دیکھ کر بولا جبکہ پاس بیٹھے عارب نے اس کے سر پر ہلکا سا تھپڑ رسید کیا

فضول مت بولا کرو اور زیادہ تنگ بھی مت کیا کرو ان دونوں کو معلوم ہوا ہے مجھے کہ تم ہر وقت ان کے پیچھے لگ رہتے ہو عارب حمزہ کو گھورتے ہوئے

بولا جب کہ وہ بیچارا آگے سے کچھ بول ہی نہیں سکا تھا کیونکہ ساری بات کی اس پر اب پہنچی تھی اس لیے اس نے چپ رہنا ہی بہتر سمجھا ورنہ مزید بے عزتی برداشت کرنا اس کے بس باہر تھا

عمایہ نے سارا دن سو کر گزارا تھا اور اب وہ جب سو کر اٹھی تھی تو وہ خود کو کافی فریش محسوس کر رہی تھی جبکہ اس کے ہاتھ میں اسے ہلکی درد میں محسوس ہو رہی تھی مگر حیدر نے سختی سے منع کیا تھا کہ یہ پن نہیں اترے گی کیونکہ آج شام کو بھی عمایہ کو ایک اور ڈرپ لگنے والی تھی اور حیدر کے مطابق ان سوئیوں کی درد عمایہ بار بار برداشت نہیں کر سکتی اس لیے اس نے اسے اتارنے نہیں دیا تھا

بھائی وشال کو بھی لے چل نا اومایا گاڑی کے قریب رک کر دوبارہ حیدر سے ریکویسٹ کرنے لگی

نہیں میری جان ابھی صرف ہم آپ کو لے کر چلیں گے باقی پوری فیملی کے ساتھ ہم پھر کسی دن چلیں گے ابھی ضد مت کرو حیدر اسے پیار سے سمجھاتے ہوئے بولا

اس وقت عمایہ حیدر اور عارف صاحب کہیں جا رہے تھے اور وہ جگہ عمایہ کی فیورٹ تھی اور وہ اپنی بیسٹ فرینڈ کو بھی ساتھ لے جانا چاہ رہی تھی کیونکہ اس کے بغیر وہ کبھی بھی کہیں نہیں گئی تھی اور آج وہ لوگ اسے گھر چھوڑ کر جا رہے تھے جبکہ ایشال کا بھی چہرہ بجھا ہوا تھا اس کا بھی جی چاہ رہا تھا کہ وہ عمایہ کے ساتھ جائے مگر حیدر نے منع کر دیا تھا کیونکہ اگر ایشال جاتی تو حمزہ اور ہادی بھی ضد کرتے کیونکہ ان کی نظر میں سب بچے ایک جیسے تھے اس لیے حیدر نے یہی فیصلہ کیا کہ ان کے ساتھ صرف عمایہ جائے گی اور کوئی نہیں

میرا بچہ اداس نہیں ہوتے بس اب جلدی سے سمائل کرو اور گاڑی میں بیٹھو عارف صاحب نے عمایہ کو سمجھایا تو وہ ہلکا سا مسکرا کر انہیں دیکھتے ہوئے گاڑی میں بیٹھ گئی

عمایہ اور عارف صاحب کے بیٹھتے ہی حیدر نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور گاڑی کو سٹارٹ کرتے ہوئے اپنی منزل کی طرف بڑھایا جبکہ عمایہ شیشے سے نظر آنے والے باہر کے مناظر پر نظر جماعت کر خاموشی سے بیٹھ گئی

حیدر نے گاڑی ایک بڑے سے گھر کے آگے روکی تھی جبکہ گاڑی رکتے ہی عارف صاحب عمایہ کو لیتے ہوئے اندر کی جانب بڑھے

گھر کے اندر قدم رہتے ہی سامنے ہی لان میں بہت سارے بچے موجود تھے جن کی نظر عمایہ پر پڑتے ہی وہ بھاگتے ہوئے عمایہ کی طرف آئے تھے

آپی..... اتنے سارے چھوٹی عمر کے بچے عمایہ کے ارد گرد اکٹھے ہو چکے تھے اور اسے آپی بول کر پکار رہے تھے جبکہ ان بچوں کو دیکھ کر عمایہ بے تحاشہ خوش ہو چکی تھی

کیسے ہیں آپ سب میں نے آپ سب کو بہت زیادہ مس کیا عمایہ باری باری سارے بچوں کا گال چومتے ہوئے بولی

ہم نے بی.... ایک پانچ سال کا بچہ عمایہ کی طرف دیکھتے ہوئے چہکتے ہوئے بولا

ہم آپ سب کے لیے بہت سارے گفٹس لے کر آئے ہیں اور مزے مزے کے کیکس بھی حیدر ان سارے بچوں کو دیکھتے ہوئے بولا جس پر عمایہ نے جھٹکے سے سر اٹھا کر حیدر کی طرف دیکھا یعنی وہ سارے سامان کا انتظام پہلے سے کر چکا تھا

ہائے تھینک یو سو مچ بھائی کچھ ملازموں کے ہاتھوں میں اتنے سارے گفٹس اور کھلونے دیکھ کر عمایہ بے تحاشہ خوش ہوتے ہوئے بولی اور فوراً ہی حیدر کے گلے لگ گئی جس پر اس نے ہلکا سا ہنستے ہوئے اس کے کندھے کو ہلکا سا تھپتھپایا

اچھا چلو آؤ اب ہم بچوں کے ساتھ تھوڑا وقت گزار لیتے ہیں اس کے بعد ہمیں ہاسپٹل جانا ہے او کے حیدر عمایہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا اور پھر عمایہ کو لے کر لان میں کھیلتے ہوئے بچوں کی جانب بڑھا جن میں کچھ ملازم کھلونے تقسیم کر رہے تھے عمایہ نے آگے بڑھ کر خود وہ کھلونے پکڑے اور سارے بچوں کو دینے لگی

اس عمل کے دوران وہ بہت زیادہ خوش تھی اسے ہمیشہ سے یہ جگہ یہ لوگ اور یہ بچے بے تحاشہ اچھے لگتے تھے اور یہ جگہ اس کے سکون کی وجہ بنتی تھی اسے یہاں آکر بہت سکون ملتا تھا یہاں تک کہ یہاں کے بچوں کو بھی عمایہ کی بہت اچھی طرح سے پہچان تھی اور وہ اس کے ساتھ بہت انجوائے کرتے تھے

عارف صاحب وہیں دروازے کے قریب ہی کھڑے مسکراتی نظروں سے سامنے کھیلتے بچوں کو اور عمایہ کو دیکھ رہے تھے جب ایک گاڑی ان کے قریب

آن رکی تو انہوں نے نظر وا کر کے دائیں جانب دیکھا جہاں ایک کالی چمکتی بلیک مرسیڈیز ان کے قریب آن رکی تھی

گاڑی کا دروازہ کھولنے سے پہلے ہی یہ گارڈ جلدی سے آگے بڑھا اور گاڑی کا پچھلا دروازہ کھولا

بلیک تھری پیس سوٹ پہنے ایک دراز قد گندمی رنگ کا خوش شکل شخص اس گاڑی سے نکلا آنکھوں پر بلیک گلاسز تھے لمبے بالوں کو پیچھے کے جانب جیل لگا کر نفاست سے سیٹ کیا گیا تھا بائیں ہاتھ کی کلائی میں موجود کھڑی وقت کی پابندی کا احساس دلاتی تھی وہ شخص دیکھنے میں کافی پر کشش تھا اور خوبصورت بھی

عارف صاحب اسے ہی دیکھ رہے تھے جبکہ وہ ان کی جانب قدم بڑھا رہا تھا اور پھر وہ ان کے ٹھیک سامنے آن رکا اور اپنی آنکھوں سے گلاسز اتار کے ان کی طرف دیکھا جو نہ سمجھی سے اس کی طرف ہی دیکھ رہے تھے

السلام علیکم کیسے ہیں آپ وہ عارف صاحب کی جانب ہاتھ بڑھاتے ہوئے بولا

وعلیکم السلام میں ٹھیک ہوں برخوردار تم کون ہو عارف صاحب اس سے ہاتھ ملاتے ہوئے مسکرا کر بولے

آپ نے کیا واقعی میں مجھے نہیں پہچانا وہ الٹا مسکراتے ہوئے انہی سے سوال کرنے لگا جب کہ سچ تو یہ تھا کہ عارف صاحب کی پہچان میں واقعی میں وہ شخص نہیں آ رہا تھا

نہیں بیٹا میں نے تمہیں نہیں پہچانا شاید میں نے آج سے پہلے تمہیں نہیں دیکھا عارف صاحب مسکراتے ہوئے صاف گوئی سے بولو

یہ تو بہت غلط بات ہے آپ کو تو مجھے پہچان جانا چاہیے میں تو بہت امیدیں لے کر آپ کے سامنے کھڑا ہوں وہ عجیب سے انداز میں مسکراتے ہوئے بولا تو عارف صاحب کو وہ کچھ پہچانا پہچانا سا لگا

کہیں دیکھے لگتے ہو کون ہو تم بیٹا عارف صاحب نے آخر خود ہی پوچھ لیا

آج سے 20 سال پہلے آپ نے جس بچے کو ایک نئی زندگی دی تھی میں وہی ہوں وہ آنکھوں میں چمک لیے مسکراتے ہوئے عارف صاحب کی طرف

دیکھتے ہوئے بولا تو پہلے تو عارف صاحب کی آنکھوں میں نا سمجھی چمکی مگر کچھ دیر بعد وہ اسے پہچان گئے

میران ہو نا تم آخر انہیں اس کا نام بھی یاد آ ہی گیا

جی ہاں میں مہران حدید ہوں اس نے مسکراتے ہوئے اپنا پورا نام لیا

ماشاءاللہ تم تو اچھے خاصے گبرو نوجوان برخوردار بن چکے ہو عارف صاحب نے خوش ہوتے ہوئے اسے اپنے گلے سے لگایا

میں کامیاب انسان بن چکا ہوں صرف آپ کی بدولت میں کچھ بن کر آپ کے سامنے آنا چاہتا تھا تو دیکھیں آپ کی بدولت میں کیا بن گیا ہوں ایک بزنس مین جو اپنی طرح کے کافی بے سہارا لوگوں کو پناہ دیتا ہے اس نے مسکراتے ہوئے اپنا تعارف کروایا تو عارف صاحب بے تحاشہ خوش ہوئے

میرے بچے ہمیشہ خوش رہو یوں ہی کامیاب ہوتے رہو بہت خوشی ہو رہی ہے تمہیں یوں کامیاب دیکھ کر عارف صاحب کی تو خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا

آپ کو یاد ہے کہ آپ نے مجھے اس دن کیا بولا تھا وہ بول کر کچھ دیر رکا اور پھر بولنا شروع کیا

جب آپ نے مجھے سڑک سے بے سہارا اٹھایا تھا اور مجھے اچھے کپڑے اچھا گھر اور اچھی تعلیم دلوائی تو میں نے آپ کا شکریہ ادا کیا تھا جس کے بدلے میں آپ نے بولا تھا کہ بس میری بیٹی کے لیے دعا کرنا خدا نے مجھے بیٹی سے نوازا ہے دعا کرنا کہ خدا اس کا نصیب روشن کرے وہ مسکراتے ہوئے پچھلے 20 سال پرانی باتیں انہیں یاد دہرا رہا تھا جبکہ وہ مسلسل مسکراتے ہوئے اسے سن رہے تھے

ہاں مجھے یاد ہے وہ دیکھو وہ ہے میرا بڑا بیٹا حیدر اور وہ ہے میری شہزادی عمایہ عارف سامنے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولے

میران نے نظر اٹھا کر سامنے دیکھا جہاں ایک اونچا لمبا خوبصورت نوجوان بچوں کے قریب ہی کھڑا مسکرا کر انہیں دیکھ رہا تھا اور پھر اس کی نظریں ایک نازک حسنہ پر پڑی اور بس اس کی نظریں وہیں پر ٹھہر گئی وہ چھوٹی سی معصوم

سی لڑکی بچوں کے درمیان بیٹھی انہیں بے تحاشہ محبت دے رہی تھی جب کہ وہ بچے بھی اس سے کھل کر بات کر رہے تھے اور اس کی باتیں سن کر کھلکھلا رہے تھے

اس لڑکی کے سر پر نفاست سے دوپٹہ تھا جبکہ چہرے کی معصومیت صاف عیاں تھی اس کا حسن غیر معمولی تھا وہ نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت تھی اتنے بچوں کے درمیان میں بیٹھی اپنے روشن چہرہ لیے سب کو اپنی طرف متوجہ کیے ہوئے تھی

وہ اپنے ایک ہاتھ کو حرکت دے رہی تھی جبکہ دوسرے ہاتھ کو وہ بالکل بھی حرکت نہیں دے رہی تھی اس کے ہاتھ پر رومال بندھا ہوا تھا یقیناً اس کے ہاتھ پر یا تو چوٹ آئی تھی یا پھر وجہ کچھ اور تھی میران یک ٹک یہ منظر دیکھ رہا تھا جب عارف صاحب کی آواز سے اس کا تبسم ٹوٹا

تم یہاں پر کیسے مطلب تمہارا یہاں پر کوئی کام تھا عارف صاحب نے اس سے یہاں آنے کی وجہ پوچھی کیونکہ یہ ایک یتیم کھانا تھا ایک بڑا سا گھر تھا جس

میں کچھ لوگ رہتے تھے اور وہ سب بچوں کو پالتے تھے یہاں پر بچوں سے ملنے کے لیے یا تو کوئی زکوۃ نہیں دینے اتا تھا یہ اپ نے خوشی سے کوئی رقم مگر ایسے برنس مین لوگوں نے کبھی یہاں قدم نہیں رکھا تھا

یہ میں چلاتا ہوں صرف یہی نہیں اس شہر میں بہت سے انجیو ہیں جہاں میں نے ایسے بے سارا بچوں کو پالنے کے لیے اپنے لوگوں کو رکھا ہوا ہے اس نے مسکراتے ہوئے وجہ بتائی تو عارف صاحب کا دل سر شار ہو گیا ایک یتیم ہی دوسرے یتیم کا درد سمجھ سکتا ہے

میران نہیں چاہتا تھا کہ جو یتیمی اس نے کاٹی ہے وہ کوئی اور یتیم بچہ بھی کاٹے اس لیے اس نے ایسے بہت سے گھر بنا کر اپنے آدمی اور ان کے کچھ فیملی کو یہاں پر چھوڑ دیا تھا جو ان بچوں کی دیکھ بھال کرتے تھے مگر وہ کسی سے بھی ایک روپیہ لینے کے حق میں نہیں تھا آج تک عارف صاحب سمجھ رہے تھے کہ شاید یہاں پر کوئی زکوۃ وغیرہ دینے والے لوگ آتے ہیں مگر ایسا نہیں تھا

یہاں کا سارا اسسٹم تو میران ہینڈل کرتا تھا کیونکہ وہ گھر کہیں سے بھی یتیم کھانا نہیں لگتا تھا وہ گھر بہت خوبصورت اور بڑا تھا

بہت نیکی کا کام کر رہے ہو بچہ اللہ تمہیں اس کا اجر دے گا عارف صاحب نے بولتے ہوئے اس کا کندھا تھپتھپایا تو وہ سر جھٹک کر مسکرا دیا

چلیں بابا... حیدر ان کے قریب آتے ہوئے بولا

السلام علیکم عمایہ نے ایک نظر میران کو دیکھتے ہوئے ہلکا سا مسکرا کر دھمی آواز میں سلام لیا

وعلیکم السلام میران نے جواب دیتے ہی اپنی نظریں جھکا لیں

ٹھیک ہے میرا بچہ عارف صاحب عمایہ کو اپنے ساتھ لگاتے ہوئے بولے تو اس نے مسکرا کر ہاں میں سر ہلایا

ان سے ملو حیدر یہ بھی بالکل میرے بچوں کی طرح ہی ہے میران عارف صاحب حیدر کو میران کا تعارف کرواتے ہوئے بولے تو حیدر نے خوش دلی

سے آگے بڑھتے ہوئے اسے گلے لگایا اور اس سے ہاتھ ملایا اور مسکرا کر اس سے حال چال پوچھا

بابا بہت دیر ہو رہی ہے ابھی ہاسپٹل بھی جانا ہے عمایہ کا ٹریٹمنٹ بھی باقی ہے کیا خیال ہے چلیں اب حیدر ایک نظر اپنی کلائی میں بندھی گھڑی کو دیکھتے ہوئے بولا جبکہ ہاسپٹل جانے کے نام پر عمایہ نے عارف صاحب کے بازو کو دونوں ہاتھوں سے تھاما اور معصوم سی شکل بنا کر ان کی طرف دیکھنے لگی

کچھ نہیں ہوتا شہزادی بس یہ آخری بار ہے اس کے بعد آپ بالکل ٹھیک ہو جاؤ گی تو آپ ہاسپٹل جانے کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی عارف صاحب نے پیار سے اسے بچانا چاہا

نہیں بابا پلیز میں ایسے ہی ٹھیک ہو جاؤں گی عمایہ نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے معصومیت سے منت کی جب میران نے صرف ایک نظر اٹھا کر عمایہ کی طرف دیکھا اور پھر سے اپنی نظریں جھکا لی اس کی معصومیت کو نظر بھر کر دیکھنا وہ اپنے لیے گناہ سمجھ رہا تھا وہ ایک غیر لڑکی تھی اور ایک بچی تھی اس

سے بہت چھوٹی تھی اس لیے وہ اپنی نظروں کو اٹھا کر اسے کسی اور نظر سے نہیں دیکھنا چاہتا تھا

شہزادی بہادر بنو کل کو جب ڈاکٹر بنو گی تو تب کیا کرو گی یوں ہی بھاگو گی حیدر عمایہ کا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولا

بس یہ آخری بار اس کے بعد کوئی میڈیسن نہیں کھانی پڑے گی اور کوئی انجیکشن نہیں لگے گا آئی پرومس حیدر اب اسے بے حد پیار سے سمجھانے لگا

جی میرا بچہ میری شہزادی تو بہت بہادر ہے تو اب اتنی سی بات سے کیوں گھبرا رہی ہے بس تھوڑی دیر کی تو بات ہے پھر واپس گھر آجائیں گی آپ اور پھر ہم سب بیٹھ کر آپ سے باتیں کریں گے عارف صاحب اس کے پیشانی پر لب رکھتے ہوئے سے بے حد نرمی سے سمجھانے لگے جو وہ سمجھ بھی گئی وہ محبت کے عادی تھی اور اسے محبت کی ہی سمجھ آتی تھی عمایہ نے مسکرا کر عارف صاحب کی طرف دیکھا

جاؤ حیدر لے جاؤ اسے اور جلدی سے واپس گھر لے کر آنا میں میران کے ساتھ ہی ہوں کچھ دیر تک گھر پہنچ جاؤں گا عارف صاحب حیدر کی طرف دیکھتے ہوئے بولے تو اس نے مسکراتے ہوئے عمایہ کا ہاتھ پکڑا اور خدا حافظ بولتے ہو عمایہ کو لے کر وہاں سے چلا گیا جب کہ ان کے جاتے ہی میران عارف صاحب کو لیے گھر کے اندر جا چکا تھا

شکر ہے تم ٹھیک ہو گئی ورنہ تم یہاں سے غائب تھی اور اسے کھانے پینے کا موقع ملا ہوا تھا یقین مانو کہ جتنا بھینس بن کر اس نے کھایا ہے تم سوچ بھی نہیں سکتی عمایہ جب سے آئی تھی حمزہ اس کے قریب بیٹھا کہ ایشال کے خلاف اس کے کان بھر رہا تھا جبکہ ایشال بیچاری ہکا بکا بیٹھی اس کی گل

افشانیاں سن رہی تھی عمایہ جب سے بیمار تھی اس نے کچھ نہیں کھایا تھا اور یہ

فضول کے الزام لگا رہا تھا کہ وہ تب سے کھائے جا رہی ہے

چپ کرو تم بندر مجھے پتہ ہے کہ میری دوست نے کل سے کچھ بھی نہیں کھایا

تم فضول کے الزام مت لگاؤ عمایہ نے الٹا اوور ایکٹنگ کرتے ہوئے حمزہ کو

جھڑکا اور کھسک کر ایشال کے قریب ہو کر بیٹھی جو بجھا چہرہ لیے بیٹھی ہوئی

تھی اور عمایہ کے بولتے ہی وہ کھل اٹھی

ہائے میری جان ساری دنیا ایک طرف اور تم اکیلی ایک طرف تم تو میری

جان ہو ایشال کس کر عمایہ کو اپنے گلے لگاتے ہوئے بولی

مجھے پتا ہے تم کھانا کھاؤ پہلے عمایہ ایشال کو خود سے الگ کرتے ہوئے بولی اور

تب ہی نیلو وہاں کھانا لے کر آئی

اچھا ٹھیک ہے لیکن تم بھی میرے ساتھ ہی کھاؤ ایشال کھانے کی ٹرے اپنے

اور عمایہ کے درمیان رکھتے ہوئے بولی

نہیں میں نے یہ کھانا نہیں کھانا عمایہ نے کھانے کو دیکھ کر نفی میں سر ہلایا

تو پھر کیا کھانا ہے حمزہ نے بے اختیاری میں پوچھا تھا مگر اسے کیا پتا تھا کہ اس کا پوچھنا اس پر بھاری پڑنے والا ہے

ادھر آؤ بتاتی ہوں عمایہ نے حمزہ کو اپنے قریب آنے کا اشارہ کیا تو حمزہ اپنا کان اس کے منہ کے قریب لے گیا تو عمایہ نے اپنا منہ اس کے کان کے قریب لے جاتے ہوئے سرگوشی نما آواز میں کچھ کہا

کیا۔۔۔۔ حمزہ تقریباً چیختے ہوئے صوفے سے اٹھ کھڑا ہے

چیخو مت پاگل انسان عمایہ اس کا ہاتھ پکڑ کے اسے واپس کھینچ کر بٹھاتے ہوئے ہلکا سا غرائی

تمہارا دماغ درست ہے اگر کسی کو پتہ چل گیا یا پھر حیدر بھائی عارب بھائی کو پتہ چل گیا تو وہ مجھے جان سے مار دیں گے حمزہ اپنی آواز کو ہلکا رکھتے ہوئے عمایہ کی طرف دیکھ کر بالکل سیریس انداز میں بولا

نہیں مارتے تم کرو آرڈر عمایہ بے نیازی سے بولی

نہیں اللہ اللہ کر کے تم ابھی ٹھیک ہوئی ہو بالکل ٹھیک ہو جاؤ تو پھر جو بھی بولو گئی وہی منگوالیں گے مگر ابھی ناممکن ہے حمزہ بولتے ہوئے فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور جلدی سے وہاں سے نکل گیا کیونکہ رکنے کا مطلب تھا عمایہ کا ضد کرنا اور عمایہ نے ہر صورت اپنی بات اس سے منوالینی تھی اس لیے اسے وہاں رکنا بالکل فضول لگا اور اس نے وہاں سے جانا ہی بہتر سمجھا

تم نے ضرور کچھ الٹا سیدھا کھانے کو بولا ہو گا اس لیے وہ یوں بول رہا تھا ایشال تفتیشی انداز میں عمایہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولی

تم زیادہ میری اماں دادی مت ملو میں سونے جا رہی ہوں صبح ملیں گے خدا حافظ عمایہ ایشال کو گھورتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی اور اپنے کمرے کی جانب چلی گئی جبکہ ایشال کندھے آچکا کر اپنا کھانا کھانے لگی

عمایہ اپنی آنکھوں پر بازو رکھے مسلسل سونے کی کوشش کر رہی تھی مگر بہت کوششوں کے بعد بھی اسے نیند نہیں آرہی تھی شاید دوپہر کو وہ بہت زیادہ سو چکی تھی اس لیے اب رات کے 11 بجے بھی اس کی آنکھوں سے نیند

کوسوں دور تھی آخر تنگ آکر عمایہ اٹھ بیٹھی اور اپنے فون کی تلاش میں ادھر ادھر نظریں گھمائی تو سائیڈ ٹیبل پر ہی اسے اپنا فون دکھائی دیا جو شاید بند تھا اس نے ہاتھ بڑھا کر فون اٹھایا اور فون کو ان کیا جو اگلے منٹ ہی آن ہو چکا تھا فون کو آن کرتے ہوئے عمایہ ابھی کچھ میسجز دیکھ رہی تھی جب اس کا فون بجنے لگا تو عمایہ ڈر سے اچھل پڑی

فون پر جگمگاتا نمبر ارسم کا تھا وہ تو ارسم کو اپنے ذہن سے نکال چکی تھی وہ تو بھول ہی گئی تھی کہ ارسم نامی بلا اس کی زندگی میں شامل ہو چکی ہے جس کا وہ نام تک نہیں جانتی

پہلے عمایہ نے سوچا کہ فون نہیں اٹھائے گی مگر پھر اس کے ذہن میں آیا کہ فون نہ اٹھانے پر پتہ نہیں وہ کیا کر بیٹھے یہ سوچتے ہوئے عمایہ نے جلدی سے کال اٹینڈ کی اور فون کان سے لگایا

مایا" وہی بھاری گھمبیر سرگوشی آواز عمایہ کے وجود میں کپکپی پیدا کر گئی "

تم ٹھیک ہو مایا" عمایہ کو بالکل خاموش پاکر ارسم نے اپنے دل میں موجود"

سوال پوچھا

جج جی "عمایہ مشکل بول پائی تھی"

بولا تھانا اتنی دیر تک مت جاگا کرو کیوں خود کی پرواہ نہیں کرتی تم ارسم کے

انداز میں شکوہ تھا عمایہ کو یہ محسوس ہوا جیسے وہ اس سے اس کی شکایت کر رہا ہو

مم میں ٹھیک ہوں نہ چاہتے ہوئے بھی عمایہ نے اسے تسلی دینا چاہی کیونکہ

اتنا تو وہ جان چکی تھی کہ وہ اس کی پل پل کی خبر رکھتا ہے اور اسے یہ بھی

معلوم ہو گا کہ عمایہ کتنی بیمار تھی

میڈیسن کھائی اور سامنے اس سے اگلا سوال پوچھا

نہیں مجھے پسند نہیں عمایہ نے پٹ سے جواب دیا ایک یہ ہی تو مشغلہ تھا اس کا

جس میں وہ خوشدلی سے ہر بندے کو جواب دے دیتی تھی

امایا کی بات سن کر اورسن کے ماتھے پر کئی بل نمودار ہوئے

میڈیسن کو کوئی بھی پسند نہیں کرتا اور اگر تم نے اب میڈیسن چھوڑی بالکل ٹھیک ہونے سے پہلے تو میں تمہیں خود آکر کھلاؤں گا اپنے ہاتھوں سے یقیناً تمہیں یہ پسند آئے گا۔

ایک اور بار دھمکی عمایہ کا دل کیا کہ ارسم کا گلا دبا دے جسے دھمکیوں کا سوار کچھ آتا ہی نہیں تھا

مجھے نہیں پسند تو نہیں پسند میں نہیں کھاتی میڈیسن عمایہ کہ انداز میں ایک عجیب سی ضد تھی جبکہ میڈیسن توحیدر اس سے پہلے ہی کھلا چکا تھا

جب تک ٹھیک نہیں ہو جاتی تمہیں میڈیسن کھانی ہی پڑے گی ارسم بھی کہاں پیچھے ہٹنے والا تھا اگر عمایہ اس سے دو قدم آگے تھی تو ارسم اس سے دس قدم آگے تھا جس نے ایک دنیا دیکھی تھی جگہ جگہ کا پانی پی کر ایک کامیاب بزنس مین بننے والا شخص کوئی عام خیالات کا مالک ہر گز نہیں ہو سکتا

تو آپ میرے ساتھ فضول بحث کیوں کر رہے ہیں مجھے جو چیز نہیں پسند میں وہ نہیں کھاؤں گی اور میڈیسن بہت کروی ہوتی ہے اس لیے مجھے نہیں پسند

عمایہ پتہ نہیں کیوں اس کے ساتھ ضد لگا رہی تھی

انجیکشن لگوانا تمہیں نہیں پسند میڈیسن کھانا تمہیں نہیں پسند اور فیوچر میں تم نے ڈاکٹر بننا ہے ڈاکٹر کی ڈگری لے کر کیا الماری میں سجانے کے لیے اتنی پرائی کر رہی ہو راتوں کو جاگ کر ارسم کا انداز طنزیہ ہر گز نہیں تھا

میں الماری میں لگاؤں یا جہاں مرضی آپ کو کیا آپ کی الماری میں تھوڑی لگانی ہے عمایہ مقابلے پر اتر آئی تھی

تم نے ڈاکٹر بن کر کیا کرنا ہے مایا ارسم نے بول کر سر جھٹکا

میڈیسن بند کرنی ہے۔۔۔ عمایہ بھی فخریہ انداز میں بولی جیسے واقعی میں اس کے یہی ارادے ہوں

عمایہ کی بات پہلے تو ارسم کی سمجھ میں نہیں آئی مگر جب اسے سمجھ آئی تو اس کا چھت پھاڑ قہقہہ فون کہ سپیکر میں گونجا

تم ڈاکٹر بن کر میڈیسن بند کرواؤ گی واؤ اسٹرینج ارسم اپنے لب دبا کر ہنسی کو کنٹرول کرتے ہوئے بولا جب کہ عمایہ کو تو طیش ہی چڑھ گیا تھا یہ دیکھ کر کہ ارسم اس کا مذاق اڑا رہا ہے

ہاں میں میڈیسن بند کروا دوں گی اور انجیکشن بھی عمایہ اٹل لہجے میں بولی تو ارسم نے بڑی مشکل سے اپنے چھوٹنے والے قہقہے کو کنٹرول کیا کیونکہ اس کی باتیں ہی عجیب و غریب تھی

اچھا تو میڈیسن بند کروا کے آنے والے مریضوں پر منتر پھونکو گی کیا ارسم کو تجسس ہوا

جی پھونک لوں گی لیکن میڈیسن ضرور بند کرواؤں گی عمایہ بھی اس کی بات میں حامی بھرتے ہوئے بولی تو ارسم کی مسکراہٹ گہری ہو گئی

پہلے جو مجھ پر منتر پھونکے ہیں ان کا مداوا تو کر لو دنیا کے بارے میں بعد میں سوچ لینا ارسم کی ٹون ایک دم سے بدلی

میں نے کسی پر کوئی منتر نہیں پھونکے اور رہی بات اپ کی تو اپ کیوں مجھے تنگ کرتے ہیں میں یہ نہیں جانتی مگر اپ مجھے تنگ کرنا بند کر دیں تو بہتر ہے

عمایہ نے اپنا ہمیشہ والا ڈائیلاگ مارا

میں نے تمہیں پہلے بھی بولا تھا اور اب بھی بول رہا ہوں کہ میں تمہیں تنگ نہیں کرتا اور "تم" عمایہ زمیل صرف میری ہو اور تمہیں میرا ہی ہونا ہے یہ بات چاہے کہیں لکھ لو یا ذہن نشین کر لو ارسم ٹھہر ٹھہر کر بولا

تم اس دنیا میں میرا نام سے ہی بنائی گئی ہو اور تمہیں میری ہی بیوی بننا ہے تمہیں ہر حال میں میرا ہونا ہی پڑے گا پھر چاہے تم اس چیز کے لیے راضی ہو یا نہ ہو تمہیں میرے عشق کے رنگوں میں ڈھلنا ہی پڑے گا اور یہ میرا تم سے وعدہ ہے کہ ایک دن تمہیں میں اپنا بنا کر ہی دم لوں گا۔

ارسم کا لہجہ خطرناک حد تک اٹل تھا عمایہ کو بے اختیار اس سے خوف محسوس ہوا جو باتیں وہ بول رہا تھا وہ عمایہ کا دل دھڑکانے کا سبب بنی تھیں

عنایہ نے فون کان سے ہٹاتے ہوئے جلدی سے کال کاٹی اور فون کو سائیڈ پر رکھ کر فوراً سے لیٹ کر اپنے چہرے پر کمبل اوڑ لیا اس کا دل پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو تیار تھا کانوں میں بار بار ارسم کے الفاظ گونج رہے تھے

دوسری جانب ارسم نے خاموشی سے ایک نظر فون کی وال پیپر پر چمکتی عمایہ کی تصویر کو محبت پاش نظروں سے دیکھا اور پھر فون کو سینے پر رکھتے ہوئے آنکھیں موند گیا اس کے لیے یہ سکون کافی تھا کہ اب عمایہ ٹھیک ہے۔

کل جن لڑکوں نے عمایہ کو چھیڑا تھا ارسم نے ان کا بہت برا حال کیا تھا جب وہ عمایہ کے معاملے میں اتنا جذباتی ہو چکا تھا تو وہ چاہتا تھا کہ عمایہ اس کے جذباتوں کو پہچاننے مگر عمایہ ابھی اس کے جذباتوں سے خوف کھا رہی تھی مگر ارسم بہت جلد اسے اپنی زندگی میں شامل کر لینا چاہتا تھا اور اس کے خیال سے وہ دن اب دور نہیں تھا

عمایہ جائے نماز پر بیٹھی اپنے آگے قرآن مجید کھولے ہلکی سی آواز میں قرآن مجید کی تلاوت کر رہی تھی اس کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی اور وہ ترجمے کے ساتھ قرآن پاک کی آیتوں کی گہرائیوں میں جانے کی کوشش کر رہی تھی وہ جیسے جیسے آیتوں کے ترجمے پڑھ رہی تھی ویسے ویسے اسے مزید بہت کچھ جاننے کا تجسس ہو رہا تھا

وہ ایک آیت کا ترجمہ پڑھ رہی تھی جب ایک وقف پر اس کی انگلی رک گئی اس نے بہت غور سے اس ترجمے کو پڑھا جہاں لکھا تھا

"اور بے شک خدا اپنے پسندیدہ لوگوں کو آزماتا ہے"

یہ آیت پڑھ کر اس کی مسکراہٹ گہری ہو گئی

اللہ پاک اپنے پسندیدہ لوگوں کو آزمائش دیتا ہے اگر اللہ پاک نے مجھے آزمائش دی تو میں اللہ پاک کے ہر فیصلے پر راضی ہو جاؤں گی کیونکہ مجھے پتہ چل جائے گا کہ میں اللہ پاک کے فیورٹ ہوں میں پسندیدہ لوگوں میں گنی جا

رہی ہوں مجھے اس دن بہت خوشی ہو گی جس دن میں اپنے رب کی پسندیدہ بندی بنوں گی

عمایہ اس آیت کو اپنے ہونٹوں سے چومتے ہوئے بولی اور پھر آخری رکوع ختم کرتے ہوئے قرآن پاک کا دوبارہ سے بوسہ لیا اور اسے بند کرتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی

معمول کے مطابق عمایہ نے پانی اور کچھ دانہ پکڑا اور بالکنی کا دروازہ کھول کر بالکنی میں آگئی اچھی طرح سے ان پیالوں کو صاف کرتے ہوئے اس نے پانی اور دانہ ڈالا اور اگلے ہی منٹوں میں وہاں بہت سا پرندے آبیٹھے تھے عمایہ کچھ فاصلے پر صوفے پہ جا کے بیٹھ گئی اور بغور ان پرندوں کو دیکھنے لگی

کہتے ہیں خدا نے پرندوں کی مخلوق کو بہت محبت سے بنایا تھا اور پرندوں کی پیداوار آزاد پرندوں میں کی گئی تھی انہیں قید میں نہ رکھنے کا حکم سختی سے سنایا گیا تھا مگر آج کل ان پرندوں کو قید کر کے لوگ کاروبار کرتے تھے یعنی انہیں

اپنے انبیاء کرام کی بولے گئے احکامات بھی ماننے نہیں آرہے وہ ان کی خلاف ورزی کر رہے ہیں مگر کس لیے۔۔۔؟؟

کہتے ہیں کہ پرندوں کو کبھی قید نہیں کرنا چاہیے وہ آزاد پرندہ ہوتے ہیں اگر انہیں قید میں رکھا جائے تو وہ بددعا دیتے ہیں اور بے زبانوں کی بددعا انسان کو منوں مٹی کر دیتی ہیں

انہیں قید کرنے والے لوگ کیا یہ بھول جاتے ہیں تو ان بے زبان پرندوں کی بددعا بھی لگ سکتی ہے کیا گناہ صرف اسی کو کہتے ہیں کیا گناہ میں ان پرندوں کو قید کرنے کے علاؤہ اور کچھ نہیں آتا انسان خطاؤں کا پتلا بنایا گیا ہے وہ دن میں نہ جانے کتنے گناہ کرتا ہے جبکہ خدا نے تو انہیں اس دنیا میں اپنی آخرت سنوارنے کے لیے بھیجا تھا مگر وہ دنیا میں آتے ہی اپنا اصل مقصد بھول کر دنیا داری میں لگ جاتا ہے۔

اور اس دوران وہ یہ بھی بھول جاتا ہے کہ وہ ایک انسان ہے وہ اپنے لفظوں کے تیروں سے اگلے بندے کا دل چھلنی کر دیتا ہے کچھ لوگوں کے الفاظ اور

کچھ لوگوں کے رویے کچھ لوگوں کا وفا دینا اور کچھ لوگوں کا بے وفائی کرنا کچھ لوگوں کا نا انصافی کرنا اور کچھ لوگوں کا حق مار لینا اس دنیا میں بہت کچھ تھا جو گناہ کبیرہ میں آتا تھا۔

کیا مسلمان ان گناہوں سے بچ نہیں سکتے عمایہ نے بے اختیار ان پرندوں کو دیکھتے ہوئے سوچا

بچ سکتے ہیں اگر وہ ان گناہوں سے پرہیز کریں کسی کا دل نہ دکھائیں دوسرے انسان کا احساس رکھیں مسلمان تو مسلمان کا بھائی ہے پھر آج کل کے مسلمان دوسروں کے دشمن کیوں بنے بیٹھے ہیں مسلمانوں کو ایک دوسرے کے ساتھ اتفاق سے رہنا چاہیے ایک دوسرے کا ساتھ دینا چاہیے اپنے خدا کے دیے گئے حکم کو رد نہیں کرنا چاہیے۔

کیا ایسے لوگ خدا کے پسندیدہ ہوں گے نہیں ایسے لوگ کا خدا کو پسند ہوں گے جو خدا کی بات نہ مانتے ہوں مگر وہ تو بہت رحیم و کریم ہے وہ ہر وقت اپنے بندے کے انتظار میں رہتا ہے

کہ کب اس کا بندہ اس سے معافی مانگے کب اس کا بندہ توبہ کرے اور کب وہ اپنے بندے کو معاف کر دے سچ تو یہ ہے کہ ہم انسان خود غرض ہوتے ہیں ہم انسانوں کو اپنے علاوہ کچھ دکھائی نہیں دیتا اس دنیا کو بنانے والا بھی نہیں اور ہمیں پیدا کرنے والا بھی نہیں

عمایہ ان چہکتے ہوئے پرندوں کو دیکھتے ہوئے مسلسل سوچتی جا رہی تھی اس کے چہرے کے گرد ابھی تک اسی طرح دوپٹہ لپٹا ہوا تھا سفید بڑھے سے دوپٹے میں اس کا روشن چہرہ نور سے چمک رہا تھا اور چہرے پر بے حد معصومیت سجائے وہ اپنی گہری سوچوں میں ڈوبی ہوئی تھی

مجھے میرے خدا کا پسندیدہ بننا ہے کیا اللہ پاک مجھے پسند کرتے ہوں گے اس نے خود سے ہی سوال کیا

ہاں ضرور کرتے ہوں گے میں نے پڑھا ہے اللہ ہم سے 70 ماؤں سے زیادہ محبت کرتا ہے جب میری ایک ماں مجھے کانٹا تک چبنے نہیں دیتی تو اللہ تو 70 ماؤں جتنا پیار کرتا ہے پھر وہ مجھے پسند کیوں نہیں کریں گے میں اب سے وہ

سب کام کروں گی جو میرے خدا کو پسند ہوں گے میں کبھی کسی کا دل نہیں دکھاؤں گی اور میں پرندوں کو بھی آزاد کرواؤں گی جو شخص پرندے قید کرے گا میں اسے پرندے آزاد کروادوں گی کتنی معصومانہ سوچ تھی اس لڑکی کی کوئی خود غرضی نہیں تھی مگر دل میں یہ خواہش تھی کہ وہ اپنے خدا کی پسندیدہ بندی بن جائے جس کے لیے وہ بے زبانوں کو آزاد کروانے کے لیے بھی تیار تھی یہ اس کا معصوم دل ہی تھا جو اسے ایسی باتیں بول رہا تھا بغیر کسی غرض کے اور ایسی نورانا دل کی لڑکی خدا کو کیوں نہ پسند ہوتی

ارسم شیشے کے پار کھڑا اس نورانی چہرے کو دیکھ رہا تھا اس بات سے وہ انکاری نہیں تھا کہ وہ لڑکی یقیناً اپنے خدا کے بہت نزدیک ہے اس لیے تو جس وقت ایک دنیا سو رہی ہے اس وقت وہ اٹھ کر خدا کی مخلوق کی خدمت سرانجام دے رہی ہے بھلا اس سے اسے کیا مل سکتا تھا شاید خدا راضی ہو سکتا تھا اور وہ اپنے خدا کو ہی تو راضی کرنا چاہتی تھی

عمایہ ہلکی مسکراہٹ لیے ایک نظر چہکتے پرندوں کو دیکھ کر اٹھ کھڑی ہوئی اور بالکنی سے نکل کر کمرے میں چلی گئی اس کی طبعیت ابھی پوری طرح نہیں سنبھلی تھی اس لیے وہ تھوڑا تھک گئی تھی۔

وہ جا کر بیڈ پر سونے کے لیے لیٹ گئی کیونکہ آج سنڈے تھا اور ناشتے کے وقت تایا جان کی فیملی نے یہاں پر موجود ہونا تھا اور یقیناً وہ سب بہت زیادہ انجوائے کرنے والے تھے یہ سب سوچتے ہوئے عمایہ نے مسکرا کر آنکھیں بند کر لیں

سب نے ناشتہ ایک ساتھ مل کر کیا تھا ڈائننگ ٹیبل پر سب کی گفتگو جاری تھی جبکہ بچوں کی ہلکی ہلکی شرارتیں بھی عروج پر تھی جن پر بڑوں کی گھوریوں کا بالکل بے اثر نہیں ہو رہا تھا

اور اب سب ناشتہ کرنے کے بعد ڈائننگ ہال میں بیٹھے ہوئے تھے جبکہ ساری ینگ پارٹی باہر لان میں ڈیرا جما کر براجمان تھی اور وہ سب کہیں جانے کی پلاننگ کر رہے تھے

ایک کام کرتے ہیں شاپنگ پر چلتے ہیں ان سب کے درمیان بیٹھی ایشال نے مشورہ دیا جس پر سب تو راضی ہو گئے مگر عمایہ نے برا سا منہ بنایا

کیا اس طرح کیوں منہ بنا رہی ہو شہزادی ہم سب چل رہے ہیں نا انجوائے کر لیں گے اور ویسے بھی نیکسٹ ویک ہم جا تو رہے ہیں بھابھی سے ملنے تو کیا تم ان کے لیے کوئی شاپنگ نہیں کرو گی ہادی عمایہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

جبکہ جانے کا نام سن کر عمایہ فوراً سے راضی ہو گئی

ہاں ٹھیک ہے لیکن میں شاپنگ نہیں کروں گی بھائی کے ساتھ ایک جگہ پر بیٹھوں گی اور تم سب شاپنگ کرنا او کے عمایہ نے جیسے حکم سنایا تھا

اگر وہاں جا کر بھی تم نے بیٹھنا ہی ہے تو تم ایک کام کرو گھر ہی بیٹھ جاؤ جانے کا کیا فائدہ ایشال نے برا سا منہ بنایا

تم لوگوں کو پتہ تو ہے میرا دل گھبراتا ہے مجھ سے نہیں جایا جاتا مارکیٹ اور نہ ہی شاپنگ پر عمایہ بیچاری سی شکل بنا کر ایشال کی طرف دیکھتے ہوئے بولی کہ کہیں وہ ناراض ہی نہ ہو جائے

لیکن ہم سب مری جا رہے ہیں تو وہاں پر تو بہت زیادہ سردی ہو گی اس لیے اپنے لیے شاپنگ کرنا بہت ضروری ہے ہادی نے پھر سے سمجھانا چاہا جبکہ ان سب کے بالکل درمیان حمزہ گھاس پر آتی پلاتی مار کر بیٹھے اپنے دونوں ہاتھ ٹھوڑی کے نیچے جمائے باری باری سب کی شکلیں دیکھ رہا تھا جیسے انتظار کر رہا ہو کہ اسے بولنے کا موقع کب ملے گا

اچھا تم زیادہ تکلف نہ کرنا تم بیٹھ کر چوز کرتی جانا اور ہم لیتے جائیں گے ایشال نے مسئلے کا حل پیش کیا جو کچھ حد تک عمایہ کو بہتر لگا

بھائی۔۔۔ عمایہ نے اپنے کچھ فاصلے پر بیٹھے حیدر اور عارب کو مخاطب کیا جو اپنی ہی باتوں میں مصروف تھے

بھائی چلیں ہم شاپنگ کر کے آتے ہیں عمایہ اٹھ کر حیدر کے بالکل قریب کھڑے ہوتے ہوئے بولی

حیدر اور عارب نے حیرت سے عمایہ کی طرف دیکھا جیسے اس نے کوئی انوکھی بات کر دی ہو

ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں چل تو رہی ہوں میں مجھے کنفیوز مت کریں اور اٹھ جائیں اب عمایہ ان دونوں کی نظروں کا مطلب سمجھ چکی تھی اس لیے ان کی طرف دیکھ کر بچوں کی طرح منہ بناتے ہوئے بولی تو اسے یوں دیکھ کر وہ دونوں ہی مسکرا دیے اور جلدی سے اٹھ کھڑے ہوئے

ٹھیک ہے میڈم ہم آپ کا گاڑی میں انتظار کر رہے ہیں عارب عمایہ کے گال کو ہلکا سا چھوتے ہوئے بولا

اوکے میں بس ابھی ماما کو بتا کر آتی ہوں عمایہ بول کر وہاں سے بھاگنے لگی جب حیدر نے فوراً اسے ٹوکا

آہستہ چلو شہزادی بھاگو مت تمہاری طبیعت ابھی بالکل ٹھیک نہیں ہوئی حیدر کے ٹوکنے پر عمایہ بھاگی تو نہیں مگر اس کی سپیڈ دیکھنے لائق تھی شاید اسے جانے کی خوشی بہت تھی

چلو اٹھو بھی کہیں بیٹھے رہنے کا ارادہ ہے ہادی حمزہ کو وہیں بیٹھے دیکھ کر اسے گھورتے ہوئے بولا

ساری پلاننگ تو تم لوگوں نے خود ہی کر لی اب میں جا کر کیا کروں گا حمزہ معصومیت بھری ایکٹنگ کرتے ہوئے آنکھیں ٹپٹپا کر بولا تو ہادی کو وہ زہر لگا زیادہ ایکٹنگ کرنے کی ضرورت نہیں ہے چل اٹھ ہادی نے اس کا بازو پکڑ کر اسے دھکا دے کر اٹھایا

میں تو شکر کر رہا تھا کہ تیری زبان پر کچھ دیر تالا لگا ہے اس لیے تو سکون سے ہم نے کہیں جانے کی پلاننگ کر لی مگر جیسے تمہاری حرکتیں ہیں ابھی تک یا تو تم کسی کے پیچھے بھاگ رہے ہوتے یا کوئی تمہارے پیچھے بھاگ رہا ہوتا ہادی حمزہ کو ایک اور آگے کی جانب دھکا دیتے ہوئے بولا جبکہ حمزہ نے گھور کر ہادی

کو دیکھا وہ تو سمجھ رہا تھا کہ اس کے چپ ہونے پر کوئی نہ کوئی اس سے اس کی چپ ہونے کی وجہ پوچھے گا مگر یہاں تو سب اس کے چپ ہونے پر سکون محسوس کر رہے تھے یعنی بیچارے کی امیدوں پر الٹا پانی ہی پھر گیا

چلیں ابھی حمزہ اسے کوئی اور جواب دیتا اسے اپنے قریب سے ہی ایشال اور عمایہ کی آواز سنائی دی جو دونوں ہی بالکل تیار تھی اور گاڑی کی جانب بڑھ رہی تھی جہاں عارب اور حیدر ان کا انتظار کر رہے تھے

ایک گاڑی میں عمایہ اور حیدر موجود تھے جبکہ دوسری گاڑی میں عارب حمزہ ہادی اور ایشال موجود تھے حیدر ایشال کو کچھ دیر کے لیے ہاسپٹل لے جانا چاہتا تھا اس لیے ان دونوں نے تھوڑا لیٹ شاپنگ مال پہنچنا تھا

جبکہ عمایہ نے شرط رکھی تھی کہ اس کے آنے تک وہ سب اپنی شاپنگ کر کے بالکل فری ہو چکے ہوں تا کہ عمایہ کو وہاں زیادہ دیر رکنا نہ پڑے اور وہ اپنا کچھ سامان لے کر جلدی سے وہاں سے نکل آئے

ہمم کافی بہتر ہو تم مگر پھر بھی ابھی اختیاط کرنی ہو گی حیدر اپنے آفس میں بیٹھا عمایہ کی رپورٹس دیکھتے ہوئے بولا جبکہ عمایہ حیدر کی ہی کرسی پر بیٹھی اس کی ڈاکٹری سامان کے ساتھ شیر کھانی کر رہی تھی

ڈاکٹر ایک بہت ضروری کیس آیا ہے شاید کسی کا بہت برا ایکسیڈنٹ ہوا ہے پلیز جلدی چلیں اس آفس میں ایک ڈاکٹر تیزی سے داخل ہوتے ہوئے بولا

تو حیدر جلدی سے اپنی کرسی سے اٹھ کر ہوا

شہزادی یہیں پر رکنا یہاں سے کہیں مت جانا ٹھیک ہے حیدر عمایہ کو تاکید کرتا ہوا جلدی سے اپنے آفس سے نکل گیا

ایکسیڈنٹ کا سن کر پہلے تو عمایہ کافی پریشان ہوئی مگر پھر آہستہ آہستہ خود کو پر سکون کرنے لگی کیونکہ وہ خود بھی ڈاکٹر بن رہی تھی ایسے کیسز اسے بھی ہینڈل کرنے تھے اور ایسے میں وہ ڈر کر بھاگ تو نہیں سکتی تھی یاں ڈر کر کہیں چھپ نہیں سکتی تھی

ابھی 10 سے 15 منٹ ہی گزرے تھے جب حیدر دوبارہ آفس میں داخل ہوا

کچھ لوگوں کو چوٹیں آئی ہیں اس لیے میں انہیں دیکھ رہا ہوں اگر کوئی آفس میں زخمی فرد آئے تو اس کی اچھے سے بینڈ کر دینا او کے حیدر اپنا کچھ سامان ٹیبل سے اٹھاتے ہوئے بولا اور عمایہ کو تاکید بھی کی

جی بھائی ٹھیک ہے عمایہ نے جلدی سے ہاں میں سر ہلایا تو حیدر واپس چلا گیا جبکہ عمایہ کرسی کو گھما کر پچھلی دیوار پر لگے حیدر کے سرٹیفکیٹس اور ڈگریوں کو دیکھنے لگی

کمرے کا دروازہ دھرم سے کھلا اور کوئی تیزی سے کمرے میں داخل ہوا

ڈاکٹر۔۔۔انصر نے جلدی سے ڈاکٹر کو پکارا جبکہ ارسم بیزار سا چہرہ لیے وہیں بیٹھ چکا تھا اس کے چہرے پر چھائی بیزاری بتا رہی تھی کہ وہ یہاں ہرگز نہیں آنا چاہتا تھا اور نہ ہی اسے بینڈج کروانی تھی جبکہ انصر اسے یہاں تک لے ہی آیا تھا

ارسم کسی کام کے سلسلے میں ابھی گھر سے نکلا ہی تھا جب راستے میں کسی گاڑی کا بری طرح سے ایکسیڈنٹ ہوا اس گاڑی میں پھنسے بچے اور لوگوں کو نکالنے میں ارسم کے بازو پر کار کا بونٹ بری طرح سے لگا تھا اور گہرا زخم چھوڑ گیا تھا اور کافی دیر سے اس کا خون رکنے کا نام نہیں لے رہا تھا

ان زخمی لوگوں کو ہاسپٹل لانے والا بھی ارسم ہی تھا اسی لیے تو انصر کو اسے ڈاکٹر کے کیبن تک لانے میں آسانی پیش آئی تھی ورنہ اگر ہاسپٹل میں موجود نہ ہوتا تو انصر چاہے ہزار جتن کر لیتا اس نے کبھی بھی ڈاکٹر کے پاس نہیں آنا تھا

جی.....اپنے قریب سے انصر کی آواز سن کر عمایہ نے گھوم کر انصر کی طرف دیکھا جب کہ عمایہ کی آواز سن کر ارسم نے جھٹکے سے سر اٹھا کر عمایہ کی طرف دیکھا تھا جو انصر کی طرف دیکھ رہی تھی

ڈاکٹر ان کا زخم دیکھ۔۔۔ابھی انصر بول رہا تھا جب اس نے عمایہ کو دیکھا تو اس کے الفاظ وہیں دم توڑ گئے

جی اچھا عمایہ جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئی اور کچھ سامان پکڑتے ہوئے سامنے بیٹھے ارسم کو ایک نظر دیکھا مگر اس کی نظر کی طرف نہیں اس کے بازو پر بہتے خون کی طرف تھی جسے دیکھ کر وہ ایک بار گھبرائی ضرور تھی

مگر ہمت کرتے ہوئے آگے بڑھی اور کرسی گھسیٹ کر ارسم کے قریب بیٹھ گئی دوسری کرسی پر سارا سامان رکھا اور اب غور سے اس کے بازو کی طرف دیکھ رہی تھی

کوٹ تو اتاریں مجھے تو کچھ نظر ہی نہیں آرہا عمایہ اس پر بازو پر نظریں جماتے معصوم سی شکل بناتے ہوئے بولی تو ارسم کے ہونٹوں تلے جاندار مسکراہٹ بکھر گئی

وہ جو کسی خواب کی کیفیت میں سامنے بیٹھی عمایہ کو دیکھ رہا تھا اس کی آواز پر فوراً ہوش کی دنیا میں واپس لوٹا اور ہلکا سا مسکراتے ہوئے اپنا کوٹ اتار کر انصر کی جانب بڑھایا جو وہ فوراً ہی پکڑ چکا تھا

عمایہ تھوڑااور آگے ہو کر بیٹھی اور بہت غور سے اس کے زخم کا معائنہ کرنے لگی بازو پر لگنے والی چوٹ زیادہ گہری نہیں تھی مطلب بچت ہو گئی تھی لیکن خون بہت بہہ رہا تھا

شاید اس انسان میں کچھ زیادہ ہی خون ہے پتہ نہیں کہاں سے اتنا خون بنایا ہو گا جو نکلتا ہی جا رہا ہے عمایہ اسے دیکھتے ہوئے مسلسل الٹا سیدھا سوچے جا رہی تھی

جبکہ ارسم تو اس کے چہرے کے ایکسپریشن بہت غور سے دیکھ رہا تھا جیسے اس کا چہرہ پڑھنا چاہ رہا ہو مگر اسے کیا معلوم تھا کہ عمایہ کہ دماغ میں کیا چل رہا ہے اگر ابھی سے معلوم ہوتا کہ وہ اس کے زخم کے بارے میں نہیں بلکہ اس کے خون کے بارے میں سوچ رہی ہے تو ضرور اپنا سر پیٹ لیتا یعنی اگر اس کے سامنے کوئی اور بھی آتا اور اس کا یوں ہی خون بہہ رہا ہوتا تو وہ اس کا ٹریٹمنٹ کرنے کے بجائے یہ سوچتی اس انسان میں اتنا خون کیسے آگیا عجیب تھی یہ لڑکی بھی---------

اپنی تمام تر سوچوں کو جھٹک کر عمایہ نے فرسٹ ایڈ باکس کھولا اور کچھ سامان نکالتے ہوئے نرمی سے اس کا زخم صاف کرنے لگی وہ اتنا نرم ہاتھ لگا کر اس کا زخم صاف کرنے کی کوشش کر رہی تھی مگر وہ جتنا صاف کرتی تھی اتنا ہی خون تیزی سے بہہ رہا تھا عمایہ کو تو اب سمجھ نہیں آ رہی تھی وہ کیا کرے وہ اب کنفیوز ہو رہی تھی جبکہ ارسم اپنی زخم کی پرواہ کیے بغیر بے نیاز بیٹھا عمایہ کو دیکھ رہا تھا شاید عمایہ زخم کو دیکھتے ہوئے باقی سب فراموش کر چکی تھی اس لیے وہ ارسم کی نظریں محسوس نہیں کر پا رہی تھی

آخر کار زخم صاف کرتے ہوئے عمایہ ارسم کے بازو پر پٹی کرنے لگی اس کے نرم انگلیوں کا لمس اپنے بازو پر محسوس کرتے ہوئے ارسم نے ایک پل کے لیے اپنی آنکھیں بند کر کے اس کے لمس کو اندر تک محسوس کیا تھا وہ زخم کی تکلیف محسوس نہیں کر پا رہا تھا وہ اگر کچھ محسوس کر رہا تھا تو صرف عمایہ کو اس کی نازک اور ملائم انگلیوں کا لمس سرور اس کے عصابوں پر سوار ہو رہا تھا

عمایہ نے بہت نرمی اور صفائی سے بینڈیج کی تھی اور اب اس کے پاس ایک نرس کچھ ٹیبلٹ اور انجیکشن لے کر کھڑی تھی شاید ارسم کو لگنے والا تھا

میم یہ انجیکشن لگانا ہے اپ لگالیں گی یا میں لگاؤں نرس نے عمایہ سے پوچھنا ضروری سمجھا جبکہ اپنے قریب سے نرس کی آواز سن کر عمایہ نے گردن گھوما کر نرس کی طرف دیکھا جو ایک ہاتھ میں انجیکشن لیے کھڑی اس سے پوچھ رہی تھی عمایہ نے انجیکشن کو دیکھتے ہوئے گندا سا منہ بنایا اور کرسی گھسیٹ کر اٹھ کھڑی ہوئی

استغفر اللہ میں ایسے کام نہیں کرتی عمایہ اس نرس کی طرف دیکھتے ہوئے ایسے بولی جیسے اس نے کوئی گناہ کرنے کا بول دیا ہو

ویسے بھی چوٹ آئی ہے بینڈیج ہو گئی ہے انجیکشن کی ضرورت نہیں لیکن دیکھ لو اگر وہ لگوانا چاہتے ہیں تو لگا دو عمایہ نے ساری بات ارسم پر ڈال دی

آپ نے انجکشن لگوانا ہے عمایہ نے ارسم کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا اور ارسم نے عمایہ کی سنہری آنکھوں میں جھانکتے ہوئے آہستہ سے نفی میں سر ہلایا

لیکن میم انہیں گہری چوٹ آئی ہے انجیکشن لگنا ضروری ہے نرس نے اسے سمجھانا چاہا جبکہ وہ حیران تھی کہ اتنا اونچا لمبا جوان ہینڈسم لڑکا لیکن انجیکشن لگانے سے منع کیوں کر رہا ہے

پیشنٹ منع کر چکا ہے تو ہم کیا کر سکتے ہیں زبردستی کرنی ہے تو کر لو ایسے تم لوگوں کا ہاسپٹل ہی بند ہو گا عمایہ بے نیازی سے بولی تو نرس کا منہ حیرت سے کھل گیا جہاں تک اسے معلوم تھا وہ حیدر کی بہن تھی اور میڈیکل میں تھرڈ سمسٹر میں تھی لیکن وہ کیسی عجیب باتیں کر رہی تھی اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا ایک انجیکشن نا لگوانے کی وجہ سے یہ ہاسپٹل بند ہو گا انصر نے بے اختیار اپنے چھوٹنے والے قہقہے کو کنٹرول کیا جس کے چکر میں وہ کھانسنے لگا

ٹھیک ہے میم لیکن میڈیسن تو لازمی دینی ہے نرس نے بھی پوچھنا ضروری سمجھا کہ کہیں وہ میڈیسن سے بھی منع نہ کر دے

ویسے انہیں میڈیسن کی ضرورت تو نہیں ہے ٹھیک ٹھاک بندے ہیں لیکن اگر درد ہو رہا ہو تو پیناڈول دے دو بس عمایہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے یوں حکم سنا رہی تھی جیسے وہاں بیٹھا ہر شخص اس کے حکم کا پابند ہو جبکہ عمایہ کہ ایسے بولنے پر ارسم نے لب دبا کر اپنے سامنے بیٹھی دوشیزہ کو دیکھا جو آج براؤن اور سفید جورے میں ملبوس ہمیشہ کی طرح اپنا سوگوار حسن لیے بے نیاز بیٹھی تھی اس بات سے انجان کہ اس کے سادگی بھی کسی کے دل پر بجلیاں گرانے کا سبب بن رہی ہے

پیشنٹ کو چوٹ لگی ہے اور اسے درد کی دوا کی جگہ پیناڈول دینی ہے واہ یہ لڑکی ڈاکٹر بننے جا رہی تھی نرس نے بہت مشکل سے اپنا ہلک تر کیا اور ایک نظر ارسم کی طرف دیکھا جیسے اس کے بولنے کا انتظار کر رہی ہو کیونکہ سامنے بیٹھی ڈاکٹر تو کہیں سے ڈاکٹر لگ ہی نہیں رہی تھی

آپ میڈیسن دے دیں انصر نے نرس کو مخاطب کیا تو نرس نے وہ میڈیسن انصر کے ہاتھ میں تھما دی

دوبارہ بینڈیج کروانے واپس آپ کے پاس آنا ہے ارسم اٹھتے ہوئے عمایہ کو اپنی نظروں کے حصار میں رکھتے ہوئے بولا

ارے نہیں میرے پاس نہیں آنا ڈاکٹر کے پاس جانا ہے عمایہ نے ارسم کی طرف دیکھتے ہوئے جواب دیا فلحال وہ اس کی نظروں کو نہیں پہچان پا رہی تھی وہ نارملی بات کر رہی تھی اگر اسے پتہ چل جاتا کہ سامنے کھڑا شخص وہی ہے جس نے ایک ہفتے سے اس کی ناک میں دم کر رکھا ہے

تو وہ اسے بینڈیج کرنے کی جگہ پر اس کے زخم پر نمک لگا دیتی مگر اسے پتہ ہوتا تو اس بیچاری کو تو معلوم ہی نہیں تھا

تو آپ ڈاکٹر نہیں ہیں ارسم سوالیہ نظروں سے عمایہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا شاید وہ عمایہ سے کچھ وقت اور روبرو بات کرنا چاہتا تھا اس لیے بے وجہ سوال پوچھ رہا تھا جبکہ وہ ہر چیز کے بارے میں جانتا تھا

نہیں میں ڈاکٹر نہیں ہوں لیکن میں میڈیکل سٹوڈنٹ ہوں انشاءاللہ فیوچر میں ڈاکٹر بن جاؤں گی عمایہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا

ٹھیک ہے میں چلتی ہوں آپ کا زخم گہرا ہے آپ اپنی بینڈیج کرواتے رہیے گا اس طرح آپ کا زخم خراب نہیں ہوگا عمایہ کو حیدر کا میسج مل چکا تھا وہ باہر اس کا انتظار کر رہا تھا اس لیے اپنا فون اٹھا کر عمایہ ارسم کی طرف دیکھ کر ہلکا سا مسکراتے ہوئے بولی

جبکہ ارسم کا تو دل ہی رک چکا تھا جیسے عمایہ نے ہلکا سا مسکرا کر ارسم سے بولا تھا ارسم کا دل چاہا کہ اسے ساری دنیا سے کہیں چھپا لے کہیں دور لے چلے مگر اب بھی ایسا ممکن نہیں تھا عمایہ کا اسے مخاطب کرنا اس کی طرف دیکھ کر مسکرانا جانے ارسم کے دل میں اور کون کون سے جذباتوں کو ہوا دے گیا تھا

جی ٹھیک ہے شکریہ انصر نے مسکراتے ہوئے شکریہ ادا کیا

عمایہ کو کب سے وہ دیکھا دیکھا لگ رہا تھا مگر اس کے ذہن میں نہیں آ رہا تھا کہ اس نے اس شخص کو پہلے کہاں دیکھا ہے

کوئی بات نہیں خدا حافظ عمایہ ہلکا سا مسکرا کر بولتی ہوئی کمرے سے نکل گئی جبکہ آخر تک ارسم کی نظروں نے اس کا پیچھا کیا تھا

چلیں سر۔۔۔انصر ارسم کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تو ارسم نے باہر کی جانب قدم بڑھائے

اس وقت عمایہ حیدر کے ساتھ شاپنگ مال میں موجود تھی جہاں باقی سب اپنی شاپنگ کر کے بالکل فری ہو چکے تھے اور انہیں انہی دونوں کا انتظار تھا

چلیں میڈم اب صرف آپ کی شاپنگ رہ چکی ہے اب جلدی چلیں اور اپنی شاپنگ کریں تا کہ ہم اپنی کوئی پیٹ پوجا کر سکیں ہادی عمایہ کا ہاتھ پکڑ کے آگے کی جانب قدم بڑھاتے ہوئے بولا جبکہ عمایہ خاموشی سے اس کے ساتھ چل رہی تھی

بھائی میں نے وہ والا ڈریس لینا ہے عمایہ سامنے لگے ایک خوبصورت کالے رنگ کی پاؤں کو چھوتی فراک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی جو بہت خوبصورت بنی ہوئی تھی

ٹھیک ہے شہزادی کوئی مسئلہ نہیں پوچھو مت بس لیتی جاؤ حیدر جو پاس ہی صوفے پر بیٹھا تھا اسے ہر چیز بلا جھجک لینے کی اجازت دے دی

ایم سوری سر لیکن ان کے سائز کی ڈریس ابھی یہاں موجود نہیں ہے آپ کوئی اور ڈریس پسند کر لیں شاپ کیپر نہایت احترام سے بولا

لیکن بھائی مجھے وہی اچھی لگی ہے عمایہ کو شاید وہ ڈریس کچھ زیادہ ہی پسند آیا تھا

کوئی بات نہیں شہزادی کوئی اور پسند کر لو عارب نے جیسے حل پیش کیا مگر عمایہ کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر لگ رہا تھا کہ اسے اور کوئی ڈریس پسند نہیں والا

پھر اپنے موڈ کو فریش کرنے کی کوشش کرتے ہوئے عمایہ نے تھوڑی بہت شاپنگ کی اور سب کے مل کر کسی ریسٹورنٹ میں کھانا کھایا اور اس کے بعد

سب گھر واپس آ چکے تھے سارا دن ان لوگوں نے باہر ہی گزارا تھا اور اب شام ہو رہی تھی

خوشگوار ماحول میں سب نے شام کا کھانا کھایا تھا اور پھر چائے پینے کے بعد سب اپنے اپنے کمروں میں جا چکے تھے جبکہ عمایہ بھی کافی تھکی ہوئی تھی اس لیے بستر پر لیٹتے ہی وہ سو گئی

سارا دن ایک بار بھی ارسم کی کوئی کال یا میسج نہیں آیا تھا نیند کی وادیوں میں گم ہوتے ہوئے بھی اس کے ذہن میں یہی بات گردش کر رہی تھی مگر اسے کیا معلوم تھا کہ ارسم اس کا دیدار کر چکا ہے اس لیے اسے بات کرنے کی کمی محسوس نہیں ہو رہی

ارسم بیڈ پر سیدھا لیٹا کمرے کے چھت کو گھور رہا تھا لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی نیلی آنکھوں میں بے تحاشہ چمک تھی اس کی آنکھوں کے سامنے عمایہ کا وہی خوبصورت اور معصوم چہرہ تھا اور جس طرح وہ بول رہی تھی

اس کی ایک ایک بات ارسم کے کانوں میں گونج رہی تھی ارسم نے آج پہلی بار اسے اپنے اتنے نزدیک دیکھا تھا اسے اچانک محبت کا یہ سفر سے بہت خوبصورت لگنے لگا تھا اور سب سے بڑھ کر وہ لڑکی جو ہر بات سے انجان تھی تم مجھے پاگل کر دو گی مایا" ارسم آنکھیں بند کرتے ہوئے بڑبڑایا اور دلکشی" سے مسکراتا ہوا کروٹ بدل کر لیٹ گیا آج اسے بھی بہت سکون کی نیند آنے والی تھی اور کچھ ہی دیر میں وہ نیند کی وادیوں میں اتر چکا تھا

اگلی صبح بہت خوشگوار تھی ہر طرف پرندوں کی خوبصورت آواز ماحول میں خوشگواری پیدا کر رہی تھی وہیں عمایہ آج بالکل فریش تھی کچھ دنوں بعد انہیں مری کے لیے نکلنا تھا اور عمایہ ایشال کے ساتھ مل کر اپنی ایک ایک تیاری کرنے میں مصروف تھی وہ دونوں ہی نہیں چاہتی تھی کہ ان کی کوئی

چیزیاں ان کا کوئی کام پیچھے رہ جائے اس لیے وہ پہلے سے ہی اپنی پیکنگ کرنا شروع کر چکی تھی

جب کہ پورے گھر میں ان کا چہکنا کبھی اس گھر سے اس گھر میں اور کبھی اوپر سے نیچے وہ دونوں ہی نہیں ٹک رہی تھی انہیں دیکھتے ہوئے تائی جان اور اسمہ بیگم مسلسل مسکرا رہی تھی ان کی خوشی ان کے چہرے سے عیاں تھی وہ دونوں بہت خوش تھی اپنی بھابھی کے پاس جانے کے لیے

ابھی وہ دونوں لاؤنج میں بیٹھی اپنی آگے کی پلاننگ کر رہی تھی جب وہاں ہادی اور حمزہ داخل ہوئے وہ دونوں ہی کالج سے آ چکے تھے اور اب فریش ہونے کے بعد وہ ان دونوں کا سر کھانے والے تھے جو صبح سے بہت سکون سے بیٹھی ہوئی تھی

تم دونوں کیا بورنگ یہاں بیٹھی باتیں کر رہی ہوں کیا کوئی ڈھنگ کا کام نہیں تم لوگوں کے پاس ہادی ان کے قریب ہی صوفے پر بیٹھتے ہوئے انہیں زچ کرتے ہوئے بولا

تم اپنا منہ بند رکھو موٹے فضول مت بولو عمایہ ہادی کی طرف دیکھتے ہوئے ناک سکیڑ کر بولی

چلو آؤ کرکٹ کھیلتے ہیں حمزہ نے بغیر کوئی شرارت کیے انہیں آفر کی

ہاں ٹھیک ہے لیکن پہلے بیٹنگ میں کروں گی عمایہ فوراً ہی مان گئی

میں تو نہیں کھیل رہی تم تینوں ہی کھیلو ایشال نے فوراً ہی انکار کیا کیونکہ اسے ایسے کھیلوں میں دلچسپی نہیں تھی جبکہ عمایہ ایسے کاموں میں بہت دلچسپی رکھتی تھی

زیادہ بنو مت اٹھو اور چلو عمایہ اس کا ہاتھ پکڑ کے اسے زبردستی اٹھاتے ہوئے بولی

یار نہیں مجھے نہیں پسند اس طرح کے لڑکوں والے کھیل تم پتہ نہیں کیسے کر لیتی ہو تو شال اس کا ہاتھ کھینچ کر اسے روکنے کی کوشش کرتے ہوئے بولی

تم چپ کرو اور چلو عمایہ زبردستی اسے گھسیٹتے ہوئے باہر لے جانے لگی جبکہ ہادی اور حمزہ دونوں بیٹ اور بال کا انتظام کر کے باہر پہنچ چکے تھے

ٹھیک ہے پھر میرے کہے کے مطابق کہ بیٹنگ میں کروں گی اور بولنگ حمزہ کرے گا اور تم میرے پیچھے کھڑی ہو گی اوکے اور تم بال کیچ کرو گے

عمایہ ان تینوں کو ان کی پوزیشن بتانے لگی جبکہ اسے صحیح طرح سے ہر پوزیشن کا نام نہیں لینا آتا تھا مگر پھر بھی اسے کرکٹ کھیلنے کا بہت شوق تھا

اپنی اپنی جگہ سنبھال کر سب کھڑے ہو گئے اور حمزہ بال اچھالتے ہوئے شرارتی نظروں سے عمایہ کی طرف دیکھ رہا تھا جیسے نظروں ہی نظروں میں اسے چیلنج کر رہا ہو کہ وہ تو پہلی بول میں ہی آؤٹ ہو جائے گی

جلدی کرو نہیں آؤٹ ہونے والی میں عمایہ اس کی نظروں میں موجود تحریر پڑھ کر اسے بولنگ کرنے کا اشارہ کرنے لگی اور خود بیٹ کی نوک کو زمین پر ٹکاتے ہوئے کمر کے بل ایک سائیڈ کو جھکی اور اپنی تیز نظروں سے حمزہ کہ ہاتھ میں پکڑی گئی بال کو دیکھنے لگی

حمزہ نے دوڑتے ہوئے عمایہ کی طرف بال پھینکی جبکہ عمایہ نے ایسا زور دار چھکا مارا کہ وہ بقل اڑتی ہوئی سیدھا روڈ پر گئی اور ساتھ ہی انہیں نے کچھ ٹوٹنے کی آواز بھی آئی

ہائے اللہ یہ کیا ہوا عمایہ ہادی اور حمزہ کی طرف دیکھتی ہوئی بولی

موٹی مجھے تو پتہ ہی نہیں تھا کہ تم چھکے بھی مارتی ہو یہ کس طرح کا چھکا مارا ہے کہ سیدھا کسی کے گھر کا شیشہ ہی توڑ دیا ہادی عمایہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا اسے امید نہیں تھی کہ عمایہ اتنی فاسٹ بیٹنگ کرے گی

میں نے تو کچھ بھی نہیں کیا عمایہ معصوم سی شکل بنا کر آنکھیں ٹپٹپاتے ہوئے بولی

میں نے بولا تھا کہ مت کھیلو مگر تم کبھی کوئی بات مانتی ہو جس کا شیشہ توڑا ہے ابھی کوئی آتا ہو گا اور پھر ڈانٹ سننے کے لیے بھی تیار رہنا ایشال عمایہ کو گھورتے ہوئے بولی تو عمایہ نے معصوم سی شکل بنا کر ایک نظر ان تینوں کو دیکھا جبکہ حمزہ کو اس کی شکل دیکھ کر بہت ہنسی آ رہی تھی حیران تو وہ بھی تھا

کہ عمایہ نے پہلی بار میں ہی ایسا کارنامہ سرانجام دیا تھا کہ بال گھر سے ہی غائب ہو چکی تھی

ابے چپ کرو تم لوگ ادھر آؤ عزمی ہم دیکھ کر آتے ہیں کہ تم نے اپنے چھکے سے کس کے گھر کا ستیاں نہ کیا ہے حمزہ آگے بڑھ کر عمایہ کا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولا تو عمایہ نے گھور کر اسے دیکھا

اپنے گھر کے باہر قدم رکھتے ہی ان کی نظر سامنے سفید بنگلے کے آگے کھڑی بلیک خوبصورت چمکتی مرسڈیز پڑی اور پھر ان کی نظر اس کے شیشے پر پڑی تو سب کے اوسان خطا ہوئے

او خدایا یہ میں نے کیا کر دیا پتہ نہیں کس کی کار تھی اور میں نے شیشہ توڑ دیا عمایہ اپنا سر پکڑ کر بے حد پریشانی سے بولی

یہاں شاید کوئی رہنے آیا ہے مگر کسی کو دیکھا تو نہیں آج تک لیکن گاڑی سے تو لگتا ہے کہ کافی امیر کبیر بندہ ہے اس کی نئی گاڑی کا شیشہ تھوڑ دیا تم نے دیکھنا اب وہ لازمی بابا جان کو بتائے گا حمزہ صدمے کی کیفیت میں سامنے کھڑی

خوبصورت گاڑی کو دیکھتے ہوئے بولا جس کا شیشہ ٹوٹنے کی وجہ سے اس کا

ستیاناس ہو چکا تھا

تو پھر کیا ہوا ہم نقصان بھر دیں گے اس کا پریشان تو ہادی بھی ہوا تھا مگر ایک

دم اس نے حل نکالا

نقصان تو بھر دیں گے مل کر لیکن اگر اس نے بابا جان سے شکایت کر دی تو

اب کی بار ایشال بولی تھی ان سب کو ڈر صرف شکایت کا تھا کہ کہیں وہ

شکایت نہ کر دے

ابھی وہ چاروں صدمے کی کیفیت میں اس گاڑی کو دیکھ رہے تھے جب

اچانک اس گھر کے گیٹ سے کو کھولتے ہوئے کوئی باہر نکلا جبکہ اسے دیکھتے

ہی سب نے اندر کی جانب دوڑ لگائی تھی

ہائے اللہ لگتا ہے کہ شاید یہ اس گاڑی کا مالک ہے اب کیا ہو گا عمایہ دائیں بائیں

چکر لگاتی ہوئی پریشانی سے بولی

اس طرح پریشان ہونے سے کچھ نہیں ہوگا ہم سب پیسے اکٹھے کرتے ہیں اور انہیں دے اتے ہیں اور ریکویسٹ بھی کرلیں گے کہ وہ باباجان سے ہماری شکایت نہ کریں ہادی نے لون میں بڑی کرسی پر بیٹھتے ہوئے تمام مسئلے کا ایک حل پیش کیا

ہاں یہ ٹھیک ہے مگر اس گاڑی کے ٹھیک ہونے میں خرچہ کتنا لگے گا ایشال نے سوال پوچھا

نیو برانڈ کار تھی کم سے کم 50 ہزار تو لازمی لگ جائے گا حمزہ نے عمایہ کو دیکھتے ہوئے جواب دیا

ٹھیک ہے پھر سب اپنے اپنے پیسے لے کر آؤ ہم واپس یہیں پر ملتے ہیں عمایہ سب کی طرف دیکھتی ہوئی بولی

واہ شہزادی نقصان تم نے کیا اور پیسے ہم بھریں ہم بیچاروں کو تو آگے پورے پورے ملتے ہیں تم دونوں نکالو تم دونوں کا تو بینک اکاؤنٹ فل ہوا ہوگا کیونکہ جتنے پیسے تم دونوں کو بابا سے اور چھوٹے بابا سے ملتے ہیں میرے خیال سے تم

دونوں ایک نیا گھر بھی خرید سکتی ہو حمزہ ایشال اور عمایہ کی طرف دیکھتے ہوئے بے حد شرارتی انداز میں بولا

بکو مت بندر اٹھو اور اس کا کوئی حل نکالو عمایہ اس کی شرٹ کو مٹھی میں جکڑتے ہوئے اسے زبردستی اٹھا کر دھکا دیتے ہوئے بولی اور پھر بغیر کسی کی سنے اپنے کمرے کی جانب بھاگ گئی انہیں یہ نقصان بھرنا تھا اس سے پہلے کہ بابا جان سے کوئی آکر شکایت کر دیتا اور انہیں ڈانٹ سننی پڑتی

کچھ دیر بعد وہ چاروں اس سفید بنگلے کے سامنے کھڑے تھے اور اب وہ سوچ رہے تھے کہ اندر کیسے جایا جائے

ایک بار سوچ لو یہ نہ ہو کہ وہ ہمیں پکڑ کر باندھ لیں ہم تو نقصان بھرنے جا رہے ہیں اگر ہمارا ہی نقصان ہو گیا تو ایشال کسی صورت ان کے ساتھ جانے کو تیار نہیں تھی اور ایک بار پھر اس نے خوفزدہ آواز میں انہیں سمجھانا

چھوٹی بچی ہو کیا پکڑ کر باندھ لیں گے حمزہ نے عجیب سا منہ بناتے ہوئے اس کی نقل اتاری تو ایشال نے گھور کر اسے دیکھا

کچھ نہیں ہوتا جا کر دیکھتے تو ہیں معذرت ہی کرنے جا رہے ہیں کون سا ان کی کوئی چیز ہے چرانے جا رہے ہیں ایشال بولتے ہوئے گیٹ کے قریب ہی لگی بیل کو دبا چکی تھی جب اگلے ہی لمحے گیٹ کا چھوٹا دروازہ کھولا تھا اور آگے ایک اونچا لمبا کالے لباس میں کھڑا گارڈ انہیں سخت نظروں سے دیکھ رہا تھا جیسے ان کا یہاں آنا اسے پسند نہ آیا ہو

جی وہ ہمیں اس گھر کے مالک سے ملنا ہے ہادی اس گارڈ کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولا جبکہ اس کارڈ کے چہرے کے تاثرات بالکل نہیں بدلے تھے

وہ کسی سے نہیں ملتے اور جاؤ یہاں سے اب دوبارہ مت آنا گارڈ سختی سے بولتے ہوئے دروازہ بند کرنے لگا جب عمایہ نے اسے مخاطب کیا

دیکھیں بھائی ہمیں بہت ضروری بات کرنی ہے ان سے ہم ایسے نہیں اندر آ سکتے آپ پہلے ان سے پوچھ لیں انہیں بتا دیں کہ سامنے والے گھر سے کچھ

لوگ ان سے بات کرنے آئے ہیں عمایہ اس گارڈ کی طرف دیکھتے ہوئے معصوم سی شکل بنا کر کافی نرمی سے بولی تو اس گارڈ نے اپنے سامنے کھڑی اس چھوٹی سی چبلی سی لڑکی کو دیکھا جو معصومیت بھری نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی

ٹھیک ہے یہیں پر رکو میں پوچھ کر آتا ہوں وہ گارڈ ان چاروں کو ایک نظر دیکھتے ہوئے بولا اور پھر دروازہ بند کرتے ہوئے قدم اندر کی جانب بڑھائے اندر داخل ہوتے ہی سامنے سے اسے انصر آتا ہوا دکھائی دیا تو وہ ہاتھ باندھ کر وہیں پر کھڑا ہو گیا اسے دیکھتے ہی انصر سمجھ چکا تھا کہ ضرور اس نے کوئی بات کرنی ہے

کیا بات ہے سب خیریت ہے انصر اس کے قریب جاتے ہوئے بولا

جی سر وہ باہر چار بچے آئے ہیں اور بول رہے ہیں کہ انہیں گھر کے مالک سے ملنا ہے شاید وہ سامنے والے گھر سے آئے ہیں اور کوئی ضروری بات کرنا چاہتے ہیں اس گارڈ نے انصر کی جانب دیکھتے ہوئے اسے آگاہ کیا

سامنے والے گھر سے تو ان میں کوئی لڑکی بھی ہے انسر کو لگا ہی تھا کہ جیسے باہر اما یا ہو گئی اس لیے اس نے یہ پوچھ ہی لیا

جی سر دو لڑکیاں ہیں اور دو لڑکے اور چاروں ایک ہی عمر کے لگتے ہیں آپ بتائیں کہ میں انہیں کیا جواب دوں وہ باہر ہی کھڑے ہیں گارڈ گیٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا

ٹھیک ہے تم انہیں اندر بھیج دو اور کوئی بات مت کرنا ان سے انصر نے اسے وارن کرنا بہتر سمجھا جس پر وہ سر ہلاتے ہوئے باہر چلا گیا جبکہ انصر تیز تیز قدم لیتا ہوا ارسم کے کمرے کی جانب بڑھا تاکہ اسے اطلاع دے سکے

گھر کے اندر داخل ہوتے ہوئے عمایہ نے چاروں طرف نظریں گھمائی تھی وہ سفید بنگلہ تھا بالکل سفید یہاں تک کہ اس گھر کے اندر موجود ڈیکوریشن پیس اور پردے بھی سفید تھے شاید اس گھر میں رہنے والے شخص کو سفید رنگ زیادہ پسند تھا یا پھر وہ سفید رنگ کے ارد گرد رہنے کا عادی تھا مگر وہ سب بہت خوبصورت تھا ان کے گھر بھی بہت خوبصورت تھے شاندار بنگلوں میں شامل

ہوتے تھے مگر یہ بنگلہ اپنی مثال آپ تھا کسی بھی شاندار تعمیراتی سے کم نہیں تھا

لاؤنج میں داخل ہوتے ہی اسے سامنے ہی انصر کھڑا ہوا دکھائی دیا اسے دیکھ کر عمایہ کو بے حد حیرت ہوئی کیونکہ وہ انصر کو پہچان چکی تھی پہلے والی ملاقاتیں تو اسے یاد نہیں تھی مگر کل والی ملاقات اسے بھولی نہیں تھی اس لیے ایک نظر دیکھتے ہی وہ پہچان چکی تھی کہ کے سامنے کھڑا شخص انسر ہے

السلام علیکم آئیں بیٹھیں آپ لوگ انصر نے مسکرا کر ان چاروں کو بیٹھنے کا اشارہ کیا تو وہ چاروں ہی سامنے والے صوفے پر ایک ساتھ ہی براجمان ہو گئے

آپ وہی ہیں نا جو کل ہاسپٹل آئے تھے عمایہ انصر کی طرف دیکھتی ہوئی بولی شاید وہ تصدیق کرنا چاہ رہی تھی

جی میں وہی ہوں اور میرا نام انصر ہے انصر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا

اور یہ آپ کا گھر ہے یعنی آپ یہاں رہتے ہیں عمایہ نے ہلکا سا مسکرا کر سوال کیا جس پر انصر نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ سر ہلا دیا کیونکہ اجازت نہیں تھی اسے کچھ اور بتانے کی

یہ تو بہت اچھی بات ہے مجھے ایسا لگتا ہے جیسے میں نے پہلے بھی آپ کو کہیں دیکھا ہے کیا آپ کو یاد ہے کہ ہماری ملاقات ہو چکی ہے عمایہ نے مزید بات کو آگے بڑھایا شاید وہ جاننا چاہ رہی تھی کہ پہلے وہ انصر سے ملاقات کر چکی ہے یا پھر یہ اس کا وہم ہی ہے

جی ہاں گڑیا ہماری دو بار پہلے بھی ملاقات ہو چکی ہے جب آپ کا دو بار موبائل ٹوٹا تھا انصر نے پوری سچائی سے جواب دیا جب عمایہ کو فوراً ہی یاد آ گیا کہ واقعی انصر تو سچ کہہ رہا ہے

اچھا یاد آ گیا دراصل ہمیں آپ سے ایک ضروری بات کرنی تھی عمایہ مدے پر آئی

جی بولیں میں سن رہا ہوں۔۔۔

وہ ہم لوگ کرکٹ کھیل رہے تھے اور غلطی سے ہماری بال آپ کی گاڑی کو لگ گئی جس سے آپ کی گاڑی کا شیشہ ٹوٹ گیا ہے ہم اس کا نقصان بھرنا چاہتے ہیں اب کی بار ہادی نے جواب دیا تھا جبکہ عمایہ خاموش ہو چکی تھی جبکہ ایشال اور حمزہ تو بالکل خاموش بیٹھے پورے گھر کا ایکسرہ کرنے میں مصروف تھے

اچھا تو آپ اس کے لیے معذرت کرنے آئے ہیں انصر نے اس کی نقصان والی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے پوچھا

جی ہاں معذرت بھی اور آپ کا نقصان بھی بھرنا چاہتے ہیں اس لیے آپ یہ رکھ لیں ہادی نے بولتے ہوئے اس کی جانب کچھ پیسے بڑھائے

اس کی ضرورت نہیں ہے اور آپ کو معذرت کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے کوئی بات نہیں کھیل کے دوران ایسا ہو جاتا ہے آپ لوگ یہاں آئے ہمیں بہت خوشی ہوئی

ارسم ریلنگ پر دونوں ہاتھ جمائے سر کو نیچے کی جانب کیے بہت غور سے لاونج میں بیٹھے صرف ایک شخص کو اپنی گہری نظروں میں اتار رہا تھا اور وہ یقیناً عمایہ تھی

لیکن ہم سے آپ کا زیادہ نقصان ہوا ہے آپ پلیز رکھ لیں عمایہ نے مسکراتے ہوئے پیسے اس کی جانب بڑھائے

نہیں گڑیا آپ اسے واپس رکھیں یہ بتائیں کہ بال کیسے لگ گئی جہاں تک مجھے لگتا ہے آپ کے گھر کی دیواریں تو کافی اونچی ہیں اتنی آسانی سے بال کا لگنا ممکن نہیں انصر نے بہت سادگی سے اسے انکار کیا تھا

دراصل وہ ہماری عزمی نے سکسر مارا تھا نا اس لیے ایسا ممکن ہو گیا ورنہ ہے تو یہ کام ناممکن ہی حمزہ نے بتیسی نکالتے ہوئے انصر کو عمایہ کا کارنامہ بتایا جبکہ انصر کو حیرت کا جھٹکا لگا یہ سن کر کہ عمایہ نے سکسر مار کر گاڑی کا شیشہ توڑا ہے

کیا یہ آپ نے کیا تھا انصر حیرت سے ڈوبی ہوئی آواز سے عمایہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تو عمایہ نے بغیر کسی شرم کے ہاں میں سر ہلایا بھائی وہ کیوں مکرتی جب اس نے یہ کارنامہ سرانجام دیا تھا تو دیا تھا بس بات ختم

وہ میں نے فرسٹ ٹائم کرکٹ کھیلی تھی نا اس لیے ایسا ہو گیا عمایہ نے شرارتی مسکراہٹ کے ساتھ اس کی معلومات میں مزید اضافہ کیا جبکہ انصر کو ایک اور حیرت کا جھٹکا لگا کہ وہ پہلی بار کرکٹ کھیل رہی تھی پھر تو یہ لڑکی بہت خطرناک تھی پوری پٹاکا تھی وہ

سر کو بھی اپنی ٹکر کی لڑکی ملی ہے انصر نے بے اختیار سوچتے ہوئے اپنی مسکراہٹ دبائی

اور تب ہی لاؤنج میں کچھ ملازم طرح طرح کے لوازمات اور چائے لے کر لاؤنج میں داخل ہوئے جسے دیکھ کر وہ چاروں فوراً ہی اٹھ کھڑے ہوئے

اس سب کی ضرورت نہیں ہے بھائی ہم بس آپ سے بات کرنے آئے تھے اور کسی چیز کی ضرورت نہیں ہادی نے انصر کی طرف دیکھتے ہوئے اعتراض کیا کیونکہ وہ بہت زیادہ تکلف کر رہا تھا

آپ ہمارے مہمان ہیں اور آپ ایسے نہیں جا سکتے پہلی بار ہمارے گھر آئے ہیں بیٹھیں چائے پی کر ہی جائیں انصر نے ان چاروں کو دوبارہ بیٹھنے کا اشارہ کیا جبکہ عمایہ تو وہاں سے بھاگنے کی تیاریوں میں تھی

ارے نہیں بھائی اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے ہم سب نے بس ابھی کھانا کھایا تھا بہت زیادہ معذرت لیکن ہم چائے نہیں پی سکتے انشاءاللہ اگلی بار آپ کی گاڑی کا شیشہ توڑیں گے تو ضرور آئیں گے۔

بولتے بولتے آخر میں عمایہ کی زبان ایک بار پھسلی تھی جبکہ ہادی نے گھور کر عمایہ کو دیکھا جس پر اس نے اپنے دانتوں کی نمائش کرتے ہوئے اسے چلنے کا اشارہ کیا

عمایہ کی بات سن کر ارسم بے اختیار ہنس پڑا یعنی کہ ابھی عمایہ دوبارہ اس کی گاڑی کا شیشہ توڑے گی آخر اس نے بھی دوبار اس کا فون توڑا تھا حق بنتا تھا اس کا وہ چاہتی تو گاڑی کا شیشہ کیا ساری گاڑی کو ہی توڑ دیتی تب بھی ارسم ابراہیم نے کوئی اعتراض نہیں کرنا تھا

ایسے کیسے جا سکتے ہیں آپ لوگ بیٹھے کچھ کھا کر جائیں انصر نے انہیں پھر سے روکا

جس پر عمایہ آگے بڑھی اور پلیٹ میں رکھے تمام لوازمات کو ایک نظر دیکھتے ہوئے ایک چھوٹا سا چاکلیٹ بسکٹ اٹھا لیا

یہ بہت ہے باقی اگلی بار سہی خدا حافظ عمایہ بول کر جلدی سے باہر کو بھاگ گئی کیونکہ وہ تینوں اس سے پہلے ہی وہاں سے نکل چکے تھے جب پیچھے سے کسی کا زوردار قہقہہ سنائی دیا اس نے گردن گھما کر پیچھے دیکھا مگر انصر تو مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا پھر قہقہہ کس نے لگایا تھا

اب یہ وقت سوچنے کا نہیں تھا اس لیے عمایہ اس آواز کو اگنور کرتی ہوئی باہر کی جانب بھاگ گئی

ہر درگاہ پر یتیم کھانے میں ہر بے سہارا لوگوں میں کھانا بانٹو انصر آج اس شہزادی نے ہمارے گھر میں قدم رکھا ہے آج غریبوں کو اتنا دو کہ وہ خدا کا شکر ادا کریں اس کا صدقہ سمجھ کر جانور غریبوں میں بانٹ دو

ارسم نے اوپر سے ہی انصر کو حکم دیا جب انصر نے مسکراتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا اور باہر کی جانب قدم بڑھائے کیونکہ اسے ارسم کے حکم کی تعمیل کرنی تھی

شام کے سائے ہر طرف ڈھل رہے تھے اور وہیں عمایہ اپنے کمرے میں ایل ای ڈی کے سامنے بیٹھی کوئی ڈرامہ دیکھ رہی تھی جب اس کے کمرے کا دروازہ ناک ہوا اس نے باہر کھڑے شخص کو اندر آنے کی اجازت دی

عمایہ بی بی باہر کوئی لڑکا یہ پارسل دے کر گیا ہے آپ کے لیے نیلو کمرے میں داخل ہوتے ہوئے بولی جب کہ اس کے ہاتھ میں ایک ڈبہ نما چیز تھی جسے دیکھ کر عمایہ کو بے حد حیرت ہوئی جہاں تک اسے یاد تھا اس نے تو کچھ نہیں منگوایا تھا

یہ کیا ہے اور یہ کس نے بھیجا ہے عمایہ نے الٹا اس سے سوال کیا

جی کوئی ڈلیوری بوائے تھا اور اس نے بولا کہ آپ نے یہ سامان آرڈر کروایا ہے اور اوپر نام بھی آپ لکھا ہے دیکھ لیں آپ میں اب چلتی ہوں نیلو وہ ڈبہ بیڈ پر رکھتے ہوئے بولی اور کمرے سے نکل گئی جبکہ عمایہ وہیں پر بیٹھی فریز ہو چکی تھی اس نے تو کچھ بھی آرڈر نہیں کروایا تھا پھر یہ سب کیا تھا اس کے

ذہن میں پہلا خیال آنے والا ارسم کا تھا کہیں پھر سے توارسم نے کوئی عذاب تو نہیں ڈال دیا اس کے سر

اپنی سوچوں کو ایک سائیڈ پر رکھتے ہوئے عمایہ جلدی سے آگے بڑھی اور اس ڈبے کو کھولنے لگی ڈبہ کھولتے ہی اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی ڈبے کے اندر ایک بے حد خوبصورت بلیک رنگ کا ڈریس موجود تھا عمایہ پہلی نظر دیکھتے ہی پہچان چکی تھی کہ یہ وہی ڈریس تھا جو کل اس نے مال میں پسند کیا تھا مگر اس وقت اسے یہ ڈریس نہیں مل سکا تھا

اور اب وہی ڈریس اس کے سائز کا اس کے سامنے موجود تھا صرف یہ ہی نہیں اس ڈریس کے ساتھ ایک پھولوں کا بکے اس ڈریس کے ساتھ میچنگ جیولری اور ایک خوبصورت سینڈل بھی موجود تھی عمایہ کہ دل کی دھڑکن اتنی تیز ہو چکی تھی کہ اسے لگ رہا تھا کہ ابھی اس کا دل باہر نکل آئے گا آنکھوں میں ایک بار خوف پھیلنے لگا مگر اگلے ہی لمحے اسے بے حد غصہ آیا تھا

جس کے نتیجے اس نے فوراً اپنا فون پکڑا اور ارسم کے نمبر پر کال ملا کر فون کان سے لگایا اور غصے سے یہاں وہاں چکر لگانے لگی

دوسری بیل پر ہی فون اٹھا لیا گیا تھا جبکہ عمایہ نے ایک سیکنڈ کی بھی دیر کیے بغیر بولنا شروع کر دیا تھا

آخر آپ کے ساتھ مسئلہ کیا ہے آپ کیوں مجھے تنگ کیے جا رہے ہیں میں آپ کو نہیں جانتی اور میں آپ سے بات نہیں کرنا چاہتی کبھی آپ پھول بھجواتے ہیں اور کبھی اس طرح کے پارسل آپ کیوں مجھے ذلیل کروانے پر تلے ہوئے ہیں آپ مجھے آج بتا ہی دیں کہ آپ کی مجھ سے دشمنی کیا ہے آپ کو مجھ سے چاہیے کیا تاکہ وہ میں آپ کو دوں اور آپ میری جان چھوڑ دیں۔

عمایہ جیسے آج پھٹ پڑی تھی اس کی برداشت سے باہر ہو چکا تھا عمایہ سب سے جتنا اس بات کو چھپانے کی کوشش کر رہی تھی اتنا ہی ارسم اس طرح کی حرکتیں کر کرا سے اس کے گھر والوں کی نظروں میں ذلیل کرنا چاہ رہا تھا عمایہ کی سوچ کے مطابق۔۔۔

عمایہ بول کر چپ ہوئی تو آگے سے مکمل خاموشی سنائی دی شاید ارسم بھی بالکل خاموش تھا

اپنے الفاظوں کو درست کرو مایا میں تمہیں ذلیل نہیں کروانا چاہتا اور نہ ہی میں تمہیں ذلیل کر رہا ہوں اگر ائندہ تم نے ایسے الفاظ استعمال کیے تو مجھ سے نرمی کی توقع مت رکھنا ارسم بولا تو اس کی آواز میں سرد مہری تھی سرد اور سخت آواز سنتے ہوئے عمایہ کے بدن میں ایک سرد لہر سی دوڑ گئی مگر وہ ہمت جمع کرتے ہوئے پھر سے بولی

جب تک آپ مجھے بتائیں گے نہیں کہ آپ کون ہیں اور مجھے کیوں تنگ کرتے ہیں میں آپ کے بارے میں ایسے ہی الفاظ استعمال کروں گی عمایہ بھی صاف گوئی سے بولی

تمہیں کل ہی پتہ چل جائے گا کہ میں کون ہوں اس لیے اتنی بے تابی مت دکھاؤ جو ڈریس تمہیں بھجوایا ہے کل یہ ڈریس پہن کر تیار رہنا تمہیں اپنے بابا کے ساتھ ایک پارٹی میں جانا ہے اور وہیں تمہیں پتہ چل جائے گا کہ میں

کون ہوں ارسم کا لہجہ ابھی بھی سنجیدہ تھا مگر پہلے کی طرح سرد نہیں تھا پتہ نہیں کیوں وہ عمایہ سے بات کرتے ہوئے سخت رویہ استعمال نہیں کر پاتا تھا وہ عمایہ کے ساتھ سخت ہو ہی نہیں سکتا تھا وہ اس کے لیے نرم تھا وہ اسے کوئی تکلیف نہیں دینا چاہتا تھا اور نہ ہی وہ ایسا کر سکتا تھا

دیکھیں آپ۔۔۔۔۔عمایہ ابھی اپنی بات مکمل بھی نہیں کر سکی تھی جب ارسم نے بیچ میں اسے ٹوکا

کہہ دیا نا کہ کل تمہیں تمہارے سارے سوالوں کے جواب مل جائیں گے اب اپنے چھوٹے سے دماغ پر زیادہ زور مت ڈالو اور چپ چاپ سو جاؤ کل کی ملاقات کے بعد یقیناً تمہاری نیندیں اڑنے والی ہیں اس لیے کی آج کی رات سکون سے سو جاؤ تاکہ کل بالکل فریش مجھ سے ملو ارسم اتنے یقین سے بول رہا تھا جیسے اسے سب پتہ ہو کہ کل کیا ہونے والا ہے

میں آپ سے نہیں ملوں گی۔۔۔۔۔۔

عمایہ کے بولنے پر ارسم کہ انابی ہونٹوں تلے مسکراہٹ بکھر گئی

یہ کل دیکھیں گے بہت رات ہو چکی ہے سو جاؤ گڈ نائٹ میرے بھالو ارسم نے بولتے ہی فون بند کر دیا تھا جبکہ ارسم کے آخری الفاظ عمایہ کے ذہن میں تیزی سے گھومنے لگے تھے

یعنی کل ارسم اس کے سامنے آنے والا تھا وہ کیسے اس کا سامنا کر سکے گی وہ تو ابھی سے اس سے اتنا ڈرتی تھی اس پر ارسم کا خوف طاری ہونے لگا تھا اور کل کے بارے میں سوچتے ہوئے اسے بے حد ڈر لگ رہا تھا مگر آخری بار آنکھیں بند کرتے ہوئے اس نے سارا معاملہ خدا پر چھوڑ دیا اور سونے کی کوشش کرنے لگی اب جو ہونا تھا کل دیکھی جائے گی اس کے پیچھے وہ اپنی نیند تو خراب نہیں کر سکتی تھی نا اپنی نیند کے معاملے میں وہ بہت پوزیسیو تھی

آج شام کو سب تیار رہیے گا ہمیں ایک ضروری دعوت پر جانا ہے اس وقت سب ڈائننگ ٹیبل پر موجود تھے جب عارف صاحب نے انہیں رات کے

حوالے سے اطلاع دی جسے سن کر عمایہ نے جھٹکے سے سر اٹھا کر عارف صاحب کی طرف دیکھا

کہاں جانا ہے بابا..؟؟ عمایہ نے پراٹھے کا نوالہ منہ میں ڈالتے ہوئے پوچھا

میرے ایک دوست نے ہم سب کی دعوت کی ہے وہاں پر جانا ہے بیٹا عارف صاحب نے مسکراتے ہوئے جواب دیا

تو عمایہ کو بے حد حیرت نے آن گھیرا کیونکہ ارسم اسے رات میں ہی بتا چکا تھا کہ کل وہ اپنے بابا کے ساتھ کہیں جانے والی ہے یعنی ارسم کو پہلے سے ساری معلومات تھی لیکن کیسے اس کے بابا تو اب انہیں بتا رہے تھے پتہ نہیں اس شخص کو عمایہ کی پل پل کی خبر کیسے ملتی تھی عمایہ کی سمجھ سے باہر تھا

جانا ضروری ہے کیا بابا عمایہ کو بہت ڈر لگنے لگا تھا اس کا بالکل دل نہیں چاہ رہا تھا جانے کو

جی ہاں بیٹا انہوں نے ہم سب کو انوائٹ کیا ہے اور اس لیے ہم سب جائیں گے آپ کو کوئی پرابلم ہے عارف صاحب نے بہت محبت سے اس کے خوبصورت چہرے کو دیکھتے ہوئے وجہ پوچھی

نہیں باباجان مجھے کوئی پرابلم نہیں ہے ہم چلیں گے عمایہ کھل کر مسکراتے ہوئے بولی

وہ انکار نہیں کر سکتی تھی اور نہ ہی اس کے پاس انکار کی کوئی وجہ تھی اس لیے خود تو بہت تسلی دیتے ہوئے اس نے جانے کی حامی بھر لی مگر دل میں ارسم کا بہت زیادہ ڈر تھا اس نے بولا تھا کہ وہ رات کو اس کے سارے سوالوں کا جواب دے گا اور وہ اس سے رات کو ملنے والا تھا

وہ ارسم سے نہیں ملنا چاہتی تھی لیکن دل میں دور کہیں ملنا بھی چاہتی تھی وہ دیکھنا چاہتی تھی کہ وہ شخص کون ہے کیسا دکھتا ہے اور کیوں اس کے پیچھے پڑا ہے فی الحال وہ اپنے دل کے ساتھ خود الجھی ہوئی تھی اس لیے اسے اس وقت کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا

پھر وہ وقت آ ہی ہے جس کا عمایہ کو سب سے زیادہ ڈر تھا بابا کا فون آ چکا تھا وہ بول چکے تھے کہ ایک گھنٹے تک وہ گھر آ جائیں گے سب بالکل تیار رہیں جبکہ عمایہ اپنے کمرے کنفیوز ہوئے بیٹھی تھی اور پریشانی سے کبھی دائیں تو کبھی بائیں چکر لگا رہی تھی

جبکہ ایشال بھی تیار ہونے کے لیے جا چکی تھی اور اسے بھی تیار ہونے کا کہہ کر گئی تھی لیکن عمایہ نے ابھی تک کچھ بھی نہیں کیا تھا

ابھی وہ اپنی سوچوں میں ڈوبی ہوئی تھی جب اس کے فون پر ایک رنگ ہوئی تو عمایہ نے جلدی سے فون پکڑ کر اس میسج کو اوپن کیا جیسے وہ پہلے سے ہی کسی کال یاں میسج کی تاک میں بیٹھی ہو

آج وہ ہی ڈریس پہننا مایا۔۔۔۔فون کی سکرین پر ارسم کے نمبر سے آنے والا میسج جگمگا رہا تھا جسے دیکھ کر عمایہ کی دھڑکنوں نے ایک دم سے تیز رفتار پکڑی تھی

میں کیوں پہنوں یہ ڈریس اور یہ کون ہوتے ہیں مجھے حکم دینے والے عمایہ کا ایک دم سے پارہ چڑھا تھا اس نے فون کی سکرین پر انگلیاں چلاتے ہوئے فوراً انکار کیا اور فون بیڈ پر رکھ دیا اور چلتی ہوئی الماری کے قریب آن کھڑی ہوئی اور الماری کھول کر آج کے لیے کوئی اچھا سا ڈریس پسند کرنے لگی

ابھی اس نے ایک ڈریس پسند کر کے نکالا ہی تھا اور چینج کرنے کے لیے جانے ہی والی تھی جب اس کا فون بجنے لگا نہ چاہتے ہوئے بھی عمایہ اس فون کال کو اگنور نہیں کر سکتی تھی اس نے آگے بڑھ کر کال اٹینڈ کی اور فون کا کان سے لگایا

مایا..... ہمیشہ کی طرح بھاری مگر سر گوشی نما آواز عمایہ کے جسم میں کپکپی پیدا کر گئی

میں وہ ڈریس نہیں پہنوں گی عمایہ نے بغیر کوئی بحث کیے صاف انکار کیا

تم وہ ہی ڈریس پہنو گی ہر حال میں ارسم بھی اٹل لہجے میں بولا

میں نے کہاں نہ نہیں تو مطلب نہیں عمایہ کو اب غصہ آنے لگا تھا

فضول کی ضد مت کرو مایا ارسم کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا اسے عمایہ کا اس طرح ضد کرنا پسند نہیں آرہا تھا ہاں اگر وہ کسی اور چیز کی ضد کرتی تو ارسم کو ضرور اچھا لگتا

میں فضول ضد نہیں بلکہ آپ مجھ سے بحث کر رہے ہیں

ارسم نے لب بھینچ کر کچھ دیر خاموشی اختیار کرلی جبکہ عمایہ اس کے بولنے کا انتظار کر رہی تھی مگر فون بند نہیں کیا تھا ویسے اسے اندازہ تھا کہ ارسم کی بات ابھی مکمل نہیں ہوئی

ٹھیک ہے پھر رات کو تیار رہنا میں مولوی کو ساتھ لے کر آؤں گا ارسم بنا لچک بولا

کک کیا مطلب۔۔۔۔ عمایہ کا دل عجیب سے ڈر کی مانند دھڑکا

مطلب میں تمہیں رات کو نکاح کے بعد سمجھاؤں گا ارسم نے جیسے بات ہی ختم کردی تھی اور دوسری طرف عمایہ کے چہرے کی ہوائیاں اڑ چکی تھی دیکھیں.... عمایہ نے جلدی سے کچھ بولنا چاہا

دیکھ لوں گا آج میرے بھالو اتنی جلدی کس بات کی ہے بلکہ تم بھی آج مجھے جی بھر کر دیکھ لینا آخر اپنے محرم کو دیکھنے میں شوہر کے روپ میں کوئی دقت پیش نہیں آتی ارسم بہت سہولت سے بولا جبکہ عمایہ کا رنگ ڈر کے مارے سفید پڑ چکا تھا

آپ ایسا نہیں کر سکتے پلیز میں وہ ڈریس پہن رہی ہوں عمایہ ایک ہی سانس میں بولی کہ کہیں وہ واقعی میں ایسا نہ کر دے جیسا وہ بول رہا ہے اس کا کیا بھروسہ

عمایہ کہ اس طرح ہڑ بڑا کر بولنے پر ارسم کے ہونٹوں تلے خوبصورت مسکراہٹ رینگ گئی

تم ضد کرتی ہوئی اچھی لگتی ہو مگر وہ ضد جو تم پر سوٹ کرتی ہو میرے حکم پر فضول کی ضدمت کیا کرو اب جلدی سے تیار ہو جاؤ وقت بہت کم ہے ارسم مسکراتے ہوئے بول کر فون بند کر چکا تھا جبکہ عمایہ اپنا پکڑ کر بیٹھ گئی آج پتہ

نہیں کیا ہونے والا تھا عمایہ کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی موت کا فرشتہ اس کا انتظار کر رہا ہو جس کے لیے وہ بن ٹھن کر اس سے ملنے جا رہی ہے

موٹی اور کتنی دیر لگانی ہے ہادی عمایہ کے کمرے کا دروازہ کھول کے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے خاصی اونچی آواز میں بولا مگر آگے ہی عمایہ کو دیکھ کر اس کے قدم وہیں پر رک گئے

آ تو رہی ہوں صبر بھی کر لیا کرو عمایہ نے بولتے ہوئے الٹا اسے گھورا

ارے واہ بابا کی شہزادی آج تو کیا کمال کی لگ رہی ہو ہادی اس کی تعریف کیے بغیر نہیں رہ سکا تھا

لگ رہی ہوں نا پیاری دیکھو تم سے بھی زیادہ عمایہ اس خوبصورت بلیک پیروں کو چھوتی فراک کو ایک نظر دیکھ کر گھومتے ہوئے بولی

ہاں آج تو بہت پیاری لگ رہی ہو ماشاءاللہ ہادی دل کھول کر تعریف کر رہا تھا کیونکہ وہ لگی اتنی پیاری رہی تھی

ویسے یہ ڈریس تو نہیں ملا تھا پھر یہ کہاں سے آیا ہادی کے ذہن میں اچانک کل مال میں کی گئی کاروائی گھومنے لگی

جبکہ ہادی کو اس بارے میں بات کرتا دیکھ کر عمایہ ایک بار گھبرائی مگر پھر تمام تر ہمت جمع کرتے ہوئے بولی

ہاں وہ میں نے آرڈر کروالی تھی کل شام کو ہی ملی ہے عمایہ نے نظریں چراتے ہوئے جھوٹ بولا اسے جھوٹ بولتے ہوئے اچھا تو نہیں لگ رہا تھا مگر وہ کچھ اور کر بھی نہیں سکتی تھی

اچھا اب گھورو نہیں نظر لگانے کا ارادہ ہے کیا ابھی تو مجھے بابا نے بھی دیکھنا ہے اور بھائی نے بھی دیکھنا ہے اور باقی سب نے بھی دیکھنا ہے عمایہ اس کے بازو پر ایک تھپڑ جھاڑتے ہوئے بولی اور اپنا فون پکڑ کر مسکراتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئی جبکہ ہادی بھی مسکرا کر اس کے پیچھے ہی چل دیا

وہ سب لوگ مطلوبہ جگہ پر پہنچ چکے تھے اور اب سب گاڑی سے اتر کر اندر کی جانب قدم بڑھا رہے تھے ایشال اور عمایہ کی تو باتیں ہی ختم نہیں ہو رہی تھی وہ اندر جاتی ہوئی مسلسل بول رہی تھی

جبکہ گھر کے بڑے صرف انہیں مسکرا کر دیکھ رہے تھے گھر کا دروازے پر ہی سب کا استقبال کرنے کے لیے میزبان موجود تھے انہیں دیکھتے ہی وہ خوش ہو گئے اور بہت اچھی طرح ان کا استقبال کیا جو ان سب کو بہت پسند آیا تھا مگر اتنا تکلف ان سب کے لیے یہ چیز انہیں تھوڑا حیران کر رہی تھی

گھر کے لان میں قدم رکھتے ہی سارا لان مہمانوں سے بھرا پڑا تھا وہ کوئی بولڈ پارٹی نہیں تھی وہ ایک دعوت تھی جہاں پر سب نے سلیقے سے ڈریسنگ کی ہوئی تھی کسی کا بھی لباس نامناسب نہیں تھا سب اپنی اپنی پرسنلٹی پر بے حد پر کوشش کر رہے تھے

مجھے تو لگا کہ یہاں پر صرف ہم لوگ ہوں گے مگر یہاں تو بہت سے لوگ موجود ہیں ایشال عمایہ کے کان میں گھستے ہوئے بولی

مجھے بھی یہی لگا تھا خیر سب کافی اچھے لگ رہے ہیں عمایہ نے بھی بدلے میں سرگوشی نما آواز میں جواب دیا جس ایشال نے فقط سر ہلایا اور اپنے بڑوں کی جانب متوجہ ہوئی جواب کسی سے مل رہے تھے اور انہیں بھی ملوا رہے تھے

یہ دونوں آپ کی بیٹیاں ہیں ماشاءاللہ یہ تو بہت جلدی بڑی ہو گئی بہت خوبصورت ہیں ایک عورت جو تقریباً درمیانی عمر کی تھی وہ ایشال اور عمایہ کو دیکھتی ہوئی مسکرا کر بولی اور آگے بڑھ کر ان دونوں سے گلے ملی

بیٹیاں تو ہوتی ہی خوبصورت ہیں مگر آپ کی پرورش بتاتی ہے کہ آپ کی بیٹیاں تربیت سے بھی بہت خوبصورت ہیں ایک ادھیر عمر آدمی آگے بڑھ کر ان دونوں کے سر پر باری باری ہاتھ رکھتے ہوئے بولا شاید وہ آدمی اس عورت کا خاوند تھا مگر لہجے میں کافی خلوص تھا جسے محسوس کرتے ہوئے وہ دونوں ہی مسکرا دی

ابھی بڑے اور بھی بہت سے لوگوں سے مل رہے تھے شاید وہاں پر ان کے بہت سے جاننے والے تھے جبکہ ینگ پارٹی سائیڈ پر ایک ٹیبل پر براجمان ہو

چکے تھے کیونکہ وہ یہاں پر کسی کو نہیں جانتے تھے تو وہ اچھی طرح سب کا معائنہ کرنے لگے اور ساتھ ہی اپنی باتیں بھی شروع کردی

ویسے یہاں پر زیادہ انجوائمنٹ تو نہیں ہے لیکن اچھا لگ رہا ہے مگر زیادہ لڑکیاں بھی نہیں ہیں چلو کسی لڑکی کو تاڑ ہی لیتے ان سب کے درمیان میں بیٹھے حمزہ نے عجیب سا شوشہ چھوڑا جسے سنتے ہی سب نے اسے گھورا جیسے اس کی بات پسند نا آئی ہو

تم اتنا فضول کیسے بول لیتے ہو بندر عمایہ نے ٹیبل پر رکھے اس کے ہاتھ پر ایک چپیٹ لگائی

بول سکتا ہوں میڈم تمہارا بھائی ہوں مجھ پر فرض ہے کہ میں فضول بولوں فضول کام کروں اور۔۔۔۔۔۔

بس کردو تم ہو ہی فضول بندے تو فضول ہی کام کروگے نا زیادہ اترانے کی ضرورت نہیں ہے ورنہ بھائی قریب ہی کھڑے ہیں یاد رکھنا ہادی نے اسے یاد کروانا ضروری سمجھا کہ کہیں وہ کچھ زیادہ ہی فری نہ ہو جائے

اچھا چھوڑو تم دونوں لڑنا یہ پکڑو تم فون ہم دونوں کی تصویریں بناؤ عمایہ نے ان دونوں کو الجھتے دیکھ کر جلدی سے اپنا فون حمزہ کے ہاتھ میں تھمایا اور ایشال کا ہاتھ پکڑ کر اٹھ کھڑی ہوئی

نو لیڈیز تم لوگوں کی تصویریں بنانا سب سے مشکل کام ہے ایک پوز پر 20 20 تصویریں بنواتی ہوں اگلا بھی انسان ہیں یار تھک جاتا ہے حمزہ نے فون واپس دینا چاہا جب عمایہ نے بری طرح گھور کر اسے دیکھا

اچھا گھور کیوں رہی ہو بنا دیتا ہوں لیکن میں ایک ہی پوز میں زیادہ سے زیادہ تصویریں نہیں بناؤں گی ہادی اٹھتے ہوئے اس انداز میں بولا جیسے کوئی احسان کر رہا ہو

ہم جتنے مرضی پوز میں جتنی مرضی تصویریں بنوائیں تم صرف چپ چاپ بناؤ گے سمجھے عمایہ اسے گھورتے ہوئے بولی اور بغیر اس کا جواب سنے ایشال کا ہاتھ پکڑ کر دوسری جانب قدم بڑھائے یہاں زیادہ لوگ موجود نہیں تھے اور یقیناً وہ تصویریں بھی اچھی آنے والی تھی

وہ لان کی دوسری سائیڈ تھی وہاں پر ایک خوبصورت سا سوئمنگ پول بنا ہوا تھا جس کے قریب خوبصورت سے پھول اور ڈیکوریشن پیسز پڑے تھے

عمایہ کو یہ جگہ بہت پر سکون لگی تھی اس کا دل چاہا کہ وہ اسی جگہ پر بیٹھ جائے مگر ایشال نے اسے یاد کروایا کہ وہ لوگ تصویریں بنوانے آئے ہیں نہ کہ یہاں بیٹھنے

طرح طرح کے پوز لیتے ہوئے ایشال اور عمایہ حمزہ کو بہت تنگ کر رہی تھی اور وہ منہ کے برے سے ڈیزائن بنا کر ان کی تصویریں کھینچ رہا تھا کیونکہ عمایہ اسے دھمکی دے چکی تھی کہ اگر اس نے ان کی بات نہ مانی تو وہ ابھی اور اسی وقت بابا کو بتائیں گی پھر بابا جانے اور حمزہ جانے اور عمایہ کی دھمکی کام کر چکی تھی اس لیے تو حمزہ منہ کے ٹیرھے میرھے ڈیزائن بناتے ہوئے ان کی تصویریں کھینچ رہا تھا

ارسم نے گاڑی سے نکلتے ہوئے لان میں قدم رکھا جب ہر طرف ایک شور سا اٹھا تھا وہاں موجود ایک ایک شخص اس کی جانب متوجہ ہوا تھا جیسے وہ اس

دعوت کی خاص شخصیت ہو سب کی نظریں صرف اسی پر جمی تھی جب بلیک تھری پیس سوٹ پہنے بائیں ہاتھ کی کلائی میں برینڈ ڈواچ پہنے بالوں کو جیل کے ساتھ نفاست سے سیٹ کیے آنکھوں پر بلیک گلاسز لگائے اپنی پُر اصرار پرسنلٹی لیے بھاری قدم لیتا اندر کی جانب بڑھ رہا تھا وہاں پر کوئی ایسا شخص نہ تھا جس کی نظریں ارسم پر نہ ہو

آگے ہی کچھ ملازمین نے ارسم کا استقبال کیا اس کے استقبال میں اسے پھول پیش کیے جسے انصر تھام چکا تھا اور اب ایک شخص کے سامنے رکا تھا جو مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہے تھے

السلام علیکم انکل کیسے ہیں آپ ارسم اپنی آنکھوں سے گلاسز اتارتے ہوئے اپنے لہجے میں اپنائیت لاتے ہوئے بولا

وعلیکم السلام الحمد للہ برخوردار تم سناؤ مجھے امید نہیں تھی کہ تم آؤ گے مگر تم نے آکر حیران کردیا وہ کافی حیران تھے اور خوش بھی انہیں واقعی امید نہیں

تھی کہ ارسم اپنے قیمتی وقت میں سے وقت نکال کر ان کی دعوت میں شامل ہوگا

آپ میرے ڈیڈ کے بچپن کے دوست ہیں اور اس حساب سے آپ میرے چچا لگے یعنی میرے ڈیڈ کی جگہ پھر میں آپ کی بات کو کیسے ٹال سکتا تھا ارسم ہلکا سا مسکراتے ہوئے بولا جس پر وہ مسکرا دیے

چلو آؤ تمہیں اس محفل کے خاص مہمانوں سے ملواتا ہوں وہ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولے اور اسے عارف اور عظیم صاحب سے ملوانے لگے جس پر وہ دونوں مسکراتے ہوئے اپنے سامنے کھڑے خوبصورت نوجوان کو اور اس کے خلوص کو دیکھ کر کافی خوش ہوئے تھے انہیں یہ لڑکا بہت اچھا لگا تھا ایک ذمہ دار اور مچیور لڑکا اپنی جوانی میں بھی وہ شاید ایسے ہی تھے مگر پرکھنے پر بھی انہیں اس لڑکے میں کوئی برائی نہیں دکھائی دے رہی تھی ارسم کی نظریں ہر طرف صرف ایک ہی دوشیزہ کو ڈھونڈ رہی تھی جو شاید اس کی نظروں سے ابھی تک اوجھل تھی اور سامنے نہیں آئی تھی وقت

گزرنے کے ساتھ ساتھ ارسم کی بے چینی بھی بڑھ رہی تھی وہ بس عمایہ کو دیکھنا چاہتا تھا مگر وہ اسے یہاں کہیں دکھائی نہیں دے رہی تھی ملی گئی اطلاع کے مطابق وہ اپنی فیملی کے ساتھ ہی آئی تھی لیکن وہ کہاں پر تھی یہ بات اسے بے چین کر رہی تھی

ابھی اس نے عمایہ کو کال ملانے کے لیے فون نکالا ہی تھا جب اس کی نظر سامنے سومنگ پول کی جانب سے آتی عمایہ پر پڑی تو اس کی نیلی آنکھیں وہیں ٹک گئی جیسے کسی نے اسے فریز کر دیا ہو

عمایہ اسی بلیک رنگ کی پاؤں کو چھوتی فراک کو پہنی نہ محسوس میک اپ کیے آگے سے بالوں کا رول بنا کر پیچھے ہلکی سی کیچر میں قید کیے دوپٹے کو کندھے پر ڈال کر دوسرے ہاتھ میں پکڑے آہستہ آہستہ قدم لے کر چلتی آ رہی تھی جب کہ حمزہ اور ایشال کے ساتھ اس کی باتیں جا رہی تھی جس پر وہ کھلکھلا کر ہنستی تو کبھی مسکرانے لگتی ارسم کو وہ کسی اپسرا سے کم معلوم نہیں ہو رہی تھی وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی اسے سنورنے کی ضرورت نہیں تھی ابھی تو

اس نے سادگی میں اس کے ہوش اڑائے تھے جس دن بن ٹھن کر اس کے سامنے آجاتی اس دن تو ارسم ابراہیم اپنا دل نکال کر اس کے قدموں میں ہی رکھ دیتا

ارسم نے بمشکل اس کے وجود سے نظریں ہٹائی تھی کیونکہ اس کے علاوہ بھی وہاں پر بہت سے لوگ موجود تھے اور وہ کسی کی بھی نظروں میں نہیں آنا چاہتا تھا نہ ہی وہ عمایہ پر کوئی سوال اٹھتا ہوا برداشت کر سکتا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ یہ معاشرہ کیسا ہے اور یہاں کے لوگ کیسے ہیں ایک لڑکی کی عزت پاکستان میں کتنی نازک ہے وہ بہت اچھے سے جانتا تھا اور وہ یہ ہرگز نہیں چاہتا تھا کہ اس کی شہزادی کی عزت پر ایک حرف بھی آئے اس لیے اس نے اپنی نظروں کا زاویہ بدل لیا

ارسم ابراہیم کے جذبات اتنے بھی بے لگام نہیں تھے کہ وہ ان پر قابو نہ پا سکتا جو اپنے ضمیر کو قابو میں کر سکتا تھا اس کے لیے اپنی جذبات قابو کرنا بائیں

ہاتھ کا کھیل تھا اس لیے وہ اب سب سے بے نیازیوں بیٹھا تھا جیسے اس نے کسی کو دیکھا ہی نہ ہو اور اسے کسی کے ہونے یا نہ ہونے سے فرق ہی نہ پڑتا ہو

عمایہ ایشال کے ساتھ چلتی ہوئی اس ٹیبل پر آئی جہاں فیملی کے تمام ممبرز موجود تھے مگر ان سب کے ساتھ ایک اور فرد بھی موجود تھا جسے دیکھ کر عمایہ تو پہچان چکی تھی لیکن ایشال اسے نہیں جانتی تھی

عزمی یہ کون ہے ایشال نے عمایہ نے پوچھا

بابا کے شاید کوئی جاننے والے ہیں اس دن جب میں انجیو گئی تھی تو وہاں پر ملے تھے جس طرح بابا ان سے بات کر رہے تھے محسوس تو یوں ہو رہا تھا جیسے وہ بابا کے لیے کافی عزیز ہیں عمایہ نے ایشال کو میران کے بارے میں بتایا

اچھا ویسے تو کافی ڈیشنگ بندہ ہے پر سنلٹی بہت اچھی ہے ایشال میران کو ایک نظر دیکھتے ہوئے بولی

انسان بنو تم کب سے ٹھرکی بن گئی عمایہ نے ایشال کو گھورا

خدا کا خوف کرو لڑکی میں کب ٹھرک جھاڑ رہی ہوں میں نے تو بس ویسے ہی تعریف کی ایشال نے بولتے ہوئے کندھے آچکائے اتنی دیر میں وہ ٹیبل کے قریب پہنچ چکی تھی

السلام علیکم دونوں نے کی آواز میں مشترکہ سلام لیا اور ٹیبل پر اپنی نشت سنبھال کر بیٹھ گئی

وعلیکم السلام حمزہ کہاں ہے بیٹا وہ نہیں ایا تایا جان نے ان دونوں سے حمزہ کے بارے میں پوچھا

پتہ نہیں تایا جان ہمارے پیچھے ہی آرہا تھا عمایہ نے بولتے ہوئے پیچھے کی جانب کا گردن گھمائی مگر وہ تو کسی جن بھوت کی طرح غائب ہو چکا تھا

میران نے نظریں اٹھا کر عمایہ کی طرف دیکھا صرف ایک پل کے لیے اور پھر اس نے اپنی نظروں کا زاویہ بدل لیا اس کا غیر ارادی حسن اسے اپنی طرف راغب کر رہا تھا اور وہ یہ نہیں ہونے دینا چاہتا تھا

ارے بیٹا بیٹھو یہیں پر ہمارے درمیان کہاں جا رہے ہو مہران سیٹ کر اٹھتا دیکھ کر عارف صاحب نے اسے مخاطب کیا

میں کچھ بزنس پارٹنرز کو مل لوں یہیں پر ہوں آپ کے پاس فکر مت کریں اس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو عارف صاحب بھی مسکرا دیے اور ہاں میں سر ہلایا تو اجازت ملتے ہی میران وہاں سے اٹھ کر چلا گیا

کچھ دیر میں ہی وہ سب وہاں بیٹھ کر کھانا کھا رہے تھے جبکہ عمایہ تو بالکل ہی بھول چکی تھی کہ ارسم نے اس سے کچھ کہا ہے وہ تو صرف اپنی فیملی کے ساتھ ہنسی مذاق کرنے میں مصروف تھی اور اسی طرح وقت گزر رہا تھا اور اس کے دماغ میں ایک بار بھی یہ بات نہیں آئی تھی کہ ارسم نے آج اس سے ملنا ہے جبکہ ارسم بھی کچھ فاصلے پر بیٹھا بالکل بے نیاز تھا اس نے دوبارہ عمایہ کی

طرف دیکھنے کی غلطی ہر گز نہیں کی تھی ہاں لیکن وہ کچھ دیر بعد ہونے والی ملاقات کے لیے بہت بے چین تھا

ارسم نے اپنے سامنے بیٹھے انصر کی طرف دیکھا جسے دیکھتے ہی انصر سمجھ چکا تھا کہ ارسم کا حکم کیا ہے اس لیے فوراً ہی اپنی جگہ سے اٹھا اور دوسری جانب چلا گیا

ایک بیٹر ٹیبل پر جوس رکھ رہا تھا جب غلطی سے جوس کا گلاس عمایہ کے کپڑوں پر گر گیا تو وہ ہڑ بڑا کر کرسی سے اٹھ کھڑی ہو گئی

ایم ریلی سوری میم غلطی سے ہو گیا ویٹر فوراً ہی معذرت کرنے لگا

اٹس اوکے کوئی بات نہیں آپ جائیں عارب نے اس ویٹر کے چہرے پر کافی زیادہ پریشانی دیکھتے ہوئے اسے جانے کا بولا شاید ویٹر ان سے ایکسپیکٹ کر رہا تھا کہ وہ کوئی اسے ڈانٹے گا یا دوسرے لوگوں کی طرح اس کی انسلٹ کی جائے گی مگر یہاں ایسا کچھ نہیں ہوا تھا

میرا تو سارا اڈریس خراب ہو گیا اب کیا کروں عمایہ فکر مندی سے اپنے ڈریس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی

چلو میں تمہارے ساتھ چلتی ہوں واش روم میں صاف کر لینا ایشال اپنی کرسی سے اٹھتے ہوئے بولی

ہاں جاؤ بیٹا دھیان سے آرام سے صاف کر لینا اور واپس آجانا باہر ہم لوگ یہیں پر ہیں تایا جان عمایہ اور ایشال کی طرف دیکھتے ہوئے بولے تو دونوں نے ہاں میں سر ہلایا گھر کے اندر کی جانب بڑھائے

گھر اندر سے بھی کافی زیادہ خوبصورت تھا مگر اندر داخل ہوتے ہی ہمارا کو سمجھ نہیں ائی کہ جانا کس طرف ہے

اندر تو آ گئے ہیں لیکن یہ تو معلوم ہی نہیں کہ واش روم کس طرف ہے کیسے ڈھونڈیں گے عمایہ ایشال کی طرف دیکھتی ہوئے بولی

کسی سے پوچھ لیتے ہیں وہ دیکھو ان سے پوچھتے ہیں ایشال سامنے سے نکلتے ایک ویٹر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی

میم خیریت آپ لوگ یہاں پر کچھ چاہیے آپ کو ویٹر ان دونوں کی طرف دیکھتے ہیں

جی آپ وہ ہمیں بتادیں کہ واش روم کس طرف ہے عمایہ اس ویٹر کی طرف دیکھتے ہوئے بولی

یہ ہال کراس کر کے آگے ایک کمرہ آئے گا آپ وہاں چلی جائیں اس ویٹر نے سامنے کی طرف اشارہ کیا جہاں پہلے ایک بڑا سا ہال تھا اور پھر آگے ایک کمرہ

ٹھیک ہے شکریہ عمایہ نے مسکرا کر شکریہ ادا کیا تو وہ ویٹر وہاں سے چلا گیا

تم یہیں پر بیٹھ جاؤ میں بس ابھی صاف کر کے آتی ہوں عمایہ ایشال کی طرف دیکھتے ہوئے بولی تو ایشال وہیں ہال میں رکھے صوفے پر بیٹھ گئی

جلدی آنا میں انتظار کر رہی ہوں ایشال عمایہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولی تو عمایہ ہاں میں سر ہلاتی ہوئی آگے کی جانب بڑھ گئی

کمرے کا دروازہ کھولتے ہی عمایہ کو حیرت ہوئی وہ کوئی کمرہ نہیں تھا بلکہ آگے سے کوئی سیڑھیاں تھی جو اوپر کی جانب جاتی تھی

شاید اوپر کوئی روم ہو گا یہ سوچتے ہوئے عمایہ نے اوپر کی جانب قدم بڑھائے اور سیڑیاں عبور کرتے ہوئے اوپر کی راہداری میں داخل ہوئی جہاں ایک ہی قطار میں ایک جیسے کافی کمرے تھے

افففف اللہ اب میں کہاں جاؤں عمایہ دائیں بائیں نظریں گھماتے ہوئے بولی اور پھر سامنے والے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئی

کمرے کا دروازہ کھولتے ہی اسے اندازہ ہوا کہ شاید یہ کسی کا بیڈ روم تھا مگر ہر چیز کو نظرانداز کرتی وہ واش روم میں چلی گئی اور اپنے ڈریس پر گرے جوس کو صاف کرنے لگی جلدی جلدی ہاتھ چلاتے ہوئے اس نے ڈریس صاف کیا اور ٹشو پیپر سے اپنے گیلے ہاتھ صاف کرتے ہوئے واش روم سے باہر نکلی اور بغیر ادھر ادھر دیکھے کمرے کا دروازہ کھول کر باہر نکل آئی

وہ اتنی جلدی میں کمرے سے نکلی تھی کہ آگے سے آنے والے وجود کو دیکھ نہ سکی اور اس سے بری طرح ٹکرائی اس سے پہلے کہ وہ زمین بوس ہوتی کوئی اس کی نازک کلائی کو اپنی گرفت میں لے کر اسے گرنے سے بچا چکا تھا جب کہ گرنے کے خوف سے عمایہ سختی سے اپنی آنکھیں میچ چکی تھی

خود کو کسی کی گرفت میں محسوس کرتے ہوئے مایا لپٹ سے انکھیں کھولی تو اس کی نظریں نیلی انکھوں سے ٹکرائی تو وہ جلدی سے سیدھی ہو کر کھڑی ہوئی

ٹھیک ہیں آپ۔۔۔ارسم گہری نظریں عمایہ کے وجود پر گاڑھتے ہوئے بولا

جی میں ٹھیک ہوں شکریہ عمایہ بول کر اپنا دوپٹہ درست کرنے لگی شاید ارسم کی بولتی نظریں اسے کنفیوز کر رہی تھی

کیسی ہیں آپ۔۔۔ارسم نے مزید سوال کیا جبکہ پہلے تو عمایہ اسے پہچان نہیں سکی تھی مگر جب دوبارہ نظریں اٹھا کر اس کی طرف دیکھا تو وہ فوراً پہچان گئی

جی الحمدللہ عمایہ ہلکا سا مسکرا کر بولی

لگتاہے کہ آپ نے مجھے پہچانا نہیں ارسم اپنے دونوں ہاتھ پینٹ کی جیبوں میں آراستے ہوئے بولا

نہیں میں نے پہچان لیا ہے آپ وہی ہیں جو اس دن بینڈ تج کروانے آئے تھے عمایہ نے کچھ دن پہلے حوالہ یاد کروایا

آپ کا اندازہ درست ہے لیکن آپ ابھی بھی مجھے نہیں پہچان رہی ارسم کا انداز بہت نارمل تھا

تو آپ بتادیں کہ آپ کون ہیں عمایہ نے ساری بات ارسم پر ڈال دی کیونکہ وہ جلد از جلد یہاں سے جانا چاہتی تھی مگر ارسم ٹھیک اس کے سامنے کھڑا تھا

ارسم گہرا مسکرایا اور اتنے میں وہاں کی لائٹ بند ہو گئی جسے دیکھ کر عمایہ گھبرائی مگر اسے اپنے کانوں میں کسی کی سرگوشی نما آواز سنائی دی

تمہاری دید پر آنکھوں کی عمر باندھیں ہم "

" تیرے نام پر چلے دھڑکن اجازت ہے

عمایہ بالکل ساکت رہ گئی وہ کئی لمحے ہل نہیں سکی تھی

یہ کون تھا کیا یہ ارسم ابراہیم تھا کیا واقعی میں وہ اس سے ملنے آ چکا تھا اور اس کے قریب بے حد قریب موجود تھا یہ سر گوشی نما آواز تو اس کی ہی تھی کیا اس نے اپنا کہا سچ کیا تھا کہ واقعی میں عمایہ اس کے سامنے کھڑی تھی عمایہ تو جیسے سانس لینا ہی بھول چکی تھی اس کی سانسیں اس کے سینے میں ہی اٹک چکی تھی

عمایہ کو حرکت کرتا نہ دیکھ کر ارسم کہ ہونٹوں تلے مسکراہٹ گہری ہو گئی وہ دو قدم کا فاصلہ سمیٹتے ہوئے عمایہ کے مزید قریب ہوا اور اندازاً اس کی کلائی پکڑ کر اس کی کلائی میں کچھ پہنایا اور جھک کر نرمی سے اس کے نرم و ملائم ہاتھ پر لب رکھے

عمایہ تو جیسے فریز ہو چکی تھی اپنے ہاتھ پر کسی کے ہونٹوں کا لمس محسوس کرتے وہ ہڑبڑا کر ہوش میں آئی اور فوراً اپنا ہاتھ کھینچنا چاہا مگر مقابل شاید ایسا نہیں چاہتا تھا اس کی گرفت مضبوط تھی

ابھی کوئی حق نہیں ہے اس لیے صرف تمہیں اپنی محبت کا احساس دلا رہا ہوں یہ بریسلیٹ کبھی بھی تمہاری کلائی سے اترنی نہیں چاہیے چاہے کچھ بھی ہو جائے ارسم عمایہ کے بے حد کھڑا بھاری گھمبیر آواز میں بولا جب کہ اس کی ہیوی پرفیوم کی سمیل اور اوپر سے اس کی اتنی نزدیکی عمایہ کی حالت خراب کرنے کا سبب بن رہی تھی

بہت جلد پورے حق کے ساتھ تم سے ملوں گا ابھی کے لیے یاد رکھنا کہ تم ارسم ابراہیم کی امانت ہو اس کی محبت ہو اور تمہیں خود کو میرا پابند کرنا پڑے گا تب تک جب تک تم میرے نام نہیں لکھ دی جاتی اور میں تمہارے نام نہیں لکھ دیا جاتا ارسم بول رہا تھا جبکہ عمایہ کی حالت یوں تھی جیسے بے ہوش ہو کر ابھی یہاں پر گر پڑے گی اس سے پہلے کہ اس کی حالت مزید غیر ہوتی ارسم مسکراتے ہوئے اس سے دور ہوا اور کچھ ہی پل میں وہ وہاں سے غائب ہو چکا تھا جبکہ ارسم کے جاتے ہیں لائٹ بھی واپس آ چکی تھی

ہر طرف گھر کو روشنیوں سے جگمگاتا دیکھ کر عمایہ فوراً ہوش میں لوٹی اور بھاگتی ہوئی وہاں سے نکلی اس کا دل کسی تیز گھوڑے کی رفتار کی مانند دوڑ رہا تھا جیسے ابھی نکل کر باہر ڈھیر ہو جائے گا اس کا پورا جسم کانپ رہا تھا چہرے پر پسینے کے قطرے نمودار تھے جو اس کی گھبراہٹ کا نظارہ پیش کر رہے تھے

کیا ہوا عزمی تم ٹھیک تو ہو عمایہ کو باہر کی طرف بھاگ کر آتے دیکھ کر ایشال جلدی سے اٹھ کر اس کے قریب گئی اور اس کا ہاتھ تھاما جو ٹھنڈا برف ہو چکا تھا

ایشال وہ وہ وہاں عمایہ کی حالت اتنی غیر تھی کہ اس سے بولا بھی نہیں جا رہا تھا

کیا ہوا ہے کیا دیکھ لیا تم نے تم ٹھیک تو ہو ایشال بھی پریشان ہو چکی تھی

مجھے تمہاری حالت کچھ ٹھیک نہیں لگتی میں ابھی بھائی کو بلا کر لاتی ہوں یہ ایشال بولتے ہی وہاں سے جانے لگی جب عمایہ نے جلدی سے اس کا ہاتھ پکڑا

نہیں کسی کو نہیں بلانا میں تمہیں بتاتی ہوں عمایہ ہمت جمع کرتے ہوئے بولی اور پھر ساری بات ایشال کو بتانے لگی جبکہ ایشال جیسے جیسے عمایہ کی بات سن

رہی تھی اس کے چہرے کے رنگ اڑتے جا رہے تھے یہ معاملہ تو اب کچھ زیادہ ہی سنگین ہو چکا تھا

وہ دونوں ارسم کو بہت ہلکے میں لے رہی تھی مگر وہ شاید پکے ارادے کیے بیٹھا تھا اور وہ دونوں ہی نہیں جانتی تھی کہ وہ شخص جسے وہ اتنا عام سمجھ رہی ہیں وہ عام ہر گز نہیں ہے وہ پختہ ارادے رکھنے والا شخص ہے اگر اس نے عمایہ عزمیل کو حاصل کرنے کا ارادہ کر لیا تھا تو مطلب عمایہ عزمیل اس کی ہی تھی اور اسے آج نہیں تو کل اس کا ہی ہونا تھا

یہ کیسے ہو سکتا ہے وہ تو بہت خطرناک انسان لگتا ہے پلیز عمایہ بھائی کو بتا دیتے ہیں ورنہ کچھ غلط نہ ہو جائے ایشال بھی بے تحاشہ پریشان ہو چکی تھی

نہیں تم کسی کو کچھ نہیں بتاؤں گی ایک آخری بار اس سے بات کریں گے اور پھر میں اپنا نمبر بند کر دوں گی تاکہ وہ دوبارہ مجھ سے رابطہ نہ کر سکے عمایہ خود کو اب کافی حد تک سنبھال چکی تھی اس لیے اس نے سمجھداری سے کام لیا

چلو سب باہر انتظار کر رہے ہوں گے عمایہ ایشال کا ہاتھ پکڑ کر باہر کی جانب چل دی

باہر آتے ہی سب بالکل تیار کھڑے تھے شاید سب واپسی کے لیے نکلنے والے تھے اور انہی دونوں کا انتظار کر رہے تھے انہیں اندر کچھ وقت لگ گیا تھا

کیا ہوا اتنی دیر لگا دی سب ٹھیک تو ہے اسمہ بیگم ایشال اور عمایہ کی طرف دیکھتی ہوئی بولیں

جی چلیں گھر عمایہ نے بولتے ہوئے عارف صاحب کی طرف دیکھا جو میران کے ساتھ کوئی بات کرنے میں مصروف تھے میران نے عمایہ کہ چہرے کی طرف دیکھا اس کے چہرے پر خوف کے کچھ کچھ تاثرات تھے اسے کچھ عجیب سا لگا شاید کچھ اندر ہوا تھا جس سے وہ ڈری ہوئی تھی میران تو اس کے چہرے سے یہ تاثرات دیکھ کر یہی اندازہ لگا سکا تھا

جی بیٹا بس ہم آپ کا ہی انتظار کر رہے تھے عارف صاحب نے مسکراتے ہوئے جواب دیا

اور پھر کچھ ہی دیر میں سب کو خدا حافظ کہتے وہ سب وہاں سے نکل چکے تھے جبکہ ارسم کی تیز نظروں نے بہت دور تک عمایہ کا پیچھا کیا تھا جس کی تپش عمایہ کو بھی محسوس ہوئی تھی مگر وہ اس وقت ڈری ہوئی تھی اس لیے جلد از جلد وہاں سے نکلنا چاہتی تھی

یا اللہ یہ سب کیا ہو رہا ہے آخر یہ انسان کیوں میرے پیچھے پڑا ہوا ہے عمایہ جب سے واپس آئی تھی سر پکڑ کر بیٹھی ہوئی تھی اس کا دل ابھی بھی ڈر کے مارے تیز دھڑک رہا تھا

یہ یہ کیا ہے اور یہ کیسے آیا میرے ہاتھ میں عمایہ کی نظر جیسے ہی اپنی کلائی میں چمکتے سفید بریسلیٹ پر پڑی وہ حیران و پریشان اپنی کلائی میں چمکتے بریسلٹ کو دیکھنے لگی

جب اس کے ذہن میں وہ لمحہ ابھرا جب اسے اپنے ہاتھ پر کسی کے ہونٹوں کا لمس محسوس ہوا تھا اور کسی کے انگلیوں کا احساس جب اس نے اپنی کلائی پر محسوس کیا تھا یقیناً یہ بریسلیٹ بھی اسے ارسم نے ہی پہنایا تھا

ابھی عمایہ خوفزدہ نگاہوں سے اس بریسلیٹ کو دیکھ رہی تھی جب ایک دم سے اس کا فون بجنے لگا تو وہ ڈر کے مارے اچھل پڑی

فون پر دیکھا تو ارسم کا نمبر جگمگا رہا تھا عمایہ سے ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ وہ آج ارسم کی کال اٹھا لے اس نے کانپتے ہاتھوں سے فون کو اپنے ہاتھوں میں جکڑا ہوا تھا فون دو بار بجنے کے بعد بند ہو چکا تھا مگر عمایہ نے کال اٹینڈ نہیں کی تھی

اگر تم نے میری کال اٹینڈ نہ کی تو اگلے دس منٹ میں میں تمہارے گھر میں تمہارے سامنے موجود ہوں گا ارسم کا میسج فون کی سکرین پر جگمایا جسے دیکھ کر عمایہ کہ آنکھیں خوف سے مزید پھیل گئی اور اگلے ہی لمحے فون دوبارہ بجنے لگا تو اس نے اپنے کپکپاتے ہاتھوں سے فون اٹھایا اور کان سے لگا لیا

تم بہت ضدی ہو ماہا مگر مجھے ضدی لوگوں کو سدھارنا بھی آتا ہے مگر میں تمہیں سدھارنا نہیں چاہتا تم خود سدھر جاؤ تو بہتر ہے عمایہ کو فون کے سپیکر سے ارسم کی سرد آواز سنائی دی تو بے اختیار اس نے جھر جھری لی جیسے وہ اس کے سامنے کھڑا ہو

بتاؤ گی نہیں کہ کیسی رہی ملاقات ارسم کا انداز بالکل شرارتی تھا جیسے وہ جانتا ہو کہ عمایہ کی حالت کیا ہے

آپ مجھے کیوں تنگ کر رہے ہیں عمایہ کے انداز میں بے بسی تھی اور سوال وہ ہی تھا جو ہمیشہ سے وہ ارسم سے کرتی تھی

یہ میری محبت ہے تنگ کرنا نہیں ارسم نے بھی ہمیشہ والا جواب دیا تو ماہا را بالکل خاموش ہو گئی ارسم نے بھی خاموشی اختیار کر لی کچھ پل خاموشی سے ہی گزرے

مجھے آپ سے ملنا ہے کچھ سوچتے ہوئے عمایہ بولی جبکہ عمایہ کی بات سن کر ارسم گہرا مسکرایا ابھی کچھ دیر پہلے ہونے والی ملاقات سے وہ سنبھلی نہیں تھی

حالات اس کے یوں تھے جیسے کوما میں چلی گئی ہو اور دوبارہ ڈیمانڈ کر رہی تھی ملنے کی آگے تو اس لڑکی کا خدا ہی حافظ تھا

کیا ہوا کہیں دل تو نہیں آگیا مجھ پر ارسم کا انداز ابھی بھی شرارت سے بھرپور تھا جبکہ عمایہ جو تب سے ڈری سہمی بیٹھی تھی ایک دم سے اسے تپ ہی چڑھ گئی

میرا آپ پر کوئی دل نہیں آیا اور مجھے بس آپ سے ایک آخری بار ملنا ہے کہاں ملنا ہے اور کب ملنا ہے یہ میں آپ کو بتادوں گی اس سے پہلے اگر آپ نے مجھے تنگ کیا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا خدا حافظ عمایہ نے بول کر توٹک سے فون بند کر دیا

ہمیشہ سے ارسم ہی اسے دھمکیاں دیتا آرہا تھا مگر آج عمایہ یہ کام سر انجام دے رہی تھی جبکہ فون بند ہوتے ہی عمایہ کا یہ انداز ارسم کو قہقہہ لگانے پر مجبور کر گیا تھا

عمایہ کی آنکھ کھلی تو ہر طرف صبح کی روشنی پھیل چکی تھی اور صبح کے آٹھ بج رہے تھے

رات کو وہ اتنی پریشان تھی کہ ارسم سے کیسے جان چھڑوانی ہے اس کا حل ڈھونڈتے ڈھونڈتے گہری نیند میں اتر گئی

اپنے بالوں کو ہلکے سے جورے میں قید کرتے ہوئے وہ بیڈ سے اٹھی پر فریش ہونے چلی گئی اسے اندازہ تھا کہ اس وقت سب اس کا ناشتے کی ٹیبل پر انتظار کر رہے ہوں گے

وہ فریش ہو کر نیچے آئی تو اس کے اندازے کے مطابق سب ناشتہ کی ٹیبل پر بیٹھے اسی کے انتظار میں تھے اسے تھوڑی سی شرمندگی ہوئی کیونکہ وہ آج لیٹ اٹھی تھی

السلام علیکم ایوری ون عمایہ خوش دلی سے بولتی ہوئی اپنی کرسی پر آ بیٹھی جبکہ عمایہ کے اس انداز پر سب مسکرا دیے

طبیعت ٹھیک تھی تمہاری حیدر عمایہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

جی بھائی میری طبیعت تو بالکل ٹھیک ہے وہ بس آج زیادہ دیر تک سوتی رہی

عمایہ عارف صاحب کے ہاتھ سے ناشتے کی پلیٹ پکڑتے ہوئے بولی

اچھا پھر جو تیاری کرنی ہے آپ سب کرلو پرسوں ہمیں مری کے لیے نکلنا

ہے عارف صاحب سب کو ایک نظر دیکھتے ہوئے بولے جبکہ عمایہ کے ہاتھ

وہیں پر رک گئے

سچ بول رہے ہیں آپ بابا کیا ہم واقعی پرسوں مری کے لیے نکل رہے ہیں

یعنی ہم بھابھی سے ملنے جائیں گے اور وہاں پر رہیں گے ان کے پاس عمایہ

چہکتے ہوئے کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی اس کی خوشی کی انتہا تھی

جی ہاں ہم پرسوں جا رہے ہیں اب سکون سے بیٹھ کر ناشتہ کرو حیدر اس کا

ہاتھ پکڑ کر دوبارہ کرسی پر بٹھاتے ہوئے بولا جبکہ عمایہ کا بس نہیں چل رہا تھا

وہ ناشتے کو یہیں پر چھوڑ کر بھاگتے ہوئے ایشال کے پاس جاتی اور اسے یہ خبر

دیتی

ارسم بغیر شرٹ کے اپنی پینٹ کی جیبوں میں دونوں ہاتھوں کو آرسے گلاس وال کے سامنے کھڑا باہر کا منظر کو دیکھ رہا تھا اور وہ منظر صرف عمایہ کا کمرہ تھا جہاں پر وہ موجود نہیں تھی سورج کی تیز شعائیں گلاس وال کو چیرتی ہوئی اس کے مضبوط وجود پر پڑ رہی تھی

تب ہی کمرے کا دروازہ کھلا اور کوئی ہلکے قدموں سے اندر داخل ہوا جسے محسوس کرتے ہی ارسم سمجھ چکا تھا کہ آنے والا شخص کون ہے

سر میم مری کے لیے نکل رہی ہیں انصار دونوں ہاتھ باندھے ارسم کی پشت پر نظریں جماتے ہوئے بولا

ٹھیک ہے میری ٹکٹس بک کرواؤ ارسم مڑے بغیر بولا

اوکے سر۔۔۔انصر بولتے ہوئے وہاں سے چلا گیا

تو محترمہ ہم سے جان چھڑوانے کی خواہش ظاہر کرنے کے بعد ہم سے بھاگنے کی تیاریوں میں ہیں ارسم خود سے بولتے ہوئے بیڈ کی جانب بڑھا مگر کوشش بیکار ہے محترمہ جہاں آپ جائیں گی وہاں ہمیں لازمی پائیں گی اور ویسے بھی آپ کی برتھ ڈے کو سپیشل بنانے کے لیے اس سے زیادہ بہتر جگہ نہیں ہو سکتی ارسم فون اٹھا کر ایک میسج ٹائپ کرتے ہوئے بڑبڑایا جبکہ ہونٹوں پر ایک ہلکی سی مسکراہٹ تھی یقیناً وہ کچھ سپیشل کرنے والا تھا

سب کا ارادہ گاڑی میں مری جانے کا تھا لیکن عمایہ اروایشال نے ایک عجیب سی ضد لگائی تھی کہ وہ لوگ ٹرین میں جائیں گے جس کی وجہ سے ان دونوں کی بات سب کو ماننی پڑی اور اس وقت تمام ینگ پارٹی ٹرین میں بیٹھی ٹرین کے چلنے کا انتظار کر رہی تھی جبکہ گھر کے بڑے دوسری گاڑیوں میں روانہ ہو

چکے تھے کیونکہ وہ اتنا لمبا سفر ٹرین میں طے نہیں کر سکتے تھے عارب اور حیدر بچوں کے ساتھ ہی تھے جبکہ ہادی اور عمایہ کی شرارتیں ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی

عمایہ اور ہادی ایک ساتھ بیٹھے تھے ہادی کھڑکی والے سائیڈ پر تھا اور عمایہ اس کے ساتھ جبکہ اس کے بالکل سامنے حیدر اور عارب بیٹھے تھے اور ان کے ساتھ ہی حمزہ اور ایشال عمایہ کے ساتھ بیٹھی تھی

موٹی تم نے میرے لیے گولڈن نہیں رکھی نا میں تمہارے حصے کے پی جاؤں گا دیکھنا تو ہادی عمایہ کو دھمکا رہا تھا جس نے اپنے کھانے پینے کی تو ساری چیزیں رکھی تھی مگر جان بوجھ کر ہادی کے لیے کچھ نہیں رکھا تھا جبکہ ہادی نے خاص طور پر اسے بولا تھا کہ اس کے لیے کولڈ ڈرنک رکھ لے مگر اس نے اس کی بات سرے سے نظر انداز کر دی تھی

تمہیں کیا لگتا ہے کہ تم مجھ سے چھین کر کچھ بھی کھا پی لو گے نہ ممکن ہے موٹے اور اتنا کھا کر تم موٹے بنتے جا رہے ہو کھانا پینا کم کر دو ہم جیسوں کا ہی

فائدہ ہو جائے گا عمایہ اس کے کان کے قریب اتنا آہستہ بولی وہ دونوں اسی طرح سے بات کر رہے تھے جو کسی تیسرے کو سنائی نہیں دے رہی تھی

موٹا نہیں ہوں میں اور جیسے تم موٹا کہہ رہی ہو نا لڑکیاں مرتی ہیں تمہارے بھائی پر ہادی نے بولتے ہوئے ایک ادا سے اپنے فرضیہ کلر کھڑے کیے

مر ہی نا جائیں وہ لڑکیاں جو تم پر مرتی ہیں ایکسٹرا موٹے عمایہ نے اسے چھیرا جس پر اس نے گھور کا عمایہ کو دیکھا

موٹی چپ کر جاؤ اب ورنہ یہیں ٹرین سے باہر پھینک دوں گا ہادی نے دوبارہ اسے دھمکی دی جو شاید اسے بھاری پڑنے والی تھی

پھینک کر دکھاؤ عمایہ نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے چیلنج کیا

رہنے دو مجھے اپنے ماں باپ کا بہت خیال ہے اگر تمہیں پھینک دیا تو وہ پریشان ہوتے رہیں گے ہادی نے منہ بسورتے ہوئے انکار کیا انداز ایسا تھا جیسے کوئی احسان کر رہا

بنو مت اگر تم نے مجھے پھینکا تو تمہیں تو صرف میرے بھائی ہی نہیں چھوڑیں گے عمایہ نے بولتے ہوئے سامنے بیٹھے حیدر اور عارب کی طرف اشارہ کیا

اگر وہ تمہارے بھائی ہیں تو میں تمہارا ماموں لگتا ہوں کیا ہادی نے عجیب سی نظروں سے اسے گھورا

لگتے تو تم بھی بھائی ہی ہو مگر میری بد قسمتی کہ تم جیسا موٹا بھائی ملا ہے اور دیکھو نا تمہاری خوش قسمتی کہ تمہیں مجھ جیسی اتنی پیاری سی بہن ملی ہے عمایہ ایک ادا سے بولی

چپ کر جا موٹی ورنہ واقعی پھینک دوں گا باہر ہادی بولا تو عمایہ نے ایک زوردار مکہ اس کے کمر میں جھاڑ دیا جس پر وہ بیچارہ درد سے بلبلا تا رہ گیا

اس سے پہلے کہ ہادی عمایہ سے کچھ کہتا یا جوابی کاروائی کرتا عمایہ جھٹکے سے اس کے قریب سے اٹھی جبکہ اسے اٹھتے دیکھ ہادی نے فوراً اسے پکڑنا چاہا مگر افسوس وہ ناکام رہا

بھائی یہ دیکھیں ہادی بول رہا ہے میں تمہیں یہاں سے باہر پھینک دوں گا

عمایہ حیدر کی طرف دیکھتی ہوں بولی اور اگلے ہی لمحے وہ حیدر کے ساتھ ہی بیٹھ چکی تھی

کیا مسئلہ ہے ہادی تمہیں سکون سے بیٹھ کیوں نہیں رہے حیدر ہادی کو ڈانٹنے لگا

لیکن بھائی میں نے تو اسے کچھ نہیں کہا ہادی نے اپنی صفائی پیش کرنی چاہی

بھائی اس سے پوچھیں یہ بول رہا تھا کہ میں تمہیں یہاں سے باہر پھینک دوں گا عمایہ نے دوبارہ اس کی شکایت لگائی جب کہ دونوں ہاتھوں سے وہ حیدر کا بازو یوں تھامے ہوئے تھے جیسے کوئی چھوٹا سا بچہ تھامتا

دائیں ہاتھ کی سامنے والی سیٹ پر بیٹھا ارسم سامنے چھوٹے سے شیشے سے نظر آنے والے عمایہ کے عکس کو بہت غور سے دیکھ رہا تھا تب سے ہونے والی تمام کاروائی کو دیکھ رہا تھا مگر عمایہ کا یہ انداز بالکل بچکانہ تھا

حیدر نے گھور کر سامنے بیٹھے ہادی کو دیکھا جو بیچارہ مفت میں پھنس چکا تھا

عمایہ نے ایک چور نظر ہادی کی طرف دیکھا جو خونخوار نگاہوں سے اسے گھور رہا تھا عمایہ نے اسے دیکھتے ہوئے اپنی دائیں آئی برو آچکائی جیسے کہنا چاہ رہی ہو کیسا لگا پھر مزہ آیا

ہادی نے ایک ہاتھ کا مکہ بنا کر اسے دکھایا جیسے کہنا چاہ رہا ہو کہ تم مجھ سے پٹو گی جس پر عمایہ نے ہنستے ہوئے اپنا چہرہ حیدر کے سینے میں چھپالیا

حیدر نے ہلکا سا مسکرا کر اس کے گرد اپنا ایک بازو حائل کیا اور اس کی شال کندھوں سے اچھی طرح ٹھیک کی کیونکہ سفر شروع ہو چکا تھا اور موسم سرد ہوتا جا رہا تھا یوں ہی حیدر کے سینے میں چہرہ چھپائے عمایہ کی کب آنکھ لگ گئی اسے پتہ ہی نہیں چلا

ارسم نے مسکرا کر سر جھٹکا۔۔۔۔

میری ہمسفر بننے کے بعد کیا وہ یوں ہی میرے سینے پر سر رکھ کر پناہ گاہ لے گی ارسم یہ سوچ کر بے اختیار مسکرایا اور سیٹ سے سر ٹکاتے ہوئے اپنی آنکھیں

موندلی سامنے بیٹھا انصر بھی ایزی ہو کر بیٹھ گیا کیونکہ اب جب تک سفر ختم نہیں ہونا تھا تب تک اسے ارسم کی طرف سے کوئی حکم نہیں ملنے والا تھا ارسم کی تو فلائٹ بک کروائی تھی اس نے لیکن اچانک پتہ چلا کہ عمایہ گاڑی سے نہیں بلکہ ٹرین کے ذریعہ جا رہی ہیں تو ارسم نے فوراً حکم دیا کہ وہ بھی ٹرین سے ہی جائے گا جس کی وجہ سے اب انصر اور ارسم ٹرین میں مری جانے کا سفر کر رہے تھے

ارسم ابراہیم ایک مشہور شخصیت تھا جو جہاں بھی جاتا تھا وہیں پر نیوز چینل والے پہنچ جاتے تھے اسی وجہ سے آج ارسم کو اپنی پہچان چھپانی پڑی تھی اس نے اپنا چہرہ ماسک کے ذریعہ ڈھانپا ہوا تھا تاکہ کوئی بھی اسے پہچان نہ سکے اور ہوا بھی یوں ہی تھا ٹرین میں اسے کوئی بھی پہچان نہیں سکا تھا اس لیے وہ بھی پر سکون تھا

سفر اپنے طول پر پہنچا تھا اتنے گھنٹوں کا سفر طے کرنے کے بعد سب ہی بہت زیادہ تھک چکے تھے بے شک سب ٹرین میں کچھ دیر سوئے تھے مگر ٹرین میں کیسے سکون کی نیند آتی ہے وہ بھی سفر کے دوران سب کی حالت ہوں تھی جیسے نیند کے مارے یہیں پر ڈھیر ہو جائیں گے جبکہ حمزہ اور ہادی تو شکر ادا کر رہے تھے کہ یہ سفر ختم ہوا اگر وہ گاڑی میں سفر طے کرتے تھے تو وہ سکون سے پہنچ سکتے تھے مگر ٹرین میں وہ کافی زیادہ ڈسٹرب ہوئے تھے وہ بھی صرف ان کی ان دونوں بہنوں کی وجہ سے جن کی ضد تھی ٹرین میں سفر کرنے کی جبکہ ان کے مقابلے میں عمایہ اور ایشال کے چہرے پر کافی زیادہ خوشی تھی وہ بہت زیادہ ایکسائیٹ تھی عفاف سے ملنے کے لیے

اس لیے اتنے لمبے سفر کے بعد بھی وہ تھکی ہوئی نہیں دکھائی دے رہی تھی مگر یہ سچ تھا کہ تھک وہ بھی چکی تھی مگر انہیں نے مری پہنچنے کی خوشی ہی اتنی تھی کہ انہیں نے تھکن محسوس ہی نہیں ہو رہی تھی

ٹرین سے نکلتے ہی سامنے ان کی گاڑیاں موجود تھی جو عارب پہلے ہی منگوا چکا تھا

گاڑی میں بیٹھنے کے بعد گاڑیاں اپنی منزل کو رواں دواں تھی جبکہ ارسم اور انصر بھی ٹرین سے نکلنے کے بعد اپنی گاڑی میں بیٹھ کے ہوٹل کی جانب روانہ ہو چکے تھے کیونکہ انہوں نے ہوٹل میں سٹے کرنا تھا جو پہلے سے بک کروا دیا گیا تھا

وہ گلابی رنگ کے ہلکے سے سوٹ میں ملبوس بالوں کی چٹیا بنائے ہونٹوں پر ہلکی سی لپسٹک لگائے سامنے بیٹھی شیشے میں اپنے عکس کو دیکھ رہی تھی وہ اتنی سی تیاری سے بھی بہت پیاری لگ رہی تھی اور اس کے چہرے پر نظر آنے والی معصومیت ایسے مزید خوبصورت بنا رہی تھی

بٹیا آجائیں اب آپ کے سسرال والے نیچے آپ کا انتظار کر رہے ہیں ایک درمیانی عمر کی خاتون کمرے میں داخل ہوتے ہوئے بولیں

جی بوا چلیں میں تو تیار ہوں وہ اٹھ کر ان کی طرف دیکھتی ہوئی بولی تو انہوں نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا تو عفاف نے باہر کے جانب قدم بڑھائے سیڑھیاں اترتے ہوئے اسے سب کی آوازیں سنائی دے رہی تھی سب ہنس رہے تھے باتیں کر رہے تھے آپس میں اور آہستہ آہستہ وہ آوازیں تیز ہوتی جا رہی تھی کیونکہ اس کے قدم انہی کی جانب تھے

السلام علیکم گیسٹ روم میں قدم رکھتے ہی اس نے مشترکہ سلام لیا جبکہ ایک باریک نسوانی آواز کو سن کر عارب نے آہستہ سے نظریں اٹھا کر دروازے کی

جانب دیکھا جہاں سامنے ہی ہلکے گلابی رنگ میں رنگی ہوئی کشمیری شہزادی جو کہ اس کی بیوی تھی اپنی تمام تر خوبصورتی لیے اپنے بابا کی طرف دیکھ رہی تھی اور پھر اس شہزادی کی نظروں کا رخ بدلا اس نے صرف تھوڑی سی نظریں گھمائی اور اس کی نظریں عارب کی نظروں سے جا ٹکرائی دونوں طرف دھڑکنوں نے ایک دم سے شور برپا کیا تھا

اسے بالکل اندازہ نہیں تھا کہ عارب بھی وہاں پر ہی موجود ہو گا اسے تو پتہ ہی نہیں تھا کہ سب کے ساتھ عارب بھی آنے والا ہے یوں اچانک اس کا سامنے آ جانا عفاف کو بے خود سا کر گیا تھا اس کا دل دھڑک کر باہر آنے کو تیار تھا جسے وہ بہت مشکل سے کنٹرول کر رہی تھی

عارب نے نظریں نہ ہٹائی تو عفاف نے خود ہی نظریں جھکالی جبکہ اس کی یہ ادا عارب کی روح کو سرشار کر گئی تھی وہ سر جھٹک کر ہلکا سا مسکرا دیا

اہمم اہمم حیدر نے گلا صاف کرتے ہوئے عارب کو اپنی طرف متوجہ کیا تو اس نے حیدر کی طرف دیکھا جو بالکل اس کے ساتھ بیٹھا تھا اور اسے مشکوک

نظروں سے دیکھ رہا تھا یعنی اس نے عارب اور عفاف کو ایک دوسرے کی جانب دیکھتے ہوئے دیکھ لیا تھا

عارب گھور کر اسے دیکھا جیسے نظروں ہی نظروں میں کہنا چاہ رہا ہوں کہ انسان بن جا ورنہ میں بناؤں گا جب کہ اس کی بات کا مفہوم سمجھتے ہوئے حیدر ہلکا سا ہنس دیا

السلام علیکم بھابی جان کیسی ہیں آپ۔۔۔۔اپ تو بہت پیاری ہیں ماشاءاللہ پہلے سے زیادہ پیاری ہو چکی ہیں عمایہ اٹھ کر عفاف کے گلے ملتے ہوئے بولی اور پھر بولتی ہی چلی گئی عفاف عمایہ اور ایشال کی عمر کی ہی تھی مگر وہ دونوں اسے بھابھی کہتی تھی جبکہ عفاف نے اتنی بار بولا تھا کہ وہ اسے اس کا نام لے کر بلا لیا کریں اسے عجیب محسوس ہوتا تھا جب وہ اسے اتنی عزت دیتی تھی خود سے بڑا رتبہ دیتی تھی جبکہ عمر میں تو وہ ان کے برابر تھی اور ان کی گہری دوست بھی تھی

میں بالکل ٹھیک ہوں تم کیسی ہو عفاف عمایہ کی طرف دیکھتی ہوئی مدہم آواز میں بولی کہ شاید ہی اسے عمایہ سن سکی تھی

میں تو بلکل ٹھیک ہوں بھابھی عمایہ نے مسکرا کر جواب دیا

السلام علیکم بھابی کیسی ہیں آپ دیکھ لیں ہم نے آکر آپ کو سرپرائز دیا ہے نا ایشال عفاف سے گلے ملتی ہوئی بولی تو وہ ہلکا سا مسکرا دی

چلیں آئیں بیٹھیں عمایہ اسے سامنے صوفے کی طرف اشارہ کرتی ہوں بولی جہاں سامنے ہی تائی جان اور اسمہ بیگم بیٹھی ہوئی تھی اور شاید اسی کے انتظار میں تھی کب وہ آگے بڑھے اور وہ اس سے مل سکیں

افاف جلدی سے آگے بڑھی عارف صاحب اور تایا جان سے شفقت بھرا پیار لیا اور اسمہ بیگم اور تائی جان کے بالکل درمیان میں بیٹھ گئی جواب محبت سے اس کا حال چال پوچھ رہی تھی ان کے لہجے میں بہت اپنا تھی بہت محبت تھی جسے عفاف پچھلے تین سال سے بخوبی محسوس کرتی آرہی تھی بے شک اس کی شادی جس فیملی میں ہو رہی تھی وہ فیملی بہت اچھی تھی

بوا آپ کھانا لگوائیں ابھی انہیں بیٹھے صرف پانچ منٹ ہی گزرے تھے جب عفاف کے والد سامنے کھڑی خاتون سے مخاطب ہوئے جو مسکرا کر فوراً سر ہلاتی ہوں وہاں سے چلی گئی

آپ سب فریش ہو جائیں اور پھر سب سے پہلے کھانا کھا لیں اتنا لمبا سفر کر کے آئیں ہیں تھک چکے ہوں گے وہ ان سب کی طرف سب کو ایک نظر دیکھتے ہوئے بولے

تو سب ہی وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے اپنے کمروں میں فریش ہونے چلے گئے ٹھیک ہے جبکہ عمایہ اور ایشال عفاف کے ساتھ سب سے آخر میں وہاں سے نکلی تھی کیونکہ ان کی باتیں ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی

یہ ہے تم دونوں کا کمرہ اب جلدی سے فریش ہو جاؤ کھانا کھا لو اور کچھ دیر آرام کر لو اس کے بعد ہم باتیں کریں گے نا تم لوگوں کے پاس ہی ہوں میں عفاف ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولی

اوکے پر ہم کھانا کھانے کے بعد آرام بالکل نہیں کرنے والے کھانا کھانے کے بعد آپ ہمارے ساتھ بیٹھیں گی ایشال عفاف کی طرف دیکھتے ہوئے بولی جس پر وہ سر جھٹک کر ہنس دی

اچھا ٹھیک ہے پہلے فریش تو ہولو پھر باتیں بھی کرلیں گے اب عفاف نے خود ہی ہار مان لی کیونکہ وہ دونوں آفتیں تو ہار ماننے والوں میں سے نہیں تھی

چلیں صحیح ہے ہم بس ابھی گئے اور ابھی آئے عمایہ عفاف کے سامنے چٹکی بجاتے ہوئے بولی اور فوراً ہی کمرے میں گھس گئی اور جلدی سے فریش ہونے لگی جبکہ ایشال کا بھی یہی حال تھا

کھانا بہت خوشگوار ماحول میں کھایا گیا تھا عفاف نے ایک بار بھی نظریں اٹھا کر عارب کی طرف دیکھنے کی غلطی نہیں کی تھی اس کی نظریں شرم سے ویسے ہی جھکی ہوئی تھی اور اسے نظر اٹھا کر دیکھنا تو اس کے لیے بے حد مشکل تھا

عارب کی موجودگی میں وہ بہت زیادہ کنفیوز ہو گئی تھی اس وجہ سے وہ زیادہ کسی سے بات چیت بھی نہیں کر رہی تھی

اور اب جب سب نے کھانا کھالیا تھا اور ویسے بھی سب تھک چکے تھے اس لیے اپنے اپنے کمروں میں یہ آرام کرنے کے لیے جا چکے تھے مگر عمایہ اور ایشال اسی کے ساتھ کچن میں موجود تھی جنہیں وہ کئی بار کہہ چکی تھی کہ جا کر آرام کر لیں مگر وہ ایک نمبر کی ڈھیٹ تھیں جن کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگ رہی تھی

اچھا بھابھی یہ تو بتائیں کہ بھائی کیسے لگے آپ کو آپ نے تو آج پہلی بار دیکھا نا انہیں ایشال نے ایک نیا سوال آگے رکھا جو اس بیچاری کو مشکل میں ڈال گیا تھا

ارے کہاں دیکھا بھابھی نے تو صحیح سے بھائی کو دیکھا ہی نہیں ایک کام کریں گے صبح بھابھی اور بھائی کی کوئی پرسنل میٹنگ ارینج کروا دیتے ہیں دونوں ایک دوسرے کو دیکھ لیں گے اچھی طرح عمایہ عفاف کو شرارتی نظروں سے

دیکھتے ہوئے بھرپور چھیڑنے کے انداز میں بولی تو عفاف ایک دل سے سرخ پڑی

تم دونوں اگر ابھی یہاں سے نہیں گئی تو میں صبح تم دونوں کے ساتھ کہیں گھومنے نہیں جاؤں گی یہ آخری حربہ تھا جو عفاف نے ان دونوں پر آزمایا تھا جو شاید کام بھی کر گیا تھا

اچھا اچھا ریلیکس جا رہے ہیں ہم مگر آپ بھولیے گا نہیں آپ نے وعدہ کیا ہے صبح آپ ہمارے ساتھ لازمی جائیں گی عمایہ نے جاتے جاتے اسے اس کا وعدہ یاد دلایا

مجھے یاد ہے تم دونوں جاؤ جا کر آرام کرو سو جاؤ سکون سے صبح باتیں کریں گے عفاف مسکراتے ہوئے بولی

اوکے بھابھی خدا حافظ دونوں بولتی ہوئی کچن سے باہر چلی گئی جبکہ عفاف نے مسکراتے ہوئے سر جھٹکا اور کچن میں بکھرا ہوا سامان سمیٹنے لگی جب اسے کسی کے قدموں کی آہٹ سنائی دی شاید کوئی کچن میں داخل ہوا تھا

بوا میں نے سب سامان سمیٹ لیا ہے صبح فجر پڑھ کر میں کچن میں آجاؤں گی آپ بھی ٹائم سے آجایئے گا ناشتے کی تیاری کرنی ہے عفاف دودھ کو فریج میں رکھتے ہوئے اپنے ہی دھیان میں بولی یہ جانے بغیر کہ کچن میں داخل ہونے والا شخص کون ہے

عفاف کچن سے باہر جانے کے لیے مڑی جب سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر اس کے اوسان خطا ہوئے اس کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے ہی رہ گیا وہ سانس روکے سامنے کھڑے عارب کو دیکھ رہی تھی

عارب نے بغور سامنے کھڑی عفاف کو دیکھا جو ابھی تک اسی ڈریس میں ملبوس تھی ہم رنگ دوپٹہ سر پر ٹکا ہوا تھا اور جو لپسٹک کچھ دیر پہلے اس کے ہونٹوں پر موجود تھی وہ بھی مٹ چکی تھی شاید اس نے خود مٹائی تھی اس وقت وہ بالکل سادہ سے حلیے میں موجود تھی مگر بے حد پر کشش اور خوبصورت تھی عارب نے ہلکا سا مسکراتے ہوئے اس کی جانب قدم بڑھائے

آ آ آپ کو کچھ چاہیے تھا عفاف اپنی گھبراہٹ پر قابو پاتے ہوئے بہت مدہم آواز میں بولی

ہاں چاہیے تھا مگر تھوڑا سا وقت ۔۔۔عارب نے سیدھے یہاں آنے کی وجہ بتائی

بیٹھو تم سے کچھ بات کرنی ہے عارب اسے سامنے کرسی کی طرف بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہیں بولا اور خود بھی کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا جبکہ عفاف عجیب سی کشمکش کا شکار ہوئی تھی ایک تو اسے عارب کے سامنے شرم بہت آرہی تھی اوپر سے اس کے سامنے بیٹھ کر اس سے بات کرنا اس کے لیے بہت مشکل ہو رہا تھا مگر وہ اس کا شوہر تھا آج پہلی بار ہی سہی مگر اس نے اسے مخاطب کیا تھا اس لیے اس کا حکم ماننا اس پر فرض تھا

عفاف نے آرام سے کرسی گھسیٹی اور عارب سے دو کرسیوں کے فاصلے پر بیٹھ گئی اس کی ایک احتیاط پر عارب مسکرایا وہ محسوس کر پا رہا تھا کہ اس کی موجودگی سے وہ کتنا گھبرا رہی ہے شاید وہ کنفیوز ہو رہی تھی کیونکہ وہ عارب

کو نہیں جانتی تھی نکاح میں ہونے کے باوجود بھی اس نے آج تک عارف سے بات نہیں کی تھی جبکہ عارب کی بھی اس سے یہ پہلی ملاقات تھی مگر خدا گواہ تھا کہ نکاح ہونے کے بعد اس نے کسی غیر لڑکی کو نظر اٹھا کر دیکھنا بھی گناہ سمجھا تھا وہ اس کی منکوحہ تھی اس کی بیوی اور عارب اس کا شوہر تھا اس کا محافظ اس کا سرپرست۔

نکاح ہونے کے بعد وہ صرف عفاف کا ہی تھا پھر وہ کیوں کسی غیر لڑکی کو نظر اٹھا کر دیکھ کر گنہگار بنتا اس نے خود کو پابند رکھا تھا اپنی منکوحہ کا پابند اور وہ بخوبی جانتا تھا کہ عفاف کیسی ہے اگر اس نے خود کو عفاف کے لیے رکھا تھا تو عفاف نے بھی اپنی نظروں کی حفاظت کرتے ہوئے خود کو عارب کی امانت سمجھ کر تین سال سے خود کو سب کی نظروں سے محفوظ رکھا تھا اور عارب یہ سب کچھ بخوبی جانتا تھا

مجھے یقین ہے کہ تم اچھی طرح سے جانتی ہو کہ تمہارا اور میرا رشتہ کیا ہے بے شک جب ہمارا نکاح ہوا تھا تب تم 16 برس کی تھی چھوٹی بچی تھی مگر اب تم ایک بالغ لڑکی ہو

بے شک تمہارا دماغ اور تمہاری سوچ بھی عمایہ اور ایشال جیسی ہو گی مگر تمہارے دماغ میں میرا نقش ضرور ہو گا عارب اپنی بات بول کر رکا اور ذرا سی نظریں اٹھا کر سامنے بیٹھی عفاف کو دیکھا جو نظریں جھکائے بیٹھی ہوئی تھی اور غور سے صرف اسے سن رہی تھی

تم میری منکوحہ ہو اور جلد ہی بیوی کہ رتبے پر فائز ہونے والی ہو میں چاہتا ہوں کہ تم مجھے تھوڑا سمجھ لو مجھے تھوڑا جان لو میں تمہارا شوہر ہوں میں تم سے زیادہ سمجھداری کی امید ہرگز نہیں رکھتا کیونکہ میرے لیے تم ابھی بھی ایک چھوٹی سی بچی ہی ہو عارب کے بولنے پر عفاف نے جھٹکے سے سر اٹھا کر عارب کی طرف دیکھا مگر اسے خود کو دیکھتا پا کر دوبارہ سے نظریں جھکا لی اس کے منہ سے اپنے لیے بچی لفظ سننا اسے شاک کر گیا تھا

میں نے تمہاری نظروں میں آج حیا دیکھی ہے اور اس کے ساتھ گھبراہٹ بھی جو مجھے دیکھتے ہی تمہارے چہرے پر عیاں ہونے لگتی ہے میں تمہارا شوہر ہوں کوئی غیر نہیں اس کا اندازہ تمہیں آہستہ آہستہ ہو جائے گا کہ میں کس طبیعت کا مالک ہوں اور تمہارے معاملے میں کیسے جذبات رکھتا ہوں عارب اپنی بات بول کر اٹھ کھڑا ہوا اور دو قدموں کا فاصلہ سمیٹتے ہوئے عفاف تک پہنچا جبکہ عارب کو اپنی طرف آتا دیکھ کر عفاف گھبرائی مگر وہیں بیٹھی رہی تمہیں اپنی زندگی میں شامل کرنے کے لیے میں اب بے تاب ہو چکا ہوں خود کو تیار کر واپنے شوہر کے لیے جلد تم میری محبت کے سلطنت میں قدم رکھو گی اور میں چاہتا ہوں کہ تم اس رتبے کو پہلے سے پہچانو۔

عارب بولتے ہوئے عفاف کی طرف جھکا اور محبت کی پہلی مہر اس کی پیشانی پر ثبت کی جبکہ عرب کا دہکتا لمس اپنے پیشانی پر محسوس کرتے عفاف کی دھڑکنیں ایک دم سے تیز ہوئی تھی دل جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو تھا وہ ایک سیکنڈ میں عفاف کے دھڑکنوں میں ایک طوفان برپا کر گیا تھا

خیال رکھنا اپنا خدا حافظ عارب اس کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے بولا وہ مسکرا کر ایک آخری نظر گلاب کی طرح کھلتی عفاف کو دیکھ کر کچن سے نکل گیا

جبکہ عارب کے جاتے ہی عفاف نے بے اختیار ایک گہرا سانس اندر کو کھینچا جیسے اس کی سانسیں کب کی رک چکی ہوں

عفاف نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر جگ سے پانی گلاس میں انڈلا اور ایک ہی سانس میں گھٹا گھٹ پی گئی

اپنی بے قابو ہاتھ دھڑکنوں کو کنڑول کرتے ہوئے عفاف اٹھی اور بھاگنے کے انداز سے کچن سے نکل گئی اس کی دل کی دھڑکنیں ابھی بھی یوں ہی شور مچا رہی تھی

تیزی سے کمرے کا دروازہ بند کرتے ہوئے وہ بیڈ پر آبیٹھی مری کے سرد موسم میں بھی اسے اپنا دل جلتا ہوا محسوس ہو رہا تھا اس نے دوپٹہ اتار کر سائیڈ

پر رکھا اور اپنے دل کے مقام پر ہاتھ رکھتے ہوئے دو تین گہرے سانس لیے اور خود کو پر سکون کرنے کی کوشش کی

عفاف نے اپنی پیشانی کو انگلیوں کے پوروں سے چھوا جہاں عارب نے اپنا لمس چھوڑا تھا کتنا پر حدت اور محبت بھرا لمس تھا جو عفاف نے پہلی بار محسوس کیا تھا وہ الجھی ہوئی تھی کہ پتہ نہیں عارب اس کے بارے میں کیا سوچ رہا ہو گا مگر عارب ایک ہی بار میں اس کی ساری الجھنوں کو دور کر گیا تھا وہ بتا گیا تھا

کہ وہ صرف اپنی منکوحہ کا پابند ہے یہی نہیں بلکہ وہ اس سے محبت بھی کرتا ہے اس سے بڑی بات عفاف کے لیے کوئی اور ہو بھی نہیں سکتی تھی مگر یہ بات الگ تھی کہ اس کا اظہار اسے عجیب سی گھبراہٹ میں مبتلا کر گیا تھا یہ تو اس محبت کا آغاز تھا اور آج سے ہی عفاف یوں گھبرا رہی تھی ابھی تو اسے عارب کی محبتوں میں پور پور بھیگنا تھا اس کی محبت کے سلطنت میں قدم رکھنا

تھااس کے لیے تو اسے بہت ہمت کی ضرورت تھی اور یہ ہمت وہ کہاں سے لاتی

عفاف نے خود سے ہی سوال کیا اور پھر اپنے آپ پر قابو پاتے ہوئے بیڈ پر لیٹ گئی اور آرام سے آنکھیں موند لیں ایک بار پھر عارب کا چہرہ اس کے سامنے تھا اب تو ناممکن تھا اس کا عفاف کا خیالوں سے نکلنا وہ تو حقیقی زندگی میں اس کے سامنے آچکا تھا عارب کے بارے میں سوچتے ہوئے کب وہ گہری نیند کی وادیوں میں اتر گئی اسے خود بھی معلوم نہیں ہوا اور دوسری جانب عارب نے ساری رات بے چینی میں گزاری تھی اسے نہیں معلوم تھا کہ اتنی سی نزدیکی پر وہ اتنا بے چین ہو جائے گا شاید ان دونوں کی محبت کو ہوا ہی آج لگی تھی ان دونوں کی محبت نے ظاہر ہی آج کیا تھا اس لیے تو دونوں دلوں کا حال بالکل ایک جیسا تھا

فون کی تیز آواز سے عمایہ کی آنکھ کھلی جو پتہ نہیں کب سے بج رہا تھا اس نے ہاتھ بڑھا کر فون کو پکڑا اور بند آنکھوں سے ہی کال اٹھاتے ہوئے فون کان سے لگایا

ہیلو..... نیند میں ڈوبی ہوئی عمایہ کی بھاری آواز مقابل کی سماعتوں سے ٹکرائی جس پر وہ مسکرا دیا

ہیلو کون.... عمایہ نے پھر سے پوچھا

ارسم ابراہیم....ارسم نے مسکرا کر اپنا تعارف کروایا

کون ارسم ابراہیم.... عمایہ شاید ابھی تک اس کی آواز نہیں پہچان پائی تھی اس لیے نا سمجھی سے پوچھنے لگی جب کہ وہ ابھی بھی گہری نیند میں ہی تھی

آپ کا عاشق۔۔۔ارسم دلکشی سے مسکراتے ہوئے بولا جبکہ ارسم کی بات سن کر عمایہ نے جھٹکے سے آنکھیں کھولیں

آپ۔۔۔عمایہ کافی حیران ہوتے ہوئے بولی

جی میں۔۔۔ارسم بھی اسی کی انداز میں بولا

آپ نے مجھے فون کیوں کیا ہے میں نے منع کیا تھا نا کہ مجھے تنگ مت کریے گا عمایہ اس انداز میں بولی جیسے اس نے بہت ہی برا گناہ کر دیا ہو

اول تو میں نے آج تک تمہیں کبھی تنگ نہیں کیا اور دوسری بات کہ تمہیں فون کرنے کے لیے مجھے تمہاری اجازت کی بالکل ضرورت نہیں ارسم نے بھی اس کی خوش فہمی دور کرنا چاہی کہ وہ اس کی اجازت کا پابند نہیں ہے

تو آپ نے فون کیوں کیا عمایہ اب بلکل بیدار ہو چکی تھی

کہاں پر ہو تم۔۔۔؟؟؟

کیوں آپ کو نہیں معلوم کیا عمایہ کا انداز جتانے والا تھا کیونکہ وہ جانتی تھی کہ وہ جہاں بھی جاتی ہے ارسم کو پہلے سے خبر ہو جاتی ہے

مجھے معلوم ہے لیکن تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا ارسم کے انداز مین شکوہ تھا

اور میں آپ کو کیوں بتاؤں عمایہ نے ناک سے مکھی اڑائی

کیا سوچا پھر تم نے.... ارسم اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے بولا

ارسم کی بات سن کر پہلے تو عمایہ کے چہرے پر نہ سمجھی آئی مگر اگلے ہی لمحے

اسے سمجھ آگئی کہ وہ کیا بات پوچھنے کی کوشش کر رہا ہے

میں سوچ کر بتاؤں گی.... عمایہ کا انداز یوں تھا جیسے وہ بہت بڑا احسان کر رہی

ہو

تین دن سے تم نے کچھ سوچا نہیں کیا یاں تمہیں سوچنے کے لیے ابھی تین

دن مزید درکار ہیں ارسم کو اس کا یہ انداز پسند آیا تھا یوں ڈرے اور ہچکچائے بنا

بات کرنا

میں نے ابھی نہیں سوچا سوچ کر میں آپ کو بتا دوں گی اس سے پہلے آپ مجھے

فون نہیں کریں گے کیونکہ میں بہت بزی ہوں خدا حافظ

عمایہ نے بولتے ہوئے بغیر ارسم کی ایک بھی سنے فون بند کر دیا جبکہ ارسم فون کو گھورتا ہی رہ گیا جو پچھلے کچھ دنوں سے اس پر یوں حکم چلا رہی تھی جیسے اس کی ملکہ ہو اور سچ بھی تو یہی تھا وہ ملکہ ہی تھی مگر اس کے دل کی اس کی سلطنت کی

ٹھیک ہے محترمہ سے بات نہیں بلکہ سیدھی ملاقات ہی ہو گی ارسم فون کے وال پیپر پر چمکتی عمایہ کی تصویر پر نظریں جماتے ہوئے بولا اور پھر گہرا سانس لیتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا

مری آنے کے بعد بھی اسے یہاں بہت سے کام نپٹانے تھے یہاں تک کہ وہ جہاں بھی جاتا تھا وہیں پر اس کی کوئی نہ کوئی میٹنگ نکل آتی تھی کچھ لوگ تھے جن کی کمپنی کے ساتھ اسے مری میں ہی میٹنگ کرنی تھی اور اپنی کمپنی کا کنٹریکٹ سائن کرنا تھا جس کے لیے اس کا ٹائم سے نکلنا ضروری تھا

ناشتہ کرنے کے بعد وہ سب باہر گھومنے کے لیے آئے تھے جبکہ عفاف بھی سب کے ساتھ ہی موجود تھی اور مسکراتی ہوئی وہ سب کو یہاں کے علاقوں کے بارے میں اطلاع دے رہی تھی جبکہ مرد حضرات دوسرے طرف تھے اور لڑکیوں کے ساتھ ہادی اور حمزہ موجود تھے جو بہت مستیاں کر رہے تھے بھابھی مجھے آپ سے ایک بات پوچھنی تھی کہ اگر کسی کو دفنانا ہو تو اس برف میں دفنا سکتے ہیں کیا آئی مین یہاں پر تو کیرے مکوڑے نہیں پڑتے ہوں گے لاش کو حمزہ نے ایک نیا شوشہ چھوڑا جس پر پہلے تو کسی کو بھی اس کی سمجھ نہیں آئی مگر جب آئی تو سب کا قہقہہ بلند ہوا ایک تو یہ نمونہ عجیب ہی تھا وہاں سے بات نکالتا تھا جہاں سے کسی نے کچھ سوچا ہی نہ ہو

نہیں بھائی یہاں ایسا کچھ نہیں ہوتا یہاں پر قبرستان الگ سے بنے ہوئے ہیں ہم بھی عام انسان ہیں اور مرنے والوں کو عام انسانوں کی طرح ہی مٹی تلے دفنایا جاتا ہے برف میں نہیں عفاف نے مسکراتے ہوئے حمزہ کو جواب دیا اس کے انداز میں اتنی عزت اور اتنی اپنایت تھی کہ وہ اپنے سے چھوٹے حمزہ کو بھی بھائی بول کر بلا رہی تھی

بھابھی آپ مجھے بھائی مت بولیں میں آپ سے چھوٹا ہوں آپ مجھے حمزہ بلایا کریں حمزہ نے اسے ٹوکا

جی بھابھی اس بندر کو بھائی مت بولا کریں کیونکہ یہ عزت کے لائق نہیں ہے ایشال نے بیچ میں اپنا حصہ ڈالا جس پر حمزہ نے گھور کر ایشال کو دیکھا

تمہیں تو جیسے 21 کوپوں کی سلامی دینی چاہیے نا حمزہ خاصہ تپ چکا تھا

ارے بس کریں آپ دونوں لڑیں مت وہ دیکھیں بابا آپ کو بلا رہے ہیں عفاف نے حمزہ ہادی کو دوسری جانب متوجہ کروایا جہاں عارف صاحب انہیں اپنی طرف آنے کا اشارہ کر رہے تھے

جی ٹھیک ہے ہم ان کی بات سن کر آتے ہیں ہمیں لے کر ہی آگے جایئے گا اوکے ناہادی عفاف کی طرف دیکھتے ہوئے بولا جس پر اس نے فوراً سے ہاں میں سر ہلایا کیونکہ ابھی انہوں نے آگے بھی جانا تھا جہاں برف کے سوراخ بنے ہوئے تھے بڑی بڑی سرنگیں اور برف سے ڈھکی ہوئی چھتیں انہیں دیکھنے جانا تھا

ہائے ایشال دیکھو یہ کتنا پیارا ہے عمایہ ایشال کو ایک برف سے بنے پانڈا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی یہ جگہ بہت خوبصورت تھی ہر طرف برف ہی برف تھی مگر برف کے سے ہی وہاں پر بہت سے تفریح کی چیزیں بنائی گئی تھی جسے دیکھ کر سب لوگ لطف اندوز ہو رہے تھے

میرا دل چاہ رہا ہے میں اسے اپنے ساتھ لے جاؤں ایشال بھی اتنی ہی ایکسائٹڈ تھی جتنی عمایہ

جبکہ عفاف اور باقی سب ان دونوں کی باتوں پر مسکرا رہے تھے عارب یہاں موجود نہیں تھا اس لیے عفاف کمفرٹیبل تھی ورنہ عارب کی موجودگی میں عفاف نے نہ تو خود انجوائے کرنا تھا اور نہ ہی وہ انہیں کچھ بتانا تھا

میری بات سنو یہاں سے اب ہم اندر جا رہے ہیں تو ہو سکتا ہے کہ آپ لوگوں کا راستہ سمجھ نہ آئے مگر آپ لوگوں نے ایک دوسرے کا ہاتھ نہیں چھوڑنا کیونکہ آگے جتنے بھی راستے ہیں سب ایک جیسے ہیں اگر آپ لوگوں میں سے کوئی بھی بھٹک گیا تو دوبارہ ڈھونڈنا مشکل ہو گا اس لیے احتیاط کرنا ایک سرنگ میں داخل ہوتے ہوئے عفاف ان سب کو محتاط کرنے لگی جس پر سب نے فرمانبرداری سے ہاں میں سر ہلایا یہ صرف ینگ پارٹی ہی تھی جو سرنگ میں جا رہی تھی ورنہ باقی سب تو باہر ہی تھے گھر کے کچھ ملازمین جو کہ عمر میں عفاف کے باپ کی طرح ہی تھے وہ ان لوگوں کے ساتھ تھی جبکہ حیدر بھی ان کے ساتھ ہی تھا

وہ جیسے جیسے اندر جا رہے تھے ویسے ویسے سردی بڑھتی جا رہی تھی اور اب تو سردی کی وجہ سے باقاعدہ عمایہ کانپنے لگی تھی کیونکہ زیادہ سردی اس سے برداشت نہیں ہوتی تھی اور اس نے خود کو صرف ایک شال میں کور کیا ہوا تھا کیونکہ اس کا کہنا تھا کہ اسے زیادہ سردی نہیں لگے گی جبکہ اب اسے اپنی بیوقوفی پر بہت ندامت ہو رہی تھی کہ کاش وہ اپنا تھوڑا سا انتظام کر لیتی جس کی وجہ سے وہ سردی سے بچ سکتی

عمایہ کو کانپتے دیکھ کر حیدر نے جلدی سے اپنی جیکٹ اتار کر عمایہ کے گرد پھیلائی جو آج کانپ کانپ کر مر جانے کو تھی

بولا تھا نا کہ کوئی سویٹر پہن لو مگر تم کسی کی سنتی ہی نہیں حیدر اسے جیکٹ پہناتے ہوئے ساتھ اسے ڈانٹ بھی رہا تھا

بھائی مجھے کیا پتہ تھا کہ اتنی زیادہ سردی ہو گئی ہم ایا معصوم سی شکل بناتے ہوئے بولی

بھابھی نے بتایا تھا مگر اسے صرف اپنی کرنی ہوتی ہے حمزہ نے بیچ میں فضول کی ٹانگ اڑائی جس پر عمایہ نے اسے ایک زبردست گھوری سے نوازا

جیکٹ پہننے کی وجہ سے عمایہ کو اب کم سردی لگ رہی تھی لیکن اب اس کی بس ہو چکی تھی صرف اس کی ہی نہیں سب کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ واپس چلے جائیں کیونکہ شام ہونے کے ساتھ ساتھ وہاں پر برف باری ہونا شروع ہو چکی تھی

اور اس وقت وہ ایک جھیل کے پاس موجود تھے اندھیرا ہونے کا باعث سب کچھ صاف واضح نہیں دکھائی دے رہا تھا

اس لیے حیدر نے فیصلہ کیا کہ وہ ابھی اور اسی وقت واپسی کی راہ لیں گے جس پر سب نے حامی بھری اور سب واپسی کے لیے نکلے

بھائی۔۔۔۔ابھی وہ لوگ باہر نکلے ہی تھے جب انہیں ایشال کی آواز سنائی دی

بھائی عمایہ ہمارے ساتھ نہیں ہے ایشال کے بولنے کی دیر تھی سب نے جھٹکے سے گردن گھما کر پیچھے کی جانب دیکھا جہاں صرف ایشال کھڑی تھی عمایہ نہیں تھی

کیا مطلب عمایہ کدھر گئی وہ تو تمہارے ساتھ آرہی تھی نا حیدر ایک ہی سیکنڈ میں بے حد پریشان ہو چکا تھا

بھائی وہ میرے ساتھ تھی میں نے اس کا ہاتھ بھی پکڑا ہوا تھا مگر پتہ نہیں وہ کہاں رہ گئی ایشال کے چہرے پر خوف صاف دکھائی دے رہا تھا

بھابھی آپ اسے لے کر جائیں ہم عمایہ کو دیکھ کر آتے ہیں حیدر عفاف کی جانب دیکھتے ہوئے بولا جو عمایہ کو وہاں نہ پا کر کافی پریشان ہو چکی تھی

بھائی آپ کو راستوں کا کیسے پتہ چلے گا اندھیرا ہو چکا ہے میں آپ کے ساتھ چلتی ہوں

نہیں بھابھی مجھے اندازہ ہے راستوں کا آپ ایشال کو لے کر گھر چلیں ہم ابھی عمایہ کو ڈھونڈ کر لاتے ہیں حیدر نے اسے دوبارہ سمجھایا جس پر اس نے بحث

کرنے کی بجائے بات کو سمجھا اور ایشال کو لے کر وہاں سے نکل گئی جبکہ ایشال بھی بالکل جانے میں رضامند نہیں تھی لیکن عفاف کے سمجھانے پر اسے جانا پڑا جبکہ حمزہ حیدر اور ہادی پریشانی کی عالم میں چاروں طرف پاگلوں کی طرف عمایہ کو ڈھونڈنے لگے

عمایہ تیز تیز قدم لیتی بھاگ رہی تھی اسے بالکل سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اس نے کس طرف جانا ہے اندھیرا ہونے کے باعث اس کا ہاتھ تو چھوٹ گیا تھا ایشال سے مگر اب اسے کہیں بھی کوئی بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا

مسلسل بھاگنے کی وجہ سے اس کے سانس پھول چکی تھی اس نے ایک جگہ رکتے ہوئے اپنے سینے پر ہاتھ رکھا اور اپنی پھولی ہوئی سانسوں کو بہال کرنے لگی ابھی کچھ لمحے ہی گزرے تھے جب اسے اپنے قریب سے کسی کے غرانے کی آواز آئی وہ آواز بہت خوفناک تھی عمایہ کا دل انجانے خوف کے مانند لرزنے لگا اس نے بہت ہمت جمع کرتے ہوئے تھوڑی سی گردن گھما کر پیچھے کی جانب دیکھا تو سامنے ایک برفانی ریچھ جو دیکھنے میں کافی خوفناک تھا عمایہ

کو دیکھ کر خوفناک آوازیں نکال رہا تھا اس کے غرانے کی آواز سے عمایہ کا دل ہی لرز گیا

اس جانور کو دیکھتی ہی عمایہ کے منہ سے بے اختیار ایک خوفناک چیخ برامد ہوئی جسے سنتے وہ ریچھ تیزی سے اس کی طرف بڑھا مگر عمایہ فوراً وہاں سے تیزی سے بھاگی

ابھی وہ تیزی سے بھاگ رہی تھی جب اچانک وہ کسی مضبوط وجود سے ٹکرائی اور اس وجود نے فوراً ہی اسے اپنی آغوش میں سمیٹتے ہوئے اپنا رخ بدلا اور ایک دیوار کے اڑے چھپ گیا

عمایہ خوف کے مارے باقاعدہ کانپ رہی تھی جبکہ ارسم نے اسے کسی چھوٹے سے بچے کی طرح اپنے سینے میں چھپایا ہوا تھا عمایہ کی تیز دھڑکنیں وہ صاف محسوس کر سکتا تھا

اس جانور کے غرانے کی آواز ابھی تک اسے سنائی دے رہی تھی جبکہ اسی آواز سے خوفزدہ ہوتی عمایہ مزید ارسم کے سینے میں چھپ رہی تھی وہ بہت

زیادہ ڈر چکی تھی اسی وجہ سے اسے یہ ہوش تک نہیں تھا کہ وہ اس وقت کس کے آغوش میں موجود ہے اس کے قریب کھڑا شخص کون ہے جس نے اسے سمیٹا ہوا ہے

بب بابا۔۔۔وہ ڈر کے مارے سختی سے آنکھیں میچے عارف صاحب کو پکارنے لگی جب کہ دونوں ہاتھوں سے اس نے ارسم کی شرٹ کو سخت گرفت میں جکڑا ہوا تھا

ریلیکس کچھ نہیں ہوا وہ جا چکا ہے ارسم آہستہ سے عمایہ کی کمر سہلاتے ہوئے بولا جیسے اس کا ڈر ختم کرنے کی کوشش کر رہا ہوں

عمایہ تو اپنے ہوش و حواس میں ہی نہیں تھی اس لیے نہ تو وہ ارسم سے الگ ہو رہی تھی اور نہ ہی یہ دیکھ رہی تھی کہ اس وقت وہ کس کے سینے میں چھپی ہوئی ہے اس کے سر پر صرف اس جانور کا ڈر سوار تھا

تم اب ٹھیک ہو بالکل محفوظ میرے ہوتے ہوئے تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا ارسم کی آواز سن کر عمایہ فوراً ہی ہوش کی دنیا میں لوٹی اور جھٹکے سے

اس سے الگ ہوئی مگر اس کا بازو پکڑ کے ارسم اسے مزید دور جانے سے روک چکا تھا

پیچھے برف ہے گر بھی سکتی ہو اسی جگہ کھڑی رہو ارسم اس کے بازو کو اپنی نرم گرفت میں لیتے ہوئے بولا

آ آ آپ کون ہیں۔۔۔۔ ہوش میں آتے ہی عمایہ نے پہلے یہی سوال پوچھا

آپ کا عاشق۔۔۔۔ ارسم کی آواز بہت دھیمی تھی جیسے اس نے سرگوشی کی ہو مگر عمایہ کی سماعتوں تک یہ آواز پہنچ چکی تھی

عمایہ بے یقینی سے ارسم کو دیکھنے لگی اندھیرا ہونے کے باعث وہ سہی سے اسے نہیں دیکھ سکتی تھی مگر اس کی چمکتی نیلی آنکھیں اسے باور کروا چکی تھیں کہ یہ ارسم ابراہیم ہی ہے اور یہ ہی آنکھیں عمایہ نے کچھ دن پہلے دیکھی تھی

آپ۔۔۔۔ عمایہ حیرت کے مارے صرف اتنا ہی بول سکی تھی

ہاں میں اور تم نے یہ بیوقوفوں والے کام کب سے شروع کر دیے اگر فیملی کے ساتھ آئی تھی تو فیملی کے ساتھ ہی رہنا چاہیے تھا ارسم کا انداز بالکل ڈانٹنے والا تھا جو عمایہ کو بالکل پسند نہیں آیا تھا

میں بے وقوف نہیں ہوں بس میرا ہاتھ چھوٹ گیا تھا اور میں گم ہو گئی عمایہ بغیر خوف کے بولی خود کو بیوقوف کہلائے جانے پر بھلا وہ کیسے خاموش رہتی

میرا ہاتھ چھوڑیں میں نے جانا ہے عمایہ ارسم کی گرفت سے اپنا بازو چھڑوانے کی کوشش کرتے ہوئے بولی

کیا تمہیں راستہ پتہ ہے ارسم نے اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے پوچھا

نہیں پر میں ڈھونڈ لوں گی عمایہ کافی گھبرا رہی تھی

رات کے اندھیرے میں تم ہر گز راستہ نہیں ڈھونڈ سکتی اس لیے چپ چاپ میرے ساتھ چلو اور کوئی بھی ضد مت کرنا کیونکہ یہ وقت ضد کرنے کا ہر گز نہیں ہے تمہیں سہی سلامت تمہاری فیملی تک پہنچانا ہے ارسم اس کی کلائی کو

اپنی نرم گرفت میں لیتے ہوئے بولا جب اس کی نظر اس کی کلائی میں چمکتے اس بریسلٹ پر پڑی جو اس دن ارسم نے اسے پہنایا تھا

اس دن کے بعد ارسم نے بہت کوشش کی تھی کہ وہ اس برسلیٹ کو اپنی کلائی سے اتار دے مگر وہ پتہ نہیں کس قسم کا بریسلٹ تھا جو کھلنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا عمایہ نے بہت حربے آزمائے مگر وہ بریسلیٹ اس کی کلائی سے نہیں اترا تھا یہاں تک کہ عمایہ نے تھک ہار کر کوشش کرنا ہی چھوڑ دی اب یہ تو صرف ارسم ہی جانتا تھا کہ اس برسلیٹ پر اس نے ایسا کون سا لاک لگایا تھا جو عمایہ تو کیا کوئی بھی نہیں کھول سکتا تھا

ارسم نے محسوس کیا جیسے عمایہ کا جسم سرد پر رہا ہو اس نے عمایہ کی طرف دیکھا اور اس کا دل چاہا اپنا سر پیٹ لے کیونکہ عمایہ نے نا تو کوئی شال لی ہوئی تھی اور نا ہی کوئی جیکٹ پہنی ہوئی تھی صرف ایک باریک سا دوپٹہ ہی تھا جو اس نے اپنے گرد لپیٹا ہوا تھا

ارسم نے خاموشی سے اپنی جیکٹ اتاری اور عمایہ کہ کندھوں کے گرد ڈال دی

یہ آپ کیا کر رہے ہیں عمایہ کپکپاتی آواز میں بولی

میں کچھ نہیں کر رہا ٹھنڈ لگ گئی تو بیمار پڑ جاؤ گی ارسم اتنی نرمی سے بولا کہ عمایہ آگے سے کچھ بول ہی نہیں سکی اگر یہ سچویشن نہ ہوتی تو عمایہ ضرور اس سے کسی اور انداز میں بات کرتی مگر اس وقت وہ خود ڈری سہمی ہوئی تھی

ارسم نے ایک نظر عمایہ کو دیکھا اور پھر نرمی سے اس کی کلائی تھامتے ہوئے احتیاط سے آہستہ آہستہ قدم لیتا آگے بڑھا وہ تمام راستے جانتا تھا اس لیے پانچ منٹ بعد ہی وہ عمایہ کو لے کر ایک سرنگ کے قریب پہنچا جہاں سے باہر نکل کر سامنے ہی باہر کا راستہ تھا

یہاں سے تم جاؤ باہر ضرور تمہاری فیملی تمہیں ڈھونڈ رہی ہو گی وہیں ارسم رک کر عمایہ کی طرف دیکھتے ہوئے نرمی سے بولا تو عمایہ نے بس چپ چاپ ہاں میں سر ہلا دیا اور آگے بڑھنے لگی

جب ارسم نے دوبارہ اس کا ہاتھ تھاما تو عمایہ نے نہ سمجھی سے ارسم کی طرف دیکھا

خیال رکھنا اپنا مایا اور تمہارا وقت جلد ختم ہو اس چیز کا انتظار کر رہا ہوں میں

ارسم عمایہ کا گال تھپتھپاتے ہوئے بولا اور پھر نرمی سے اس کی کلائی چھوڑ دی اور پھر خود بھی اپنے قدم دوسری جانب بڑھائے

کتنے ہی لمحے عمایہ وہیں کھڑی ارسم کو جاتا ہوا دیکھ رہی تھی

عمایہ۔۔۔۔اسے ایک تیز اور اونچی آواز سنائی دی جیسے اسے کوئی پکار رہا ہو

عمایہ نے جلدی سے تیز تیز قدم لینا شروع کیے اور اس سرنگ سے باہر نکلنے لگی جب آگے ہی اسے حیدر کھڑا ہوا دکھائی دیا جو پریشانی کے عالم میں پاگلوں کی طرح سے ڈھونڈ رہا تھا عمایہ حیدر کی طرف بھاگی اور جلدی سے اس کے گلے لگ گئی

عمایہ کہاں تھی میرا بچہ کتنا ڈھونڈ رہے تھے ہم تمہیں حیدر دونوں بازو اس کے گردن حائل کرتے کس کے اسے گلے لگاتے ہوئے بولا کتنا ڈر گیا تھا وہ کچھ ہی منٹوں میں جیسے اس کی جان لبوں پر آ پہنچی تھی

بھائی وہ میں بھٹک گئی تھی پلیز یہاں سے چلیں عمایہ نم آواز میں بولی جبکہ حمزہ اور ہادی بھی شکر کا کلمہ پڑھ رہے تھے کہ عمایہ انہیں مل گئی سب ہی بہت پریشان ہو چکے تھے اور یہ تو شکر تھا کہ اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا تھا وہ بالکل ٹھیک اور سلامت ان کے سامنے کھڑی تھی

اس سے کوئی بھی بات پوچھنے کی بجائے حیدر سب کو لیے گھر کی جانب بڑھا وہ محسوس کر پا رہا تھا کہ عمایہ بہت زیادہ ڈری ہوئی ہے اس لیے اس نے عمایہ سے کچھ بھی نہیں پوچھا

کیا مطلب تمہیں انہوں نے بچایا ہے عمایہ نے جب ایشال کو تمام صورتحال بتائی تو ایشال حیرت سے اچھل ہی پڑی

ہاں اب زیادہ اچھلو نہیں آرام سے بیٹھ جاؤ عمایہ ایشال کی طرف دیکھتی ہوئی بولی جو حیرت سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی

پھر تو تمہیں ان کا شکریہ ادا کرنا چاہیے انہوں نے تمہاری جان بچائی ہے اور دیکھو نا تمہارا اتنا خیال تھا کہ اپنی جیکٹ اتار کر تمہیں پہنا دی کہ کہیں تمہیں ٹھنڈ الگ جائے ایشال اب ارسم کی سائیڈ لے رہی تھی کیونکہ اسے سننے میں ارسم کافی پسند آیا تھا اور اچھا بھی لگا تھا کیونکہ وہ اس کی پیاری دوست کا خیال جو رکھ رہا تھا اور اس کی جان بھی بچائی تھی

میں بول دوں گی شکریہ کسی کا احسان نہیں رکھتی میں عمایہ منہ بناتے ہوئے بولی وہ جب گھر آئی تھی تو گھر کے سبھی لوگ بہت پریشان تھے مگر عمایہ کو بالکل ٹھیک دیکھ کر سب مطمئن ہو گئے کسی نے بھی عمایہ سے کچھ نہیں پوچھا تھا

عمایہ نے صرف اتنا بتایا تھا کہ وہ راستہ بھٹک گئی تھی جس کی وجہ سے وہ ڈر چکی تھی اس کے علاوہ صرف ایشال ہی تھی جسے اس نے تمام صورتحال بتائی تھی کچھ دیر گھر والوں کے ساتھ بیٹھنے کے بعد اب وہ اپنے کمرے میں موجود تھی کیونکہ اسے کافی زیادہ ٹھنڈ لگ رہی تھی یہ تو شکر تھا کہ ارسم نے اسے اپنی جیکٹ پہنادی تھی ورنہ اب تک عمایہ کی حالت غیر ہو چکی ہوتی

یہ احسان نہیں ہے بے وقوف لڑکی یہ محبت ہے دیکھو کتنا خیال رکھا انہوں نے تمہارا ہو سکتا ہے کہ وہ تم سے واقعی میں محبت کرتے ہوں ایشال مسکراتے ہوئے عمایہ کے قریب بیٹھی اسے بھی اب ارسم کی باتوں پر یقین ہونے لگا تھا کہ وہ واقعی میں عمایہ سے محبت کرتا ہے جبکہ ایشال کی فضول سی بات کو سنتے ہوئے عمایہ نے پاس پڑا کشن اٹھا کر اسے دے مارا

ایسا کچھ نہیں ہے سمجھی تم اور کوئی بھی ایرا غیرا آ کر بولے گا کہ مجھے تم سے محبت ہے تو میں اس کی محبت کو تسلیم کرلوں تمہارا دماغ درست ہے عمایہ اسے بری طرح گھورنے لگی

اچھا ٹھیک ہے غصہ کیوں کر رہی ہو میں تو ویسے بھی سونے لگی ہوں اور تمہیں تو میں بس چھوٹی سی ایڈوائس دے رہی تھی ویسے ایسی محبتیں نہیں ملا کرتی لیکن اگر تمہیں نہیں منظور تو کوئی بات نہیں میں تو سونے لگی ہوں گڈ نائٹ ایشال کندھے اچکاتے ہوئے بولی اور فوراً ہی لائٹ بند کر کے کچھ فاصلے پر ہی بیڈ پر لیٹ کے سر تا پیر کمبل اوڑھے سوتی بنی

عمایہ نے گہرا سانس لیتے ہوئے سائیڈ ٹیبل پر پڑے اپنے فون کو دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر فون اٹھا لیا فون کو آن کرتے ہوئے اس نے ارسم کا نمبر نکالا اس نے ہمت جمع کرتے ہوئے تھینک یو لکھا مگر سینڈ نہ کر سکی بہت بار کوشش کرنے کے باوجود بھی وہ ارسم کو ایک میسج نہیں کر سکی تھی اس لیے جھنجلاتے ہوئے اس نے دوبارہ فون کو پٹکنے کے انداز میں سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور بیڈ پر لیٹ گئی

آنکھیں بند کرتے ہی اس کی نظروں کے سامنے وہ نیلی چمکی وہ نیلی روشن مغرور آنکھیں اس کی آنکھوں میں ایک الگ سا سرور تھا ایک کشش تھی جو

عمایہ کو ابھی بھی اپنی طرف کھینچ رہی تھی مگر وہ اپنا دل باغی نہیں ہونا دینا چاہتی تھی

یہ کیا سوچ رہی ہوں میں بہت غلط ہے یہ سب محبت وغیرہ کچھ نہیں ہوتا عمایہ خود کو ہی تسلی دینے لگی کیونکہ نہ چاہتے ہوئے بھی وہ ارسم کے بارے میں سوچ رہی تھی اس کا نرم لہجے میں اس سے بات کرنا اس کی جان بچانا اور سب سے بڑھ کر اس کی نیلی آنکھیں اس کی آنکھوں کی کشش اسے اپنے سحر میں جکڑ رہی تھی

اپنا خیال رکھنا مایا۔۔۔ارسم کے آخری الفاظ اور اس کا محبت سے اس کا گال تھپتھپانا عمایہ کو بے اختیار اس کا لمس اپنے گال پر محسوس ہوا اسے تو لگ رہا تھا کہ وہ اس شخص کے بارے میں سوچ رہی ہے مگر سچ تو یہ تھا کہ وہ شخص اس پر اپنا سحر پھونک گیا تھا عمایہ کے دل کے کسی کونے میں ارسم کے لیے جذبات جنم لینے لگے تھے جن سے وہ ناواقف تھی اور بے خبر تھی اس محبت سے جو ارسم اس سے کرتا تھا

ارسم بیڈ پر چیت لیٹا آنکھوں کو بند کیے آنکھوں پر اپنے بازوں کو رکھے ہوئے تھا اس کی نظروں کے سامنے صرف ایک چہرہ تھا

معصوم ڈری سہمی عمایہ جو ڈر کر اس کے سینے میں کسی بچے کی طرح چھپی ہوئی تھی اس لمحے وہ یہ بھول چکی تھی کہ وہ کس کی پناہوں میں ہے مگر وہ ارسم کے اتنا غریب آ کر اسے بہت بے چین کر گئی تھی یہ تو ارسم ہی جانتا تھا کہ وہ اس سے کیسے دور ہوا تھا کسی محرم کا رشتہ نہ ہوتے ہوئے عمایہ کا اس کا یوں گلے لگنا اسے عجیب لگ رہا تھا اس کا اس پر کوئی حق نہ تھا مگر وہ جلد ہی یہ سارے حقوق حاصل کرنا چاہتا تھا اس کا بس چلتا تو سویر ہوتے ہی عمایہ کو اپنے نام کر لیتا اور خود تو کیا اپنی پوری سلطنت اس کے قدموں میں رکھ دیتا

اور جہاں ارسم اسے اپنی قسمت کی ملکہ بنانے کے خواب دیکھ رہا تھا وہیں عمایہ اس سے پیچھا چھڑوانے کی ترکیبیں سوچ رہی تھی اور ارسم بخوبی جانتا تھا کہ وہ کون سی آخری ملاقات کی بات کر رہی ہے اور وہ اس آخری ملاقات میں

کیا بولنے والی ہے مگر وہ بھی چاہتا تھا کہ عمایہ ایک بار اس کے روبرو ضرور آئے

آج تک عمایہ نے اس کی ہر بات کو صرف ٹالا ہی تھا مگر ارسم اب عمایہ کو بتایا چاہتا تھا کہ وہ اس کے لیے کیا ہے اور اس دن کا ارسم کو بے صبری سے انتظار تھا

عمایہ کے خیالوں میں گم ہوتے ہوئے کب وہ گہری نیند میں اتر گیا اسے خود بھی معلوم نہ ہوا عمایہ کو سوچتے ہوئے اسے جو نیند آتی تھی وہ نیند اور خیالات بہت خوبصورت تھے

رات کا تیسرا پہر تھا جب عفاف کے کمرے کا دروازہ آہستہ سے کھلا اور کوئی بغیر آواز کیے کمرے میں داخل ہوا مگر آگے جائے نماز پر بیٹھی عفاف کو دیکھ کر اس کے قدم وہیں تھم گئے

عفاف تہجد کی نماز ادا کر رہی تھی اس کے کمرے میں صرف ایک لیمپ روشن تھا جس کی ہلکی روشنی عفاف کے چہرے پر پڑھتے ہوئے اس کے چہرے کو صاف عیاں کر رہی تھی حجاب میں لپٹا چہرہ اور نماز ادا کرتے ہوئے سجدے میں جا کر دوبارہ اٹھنا عفاف کا نورانی چہرہ اس بات کی گواہی تھا کہ وہ اپنے خدا کے کتنے قریب ہے جہاں ایک دنیا اپنی نیند کے غرض میں ڈوبی ہوئی ہیں وہیں وہ لڑکی اپنی نیند کی قربانی دے کر اپنے خدا کے حضور سجدہ ریز ہے

عارب اسے اپنی نظروں کے حصار میں رکھتے ہوئے وہیں کھڑا رہا اس نے ایک اور بھی مزید قدم نہیں اٹھایا تھا اس کے قدم جیسے وہاں پر جکڑ دیے گئے تھے اس کی نظریں صرف عفاف کے روشن چہرے پر تھی

عفاف نے سلام پھیرا اور پھر دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے وہ محسوس کر چکی تھی اپنے کمرے میں کسی کی موجودگی مگر وہ دعا مانگے بغیر کبھی نہیں اٹھتی تھی اس لیے اس نے پہلے دعا مانگی اور دعا مانگتے ہی جائے نماز طے کرتے ہوئے وہ

مڑی جہاں سامنے عارب کھڑا ایک ٹک اسے دیکھ رہا تھا اتنی رات گئے عارب کو اپنے کمرے میں اپنے سامنے دیکھ کر عفاف کو بے حد حیرت ہوئی

آپ یہاں اس وقت عفاف عارب کی طرف دیکھتے ہوئے بولی

ہاں میں اور اس وقت عارب بے نیازی سے بولتا ہوا اس کے قریب ہی بیڈ پر جا بیٹھا جب کہ عفاف کی آنکھیں حیرت سے پھٹنے کو تھیں جو آدھی رات کو پہلے تو اس کے کمرے میں گھس آیا تھا اور اب اس کے بیڈ پر بہت آرام سے بیٹھ چکا تھا

آپ پلیز جائیں یہاں سے عفاف کافی گھبرائی ہوئی تھی

میں کیوں جاؤں یہاں سے بیوی ہو میری اور میں اپنی بیوی سے ملنے آیا ہوں عارب کہنی بیڈ پر ٹکائے ہاتھ اپنے سر کے نیچے رکھے پوری فرصت سے اسے دیکھتے ہوئے بولا

عفاف حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی جب عارب نے اس کا ہاتھ پکڑ کر جھٹکے سے اسے اپنے قریب بٹھایا جس پر اس نے بوکھلا کر عارب کی طرف دیکھا جو شرین نگاہوں سے پہلے ہی اسے دیکھ رہا تھا

تم بہت پیاری ہو یہ تو میں پہلی نظر دیکھتے ہی جان گیا تھا مگر اتنی پیاری ہو یہ مجھے آہستہ آہستہ پتہ چل رہا ہے عارب اس کے نرم و ملائم ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھوں میں لیتے ہوئے بولا جبکہ عارب کا یوں ہاتھ پکڑنا عفاف کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ پیدا کر گیا تھا

آ آ آپ ۔۔۔۔۔ عفاف نے کچھ بولنا چاہا۔

ہششش عارب نے اس کے گلابی لبوں پر انگلی رکھتے ہوئے اسے خاموش کروا دیا

مجھے اچھا لگتا ہے کہ تم بولو مگر جانے کا تو مت بولو ویسے بھی میرے پاس پرمانٹ پرمیشن ہے تمہارے پاس آنے کی کسی بھی وقت کسی بھی پہر اس لیے تم مجھے منع نہیں کر سکتی اور مجھے لگتا ہے کہ تمہیں مجھے جان لینا چاہیے

کیونکہ خود سے تو تم جاننے کی ہرگز کوشش نہیں کروگی اس لیے میں نے سوچا میں خود ہی آہستہ آہستہ تمہیں بتاؤں کہ میں کیسا ہوں عارب اس کے چہرے کو دلچسپی سے دیکھتے ہوئے بول رہا تھا جبکہ عفاف پھٹی پھٹی نگاہوں سے عارب کو دیکھ رہی تھی

تمہارا نام کیا ہے...؟؟ عارب اس کے نرم و ملائم ہاتھ کو اپنے ہاتھ کے انگوٹھے سے سہلاتے ہوئے بولا اس کا یہ سوال بے اختیار تھا جانے کیوں یہ پوچھ رہا تھا جب کہ عفاف کو حیرت ہوئی کہ وہ تو جانتا ہے کہ اس کا نام کیا ہے پھر کیوں پوچھ رہا ہے

ع عفاف.... عفاف نے لڑکھڑاتی آواز میں بڑی مشکل سے اپنا نام مکمل کیا

پورا نام بتاؤ.... !! عارب کا اگلا سوال اسے گہری سوچ میں مبتلا کر گیا

عفاف عارب.... عفاف جانتی تھی وہ کیا سننا چاہ رہا ہے اس لیے اس نے اپنا پورا حقیقی نام بتایا جسے سنتے عارب کے ہونٹوں تلے ایک دلکش مسکراہٹ رینگ گئی

ہممم بہت خوبصورت نام ہے تمہارا عارب نے ایک دم سے اس کے ہاتھ سے اپنا انگوٹھا ہٹایا اور اس کے ہاتھ کے پشت پر اپنے لب رکھے عفاف کے تو جسم میں جیسے کرنٹ سا دوڑ گیا اس نے جھٹکے سے اپنا ہاتھ کھینچا مگر عارب کی گرفت اتنی کمزور بھی نہیں تھی

یہ کھینچا تانی مت کرو تم میرے سامنے بہت چھوٹی سی ہو عارب عفاف کا ہاتھ اپنی گرفت میں لیتے ہوئے دوبارہ اپنا عمل دہرانے لگا جب کہ عفاف کا حال تو یوں تھا جیسے ابھی بے ہوش ہو جائے گی

آآپ جج جائیں۔۔۔۔ عفاف کو صرف اسے یہاں سے بھیجنے کی پڑی تھی کیونکہ وہ اس کے قریب بیٹھا اس کا امتحان لے رہا تھا جس میں وہ بہت گھبرا رہی تھی

چلا جاؤں گا مگر کچھ وقت بعد۔۔۔۔ عارب بولتے ہوئے اس کے سر سے دوپٹہ بھی کھسکا چکا تھا اس کی بے باکیاں بڑھتی جارہی تھی اور اس کی قربت کی تاب نہ لاتے ہوئے عفاف کہ پسینے چھوٹ رہے تھے

آپ پلیز جائیں یہاں سے مجھے نیند آرہی ہے میں نے سونا ہے اپ نے بالوں کو کھلتا دیکھ کر وہ ہڑبڑا کر ایک ہی سانس میں بول گئی جبکہ اس کے اس طرح بولنے پر عارب کی مسکراہٹ گہری ہو گئی وہ سمجھ رہا تھا کہ وہ اس سے کتنا گھبرا رہی ہے مگر وہ اس کا شوہر تھا وہ اس سے ایک بار دو بار تین بار گھبرا سکتی تھی مگر بار بار تو نہیں آخر اسے عارب کی عادت ڈالنی ہی پڑھنی تھی اور عارب کو جھیلنا ہی پڑھنا تھا ہر صورت

اچھا نیند آرہی ہے تو سو جاؤ میں نے کب منع کیا ہے جب میرا دل چاہے گا میں تب یہاں سے چلا جاؤں گا عارب خود تو بیڈ پر لیٹا ہی تھا مگر ساتھ ہی اسے بھی کھینچ لیا تھا جو اس کی اتنی نزدیکی پر شرم سے سرخ پڑ چکی تھی

ماسٹر کا مکمل ہوا تمہارا۔۔۔عارب نے اس کا سر اپنے سینے پر رکھتے ہوئے موضوع بدلا

ایک مہینے پہلے.... عفاف اب باقاعدہ کپکپانے لگی تھی

اتنا گھبرا کیوں رہی ہوں جلدی سے خود کو ریلیکس کرو چلو شاباش عارب کسی بچے کی طرح اس کا سر تھپتھپانے لگا

مم مجھے سونا ہے عفاف جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے بولی عارب نے محسوس کیا جیسے وہ رونے کی تیاری پکڑ چکی ہے اگر اس نے مزید اسے تنگ کیا تو یقیناً وہ رو دے گی

آپ جائیں یہاں سے پلیز کسی نے دیکھ لیا تو کیا سوچے گا عفاف کے لہجے میں التجا تھی وہ التجایا نظروں سے عارب کی طرف دیکھتی ہوئی بولی تو عارب کو بھی اس پر ترس آ ہی گیا اور وہ بیڈ سے اٹھ کھڑا ہوا

سو جاؤ ذرا اپنا خیال رکھا کرو دبلی پتلی سی ہو مجھے تو لگتا ہے کہ تم کچھ کھاتی پیتی ہی نہیں عارب اس کے ہلکے پھلکے وجود پر نظریں گاڑھتے ہوئے بولا وہ واقعی میں بہت دبلی پتلی سی تھی

میں چلتا ہوں اب مگر یہ مت سوچنا کہ دوبارہ نہیں آؤں گا جب میرا دل چاہے گا میں یہیں پر آؤں گا تم سے ملنے اور اگلی بار تمہاری یہ التجا بھی نہیں

سنوں گا عارب نے جھکتے ہوئے اس کی پیشانی پر لب رکھے اور پھر کمرے کا دروازہ کھولتے ہوئے وہاں سے چلا گیا جب کہ عفاف نے اس کے جاتے ہی سکھ کا سانس لیا اس کے ہوتے ہوئے اس کے سانسیں رک چکی تھی دل کسی سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا

یا اللہ کتنے بے شرم انسان ہیں یہ عفاف یہ سوچتے ہوئے کمبل اوڑھے بیڈ پر لیٹ گئی اسے امید نہیں تھی کہ عارب اس کے کمرے میں یوں داخل ہو گا اور یوں اس کے ساتھ بے تکلفی سے بات کرے گا مگر وہ اس کا شوہر تھا اسے تمام حق میسر تھے وہ چاہ کر بھی اسے منع نہیں کر سکتی تھی مگر اس کی قربت میں وہ بہت گھبرا جاتی تھی جیسے اب ہوا تھا

اگلی صبح بہت خوبصورت تھی سب نے ایک ساتھ ناشتہ کیا تھااور اب سب اپنے اپنے کمروں میں تیار ہو رہے تھے کیونکہ سب نے آج باہر جانا تھااور رات بھی کسی باہر ہوٹل میں ہی گزارنی تھی کیونکہ جہاں گھومنے کے لیے وہ سب جا رہے تھے وہ جگہ ان کے گھر سے کافی دور تھی اور آج ہی رات میں عمایہ کی برتھ ڈے بھی تھی عمایہ کے علاوہ سب کو معلوم تھا کہ وہ باہر کیوں جا رہے ہیں مگر عمایہ اپنی مستیوں میں اتنی مصروف تھی کہ اس نے غور ہی نہیں کیا کہ کل اس کی برتھ ڈے بھی ہے یاد اسے تھا لیکن اتنا نہیں تھا کہ اسے شک ہو پاتا کہ سب کا پلان کیا ہے اور باہر ہوٹل میں رکنے کا کیوں بولا گیا ہے

بھائی آئی ایم ریڈی چلیں اب عمایہ سب سے آخر میں تیار ہوئی تھی کیونکہ سب بالکل تیار کھڑے تھے

جی محترمہ بہت بہت شکریہ کہ آپ جلدی تشریف لے آئیں ورنہ ہمیں تو لگا تھا کہ آج رات گھر میں ہی گزار لیں گے کل گھومنے چلے جائیں گے حمزہ عمایہ

کی طرف دیکھتے ہوئے بولا پتہ نہیں کیوں اس کی بے چین روح کو سکون نہیں آتا تھا اس لیے وہ عمایہ سے الٹے سیدھے پنگے لیتا ہی رہتا تھا جس کا خمیازہ اکثر اسے برا بھگتنا پڑتا ہے

چلیں بھائی۔۔۔۔ عمایہ نے حمزہ کو اگنور کیا کیونکہ اس کا موڈ اس وقت بحث کرنے کا نہیں تھا اس کا موڈ بہت اچھا تھا اور وہ اپنا موڈ خراب نہیں کرنا چاہتی تھی

ہاں چلو شہزادی ماما بابا سے خدا حافظ بول آؤ ہم باہر انتظار کر رہے ہیں تمہارا عارب عمایہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تو عمایہ نے جلدی سے ہاں میں سر ہلایا اور ڈائننگ روم کی طرف قدم بڑھائے جہاں تمام بڑے بیٹھے باتیں کرنے میں مصروف تھے باہر صرف ینگ پارٹی ہی جا رہی تھی گھر کے بڑے گھر پر ہی موجود تھے

سب سے خدا حافظ بولنے کے بعد عمایہ جب باہر آئی تو سب گاڑیوں میں بیٹھ چکے تھے بس عمایہ کا انتظار تھا

عمایہ بھی جلدی سے آگے بڑھی اور گاڑی کا پچھلا دروازہ کھولتے ہوئے اندر بیٹھ گئی جہاں پہلے ہی عفاف اور ایشال موجود تھی

وہ تینوں ایک ساتھ بیٹھ چکی تھی اب پورے راستے ان تینوں کی باتیں نہیں ختم ہونے والی تھی جبکہ ڈرائیونگ عارب کر رہا تھا اور فرنٹ سیٹ پر ہادی بیٹھا تھا دوسری گاڑی میں حیدر حمزہ اور ان کے ساتھ گھر کا دو ملازم بھی تھے جنہیں گاڑی ڈرائیو کرنے کے لیے ہی ساتھ لے کر جایا جا رہا تھا

عمایہ ہلکی سی مسکراہٹ چہرے پر سجائے شیشے کے پار نظر آنے والے اونچے اونچے برف کے پہاڑوں پر نظریں جمائے ہوئے تھی جو ساتھ ساتھ ہی گزرتے جا رہے تھے مگر وہ سارا نظارہ بہت خوبصورت تھا جگہ جگہ لوگوں کے گھروں پر برف موجود تھی اور ان سب کے درمیان سبز درخت جن کے اوپر برف کے ڈھیر لگے ہوئے تھے مگر وہ ایک الگ ہی نظارہ پیش کر رہے تھے یہ تمام منظر بہت خوبصورت تھا ایسے ہی تو نہیں لوگ تفریح کے لیے مری جیسے علاقے کو چنتے کیونکہ انہیں پتہ ہوتا ہے کہ یہ علاقے بہت

خوبصورت ہیں اور یہ خوبصورتی دیکھنے کے لیے ہی تو وہ اتنا لمبا سفر کر کے یہاں پر آتے ہیں

بھابھی آپ کتنی خوش قسمت ہے نا آپ اتنے سالوں سے اس علاقے میں رہ رہی ہیں بدلتا موسم برف باری بارش یہ سارے موسمات آپ ایک ساتھ دیکھتی ہیں آپ تو کافی زیادہ انجوائے کرتی ہوں گی ہے نا عمایہ اپنا مکمل رخ عفاف کی طرف دیکھتی ہوئی کافی ایکسائٹڈ ہوتے ہوئے بولی

عفاف نے فقط مسکرا کر ہاں میں سر ہلایا مگر بولی کچھ نہیں ایک تو عارب کی گہری نظریں جو اسے شیشے کے ذریعے کب سے خود پر محسوس ہو رہی تھی اوپر سے اس کے دل کی دھڑکنوں نے ایک الگ ہی شور برپا کیا ہوا تھا

وہ لوگ دو تین جگہوں پر سٹے کرنے کے بعد اپنی منزل پر پہنچے تھے بیچ میں سٹے کرنے کی وجہ گھومنا پھرنا تھا اور اب وہ سب ایک ریسٹورنٹ میں بیٹھے کھانا کھا رہے تھے کیونکہ رات کے سائیڈ ہلنا شروع ہو چکے تھے اور ویسے بھی کل یہاں پر بہت سی برف باری ہوئی تھی اس لیے اب بھی برف باری

ہونے کے پورے امکان تھے عمایہ تو بہت ایکسائیٹڈ تھی اس نے برف باری دیکھنی تھی مگر حیدر اور عارب کو جلدی تھی کہ وہ سب برف باری ہونے سے پہلے ہی ہوٹل میں پہنچ جائے تاکہ بعد میں کوئی مسئلہ نہ بن سکے

عمایہ ایشال اور عفاف کو ایک کمرہ دیا گیا تھا جس میں تین چھوٹے بیڈ موجود تھے جبکہ ہادی اور حمزہ کو ایک الگ کمرہ دیا گیا تھا اور حیدر اور عارب ایک الگ کمرے میں رک رہے تھے

اس وقت رات کے 10 بج رہے تھے ویسے تو عمایہ کو کافی تھکاوٹ محسوس ہو رہی تھی مگر اس کا ارادہ جاگ کر برف باری دیکھنے کا تھا مگر برف باری ابھی تک شروع ہی نہیں ہوئی تھی اور اسے نیند بھی بہت آ رہی تھی اس کا فون پچھلے دو دن سے بند تھا جو اس نے اب چارجنگ پر لگایا ہوا تھا

عمایہ کھڑکی کے سامنے کھڑی باہر چلتی ٹھنڈی ہواؤں سے ہلتے درختوں کو دیکھ رہی تھی اس وقت کھڑکیاں بند تھیں اسی وجہ سے وہ اتنی پر سکون کھڑی

تھی کیونکہ جتنی ٹھنڈی ہوا باہر چل رہی تھی اب تک تو بندے کی باہر کلفی جم جاتی

عمایہ نے گردن گھما کر بیڈ کے جانب دیکھا جہاں عفاف اور ایشال اپنے اپنے بیڈ پر سو چکی تھیں کیونکہ پچھلے ایک گھنٹے پہلے ہی وہ کمرے میں پہنچی تھی اور تھکن سے چور ہوتے ہوئے وہ دونوں ہی سو چکی تھی

عمایہ نے ایک گہرا سانس لیا اور لائٹ آف کرتے ہوئے بیڈ پر جا لیٹی اور اگلے پانچ منٹ میں وہ گہری نیند میں اتر چکی تھی۔

عمایہ کو اپنے قریب مسلسل کچھ بجتا ہوا محسوس ہو رہا تھا مگر وہ گہری نیند میں تھی جب یہ احساس ختم نا ہوا تو عمایہ نے کسمساتے ہوئے کروٹ بدلی اور ہاتھ بڑھا کر فون ہو پکڑا جو نا جانے کب سے وائبریٹ ہو رہا تھا شاید فون وائبریشن پر تھا اس لیے

ہیلو۔۔۔عمایہ فون کان سے لگاتے ہوئے مدہم سی آواز میں بولی اس کی آواز سنتے ہی مقابل سمجھ چکا تھا کہ وہ گہری نیند میں ہے

مایا....ارسم نے اسے اتنی محبت سے پکارا تھا کہ عمایہ نے بے ساختہ آنکھیں کھول کر فون کی طرف دیکھا تو سامنے ہی فون پر ارسم کا نمبر جگمگا رہا تھا اس نے آج تک اس کا نمبر سیو نہیں کیا تھا مگر وہ اب اس کا نمبر پہچان چکی تھی بالکنی میں آؤ مایا۔۔۔اور سامنے یہ بولتے ہی فون بند کر دیا

کیوں۔۔۔عمایہ ابھی بولی ہی تھی جب سپیکر سے ابھرنے والی آواز سے معلوم ہوا کہ کال کٹ چکی ہے

عمایہ ابھی فون کو دیکھ رہی تھی جب فون پر ارسم کا دوبارہ میسج جگمگایا جس میں وہ دوبارہ اسے بالکنی میں آنے کا بول رہا تھا

فون رکھتے ہوئے عمایہ اٹھی اور تکیے کے پاس پڑا دوپٹہ اپنے گلے میں ڈالا اور بالکنی کی طرف قدم بڑھائے

ایک منٹ میں ان کی بات مان کر بالکنی میں کیوں جارہی ہوں کہیں وہ وہاں پر موجود تو نہیں ہائے اللہ میں تو نہیں جارہی عمایہ بولتے ہوئے دوبارہ بیڈ پر بیٹھ گئی

لیکن وہ بالکنی میں کیسے آسکتے ہیں ہمارا کمرا تو سکس فلور پر ہے سکس فلور تک تو وہ نہیں آسکتے نا عمایہ یہ سوچتے ہوئے دوبارہ اٹھی پاؤں میں سلپرز آراستے ہوئے قدم بالکنی کی جانب بڑھائے

اس دوران اس نے بالکل دھیان نہیں دیا تھا کہ کمرے میں اس کے علاوہ کوئی اور بھی موجود ہے یا نہیں کیونکہ ایشال اور عفاف وہاں سے غائب تھیں جن پر عمایہ نے بالکل بھی دھیان نہیں دیا تھا

بالکنی کا دروازہ کھولتے ہوئے عمایہ بالکنی میں داخل ہوئی مگر وہاں تو کوئی بھی نہیں تھا ٹھنڈی ہوا ابھی تک چل رہی تھی مگر موسم ویسا بالکل نہیں تھا جیسا پہلے تھا موسم میں کافی تبدیلی آچکی تھی اتنی زیادہ بھی سردی نہیں تھی کہ باہر کھڑا نہ ہوا جاتا بلکہ ٹھنڈی ہوائیں جو عمایہ کے وجود سے ٹکرا رہی تھی اسے

سکون پہنچا رہی تھی عمایہ کو بہت اچھا محسوس ہوا تھا بالکنی میں آکر مگر ارسم نے اسے بالکنی میں کیوں بلایا یہ بات اسے الجھا رہی تھی

عمایہ نے اپنے ہاتھ میں پکڑا ہوا فون آن کیا جو وہ بالکنی میں آتے ہوئے اپنے ساتھ ہی لے آئی تھی مگر فون پر نہ تو کوئی کال تھی اور نہ ہی میسج

عمایہ نے فون سے نظریں ہٹا کر آسمان کی طرف دیکھا جہاں پر گہرے بادل اپنا سایہ کیے ہوئے تھے کہیں دور دور تک ستارے چمکتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے جبکہ چاند بادلوں میں سے بالکل غائب تھا مگر بادلوں کے آوٹ میں چھپا چاند اپنی ہلکی روشنی ہر طرف پھیلا رہا تھا اور عمایہ کو چاند کی یہی روشنی بہت پسند تھی وہ ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ آسمان کی طرف دیکھ رہی تھی جب اس کی نظریں آسمان سے ہوتی ہوئی بالکل سامنے چلتے منظر پڑ گئی ہوا کے جوش سے درخت کے پتے دائیں بائیں ہل رہے تھے اور پھر اتنا اونچا کھڑا ہونے کی وجہ سے وہ نیچے موجود آبادی کو بھی دیکھ سکتی تھی جہاں کافی بتیاں

روشن تھی اور کافی گھروں کو روشن کیے ہوئے تھی کچھ دکانیں تو ابھی تک کھلی ہوئی تھی شاید ان کا کام رات بھر کا بھی ہوتا تھا

ابھی عمایہ یہ منظر دیکھ رہی تھی جب اچانک آسمان میں کچھ جگمگانے لگا عمایہ نے نظریں اٹھا کر سامنے دیکھا جہاں بہت سے پھول جھاریاں پورے زورو شور سے آسمان میں پھیل کر آسمان کو رنگ برنگا کر رہی تھی کہ منظر اتنا خوبصورت تھا کہ عمایہ کی آنکھوں میں بس سا گیا

رنگین آسمان رات کے گہرے سائے اور آسمان پر چمکتے وہ ستارے جو شاید کسی نے بہت خوبصورتی سے تراشے تھے اور پھر ایک اور مسائل ٹائپ کی چیز آسمان کی طرف آئی اور ایک دم سے ہر طرف پھیل گئی پہلے تو وہ ستاروں میں بدلی مگر پھر وہ ایک نام میں تبدیل ہوئی اور اس نام کو دیکھتے ہوئے عمایہ کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی کیونکہ آسمان پر رنگین روشنیوں سے "ہیپی برتھ ڈے مایا" لکھا ہوا تھا ہر طرف ان روشنیوں کا شور پھیلا ہوا تھا اور اس شور کے ساتھ یہ منظر عمایہ کو ساکت کر چکا تھا

آسمان پر اب رنگ برنگی تتلیاں جگمگانے لگی تھیں شاید کسی نے بہت مہارت سے ان چیزوں کو تراشا تھا عمایہ کی سنہری آنکھوں میں یہ منظر ٹھہر گیا تھا عمایہ الگ ہی جہان میں پہنچ چکی تھی

فون کی رنگ ٹون اسے واپس حوش کی دنیا میں لائی تو وہ آسمان سے نظریں ہٹاتے ہوئے فون کی طرف متوجہ ہوئی جہاں ارسم کا ایک میسج شو ہو رہا تھا

Happy birthday Maya

ارسم کا میسج پڑھتے ہی اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی اسے یہ سب کچھ عجیب نہیں لگا تھا پتہ نہیں کیوں اسے یہ سب اچھا لگ رہا تھا جب کہ ارسم کا میسج پڑھنے کے بعد اسے اپنے چاروں طرف کچھ عجیب سی آوازیں سنائی دی اس نے ایک دم سے نظریں اٹھا کر چاروں طرف دیکھا

تو ہر طرف زور و شور سے آتش بازی ہو رہی تھی یوں جیسے کسی بہت بڑی خوشی کا جشن منایا جا رہا ہو عمایہ کی نظریں چاروں طرف تھی وہ بے حد

حیرانگی سے یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی یہ سب کچھ کرنا اتنا آسان نہیں تھا جو ارسم نے اس کے لیے کیا تھا

یقیناً بہت سے لوگوں نے یہ منظر دیکھا ہو گا مگر ارسم نے عمایہ کا واضح نام تو نہیں لیا تھا اس نے تو صرف اپنی محبت کا اظہار کرتے ہوئے مایا لکھوایا تھا عمایہ کے لیے پتہ نہیں کیوں ایسی وشنگ بہت سپیشل بن گئی تھی اس کا دل کسی انجانی خوشی کی مانند جھومنے لگا تھا اسمان پر کلیاں کم ہوتے ہیں اسے اپنے کمرے کا دروازہ کھلتا ہوا محسوس ہوا وہ سمجھ چکی تھی کہ کمرے میں وہ داخل ہو رہا ہے اسے بالکنی میں آئے تقریباً 15 منٹ ہو چکے تھے اور 15 منٹ سے وہ یہی سب دیکھ رہی تھی اس نے ایک نظر فون کی طرف دیکھا جہاں 12 بجنے میں صرف ایک منٹ رہ گیا تھا یعنی ارسم نے اسے پہلے وش کیا تھا تا کہ کوئی بھی یہ دیکھ نہ سکے کہ عمایہ اس وقت کہاں ہے اور کیا کر رہی ہے عمایہ جلدی سے کمرے میں داخل ہوئی اور بیڈ پر بیٹھ گئی

ہیپی برتھ ڈے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سب سے پہلے کمرے میں حمزہ اور ہادی داخل ہوئے اور انہوں نے اتنی زور سے شور مچایا کہ عارب اور حیدر نے پیچھے سے ان دونوں کے سر پہ ایک ایک تھپڑ لگایا جس پر ان دونوں کا منہ فوراً ہی بند ہو گیا

یہ گھر نہیں ہے ہوٹل ہے یوں شور مچاؤ گے تو وہ اٹھا کر باہر پھینکیں گے عارب ان دونوں کو گھورتے ہوئے بولا اور پھر کمرے میں داخل ہوا

ہیپی برتھ ڈے عزمی۔۔۔ ایشال اور عفاف نے آگے بڑھ کر اسے وش کیا اور اس کے گلے لگی جب کہ وہ مسکراتے ہوئے ان سے مبارکباد وصول کر رہی تھی

ہیپی برتھ ڈے میری شہزادی خوش رہو ہمیشہ عارب عمایہ کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولا اور نرمی سے اپنے گلے لگایا

تھینک یو تھینک یو سو مچ بھائی ان کے وش کرنے سے وہ بے تحاشہ خوش ہو چکی تھی

جنم دن مبارک ہو میری جان حیدر نے دونوں بازو کھول کر اسے وش کیا جبکہ وہ اگلے ہی لمحے اس کے گلے لگ گئی

تھینک یو سو مچ بھائی اس کے گلے لگتے ہوئے مسکرا کر بولی اس وقت اس کا دل خوشی سے جھوم رہا تھا

اب کیک کاٹ لیں ہادی عمایہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا اور پھر ڈبے میں سے کیک نکالا جو وہ اپنے ساتھ ہی لے کر آئے تھے کیک کے اوپر ایک چھوٹی سی کینڈل لگائی اور لائٹر کی مدد سے اسے جلایا

عمایہ کہ ہاتھ میں ایک چھری تھمائی اور اسے لا کر کیک کے سامنے کھڑا کیا عمایہ کہ ایک طرف عارب تھا اور ایک طرف حیدر جبکہ باقی سب اس کے اس پاس ہی کھڑے تھے عمایہ نے مسکراتے ہوئے کیک کاٹا جبکہ سب تالیاں بجاتے ہوئے گنگنا رہے تھے

عارب نے ایک چور نظر عفاف کی طرف دیکھا جو دونوں ہاتھ آپس میں ملائے مسکراتے ہوئے عمایہ کو دیکھ رہی تھی عفاف کو دیکھتے ہوئے عارب بے اختیار مسکرایا

چلو شہزادی اب سو جاؤ صبح ہم نے تمہاری برتھڈے بھی سلیبریٹ کرنی ہے اور ٹائم سے ریسٹورنٹ بھی پہنچنا ہے اس لیے جلدی سے سو جاؤ تا کہ صبح جلدی اٹھ سکو

حیدر محبت سے عمایہ کے سلکی بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا جس پر عمایہ نے مسکراتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا اور پھر وہ سب خدا حافظ بولتے ہوئے اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے جبکہ عفاف اور ایشال سونے کے لیے لیٹ گئیں

عمایہ نے سونے کے لیے آنکھیں بند ہی کی تھی جب اسے یاد آیا کہ اس نے تو ارسم کو تھینک یو بولا ہی نہیں اس نے تو اسے سب سے بیسٹ وش کیا تھا یہ

سوچتے ہوئے عمایہ نے مسکرا کر اپنا فون اٹھایا اور تھینک یو لکھ کر ارسم کو میسج سینڈ کر دیا اور فون دوبارہ واپس رکھتے ہوئے مسکرا کر آنکھیں بند موند گئی

حیدر اور عارب بتا چکے تھے کہ صبح عمایہ کی بہت اچھے طریقے سے برتھ ڈے سیلیبریٹ ہونے والی ہے جس کے لیے ایک ریسٹورنٹ بک کروایا گیا ہے اور اتفاقاً وہ ریسٹورنٹ بھی میران کا تھا جب کہ میران بھی اتفاقاً ہی آیا ہوا تھا اس لیے انتظام بہت اچھے سے کیا گیا تھا گھر کے بڑوں نے بھی صبح تک یہیں پہنچ جانا تھا اور پھر عمایہ کی برتھ ڈے تو ہمیشہ کی طرح بہت یادگار بننے والی تھی

ارسم ابھی سونے کے لیے لیٹا ہی تھا جب اس کا فون بجا اس نے فون اٹھا کے دیکھا سامنے ہی عمایہ کا میسج جگمگا رہا تھا جس میں اس نے شکریہ ادا کیا تھا میرا کیوٹ سا بھالو صرف اتنے سے ہی خوش ہو گئی ارسم مسکراتے ہوئے بولا اسے پتہ تھا کہ سب مایا کو پسند آئے گا مگر اسے اتنا پسند آئے گا یہ وہ نہیں جانتا تھا اسے تو یہ بھی ڈر تھا کہ کہیں وہ ارسم کے اس اظہار کو اگنور نہ کر دے

مگر ایسا کچھ نہیں ہوا تھا عمایہ کو سب بہت اچھا لگا تھا ارسم کا یوں برتھ ڈے وش کرنا بھی اسے ناگوار نہیں گزرا تھا ارسم کے لیے تو یہی بہت تھا یہ تو ارسم ہی جانتا تھا کہ اپنی مایا کی برتھ ڈے کے لیے اس نے کیا کیا پلاننگ کر رکھی ہے مگر اس کی مایا تھی جو پہلے ہی وار میں ڈھیر ہونے کو تھی

عمایہ شیشے کے سامنے کھڑی ایک آخری نظر خود کو دیکھ رہی تھی اس وقت شام کے چار بج رہے تھے اور ہوٹل کی بکنگ کا ٹائم پانچ بجے کا تھا مگر انہیں پہلے پہنچنا تھا

سب تیار ہو چکے تھے لیکن آخر میں عمایہ رہ گئی تھی اور اب وہ خود کو دیکھ رہی تھی یہ ڈریس جو اس وقت عمایہ نے زیب تن کیا ہوا تھا

یہ اسے حیدر نے گفٹ کیا تھا اور یہ ڈریس عمایہ کو بہت پسند آیا تھا اتنا پسند آیا تھا کہ وہ بار بار گول گول گھوم کر اپنے باربی سرخ رنگ کے فراک کو دیکھ رہی تھی وہ اس رات میں بالکل کسی گڑیا کی مانند نظر آرہی تھی اسی طرح معصوم خوبصورت سی گڑیا

عزمی یار جلدی کر لو سب نیچے انتظار کر رہے ہیں ایشال عمایہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولی جس کے ایکشن نہیں ختم ہو رہے تھے

ہاں ہاں چلو میں بالکل تیار ہوں عمایہ اپنا فون پکڑتے ہوئے بولی اور پھر قدم ایشال کے ساتھ باہر کی جانب بڑھائے

ان کی لفٹ سیکنڈ فلور پر رک چکی تھی شاید اس لیفٹ میں کوئی خرابی تھی اس لیے سیکنڈ فلور سے فرسٹ فلور تک انہیں سیڑھیوں کے ذریعے ہی جانا تھا اس لیے عمایہ اپنا فراک سنبھالتے ہوئے بہت احتیاط سے قدم رکھ کر سیڑھیاں اتر رہی تھی اس کی نظریں صرف اپنے پیروں کی طرف تھی کہیں غلطی سے اس کا فراک اس کے پیروں میں نہ اٹک جائے اور وہ گر نہ جائے

عمایہ تیز تیز قدم لیتی نیچے اتر رہی تھی اچانک اس کا پیر مڑا اس سے پہلے کہ وہ نیچے گرتی پاس سے گزرتے شخص کہ کندھے کو اس نے مضبوطی سے تھاما یہ دیکھے بغیر کے وہ شخص کون ہے

تم ٹھیک ہو ایشال عمایہ کی طرف دیکھتی ہوئی بولی جس نے برا سا منہ بناتے ہوئے اپنے فراک کی طرف اشارہ کیا جبکہ ہاتھ ابھی بھی اسی شخص کے کندھے پر تھا

مگر جیسے ہی اس نے نظریں گھما کر اس شخص کی جانب دیکھا وہ اس کے اوسان خطا ہوئے

آ آ آپ... عمایہ نے بوکھلا کر اپنا ہاتھ پیچھے ہٹایا

جی میں احتیاط سے چلو ارسم عمایہ کے چہرے سے بمشکل نظریں ہٹاتے ہوئے بولا جو اس کا امتحان لینے پر تلی تھی

عزمی چلو سب انتظار کر رہے ہیں ایشال نے گھبرا کر جلدی سے عمایہ کا ہاتھ تھاما عمایہ کے آڑے ہوئے رنگ دیکھ کر وہ سمجھ چکی تھی کہ یہ وہ ہی شخص ہے جو عمایہ کے پیچھے پاگل ہوا بیٹھا ہے

عمایہ نے بغیر کچھ بولے ایشال کے ساتھ سنبھل سنبھل کر قدم رکھے جبکہ ارسم ان کے پیچھے ہی تھا اور یہ بات عمایہ بخوبی محسوس کر سکتی تھی

ارسم کی نظریں عمایہ کے ریشمی خوبصورت بالوں میں الجھیں کمر سے نیچے تک آتے خوبصورت بال ارسم کو اپنی طرف راغب کر رہے تھے ارسم نے اپنے قدم وہیں روک لیے

ہادی نے عمایہ کو نیچے آتے دیکھا تو فون اس کی جانب بڑھا

اتنی دیر لگا دی.... ہادی نے شکوہ کیا

سوری۔۔۔ عمایہ مسکرا کر بولی اور ہادی کا ہاتھ تھاما جو اس نے عمایہ کے لیے پھیلایا تھا

چلیں جی ماما بابا پہنچ چکے ہیں انتظار کر رہے ہیں عمایہ گاڑی کے پاس پہنچی تو اسے عارب نے مخاطب کیا

چلیں بھائی میں تو تیار ہوں عمایہ کندھے آچکاتے ہوئے بولی اور جلدی سے گاڑی میں بیٹھ گئی جبکہ عمایہ کے بیٹھتے ہی باری باری سب گاڑی میں بیٹھے اور گاڑیاں اپنی منزل کو روادواں

ان کی گاڑیاں ایک بہت بڑے فائیو سٹار ہوٹل کے سامنے رکی تھی ہوٹل باہر سے ہی بہت خوبصورت نظارہ پیش کر رہا تھا اندازہ لگایا جاسکتا تھا کہ وہ اندر سے کیسا ہو گا

وہ سب ایک ساتھ ہوٹل میں داخل ہو گئے جبکہ ہوٹل کے دروازے پر ہی ان کے ویلکم کے لیے کچھ ویٹرز کھڑے تھے شاید میران نے انہیں اسپیشل استقبال کے لیے بولا تھا اور ہر ویٹر ہاتھ باندھے مسکرا کر سلام کرنے کے بعد

ویلکم کر رہا تھا جس پر سب نے مسکرا کر سلام کا جواب دیا اور آگے بڑھے

جہاں برتھ ڈے کا انتظام کیا گیا تھا

اس ہال نما جگہ میں داخل ہوتے ہی عمایہ کی آنکھیں خوشی سے چمک اٹھی وہ پورا ہال بہت خوبصورتی سے سجایا گیا تھا جگہ جگہ بلونز پھول اور خوبصورت ڈیکوریشن عمایہ کو بالکل بھی امید نہیں تھی کہ اس کہ یہ برتھ ڈے اتنی خوبصورت ہوگی

سامنے دیوار کے ٹکر پر ہی پوری دیوار کو بہت خوبصورتی سے سجایا گیا تھا اور دیوار کے بالکل درمیان میں ہیپی برتھ ڈے عمایہ لکھا گیا تھا اور ارد گرد گولڈن اور بلیک بلونز کا کمبینیشن کیا گیا تھا دیوار کے سامنے ایک بڑا سا ٹیبل موجود تھا جس پر کیک اور بہت سے لوازمات موجود تھے

باباجان عمایہ عارف صاحب کو پکارتے ہوئے ان کی جانب بڑھی

آؤ میری شہزادی ہمیشہ خوش رہو عارف صاحب نے محبت سے اس کا ماتھا چوما جس پر وہ کھل اٹھی

ارے ہمیں بھی موقع دو وہ کیا کہتے ہیں اسے،ہیپی بر تھ ڈے تایا جان عمایہ کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے بولے تو اس نے فوراً ہی مسکراتے ہوئے ان کا ہاتھ تھام لیا

تھینک یو تایا جان.... عمایہ کو اتنی خوشی ہو رہی تھی کہ وہ خوشی اپنی الفاظوں میں بیان کر ہی نہیں سکتی تھی

بھئی ہمیں نہیں بولنے آتے یہ انگریزی کے لفظ ہمیں صرف اتنا بولنا آتا ہے کہ خدا ہماری بچی کو خوش رکھے اس کی قسمت کا ستارہ ہمیشہ چمکتا رہے اور ہمیں یوں ہی ہمیشہ ہستی مسکراتی ہوئی دکھائی دے تایا جان نے بولتے ہوئے اس کا سر چوما جس پر وہ کھلکھلا کر ہنسی

تایا جان آپ کو ایک ہیپی بر تھ ڈے نہیں بولنا آتا اس زمانے میں بھی عمایہ تایا جان کی طرف دیکھتی ہوئی بولا تو انہوں نے مسکرا کر ہاں میں سر ہلایا کھلے دل سے اس بات کے اقرار کیا کہ ہاں انہیں نہیں بولنا آتا

اسمہ بیگم اور تائی جان سے ملنے کے بعد عمایہ کا ہاتھ تھام کر حیدر اسے ٹیبل کے قریب لے کر گیا اب عمایہ کے دائیں جانب عارف صاحب تھے اور بائیں جانب تایا جان جن کا ہاتھ خود پکڑ کر اس نے اپنے قریب کھڑا کیا تھا اس نے کبھی بھی عارف صاحب اور تایا جان میں فرق نہیں دیکھا تھا کیونکہ دونوں کی محبت بالکل ایک جیسی تھی چاہے وہ اس کے تایا تھے مگر باپ سے بھر کر محبت اور شفقت دیتے تھے

عمایہ کے کیک کاٹتے ہی ٹیبل کی سائیڈوں پر لگے چھوٹے انار چلنے لگے اور اسی وقت ہال کی تمام لائٹس بند ہو گئی کچھ فاصلے پر کھڑے میران نے مسکرا کر یہ منظر دیکھا تھا جس میں عمایہ کاٹ رہی تھی اور سب تالیاں بجاتے ہوئے اسے وش کر رہے تھے ریڈ کلر کی باربی فراک میں وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی بے شک اس نے اتنا میک اپ نہیں کیا تھا مگر اس کے ہونٹوں پر ہلکی سی لپسٹک اور قدرتی طور پر گلابی گال اسے مزید حسین بنا رہے تھے

بھابھی آپ بھائی کے ساتھ کھڑی ہو جائیں ہمیں کچھ تصویریں لینی ہے پلیز ہادی عفاف کی طرف دیکھتے ہوئے بولا جو ایشال کے ساتھ ایک سائیڈ پر کھڑی تھی جب کہ ہادی کی بات سن کے عفاف نے ہڑبڑا کر نفی میں سر ہلایا نہیں بھائی آپ..... عفاف کو سمجھ نہیں آئی تھی کہ وہ انکار کس بنا پر کرے جبکہ کچھ ہی فاصلے پر کھڑا عارب اسے گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا اسے پتہ تھا کہ وہ ضرور انکار کرے گی

عفاف کے بابا نے عفاف کی جانب دیکھا اور مسکرا کر آنکھوں سے اسے اجازت دی جس پر عفاف کو مجبوراً اُن کی بات ماننی ہی پڑی

وہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتی عارب نے کچھ فاصلے پر کھڑی ہو گئی

عارب نے ایک گہرا سانس لیتے ہوئے اپنے کچھ فاصلے پر کھڑی چھوٹی سی منکوحہ کو دیکھا جو بمشکل اس کے کندھے تک آتی تھی اور پھر کچھ قدموں کا فاصلہ سمیٹتے ہوئے خود ہی اس کے قریب کھڑا ہو گیا اور ایک بازو اس کے کندھوں کے گرد حائل کیا جس پر عفاف کی سانس اس کے گلے میں اٹک گئی

شاکڈ بعد میں ہو جانا پہلے سامنے دیکھو عارب عفاف کی جانب ہلکا سا جھکتے

ہوئے بولا تو عفاف نے اپنا حلق تر کرتے ہوئے ہلکا سا مسکرا کر سامنے دیکھا

جبکہ عارب کی انگلیوں کا دباؤ اپنے کندھے پر محسوس کرتے ہوئے اس کی

دھڑکنیں بے ترتیب ہوئی

میں بھی..... عمایہ بولتی ہوئی دوسری جانب کھڑی ہو گئی عارب نے

مسکراتے ہوئے دوسرے بازو سے اس کے گرد حصار باندھا اور مسکراتے

ہوئے سامنے کی طرف دیکھا تو ہادی نے یہ خوبصورت لمحات کیمرے کی آنکھ

میں قید کیے

کیک کاٹنے کے بعد سب ایک ساتھ ہی کھڑے تھے جب میران ان کے

قریب آیا سب سے حال و حوال پوچھنے کے بعد اس نے ایک گفٹ جو کہ کسی

چھوٹے سے بیگ میں محفوظ تھا عمایہ کی جانب بڑھایا جس پر عمایہ نے نہ سمجھی

سے اس کی طرف دیکھا

ہیپی برتھ ڈے یہ میری طرف سے آپ کے لیے ایک چھوٹا سا تحفہ میران عمایہ کی طرف دیکھتے ہوئے ہلکا سا مسکرا کر بولا

تھینک یو مگر اس کی ضرورت نہیں تھی عمایہ نے بولتے ہوئے ایک نظر پاس ہی کھڑے عارف صاحب کو دیکھا جنھوں نے مسکراتے ہوئے نظروں کے اشارے سے اسے گفٹ لینے کا کہا تو اس نے ہاتھ بڑھا کر وہ گفٹ تھام لیا

کوئی بات نہیں آپ رکھ لیں ہم جیسے نہ چیز کا ایک چھوٹا سا تحفہ میران کو خوشی ہوئی تھی کیونکہ عمایہ نے اس کا دیا ہوا تحفہ قبول کر لیا تھا جس پر عمایہ نے ہلکا سا مسکرا کر ہاں میں سر ہلایا تو پھر میران نے اپنا پورا رخ موڑا اور عارف صاحب سے کچھ باتیں کرنے لگا جبکہ عمایہ کو جتنے بھی گفٹس اکٹھے ہوئے تھے وہ اپنی فیملی کی طرف سے اکٹھے ہوئے تھے اور وہ سارے گفٹس پر حمزہ کی ایک باریک نظر تھی جسے دیکھتے ہوئے عمایہ نے اسے گھورا

یہ میرے گفٹس ہیں اگر تم نے کچھ بھی گڑبڑ کی تو میں تمہارا اگلا دبا دوں گی سمجھے عمایہ نے اسے وارن کیا

اچھا ٹھیک ہے مگر اگر ان میں سے چاکلیٹس نکلی تو اس میں سے کچھ میری حمزہ کے دل کی بات آخر زبان پر آہی گئی

کسی نے چاکلیٹس نہیں دی اور اگر دی بھی ہوں گی تو میں تمہیں ایک بھی نہیں دینے لگی عمایہ نے فوراً اسے ہری جھنڈی دکھائی اور جوس کا گلاس تھامتے ہوئے وہیں کرسی پر بیٹھ کے آہستہ آہستہ جوس کے گھونٹ بھرنے لگی جبکہ حمزہ نے بیچاری سی شکل بنا کر عمایہ کی طرف دیکھا جیسے کہنا چاہ رہا ہو دیکھ لو میں تو تمہارا بھائی ہوں نا جس پر عمایہ نے اسے بالکل نظرانداز کر دیا کھانا کھانے کے بعد فوراً ہی وہ وہاں سے گھر کے لیے نکل چکے تھے کیونکہ شام کے سائے ہر طرف ڈھلنے لگے تھے اور انہیں اندھیرا ہونے تک گھر پہنچنا تھا کیونکہ رات میں برف باری ہونے کے پورے امکانات تھے

عمایہ ہوٹل جا کر چینج کر چکی تھی اس لیے وہ تھوڑا کمفرٹیبل تھی مگر اب جب سب گھر پہنچے تھے تو سب ہی بہت زیادہ تھکے ہوئے تھے عمایہ نے تو سیدھا

اپنے کمرے کا رخ کیا تھا جبکہ ایشال اس کے پیچھے ہی تھے مگر عفاف کی کوئی
بات سننے کے لیے وہیں رک گئی لیکن عمایہ نہیں رکی تھی

اس نے دروازہ کھولا اور اپنے کمرے میں داخل ہوئی مگر آگے ہی اپنے بیڈ پر
ایک بڑے سے ڈبے کو پڑا دیکھ کر اس کی آنکھوں کے ساتھ ساتھ منہ بھی
کھل گیا یعنی برتھ ڈے کا ایک اور گفٹ مگر یہ تھا کس کی جانب سے عمایہ یہی
سوچتی ہوئی بیڈ کے جانب بڑھی

وہ بڑا سا ڈبہ باہر سے ہی بہت پیارا سجایا گیا تھا اس کے اوپر ایک بڑا سا ربن
باندھا گیا تھا عمایہ نے اس سرخ ربن کو کھولا

جبکہ ڈبے کے اندر نظر پڑتے ہی اس کا منہ حیرت سے کھل گیا وہ اتنا بڑا ڈبہ تھا
اور اس میں چاکلیٹس ہی چاکلیٹ تھی بے شمار چاکلیٹس اور ہر چاکلیٹ کے
اوپر ایک خوبصورت ٹیگ لگا ہوا تھا جس پر ہیپی برتھ ڈے لکھا ہوا تھا اور اس
سب کے درمیان ایک چھوٹا سا باکس تھا

عمایہ نے بغیر انتظار کیے اس ڈبے کو کھولا وہ ڈبہ بند نہیں کیا گیا تھا بس اس کے اوپر ایک چھوٹا سا گتا رکھا گیا تھا جسے ہٹاتے ہی عمایہ چیخ ہی پڑی

ہائے اللہ کٹی یہ کتنی پیاری ہے عمایہ اس ڈبے میں سے ایک چھوٹی سی کٹی کو نکالتے ہوئے بولی وہ ایک چھوٹا سا بلی کا سفید بالوں والا بچہ تھا اور بہت کیوٹ اور خوبصورت تھا اس کی آنکھیں ہلکی گرے تھی

عمایہ تو اسے پکڑتے ہوئے جھوم ہی اٹھی تھی جب کہ اس کی چیخ سنتے ہوئے ایشال جو کمرے میں آ رہی تھی اس نے جلدی سے کمرے کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوئی مگر آگے عمایہ کو ایک بلی کے بچے کے ساتھ یوں گول گول گھومتے ہوئے دیکھ کر اسے بھی بہت حیرت ہوئی

کیا ہوا چیخ کیوں رہی تھی اور یہ سب کہاں سے آیا اور یہ بلی کا بچہ یہ کون لایا ایشال عمایہ کی طرف دیکھتے ہوئے تفشیشی انداز میں بولی

مجھے نہیں پتہ میں روم میں آئی تو یہ میرے بیڈ پر پڑا تھا اور اوپر ہیپی برتھ ڈے لکھا تھا ضرور کسی نے گفٹ دیا ہے مگر کس نے اگر بھائی نے دینا ہوتا تو مجھے

سب کے سامنے دیتے یوں روم میں کس نے رکھا اب عمایہ کو بھی ہوش آیا تھا اس نے یہ دیکھنا ہے کہ یہ گفٹ کس کی طرف سے آیا ہے

عمایہ نے وہ بلی کا بچہ ایشال کو پکڑایا اور خود ڈبے کے اندر جھانکا جہاں چھوٹے ڈبے کے اندر ایک خوبصورت کیٹ باسکٹ پڑی تھی اس باسکٹ کے اندر ایک چھوٹی سی چٹ بھی موجود تھی عمایہ نے اس باسکٹ کو باہر نکالا اور اس میں موجود ایک چٹ کو پڑھنے لگی جسے پڑھتے ہی اسے حیرت کا جھٹکا لگا وہ شاکڈ نگاہوں سے اسی چٹ کو دیکھے جا رہی تھی

کیا ہوا ہے کس نے بھیجا ہے یہ لاؤ میں دیکھتی ہوں ایشال نے بولتے ہوئے اس کے ہاتھ سے چھوٹا سا کاغذ پکڑا جس میں لکھا ہوا تھا

تیرے تو سائے کے برابر بھی نہیں یہ تحفے تحائف "

"تم اجازت دو تو اپنی سلطنت تمہارے قدموں میں رکھ دیں

"ارسم ابراہیم"

کیا مطلب یہ گفٹ کس نے بھیجے ہیں اور خدایا وہ یہاں تک کیسے پہنچا اور یہاں تمہارے کمرے میں کیسے ایشال پریشانی سے اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گئی جبکہ عمایہ کا بھی کچھ یہی حال تھا

ہاں اسے پسند آیا تھا رات والا سرپرائز جو ارسم نے اسے دیا تھا اسے خوشی ہوئی تھی وہ سب دیکھ کر مگر اس کا ہرگز مطلب نہیں تھا کہ وہ ارسم کو کوئی اشارہ دے رہی تھی اسے یہ کٹی اور چاکلیٹس بھی بہت پسند آئی تھی مگر اسے بالکل معلوم نہیں تھا کہ یہ بھی ارسم نے ہی بھیجا ہے

ابھی عمایہ پریشانی کے عالم میں وہیں کھڑی تھی جب اس کا فون بجنے لگا عمایہ نے اپنے سوکھتے لبوں پر زبان پھیرتے ہوئے اپنے فون کو دیکھا جس پر ارسم کا نمبر جگمگا رہا تھا اس کا دل ایک الگ ہی انداز میں دھڑکا

آپ نے یہ سب کچھ کیوں بھیجا ہے مجھے یہ سب کچھ نہیں چاہیے یہ سب واپس منگوائیں کسی بھی صورت فون کان سے لگاتے ہی عمایہ بغیر ارسم کی سنے غصے سے بولنے لگی

باہر برف باری ہو رہی ہے باہر ہر گز مت نکلنا ورنہ بیمار پر جاؤں گی ارسم نے اس کی بات کو سرے سے نظر انداز کیا جو عمایہ سر پر لگی اور تلوے پر بجھی اب سمجھتے کیا ہیں خود کو۔۔۔۔۔

کچھ نہیں عام بشر۔۔۔ارسم پر سکون انداز میں جواب دیا

اپ کے ساتھ مسئلہ کیا ہے عمایہ تو جیسے آج سارے حساب بے باک کرنے کو تھی

محبت کا۔۔۔ارسم ہلکا سا مسکراتے ہوئے بولا

بھاڑ میں گئی محبت آپ میرا پیچھا کب چھوڑیں گے عمایہ بغیر کسی لحاظ کے بولی جبکہ عمایہ کی بات سن کر ارسم کے چہرے پر ایک دم سنجید گی چھائی اس کے چہرے کے تاثرات ایک دم سرد میں بدلے تھے

تم ائندہ ایسے الفاظ استعمال نہیں کرو گی مایا مجھے جو بہتر لگا میں نے وہ کیا اب اگر تم نے مزید کوئی نوک جھوک کی تو مجبوراً مجھے تمہارے ماں باپ سے تمہارا ہاتھ مانگنے آنا پڑے گا ارسم کی بات سنتے ہوئے عمایہ کو ایک دم سے

چپ لگ گئی اس شخص کا کیا بھروسہ کہ واقعی میں ویسا کر چھوڑے جیسا وہ بول رہا ہے

آپ پلیز یہ سب واپس منگوالیں مجھے یہ سب نہیں رکھنا عمایہ کہ لہجے میں اب التجا تھی وہ واپس اپنی ٹون میں آئی جیسے اسے معلوم ہو کہ وہ جتنی ضد کرے گی ارسم اتنا ہی اٹل ہو گا اس لیے پیار کی زبان میں بات کرنا ہی بہتر ہے

کچھ بھی واپس نہیں آئے گا مایا اور فضول ضد مت لگانا رات بہت ہو گئی ہے سو جاؤ اب خیال رکھنا اپنا خدا حافظ ہمیشہ کی طرح اپنی کہتے ہوئے ارسم نے فون کاٹ دیا جبکہ عمایہ بے بسی سے ایشال کو دیکھتی رہ گئی

کیا کریں اب مجھے کچھ سمجھ نہیں ارہا عیشال امایا اپنا سر پکڑ کے بیڈ پر بیٹھ گئی

تم پریشان نہیں ہو واپس جاتے ہی ہم ایک بار ان سے مل لیں گے اور انہیں پیار سے سمجھانے کی کوشش کریں گے ابھی پریشان ہونے سے کیا ہو گا ایشال عمایہ کے قریب بیٹھتے ہوئے سے تسلی دینے لگی جب ایشال کی گود میں بیٹھی کٹی اچھل کر عمایہ کی گود میں آئی اور بہت سکون سے وہاں اپنی جگہ بناتے

ہوئے بیٹھ گئی جسے دیکھتے ہوئے عمایہ مسکرائی اب اس سب میں اس معصوم کا کیا کوئی قصور نہیں تھا

ہاں ٹھیک ہے مگر یہ تو بہت پیاری ہے عمایہ اس کٹی کے نرم و ملائم سفید بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے بولی

ہاں یہ بہت پیاری ہے اب سو جاؤ صبح جلدی اٹھنا ہے اور ہاں واقعی میں باہر مت چلی جانا برف باری کے ساتھ ساتھ یہاں پر بارش بھی ہو رہی ہے بہت بیمار پڑ جاؤ گی ایشال نے اسے آخری نظر دیکھتے ہوئے وارن کیا کیونکہ عمایہ کی حرکتوں کا نہیں پتہ چلتا تھا کہ وہ کب کیا کر لے اور اس موسم میں انسان بیمار بھی ہو سکتا تھا اور کوئی بھی نہیں چاہتا تھا کہ عمایہ بیمار ہو

اس ڈبے کو سمیٹتے ہوئے عمایہ نے سائیڈ پر رکھا اور کٹی باسکٹ اپنے بیڈ کے قریب ہی رکھتے ہوئے کٹی کو اس باسکٹ میں لٹا دیا جو اندر سے بیڈ ٹائپ کی بنی ہوئی تھی کٹی تو پر سکون ہو کر سو گئی تو عمایہ نے بھی خود پر کمبل اوڑھتے ہوئے آنکھیں موند لیں کیونکہ ایشال بھی تھوڑی دیر پہلے سو چکی تھی فلحال وہ اپنی ہر

ٹینشن اس دن پر ڈال چکی تھی جس دن اس نے آخری بار ارسم سے مل کر اسے سمجھانا تھا اسے ابھی بھی یہ امید تھی کہ آخری بار ملنے کے بعد ارسم اسے تنگ نہیں کرے گا جب کہ نیند کی وادیوں میں اترتے ہوئے بھی اس کی آنکھوں کے سامنے وہ منظر چل رہا تھا جو کل رات 12 بجے سے پہلے ارسم نے اسے سرپرائز کے طور پر دیا تھا یقیناً عمایہ ساری زندگی یہ سرپرائز نہیں بھولنے والی تھی

شادی کی ڈیٹ رکھ دی گئی تھی تقریباً ایک ہفتے بعد ہی شادی کی ڈیٹ فائنل ہوئی تھی اور آج سب نے واپسی کے لیے نکلنا تھا جس پر عفاف کافی زیادہ افسردہ تھی کیونکہ ایشال اور عمایہ کے آنے کی وجہ سے اس کا دل لگ گیا تھا اور اب جب وہ جا رہی تھی تو اسے رونا آ رہا تھا جبکہ عارب کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ

ایک ہفتے کے بعد رخصتی کی بجائے آج ہی اپنی دلہن کو اپنے ساتھ لے جائے اور عارب کی نظروں سے تو عفاف پہلے ہی تنگ آئی ہوئی تھی اس کی بے باک نظریں اسے اپنے وجود میں دھنستی ہوئی محسوس ہو رہی تھی مگر وہ ایک بار بھی نظریں اٹھا کر عارب کی طرف دیکھنے کی ہمت نہیں رکھتی تھی اور نہ ہی اس نے عارب کو ایک بار بھی نظریں اٹھا کر دیکھا تھا وہ اس کے سامنے وہ بوکھلائی سی پھر رہی تھی

اور عارب بخوبی جانتا تھا کہ وہ اس سے کتنا شرماتی ہے یہ اسے کچھ ہی دنوں میں معلوم ہو چکا تھا جبکہ یہاں سے جانے کا عمایہ اور ایشال یہاں تک کہ حمزہ اور ہادی کا بھی دل نہیں کر رہا تھا وہ بھی چاہتے تھے کہ وہ یہیں رہ جائیں یا اپنی بھابھی کو ساتھ لے جائیں مگر انہیں ایک ہفتے کے لیے انتظار کرنا تھا کیونکہ آج سے چار سال پہلے ہی عفاف اور اس کے والد مری میں شفٹ ہوئے تھے

جبکہ ان کا ایک گھر اسلام آباد میں بھی موجود تھا اور شادی کی ساری تقریبات وہیں پر ہونی تھی اور کچھ ہی دنوں بعد انہوں نے واپس اسلام آباد شفٹ ہو جانا تھا اس بات کی سب کو خوشی بھی تھی A

بھابھی میں آپ کو بہت مس کروں گی عمایہ عفاف کی طرف دیکھتے ہوئے افسردہ ہو کر بولی۔

میں بھی آپ سب کو بہت زیادہ مس کروں گی عفاف بھی نم آنکھوں اور افسردہ چہرے کے ساتھ ایک نظر عمایہ اور ایشال کو دیکھتے ہوئے بولی

اس وقت وہ تینوں گھر کی دہلیز پر کھڑی تھیں عارب حیدر اور ہادی سب جا سامان گاڑی میں رکھ رہے تھے جبکہ حمزہ اندر موجود گھر کے بڑوں کے پاس موجود تھا

کچھ ہی دیر میں سب باہر گاڑیوں کے پاس بلکل تیار کھڑے تھے واپسی کی راہ لینے کے لیے جبکہ سب باری باری عفاف اور اس کے بابا سے مل رہے تھے

ٹھیک ہے بچوں مل لیا تم لوگوں نے اب چلو بیٹھو گاڑی میں وقت پر نکلنا ہے ہمیں تایا جان ایک نظر بچوں کو دیکھتے ہوئے بولے جو عفاف کے پاس کھڑے تھے

اوکے بھابھی خدا حافظ بس اب آپ کا انتظار رہے گا آپ اداس مت ہوں جب آپ آجائیں گی تو سب سے پہلے ہم آپ سے ملنے آئیں گے عمایہ عفاف کے دونوں ہاتھ تھامتے ہوئے مسکرا کر بولی تو عفاف بھی ہلکا سا مسکرائی

اگر آپ سب کو کوئی اعتراض نہ ہو تو میں صرف پانچ منٹ عفاف سے اکیلے میں بات کرنا چاہتا ہوں عارب نے بولتے ہوئے سب کو اپنی طرف متوجہ کیا جبکہ عارب کی ابات سن کر عفاف نے جھٹکے سے سر اٹھا کر عارب کی طرف دیکھا جو دونوں ہاتھ کمر کے پیچھے باندھے سنجیدہ نظروں سے سامنے کھڑے گھر کے بڑوں کو دیکھ رہا تھا اس کی نظروں میں اجازت طلب تھی جبکہ لہجے میں ذرا بھی لچک نہیں تھی

ہاں کیوں نہیں بیٹا تم کر سکتے ہو بات اجازت عفاف کے بابا نے کی طرف سے ملی تھی جس پر عارب نے ہلکا سا مسکرا کر ہاں میں سر ہلایا

جاؤ بیٹا عارب کو اندر لے جاؤ عفاف کے والد عفاف جانب دیکھتے ہوئے بولے تو عفاف نے بری طرح اپنے لب کچلتے ہوئے فقط ہاں میں سر ہلایا اور اندر کی جانب قدم بڑھائے جبکہ عارب بھی اس کے پیچھے ہی تھا

اندر داخل ہوتے ہوئے عفاف خاموشی سے ایک سائیڈ پر کھڑی ہو گئی وہ ایک عجیب سی الجھن کا شکار تھی نظریں جھکی ہوئی تھی اور وہ مسلسل اپنے دوپٹے کے ایک کونے کو پکڑے اپنی انگلیوں میں مروڑ رہی تھی اس کی حالت سے صاف واضح ہو رہا تھا کہ وہ کافی گھبراہٹ کا شکار ہے اور اس اس کے کچھ فاصلے پر اس کے بالکل سامنے کھڑا عارب بڑی فرصت سے اپنے سامنے کھڑی اپنی چھوٹی سی بیوی کو نہار رہا تھا وہ بہت غور سے اس کا گھبرانا شرمانا دیکھ رہا تھا

وہ عارب سے کچھ زیادہ ہی گھبراتی اور شرماتی تھی اس کے چہرے پر آتے جاتے رنگ دیکھنا عارب کو بھی پسند تھا وہ محفوظ ہوتا تھا مگر اس کا اتنا زیادہ گھبرانا کہ نظریں بھی نہ اٹھانا یہ چیز عارب کو کافی اکتاہٹ کا شکار کرتی تھی جب وہ اسے اپنے دل سے بیوی مان چکا تھا تو وہ کیوں اسے شوہر کا مان نہیں بخش رہی تھی کیوں اس سے اتنا گھبرا رہی تھی کہ اس سے نظریں بھی نہیں ملاتی تھی جبکہ ان دونوں کے درمیان دنیا کا سب سے مضبوط رشتہ قائم تھا ایک محرم کا رشتہ

گھبرانا بند کرو عفاف ہمارے پاس اتنا وقت بالکل نہیں ہے کہ اس وقت میں تمہارا گھبرانا اور شرمانا دیکھوں عارب بہت سنجیدگی سے بولا جس پر عفاف کی چلتی ہوئی انگلیاں وہیں تھم گئی مگر نظریں ابھی بھی جھکی ہوئی تھیں

تمہیں معلوم ہے کہ میں نے سب کے سامنے تم سے اکیلے میں بات کرنے کی اجازت کیوں مانگی عارب دونوں ہاتھ اپنی کمر پر باندھے اپنے سامنے کھڑے نازک وجود پر نظریں جماتے ہوئے بولا

عفاف بہت بری طرح گھبرائی تھی مگر ظاہر نہیں ہونے دیا اور سوالیہ نظریں اٹھا کر عارب کی طرف دیکھا جبکہ عفاف کے دیکھنے پر عارب سے کچھ قدموں کا فاصلہ سمیٹا جس پر عفاف پیچھے کی جانب قدم لیتی ہوں دیوار سے جا لگی

کیونکہ میں تم پر یہ ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ جب ہمارے اتنے گہرے رشتے پر تمہارے بابا نے بھی نہیں سوچا کہ ہمیں اکیلے میں ملنا چاہیے کہ نہیں تو تمہارا مجھ سے دور بھاگنے کا کیا جواز بنتا ہے عارب عفاف کے اطراف میں دونوں ہاتھ جماتے ہوئے بولا جس پر عفاف نے سختی سے اپنی آنکھیں میچی بولو جواب دو.... عارب کی اتنی نزدیکی اور اوپر سے گرم سانسوں کی تپش جو عفاف کے نازک چہرے پر پڑ رہی تھی جو اس کے نرم وملائیں گالوں کے دھکنے کا سبب بنی تھی اس کا دل کسی دو سو کی سپیڈ سے بھاگ رہا تھا جب کہ اس کے دل کی دھک دھک عارب صاف محسوس کر سکتا تھا

گھبرانا بند کرو میری جان۔۔۔عارب نرمی سے اس کے گلابی گال کو اپنے ہاتھ کی پشت سے سہلاتے ہوئے کافی نرمی سے بولا

مجھے تمہارے چہرے پر یہ شرم وحیا کے آتے جاتے رنگ بہت خوبصورت لگتے ہیں مگر تمہارا گھبرانا دور بھاگنا مجھے عجیب سی الجھن کا شکار کر جاتا ہے تم سے ایک سوال پوچھوں کیا اس کا سچ سچ جواب دو گی

عارب کے لہجے میں دنیا جہاں کی محبت سمائے ہوئے تھی جس پر عفاف بھی انکاری نہیں ہو سکی تھی اس نے آہستہ سے اپنی لرزتی پلکوں کو اٹھاتے ہوئے عارب کی شہد رنگ آنکھوں میں دیکھا جہاں وہ آنکھوں میں محبت کا ٹھاٹے مارتا سمندر لیے اسے ہی دیکھ رہا تھا جسے دیکھ کر اس نے فوراً نظریں جھکا لیں

جی۔۔۔عفاف نظریں جھکاتے ہوئے بولی جبکہ عارب کی انگلیوں کا لمس وہ ابھی بھی اپنے گال پر محسوس کر رہی تھی اس نے اس کا ہاتھ نہیں جھٹکا تھا نہ ہی اسے خود سے دور جانے کا بولا تھا مگر پھر بھی وہ تھوڑی بہت گھبراہٹ کا شکار تھی

کیا تمہاری نظر میں میری کوئی اہمیت نہیں یاں تم مجھے پسند ہی نہیں کرتی بظاہر تو عارب کا لہجہ بہت نرم تھا مگر عارب کی بات عفاف کو تڑپانے کا سبب بنی تھی اس نے تڑپ کر عارب کی طرف دیکھا اسے امید نہیں تھی کہ عارب اس سے یہ سوال کرے گا

ہاں وہ اس سے گھبراتی تھی اس کی قربت سے گھبراتی تھی مگر اس کا مطلب یہ تو نہیں تھا کہ پچھلے تین سال سے وہ جس کا انتظار کر رہی تھی جس سے دیوانہ وار انجانی محبت کر رہی تھی اس کی نظر میں اس شخص کی کوئی اہمیت نہ ہوتی اس کی اہمیت عفاف کی نظر میں کیا تھی یہ تو عفاف اور اس کا خدا ہی جانتا تھا

آپ ایسا کیوں بول رہے ہیں آپ میرے شوہر ہیں آپ سب سے زیادہ اہمیت کے حامل ہیں عفاف بے خود سی ہوتے ہوئے یہ بات بول تو گئی تھی مگر غور کرنے پر اسے سمجھ آیا کہ وہ جلدی جلدی میں کیا بھول گئی ہے

عفاف کی بے خودی میں بولی گئی بات عارب کو سرشار کر گئی تھی اس کے انابی ہونٹوں تلے دلکش مسکراہٹ نمودار ہوئی وہ ایک ہی پل میں اس کے دل کے تمام وسوسوں کو نکال کر دور پھینک چکی تھی

اگر میں سب سے زیادہ اہمیت کا حامل ہوں تو مجھ سے گھبرانا بند کرو عارب نے بولتے ہوئے نرمی سے اس کے گلابی رخسار کو اپنے لبوں سے چھوا تھا جس پر وہ پل میں کھلتا ہوا سرخ گلاب بنی تھی

وہ وہ سب باہر انتظار کر رہے ہیں عارب کہ بڑھتی گستاخیوں پر ت عفاف فٹ سے بولی

کوئی بات نہیں سب کو بتا کر آیا ہوں چوری چھپے تھوڑے ملنے آیا ہوں عارب اسے خود میں بھینچتے ہوئے بولا جبکہ عارب کا یوں اسے گلے لگانا عفاف کی دھڑکنوں کو پل میں بے تیب کر گیا تھا

ایک ہفتے بعد ہماری رخصتی ہے اور تب تک چاہے دن ہو یا رات وقت کوئی بھی ہو میں تمہیں کال کروں یا میسج تم فوراًاس کا جواب دو گی اگر تم نے مجھے

نظر انداز کرنے کی کوشش کی۔۔۔۔عارب بول کر کچھ پل رکا اور شوخ بھری نگاہوں سے عفاف کی طرف دیکھا جو شرم و حیا سے سمٹتی جا رہی تھی تو آپ کی اگلی زندگی بہت مشکل میں آجائے گی ڈیئر وائفی عارب اس کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے اس کے اوسن خطا کر چکا تھا

ابھی عارب اپنی بیوی کی منموہنی صورت میں کھویا ہوا تھا جب اس کے فون پر میسج رنگ ٹون ہوئی وہ میسج ہے حیدر کا تھا کیونکہ سب باہر کھڑے اس کا انتظار کر رہے تھے

اپنا بہت سارا خیال رکھنا تم اب میری امانت ہو اور اس گھر میں کچھ ہی دنوں کی مہمان ہو تو میں اب صرف میرے پاس آنا ہے ساری زندگی کے لیے عارب شدت اس کی پیشانی پر لب رکھتے ہوئے بولا جب کہ عارب کے لمس کو اپنی پیشانی پر محسوس کرتے ہیں عفاف نے اپنی آنکھیں بند کر کے اس لمس کو اپنی روح میں اترتا ہوا محسوس کیا تھا

چلیں باہر سب انتظار کر رہے ہیں عارب بھرپور استحاق بھری نظر عفاف پر ڈالتے ہوئے بولا جس پر عفاف نے نظریں جھکاتے ہوئے اثباب میں سر ہلایا تو عارب نے مسکرا کر نرمی سے اس کا ہاتھ تھاما اور قدم باہر کے جانب کو بڑھائے

وہ جتنا اس کے قریب رہتا اس کا دل اتنا ہی گستاخیوں کے لیے آمادہ ہوتا تھا جب کہ وہ صرف ابھی انتظار کرنا چاہتا تھا اس کے لیے یہ کافی تھی کہ اس سے بڑھ کر عفاف کی نظروں میں کسی بھی اہمیت نہیں اور رہی بات محبت کی تو وہ رخصتی کے بعد عفاف کو اتنی محبت دے گا کہ اسے خود سے محبت کرنے پر مجبور کر دے گا مگر شاید وہ نہیں جانتا تھا کہ بغیر اسے دیکھے بغیر اسے جانے اس کی بیوی اس سے دیوانہ وار محبت کرتی تھی بلکہ پچھلے تین سال سے کرتی آ رہی تھی جیسے جیسے وقت گزرا تھا ویسے ویسے اس کی محبت بڑھتی چلی گئی

وہ دونوں باہر آئے تو سب گاڑیوں میں بیٹھ چکے تھے عارب نے عفاف کے والد سے گلے ملتے ہوئے انہیں خدا حافظ کہا اور پھر ایک آخری نظر عفاف کی

جانب دیکھتے ہوئے قدم گاڑی کی جانب بڑھائے جبکہ گاڑی کی ونڈو سے ایشال اور عمایہ عفاف کی جانب دیکھ کر اسے ہاتھ کے اشارے سے خداحافظ کر رہی تھی عفاف نے بھی ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ سب کو الوداع کلمات کہے اور ان کی گاڑیاں واپسی کی راہ پر چل پڑی

—

سارا دن سفر کرنے کے بعد آخر کار شام کے وقت سب گھر پہنچ چکے تھے سفر کی وجہ سے سب ہی بہت زیادہ تھک چکے تھے ویسے تو گاڑی کے سفر میں سب زیادہ دیر سوئے ہی رہے تھے مگر کچھ دیر بعد ہی کسی نا کسی کی آنکھ کھل جاتی تھی جس کی وجہ اب سب تھکن سے چور ہوئے پڑے تھے

کھانا سب نے باہر سے ہی کھایا تھا اور اب سب اپنے اپنے کمروں میں آرام کے لیے جا چکے تھے

عمایہ فریش ہونے کے بعد کٹی کو اچھے سے اس کی باسکٹ میں لیٹاتے ہوئے خود بیڈ پر جا لیٹی اسے بہت زیادہ نیند آرہی ہے اب تو اس کی کٹی بھی سو چکی تھی

بیڈ پر چت لیٹتے ہوئے عمایہ نے آنکھیں بند کی مگر ایک دم اس کی آنکھوں کے سامنے ارسم کا چہرہ لہرایا اس نے پٹ سے آنکھیں کھولیں

یا اللہ کتنا عجیب شخص ہے نیلی آنکھوں والا جن عمایہ دل ہی دل میں بولی اور پھر دوبارہ آنکھیں موند گئی ایک بار پھر اس کی سوچوں کا مرکز ارسم تھا جسے سوچتے وہ گہری نیند میں اتر گئی

ارسم نے بھی عمایہ سے رابطہ کرنے کی کوشش نہیں کی تھی کیونکہ وہ اچھی طرح سے جانتا تھا کہ سفر کے مارے وہ کتنا زیادہ تھکی ہو گی جبکہ عمایہ کا فون مسلسل بند تھا مگر پھر بھی ارسم اس کی پل پل کی خبر سے واقف تھا

صبح کی روشن کرنیں ہر سو پھیلی ہوئی تھی اور وہیں فجر کی نماز پڑھنے کے بعد عمایہ اپنی کٹی کے ساتھ کھیلنے میں مصروف تھی اس کا بس چلتا تو وہ اپنا سارا وقت ہی اس کا ساتھ گزارتی وہ کٹی عمایہ کو اتنی اچھی لگی تھی کہ دو ہی دنوں میں عمایہ کو اس کی عادت ہو چکی تھی جبکہ اس کٹی کو بھی عمایہ شاید بہت زیادہ پسند آئی تھی اسی لیے وہ عمایہ کے ساتھ کافی زیادہ اٹیچ ہو چکی تھی

اوکے کٹی اب ہم نیچے چلیں گے تاکہ ہم کوئی اچھا سا ناشتہ کر سکیں اور آپ کو بھی ناشتہ کروا سکے اور اس کے بعد ہم گارڈن میں جائیں گے کھیلنے کے لیے

عمایہ اس کٹی کو بیڈ سے اٹھا کر اپنے بازوؤں میں تھامتے ہوئے بولی اور مسکراتے ہوئے قدم باہر کی جانب بڑھائے کیونکہ سبھی ناشتے کے لیے جاگ چکے تھے اور سب کو ہی اپنے اپنے کام کاج پر جانا تھا سوائے عمایہ اور

ایشال کے کیونکہ ابھی ان کے کالج بند تھے اور وہ گھر پر ہی موجود تھی جبکہ کچھ دنوں کی مصروفیات کی وجہ سے عارب اور حیدر کا کام بہت زیادہ پینڈنگ پر تھا انہیں جلد سے جلد ہاسپٹل کے لیے نکلنا تھا کافی زیادہ پیشنٹس تھے جن کے اپریشن پینڈنگ پر تھے

عمایہ نیچے آئی تو اس کی سوچ کے عین مطابق گھر کے تمام مکین ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھے ناشتے کے آنے کا انتظار کر رہے تھے جنہیں دیکھ کر عمایہ خوبصورتی سے مسکرائی اور قدم ان کے جانب بڑھائے

السلام علیکم کیسے ہیں سب امیہ خاصہ اونچی اواز میں بولتے ہوئے عارف صاحب کے دائیں جانب رکھی کرسی پر جا کے براجمان ہو گئی جبکہ اس کی کٹی اس کی گود میں ہی موجود تھی

وعلیکم السلام ہم بالکل ٹھیک ہیں شہزادی آپ بتاؤ سفر کی وجہ سے تھک تو نہیں گئی عارف صاحب محبت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولے جس پر عمایہ نے گہرا مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلایا

عزمی یار اسے تو کمرے میں چھوڑ کر آتی یا پھر اسے کہیں اور رکھو یوں گود میں رکھ کر کیوں بیٹھی ہو ہادی جو کہ عمایہ کے ساتھ والی کرسی پر ہی بیٹھا تھا کٹی کو اپنی گود میں رکھتا دیکھ کر اسے ٹوکنے لگا جس پر عمایہ نے عجیب سے شکل بنائی

تو پھر کیا ہوا یہ میری کٹی ہے اور میرے پاس ہی رہے گی نا تم چپ رہو زیادہ مت بولا کرو عمایہ نے الٹا اسے جھڑک دیا جس پر ہادی اسے گھورتا ہی رہ گیا

بھائی اسے بولیں اس کٹی کو سائیڈ پر کرے کہ اب یہ بلی بھی ہمارے ساتھ ناشتہ کرے گی ہادی کو کافی چڑ ہو رہی تھی اس کٹی سے وہ ایسا ہی تھا ایسے جانوروں سے وہ کافی کتراتا تھا اسے عجیب سی چڑ ہوتی تھی

موٹے اگر تمہیں زیادہ مسئلہ ہے تو تم دوسری والی کرسی پر بیٹھ جاؤ میری کٹی یہاں سے کہیں نہیں جائے گی عمایہ بھی اٹل لہجے میں بولی جیسے وہ ضد پر اڑ چکی تھی کہ وہ اپنی کٹی کو خود سے دور نہیں کرے گی جس پر اس کی کٹی نے "میاؤں" کرتے ہوئے حامی بھری کہ جیسے وہ بھی عمایہ سے دور نہیں جانا جاتی

ہادی تم یہاں میرے ساتھ آکر بیٹھ جاؤ اٹھو شاباش انہیں بحث کرتا دیکھ کر حیدر ہادی کو اپنے پاس بلانے لگا جس پر ہادی نے ایک نظر گھور کر عمایہ کو دیکھا اور دوسری نظر اس چھوٹے سے بلی کے بچے پر ڈالی جو معصوم نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا جیسے اپنی ہی زبان میں کہنا چاہ رہا ہو کہ بھائی میرا کیا قصور ہے میری تم سے کون سی پرسنل دشمنی ہے جو تم مجھے یہاں پر برداشت نہیں کر رہے

ہادی کے یہ منہ بنانے پر عمایہ نے اپنی مسکراہٹ دبائی اور جہاں سے ہادی اٹھ کر گیا تھا اس کرسی کو اپنے قریب گھسیٹتے ہوئے اس کٹی کو کرسی پر بٹھا دیا یہ تو چھوٹی سی کٹی ہے پیاری سی ہم اسے یہاں پر ناشتہ دیں گے ائندہ سے او کے کٹی عمایہ اس کے بال سہلاتے ہوئے اس سے ہی باتیں کرنے لگی جس پر ہادی آنکھیں پھاڑے عمایہ کو دیکھنے لگا ایک تو وہ اس کی ہمیشہ والی جگہ سے اٹھا چکی تھی اور دوسرا اسی جگہ پر اس بلی کے بچے کو بٹھا کر ہمیشہ کے لیے ناشتہ بھی کروانے والی تھی بڑی ہی بے مروت بہن تھی اس کی

ان کی یوں نوک جھوک پر عارف صاحب سر جھٹک کر مسکرا دیے یہی تو ان کی زندگی کی خوشیاں تھی اپنے جگر کے ٹکڑوں کے قریب رہنا ان کی نوک جوک دیکھنا۔

کٹی کے بارے میں عمایہ اور ایشال نے سب کو یہی بتایا تھا کہ یہ کٹی ایشال نے عمایہ کو گفٹ کی ہے چونکہ ان کی ایک دوست مری میں بھی رہتی ہے تو اس کے ذریعے یہ کٹی گھر تک پہنچی جس پر کسی نے بھی زیادہ تفشیش نہیں کی اور خاموشی سے ان کی بات پر یقین کر لیا جس پر عمایہ تو بہت زیادہ خوش تھی کیونکہ وہ کٹی اسے حد سے زیادہ پسند آگئی تھی اور وہ تھی بھی اتنی کیوٹ اور پیاری تو اسے کوئی بھی پسند کر سکتا تھا عفاف کو بھی وہ کافی زیادہ پسند آئی تھی اس کا کہنا تھا کہ شادی تک وہ اس کٹی کو یہی اس کے پاس چھوڑ جائے وہ تنہا ہوتی ہے اس کا دل لگ جائے گا مگر عمایہ کا دل نہیں چاہ رہا تھا اس لیے مجبوراً اسے معذرت کرنی پڑی جس پر عفاف نے مسکراتے ہوئے بولا کہ کوئی بات

نہیں معذرت کرنے کی کیا ضرورت ہے ویسے بھی تمہارا برتھ ڈے گفٹ ہے یہ اتنی پیاری ہے کہ ہر کسی کا دل چاہے گا اپنے پاس رکھنے کو

اور آخر کار وہ اس کٹی کو اپنے ساتھ واپس لانے میں کامیاب ہو چکی تھی آخر وہ تحفہ اسے ارسم نے دیا تھا اسے کیوں نہ پسند آتا اور اگر ارسم نا بھی دیتا تب بھی یہ کٹی اسے یوں ہی پسند آنی تھی جیسے اب پسند تھی شاید ارسم ابراہیم بخوبی جانتا تھا کہ عمایہ عزمیل کو کیا پسند آسکتا ہے بات صرف پسند ہی نہیں تھی دل کی گہرائیوں کی تھی اور شاید وہ جان جکا تھا کہ عمایہ کے دل کی گہرائیوں کو چھونے والی چیز کیا ہے اور اسی کے ذریعے وہ عمایہ کہ دل کے کسی کونے میں ایک محبت کا ننھا سا بیج بھی بو چکا تھا جس سے عمایہ ابھی تک نہیں پہچان پائی تھی

عزمی کیا سوچا پھر تم نے....؟؟ ایشال عمایہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولی وہ دونوں اس وقت گھر کے لان میں آمنے سامنے رکھی کرسیوں پر بیٹھی ہوئی

تھی اور سامنے ہی ٹیبل پر جو کہ ان دونوں کے درمیان میں تھی اس پر کٹی بیٹھی کسی چھوٹے سے بال کے ساتھ کھیل رہی تھی

میں نے یہ سوچا ہے کہ کل جب ہم پروجیکٹ کی فائل دینے کالج جائیں گے اس کے بعد ہم اس سے ملیں گے اور صرف آخری بار اسے سمجھائیں گے کہ مجھے تنگ کرنا بند کردیں عمایہ نے سادگی سے جواب دیا جس پر ایشال نے سمجھنے کے انداز میں سر ہلایا

اور اگر وہ پھر بھی نہ مانا تو ایشال نے اپنا خدشہ پیش کیا

تو پھر ہم بابا کو بتادیں گے لیکن مزید ان سے کچھ نہیں چھپائیں گے عمایہ نے بھی جیسے پختہ ارادہ کرلیا تھا ارسم کو کہیں نہ کہیں ٹھکانے پر ضرور لگانا ہے کہ وہ اس کا پیچھا چھوڑ دے

ٹھیک ہے پھر کیا تم خود فون کرکے بتاؤ گی کہ کل تم ان سے ملنا چاہتی ہو ایشال کو اندر ہی اندر سے خوف بھی محسوس ہو رہا تھا

ہاں میں شام میں ایک میسج کر کے بتادوں گی عمایہ لاپرواہ انداز میں بولی اور اپنی کٹی کی طرف متوجہ ہو گئی یہی اس کی خاص بات تھی کہ وہ کسی بھی بات کو خود پر حاوی ہونے نہیں دیتی تھی وہ ایک ہستی کھیلتی ہوئی معصوم لڑکی تھی فکر پریشانیاں کیا ہوتی ہیں وہ اس چیز سے واقف نہیں تھی اس لیے وہ ہر چیز کو بہت ہلکے میں لے لیتی تھی مگر شاید وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ جس شخص کو وہ ہلکے میں لینے کی کوشش کر رہی ہے وہ شخص کوئی عام انسان نہیں بلکہ ارسم ابراہیم ہے جس کے پختہ ارادوں کو بدلنا ناممکن ہے اگر کوئی اپنی جان بھی دے دے تب بھی ارسم ابراہیم کے ارادے نہیں بدلیں گے وہ اپنے فیصلوں پر قائم رہنے والا شخص تھا

اور عمایہ عزمیل تو اس کی نس نس میں خون کی مانند گردش کرنے لگی تھی پھر وہ کیسے پیچھے ہٹ سکتا تھا وہ عمایہ عزمیل کو اپنا بنانا چاہتا تھا اور اس نے عمایہ کو اپنا بنا کر ہی دم لینا تھا

مغرب کی نماز پڑھنے کے بعد عمایہ اس وقت جائے نماز پر بیٹھی اپنے رب کے حضور ہاتھوں کو پھیلائے دعا مانگ رہی تھی کچھ ہی دیر میں دعا مانگنے کے بعد اس نے جائے نماز اٹھا کر الماری میں رکھی اور اپنے حجاب کو ڈھیلا سا کرتے ہوئے قدم بلکنی کی جانب بڑھائے جب کہ آتے ہوئے اس نے فون بھی پکڑ لیا تھا اس کا ارادہ ارسم کو بتانے کا تھا کہ اس کا دیا ہوا وقت ختم ہو چکا ہے اور اب وہ کل اس سے ملنا چاہتی ہے صرف آخری بار۔۔۔۔۔۔

عمایہ نے ارسم کے نمبر پر کال ملاتے ہوئے فون کان سے لگایا اور صوفے پر آلتی پلاتی مار کر بیٹھ گئی بیل جا رہی تھی مگر آگے سے کوئی فون نہیں اٹھا رہا تھا

عمایہ نے دوسری بار کوشش کی اب کی بار اس کی دھڑکنوں نے بھی وہی رفتار پکڑی تھی جو رفتار ارسم کو جانے والی بیل کی تھی ہمیشہ ارسم ہی اسے فون کرتا آیا تھا مگر اس بار عمایہ نے خود اسے کال ملائی تھی

کچھ دیر بعد ہی ارسم نے کال اٹھالی تھی

چشمِ بطور..... آج سورج کہاں سے نکل آیا ارسم کی آواز میں جھلکتی خوشی اور شوخی عمایہ صاف محسوس کر سکتی تھی

مجھے آپ سے ملنا ہے آخری بار۔۔۔ عمایہ ایک ہی سانس میں اپنی بات بول گئی جس پر ارسم کے ہونٹوں تلے خوبصورت مسکراہٹ پھیل گئی

کل صبح 10 بجے آپ ہمارے کالج کے سامنے والا ریسٹورنٹ میں آجایئے گا مجھے صرف دس منٹ چاہیے اس سے زیادہ میں وقت نہیں لوں گی عمایہ نے اپنی بات جاری رکھی تو ارسم اپنے تمام کام کاج چھوڑ کر بڑی فرصت سے اسے سننے لگا

ہم تو اپنی ساری زندگی آپ کے نام لگا چکے ہیں اور آپ صرف دس منٹ کی بات کرتی ہیں یہ تو ناانصافی ہے ارسم کرسی کی پشت سے سر ٹکا کر آنکھیں موندتے ہوئے مدھم آواز میں بولا جبکہ ارسم کی بات کو سنتے عمایہ کا دل پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو تیار تھا پتہ نہیں کیوں ارسم کی ایسی باتوں پر اس کی دل کی دھڑکنیں ایک الگ ہی شور برپا کرتی تھی جیسے اس کے قابو میں ہو ہی نا دیکھیں مجھے صرف آپ سے ایک ضروری بات کرنی ہے اور مجھے اس سے زیادہ وقت نہیں چاہیے عمایہ نے جیسے اسے سمجھانا چاہا یا پھر اس کی خوش فہمیاں دور کرنا چاہیں

ٹھیک ہے اگر تمہیں مجھ سے ملنا ہے تو تمہیں میری بتائے گی جگہ پر آنا پڑے گا ارسم کا انداز بالکل نارمل تھا مگر عمایہ کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ اسے کوئی حکم دے رہا ہو

دیکھیں آپ۔۔۔۔عمایہ ابھی اپنی بات مکمل بھی نہیں کر پائی تھی جب ارسم نے بیچ میں ہی اسے ٹوک دیا

فضول ضد نہیں کرتے عمایہ صبح میں گاڑی بھجواؤں گا چپ چاپ گاڑی میں بیٹھ جانا ورنہ مجھے دوسرا طریقہ بھی آتا ہے ارسم کا انداز اب کی بار دھمکانے والا تھا

مم مجھے آپ سے نہیں ملنا۔۔۔۔ عمایہ فوراً ہی بدل گئی شاید وہ اس کی دھمکی سے ڈر گئی تھی

لیکن مجھے اب تم سے ملنا ہے ہر حال میں فضول کی ضد مت کرنا اور جو بولا ہے چپ چاپ وہی کرنا ورنہ مجھے دوسرا طریقہ بھی آتا ہے اور میں نہیں چاہتا کہ میں دوسرا طریقہ تم پر آزماؤں اس لیے اچھے بچوں کی طرح میری بات کو مان جانا اور خیال رکھا کرو اپنا بہت کمزور ہوتی جا رہی ہو خدا حافظ

ارسم نے سنجیدہ لہجے میں اپنی بات مکمل کرتے ہوئے فوراً فون کاٹ دیا جب کہ عمایہ اپنا سر پکڑ کے بیٹھ گئی اس نے خود ہی مصیبت کو دعوت دی تھی اور اب وہ اس مصیبت میں بری طرح پھنس چکی تھی

اگلی صبح ناشتہ کرنے کے بعد عمایہ اور ایشال کالج کے لیے نکل چکی تھی اور ہادی کو انہوں نے واپسی کا وقت دو بجے کا بتایا تھا انہیں مجبوراً گھر میں جھوٹ بولنا پڑا تھا کہ کالج کے بعد وہ اپنی کچھ دوستوں کے ساتھ ریسٹورنٹ میں کھانا کھانے جائیں گی جس کی وجہ سے کچھ دیر وہاں پر انہیں لگ جائے گی

جس پر گھر والوں نے خوشی خوشی انہیں اجازت دے دی مگر عمایہ اندر ہی اندر گلٹ محسوس کر رہی تھی کہ اس نے گھر والوں سے جھوٹ کیوں بولا اور اس سے زیادہ وہ ڈری ہوئی تھی کہ وہ ارسم سے ملنے کیسے جائے گی مگر ایشال کے ہوتے ہوئے اسے تھوڑا سا حوصلہ تھا جبکہ ایشال تو خود بھی بہت زیادہ ڈری ہوئی تھی

عزمی مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے ایشال عمایہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولی اس وقت وہ دونوں کالج ختم ہونے کے بعد کالج کے گارڈن سے گزرتے ہوئے باہر کی جانب قدم بڑھا رہیں تھی

ایشال پلیز تم خود تو ڈری ہوئی ہو مجھے مت ڈراؤ مجھے بہت کانفیڈنٹ ہو کر اس بندے سے بات کرنی ہے کہ وہ ہمارا پیچھا چھوڑ دے

عمایہ ایشال کی طرف دیکھتی ہوئی سنجیدگی سے بولی کیونکہ یہ کوئی دسویں بار تھا جو وہ پانچ منٹ میں اسے بول چکی تھی کہ اسے بہت خوف محسوس ہو رہا ہے کیونکہ 11 بج چکے تھے اور یقیناً اب تک ارسم کی گاڑی کالج کے گیٹ کے آگے موجود ہو گی

وہ دونوں کالج کے گیٹ پر پہنچی تو عمایہ کی سوچ کے عین مطابق ایک بلیک چمکتی مرسڈیز کالج کے کچھ فاصلے پر کھڑی تھی ابھی عمایہ کی نظر اس گاڑی پر پڑی ہی تھی جب اس کا فون بجا

عمایہ نے فون کو اپنے سامنے کیا تو ارسم کا میسج تھا جس میں اس نے لکھا تھا کہ میں امید کرتا ہوں کہ تم سمجھداری سے کام لو گے ارسم کے اس میسج کے پیچھے چھپی بات کو عمایہ بخوبی سمجھ چکی تھی وہ اسے ایک قسم کی دھمکی دے رہا تھا جسے صرف عمایہ ہی سمجھ سکتی تھی

میم چلیں۔۔۔۔عمایہ ابھی ارسم کا میسج پڑھ رہی تھی جب اسے اپنے قریب سے کسی مرد کی بھاری آواز سنائی دی تو ان دونوں نے جھٹکے سے گردن گھما کر اپنے دائیں جانب دیکھا جہاں انصر دونوں ہاتھ باندھے سامنے کھڑا مسکرا کر ان دونوں کو دیکھ رہا تھا

انصر کو دیکھ کر عمایہ کے اوسان خطا ہوئے وہ آنکھیں پھاڑے انصر کو دیکھنے لگی یعنی یہ بھی اس کا بندہ تھا انصر ارسم ابراہیم کے لیے کام کرتا تھا یعنی وہ شخص انصر تھا جو اس پر شروع سے نظر رکھے ہوئے تھا اور وہ گھر وہ گھر کس کا تھا کیا وہ گھر اس کا تھا یا پھر اس کے پیچھے ایک اور راز چھپا تھا عمایہ کے ذہن میں بہت سے سوالات گردش کرنے لگے

آآآپ وہی ہیں نا..... عمایہ ارسم کی طرف انگلی اٹھا کر باقاعدہ اس سے یاد کروانے کی کوشش کرتے ہوئے پوچھنے لگی

میم آپ کا وقت ہو چکا ہے چلیے انصر نے اس کے سوال کو نظر انداز کرتے ہوئے اسے گاڑی کی طرف اشارہ کیا

مجھے کہیں نہیں جانا سمجھے آپ کیا کھیل کھیل رہے ہیں آپ ہمارے ساتھ آخر آپ ہیں کون اور وہ شخص وہ کون ہے عمایہ غصے کے عالم میں انصر کی جانب دیکھتے ہوئے بولی جبکہ انصر کے کانوں میں لگے بلوٹوتھ کے ذریعے عمایہ کی یہ آواز ارسم کی سماعتوں تک پہنچ چکی تھی

انصر نے عمایہ کو کوئی جواب نہیں دیا تھا وہ خاموشی سے نظریں جھکا کر کھڑا تھا جب اگلے ہی لمحے عمایہ کا فون بجا عمایہ نے دیکھا تو ارسم کا فون تھا وہ آگے ہی شدید غصے میں تھی ارسم کا فون آتا دیکھ کر اس نے غصے سے فون اٹھایا

دیکھیں مسٹر مجھے آپ سے نہیں ملنا سمجھے آپ اور یہ جو کھیل آپ میرے ساتھ کھیل رہے ہیں یہ آپ اچھا نہیں کر رہے عمایہ اس وقت اتنے غصے میں تھی کہ اسے خود نہیں پتہ تھا کہ وہ کیا بولے جا رہی ہے

مایا تم کیا چاہتی ہو کہ میں خود ہوں تمہیں لینے اپنے طریقے سے ارسم کی سنجیدہ مگر سخت آواز عمایہ کی سماعتوں سے ٹکرائی تو عمایہ نے غصے سے اپنی مٹھیاں بھینچی وہ الٹی اسے ہی دھمکی دے رہا تھا

مجھے آپ سے نہیں ملنا تو مطلب نہیں ملنا سمجھے آپ عمایہ دانت پیستے ہوئے ایک ایک لفظ چبا کر بولی اور بغیر لحاظ کیے ارسم کے منہ پر فون بند کر دیا انصر کی تو آنکھیں ابل کر باہر آنے کو تھیں ارسم سے آج تک کسی نے اتنی بدتمیزی سے بات نہیں کی تھی یہ اس لڑکی کا ظرف تھا جو یہ جانے بغیر کہ ارسم غصے کا کتنا تیز ہے اسے اتنا کچھ سنا گئی تھی جبکہ آج تک کسی اور کی جرات نہ ہوئی تھی کہ ارسم کے سامنے سر اٹھا کر بات کر جائے اور یہ لڑکی بغیر کسی خوف کے ارسم ابراہیم سے ٹکر لینے چلی تھی

چلو ایشال عمایہ ایشال کا ہاتھ تھامتے ہوئے ایک نظر انصر کو خونخوار نگاہوں سے گھورتے ہوئے آگے کی جانب بڑھ گئی یہ سوچے سمجھے بغیر کہ اب اس کے ساتھ کیا ہونے والا ہے وہ ارسم کو للکار چکی تھی جانے انجانے میں وہ اسے غصہ دلا چکی تھی

عمایہ ایشال کو لے کر اپنے کالج کے سامنے والے ریسٹورنٹ میں داخل ہوئی تھی اور اب وہ ہادی کو فون کرنے کے لیے ایک سائیڈ پر کھڑی تھی اور ہادی کو مسلسل فون کرنے کی کوشش کر رہی تھی جس کا نمبر ہی بند جا رہا تھا ایک تو اسے آگے غصہ آیا ہوا تھا اوپر سے ہادی کا فون سوئچ آف دیکھ کر اسے مزید غصہ آرہا تھا ایشال اس کے کچھ ہی فاصلے پر کرسی پر بیٹھی کافی گھبرائی ہوئی اسے دیکھ رہی تھی اسے پتہ تھا کہ عمایہ غصے کی کتنی تیز ہے اسے جلدی غصہ نہیں آتا اور جب وہ غصہ کرتی ہے تو وہ یہ بھی نہیں دیکھتی کہ سامنے والا شخص کون ہے

عمایہ جہاں کھڑی ہادی کو فون کر رہی تھی وہاں پر کوئی بھی موجود نہیں تھا ویسے بھی صبح کا وقت تھا اور کیفے میں زیادہ لوگ موجود نہیں تھے عمایہ نے فون کان سے ہٹاتے ہوئے نظریں اٹھا کر داخلی دروازے کی طرف دیکھا جبکہ دروازے پر نظر پڑتے ہی اس کی سانسیں وہیں تھم گئی

سامنے سے ارسم تیز تیز قدم لیتا ہوا اس کی جانب بڑھ رہا تھا نیلی آنکھوں میں سرخ لکیریں صاف واضح دکھائی دے رہی تھی اس کے چہرے سے معلوم ہو رہا تھا کہ وہ کتنے غصے میں ہے چہرے پر چٹانوں جیسی سختی تھی اور نظروں میں شدید جنونیت تھی جس سے وہ عمایہ کو دیکھتے ہوئے بھاری قدم لیتا اس کے قریب آ رہا تھا

جیسے جیسے ارسم عمایہ کے قریب پہنچ رہا تھا ویسے ویسے عمایہ کو اپنی سانسیں خشک پڑتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی وہ مکمل طور پر اپنا سانس روکے بغیر پلکیں جھپکائے سامنے سے آتے ارسم کو دیکھ رہی تھی جو کچھ ہی پل میں اس کے سر پر پہنچ چکا تھا

عمایہ اپنی جگہ پر مکمل فریز ہو چکی تھی۔

ارسم نے بغیر کچھ بولے عمایہ کی کلائی کو اپنی گرفت میں لیا اور بغیر ادھر اُدھر دیکھے اسے کھینچتا ہوا اپنے ساتھ لے جانے لگا عمایہ نے ہڑبڑا کر ارسم کی طرف دیکھا جو تقریباً اسے گھسیٹتا ہوا اپنے ساتھ لے جا رہا تھا کلائی پر گرفت کافی سخت تھی مگر اتنی سخت بھی نہیں تھی کہ عمایہ کو تکلیف محسوس ہوتی وہ غصے میں بھی عمایہ کی تکلیف کا احساس کر رہا تھا جب کہ کچھ فاصلے پر بیٹھی ایشال ارسم کو یوں عمایہ کو گھسیٹ کر لے جاتا ہوا دیکھ کر جلدی سے کرسی سے اٹھی اور بھاگ کر اس کے قریب جانے لگی جب اس کے سامنے انصر کھڑا ہو گیا اور اس کا راستہ روک دیا

یہ آپ کیا کر رہے ہیں چھوڑیں میرا ہاتھ۔۔۔ عمایہ جو ارسم کے ساتھ گھسیٹتے ہوئے چلی جا رہی تھی ہوش کی دنیا میں واپس لوٹتے ہی بری طرح مزاحمت کرنے لگی مگر ارسم تو جیسے بہرا بنے اسے سن ہی نہیں رہا تھا

میرا ہاتھ چھوڑیں یہ کیا بد تمیزی ہے۔۔۔۔ عمایہ اب خاصی اونچی آواز میں بولی جس پر ارسم نے اس کی کلائی پر اپنی گرفت مزید مضبوط کی اور تیزی سے چلنے لگا عمایہ کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کیا کرے

گاڑی کے قریب پہنچتے ہوئے ارسم نے فرنٹ ڈور کھولا اور زبردستی عمایہ کو پھینکنے کے انداز میں گاڑی میں بٹھایا مگر اس طریقے سے کہ عمایہ کو کوئی چوٹ نہ لگے عمایہ نے جلدی سے آگے بڑھ کر گاڑی کا دروازہ کھولنا چاہا جبکہ اگلے ہی پل وہ گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ سنبھال چکا تھا اور گاڑی کے سارے ڈورز لاک کر چکا تھا جس پر عمایہ چاہ کر بھی گاڑی کا دروازہ نہیں کھول سکی تھی

مجھے کہاں لے جا رہے ہیں آپ مجھے کہیں نہیں جانا دروازہ کھولیں۔ عمایہ دروازے کھولنے کی پوری جدوجہد کر رہی تھی

آپ کو کیا سنائی نہیں دیتا نہیں جانا مجھے کہیں بھی عمایہ اتنا اونچا چلائی تھی کہ اگر گاڑی سے باہر آواز جاتی ہو تی ہو لازمی گزرتے لوگ اسے سنتے

ارسم نے گردن گھما کر اپنی سرد نظروں سے عمایہ کو گھورا جس پر عمایہ خوف سے اسے دیکھتے ہوئے سہم گئی

اگر اب تمہاری آواز نکلتی تو تم ائندہ کبھی دوبارہ گھر نہیں جا پاؤ گی ارسم اپنی نیلی آنکھیں عمایہ کہ ڈرے سہمے وجود پر ڈالتے ہوئے بولا جس پر عمایہ کو ایک دم سے چپ لگ گئی

گڈ گرل۔۔۔۔ارسم عمایہ کی طرف دیکھتے ہوئے کافی نرمی سے بولا جبکہ عمایہ تو اسکا دھوپ چھاؤں سا رویہ دیکھتی ہی رہ گئی

اگلے 7 منٹ میں ارسم کی گاڑی کسی بہت بڑے محل نما گھر میں داخل ہوئی وہ گھر بہت خوبصورت اور کافی بڑا تھا مگر تو کسی چیز کی طرف بھی دھیان نہیں دے رہی تھی اسے صرف ارسم سے خوف محسوس ہو رہا تھا وہ گاڑی سے نکل کر جلد از جلد یہاں سے بھاگ جانا چاہتی تھی

ارسم گاڑی سے باہر نکلا اور گھوم کر دوسری سائیڈ پر آیا اور عمایہ کی سائیڈ کا دروازہ کھولا جس پر عمایہ مزید سیٹ کے ساتھ چپک گئی جیسے وہ گاڑی سے نکلنا ہی نہ چاہتی ہو

باہر نکلو مایا ارسم عمایہ کی طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے بولا جس پر عمایہ نے نفی میں سر ہلایا

ارسم کو سمجھ نہیں آرہا تھی کہ وہ خود پر اتنا ضبط کر کیسے رہا ہے یہ لڑکی مسلسل اس کا امتحان لے رہی تھی اور اسے غصہ دلا رہی تھی جبکہ ارسم اس پر بالکل بھی غصہ نہیں کرنا چاہتا تھا

مایا باہر نکلو ورنہ میں اٹھا کر بھی لے جا سکتا ہوں ارسم کا انداز اب کافی نارمل تھا مگر اس کی دھمکی پر عمایہ نے جھٹکے سے سر اٹھا کر ارسم کی طرف دیکھا سنہری آنکھیں نیلی آنکھوں سے ٹکرائی تھی دونوں طرف ایک ساتھ دھڑکنوں نے شور مچایا تھا عمایہ نے جلدی سے اپنی نظریں جھکا لی وہ ان نیلی آنکھوں میں چھپی جنونیت کی تاب کبھی بھی نہیں لا سکتی تھی

مجھے نہیں جانا مجھے بس گھر جانا ہے عمایہ بہت دھیمی آواز میں بولی جس پر ارسم نے ایک گہرا سانس ہوا کے سپرد کیا اور ایک بے بس سے نظر عمایہ پر ڈالی اس کی محبت اسے بے بس کر دیتی تھی وہ کسی کے سامنے جھکنا پسند نہیں کرتا تھا سوائے اپنے خدا کے اور یہ لڑکی مسلسل اسے اپنے سامنے جھکنے پر مجبور کر دیتی تھی

تم ایسے نہیں مانو گی ارسم نے عمایہ کا ہاتھ پکڑا جس پر عمایہ ہڑبڑا کر بولی نن نہیں میں خود آتی ہوں باہر آآپ میرا ہاتھ چھوڑیں عمایہ لڑکھڑاتی آواز میں بولی جس پر ارسم نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا اور اگلے ہی لمحے عمایہ گاڑی سے باہر نکل چکی تھی

عمایہ کے باہر نکلتے ہی ارسم خود ہی اس سے دو قدموں کا فاصلہ بناتے ہوئے تھوڑا دور کھڑا ہو گیا جس پر عمایہ زیادہ نہیں مگر تھوڑا بہت تو کمفرٹیبل محسوس کرے

مجھے واپس گھر جانا ہے مجھے آپ کے ساتھ نہیں جانا عمایہ نے پھر وہی بات دہرائی ایک تو اسے ارسم سے اتنا خوف آرہا تھا کہ اس کا دل کر رہا تھا کہ وہ یہاں سے بھاگ جائے اور اوپر سے وہ ظالم اس کے اتنا قریب کھڑا تھا اور اسے وہ نظریں اٹھا کر دیکھ بھی نہیں سکتی تھی اس میں ہمت ہی نہیں تھی چلی جانا کچھ ہی دیر میں تمہیں واپس گھر چھوڑ آؤں گا ابھی چلو۔ارسم نے بولتے ہوئے عمایہ کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا مگر عمایہ جیسے اسی جگہ پر فریز ہو چکی تھی اس نے ایک بھی قدم نہ اٹھایا جس پر ارسم نے مڑ کر گھور کر عمایہ کو دیکھا

اس نے مرے مرے قدم اٹھانا شروع کیے اور سب کے پیچھے چلنے لگی اسے تو خود پر غصہ آرہا تھا کہ اس نے کیوں بولا کہ اسے ارسم سے ملنا ہے کاش وہ نہ بولتی مگر اب اس کا کاش کاش ہی رہ گیا تھا کیونکہ وہ اس مصیبت کو خود دعوت دے چکی تھی اس نے خود ارسم سے ملنے کا بولا تھا

ارسم جو ہمیشہ ہی بھاری اور تیز قدم لیتا ہوا گھر میں داخل ہوتا تھا آج وہ بالکل ہلکے قدم لے کر گھر میں داخل ہو رہا تھا جس پر دیکھنے والے ملازموں کو کافی حیرت ہو رہی تھی مگر ارسم کے پیچھے آتی نازک جان لڑکی کو دیکھ کر وہ لوگ سمجھ چکے تھے کہ ارسم اسی کی خاطر یوں چل رہا ہے لیکن یہ لڑکی کون تھی سب کے لیے عمایہ بالکل انجان لڑکی تھی

عمایہ کے لیے بھی تو یہ ماحول یہ گھر اور یہاں کے لوگ سب انجان تھے اس نے نظریں جھکائی ہوئی تھی اور چھوٹے چھوٹے قدم لے کر ارسم کے پیچھے چل رہی تھی اس نے نظریں اٹھا کر ارد گرد دیکھنے کی بھی غلطی نہیں کی تھی چلتے چلتے ارسم ایک دم سے رکا جب کہ عمایہ جو ارسم کے پیچھے ہی تھی وہ بھی دل ہی دل میں خود کو کوستی ہوئی آگے بڑھی تھی جب ایک دم سے ارسم کی پشت سے ٹکرائی عمایہ نے برا سا منہ بناتے ہوئے سر اٹھا کر ارسم کی طرف دیکھا

ریلیکس رہو میرے علاؤہ اس گھر میں اور بھی بہت سے لوگ موجود ہیں ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے

ارسم عمایہ کے سرخ و سفید چہرے پر نظر جماعتے ہوئے بولا عمایہ عزمیل ارسم ابراہیم کا پسندیدہ نظارہ تھی وہ اسے دن رات بھی دیکھتا تو تھکتا نہیں تھا اور اس وقت تو وہ اس کے بے حد نزدیک کھڑی تھی

ارسم کے بولنے پر عمایہ نے کوئی جواب نہیں دیا جبکہ ارسم حال میں داخل ہوتے ہی وہاں رک گیا اور عمایہ کو صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کیا تو عمایہ خاموشی سے صوفے پر ٹک کر بیٹھ گئی

گھر کے بالکل بیچ و بیچ خوبصورتی سے سجایا گیا یہ ہال بہت خوبصورت تھا اس کے درمیان بڑے بڑے صوفہ سیٹ رکھے گئے تھے اور ارد گرد بہت سے قیمتی ڈیکوریشن پیس تھے جو وہاں کی خوبصورتی کو مزید بڑھا رہے تھے

کیا کھاؤ گی۔۔۔؟؟؟ارسم عمایہ کے بالکل سامنے والے صوفے پر براجمان ہوتے ہوئے بولا

میں یہاں پر کچھ بھی نہیں کھانے آئی عمایہ نے صاف گوئی سے کرارا سا جواب دیا

ارسم نے سمجھنے کے انداز میں سر ہلایا۔۔۔۔!!!

ٹھیک ہے پھر بتاؤ کیوں ملنا چاہتی تھی مجھ سے۔۔۔؟؟ارسم مدے پر آیا اسے یوں وہ اپنے سامنے غصے میں بیٹھی کچھ زیادہ ہی پیاری لگ رہی تھی مگر اس وقت وہ کچھ الٹا سیدھا بول کر اس نے مزید غصہ نہیں دلانا چاہتا تھا اس لیے فضول گوئی کرنے سے بہتر اس نے اصل مقصد پر بات کرنا سہی سمجھا وہ مجھے۔۔۔۔عمایہ کو سمجھ ہی نہ آیا کہ وہ ارسم کو کیا جواب دے جب کہ اس کی منتظر نگاہیں اس پر گاڑھے بیٹھا اس کے بولنے کے انتظار میں تھا

ہمم۔۔۔ارسم کی گہری بولتی نظریں عمایہ کو گھبراہٹ میں مبتلا کر رہی تھی

آپ مجھے تنگ کرنا بند کردیں مجھے کال یا میسج کچھ بھی مت کیا کریں کیونکہ میں آپ سے کوئی بھی رابطہ نہیں رکھنا چاہتی اور اگر آپ نے میری بات نہ مانی تو۔۔۔۔۔

عمایہ اپنی بات ایک ہی سانس میں بول گئی مگر آخر میں ایک دم سے چپ کر گئی

تو.....ارسم کو تجسس ہوا کہ وہ مزید آگے بھی بولے

تو میں اپنے بابا کو اور بھائی کو آپ کا بتا دوں گی پھر آپ سے وہی بات کریں گے عمایہ بھی ترکی با ترکی بولی جس پر ارسم کا چھت پھاڑ قہقہہ اس خوبصورت گھر میں گونجا

عمایہ نے حیرت سے اسے قہقہہ لگاتے ہوئے دیکھا وہ اس کی بات کا مذاق اڑا رہا تھا یا پھر اس کی نادانی پر ہنس رہا تھا عمایہ کو سمجھ نہ آئی

یہ تو بہت اچھا کرو گی تم اپنے بابا اور بھائی کو بتا دو اور پھر جانتی ہو اس کے بعد کیا ہو گا ارسم اپنی دونوں کہنیاں اپنے گھٹنوں پر آراستے ہوئے گردن کے بل تھوڑا سا جھک کر عمایہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا جس پر عمایہ نے سوالیہ نظروں سے ارسم کی طرف دیکھا

پھر ہمارا نکاح ہو گا اور پھر یہ جو تھوڑا بہت وقت میں تمہیں دے رہا ہوں تم

سے وہ بھی چھین لیا جائے گا اور تمہیں رخصت کروا کر میں سیدھا اپنے گھر

لے کر آؤں گا اسی گھر میں ارسم بے نیاز انداز میں بولتا ہوا صوفے پر سیدھا ہو

کر بیٹھا اور ٹانگ پر ٹانگ جما کر بغور عمایہ کو دیکھنے لگا جس کے چہرے پر کبھی

ایک رنگ آ رہا تھا اور ایک جا رہا تھا وہ اسے مزید گھبراہٹ میں مبتلا کر چکا تھا

کک کیا مطلب۔۔۔۔ عمایہ خوف کے مارے سفید پڑنے لگی تھی

مطلب کچھ نہیں کچھ ہی دنوں میں میرے بابا پاکستان واپس آ رہے ہیں اور

اس کے بعد وہ تمہارے گھر آئیں گے تاکہ تمہیں میرے لیے تمہارے

والدین سے مانگ سکیں ارسم نے کافی نرمی سے عمایہ کو سمجھانے کی کوشش

کی جبکہ عمایہ شاید کچھ سمجھنے کے موڈ میں ہی نہیں تھی اس کے ذہن پر تو

صرف ارسم کا خوف طاری ہو چکا تھا

یہ آپ کیا بول رہے ہیں مجھے آپ سے شادی نہیں کرنی آپ بس میرا پیچھا

چھوڑ دیں مجھے نہیں پسند آپ کا بار بار مجھے تنگ کرنا

جہاں پہلے عمایہ خوف سے سفید پڑ رہی تھی ایک دم سے وہ شیرنی کی مانند بہادر بنی اور غصے سے فوراً ارسم کو انکار کر گئی

شادی نا کرنے کی کوئی وجہ بتاؤ۔۔۔؟؟؟

میں آپ سے بہت چھوٹی ہوں اور آپ مجھ سے بہت بڑے ہیں عمایہ نے پہلی وجہ آگے رکھی

صرف 8 سال چھوٹی ہو کوئی اور وجہ بتاؤ ارسم کو عمایہ کی یہ بات بالکل بے بنیاد لگی

مجھے شادی نہیں کرنی۔۔۔!! عمایہ خاصی جھنجھلا کر بولی

وہ تو آپ کو کرنی ہی پڑے گی ہر حال میں اگلی وجہ بتاؤ ارسم کا انداز ابھی بھی پہلے جیسا ہی تھا جیسے عمایہ کی باتیں اس پر کچھ خاص اثر نہ چھوڑ رہی ہوں

دیکھیں۔۔۔۔عمایہ نے اسے نرمی سے سمجھانا چاہا

میں دیکھ رہا ہوں تم صرف بولو ارسم کے انداز سے عمایہ چھپ سی گئی

مجھے بس نہیں کرنی آپ سے شادی آپ زبردستی نہیں کر سکتے میرے ساتھ

عمایہ ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولی

میں زبردستی نہیں کروں گا میں صرف نکاح کروں گا اور میں زبردستی کرنے کا قائل بھی نہیں مجھے اپنی شہزادی اس کی پوری رضامندی سے اپنی ملکیت میں چاہیے ارسم کے انداز میں ایک دم سے بہت محبت در آئی تھی جسے عمایہ نے بخوبی محسوس کیا تھا

کیا مسئلہ ہے آپ کے ساتھ۔۔۔؟؟؟عمایہ غصے سے چیخی

محبت کا" ارومسکون سے بولتے ہوئے عمایہ کا سکون برباد کر چکا تھا جبکہ" عمایہ کا اب غصہ جلال کو پہنچ چکا تھا

اپ سے بات کرنا ہی فضول ہے وہ مجھے میرے گھر جانا ہے اومایا بولتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی

ٹھیک ہے چلی جانا مگر پہلے کھانا کھالو ارسم بھی آرام سے بولتا ہوا صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا جس پر عمایہ نہ غصے سے اسے گھورا

مجھے کچھ نہیں کھانا مجھے صرف اپنے گھر جانا ہے عمایہ بضد لہجے میں بولی

میری بات غور سے سنو مایا۔۔۔ارسم کچھ ہی قدموں کا فاصلہ پل میں سمٹتے ہوئے عمایہ کے روبرو کھڑے ہوتے اس کی سنہری سمندر جیسی گھنی پلکوں والی آنکھوں میں اپنی نیلی آنکھیں گاڑتے ہوئے سنجیدگی سے بولا جبکہ عمایہ بھی غصے میں تھی اس لیے وہ بھی غصے سے اسے گھورتے ہوئے ایک قدم بھی وہاں سے نہ ہلی

تم میری محبت ہو اور ایک غیرت مند مرد اپنی محبت کو کسی اور کے لیے نہیں چھوڑتا میں تو تمہیں چھونے والی ہوا کا بھی دشمن ہوں اور میں کیسا مرد ہوں تم نہیں جانتی مایا میں صرف تمہارے لیے نرم ہوں مگر مجھے ہلکے میں ہرگز مت لینا

تم میری ہو اور میں یہ بات جلد ہی ثابت کروں گا تمہیں اپنے نکاح میں لا کر تب تک تم پر فرض ہے کہ تم خود کو میری امانت سمجھ کر سنبھال کر رکھو اور

میں تم سے سمجھداری کی امید رکھتا ہوں ارسم عمایہ کے بالکل قریب کھڑا بغیر رکے اپنی بات مضبوط لہجے میں بول گیا

جبکہ ارسم کہ اس لہجے میں عمایہ کو شدت اور جنونیت ہی محسوس ہوئی تھی جو شاید وہ عمایہ کے معاملے میں رکھتا تھا اس کی نیلی آنکھوں میں ایک عجیب سا جنون تھا عمایہ کو پا لینے کا جنون جس سے خوف کھاتے ہوئے عمایہ جلد ہی اپنی نظریں جھکا چکی تھی

چلو آجاو باہر گاڑی میں انتظار کر رہا ہوں تمہارا تمہاری بہن بھی تمہارا انتظار کر رہی ہو گی ارسم عمایہ پر ایک آخری نظر ڈالتے ہوئے بولا اور باہر کے جانب قدم بڑھائے جبکہ ارسم کے جاتے ہی عمایہ نے ایک گہرا سانس لیتے ہوئے اپنی بے ترتیب ہوتی دھڑکنوں کو قابو کرنے کی کوشش کی اور ارسم کے پیچھے ہی قدم بڑھائے کیونکہ اسے بس یہاں سے نکلنا تھا کسی بھی طریقے سے

عمایہ اپنے کمرے میں بیڈ پر بالکل سیدھی لیٹی چھت کو گھور رہی تھی وہ بالکل
غائب دماغی سے لیٹی ہوئی جانے کن سوچوں کو سوچنے میں مصروف تھی اس
کے دماغ میں صبح کے وہ منظر چل رہے تھے جب ارسم اسے واپس
ریسٹورنٹ چھوڑ کر گیا تھا

(گزشتہ وقت)

عمایہ چپ چاپ آکر گاڑی میں بیٹھ چکی تھی اور ارسم نے بھی بغیر کچھ کہے
گاڑی گھر سے باہر نکلی تھی

عمایہ تو شکر کا کلمہ پڑھ رہی تھی کہ اسے ارسم کے قریب زیادہ دیر رکنا نہیں
پڑا اور وہ واپس جا رہی ہے جب کہ ارسم کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ عمایہ کو اپنے پاس
ہی رکھ لے مگر وہ ابھی ایسا کچھ نہیں کر سکتا تھا اس کے پاس کوئی بھی حق
موجود نہیں تھا جس کی بنا پر وہ ایک انجان لڑکی کو اپنے پاس رکھ سکتا

وہ صرف کچھ پل بات کرنے کے لیے عمایہ کو اپنے گھر لایا تھا اور اس نے یہ جگہ کیوں تجویز کی تھی یہ ارسم ہی جانتا تھا جب کہ وہ تو عمایہ سے کہیں باہر بھی مل سکتا تھا لیکن اس نے ایسا کچھ نہیں کیا تھا

ارسم نے تھوڑی سی گردن گھما کر اپنے بغل میں بیٹھی عمایہ کو دیکھا جو آج سفید رنگ کی سادی سی فراک زیب تن کیے سادے سے حلیے میں بھی ہمیشہ کی طرح بہت خوبصورت اور معصوم لگ رہی تھی اسے اپنے قریب بیٹھی یہ پری پیکر اپنے دل میں اترتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی

اور اگلے کچھ ہی منٹوں میں ارسم کی گاڑی اسی ریسٹورنٹ کے آگے رکی تھی جہاں سے وہ عمایہ کو زبردستی اپنے ساتھ لے کر گیا تھا

عمایہ نے جلدی سے آگے بڑھ کر دروازہ کھولنے کی کوشش کی مگر دروازہ لاک تھا عمایہ نے گردن گھما کر ارسم کی طرف دیکھا جیسے نظروں ہی نظروں میں کہنا چاہ رہی ہو کہ اب کیا ہے اب تو دروازہ کھولو مجھے جانا ہے

تم مجھ سے اسی لیے ملنا چاہتی تھی کہ میں تمہیں فون کالز یا میسجز کر کے تنگ مت کیا کروں تو ٹھیک ہے تم میرے نصیب کی شہزادی ہو اور میں اپنی شہزادی کی خواہش کو رد نہیں کر سکتا میں تمہیں ائندہ تنگ نہیں کروں گا مگر جلد ہی تم میرے نام لکھ دی جاؤ گی یہ میرا تم سے وعدہ ہے ارسم عمایہ کی سنہری آنکھوں میں اپنی نیلی آنکھیں جماتے ہوئے اٹل لہجے میں بولا جس پر عمایہ کو ارسم سے کافی خوف محسوس ہوا

اپنی بات مکمل کرتے ہی ارسم نے فوراً ہی گاڑی کو لگے لاک کھول دیے جس پر عمایہ اتنی تیزی سے گاڑی سے باہر نکلی جیسے اندر اس کا دم گھٹ رہا ہو ارسم کی تیز نظروں نے دور تک عمایہ کا پیچھا کیا تھا جبکہ عمایہ اپنے وجود پر ارسم کی نظروں کی تپش بخوبی محسوس کر سکتی تھی

عزمی کہاں تھی تم۔۔۔۔۔امایا گو اندر داخل ہوتا دیکھ کر وشال جلدی سے اس کی جانب بڑھی

ہاں میں ٹھیک ہوں چلو بس ہادی ہمیں لینے آتا ہو گا عمایہ ایشال کی طرف دیکھتے ہوئے بولی اور پھر ایشال کا ہاتھ تھام کر قدم ریسٹورنٹ سے باہر کی جانب بڑھائے

باہر نکلنے پر اس نے دیکھا ارسم کی گاڑی وہاں پر موجود نہیں تھی جبکہ انصر ریسٹورنٹ کے کچھ فاصلے پر کھڑا انہیں کی طرف دیکھ رہا تھا شاید اسے ارسم کی طرف سے حکم دیا گیا تھا مگر عمایہ کو اس وقت انصر بھی کافی برا لگ رہا تھا وہ اسے ایک اچھا انسان سمجھتی تھی مگر وہ اس سب کام میں ملوث تھا وہ سب کچھ جانتا تھا اور ارسم کے ساتھ ملا ہوا تھا

او ہیلو موٹی کدھر دیکھے جا رہی ہو عمایہ کی نظریں ابھی دوسری جانب ہی تھی جب اسے اپنے قریب سے ہادی کی آواز سنائی دی تو اس نے جھٹکے سے گردن موڑ کر ہادی کی طرف دیکھا

تم جلدی نہیں آسکتے تھے موٹے کہیں کے کب سے ہم تمہارا انتظار کر رہے ہیں عمایہ ہادی کو گھورتے ہوئے بولی

کون سی جلدی میڈم ذرا دیکھو تم نے دو بجے کا وقت دیا تھا اور ابھی دو بجنے میں پورے 20 منٹ میں باقی ہیں اب میں پہلے آگیا ہوں ابھی بھی پہلے آنا تھا ہادی نے اسے یاد کروایا کہ وہ وقت سے پہلے پہنچا ہے

اچھا بس کر دو تم دونوں لڑنا چلو بھی اب گھر ایشال نے ان دونوں کو ٹوکا

گھر نہیں میڈم ہمیں بابا کے پاس آفس جانا ہے ہادی نے ایک نیا شوشہ چھوڑا

کیوں آفس میں کیا ہے ایشال کمر پر دونوں ہاتھ باندھ کر بالکل لڑاکا عورتوں کی طرح تیور لیے اسے گھورتے ہوئے بولی جبکہ ہادی تو ان دونوں کی بدلی آج نئی ٹیون کو ہی دیکھ رہا تھا جو بلاوجہ اس پر برسے جا رہی تھیں

سڑا ہوا سانپ کھا لیا ہے تم لوگوں نے کیا آج جو یوں زہر اگل رہی ہو۔

ویسے ہی جانا ہے یار چلو اب چپ چاپ گاڑی میں بیٹھو ہادی ان دونوں کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتے ہوئے بولا اور جا کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا

ریلیکس یار اب اس طرح غصہ کر کے کسی کو شک مت دلواؤ کچھ نہیں ہوا چلو گاڑی میں بیٹھو عمایہ نے ایشال کو پر سکون کرنے کی کوشش کی ویسے تو عمایہ

بھی اس وقت نارمل نہیں تھی مگر وہ خود کو نارمل کرنے کی بھرپور کوشش کر رہی تھی

عمایہ نے گاڑی کا فرنٹ ڈور کھولا اور جب اس کی نظر اگلی سیٹ پر بیٹھی کٹی پر پڑی تو وہ خوشی سے اچھل ہی پڑی

ہائے اللہ میری کٹی۔۔۔۔ عمایہ نے اسے اٹھایا اور خود اسے گود میں لے کر بیٹھ گئی

یہ اسے تم لائے ہو ناموٹے عمایہ کٹی کے سفید بالوں میں انگلیاں چلاتی ہوئی بولی

ہاں میں جب گھر گیا تو تمہاری یہ کٹی کافی شور مچا رہی تھی سوچا تمہیں یاد کر رہی ہو گی اس لیے ساتھ لے آیا ہادی عجیب سا منہ بناتے ہوئے بولا کیونکہ وہ اس کٹی کو کیسے یہاں لایا تھا یہ وہ ہی جانتا تھا کہ اس نے اس بلی کے بچے کو کیسے برداشت کیا ہے

ہائے تھینک یو سو مچ موٹے عمایہ کو اپنے بھائی پر ٹوٹ کے پیار آیا وہ جانتی تھی کہ اسے جانوروں سے کتنا مسئلہ ہے مگر شاید وہ عمایہ اور اس بلی کے بچے کا خیال کرتے ہوئے اسے ساتھ لے آیا تھا اور اتنی دیر سے اسے برداشت بھی کر رہا تھا

ہاں اب زیادہ مکھن مت لگاؤ ہادی نے بولتے ہوئے عجیب سا منہ بنایا جس پر عمایہ اور ایشال کھلکھلا کر ہنسی

پتہ ہے بندر تم کبھی کبھی پورے لڑکیوں والے نخرے کرتے ہو اور کبھی کبھی میں سوچتی ہوں کہ تمہیں لڑکا نہیں بلکہ لڑکی ہی ہونا چاہیے تھا ہائے ہمارا نازک سا بھائی ایشال نے بولتے ہوئے پیچھے سے ہادی کے بال کھینچے جس پر ہادی نے شیشے سے گھور کر پیچھے بیٹھی ایشال کو دیکھا جبکہ ایشال کی اس حرکت پر عمایہ کا قہقہہ بے اختیار تھا

تم بچ جاؤ مجھ سے بندری کہیں کی ورنہ میرے ہاتھوں سے ضائع ہو جاؤ گی کسی دن سوچ سمجھ کر پنگے لیا کرو مجھ سے ہادی ایشال کو گھورتے ہوئے بولا جس پر

ایشال نے اسے زبان نکال کر چرایا جب کہ اس کے اس حرکت پر ہادی مزید جل گیا

کچھ ہی دیر میں ان دونوں کا موڈ فریش ہو چکا تھا وہ دونوں ہی کچھ دیر پہلے ہونے والی کاروائی کو بھول چکی تھی اسی لیے کھل کر بات کر رہی تھی

ماشاءاللہ مجھے بہت زیادہ خوشی ہوئی بیٹا کہ تم نے اس کام کے بارے میں سوچا ہے اللہ تمہیں کامیاب کرے دیکھنا تم بہت سے لوگوں کی دعائیں لوگے عارف صاحب اپنے بالکل سامنے بیٹھے میران کی طرف دیکھتے ہوئے بولے میران نے ان کے سامنے ایک فائل رکھی تھی جس میں اس نے اپنی کمپنی کا ایک نیو پروجیکٹ تیار کیا تھا اور اس پروجیکٹ میں ہونے والے تمام فائدے سے وہ کچھ بے سہارا لوگوں کو سوسائٹی میں گھر بنوا کر دے رہا تھا اور وہ پوری

کی پوری سوسائٹی میران حدید کے نام کی تھی جو اس نے آج ہی خریدی تھی جسے دیکھ کر عارف صاحب بے تحاشہ خوش ہوئے تھے

کیونکہ میران کے پروجیکٹ پر ان کی ہی کمپنی کام کرنے والی تھی اور میران نے اس کام کے لیے انہیں ہی چنا تھا بلکہ یوں کہا جائے تو ٹھیک ہوگا کہ اس نے یہ سارا کام ان کے سپرد کر دیا تھا

ایسی کوئی بات نہیں ہے میں بس چاہتا ہوں کہ جتنی کامیابی مجھے خدا نے دی ہے اور جس مقصد کے لیے میں نے اتنی کامیابی حاصل کی ہے میں وہ مقصد پورا کروں بس آپ کی دعاؤں کی ضرورت ہے میران ہلکا سا مسکراتے ہوئے بولا وہ اس وقت بلیک تھری پیس سوٹ میں موجود تھا پیروں میں چمکتے کالے بوٹ کالے گھنے بال نفاست سے پیچھے کی جانب سیٹ کیے ہوئے تھے اس کے بال لمبے تھے مگر وہ اپنے بال بہت سلیقے سے ترتیب دے کے ایک سائیڈ کو پیچھے کو سیٹ کر کے رکھتا تھا جس سے اس کی رعب دار پرسنلٹی میں مزید

اضافہ ہوتا تھا گندمی رنگت پر تنے ہوئے نقوش اور چمکتی کالی گہری آنکھیں یہ شخص کسی بھی لڑکی کا آئیڈیل ہو سکتا تھا

ابھی ان دونوں کی بات جاری تھی جب آفس کا دروازہ دھرم سے کھلا اور کوئی آفس میں داخل ہوا

السلام علیکم بابا جان۔۔۔!! عمایہ کمرے میں داخل ہوتی چہکتے ہوئے بولی جب کہ عمایہ کی اس دھماکے دار اینٹری پر عارف صاحب نے حیرت سے کی طرف دیکھا جواب کرسی پر بیٹھے کسی شخص کو دیکھ کر کافی حیران ہوئی تھی چونکہ میران کی پشت دروازے کی طرف تھی اس لیے اس کا چہرہ کوئی بھی نہیں دیکھ سکا تھا

السلام علیکم چاچا جان۔۔۔!! ایشال بھی پیچھے ہی داخل ہوئی اور وہ اس نے بھی کافی جوش سے سلام لیا

السلام علیکم ہمارے پیارے ابا حضور کیسے ہیں آپ محترم ہماری اماں کے روشن ستارے۔۔۔!! ان دونوں کے پیچھے ہادی بھی کمرے میں داخل ہوا

اور اس نے اتنے اداکارانہ انداز میں اپنی بات مکمل کی کہ نا چاہتے ہوئے بھی عمایہ اور ایشال کا قہقہہ چھوٹ گیا جبکہ عارف صاحب اسے گھورتے ہی رہ گئے میران نے بڑی مشکل سے اپنی ہنسی دبائی کیونکہ وہ جان چکا تھا کہ کمرے میں داخل ہونے والی افلاطون مخلوق کون ہے

السلام علیکم میرے پیارے عزیزو کار رشتہ دار چچا جان اور چاہنے والو دل کی گہرائیوں سے آپ لوگوں کو سلام پیش کرتے ہیں ہم ان تینوں کے پیچھے ہی حمزہ کمرے میں داخل ہوا جس نے ایکٹنگ کی حد ہی کر دی

عمایہ اور ایشال کا تو ہنس ہنس کر برا حال تھا عمایہ نے ایک بازو میں کٹی کو رکھتے ہوئے دوسرے ہاتھ کو اپنے ہونٹوں پر جماتے ہوئے بڑی مشکل سے اپنی ہنسی کنٹرول کی جب کہ حمزہ اور ہادی کے چہرے کے رنگ اُڑ چکے تھے ان کی اطلاع کے مطابق اس وقت آفس میں صرف عارف صاحب موجود تھے مگر یہاں تو کوئی اور بھی تھا جس کے سامنے وہ اتنی اداکاری دکھا چکے تھے کہ اب ضرور انہیں عارف صاحب سے جوتوں کی زیارت ہونی تھی

عارف صاحب تو ان دونوں عجوبوں کو خونخوار نگاہوں سے گھور رہے تھے جب کہ میران اپنا سر جھکائے بڑی مشکل سے اپنی مسکراہٹ کو کنڑول کر رہا تھا

ادھر آؤ شہزادی خیریت سے آنا ہوا عارف صاحب عمایہ اور ایشال کے جانب دیکھتے ہوئے بولے تو عمایہ نے مسکرا کر عارف صاحب کی جانب قدم بڑھائے

جی بابا جان ہم لوگ تو بس ویسے ہی آئے تھے آپ کیسے ہیں عمایہ عارف صاحب کے گلے ملتے ہوئے بولی تو انہوں نے مسکرا کر اس کی پیشانی پر لب رکھے

السلام علیکم۔۔۔!! عمایہ کی نظر جب میران پر پڑی تو اس نے فوراً سلام لیا وعلیکم السلام کیسی ہیں آپ میران نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ مدہم آواز میں جواب دیا

الحمدللہ میں بالکل ٹھیک عمایہ نے مسکرا کر جواب دیا اور عارف صاحب کی جانب متوجہ ہوئی جبکہ میران کو پتہ نہیں کیوں مگر عمایہ کہ یہاں ہونے سے بے تحاشہ خوشی محسوس ہوئی تھی

ہادی اور حمزہ جلدی سے آگے بڑھ کر میران سے ملے اور وہی ٹیبل کے قریب رکھی دونوں کرسیوں پر براجمان ہوگئے جبکہ عمایہ اور ایشال کچھ فاصلہ پر پڑے صوفے پر بیٹھ چکی تھی

ٹھیک ہے اب میں چلتا ہوں اجازت دیں میران بولتے ہوئے کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا

کچھ دیر بیٹھ جاتے کھانا کھا کر ہی جاتے عارف صاحب نے اعتراض کیا

نہیں مجھے کھانے کی طلب نہیں ہے اس وقت ورنہ میں ضرور کھا کے جاتا انشاءاللہ پھر کبھی سہی ابھی آپ اجازت دیں تاکہ میں جا کے باقی کام نپٹا سکوں میران بولتے ہوئے ان سے گلے ملا تو عارف صاحب نے اس کا کندھا تھپتھپایا

خیریت سے جانا اور خیال رکھا کرو اپنا عارف صاحب مسکراتے ہوئے بولے جس پر میران نے مسکراتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا اور قدم باہر کے جانب بڑھائے

میران نے ایک غیر ارادی نظر اٹھا کر سامنے دیکھا جہاں عمایہ صوفے پر دونوں ٹانگیں اوپر کیے بیٹھی اپنے سامنے بیٹھی کٹی کے ساتھ کھیل رہی تھی اس کے چہرے کی مسکراہٹ اس کے چہرے کی سادگی اور اس کے وجود سے پھیلنے والا نور میران کو انجانی سی خوشی دے رہا تھا جس کی وجہ وہ بھی نہیں جانتا تھا

میران نے جلدی سے اپنی نظروں کا زاویہ بدلا اور آفس کا دروازہ کھولتے ہوئے لمبے لمبے ڈھک بڑھتا آفس سے باہر نکل گیا

وہ نہیں جانتا تھا کہ یہ انجانہ سا احساس کیا ہے مگر اس لڑکی کو دیکھتے ہی میران کو اپنی آنکھوں میں سکون اترتا ہوا محسوس ہوتا تھا جبکہ وہ اپنی نظروں میں بہت حیا رکھتا تھا وہ کسی کی بھی جانب نظر اٹھا کر نہیں دیکھتا تھا اور اگر اس نے

کسی لڑکی کو نظر اٹھا کر دیکھا ہی تھا تو وہ عمایہ تھی لیکن اس کی نظروں میں عزت تھی حیا تھی جبکہ عمایہ کو دیکھتے ہی وہ اکثر نظریں جھکا جاتا تھا وہ تو نظر بھر کر بھی اس لڑکی کو نہیں دیکھ پایا تھا اس کے لیے صرف ایک جھلک ہی قابل احترام تھی اور وہ اس لڑکی کا دل سے احترام کرتا تھا

عمایہ کی آنکھوں میں دن میں ہونے والے تمام مناظر چل رہے تھے پھر اس نے ایک گہرا سانس لیتے ہوئے کروٹ بدلی تو اس کی نظر سامنے ہی صوفے پر اپنے چھوٹے سے بنے بیڈ میں سوتی ہوئی کٹی پر پڑی وہ بہت خوبصورت تھی سفید بالوں والی چھوٹی سی کٹی جو کچھ ہی دنوں میں عمایہ سے جذباتی طور پر بہت زیادہ اٹیچ ہو چکی تھی لیکن یہ تحفہ بھی اسے ارسم کی طرف سے ملا تھا تم مجھ سے اسی لیے ملنا چاہتی تھی کہ میں تمہیں فون کالز یا میسجز کر کے تنگ مت کیا کروں تو ٹھیک ہے تم میرے نصیب کی شہزادی ہو اور میں اپنی

شہزادی کی خواہش کو رد نہیں کر سکتا میں تمہیں ائندہ تنگ نہیں کروں گا مگر جلد ہی تم میرے نام لکھ دی جاؤ گی یہ میرا تم سے وعدہ ہے

عمایہ کے کانوں میں ارسم کے بولے گئے الفاظ گونجنے لگے اس نے بے اختیار جھڑ جھڑی سی لی

استغفر اللہ میں اس شخص کو کیوں یاد کر رہی ہوں بار بار اچھا ہوا نا کہ اس نے خود ہی میری جان چھوڑ دی۔

مگر وہ تو بول رہا تھا کہ وہ اپنے بابا کو بھیجے گا پھر میں کیا کروں گی عمایہ کو ایک نئی پریشانی ستانے لگی

تب کی تب دیکھی جائے گی جب وہ مجھ سے بات ہی نہیں کرے گا تو خود ہی ساری محبت جھاگ کی طرح بیٹھ جائے گی یہ محبت کچھ نہیں ہوتا صرف وہ شخص مجھے تنگ کرنے کی کوشش کر رہا تھا عمایہ کو ابھی بھی ارسم کی محبت پر یقین نہیں آیا تھا اس لیے وہ اپنے دماغ کے مطابق باتیں سوچ رہی تھی

مگر وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ ارسم ابراہیم اس سے محبت نہیں بلکہ جنون کی حد تک عشق کر بیٹھا ہے اور محبت میں تو رہائی مل جاتی ہے مگر عشق میں رہائی نہیں ملتی عشق انسان کے پیروں کو ایسی بیریاں ڈالتا ہے کہ وہ انسان چاہ کر بھی ان بیریوں سے رہا نہیں ہو پاتا اور ارسم ابراہیم بھی ان بیریوں میں جکڑا جا چکا تھا اور وہ اپنے نبی کی سنت پر چلتے ہوئے اپنے دل کے عشق کو نکاح میں بدلنا چاہتا تھا

اپنی سوچوں میں ہی گم سم ہوتے ہوئے عمایہ گہری نیند میں اترتی چلی گئی

—

ڈریسنگ ٹیبل پر پڑا فون جانے کب سے بج رہا تھا مگر اسے کوئی اٹھا ہی نہیں رہا تھا کمرے میں داخل ہوتی عفاف کے کانوں میں جیسے ہی فون کے بجنے کی آواز پڑی وہ تقریباً بھاگنے کے انداز میں ڈریسنگ ٹیبل تک پہنچی اور فون کو

اٹھایا مگر فون کی سکرین پر جگمگاتے نمبر کو دیکھتے ہی اس کی دھڑکنیں بے ترتیب ہوئی جہاں سامنے ہی عارب کا نام جگمگا رہا تھا اور اس کال سے پہلے کوئی دس کالز تھی جو پہلے وہ کر چکا تھا

دھڑکتے دل کے ساتھ عفاف نے کال اٹینڈ کی اور فون کان سے لگایا

کب سے کالز کر رہا ہوں کہاں تھی تم کچھ خیال ہے کہ نہیں عفاف کو فون کے سپیکر سے عارب کی بے قرار مگر غصے میں ڈوبی ہوئی آواز سنائی دی تو اس نے بری طرح اپنے لب کچلے

اب کچھ بولنے کا شرف بخشیں گی آپ یا پھر میں فون بند کر دوں۔۔؟؟ ایک تو عارب کو پہلے ہی اس کے فون نہ اٹھانے پر غصہ آیا ہوا تھا اوپر سے وہ لڑکی بول بھی نہیں رہی تھی اور اسے مزید غصہ دلا رہی تھی

اسلام علیکم ....!! عفاف بہت مدہم آواز میں بولی جب کہ اس کی مدہم میٹھی آواز دوسری جانب بیٹھے عارب کے کانوں میں رس گھول گئی تھی اس کا غصہ فوراً اُڑن چھو ہوا تھا

وعلیکم السلام کہاں تھی؟؟عارب نے اب کافی نرمی سے پوچھا

وہ میں بابا کے پاس تھی۔۔۔!!عفاف مدھم آواز میں بولتے ہوئے

ڈریسنگ کے کونے سے ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئ

ہمم کیسی ہو۔۔۔؟؟عارب کے لہجے میں ایک دم سے سارے جہاں کی محبت

آسمائی

میں ٹھیک ہوں آپ کیسے ہیں۔۔۔؟؟عفاف نے تھوڑا گھبراتے

ہوئے پوچھا

سوچو جب سے تم سے ملا ہوں تمہیں دیکھ کر آیا ہوں اس کے بعد کیسا ہو سکتا

ہوں عارب جیسے اسے اپنے دل کی بے قراری سنانا چاہ رہا تھا

مم مطلب۔۔۔؟؟عفاف کو شاید اس کی بات سمجھ نہیں آئی تھی

تم کب سمجھو گی میرے دل کی بے قراریوں کو کیا میں تمہیں ساری زندگی

مطلب ہی سمجھاتا رہوں گا کیا تم کبھی خود سے نہیں سمجھ سکو گی کہ میرے

دل میں تمہارے معاملے میں کیا جذبات ہیں عارب ماتھے پہ تین چار بل ڈالتے ہوئے سنجیدگی سے بولا

ایک تو وہ جب بھی عفاف کے سامنے اپنے جذبات عیاں کرنے کی کوشش کرتا تھا وہ آگے سے اس کی بات کو سمجھ ہی نہیں پاتی تھی

مری سے آنے کے بعد یہ چوتھی فون کال تھی جو عارب نے عفاف کو کی تھی اسی لیے تو وہ تھوڑی بہت بات کر رہی تھی ورنہ پہلی فون کال پر تو وہ بولنے سے بھی قاصر تھی

یہ تو عارب کا دماغ تھا اور اس کی ہمت تھی جو اس نے اتنا بول بول کر اس محترمہ کو تھوڑا بہت بولنے کی صلاحیت سکھائی تھی ورنہ عفاف نے تو یہ بھی نہیں بولنا تھا

آپ کو کوئی ضروری بات کرنی تھی عفاف کو برا لگا تھا عارب کا یوں بولنا

میری ہر بات ہی ضروری ہے تم سے بات کرنے کے لیے کسی خاص وجہ کی ضرورت نہیں اور یہ میں تمہیں آخری بار سمجھا رہا ہوں کہ اگر اب تم نے

میری کالز کو اگنور کیا یا پھر فون کو کمرے میں چھوڑ کر گئی تو۔۔۔۔۔۔عارب نے جان بوجھ کر بات کو ادھورا چھوڑا تھا پچھلے کچھ دنوں سے وہ یہی تو کرتا آرہا تھا روزا سے کوئی نہ کوئی نئی دھمکی دیتا تھا اور عفاف اس کی دھمکیوں سے بہت ڈر بھی جاتی تھی

میں جان بوجھ کر فون نہیں چھوڑ کر گئی وہ تو بس بابا جان نے بلایا تھا اور میں بھول گئی آپ روز روز مجھے اس طرح کیوں ڈانٹتے ہیں عفاف بولتے ہوئے روہانسی ہوئی

ارے میری جان میں ڈانٹتا نہیں ہوں دیکھو میرا کتنا دل چاہتا ہے کہ میں اپنی بیوی سے بات کروں اور جب میں تمہیں کال کرتا ہوں تو تم کہیں نہ کہیں لازمی مصروف ہوتی ہو پہلی بار تو تم میرا فون اٹھاتی ہی نہیں اور جب اٹھاتی ہو تو یوں گھبرا گھبرا کر بات کرتی ہو جیسے میں تمہیں کھا جاؤں گا تم ساری زندگی کیسے گزارو گی میرے ساتھ ایسے تو نہیں چلے گا نا عارب کافی نرمی سے اسے سمجھانے لگا

آپ کو کیا لگے میں جیسے مرضی گزاروں آپ جیسے اب ڈانٹتے ہیں ویسے ہی بعد میں بھی ڈانٹیں گے عارب کی سماعتوں سے عفاف کی خفا خفا سی آواز ٹکرائی تو وہ بے اختیار مسکرا اٹھا وہ اس سے خفا ہو رہی تھی وہ بھی اس کے ڈانٹنے پر چلو کچھ تو تھا جو وہ حق سمجھ کر کر رہی تھی

مسز ناراض ہو رہی ہیں ہم سے عارب دلکشی سے مسکراتے ہوئے بولا

عفاف خاموش ہی رہی۔۔۔

کل ہمیں واپسی کے لیے نکلنا ہے اس لیے پیکنگ بھی کرنی ہے اور بہت سے ضروری کام بھی ہیں اور مجھے بابا بھی بلا رہے تھے مجھے ان کی بات بھی سننی ہے میں آپ سے بعد میں بات کروں گی خدا حافظ عفاف نے ایک ہی سانس میں اپنی بات مکمل کی اور فون کاٹ دیا

عارب زیرِلب مسکرایا اور کرسی کی پشت سے سر کو ٹکاتے ہوئے آنکھیں موند گیا ہونٹوں پر مسکراہٹ ابھی بھی برقرار تھی وہ اس سے کتراتی تھی مگر آہستہ آہستہ وہ عفاف کی رگ رگ سے واقف ہونے لگا تھا

اور ویسے بھی کچھ ہی دنوں میں اس نے اسی کی دسترس میں آنا تھا ساری زندگی کے لیے عفاف کے ساتھ اپنے اگلے زندگی کو سوچتے ہوئے عارب کی روح میں سکون اترتا تھا وہ بے قراری سے اپنے قرار کو اپنی زندگی میں ویلکم کرنے کے لیے انتظار کر رہا تھا

شادی کی تیاریاں زور وشور سے چل رہی تھی ہر کوئی اپنی اپنی تیاریاں کرنے میں مصروف تھا تین دن بعد سب نے عفاف کو مایوں بٹھانے جانا تھا اور عفاف بھی آج ہی اسلام آباد شفٹ ہوئی تھی اور آج شام کو سب نے عفاف کی طرف جانے کا پلان بنایا تھا مگر صرف ینگ پارٹی نے جن میں حمزہ ہادی عمایہ اور ایشال تھی باقی ان کے ساتھ اور کوئی بھی نہیں جا رہا تھا جبکہ انہیں جانے کے اجازت تایا جان نے خود دی تھی وہ سب عفاف کے ساتھ کام کاج

میں تھوڑا ہاتھ بٹانا چاہتے تھے اور ان کے خواہش کا احترام کرتے ہوئے گھر کے بڑوں نے بھی کوئی اعتراض نہیں کیا تھا اور خوشی انہیں جانے کی اجازت دی تھی جس پر وہ چاروں ہی بہت خوش تھے اور اب سب تیار ہونے کے بعد گاڑی کے پاس کھڑے عمایہ کے آنے کا انتظار کر رہے تھے جو ہمیشہ کی طرح سب سے آخر میں تیار ہوئی تھی اور اب سب اسی کی وجہ سے لیٹ ہو رہے تھے

سوری سوری ہم تھوڑا سا لیٹ ہو گئے عمایہ گاڑی کے قریب آتے ہوئے بولی

ہم یعنی تم نے اس بلی کے بچے کو تیار کرنے میں اتنا وقت ضائع کر دیا ہادی عمایہ کے بازوؤں میں چھپتی اس چھوٹی سی جان کو دیکھتے ہوئے حیرت سے بولا

ہاں اور نہیں تو کیا یہ میری کٹی ہے اور یہ بھی تیار ہونے میں ٹائم لے گی عمایہ بے نیازی سے بولتی ہوئی گاڑی میں جا بیٹھی جبکہ ہادی بیچارہ تو اپنی بہن کے بدلے تیور ہی دیکھتا رہ گیا جو اس کٹی کے آنے کے بعد بلکل ہی بدل گئی تھی

چل میرا بھائی افسوس بعد میں کر لینا پہلے چلو ہمیں اگے ہی بہت دیر ہو چکی ہے حمزہ علی کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے افسوس بھرے انداز میں بولا جس پر ہادی نے اسے گھورا

انسان بن سمجھا تو ورنہ مجھ سے پیٹے گا تو ہادی حمزہ کو گھورتے ہوئے بولا اور گاڑی میں جا بیٹھا جبکہ ایشال پہلے ہی گاڑی میں عمایہ کے ساتھ پچھلی سیٹ پر براجمان ہو چکی تھی حمزہ نے بھی جلدی سے اپنی سیٹ سنبھالی تو ہادی نے گاڑی گھر سے باہر نکالی اور وہ چاروں اپنی منزل کی طرف روانہ ہوئے

سب بچوں کے جانے کے بعد تایا جان بتائی جان کے ساتھ عارف صاحب کی طرف آئے تھے اور اس وقت وہ سب اکٹھے بیٹھے چائے پی رہے تھے جبکہ

حیدر اور عارب ابھی تک ہاسپٹل سے واپس نہیں آئے تھے انہوں نے پہلے ہی فون کر کے اطلاع دے دی تھی کہ انہیں آنے میں کچھ دیر ہو جائے گی جس پر گھر کے سب افراد مطمئن تھے

بھائی صاحب اگر آپ برا نہ مانیں تو میں آپ سے کچھ بات کرنا چاہتا ہوں عارف صاحب نے تایا جان کو مخاطب کیا جس پر انہوں نے پہلے نہ سمجھی سے ان کی طرف دیکھا

ہاں بولو کیا بات ہے سب خیریت ہے تایا جان چائے کا کپ سامنے ٹیبل پر رکھتے ہوئے بولے

بھائی صاحب ہم چاہتے ہیں کہ ہم حیدر کے بارے میں بھی کچھ سوچ لیں وہ بھی عارب کی عمر کا ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ ہم اس کی شادی کر دیں عارف صاحب نے اپنی بات مکمل کی تو تایا جان مسکرائے

ٹھیک کہہ رہے ہو تم بچے کی شادی کی عمر ہے اب تو اس نے اپنی ڈگری بھی مکمل کر لی ہے میرا تو ارادہ تھا کہ عارب کی شادی کے ساتھ ہی حیدر کی بھی

شادی کر دیتے مگر تم لوگوں نے اس بارے میں کچھ سوچا ہی نہیں تایا جان نے ان کی بات سے اتفاق کیا

بھائی صاحب میں آپ سے کچھ مانگنا چاہتا ہوں بھابھی کیا میں آپ سے کچھ مانگوں اور آپ مجھے دیں گی عارف صاحب نے اب ان دونوں میاں بیوی کو مخاطب کیا تو وہ پوری توجہ سے سیدھے ہو کر بیٹھے اور عارف صاحب کو سننے لگے

ہاں بولو انشاءاللہ ہم تمہیں ضرور دیں گے تائی جان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا

بھابھی مجھے اپنے حیدر کے لیے اپنی ایشال چاہیے میں چاہتا ہوں کہ ہمارے حیدر کے لیے ہماری ایشال ہی آئے وہ بھی اب بالغ ہیں ماشاءاللہ سے پڑھائی بھی جاری رکھے گی اور ہماری بچی ہمارے پاس ہی رہ جائے گی مجھے آپ سے آپ کی بچی چاہیے بھابھی کیا آپ اسے میرے حیدر کے قابل سمجھتی ہیں عارف صاحب نے جیسے ان سے التجا کی تھی

عارف صاحب کی بات سنتے ہی تائی جان کی آنکھوں میں تیزی سے نمی تیری ان کی آنکھیں فوراً ہی نم ہوئی تھی

ارے بھابھی اگر آپ کو ہماری بات بری لگی ہے اور آپ اس میں راضی نہیں تو فکر مت کریں آپ کے انکار سے ہمارے رشتوں میں بالکل درار نہیں آئے گی آپ نے اسے ماں بن کر پالا ہے آپ حق پر ہیں اگر آپ نہیں چاہتی تو ہم آپ سے دوبارہ اس بارے میں ذکر نہیں کریں گے مگر آپ یوں افسردہ نہ ہوں اسمہ بیگم تڑپ کر ان کے ساتھ بیٹھی تھی

کیسی باتیں کرتی ہو اسمہ حیدر میرے ہاتھوں کا پلا بچہ ہے جیسے میں نے ایشال کو پالا ہے ویسے ہی میں نے حیدر کو بھی پالا ہے میں کیسے ایسا سوچ سکتی ہوں میں تو یہ سوچ کر رو رہی ہوں کہ خدا نے اس بچی سے اس کے ماں باپ کا سایہ چھین لیا مگر ہم نے اسے ماں باپ بن کر پالنے کی پوری کوشش کی میں

اکثر سوچتی تھی کہ پتہ نہیں میری بچی کے نصیب کیسے ہوں گے اسے خوشیاں نصیب ہوں گی بھی یا نہیں اسے کیسا ہمسفر ملے گا

مگر تم دونوں نے یہ بات کہہ کر میری دلی خواہش پوری کر دی میں بھی چاہتی تھی کہ میرا حیدر میری ایشال کو بیاہ لے جائے اور تم لوگوں نے میرے منہ کی بات چھین لی وہ میری بچی ہے میں بات کرنے سے ڈرتی تھی مگر تم دونوں بھی یہی سب سوچتے ہو مجھے اندازہ نہیں تھا تائی جان نم آنکھوں سے مسکراتی ہوئی بولی تو وہ سب مسکرا دیے

تو پھر ٹھیک ہے ہم عارب کی مائیوں والے دن ایشال اور حیدر کا نکاح کر دیں گے اور شادی ایک سال بعد کر لیں گے کیا خیال ہے تایا جان نے بولتے ہوئے عارف صاحب کی طرف دیکھا

جی جی بھائی صاحب مجھے کوئی اعتراض نہیں عارف صاحب نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو سب بے اختیار مسکرائے وہ سب اس رشتے پر خوش تھے سب بے تحاشہ خوش تھے اور سب کو امید تھی کہ ایشال اور حیدر کو بھی کوئی

اعتراض نہیں ہو گا اور اب ان کے گھر میں دو اور بچوں کی قسمت ایک ساتھ جڑنے والی تھی جن کے وہم و گمان میں نہیں تھا کہ ان دونوں نے ایک دوسرے کا ہم سفر بھی بننا ہے

ارے بچوں بس کر دو آؤ اب کھانا کھا کو تھک چکے ہو گے سب بوا کمرے سے اندر جھانکتے ہوئے بولیں کیونکہ پچھلے تین سے چار گھنٹوں سے وہ سب کام کرنے میں ہی مصروف تھے وہ جب سے آئے تھے تب سے لگے ہوئے تھے جبکہ عفاف بھی ان کے ساتھ ہی تھی عفاف نے تو بولا تھا کہ کچھ دیر رک جاتے ہیں پھر کام کرتے ہیں مگر اس کی سن کون رہا تھا

ان چاروں نے عفاف کے ساتھ مل کر ایک پورے دن کا کام چند گھنٹوں میں ختم کروا دیا تھا جبکہ اب رات کے دس بج رہے تھے اور بوا کو ان کے کھانے کی ٹینشن لگی ہوئی تھی جو مسلسل کام کرنے میں مصروف تھے مگر کھانے کا نام نہیں لے رہے تھے اور نہ ہی کچھ دیر آرام کر رہے تھے

بس بوا یہ والا صوفہ ادھر رکھوانا ہے اس کے بعد ہم آتے ہیں عمایہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اس وقت وہ اپنے بالوں کا ہلکا سا جوڑا کیے دوپٹے کو ایک کندھے سے لے کر کمر پر باندھے ہوئے تھی حلیہ کچھ بکھرا بکھرا سا تھا اس نے آج سے پہلے کبھی بھی اتنا کام نہیں کیا تھا مگر اسے تھکاوٹ بھی محسوس نہیں ہو رہی تھی اس نے شوق شوق میں خود تو کام کیا ہی تھا ساتھ ہی ساتھ حمزہ اور ہادی سے بھی بہت کام کروایا تھا کیونکہ ان دونوں آفتوں کو سنبھالنے کی ہمت صرف عمایہ عزمیل میں تھی اور جس طریقے سے وہ انہیں سنبھالتی تھی وہ دونوں سنتے بھی صرف اس کی ہی تھے کیونکہ وہ پیار کی زبان نہیں بلکہ دھمکیوں سے چلنے والی مخلوق تھے

یا اللہ تیرا شکر ہے کام ختم ہوتے ہی حمزہ نے دونوں ہاتھ اوپر کی طرف اٹھائے اور چہرہ آسمان کے طرف کرتے ہوئے شکر ادا کرنے لگا جب کہ عفاف حمزہ کو دیکھتے ہوئے ہنس پڑی

اسے اندازہ تھا کہ سب ہی تھک چکے ہیں مگر کوئی بھی محسوس نہیں ہونے دے رہا تھا نہ ہی کسی نے بولا تھا وہ لوگ تو یہی نیت کر کے آئے تھے کہ وہ عفاف کو زیادہ کام ہی نہیں کرنے دیں گے اور ہوا بھی ایسا ہی تھا ہادی اور حمزہ نے مل کر جتنا کام کیا تھا لڑکیاں تو شاید اتنی جلدی ہرگز ختم نہیں کر سکتی تھی تم سب فریش ہو جاؤ میں کھانا لگواتی ہوں عفاف سب کو ایک نظر دیکھتی ہوئی بولی اور پھر وہاں سے چلی گئی جب کہ عفاف کے جاتے ہی سب فریش ہونے چلے گئے

السلام علیکم بابا جان حیدر عارف صاحب کے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے بولا جس پر انہوں نے مسکراتے ہوئے اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی کتاب سائیڈ ٹیبل پر رکھی اور صحیح ہو کر بیٹھے

وعلیکم السلام آؤ بیٹھو عارف صاحب مسکراتے ہوئے بولے تو حیدر ان کے قریب ہی براجمان ہو گیا

جی باباجان آپ نے کوئی بات کرنی تھی سب خیریت حیدر عارف صاحب کی طرف دیکھتے ہوئے ہلکا سا مسکرا کر بولا کیونکہ تھوڑی دیر پہلے ہی اسے پیغام ملا تھا کہ اسے عارف صاحب بلا رہے ہیں کیونکہ انہوں نے حیدر سے کوئی ضروری بات کرنی ہے

ہاں بیٹا سب خیریت ہے بس مجھے تم سے بہت ضروری بات کرنی تھی عارف صاحب کے بولنے پر حیدر نے ہاں میں سر ہلایا

جی بولیں باباجان ــــــ!!!

حیدر ہم چاہتے ہیں کہ تم شادی کر لو تمہاری شادی کی عمر ہے عارب بھی شادی کر رہا ہے اور ماشاءاللہ سے اگلے ہی ہفتے ہمارے گھر بہو آجائے گی اب ہم بھی چاہتے ہیں کہ تم بھی ہمارے لیے ایک بہو لے آؤ عارف صاحب اپنے

چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ لیے اپنے سامنے بیٹھے اپنے چشم و چراغ کو دیکھتے ہوئے بولے جس پر حیدر ہلکا سا مسکرایا

یہ تو آپ نے مجھے بتادیا کہ آپ کیا چاہتے ہیں اب آپ مجھے یہ بھی بتادیں کہ آپ نے کسے پسند کیا ہے کیونکہ بغیر کسی کو پسند کیے تو آپ مجھ سے ہر گز ایسی بات نہیں کر سکتے حیدر ایک بہت سمجھدار لڑکا تھا وہ سمجھداری میں بالکل اپنے باپ اور تایا پر گیا تھا اسی لیے تو وہ ساری بات ان کے بولنے سے ہی سمجھ چکا تھا مگر اسے یہ نہیں معلوم تھا کہ وہ لڑکی کون ہے جس کے سات حیدر کا مستقبل جڑنے والا ہے

حیدر کی بات سن کر عارف صاحب سر جھٹک کر مسکرادیے انہیں اندازہ تھا کہ حیدر پہلے ہی ان کی بات سمجھ چکا ہوگا

جو لڑکی ہم نے تمہارے لیے پسند کی ہے کیا تم اس کے لیے ہاں کر دو گے کیا تم ہماری پسند کو فوقیت دو گے۔۔۔۔؟؟ عارف صاحب نے الٹا حیدر سے سوال کیا

یہ کیسی باتیں کر رہے ہیں بابا آپ جانتے ہیں کہ میں آپ کی پسند کو ہی فوقیت دوں گا اور آپ نے میرے لیے جو بھی لڑکی پسند کی ہو گی وہ بہتر ہی ہو گی اس لیے مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے حیدر نے عارف صاحب کا ہاتھ تھامتے ہوئے مسکرا کر جواب دیا جس پر عارف صاحب کے چہرے پر خوشیوں کے ڈھیروں رنگ پھیل گئے ان کے دل میں کہیں نہ کہیں ڈر تھا کہ کہیں حیدر انکار نہ کر دے یا وہ کسی کو پسند نہ کرتا ہو مگر ایسا کچھ بھی نہیں تھا حیدر ان کے دماغ کے تمام وسوسوں کو نکال کے دور پھینک چکا تھا

جاننا نہیں چاہو گے کہ ہم نے تمہارے لیے کون سی لڑکی پسند کی ہے عارف صاحب اپنے سامنے بیٹھے حیدر کے چہرے پر نظریں جماتے ہوئے بولے

جب آپ نے فیصلہ کر ہی لیا ہے تو پھر ٹھیک ہے جاننا نہ جاننا بعد کی بات ہے حیدر نے مسکرا کر جواب دیا

لیکن ہم پھر بھی چاہتے ہیں کہ تم پہلے سے ہی جانو کہ وہ لڑکی کون ہے جسے ہم نے تمہارے لیے پسند کیا ہے عارف صاحب اسے بتانا چاہتے تھے اس لیے بار بار اصرار کر رہے تھے

چلیں ٹھیک ہے بابا اگر آپ بتانا چاہتے ہیں تو بتا دیں کہ کون ہے وہ لڑکی جسے آپ نے اپنی بہو بنانے کا ارادہ کیا ہے حیدر کو تجسس ہونے لگا تھا اس بات سے کہ عارف صاحب کس لڑکی کے بارے میں اسے بتانا چاہتے ہیں

ہم نے تمہارے لیے اپنی ایشال کو پسند کیا ہے اور وہ ہی تمہاری دلہن بنے گی عارف صاحب نے مسکراتے ہوئے جواب دیا جب کہ حیدر کے تو مانو سر پر کوئی بمب پھوٹا تھا

کیا بابا آپ نے ایشال کو میرے لیے پسند کیا ہے حیدر حیرت کے مارے عارف صاحب کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تو انہوں نے مسکراتے ہوئے ہاں میں سارے ہلا یا

ایسا کیسے ہو سکتا ہے بابا میں اسے بلکل عمایہ کی طرح اپنی چھوٹی بہن سمجھتا ہوں اور وہ مجھ سے کتنی چھوٹی بھی ہے حیدر نے فوراً نفی میں سر ہلایا

ہاں وہ ہماری عمایہ کی طرح ہے مگر صرف ہمارے لیے اب سے وہ تمہارے لیے رتبے کے لحاظ سے بدل چکی ہے اس لیے اب تم بھی اسے اس نظر سے نہیں دیکھو گے جس نظر سے آج سے پہلے تم دیکھتے آئے تھے وہ تمہاری ہونے والی بیوی ہے اور تمہیں اب اپنا نظریہ بدلنا ہی ہو گا عارف صاحب کے تاثرات اچانک سنجیدہ ہوئے

لیکن بابا وہ بچی ہے حیدر نے انہیں کچھ سمجھانا چاہا

ہاں وہ بچی ہے مگر تم تو سمجھدار ہو تم کیوں بچوں والا رویہ اپنا رہے ہو عارف صاحب سنجیدہ نظریں حیدر پر گاڑتے ہوئے بولے تو حیدر نے نیک سرد آہ بھرتے ہوئے سر جھٹکا

تمہیں ہماری پسند پر کوئی اعتراض ہے تو ٹھیک ہے تم انکار کر سکتے ہو عارف صاحب بالکل سپاٹ انداز میں بولے بظاہر تو وہ انکار کرنے کا بول رہے تھے

مگر اس کے پیچھے حیدر کو ان کی جھلکتی ناراضگی صاف محسوس ہو رہی تھی اور یہ بھی معلوم ہو رہا تھا کہ ان کی کتنی دلی خواہش ہے ایشال کو اپنی بہو بنانے کی شاید وہ خواہش جو وہ رد نہیں کر سکتے تو پھر حیدر کون ہوتا تھا ان کی دلی خواہش کو بے سود کر کر رد کرنے والا

ٹھیک ہے بابا جان مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے مگر میری کچھ شرائط ہیں آپ کو وہ ماننی پڑے گی حیدر آخر کار مان ہی گیا

ہمیں تمہاری ہر شرط منظور ہے نکاح نامے پہ تم جو چاہو وہ شرط لکھوا سکتے ہو ہمیں کوئی اعتراض نہیں عارف صاحب بے تحاشہ خوش ہوئے تھے

ٹھیک ہے بابا جان میں آپ کو وقت آنے پر اپنی شرائط بتا دوں گا ابھی آپ آرام کریں میں چلتا ہوں حیدر بولتے ہوئے مسکرا کر اٹھ کھڑا ہوا جس پر عارف صاحب نے مسکراتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا تو حیدر انہیں خدا حافظ بولتا ہوا کمرے سے باہر نکل آیا

اپنے کمرے میں آنے کے بعد حیدر نے اپنا کوٹ اتار کر سائیڈ پر رکھا اور صوفے پر بیٹھتے ہوئے اپنا سر صوفے کی پشت پر گرالیا اور آنکھیں بند کر لیں کیا سوچ کر بابا نے ایشال کو بہو بنانے کا سوچا وہ مجھ سے اتنی چھوٹی ہے ابھی بچی ہے اس کا ذہن بھی عمایہ جیسا ہے اور میں نے کبھی اسے اس نظر سے دیکھا بھی تو نہیں ہمیشہ ایک بہن کی نظر سے ہی دیکھا لیکن اچانک میں اپنے جذباتوں کو کیسے بدلوں۔

وہ چھوٹی سی لڑکی میری بیوی اور خدایا بڑ بڑاتے ہوئے حیدر نے اپنی آنکھیں کھولیں اور اپنا سر جھٹکا اب جو بھی تھا اسے اپنے جذبات بدلنے ہی پڑھنے تھے کیونکہ وہ چھوٹی سی لڑکی اب اس کی بیوی بننے والی تھی اور شاید خدا کو بھی یہی منظور تھا۔

حیدر ابھی یہی سب سوچ رہا تھا جب اس کے کانوں میں گاڑی کے ہارن کی آواز پڑی شاید سب بچے واپس آچکے تھے حیدر صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا اور کھڑکی کے قریب آیا کھڑکی کے آگے پردوں کو ہٹا کر باہر کے جانب جھانکا

جہاں وہ چاروں گاڑی سے نکل کر گھر کے اندر داخل ہو رہے تھے جبکہ ان کی نوک جھوک جاری تھی پتہ نہیں عمایہ نے ایشال کو کیا بولا تھا جس پر وہ دونوں ایک دوسرے کے ہاتھ پر تالی مارتے ہوئے ہنس رہی تھی ایشال بھی تو بالکل عمایہ جیسی ہی تھی وہ خوبصورتی میں کم نہیں تھی بس نہ سمجھ تھی مگر بہت معصوم تھی

حیدر نے پردوں کو واپس سے سہی کرتے ہوئے سر جھٹکا اور قدم واش روم کی جانب بڑھائے اب جو بھی تھا اسے اس حقیقت کو تسلیم کرنا ہی تھا جو وہ کرنے کی پوری کوشش کر رہا تھا آج کی تاریخ میں ملنے والا حیدر کو یہ سب سے بڑا جھٹکا تھا

ارسم لمبے لمبے ڈھک بڑھتا ہوا ایک محل نما گھر میں داخل ہوا جبکہ اس کے داخل ہوتے ہی اس پاس گھومنے والے ملازمین نے سر ہلاتے ہوئے سلام لیا جس کے جواب میں ارسم میں سر ہلایا اور تیز تیز قدم لیتے ہوئے مطلوبہ کمرے کی طرف جانے لگا اسے دس منٹ پہلے ہی ایک کال رسیو ہوئی تھی جسے سنتے ہوئے وہ بھاگتا ہوا گھر آیا تھا

یہ گھر ارسم ابراہیم کی والدہ محترمہ کا تھا جہاں ارسم کے والد ابراہیم اس کی ماں کو بیاہ کر لائے تھے ارسم کی پیدائش بھی یہیں پر ہوئی تھی مگر اس کے بعد ابراہیم کا سارا بزنس امریکہ شفٹ ہو گیا جس کی بنا پر وہ اپنی بیوی اور بچے کو لے کر پاکستان سے امریکہ شفٹ ہو گئے ساری زندگی بہت پر سکون اور خوشحال ماحول میں گزری تھی پھر اچانک ارسم کے والدہ کی وفات ہو گئی جس کے بعد ارسم اور اس کے والد نے خود کو بہت مشکل سے سنبھالا اور ایک دوسرے کا سہارا خود بنے

ارسم کی بے چین نگاہیں کسی کے دیدار کو ترس رہی تھی اس لیے وہ تین تین سیڑھیاں ایک ساتھ پھلانگتے ہوئے مطلوبہ جگہ پر پہنچا جس کا پہلے سے ہی آدھا دروازہ کھلا ہوا تھا

ارسم نے ہاتھ بڑھا کر دروازے کو کھولا مگر سامنے کمرے میں کوئی بھی موجود نہیں تھا جبکہ بالکنی کے بالکل سامنے ایک شخص سفید شلوار قمیض میں ملبوس دونوں ہاتھ کمر کے پیچھے بندھے باہر سے نظر آنے والے مناظر کو دیکھ رہا تھا

بابا۔۔۔۔ارسم کی بے چین آواز اس شخص کی سماعتوں سے ٹکرائی جسے سنتے ہوئے ان کے ہونٹوں تلے ایک مسکراہٹ نمودار ہوئی اور انہوں نے اپنا رخ موڑ کر دروازے کی جانب دیکھا جہاں ان کے سامنے ان کا برخوردار بیٹا کھڑا انہیں ہی دیکھ رہا تھا

ویلکم ٹو پاکستان بابا ارسم دلکشی سے مسکراتے ہوئے آگے بڑھا اور فوراً کس کے ان کے گلے لگ گیا

خوش آمدید اسے بولتے ہیں جو پہلی بار آیا ہو یہ میرا ملک ہے میں یہی پر پیدا ہوا ہوں یہاں تک کہ تم بھی یہیں پر پیدا ہوئے نکمے کہیں کے ابراہیم صاحب اسے خود سے الگ کر کے اسے ایک نظر گھوری سے نوازتے ہوئے بولے

جس پر ارسم نے ایک زوردار قہقہہ لگایا

بالکل ٹھیک کہتے ہیں آپ ارسم سمجھنے کے انداز میں سر ہلاتے ہوئے بولا اور پاس ہی پڑے صوفے پر دونوں باپ بیٹا براجمان ہو گئے تھوڑی بزنس کی باتیں کرنے کے بعد ابراہیم صاحب نے ارسم مخاطب کیا

ہماری بہو سے کب ملواؤ گے ہمیں۔۔۔؟؟ ابراہیم صاحب اپنے سامنے بیٹھے ارسم پر نظریں جماتے ہوئے بولے جبکہ ان کے منہ سے یہ بات سن کر ارسم نے جھٹکے سے سر اٹھا کر ان کی جانب دیکھا جیسے اسے یقین نہ آیا ہو کہ ابراہیم بھی عمایہ کے بارے میں جانتے ہیں مگر کیسے اس نے تو نہیں بتایا پھر وہ کیسے جانتے ہیں

کیا سوچ رہے ہو یہی کہ مجھے کیسے معلوم ہوا ابراہیم صاحب ارسم کے نظروں میں موجود سوال پڑھ چکے تھے

بالکل کیونکہ میں تو آپ کو سرپرائز دینا چاہتا تھا مگر آپ پہلے سے جانتے ہیں میں یہ لازمی جاننا چاہوں گا کہ کون جاسوس ہے جو آپ تک میری خبریں پہنچاتا ہے ارسم بے نیاز انداز میں بولا

ہم تمہارے باپ ہیں بیٹا تم ہمارے باپ نہیں تم پہلے دن سے یہاں پر کیا کر رہے ہو اور کیا نہیں کر رہے ہمیں پل پل کی خبر ہے ابراہیم صاحب مسکراتے ہوئے بولے جس پر ارسم بھی سر جھٹک کر مسکرایا

مجھے پہلے ہی شک تھا کہ آپ نے میرے پیچھے جاسوس لگا رکھے ہیں ارسم جھانچتی نظروں سے ابراہیم صاحب کو دیکھتے ہوئے بولا

بیٹا مت بھولو کہ جو لوگ تمہارے لیے کام کرتے ہیں وہ تم سے پہلے تمہارے باپ کے وفادار ہیں اور تم میری اکلوتی اولاد ہو میں تم سے ایک پل بھی غافل

نہیں ہو سکتا تم ان باتوں کو چھوڑو تم صرف مجھے یہ بتاؤ کہ وہ لڑکی کون ہے

ابراہیم صرف اپنی بہو کے بارے میں جاننا چاہتے تھے

وہ لڑکی کون ہے یہ میں آپ کو بتادوں گا لیکن میں چاہتا ہوں کہ جلد از جلد آپ اس کے گھر اس کا ہاتھ مانگنے جائیں مجھے آپ کا ہی انتظار تھا میں آپ کو بتا دینا چاہتا تھا اور میں اس کام میں مزید دیری نہیں چاہتا

عمایہ کا ذکر کرتے ہوئے ارسم کے ہونٹوں پر ایک خوبصورت سی مسکراہٹ تھی جسے دیکھتے ہوئے ابراہیم صاحب نے دل ہی دل میں ماشاءاللہ بولا تھا ایک عرصے بعد ان کی اولاد نے کوئی خواہش کی تھی وہ بھی ایسی خواہش جس میں وہ خود دل و جان سے راضی تھے

ٹھیک ہے پھر تم تیاری کرو ہم کل صبح ہی جائیں گے ابراہیم صاحب مسکراتے ہوئے بولے جس پر ارسم کی مسکراہٹ گہری ہو گئی وہ جانتا تھا کہ جیسے ہی اس کا باپ اس خبر کے بارے میں سنے گا وہ تو ایک پل کی دیر نہیں کرے گا اور ہوا بھی کچھ ایسا تھا شاید یہ وقت ٹھیک نہیں تھا اور ابراہیم صاحب کو یہ وقت

مناسب بھی نہیں لگا تھا اس لیے انہوں نے اس معاملے کے لیے صبح کو منتخب کیا تھا جو کہ ان کا بالکل درست فیصلہ تھا۔

خوش ہے جو دل من محفل۔۔۔۔۔

خوش ہے جو دل من محفل۔۔۔۔۔

گیتوں سے سجادی ہے۔۔۔۔

میرے یار کی شادی ہے۔۔۔۔۔

میرے یار کی شادی ہے

عمایہ کو جب سے پتہ چلا تھا کہ ایشال اور حیدر کا رشتہ طے ہوا ہے تب سے وہ پاگلوں کی طرح ناچ رہی تھی جبکہ ایشال اس کے قریب ہی بیٹھی جیسے

صدمے میں جا چکی تھی اسے تو یہ یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ وہ یہ کیا سن چکی ہے جو اس نے سنا ہے وہ سچ ہے بھی یا نہیں

تجھے لے جاؤں گا بٹھا کے ڈولی میں۔۔۔۔

دیکھتی رہ جائیں گی سکھیاں تمہاری۔۔۔

اب کی بار عمایہ کے ساتھ ناچتے ہوئے حمزہ بھی گا رہا تھا جب کہ ہادی بھی ان دونوں میں ہی شامل تھا

ساجن جی گھر آئے دلہن کیوں شرمائے۔۔۔۔

ساجن جی گھر ائے دلہن کیوں شرمائے۔۔۔۔۔

درمیان میں ایشال بیٹھی تھی جبکہ وہ چاروں ایشال کے گرد گول گول گھومتے ہوئے پاگلوں کی طرح ناچ رہے تھے اور ساتھ پتہ نہیں کون کون سے گانے گا رہے تھے

جسٹ شٹ اپ جاہلوں بے وقوفوں کیا دماغ کھایا ہوا ہے تم لوگوں نے آرام سے نہیں بیٹھ سکتے تم لوگ آخر تنگ آ کر ایشال چیخ ہی پڑی جس پر سب نے

اپنی مسکراہٹ دبائی کیونکہ وہ تینوں ہی جانتے تھے کہ وہ کب سے ایشال کو تنگ کر رہے ہیں اور اب تو وہ بیچاری شاید واقعی میں تنگ آچکی تھی

اوہو یو اینگری لیڈی کم ڈاؤن بیکوز یو یو وینڈ نگ از کمنگ مسسز حیدر ٹو بی۔۔۔۔😂

ہادی نے بولتے ہوئے اس کے دونوں گال کھینچے اس کا انداز چھیڑنے والا تھا جبکہ ایشال تو چھڑ بھی چکی تھی اس نے پاس پڑا کشن اٹھا کے گھما کہ ہادی کو مارا جو سیدھا اس کے منہ پر لگا یقیناً اگر کشن کی جگہ کوئی اور چیز ہوتی تو اب تک ہادی کا تھوبرا بگڑ چکا ہوتا

دفع ہو جاؤ یہاں سے۔۔۔ ورنہ میں تم سب کا سر پھاڑ دوں گی ایشال غصے سے چیخی

ارے میرا پیارا اشا بے بی غصہ نہیں کرو نا ہم تو پال کر رہے تھے حمزہ توتلی زبان میں اسے پچکاتے ہوئے بولا جبکہ ایشال کا غصہ بڑھتا جا رہا تھا

ابھی ایشال کوئی اور کرارا جواب اسے دیتی کمرے کا دروازہ ناک ہوا اور تائی جان کے ساتھ اسمہ بیگم کمرے میں داخل ہوئی

حمزہ ہادی جاؤ شاباش ہمیں ضروری بات کرنی ہے اسمہ بیگم حمزہ اور ہادی کی طرف دیکھتی ہوئی بولی تو وہ دونوں فوراً ہی وہاں سے رفو چکر ہوئے جبکہ عمایہ وہیں پر موجود تھی

ہادی اور حمزہ کے جانے کے بعد اسمہ بیگم اور تائی جان ایشال کے قریب جا بیٹھیں جبکہ عمایہ بھی کچھ فاصلے پر ٹک کے بیٹھ چکی تھی

ہم تم سے کچھ ضروری بات کرنا چاہتے ہیں بیٹا اسمہ بیگم ایشال کا ہاتھ تھامتے ہوئے بولیں جب کہ ایشال انہیں اپنے دائیں بائیں بیٹھے ہیں دیکھ کر کافی کنفیوز ہو رہی تھی

تمہیں پتہ ہے نا کہ ہم تمہارے بارے میں جو بھی فیصلہ کریں گے بہت سوچ سمجھ کر کریں گے اور تمہارے بابا جان نے بھی تو سوچ سمجھ کر تمہیں

حیدر کے ساتھ منسوب کرنے کے بارے میں سوچا ہے تائی جان ایشال کی دائیں جانب بیٹھی کافی نرمی سے بول رہی تھیں

دیکھو بیٹا ہر لڑکی کی ایک نا ایک دن شادی ہوتی ہے اور یہ ہمیشہ سے چلتا آیا ہے اور تم کون سا ہم سے بہت دور جا رہی ہو تمہیں تو صرف ایک کمرے سے دوسرے کمرے میں آنا ہے اسمہ بیگم ایشال کی پریشانی کو سمجھ رہی تھی اس لیے انہوں نے اپنے انداز میں اسے ریلیکس کرنے کی کوشش کی

اگر میری بچی کو اس رشتے پر کوئی اعتراض ہے یا وہ نہیں چاہتی کہ اس کی شادی حیدر سے ہو تو میری بچی مجھے بتا دو ہم بالکل ایسے ماں باپ نہیں ہیں جو کسی رشتے کو یا اپنے کسی فیصلے کو تم پر مسلط کریں گے بتاؤ شاباش تائی جان ایشال کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولیں تو ایشال کی جھکی ہوئی پلکیں لرزیں

نہیں ایسا نہیں ہے ایشال ہلکی سی آواز میں منمنائی

نہیں اگر ایسا کچھ بھی ہے تو تم بنا جھجک ہم سے بول دو اگر تمہیں حیدر پسند نہیں تو تم انکار کر سکتی ہو اسمہ بیگم مسکراتے ہوئے بولی کہیں سے بھی اس

وقت یہ معلوم نہیں ہو رہا تھا کہ وہ حیدر کی ماں ہے بلکہ دیکھنے سے یوں ہی محسوس ہوتا تھا جیسے وہ ایشال کی ماں ہیں

ایسا کچھ نہیں ہے چھوٹی ماما مجھے آپ لوگوں کا فیصلہ منظور ہے ایشال سر جھکاتے ہوئے دھیمی سی آواز میں بولی تو سامنے بیٹھی عمایہ نے مسکرا کر ایشال کی طرف دیکھا اس وقت اسے اپنی بچپن کے دوست پر بہت پیار آیا تھا جو اب اس کی بھابی بھی بننے والی تھی

ماشاءاللہ بہت بہت شکریہ میرا بچہ تم نے ہمارا مان رکھ لیا تائی جان ایشال کی پیشانی چومتی ہوئی بولی

دیکھنا حیدر تمہارا بہت خیال رکھے گا تم ہمیشہ میرے حیدر کے ساتھ بہت خوش رہو گی اور اگر وہ تمہیں تھوڑا سا بھی دکھ دے گا تو ہم سب ہیں نا ہم سب مل کر اس کے کان کھینچیں گے اسمہ بیگم اپنے ہاتھ میں پہنی انگوٹھی اتار کر ایشال کے ہاتھ میں پہناتے ہوئے بولیں

اب تم دونوں باتیں کرو ہم چلتے ہیں تائی جان بولتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئیں

ان دونوں کے جاتے ہی عمایہ جلدی سے اٹھی اور ایشال کے ساتھ جڑ کر بیٹھ گئی

ایشال سہی سہی بتاؤ تمہارے دل_____ میں لڈو پھوٹ رہے ہیں نا عمایہ اسے مشکوک نظروں سے دیکھتے ہوئے بولی جس پر ایشال اس ایک زبردست گھوری سے نوازا اور گھما کر ایک مکہ اس کی کمر میں جھارا

جاہل عورت تمہیں ذرا شرم نہیں آتی مجھ پر ہاتھ اٹھاتے ہوئے عمایہ بیچاری درد سے کراہ اٹھی تھی

ہاں نہیں آتی تم پر وقت آنے دو کوئی بات نہیں پھر میں تم سے پوچھوں گی کہ دل میں کون کون سے لڈو پھوٹتے ہیں ایشال عمایہ کو غصے سے گھورتی ہوئی بولی جس پر عمایہ نے اپنے دانتوں کی نمائش کی

اچھا نا غصہ کیوں ہو رہی ہو دیکھو میں تو کتنا خوش ہوں ایک تو میرے بھائی اوپر سے میری دوست وہ بھی میری بھابھی او خدایا عمایہ سوچتے ہوئے خوشی سے ایک بار پھر جھوم اٹھی جب کہ حیدر کے نام پر ایشال آج عجیب سی کشمکش

کا شکار تھی اس نے تو ہمیشہ حیدر کو ایک بڑے بھائی کی نظر سے ہی دیکھا تھا مگر اچانک یہ سب کیسے بدل گیا اسے ابھی تک سمجھ نہیں آ رہی تھی

ایشال ابھی یہ سب ہی سوچ رہی تھی جب اس کی نظر عمایہ ہی کلائی میں چمکتی برسلیٹ پر پڑی

عزمی یہ ابھی نہیں اتری کیا۔۔۔؟؟ ایشال عمایہ کی کلائی کی طرف اشارہ کرتی ہوئی بولی تو عمایہ نے بھی اپنی کلائی پر نظر ڈالی

نہیں میں نے اسے اتارنے کی بہت کوشش کی مگر یہ نہیں اتری پتہ ہے کہ اس دن ماما نے بھی پوچھا تھا کہ برسلیٹ کہاں سے آیا تو مجھے جھوٹ بولنا پڑا کہ جب ہم مارکیٹ گئے تھے تب وہاں سے لیا تھا۔

پتہ نہیں کیا مصیبت ہے کیوں نہیں اترتا یہ عمایہ کو اس بریسلٹ کو دیکھتے ہوئے غصہ آنے لگا تھا جس دن سے ارسم نے اسے یہ پہنایا تھا وہ نہ جانے کتنے ہی کوششیں کر چکی تھی کہ وہ اس بریسلٹ کو اپنی کلائی سے جدا کر دے مگر وہ تو جیسے زنجیر بن چکا تھا جو کھلنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا

اچھا چھوڑو ہمیں بھابھی کے ساتھ آج شاپنگ پر جانا ہے تمھیں یاد ہے نا

ایشال نے اسے یاد دلایا کہ آج شاپنگ پر جانا ہے

اوشٹ میں تو بھول ہی گئی تھی چلو اٹھو جلدی سے تیار ہو جاؤ میں بس ابھی تیار ہو کر آ رہی ہوں عارب بھائی کو کال کرو ہمیں انھی کے ساتھ جانا ہے عمایہ بولتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی اور جلدی سے تیار ہونے نکل گئی جبکہ عمایہ کے جاتے ہی ایشال بھی اپنی گھبراہٹ کو سائڈ پر رکھے تیار ہونے لگی

اور اگلے آدھے گھنٹے کے اندر اندر وہ دونوں بالکل تیار عارب کے ساتھ عفاف کے گھر کی طرف روانہ ہو چکی تھیں

ابراہیم صاحب گھر کے ڈرائنگ روم میں بیٹھے گھر کے کسی فرد کے آنے کا انتظار کر رہے تھے انہیں آئے ابھی پانچ منٹ ہی گزرے تھے

وہ جب گھر میں داخل ہوئے تھے تو ہادی اور حمزہ انہیں ڈرائنگ روم میں لے آئے تھے انہوں نے یہ پوچھنا ضروری نہیں سمجھا کہ وہ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں کیونکہ انہیں یہی لگ رہا تھا کہ ضرور کوئی عارف صاحب یا تایا جان کے بزنس پارٹنر ہوں گے یا پھر کوئی دوست جوان سے ملنے آئے ہیں اس لیے ان دونوں نے انہیں ڈرائنگ روم میں بٹھا دیا اور خود عارب صاحب کو اطلاع دینے چلے گئے

کچھ دیر گزرنے کے بعد عارف صاحب تایا جان کے ساتھ ڈرائنگ روم میں داخل ہوئے جنہیں آتا دیکھتے ہی ابراہیم صاحب اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے

السلام علیکم آپ اور یہاں تایا جان تو انہیں دیکھتے ہی حیران ہو گئے تھے کون نہیں جانتا تھا کہ ابراہیم صاحب کون ہیں امریکہ میں رہ کر پاکستان کے ٹاپ پر آنے والے بزنس مینز میں سے ایک تھے وہ انہیں تو بزنس میں کھیلتا ایک

ایک بچہ جانتا تھا اور ان کا اچانک ان کے گھر آجانا یہ بات ان کے لیے حیران کن تو تھی

جی ہاں ہم یہاں خوش آمدید نہیں کریں گے ہمیں ابراہیم صاحب مسکراتے ہوئے بولے تو عارف صاحب اور فضل صاحب آگے بڑھ کر بہت دوستانہ انداز سے ان سے گلے ملے اور حال احوال پوچھنے کے بعد ان کے قریب ہی براجمان ہو گئے

آج ہم آپ کے پاس ایک بہت اہم سلسلے میں حاضر ہوئے ہیں اور ہمیں امید ہے کہ آپ ہمیں مایوس نہیں کریں گے ابراہیم صاحب کے لہجے میں بے حد نرمی تھی وہ یوم بول رہے تھے جیسے ان سے بہت قیمتی چیز مانگ رہے ہوں جی بولیے ہم دل و جان سے آپ کی خدمت میں حاضر ہیں عارف صاحب نے مسکراتے ہوئے جواب دیا

دراصل مجھے گھما پھرا کر بات نہیں کرنی آتی میں سیدھا سا بندہ ہوں اور سیدھی سی ہی بات کروں گا میں بہت عزت سے آپ کی بیٹی کو اپنی بیٹی بنانا

چاہتا ہوں میں چاہتا ہوں کہ عمایہ آپ کی اکلوتی بچی میرے ارسم کی دلہن بنے میں آپ سے آپ کی بیٹی کا ہاتھ مانگنے آیا ہوں اپنے اکلوتے بیٹے ارسم ابراہیم کے لیے۔

ابراہیم صاحب نے ایک ہی بار میں تمام بات کو آگے رکھ کر بات ہی ختم کر دی جبکہ ان کی یہ بات سامنے بیٹھے دونوں افراد کو حیرت میں مبتلا کر گئی وہ جانتے تھے کہ ان کی عمایہ کے لیے ایک دن کسی شہزادے کا ہی رشتہ آئے گا مگر ایسا انسان جس کا آج تک انہوں نے صرف نیوز میں سنا تھا آج تک اس کا نام صرف اخبار پہ دیکھا تھا اس کامیاب اور خوددار شخص کا رشتہ ان کی عمایہ کے لیے آیا تھا بلکہ وہ تو بہت عزت سے عمایہ کو اپنی بیٹی بنانے کی بات کر رہے تھے

کیا ہوا کیا آپ کو میری بات مناسب نہیں لگی دیکھیں آپ میرے بیٹے کے بارے میں کچھ بھی معلوم کروا سکتے ہیں مجھے بالکل برا محسوس نہیں ہو گا آپ

کا حق ہے مگر ایک بات کہنا چاہوں گا کہ آپ کی بیٹی کو میں بہو نہیں بلکہ بیٹی بنا کر ہی لے کر جاؤں گا اور مجھے امید ہے کہ آپ سب کا جواب ہاں میں ہو گا۔

اپنے سامنے بیٹھے دونوں بھائیوں کو حیرت میں ڈوبا دیکھ کر ابراہیم صاحب تسلی دے انداز میں بولے ان کے لہجے میں اتنا خلوص اور اتنی محبت تھی کہ وہ چاہ کر بھی انہیں انکار نہیں کر پا رہے تھے

ٹھیک ہے ابراہیم صاحب آپ کی بات بالکل درست ہے مگر ہماری بیٹی ابھی چھوٹی ہے وہ ابھی پڑھ رہی ہے اس کا خواب ہے کہ وہ ڈاکٹر بنے۔۔۔۔۔۔۔۔ فضل صاحب نے بات شروع کی

تو کوئی مسئلہ نہیں ہم کون سا ابھی شادی کر رہے ہیں بچی پڑھے گی انشاءاللہ ڈاکٹر بھی بنے گی اور اس کے ڈاکٹر بننے تک اس پر کسی قسم کی کوئی ذمہ داری نہیں ڈالی جائے گی یہ میرا آپ سے وعدہ ہے ابراہیم صاحب ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ ایک اور ذمہ داری اپنے کندھوں پر لے چکے تھے

ہمیں بہت اچھا لگا کہ اپ یہاں ائے ہماری بچی کو اپنی بچی بنانے کا فیصلہ کیا اور اپنا فیصلہ ہمیں بہت محبت سے اور اپنایت سے سنایا بھی مگر وہ گھر میں چھوٹی ہے سب کی لاڈلی ہے مجھے نہیں لگتا کہ کوئی بھی گھر میں اتنی جلدی اس کی شادی کے لیے مانے گا عارف صاحب نے مسکراتے ہوئے اپنی سوچ اگیا رکھی وہ خود بھی اتنی جلدی امیہ کی شادی نہیں کرنا چاہتے تھے

فکر مت کریں شادی اتنی جلدی نہیں ہو گی میں چاہتا ہوں کہ ہمارے بچے ایک دوسرے کے نام سے منسوب کر دیے جائیں تا کہ ملے گئے وقت میں وہ ایک دوسرے کو سمجھ سکیں

آپ بیٹی والے ہیں یقیناً آپ کو سوچنے کے لیے وقت درکار ہو گا آپ ضرور سوچیے اور پھر جلد ہی مجھے اپنا فیصلہ بھی سنائیں لیکن ایک اور بات میں آپ سے کہنا چاہوں گا کہ میں آپ سب سے انکار نہیں سن سکتا مجھے ہاں میں جواب دیجیے گا میں بہت آس اور آمید لے کر آپ کے پاس آیا ہوں ابراہیم صاحب کے چہرے پر ابھی بھی مسکراہٹ یوں ہی برقرار تھی مگر ان کے

چہرے سے عیاں ہو رہا تھا کہ ان کے دل میں کیا ہے وہ واقعی بہت چاہت رکھ کر ان سے عمایہ کا ہاتھ مانگ رہے تھے

جی کیوں نہیں انشاءاللہ ہم آپ کو سوچ کر جواب دیں گے فضل صاحب نے ابراہیم صاحب کی جانب دیکھتے ہوئے جواب دیا

ٹھیک ہے پھر آپ دونوں سے مل کر بہت خوشی ہوئی میں آپ دونوں کے جواب کا بے صبری سے انتظار کروں گا ابھی کے لیے اجازت دیں ابراہیم صاحب بولتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے کوٹ کا بٹن لگایا

ارے اتنی جلدی بیٹھیں تو سہی چائے تو پی کر جائیں ان دونوں کو اچھا نہیں لگا تھا ان کا یوں اٹھ کر جانے کا بولنا

نہیں جب آپ مجھے ہاں کر دیں گے تو میں انشاءاللہ اپنی بیٹی کے ہاتھوں کی ہی چائے پینے آؤں گا ابھی مجھے نکلنا ہے مجھے آپ کے جواب کا انتظار رہے گا۔

ابراہیم صاحب کے لہجے میں اتنی سادگی تھی وہ اتنی سادگی سے انکار بھی کر گئے تھے اور سامنے کھڑے شخص کا دل بھی نہیں دکھا تھا بلکہ ان کے اس طرح بولنے پر ان کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی تھی

جی ضرور۔۔۔۔۔عارف صاحب مسکراتے ہوئے بولے اور ابراہیم صاحب ان دونوں سے خدا حافظ کہتے ہوئے وہاں سے چلے گئے

آجائیں بھابھی جان کہاں رہ گئی آپ عمایہ فون کان سے لگاتی ہوئی بولی اس وقت وہ عفاف کے گھر کے آگے گاڑی میں بیٹھے اس کے باہر آنے کا انتظار کر رہے تھے

آگئی ہوں دیکھو تو سہی عفاف اپنی ہی دھن میں بولتی ہوئی باہر نکلی جب اس کی نظر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے عارب پر پڑی تو اس کے چلتے قدم ایک دم سے

تھمے اور دھڑکنوں نے تو جیسے الگ ہی شور برپا کر دیا تھا وہ اسے ایک ہفتے کے بعد روبرو دیکھ رہی تھی اور حال ابھی بھی پہلے دن جیسا ہی تھا

آجائیں وہیں پر کیوں رک گئی ہیں آپ عمایہ اسے اپنے قریب آنے کا اشارہ کرتے ہوئے بولی تو عفاف چھوٹے چھوٹے قدم لیتی گاڑی کے قریب گئی

بھابھی پیچھے نہیں آپ کو آگے بیٹھنا ہے فرنٹ سیٹ پر عفاف بیک سیٹ کا دروازہ کھولنے ہی لگی تھی جب ایشال نے اسے جلدی سے بتایا کہ اس کی اصل جگہ کہاں ہے

عفاف نے بری طرح اپنے لب کچلے اور مجبوراً فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولتے ہوئے عارب کے مقابل میں بیٹھ گئی

السلام علیکم عفاف نے دھیمی سی آواز میں سلام لیا تو عارب نے ہلکے سے گردن گھما کر اپنے بغل میں بیٹھی اپنی بیوی کو دیکھا جو صرف اس کے قریب ہونے پر ہی لال گلابی بن رہی تھی جیسے اس نے پتہ نہیں کیا کہہ دیا ہو پتہ نہیں وہ عارب سے کیوں اتنا شرماتی تھی

وعلیکم السلام عارب نے جواب دیتے ہوئے گاڑی سٹارٹ کی اور گاڑی آگے بڑھائی جب کہ پیچھے بیٹھی ایشال اور عمایہ نے عفاف کے یوں شرمانے گھبرانے پر اپنی مسکراہٹ دبائی

عارب سے ذرا سی نظر گھما کر عفاف کی جانب دیکھا جو اپنی نظریں جھکائے اپنے گود میں رکھے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں الجھائے مرور ہی تھی نہ جانے وہ کس الجھن کا شکار تھی

عارب نے شیشے سے ایشال اور عمایہ کی طرف دیکھا جو فون میں پتہ نہیں کیا دیکھنے میں مصروف تھی اور ساتھ ہی ساتھ وہ کوئی بات بھی کر رہی تھی ان کا دھیان ان دونوں کی طرف ہی نہیں تھا

عارب نے ہاتھ بڑھا کر عفاف کے دونوں ہاتھوں کو آزاد کیا جس کے وہ بار بار چٹکارے نکال رہی تھی

کیا مسئلہ ہے سکون سے نہیں بیٹھ سکتی عارب نے بولتے ساتھ ہی اسے گھورا بھی عارب کی آوازاتنی زیادہ نہیں تھی کہ پیچھے بیٹھی عمایہ اور ایشال ان کی طرف متوجہ ہوتی مگر اتنی کم بھی نہیں تھی کہ عفاف کو سنائی نہ دیتی

عارب کے گھورنے پر عفاف نے منہ بسورا پتہ نہیں کیوں وہ ہر وقت اسے ڈانٹتا ہی رہتا تھا جبکہ عفاف کی کیوٹ سی شکل دیکھتے ہوئے عارب نے لب دبا کر اپنی مسکراہٹ روکی اور ڈرائیونگ کرنے میں مصروف ہو گیا فی الحال وہ بغیر کسی پنگے کے شاپنگ کرنا چاہتا تھا اور اپنی ان آفتوں کو بھی شاپنگ کروانا چاہتا تھا جنہیں وہ ساتھ لایا تھا جبکہ عفاف کی بعد میں خبر لینے کا وہ سوچ چکا تھا گاڑی شاپنگ مال کے آگے رکی تو وہ سب شاپنگ مال کے اندر چل دیے کچھ دن شاپنگ کرنے کے بعد عمایہ اور ایشال ایک جگہ پر رکی

بھائی یہاں سے مجھے اور ایشال کو اپنا کچھ ضروری سامان لینا ہے فون پہ ہم نے کسٹمائز بنوایا تھا آپ ایک کام کریں آپ بھابھی کے ساتھ اپنی شاپنگ کریں ہم بس یہیں سے اپنی چیزیں لے کر آتے ہیں عمایہ حیدر اور عفاف کی جانب

دیکھتی ہوئی بولی جبکہ عمایہ کی بات سن کر عفاف نے جلدی سے نفی میں سر
ہلایا جسے حیدر اپنی تیز نظروں سے دیکھ چکا تھا
بھائی ہم آپ کو اسی کیفے میں ملیں گے جہاں ہم نے اس دن کھانا کھایا تھا
اوکے عمایہ حیدر کی جانب دیکھتی ہوئی بولی اور بغیر عفاف کے اشاروں پر
دھیان دیے ایشال کا ہاتھ تھام کر اس دکان کے اندر چلی گئی جبکہ عفاف ان
دونوں کو دیکھتی ہی رہ گئی
چلیے محترمہ یا مجھے آپ کو اٹھا کر لے جانا پڑے گا عفاف کو اپنے بے حد قریب
عارب کی آواز سنائی دی تو اس نے ہڑبڑا کر عارب کی طرف دیکھا جو آنکھیں
چھوٹی کیے اسے گھور رہا تھا یعنی وہ اس کی ایک ایک حرکت کو نوٹ کر چکا تھا
عفاف کے کچھ نہ بولنے پر حیدر نے خود اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے ساتھ لیے
قدم آگے کی جانب بڑھائے جب کہ عفاف برا سا منہ بناتی ہی رہ گئی اسے
عارب پر کبھی کبھی بہت غصہ آتا تھا مگر وہ اتار نہیں پاتی تھی

ایشال اور عمایہ نے جان بوجھ کر عفاف کو حیدر کے ساتھ اکیلا چھوڑا تھا کیونکہ وہ چاہتی تھی کہ حیدر اور عفاف ایک دوسرے کے ساتھ تھوڑا ٹائم سپینڈ کر سکیں انہوں نے گاڑی میں بھی دو تین بار نوٹ کیا تھا کہ عفاف عارب کی کسی بات کا جواب نہیں دے رہی اور شاید یہ اس گھبراہٹ کی وجہ سے تھا جو اسے عمایہ اور ایشال کی وجہ سے محسوس ہو رہی تھی

عارب اسے ایک شاپ میں لے کے داخل ہوا وہ شاپ سینڈلز کی تھی خاص کر لیڈیز سینڈلز کے جس پر لیڈیز کے جوتے بے شمار ورائٹی میں موجود تھے اور عارب تو خود عفاف کے لیے ولیمے کا جوڑا پسند کر کے لا چکا تھا اس لیے اب وہ اپنی ہی پسند کی کوئی جوتی خریدنا چاہتا تھا جبکہ بارات کا جوڑا اس نے عفاف بن ڈال دیا تھا کہ وہ عفاف اپنی پسند کا لے مگر عفاف میڈم نے ابھی تک وہ بھی نہیں لیا تھا نہ ہی انہیں کچھ پسند آ رہا تھا انہیں جو بھی ڈریس دکھایا جاتا تھا وہ یہی بولتی تھی کہ یہ ٹھیک ہے مجھے یہ پسند ہے جبکہ عارب کو عفاف کے یہ حرکت ناگوار گزر رہی تھی

اب تو عارب نے فیصلہ کر لیا تھا کہ بارات کا جوڑا بھی وہ خود ہی اپنی مرضی سے پسند کرے گا مگر اس بار عفاف اس کے ساتھ ہو گی اور عمایہ اور ایشان نے انہیں کچھ وقت دے کر عارب کی مشکل آسان کر دی تھی

اب وہ عفاف کے ساتھ برات کا جوڑا بھی خرید سکتا تھا اور عفاف کا دماغ تھوڑا ٹھکانے پر بھی لگا سکتا تھا جو گونگی بن کر بیٹھی اس کی کسی بات کا جواب ہی نہیں دے رہی تھی

ایک درمیانی عمر کے لڑکے نے بہت سی سینڈرز عفاف کے آگے رکھی اور عفاف کے قدموں کے قریب گھٹنوں کے بل بیٹھا تاکہ اس کے پاؤں میں سینڈل پہنا سکے

ابھی وہ لڑکا نیچے بیٹھا ہی تھا جب اگلے ہی لمحے عارب نے اسے مخاطب کیا

تم رہنے دو ہم خود ہی دیکھ لیتے ہیں۔۔۔۔عارب اسے جانے کا اشارہ کرتے ہوئے بولا تو وہ لڑکا فوراً اٹھا اور وہاں سے چلا گیا عفاف خود سینڈل پہننے کے

لیے تھوڑا سا جھکی مگر اسے جھٹکا تو تب لگا جب عارب اس کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھا اور سینڈل پکڑ کے خود اس کے پاؤں میں پہنانے لگا

عفاف نے ہڑبڑا کر اپنا پیر پیچھے کرنے کی کوشش کی جب عارب نے اس کے نرم و ملائم سے سفید پاؤں کو اپنے ہاتھوں کی گرفت میں لیا اور ایک زبردست گھوری سے اسے نوازا

تم تب سے مجھے اگنور کر رہی ہو میں یہ کیسے برداشت کر رہا ہوں میں تمہیں نہیں بتا سکتا اس لیے اب کوئی بھی مزاحمت کی تم نے یا پھر کوئی بھی ایسی حرکت کی جو مجھے ناگوار گزری تو جگہ کا لحاظ بھی نہیں کروں گا سزا کے لیے تیار رہنا پھر عارب اسے گھورتے ہوئے دھمکی دے گیا جس کا اثر عفاف پر فوراً ہی ہو گیا اور وہ اپنی نظریں جھکا کر چپ چاپ بیٹھ گئی

دو تین سینڈلز پہنانے کے بعد آخر کار عارب کو ایک سینڈل پسند آیا جو اس کے پاؤں میں کچھ زیادہ ہی جچ رہا تھا مگر وہ سینڈل فلیٹ نہیں تھا وہ ہیل تھی

اتنی زیادہ بھی نہیں تھی مگر نارمل تھی عفاف اس میں آرام سے چل سکتی تھی

اٹھو اور چل کے دکھاؤ۔۔۔عارب نے بولتے ہوئے عفاف کی جانب اپنا ہاتھ بڑھایا تو عفاف نے نرمی سے اس کا ہاتھ تھاما اور اٹھ کھڑی ہوئی ابھی دو قدم ہی چل کر وہ آگے گئی تھی جب ایک دم سے وہ لڑکھڑائی اس سے پہلے کہ وہ زمین بوس ہوتی عارب نے اسے تھامتے ہوئے گرنے سے بچالیا

کیا کر رہی ہو آرام سے چلو عارب نرمی سے اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے بے حد نرمی سے بولا تو عفاف نے ہاں میں سر ہلایا اور آہستہ آہستہ عارب سے ہمراہ قدم اٹھانے لگی

تمہیں ہیلز سے پرابلم ہے۔۔۔۔؟؟؟ عفاف کے پیروں پر نظر جماتے ہوئے بولا

جی میں نے کبھی ہیلز نہیں پہنی عفاف دھیمی آواز میں بولی تو عارب کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی

یہ تو بہت ہی کمال کی بات ہے تم ہیلز میں سہی طرح چل نہیں سکو گی اور مجبوراً تمہیں میرا سہارا لینا پڑے گا پھر تم میرا ہاتھ نہیں چھوڑو گی اور میں تمہیں ساتھ لیے قدم بقدم چلوں گا کیا خیال ہے عارب تھوڑا سا جھک کر عفاف کے کانوں میں سرگوشی نما آواز میں بولا تو عفاف کے گالوں پر پل میں گلال بکھرا

دیکھو یہ ناانصافی ہے پبلک پلیس میں شرماؤ مت میں بے ایمان ہو گیا تو تم مشکل میں آجاؤ گی عارب کی ایک اور سرگوشی عفاف کو گردن تک سرخ کر گئی تھی جبکہ عارب اسے دیکھتے ہوئے بے خود ہو رہا تھا اسے معلوم تھا کہ دکان کے کونے کونے میں کیمرے لگے ہوئے ہیں اس لیے یہاں پر وہ ایسی کوئی بھی حرکت کرنے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا

جو لوگوں کی نظروں میں آئے وہ اس کی بیوی تھی اور وہ اپنی بیوی کو کسی کی نظروں میں نہیں آنے دینا چاہتا تھا اس لیے خود پر کنڑول کرتے ہوئے سیدھا ہو کر کھڑا ہوا اور آواز دے کر شاپ کیپر کو بلایا اور اسے کچھ سینڈلز پیک

کرنے کا بولا جو کچھ ہی منٹوں میں وہ پیک کر کے لا چکا تھا پیمنٹ کرنے کے بعد عارب اسے لیے وہاں سے نکل آیا اور اب اس کا رخ بوتیک کی طرف تھا جہاں سے اس نے عفاف کے لیے بارات کا جوڑا لینا تھا

—

ارسم تیز تیز قدم لیتا ہوا آفس میں داخل ہوا جہاں ابراہیم صاحب اپنی کرسی پر بیٹھے کوئی فائل دیکھنے میں مصروف تھے ارسم کو آتا دیکھ کر انھوں نے فوراً سے فائل بند کی اور ارسم کی طرف متوجہ ہوئے جو بے صبری نگاہیں لیے ان کی طرف آرہا تھا

بابا۔۔۔۔اس نے ابھی اتنا ہی پکارا تھا جب ابراہیم صاحب بول اٹھے

میں بات کر آیا ہوں مجھے پوری امید ہے کہ ان کی طرف سے ہاں ہی ہو گی

ابراہیم صاحب کا بولنا تھا کہ ارسم جلدی سے آگے بڑھا اور کسی بچے کی طرح

ان سے لپٹ گیا

سیریسلی بابا آپ سچ بول رہے ہیں مجھے یقین نہیں آرہا ارسم کی خوشی کی کوئی

انتہا نہ تھی

ہاں میں بالکل سچ بول رہا ہوں تم تیاری کرو جلد ہی ان کا جواب ہاں میں ہو گا

اور پھر ہم اسے انگوٹھی پہنانے جائیں گے اپنی خالہ سے رابطہ کروانہیں بولے

جلد از جلد پاکستان پہنچے میں اور تمہاری خالہ تمہاری ہونے والی دلہن کو

انگوٹھی پہنانے جائیں گے ابراہیم صاحب ارسم کا کندھا تھپتھپاتے ہوئے

بولے

بابا کیا آپ اس سے ملے آپ نے اسے دیکھا ارسم نے ابراہیم صاحب سے

عمایہ کے بارے میں سوال کیا

نہیں بیٹا میں اس بچی سے تو نہیں مل سکا مگر میں اتنا ضرور جانتا ہوں کہ وہ بچی بہت ہی پیاری ہوگئی اور اسے تم نے پسند کیا ہے جسے آج تک کوئی پسند نہ آیا اس نے اچانک ایک لڑکی کو پسند کر لیا بلکہ اسے بیوی بنانے کا فیصلہ کیا اسے اپنے نکاح میں لانے کا فیصلہ کیا مجھے تمہاری یہی بات بہت پسند آئی ہے بیٹا اگر تم حرام رشتہ بناتے تو مجھے بہت دکھ ہوتا مگر تم اس بچی کو اپنی دلہن بنانا چاہتے ہو مجھے یہ بات بہت سکون پہنچا کر گئی ہے

مجھے تم پر فخر ہے ابراہیم صاحب اپنے سامنے کھڑے اپنے برخوردار بیٹے کو نہارتے ہوئے بولے انہیں واقعی ارسم کے اس فیصلے پر بہت خوشی تھی وہ ہمیشہ چاہتے تھے کہ ارسم ایسا ہی بنے جب کہ ان کی بیوی کی بھی یہی خواہش تھی مگر ان کی خواہش تو پوری ہو چکی تھی لیکن وہ یہاں زندہ نہیں تھی اگر وہ یہاں ہوتی تو اپنے بیٹے کو ان کی بتائی گئی راہ پر چلتا دیکھ کر کتنا خوش ہوتی

خیر تم بیٹھو مجھے ایک ضروری میٹنگ میں جانا ہے واپس آکر بات کرتے ہیں ابراہیم صاحب ارسم کی طرف دیکھتے ہوئے بولے تو ارسم نے جلدی سے

ہاں میں سر ہلایا تو وہ اپنی کوئی ضروری فائل اٹھاتے ہوئے آفس سے باہر نکل گئے جبکہ ارسم وہی صوفے پر بیٹھ گیا اور اپنا فون نکال کر اپنی نظروں کے سامنے کیا جس کے وال پیپر پر عمایہ کی تصویر چمک رہی تھی

تم میری امانت ہو مایا تمہیں میری ہی بیوی بننا ہے یہ میرا خود سے عہد ہے اور میرے پاک ارادوں میں میرا خدا بھی میرا ساتھ دے گا دیکھنا تم میری ہی بیوی بنو گی انشاءاللہ ارسم عمایہ کی تصویر کو آنکھوں کے راستے سے دل میں اتارتے ہوئے بولا

ارسم نے کچھ ہی دنوں میں عمایہ کو ٹوٹ کر چاہا تھا شاید یہ اس کے عشق کی آخری حد تھی جبکہ دوسری جانب میران حدید جس کے عشق کی پہلی منزل ابھی پار ہی نہیں ہوئی تھی وہ اپنی محبت کی پہلی منزل پر تھا

اب دیکھنا یہ تھا کہ عمایہ کو کون سا عشق جیتتا ہے آخر کس کی دعائیں خدا کے نزدیک تر جاتی ہیں آخر کس کے نصیب میں عمایہ عزمیل کو لکھ دیا جاتا ہے

شاپنگ ختم کرنے کے بعد عارب نے سب سے پہلے عفاف کو گھر چھوڑا اور اس کے بعد عمایہ یہ اور ایشال کے ساتھ گھر آ گیا

شام کے سائے ہر طرف ڈھل چکے تھے وہیں سب رات کا کھانا بھی کھا چکے تھے ایشال عمایہ کا ساتھ اس کے کمرے میں موجود تھی جب کہ گھر کے باقی تمام افراد لاؤنج میں بیٹھے شام کی چائے پی رہے تھے جن میں حمزہ اور ہادی بھی شامل تھے

بابا آپ کو نہیں لگتا کہ آپ یہ فیصلہ بہت جلدی کر رہے ہیں ہماری عزمی ابھی بہت چھوٹی ہے اور ہم اتنی جلدی اس کی شادی نہیں کرنا چاہتے حیدر عارف صاحب کی جانب دیکھتے ہوئے بولا

عارف صاحب اور فضل صاحب کچھ دیر پہلے ہی سب کو ابراہیم صاحب کے بارے میں بتا چکے تھے وہ یہ بھی بتا چکے تھے کہ وہ کس مقصد کے لیے یہاں تشریف لائے تھے

نہیں بیٹا لڑکا بہت اچھا ہے اور ابراہیم صاحب نے بہت اپنایت سے ہماری بیٹی کا ہاتھ مانگا ہے ہم ما یا کہ ابھی شادی نہیں کریں گے وہ بھی ابھی شادی نہیں کرنا چاہتے وہ صرف بچوں کو ایک دوسرے کے نام سے منسوب کرنا چاہتے ہیں انہوں نے ہمیں سوچنے کے لیے وقت دیا ہے

بچہ دیکھا بھلا ہے اچھے مزاج کا مالک ہے اور دنیا کی ایسی کون سی چیز ہے جو اس کے پاس میسر نہیں اگر وہ ہماری بیٹی کو عزت اور محبت دے سکتا ہے تو ہمیں اس رشتے سے کوئی اعتراض نہیں فضل صاحب سب کی جانب دیکھتے ہوئے بولے جبکہ اسمہ بیگم گہری سوچ میں مبتلا تھی

اب بتائیں بیگم کہ آپ کا دل مانتا ہے اس رشتے کے لیے یا نہیں عارف صاحب اسمہ بیگم کی جانب دیکھتے ہوئے بولے انہوں نے کچھ دیر پہلے ہی انہیں ارسم کی تصویر دکھائی تھی

سہی بتاؤں تو میرا دل نہیں چاہ رہا کہ میں اپنی بیٹی کو اتنی جلدی کسی کے نام سے منسوب کر دوں لیکن بیٹیاں تو امانت ہوتی ہیں کسی غیر کی انہیں تو ماں

باپ کو چھوڑنا ہی پڑتا ہے اور یہ دستور ہے ہمارا لاکھ دل چاہے کہ ہم اپنی بیٹی کو ہمیشہ اپنے پاس رکھیں مگر اصل بات تو یہی ہے کہ وہ کسی اور کی امانت ہے اگر آپ کو یہ رشتہ مناسب لگتا ہے تو آپ انہیں بلالیں مگر آپ ایک بار عمایہ سے اس کی رضامندی لازمی پوچھ لیجئے گا اسمہ بیگم نے سنجیدگی سے جواب دیا

تم دونوں نے کیا سوچا اس بارے میں تائی جان عارب اور حیدر کے جانب دیکھتی ہوئی بولی کیونکہ تب سے وہ دونوں بالکل خاموش بیٹھے تھے حیدر نے صرف ایک بار ہی پوچھا تھا

اگر بابا جان کو ٹھیک لگتا ہے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں مگر ہم ایک بار لڑکے سے ضرور ملنا چاہیں گے عارب نے تائی جان کی طرف دیکھتے ہوئے اپنا فیصلہ سنایا

جی ہاں اور میں بھی اس لڑکے سے ایک بار لازمی ملنا چاہتا ہوں حیدر نے عارب کی بات پر استفار کیا

ٹھیک ہے پھر ہم انہیں بلا لیتے ہیں آپ سب ان سے مل لیجئے گا تایا جان سب کو ایک نظر دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولے تو سب ہلکا سا مسکرا دیے جبکہ ہادی اور حمزہ بالکل خاموش بیٹھے تھے

—

کتنی جلدی سب کی شادیاں ہو رہی ہیں ہماری ایشال کا بھی نام کسی اور کے ساتھ جڑ گیا اور اب ہماری عزمی بھی جا رہی ہے حمزہ آسمان کی جانب نظریں جماتے ہوئے بولا ان دونوں کو تو جب سے عمایہ کی خبر ملی تھی وہ دونوں تب سے ہی خاموش تھے

تو اس میں پریشان ہونے والی کون سی بات ہے ان دونوں کی کون سی ابھی شادی ہو رہی ہے شادی تو بعد میں ہو گی بس وہ دونوں کسی اور کے نام سے

منسوب ہو جائیں گی ہادی نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اسے آفسردگی سے نکالنے کی کوشش کی

وہ تو ٹھیک ہے یار سمجھ میں آتا ہے کہ وہ لڑکیاں ہیں ان کی ایک نہ ایک دن شادی ہونی ہی تھی ہماری ایشال کی تو خیر ہے وہ شادی ہو کر ہمارے گھر میں ہی آجائے گی مگر ہماری عمایہ وہ ہم سے دور چلی جائے گی حمزہ ہادی کی جانب دیکھتے ہوئے اپنے دل کی بات بول گیا جو کب سے اسے پریشان کیے ہوئے تھی

ہاں یہ بات تو میں بھی سوچ رہا تھا ہماری عزمی ہم سے دور چلی جائے گی مگر اس میں آفسردہ ہونے والی کون سی بات ہے ہمارے لیے تو یہ بات اہم ہونی چاہیے کہ ہماری عزمی کا شوہر اسے خوش رکھے گا یا نہیں ہم بالکل بھی برداشت نہیں کریں گے اگر اس نے ہماری عزمی پر ذرا سا بھی غصہ کیا یا اسے ڈانٹا یا اسے کوئی بھی تکلیف دی ہادی سنجیدگی سے بولا

ہاں بابا جان بلا رہے ہیں نا ان لوگوں کو ہم دیکھ لیں گے اور اسے یہ بھی سمجھا دیں گے کہ اگر اس نے ہماری عزمی کو پریشان کیا یا اسے کوئی بھی تکلیف پہنچائی تو ہم اسے چھوڑیں گے نہیں حمزہ ایک دم سے جوش میں آیا تھا

ہادی نے آنکھیں چھوٹی کر کے اپنے سامنے بیٹھے نوٹنکی کو دیکھا جو اس وقت بالکل سیریس موڈ میں تھا کہیں سے بھی محسوس نہیں ہو رہا تھا کہ وہ کوئی مذاق کر رہا ہے

اچھا زیادہ جوش میں آنے کی ضرورت نہیں ہے فلحال وہ کام کرو جو بابا نے بولا ہے انویٹیشن کارڈ لے کر آنے ہیں اٹھو چلو میرے ساتھ ہادی حمزہ کو بازو سے پکڑ کے زبردستی کھڑا کرتے ہیں میں بولا جس پر حمزہ نے اسے گھورا مگر ہادی نے بغیر اس کی گھورتی کی پرواہ کیے اسے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور گاڑی کی جانب بڑھ گیا جبکہ حمزہ بھی اپنی شرٹ سہی کرتا ہادی کے پیچھے چل دیا

عمایہ اپنی کٹی کے ساتھ کھیل رہی تھی جب اس کی نظر اپنے فون پر پڑی بے اختیار اس کے ذہن میں ارسم کا خیال ابھرا اس نے ارسم کا کوئی بھی نمبر بلاک نہیں کیا تھا مگر اس کے باوجود بھی اس دن کی ملاقات کے بعد ارسم کی ایک بھی کال یا میسج اسے نہیں ملا تھا یعنی وہ اپنے قول کا کتنا سچا اور پکا تھا عمایہ کو اندازہ ہو چکا تھا

مگر عمایہ اس کے وہ الفاظ نہیں بھولی تھی جو ارسم نے آخر میں بولے تھے اس نے بولا تھا کہ وہ اسے حاصل کر کے ہی رہے گا بے شک وہ رابطہ کر کے تنگ نہیں کرے گا مگر وہ ایک نہ ایک دن ارسم ابراہیم کی دسترس میں ہی آئے گی۔

یہ بات سوچتے ہوئے بے اختیار عمایہ کو خوف محسوس ہوتا تھا اس کے دل میں نہ جانے کون سے ڈر نے ڈیرا جما لیا تھا اس دن کے بعد ایسی کوئی رات نہیں گزری تھی جب عمایہ نے سونے سے پہلے اپنا فون نہ چیک کیا ہو۔

پتہ نہیں کیوں اسے یوں گمان ہوتا تھا جیسے ارسم کا کوئی میسج آیا ہو گا اس کا حق جتانا اس سے باتیں منوانا یہ سب عمایہ کے ذہن میں گردش کرنے لگا تھا مگر عمایہ بار بار اپنے دل اور اپنے ذہن کو جھٹک دیتی تھی ایسا نہیں تھا کہ وہ بالکل بے نیاز ہو چکی ہیں

ارسم اس کی ذہن اور دل میں موجود تھا مگر عمایہ اس بات سے انکاری تھی وہ صرف یہ مانتی تھی کہ شاید ارسم کے خوف کی وجہ سے وہ اس کے ذہن میں بسیرا کیے ہوئے ہیں مگر وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ کہیں نہ کہیں دل کے کسی کونے میں وہ ارسم کو جگہ دے چکی ہے

عمایہ گہری سوچ میں مبتلا تھی جب دروازانوک ہونے پر وہ ہوش کی دنیا میں واپس لوٹی اور دروازے کی جانب دیکھا جہاں عارف صاحب اسمہ بیگم کے ساتھ کمرے میں داخل ہو رہے تھے

ماما بابا آپ۔۔۔۔ عمایہ انہیں اس وقت اپنے کمرے میں دیکھ کر تھوڑا حیران ہوئی

جی بیٹا ہمیں آپ سے کچھ ضروری بات کرنی تھی اسمہ بیگم عمایہ کی جانب دیکھتے ہوئے بولی اور عارف صاحب کے ساتھ صوفے پر بیٹھ گئی جبکہ عمایہ بھی انہی کے سامنے جا بیٹھی تھی اسے سمجھ نہیں آئی تھی کہ انہوں نے ایسی کون سی بات کرنی ہے جو وہ یوں اس کے کمرے میں آئے ہیں

سب خیریت ہے نا آپ اس طرح آ گئے مجھے بلا لیتے میں آ جاتی عمایہ کو ان کا یوں آنا ہضم نہیں ہو رہا تھا کیونکہ سارے گھر میں وہ اچھلتی پھرتی رہتی تھی اور جب انہوں نے کوئی بات کرنی ہوتی تھی وہ سب کے سامنے ہی کرتے تھے مگر اب زندگی میں پہلی بار اس کے ماں باپ خود چل کر اس کے کمرے

میں آئے تھے اور بات کرنے کی اجازت بھی مانگ رہے تھے یہ بات عمایہ کو الجھن کا شکار کر رہی تھی

ہاں جی بیٹا مجھے آپ سے ایک بہت ضروری بات کرنی ہے آپ یہاں میرے پاس آکر بیٹھیں عارف صاحب عمایہ کو اپنے قریب آنے کا اشارہ کرتے ہوئے بولے تو اگلے ہی لمحے عمایہ اٹھی اور ان کے بغل میں بیٹھ گئی

بیٹا میرا ایک بہت ہی عزیز دوست اپنے بیٹے کے لیے آپ کا ہاتھ مانگنے آیا تھا عارف صاحب نرمی سے عمایہ کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولے جبکہ عارف صاحب کی بات سن کر عمایہ نے جھٹکے سے سر اٹھا کر حیرت سے اپنے ماں باپ کی طرف دیکھا جبکہ عارف صاحب رکے نہیں انہوں نے اپنی بات جاری رکھی

ان کا بیٹا بہت اچھا ہے پڑھا لکھا ہے ایک مشہور بزنس مین ہے سب سے بڑھ کر اسے رشتوں کی پہچان ہے اسے پتہ ہے کہ عورت ذات کی عزت کیسے کی جاتی ہے اور ہمیں ایک ایسے شخص سے بڑھ کر اور کوئی شخص نہیں چاہیے جو

ہماری بیٹی کی عزت کرے اور اسے محبت بھی دے عارف صاحب اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے اتنے نرم لہجے میں بات کر رہے تھے جبکہ عمایہ نظریں جھکا کر خاموشی سے انہیں سن رہی تھی

ہم نے ابھی انہیں ہاں نہیں کی نہ ہی انہیں انکار کیا ہے آپ اس بارے میں سوچ سکتی ہیں جتنا وقت لینا ہو لے سکتی ہیں عارف صاحب نے مختصر بات مکمل کی

بابا مجھے ابھی پڑھنا ہے عمایہ عارف صاحب کی جانب دیکھتی ہوئی بولی

تو میری شہزادی آپ کو پڑھنے سے کون روک رہا ہے آپ کو پڑھنے سے کوئی نہیں روکے گا انشاءاللہ آپ ڈاکٹر بنیں گی

ہم ابھی آپ کی شادی نہیں کر رہے ابھی صرف آپ کو اس کے نام سے منسوب کریں گے جس کی آپ امانت ہیں جب آپ اپنی پڑھائی مکمل کر لیں گی اس کے بعد ہم آپ کی شادی کر دیں گے لیکن ابھی صرف ہمیں آپ کا فیصلہ سننا ہے عارف صاحب نرمی سے اسے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے بولے

عمایہ نے نظریں اٹھا کر اسمہ بیگم کی جانب دیکھا جنہوں نے مسکراتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا یعنی وہ ہر بات کے بارے میں جانتی تھی اور وہ یہ بھی جانتی تھیں کہ وہ لڑکا کیسا ہے اور کون ہے اگر اس کے ماں باپ اس لڑکے کو اچھے سے جانتے تھے تو پھر عمایہ کون ہوتی تھی ان کی مرضی کے خلاف جانے والی بتاؤ میری شہزادی کیا فیصلہ ہے آپ کا اگر آپ وقت لینا چاہتی ہیں تو آپ وقت لے لیں عارف صاحب نے دوبارہ اس سے وہ سوال پوچھا مگر اسے رعایت بھی دی

بابا جان مجھے آپ کا ہر فیصلہ منظور ہے مگر نا میں اپنی پڑھائی چھوڑوں گی اور نہ ہی میں اتنی جلدی شادی کروں گی عمایہ پہلے تو مدھم آواز میں بولی مگر اچانک سے اس نے اپنی شہادت کی انگلی اٹھائی اور عارف صاحب کی جانب کرتے ہوئے اپنی شرطیں آگے رکھیں جس پر عارف صاحب اور اسمہ بیگم ہلکا سا ہنس دیے

ہاں میری شہزادی آپ کی شادی اتنی جلدی نہیں ہو گی اور نہ ہی آپ کی پڑھائی ختم ہو گی بے فکر رہو عارف صاحب نے بولتے ہوئے عمایہ کی پیشانی پر لب رکھے

مجھے پتہ تھا کہ میری بچی کبھی انکار نہیں کرے گی مجھے فخر ہے کہ اللہ نے مجھے اتنی پیاری بیٹی دی اسمہ بیگم نے خوشی سے نہال ہوتے ہوئے عمایہ کے ماتھے کو شدت سے چوما تو عمایہ نے مسکرا کر اپنے ماں باپ کی جانب دیکھا جن کے چہرے سے صاف واضح تھا کہ عمایہ کے فیصلے سے وہ کتنا خوش ہیں

کچھ دیر اور عمایہ کے پاس بیٹھنے کے بعد عارف صاحب اور اسمہ بیگم وہاں سے چلے گئے جبکہ ان کے جانے کے بعد عمایہ گھبراہٹ اور پریشانی کے عالم میں وہیں پر بیٹھ گئی

یہ اتنی جلدی یہ سب کیا ہو گیا تھا اس نے تو سوچا بھی نہیں تھا ایک دم سے اس کے دل میں عجیب سا خوف در آیا جیسے وہ کچھ غلط کر رہی ہو جیسے وہ ارسم سے بے وفائی کر رہی ہو اس نے بولا تھا کہ وہ اس کی امانت ہے اور وہ اپنی

امانت میں خیانت ہر گز برداشت نہیں کرے گا نہ جانے اب آگے کیا ہونے والا تھا یا تو ارسم اس کا پیچھا چھوڑ چکا تھا

یا پھر وہ کچھ بہت برا کرنے والا تھا مگر کیا۔۔۔؟؟ عمایہ اس بات سے انجان تھی مگر اسے اس لمحے کا خوف تھا جس لمحے کے بارے میں سوچ رہی تھی کہ جب ارسم کو معلوم ہوگا کہ عمایہ کا کسی سے رشتہ طے ہوگیا ہے تو وہ پتہ نہیں کیا کر گزرے گا

اپنی تمام تر سوچوں کو لیے عمایہ بیڈ پر جا لیٹی اور یوں ہی سوچوں میں گم ہوتے ہوئے وہ نیند کی وادیوں میں اترتی چلی گئی اس بات سے انجان کہ جس چیز سے وہ خوف کھا رہی ہے وہ خوف بالکل بے وجہ ہے

کیونکہ جو ڈر اس کے دل میں ہے کہ وہ ارسم کے ساتھ کچھ برا کر رہی ہے وہ ڈر اس کے معصوم دل کا ہے جب کہ وہ نہیں جانتی کہ یہ سب ارسم ابراہیم کا ہی کیا دھرا ہے وہ ایک سیاست کے ساتھ اسے حاصل کرنے والا ہے اور

صرف یہی نہیں آنے والے وقت میں وہ عمایہ عزمیل کو بہت بڑا جھٹکا دینے والا ہے جو عمایہ کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہے

دوسری جانب ابراہیم وال میں خوشیوں کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا عارف صاحب کی ایک فون کال وہاں دہلکا مچا چکی تھی ارسم جس کی خالہ نے دو دنوں تک پاکستان آنا تھا وہ آج ہی رات کی فلائٹ سے پاکستان آ رہی تھی جبکہ ارسم نے سارا گھر سر پر اٹھایا ہوا تھا جیسے کسی چھوٹے سے بچے کو اس کی پسندیدہ چیز ملنے پر وہ خوش ہوتا ہے اسی طرح جب سے ارسم نے یہ خبر سنی تھی وہ تو ایک جگہ ٹک ہی نہیں رہا تھا

جبکہ گھر کے ملازم ارسم کا یہ رویہ دیکھ کر خوشگوار حیرت میں مبتلا تھے کیونکہ ارسم بہت ہی خاموش طبیعت کا مالک تھا وہ جلدی کسی کو بھی مخاطب نہیں کرتا تھا اکثر تو لوگ اس کی آواز سننے کو بھی ترستے تھے اور وہ شخص جس کی آواز سننے کو ایک دنیا ترستی تھی وہ عمایہ عزمیل کو ہر لحاظ سے میسر تھا مگر عمایہ ہمیشہ اس کی محبت کو رد کر دیتی تھی مگر ارسم ابراہیم نے جیسے ٹھان لی تھی کہ

عمایہ کی نہ سہی مگر اپنی محبت کے ذریعے وہ اسے حاصل کر کے ہی رہے گا اور آخر کار وہ لمحہ وہ دن آ ہی گیا تھا

صرف ایک خبر پر ارسم نے انصر کو حکم دیا تھا کہ وہ اس شہر میں موجود تمام یتیم خانوں میں کھانا کپڑے اور ہر وہ ضرورت کی چیز تقسیم کرے جو وہاں لوگوں کو چاہیے انصر کو آج بھی یاد تھا کہ جب عمایہ نے پہلی بار اس گھر میں قدم رکھا تھا تب بھی انصر کو ارسم کی طرف سے یہی حکم ملا تھا کہ غریبوں کو کھانا کھلاؤ یتیموں کو کپڑے دلاؤ اور آج بھی ارسم نے سب سے پہلا حکم یہی سنایا تھا جس کے حکم پر فوراً ہی تکمیل ہونا شروع ہو چکی تھی۔

جبکہ گھر کے ملازم تو ارسم کو ہمیشہ سے ہی دعائیں دیتے تھے کیونکہ وہ زکوۃ اور خیرات کے معاملے میں ہمیشہ اول نمبر پر رہتا تھا خدا نے جتنا اسے دیا تھا وہ اتنا تقسیم کرنے کا بھی ظرف رکھتا تھا اسی لیے تو خدا نے اسے کامیابی کی بلندیوں پر پہنچایا تھا شاید اس کے پیچھے بہت سے بے سہارا اور غریب لوگوں کی دعائیں تھیں جو ارسم کو گرنے نہیں دیتی تھی

اسے ناکام نہیں ہونے دیتی تھی اور آج تو وہ اپنی محبت حاصل کرنے جا رہا تھا آج وہ کیوں نہ اپنے خدا کے سامنے شکر گزار ہوتا جس نے اسے وہ سب دیا جو اس نے اپنی زندگی میں چاہا اور عمایہ اس کی واحد اور آخری خواہش تھی جس کے بدلے وہ اپنی ساری سلطنت بھی لٹا سکتا تھا

ہاں جی بیٹا تو مجھے بتاؤ نا کہ دل میں کون سے لڈو پھوٹ رہے ہیں ایشال عمایہ کے پشت پر کھڑی ہو کر اس کے کان کے قریب جھکتے ہوئے اسے زچ کرنے والے انداز میں بولی عمایہ نے شیشے سے نظر آنے والے ایشال کے عکس کو ایک زبردست گھوری سے نوازا جس پر ایشال قہقہہ لگا کر ہنسی

میں تمہارا منہ توڑ دوں گی ایشال اگر اب تم نے مجھے چھیڑنے کی کوشش کی تو عمایہ نے اسے گھورتے ہوئے اسے ساتھ وارن بھی کیا

اچھا اچھا ٹھیک ہے نہیں تنگ کرتی اب ویسے بہت پیاری لگ رہی ہو ماشاءاللہ ایشال عمایہ کی طرف دیکھتی ہوئی بولی جو آج گولڈن رنگ کی ڈریس میں ملبوس چہرے پر ہلکا سا میک آپ کیے ہلکی سی جیولری پہنے سر پر نفاست سے دوپٹہ ٹکائے اتنی سی تیاری میں بھی غضب ڈھا رہی تھی صبح ہی انہیں اطلاع ملی تھی کہ لڑکے کے گھر والے عمایہ کو انگوٹھی پہنانے آ رہے ہیں جس پر اسمہ بیگم نے اسے ایک جوڑا تھمایا جسے اس وقت زیب تن کیے ہلکا پھلکا سا تیار ہوئے بیٹھی اپنے بلاوے کا انتظار کر رہی تھی جبکہ مہمانوں کے آنے کی اطلاع انہیں پہلے ہی مل چکی تھی

ایشال مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے عمایہ ایشال کا ہاتھ تھامتے ہوئے بولی

کیوں کیا ہوا ڈر کیوں لگ رہا ہے تم اس رشتے کے لیے راضی نہیں اگر ایسا ہے تو بابا جان کو انکار کر دو ایشال پریشان ہوتی جلدی سے اس کے قریب بیٹھی اور اس سے وجہ پوچھنے لگی

نہیں مجھے ماما بابا کے فیصلے پر بالکل بھی اعتراض نہیں ہے اور میں انکار نہیں کرنا چاہتی مگر مجھے اس کی طرف سے خوف محسوس ہو رہا ہے اگر اسے معلوم ہوا اور اس نے کچھ غلط کر دیا تو عمایہ نے اپنے دل کی بات کہہ ڈالی جو کب سے اسے سکھ سانس نہیں لینے دے رہی تھی

اچھا تم ان باتوں کو مت سوچو اتنے دنوں سے اس نے تمہیں تنگ نہیں کیا تو بھول گیا ہوگا ایسا کچھ نہیں ہوگا تم غلط سوچ مت سوچو ایشال نے فوراً اسے تسلی دی اور اسے پر سکون کرنے کی کوشش کی

ابھی وہ دونوں اسی معاملے میں بات کر رہی تھی جب کمرے کا دروازہ کھولتے ہوئے نیلو اندر داخل ہوئی

وہ جی بی بی نیچے آپ دونوں کو بلا رہی ہیں وہ بول رہی ہیں کہ عمایہ بی بی کو ساتھ لے کر نیچے آجائیں مہمان آچکے ہیں نیلو عمایہ اور ایشال کی جانب دیکھتی ہوئی بولی جس پر عمایہ نے ہاں میں سر ہلایا تو نیلو وہاں سے چلی گئی

چلواب جلدی سے فضول سوچوں کو اپنے دماغ سے نکال دو اور اٹھو تمہارا ابلاوا آگیا ہے چلتے ہیں نیچے ایشال عمایہ کی طرف دیکھتی ہوئی بولی تو عمایہ ہاں میں سر ہلاتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی اور خود کو ایک آخری نظر شیشے میں دیکھتے ہوئے ایشال کے ساتھ باہر کی جانب قدم بڑھائے

عمایہ ایشال کے ساتھ ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی جہاں سب کے بولنے کی آوازیں آرہی تھیں

السلام علیکم عمایہ کی دھیمی خوبصورت آواز کو سنتے سب خاموش ہوگئے جبکہ ابراہیم صاحب اور ان کے بغل میں بیٹھی ارسم کی خالہ نے نظریں اٹھا کر سامنے سے آتی عمایہ کی طرف دیکھا تو بے ساختہ ماشاءاللہ بولا۔

انہیں اب اندازہ ہوا تھا کہ ارسم نے جو بولا تھا اس کے پیچھے چھپے الفاظ کیا تھے جب انہوں نے ارسم سے بولا تھا کہ لڑکی کیسی ہے اس نے کہا تھا کہ

آپ خود دیکھ لیجیے گا مجھے امید ہے کہ آپ کو اس لڑکی میں ایک بھی داغ نظر نہیں آئے گا اور اب ان دونوں کو ہی ارسم کا کہا سو فیصد درست لگ رہا تھا

سامنے سے آتی نازک لڑکی بے تحاشہ حسن رکھتی تھی وہ ایک غیر معمولی حسن کے مالک تھی چہرے پر موجود معصومیت اسے مزید منفرد بنا رہی تھی گولڈن رنگ کے جوڑے میں ملبوس وہ کوئی پری ہی معلوم ہو رہی تھی سنہری آنکھیں بے حد معصومیت لیے انہی کی جانب دیکھ رہی تھی جیسے جاننے کی کوشش کر رہی ہوں کہ یہ وہی لوگ ہیں جو اسے انگوٹھی پہنانے آئے ہیں

وعلیکم السلام آؤ بیٹا ادھر بیٹھو ارسم کی خالہ نے ہاتھ بڑھا کر عمایہ کا ہاتھ تھاما اور اسے اپنے قریب ہی بٹھا لیا

ماشاءاللہ بہت پیاری ہے ہماری بچی وہ عمایہ کا سر پر شفقت سے ہاتھ رکھتے ہوئے بولیں

بیٹا میں آپ کے والد کے برابر ہی ہوں آپ ائندہ سے مجھے اپنے والد ہی سمجھیں کیونکہ میں آپ میں اور اپنے بیٹے میں بالکل فرق نہیں کرنے والا بلکہ ائندہ آنے والے وقت میں آپ مجھے اپنے ساتھ کھڑا پائیں گے کیونکہ مجھے ایک بیٹی کی اشد ضرورت ہے اور میں نے آپ کو اپنی بہو نہیں بلکہ بیٹی بنایا ہے۔

ابراہیم صاحب عمایہ کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولے تو عمایہ نے ہلکا سا مسکرا کر ان کی طرف دیکھا عمایہ کی مسکراہٹ ابراہیم صاحب کو بہت خوبصورت لگی ان کا شدت سے دل چاہا کہ کاش ان کی بھی بیٹی ہوتی مگر انہوں نے خود سے عہد بھی کیا کہ عمایہ کو وہ بہو نہیں بلکہ بیٹی ہی تسلیم کریں گے اور اسے کبھی کوئی کانٹا بھی نہیں چبنے دیں گے ایک باپ کا گھر وہ چھوڑ کر جائیں گے دوسرے گھر میں وہ باپ کا فرض نبھائیں گے کیونکہ وہ لڑکی تکلیفیں جھیلنے کے لیے نہیں بنی بلکہ وہ تو محبتیں سمیٹنے والی لڑکی ہے یہ بات وہ چند ہی لمحوں میں جان چکے تھے

چلیں جی بسم اللہ کریں ابراہیم صاحب سامنے بیٹھے ہیڈسن کی خالہ کی طرف دیکھتے ہوئے تو انہوں نے ہلکا سا مسکرا کر اپنے پرس میں سے انگوٹھی نکالی وہ انگوٹھی اتنی خوبصورت تھی کہ اس کی چمک سے ہی معلوم ہوتا تھا کہ وہ کوئی عام انگوٹھی نہیں ہے اس انگوٹھے کے اوپر چمکتے ہیرے اس بات کی گواہی تھے کہ وہ بہت خاص اور قیمتیں انگوٹھی ہے

یہ میری محروم بہن کی انگوٹھی ہے اور وہ ہمیشہ سے بولتی تھی کہ اس انگوٹھی پہ صرف ان کی بہو کا حق ہے جو ان کے بیٹے کی دلہن بنے گی اور آج سے یہ انگوٹھی تمہاری ہوئی انہوں نے بولتے ہوئے عمایہ کہ بائیں ہاتھ کی تیسری انگلی میں انگوٹھی پہنادی ایک تو اس کے ہاتھ اتنے ملائم سرخ و سفید اور خوبصورت تھے یہ انگوٹھی پہناتے ہی سمجھ نہیں آیا کہ انگوٹھی عمایہ کے ہاتھ میں خوبصورت لگ رہی ہے یا عمایہ کا ہاتھ انگوٹھے کی وجہ سے خوبصورت لگ رہا ہے اس انگوٹھی کی چمک مزید بڑھ گئی تھی جب وہ عمایہ کہ ہاتھ میں چمکنے لگی تھی

ماشاءاللہ اللہ ہمیشہ خوش رکھے سلامت رکھے ابراہیم صاحب نے بولتے ہوئے شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا جب کہ عمایہ نظریں جھکائے خاموشی سے بیٹھی ہوئی تھی

جبکہ وہاں موجود گھر کے تمام افراد مسکراتے ہوئے عمایہ کو دیکھ رہے تھے کسی کو بھی اندازہ نہیں تھا کہ اتنی جلدی ان کے گھر کے قسمت کے ستارے چمکیں گے کہ ان کے گھر کے چاروں بچوں کی شادی کی بات ایک ساتھ ہی ہو جائے گی سب کی امانتیں ان تک پہنچ جائیں گی

عمایہ کے بارے میں بھی کسی نے ایسا نہیں سوچا تھا مگر دو ہی دن میں اس کی پوری قسمت بدل چکی تھی ہوا تو ایشال کے ساتھ بھی ایسا ہی تھا مگر اب عمایہ ایشال کی فیلنگز سمجھ سکتی تھی کیونکہ اسے بھی وہی جھٹکا لگا تھا جو ایشال کو لگا تھا اب سچویشن دونوں کی ایک جیسی تھی جبکہ گھر والے تو بے حد خوش تھے

حیدر نے غیر ارادی نظر اٹھا کر سامنے دیکھا جہاں تائی جان کے پاس ہی کھڑی ایشال دونوں ہاتھ آپس میں ملائے بے حد خوش ہوتے ہوئے عمایہ کو دیکھ

رہی تھی آج اس کے چہرے کی مسکراہٹ یہاں تک کہ پوری کی پوری ایشال ہی حیدر کو کچھ اور دکھائی دے رہی تھی کیونکہ اس کی نظر بھی بدل چکی تھی چونکہ وہ اب اسے کسی بہن کی نظر سے نہیں دیکھ رہا تھا۔

آج تو اس کا مسکرانا بھی اچھا لگ رہا تھا حیدر نے یہ سوچتے ہوئے سر جھٹکا اور اپنی سوچ پر خود ہی مسکرا دیا

کچھ دیر مزید بیٹھنے کے بعد عمایہ کو جانے کی اجازت مل گئی تو عمایہ ایشال کے ساتھ اپنے کمرے میں آ گئی جبکہ کچھ ہی دیر بعد نیلو اور گھر کے کچھ ملازم بہت سے گفٹس اور بڑی بڑی ٹوکریاں اٹھائیں عمایہ کے کمرے میں داخل ہوئے جسے دیکھ کر عمایہ بے حد حیران ہوئی

یہ سب سامان آپ کے سسرالی لے کر آئے ہیں اور بی بی نے بولا ہے کہ یہ آپ کے کمرے میں رکھوا دیا جائے اور آپ دیکھ لیں نیلو سب سامان رکھ کر عمایہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولی

ہاں ٹھیک ہے ہم دیکھ لیتے ہیں تم جاؤ ایشال نیلو کی جانب دیکھتی ہوئی بولی تو وہ جی بی بی کہتی ہوئی کمرے سے نکل گئی

ارے واہ عزمی یار تمہارے سسرالی تو بہت کمال کے ہیں اتنے سارے گفٹ وہ بھی صرف تمہارے لیے ایشال تو خوش ہو گئی تھی اتنے زیادہ تحفے تحائف دیکھ کر

اور تمہارے سسرالی بھی بہت اچھے ہیں دیکھنا پرسوں تمہارے لیے گفٹ لے کر آئیں گے اور پھر تم بتانا کہ میرے گفٹ زیادہ ہیں یا تمہارے عمایہ نے موقع پر چوکا مارا اس نے ایشال کو احساس دلایا کہ وہ اس کی سسرالی ہی ہے

اچھا اب تم نند بن کر دکھاؤ گی مجھے ایشال منہ بناتے ہوئے عمایہ کی طرف دیکھ کر بولی

ارے نہیں میں تمہاری نند کیوں بنوں گی بھلا بس میں یہ بتا رہی ہوں کہ میں بھی تمہاری سسرالیوں میں سے ہی ہوں اور جب پرسوں تمہیں انگوٹھی

پہنانے آئیں گے تب پتہ چل جائے گا کہ تمہارے سسرالی تمہارے لیے کیا لے کر آتے ہیں عمایہ مسکراتے ہوئے بولی اس کا انداز اسے چھیڑنے والا تھا

اچھا چھوڑو ساری باتیں آؤ ہم گفٹس دیکھتے ہیں ایشال کافی ایکسائیٹڈ ہوتے ہوئے بولی اور سارے گفٹس کے پاس جا بیٹھی

تم دیکھو میں چینج کر لوں عمایہ ایشال کو دیکھتے ہوئے بولی اور اپنا ہلکا پھلکا سا ڈریس لیے چینج کرنے چلی گئی

بہت بہت مبارک ہو اللہ تم دونوں کو ہمیشہ خوش رکھے ارسم کی خالہ ارسم کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے بولیں جس پر ارسم مسکرا دیا

شکریہ نہیں بولو گے ہمیں وہ ارسم کے قریب بیٹھتے ہوئے شرارت سے بولیں

کس چیز کا شکریہ۔۔۔؟؟ارسم نے ان کی شرارت کا کوئی اثر نہیں لیا

بھائی ہم تمہاری ہونے والی دلہن کو تمہارے نام کی انگوٹھی پہنا کر آئے ہیں

پوری نہیں مگر اب وہ تمہاری امانت بن چکی ہے اس حوالے سے تمہیں ہمارا

شکریہ ادا کرنا چاہیے بلکہ تمہیں تو ہمیں ایک گرینڈ پارٹی دینی چاہیے وہ ارسم

کو تفصیل سے آگاہ کرنے لگی جبکہ ان کے قریب بیٹھے ابراہیم صاحب چہرے

پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹ لیے انہیں دیکھ رہے تھے

وہ میری ہی امانت تھی اگر آپ اسے انگوٹھی پہنانے نہ بھی جاتی تب بھی میں

اس سے شادی کر لیتا ارسم بے نیاز انداز میں بولا

اور تم ہمارے بغیر کیسے شادی کر لیتے وہ آنکھیں چھوٹی کیے ارسم کو مشکوک

نظروں سے گھورتے ہوئے بولیں

میں صرف نکاح کرتا میں اپنی محبت کو اپنی دسترس میں لے آتا میرے لیے یہ

سب مشکل نہیں تھا ارسم اتنے بے نیاز انداز میں بولا جیسے اسے عمایہ سے

نکاح کے لیے ان کی بالکل ضرورت نہ ہو جبکہ اس کی خالہ جانتی تھی کہ وہ جان بوجھ کے انہیں تنگ کر رہا ہے اس لیے انہوں نے ایک تھپڑ اس کے بازو پر جھاڑا

اتنے تم تیس مار خامیں بھی دیکھتی کہ کیسے اکیلے کو کوئی اپنی بیٹی دے دیتا اور اگر اتنی جرات ہے تو اکیلے بارات لے کر جانا اور اکیلے اپنی دلہن کو لے آنا ہم نہیں جا رہے تمہارے ساتھ۔۔۔ وہ بھرپور ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے بولیں جس پر ارسم کی مسکراہٹ گہری ہوں گئ

اب جب آپ نے شروعات کر ہی دی ہے تو اب میں اکیلا جا کر کیا کروں گا اب تو میری دلہن لینے بھی آپ ہی میرے ساتھ جائیں گی ارسم ان کے گرد بازو کا حصار بناتے ہوئے بولا

اچھا اس ناراضگی کو چھوڑو اور اپنی تیاریاں شروع کرو کیونکہ اگلے ہفتے وہ لوگ ارسم سے ملنے آ رہے ہیں ابراہیم صاحب ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے بولے جس پر ارسم نے ہاں میں سر ہلایا

ٹھیک ہے پھر آپ بیٹھیں مجھے ایک ضروری کام ہے میں چلتا ہوں ارسم بولتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور باہر کی جانب قدم بڑھائے

-

عمایہ چینج کر کے باہر نکلی تو ایشال کمرے میں موجود نہیں تھی شاید وہ جا چکی تھی اس کو کوئی بلانے آیا تھا جب کہ عمایہ کا فون زور و شور سے بج رہا تھا اور اس کی کٹی بیڈ پر اچھل رہی تھی اور فون سے کھیلنے کی کوشش کر رہی تھی شاید وہ فون کو بند کرنے کی کوشش کر رہی تھی جو پورے کمرے میں شور کیے ہوئے تھا

عمایہ نے آگے بڑھ کر فون اٹھایا جبکہ فون کی سکرین پر نظر پڑتے ہی اس کا چہرہ خوف کے مارے سفید پڑ گیا

فون دو بار بج کر بند ہو چکا تھا مگر عمایہ وہیں فریز بنی کھڑی تھی جب دوبارہ فون بجا

عمایہ نے اپنے دھڑکتے دل کو سنبھالتے ہوئے کانپتے ہاتھوں کے ساتھ فون کال اٹینڈ کی اور فون کان سے لگایا جبکہ وہ ایک لفظ نہیں بولی تھی

مایا....ارسم کی وہی بھاری گھمبیر سرگوشی نما آواز عمایہ کہ وجود میں کپکپی پیدا کر گئی

Congratulations wife to be....!!!

ارسم کی بات سنتے عمایہ کو جیسے اپنے کانوں پر یقین ہی نہیں آیا

یہ سب کیا ہے....؟؟؟عمایہ عجیب سی الجھن کا شکار ہوتے ہوئے بولی

وہ ہی جو تم ابھی دیکھ کر آئی ہو ارسم بھی پر سکون انداز میں بولا

عمایہ کو یقین نہیں آرہا تھا ارسم جو بولنا چاہ رہا تھا وہ عمایہ سمجھنا نہیں چاہتی تھی نہ ہی اس کا دماغ اس بات کو سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا

کیا ہوا یقین نہیں آرہا تمہاری انگلی میں موجود انگوٹھی یقین دہانے کے لیے کافی ہے کہ تم اب میرے نام سے منسلک ہو چکی ہو ارسم کی آواز میں ایک خوشی تھی ایک سرشاری تھی

ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔۔عمایہ کا حیرت سے برا حال تھا اسے یقین نہیں ہو رہا تھا کہ جو ارسم بول رہا ہے وہ سچ ہے یا نہیں

ایسا ہو چکا ہے مایا۔۔۔۔ارسم بولتے ہوئے مسکرایا

میں نے کہا تھا کہ تم صرف میری امانت ہو۔۔۔۔

عمایہ دم سادھے اسے سن رہی تھی

اور میں تمہارے نام پر اپنی مہر لگا چکا ہوں اب جلد تم جلد میرے نہیں نکاح میں آؤ گی اور پھر میں تمہیں بتاؤں گا کہ محبت کسے کہتے ہیں ارسم گہری مسکراہٹ کے ساتھ بولا جبکہ عمایہ تو گم سم ہی ہو چکی تھی

تمہارے لیے کچھ گفٹس میں نے خود پسند کیے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ وہ تم خود کھولو اپنے دماغ پر زیادہ زور مت ڈالو ہونے والی بیوی ہونے والے شوہر کی طرف سے منگنی کی بہت مبارک باد ارسم کا انداز جتانے والا تھا

جیسے وہ عمایہ پر بہت کچھ جتا چکا تھا مگر اگلے ہی لمحے وہ فون بھی بند کر چکا تھا

جبکہ عمایہ حیرت میں ڈوبی وہیں بیٹھ گئی اور سامنے پڑے گفٹس کو دیکھنے لگی

جنہیں رنگ برنگے گفٹس پیپر میں پیک کیا گیا تھا نہ جانے اس کے اندر کیا تھا

جو ارسم نے سپیشل اسے فون کر کے بولا تھا کہ وہ خود کھولے

ارسم ابراہیم وہی شخص ہے جس کے نام کی انگوٹھی آج میرے ہاتھ میں پہنائی گئی ہے عمایہ اپنے ہاتھ میں چمکتی انگوٹھی پر نظریں جماتے ہوئے بولی

اس کا دل ایک الگ ہی رفتار میں دھڑک رہا تھا اور خوف تو جیسے کہیں دور جا سویا تھا جو خوف اس کے دل کو کھائے جا رہا تھا وہ خوف ایک دم سے ختم ہو چکا تھا مگر کیسے یہ سمجھنے سے عمایہ قاصر تھی

اس نے مجھے چیٹ کیا یعنی اس نے دھوکے سے میرے ساتھ منگنی کی اگر مجھے بتا دیتا کہ یہ وہی شخص ہے تو کیا میں نے اس کو کھا جانا تھا بے مروت کہیں کا عمایہ کہ دل میں ایک دم سے ارسم کے لیے غصہ آسمایا

نہیں کھول رہی میں اس کے دیا کوئی بھی گفٹ بھاڑ میں جائے عمایہ غصہ سے بولتے ہوئے اٹھی اور اپنی کٹی کو اس کے بیڈ میں لٹانے کے بعد خود سر تا پیر کمبل اوڑھے سوتی بنی

عمایہ کے سر سے ہر قسم کی پریشانی ختم ہو چکی تھی اس نے ارسم کے ساتھ کوئی نہ انصافی اور خیانت نہیں کی تھی یہی بات اس کی روح کو پر سکون کر گئی تھی

عمایہ کی آنکھ فجر کے وقت کھلی اپنے بال سمیٹتے ہوئے عمایہ بیڈ سے اٹھی اور ایک نظر اپنے قریب ہی سوتی ہوئی کٹی کی طرف دیکھا اور پھر وضو کرنے کے لیے واش روم کی جانب بڑھ گئی

فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد عمایہ وہیں جائے نماز پر بیٹھی اور اپنی روزمرہ کی تسبیح پڑھنے لگی تسبیح ختم کرنے کے بعد اس نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور اپنی آنکھیں بند کر کے دعا مانگنے لگی

یا اللہ مجھے نہیں پتا کہ وہ شخص میری زندگی میں کس مقصد کے لیے داخل ہوا ہے وہ بنا بتائے میری زندگی میں داخل ہوا محبت کا دعویٰ لے کر اور اب وہ بنا بتائے میری قسمت میں بھی داخل ہو چکا ہے۔

اگر وہ شخص واقعی میں مجھ سے محبت کرتا ہے تو مجھے بھی اس کا وفادار بنانا اور اس شخص کی محبت میں ذرا سا بھی کھوٹ ہے تو اسے اور مجھے کسی اور رشتے میں بدلنے سے پہلے ہی جدا کر دینا یا اللہ میں ہر تکلیف تو برداشت کر سکتی ہوں مگر محبت میں کھوٹ نہیں مجھے آج تک جتنی بھی محبتیں ملی ہیں سب ہر عیب سے

پاک تھی اور میری خواہش ہے کہ میرا شوہر جو مجھ سے محبت کرے وہ محبت بھی ہر عیب سے پاک ہو

یا اللہ اس شخص کو میری زندگی میں اچھا نصیب بنا کر داخل کرنا میں نہیں جانتی کہ وہ شخص میرے لیے اچھا ہے یا برا مگر میرا دل کہتا ہے کہ وہ شخص سچا ہے میرے نصیب میں آگے کیا لکھا ہے یہ آپ سے بہتر کوئی نہیں جانتا مگر میں آپ سے اپنے نصیب کی دعا ضرور کروں گی عمایہ ہاتھ اٹھائے مسلسل اپنے دل کی باتیں اپنے رب سے کر رہی تھی

دعا مانگنے کے بعد عمایہ نے جائے نماز اٹھائی اور اسے الماری میں رکھا جب اس کی نظر صوفے پر پڑے انہیں گفٹس پر پڑی جن کے بارے میں کل ارسم نے بولا تھا کہ وہ انہیں خود کھولے

نہ جانے عمایہ کے دل میں کیا آسمائی اس نے قدم صوفے کی جانب بڑھائے صوفے پر بیٹھ کے بغور ان گفٹس کی طرف دیکھنے لگی کافی زیادہ گفٹس تو ایشال

کھول چکی تھی مگر یہ گفٹس الگ تھے جنہیں ابھی تک کسی نے ہاتھ بھی نہیں لگایا تھا

عمایہ نے سامنے پڑا باکس اپنے آگے رکھا اور آہستہ آہستہ اسے کھولنے لگی وہ باکس کھولتے ہی عمایہ کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئی اس میں ایک بیش قیمتی جوڑا موجود تھا ویسے تو وہ سفید رنگ میں تھا مگر وہ اتنا خوبصورت اور ہیوی تھا کہ بغیر اسے کھولے ہی عمایہ یک طرف اسے دیکھ رہی تھی

عمایہ نے وہ جوڑا نکال کر باہر رکھا جب وہیں سے ایک چھوٹی سی چٹ ملی جسے پکڑتے ہوئے عمایہ نے اس کے اوپر لکھے ہوئے حروف پڑھنا شروع کیے جس پر لکھا تھا

"یہ ہمارے نکاح کا جوڑا ہے جس دن تمہارا اور میرا نکاح ہو گا اس دن تم اس جورے کو زیب تن کرو گی"

یہ چٹ ارسم نے لکھی تھی عمایہ اس کی لکھائی پہچان چکے تھے

عمایہ نے وہ ڈریس کھول کر نہیں دیکھا کیونکہ وہ پیش قیمتی ڈریس یوں ہی دیکھنے سے معلوم ہو رہا تھا کہ وہ کتنا خوبصورت ہے

عمایہ نے دوسرا ڈبہ کھولا تو اس میں اس جوڑے کے ساتھ میچنگ جیولری تھی جو ہیر و سے ڈیزائن کروائی گئی تھی وہ زیادہ ہیوی تو نہیں تھی مگر زیادہ ہلکی بھی نہیں تھی عمایہ تھی کی تو آنکھیں چمکنے لگی تھی اپنے سامنے اتنی چمکدار جیولری دیکھتے ہوئے

ایسا نہیں تھا کہ اس نے ڈائمنڈ زندگی میں پہلی بار دیکھے تھے ایسا تھا کہ اس نے اتنے پیش قیمتی چیزیں زندگی میں پہلی بار دیکھی تھی اور یہ سب اس کے لیے تھا

عمایہ کو جیسی یقین نہیں ہو رہا تھا تو وہ اتنی بھاری چیزیں کیسے ہینڈل کرے گی اگر اس کے جگہ کوئی اور لڑکی ہوتی تو یقیناً وہ خوشی سے پاگل ہوتی کہ اسے اتنا کچھ گفٹ میں ملا ہے جبکہ عمایہ اپنے چھوٹے سے دماغ میں یہ باتیں سوچ رہی تھی کہ وہ اس بھاری جوڑے کو اور بھاری جیولری کو کیسے سنبھالے گی اس

سے تو ہلکا پھلکا جوڑا بھی بہت مشکل سے ہینڈل ہوتا ہے یہ تو پھر اتنا بھاری عروسی جوڑا تھا

یوں ہی سارے گفٹس کھولنے کے بعد عمایہ نے انہیں باری باری الماری میں سیٹ کیا اور اسی دوران اس صبح کے سات بج گئے یہ تو شکر تھا کہ کالج سے چھٹیاں تھی ورنہ عمایہ تو کالج جانے کی جلدی میں یہ گفٹس بھی نہ دیکھ پاتی

عمایہ نے نظر گھما کر گھڑی کی طرف دیکھا جہاں صبح کے سات بج رہے تھے اور پھر اس نے ایک نظر اپنے بیڈ پر کھیلتی کٹی کو دیکھا پھر آگے بڑھ کر اپنا دوپٹہ اٹھایا اور گلے میں ڈالتے ہوئے باہر کی جانب قدم بڑھائے

اب اسے اپنی کٹی کے ناشتے کا کوئی انتظام کرنا تھا اور یہ بھی دیکھنا تھا کہ ناشتے میں کیا بن رہا ہے جبکہ عمایہ کو باہر جاتا ہے دیکھ کر کٹی بھی اس کے پیچھے ہی کمرے سے باہر نکلی تھی عمایہ جانتی تھی کہ وہ اس کے پیچھے ضرور آئے گی اس لیے وہ پر سکون انداز میں کمرے سے نکلی اور کچن کے جانب چل دی

نصرت تم رک جاتی کچھ دن اور ابھی کل ہی تو آئی ہو اور آج واپس جا رہی ہوں ابراہیم صاحب ارسم کی خالہ کی جانب دیکھتے ہوئے بولے جن کی اگلے ایک گھنٹے کے اندر اندر واپسی کی فلائٹ تھی اور اس وقت وہ سب ناشتے کی ٹیبل پر موجود ناشتہ کر رہے تھے

بھائی میں تو لازمی رکتی مگر آپ کو پتہ ہے کہ فراز وہاں اکیلے ہیں اور میرے بغیر تو ان کا گزارا ہی نہیں میڈیسن بھی ٹائم پر نہیں لیتے اس لیے میرا جانا ضروری ہے اب جب اگلی بار آؤں گی تو انہیں ساتھ ہی لے کر آؤں گی تاکہ کافی دیر یہیں پر گزار کر جاؤں وہ ابراہیم صاحب کی جانب دیکھتی ہوئی بولیں نصرت ارسم کی اکلوتی خالہ تھی جن کی شادی فراز صاحب سے ہوئی تھی مگر خدا نے انہیں اولاد کی نعمت سے نہیں نوازا تھا انہوں نے ارسم کو ہمیشہ اپنی اولاد کی طرح ہی سمجھا تھا جبکہ ارسم نے بھی کبھی انہیں اپنی ماں سے کم درجہ

نہیں دیا تھا وہ بالکل ان کی فیملی کی طرح تھی فراز صاحب کا امریکہ میں اپنا بزنس تھا اور دونوں میاں بیوی وہیں پر سیٹل تھے

اب تو آپ بس ارسم کی شادی کی تیاریاں کریں بھائی برامت مانیے گا مگر مجھے یہ بات مناسب نہیں لگی کہ آپ نے لڑکی کی پڑھائی تک وقت دیا ہے شادی کر دیتے آپ اور بعد میں وہ پڑھائی کرتی رہتی اسے یہاں پر کس نے روکنا تھا انہوں نے اپنے دل کی بات بولی جو کب سے وہ کہنا چاہ رہی تھی کیونکہ وہ بھی ارسم کی شادی کے بہت سے ارمان اپنے دل میں لیے بیٹھی تھیں مگر چار سے پانچ سال عمایہ کی پڑھائی کے لیے شادی کا انتظار کرنا انہیں یہ چیز مناسب نہیں لگ رہی تھی

لڑکی نہیں عمایہ۔۔۔۔۔!!! ارسم نے ان کا فقرہ درست کیا اور انہیں بتانا بہتر سمجھا کہ وہ کوئی لڑکی نہیں بلکہ اس کا نام عمایہ ہے جبکہ ارسم کے اس طرح بولنے پر ابراہیم صاحب اور اس کی خالہ نے کن اکھیوں سے اسے دیکھا تھا

ارسم نے اس چیز پر غور نہیں کیا کیونکہ وہ صرف ناشتہ کرنے میں مصروف تھا جبکہ کان تو اس کے انہی دونوں کی طرف تھے کیونکہ یہاں اس کے مطلب کی بات چل رہی تھی یعنی عمایہ عزمیل کی بات چل رہی تھی اور اس مقام پر وہ چاہ کر بھی بے نیاز نہیں ہو سکتا تھا

میں نے بچی کے والد سے وعدہ کیا ہے اور بچی نے شرط بھی تو یہی رکھی تھی کہ وہ اپنی پڑھائی مکمل ہونے تک شادی نہیں کرے گی جبکہ منگنی کے لیے تو وہ راضی تھی منگنی ہو گئی ہے کوئی بات نہیں عنقریب ہم ان دونوں کا نکاح بھی کر دیں گے شادی کا کیا ہے جب عمایہ کی پڑھائی مکمل ہو جائے گی تب اس کی رخصتی کروا کر اسے لے آئیں گے اتنا صبر تو کر ہی سکتا ہے میرا بیٹا ابراہیم صاحب بہت فخر سے بولے جبکہ صبر کے نام پر ارسم نے بڑی مشکل سے نوالہ اپنے حلق سے نیچے اتارا

وہ یہاں مرے جا رہا تھا عمایہ کو اپنی زندگی میں شامل کرنے کے لیے اور یہاں پر اس کا باپ بہت فخریہ انداز میں پورے پانچ سال صبر کے کروے گھونٹ بھرنے کے مشورے دے رہا تھا

ارسم کو منظور تھی عمایہ کی شرطیں وہ اسے پڑھائی سے نہیں روکنا چاہتا تھا مگر وہ یہ ضرور چاہتا تھا کہ عمایہ اس کی دسترس میں آجائے اور اس کے بعد وہ اپنی پڑھائی جاری رکھے اسے پڑھائی سے نہیں روکے گا اور نہ ہی اس پر کسی بھی قسم کی کوئی بھی ذمہ داری ڈالی جائے گی مگر ابھی تک اسے اپنی بات منظور ہونے کے اثرات نظر نہیں آرہے تھے

آپ مانیں یا نہ مانیں مگر مجھے یہ بات بالکل ٹھیک نہیں لگی آپ لڑکی کے ماں باپ سے بات کریں انہیں بولیں گے وہ شادی کر دیں شادی کے بعد بھی بچی کی پڑھائی جاری رہے گی ہم اس کی پڑھائی کو نہیں رکوائیں گے اور نہ ہی ہم سو کالڈ پرانے 7 ساس سسر کی طرح ہیں جو بچی کی پڑھائی چھڑوا کر اس سے کام

کروائیں گے نصرت بیگم پوری کوشش کر رہی تھیں کہ کسی طرح ارسم کی جلدی شادی ہو جائے

تمہاری بات ٹھیک ہے مگر ابھی یہ وقت مناسب نہیں اور میں وعدہ کر چکا ہوں جب بچی چاہے گی تب ہی شادی ہو گی اب اس موضوع پر دوبارہ کوئی بحث نہیں ہو گی ابراہیم صاحب نے سنجیدگی سے بولتے ہوئے بات ہی ختم کر دی جس پر نصرت بیگم بالکل خاموش ہو گئی جبکہ ارسم بھی خاموشی سے اپنا ناشتہ ختم کرتا اٹھ کھڑا ہوا اور سب کو خدا حافظ بولتے ہوئے آفس کے لیے نکل گیا

—

گھر میں شادی کی تیاریاں شروع ہو چکی تھی آج سب نے عفاف کو مائیوں بٹھانے جانا تھا جن میں صرف گھر کی خواتین ہی موجود تھی جب کہ مرد

حضرات کو گھر پر ہی رکنے کا حکم دیا گیا تھا جن میں حمزہ ہادی حیدر اور عارب موجود تھے جبکہ فضل صاحب اور عارف صاحب نے گھر کی خواتین کے ساتھ ہی جانا تھا

دس از ناٹ فیر ماما ہم دونوں تو چھوٹے ہیں ہم دونوں کو تو لے جائیں ہمیں بھی بھابھی کو دیکھنا ہے ہادی اور حمزہ پچھلے آدھے گھنٹے سے مسلسل اسمہ بیگم کے پیچھے پیچھے گھوم رہے تھے اور بار بار بول رہے تھے کہ انہیں بھی ساتھ لے کر جایا جائے کیونکہ وہ دونوں بھی گھر کے چھوٹے بیٹے ہیں جب کہ وہ انہیں ہزار بار سمجھا چکی تھیں کہ یہ لڑکیوں کا فنکشن ہوتا ہے اس میں لڑکے نہیں ہوتے جبکہ ان دو ڈھیٹوں کو بالکل فرق نہیں پر رہا تھا وہ دونوں چاہتے تھے صرف ان کی بات مانی جائے اور انہیں بھی ساتھ لے کر جایا جائے

حمزہ اور ہادی میں تم لوگوں کو آخری بار سمجھا رہی ہوں چپ چاپ سائیڈ پر بیٹھ جاؤ ورنہ مجھے مجبوراً تمہارے بابا کو بتانا پڑے گا پھر وہ تم دونوں کو اپنے طریقے سے ایک جگہ پر بٹھائیں گے اور مجھے امید ہے کہ تم دونوں کو ان کی

بات سمجھ بھی آجائے گی اسمہ بیگم بھی تنگ آچکی تھی ان کے بار بار ضد کرنے پر اس لیے وہ انہیں وارن کرتے ہوئے بولیں جس کا اثر فوراً ہی ان دونوں پر ہو گیا اور وہ دونوں ہی منہ پھلا کر لاؤنج میں پڑے صوفے پر بیٹھ گئے ان دونوں کے منہ یوں پھولے ہوئے تھے جیسے کسی نے غبارے میں ہوا بھر دی ہو

مما آئی ایم ریڈی کیسی لگ رہی ہوں میں عمایہ چہکتے ہوئے لاؤنج میں داخل ہوئی اور گول گول گھوم کر اسمہ بیگم کو دکھانے لگی

وہ اس وقت پیلے رنگ کی پاؤں کو چھوتی فراک میں ملبوس تھی جس پر ملٹی پھولوں کا کام ہوا تھا اس نے اپنے دونوں ہاتھوں میں گجرے پہنے ہوئے تھے جبکہ بالوں کو ہلکے سے کیچر میں قید کیے پشت پر کھلا چھوڑا ہوا تھا چہرے پر ہلکا ہلکا سا میک اپ تھا جبکہ گلابی ہونٹوں کو گلابی لپسٹک کے ساتھ رنگ کر مزید خوبصورت بنایا گیا تھا پیلا رنگ اس پر بہت جچا تھا اور وہ بہت پیاری لگ رہی تھی

ماشاءاللہ بہت پیاری لگ رہی ہو میری بچی اسمہ بیگم عمایہ کی طرف دیکھتی ہوئی بولیں عمایہ کو دیکھتے ہی ان کے چہرے پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹ جگہ لے چکی تھی وہ ان کی اکلوتی بیٹی تھی اور سب سے بڑھ کر ان کی لاڈلی اولاد۔۔۔۔

وہ تو جتنی بار اس کے صدقے واری جاتی تھی اتنا ہی کم تھا یا شاید یہ صرف ایک ماں کو ہی کم لگتا تھا کیونکہ سب مائیں اپنی اولاد کے معاملے میں ایسی ہی ہوتی ہیں

کیا ہوا تم دونوں کا منہ کیوں پھولا ہوا ہے عمایہ کہ نظر ہادی اور حمزہ پر پڑی تو ان کی جانب قدم بڑھاتے ہوئے بولی جب کہ عمایہ کے پوچھنے پر ان دونوں نے مزید منہ پھلا لیا

اب بتاؤ گے کیوں بندروں کی طرح بیٹھے ہوئے ہو عمایہ ان دونوں کے درمیان میں جگہ بنا کر بیٹھتے ہوئے بولی

یہ دونوں ہم لوگوں کے ساتھ جانا چاہتے ہیں اور چھوٹی مما سے ان دونوں کو ڈانٹ پڑی ہے ایشال لاؤنج میں داخل ہوتے ہوئے بولی جب کہ اس کا انداز حمزہ اور ہادی کو چھیڑنے والا تھا جس پر وہ بھرکے بیٹھے ہوئے مزید بھرک چکے تھے

تو پھر کیا ہوا ہم انہیں ساتھ لے چلتے ہیں نا اچھا ہوگا سب مل کر انجوائے کر لیں گے عمایہ اسمہ بیگم کی طرف دیکھتی ہوں بولی جب کہ عمایہ کے اس طرح بولنے پر وہ دونوں جلدی سے چوکس ہو کر بیٹھے

نہیں بیٹا وہ صرف لیڈیز کا فنکشن ہے اور سب لیڈیز میں یہ دونوں کیا کریں گے اگر یہ دونوں گئے بھی تو مجبوراً ہمیں ان دونوں کو باہر بٹھانا پڑے گا اور دونوں باہر اکیلے بیٹھ کر بلاوجہ بور ہی ہوں گے اس لیے گھر پر رہیں اپنے بھائیوں کے پاس اسمہ بیگم نے اب کی بار پیار سے سمجھانا چاہا

یہ بھی بات ٹھیک ہے اب پھر کیا کیا جائے تم دونوں گھر رہ لو ہم جلد واپس آ جائیں گے پھر ہم خود یہاں ڈھولکی رکھیں گے عمایہ نے جیسے مسئلے کا حل نکالا جبکہ حمزہ اور ہادی کا منہ دوبارہ بن چکا تھا

چلو اٹھو شاباش سارا سامان اور گفٹ گاڑی میں رکھو ہم بھی بس ارہے ہیں اسم بیگم ہادی اور حمزہ کی جانب دیکھتے ہوئے بولی تو انہیں دیکھتے ہوئے زبردستی مسکرائے اور وہاں سے اٹھ کر باہر کی جانب چلے گئے جبکہ ان کے جاتے ہی عمایہ نے ایشال کی طرف دیکھا جو پہلے ہی اس کی طرف دیکھ رہی تھی اور پھر ایک دم لاؤنج میں ان دونوں کے قہقہے چھوٹے یہ تو وہ دونوں ہی جانتی تھی کہ ان کے پھولے ہوئے منہ دیکھ کر وہ دونوں کیسے اپنی ہنسی کو کنڑول کیے بیٹھی ہیں

ائندہ تم اس پر پہلے سے بھی زیادہ نظر رکھو گے ائندہ سے تم میری جان کے

ساتھ ساتھ اس کی جان کی بھی حفاظت کرو گے چاہے تم میرے لیے

لاپرواہی برت لینا مگر عمایہ کہ معاملے میں اگر تم نے تھوڑی سی بھی بے

نیازی دکھائی یا تمہاری وجہ سے اسے کوئی بھی نقصان پہنچا تو اس کے ذمہ دار

تم ہو گئے انصر اور تم جانتے ہو میری ڈکشنری میں معافی نام کا لفظ نہیں پایا جاتا

ارسم اپنی کرسی پر بیٹھا ٹانگ پر ٹانگ جمائے کرسی کو دائیں بائیں ہلاتے ہوئے

سنجیدہ نظر سامنے بیٹھے انصر کے چہرے پر گاڑھتے ہوئے ترکی بات رکی بولا جبکہ

انصر نے نظر جھکاتے ہوئے صرف ہاں میں سر ہلایا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ یہ

شخص عمایہ کے بارے میں کتنا پاگل ہے وہ واقعی میں وہ کر سکتا ہے جو وہ بول

رہا ہے اسے اپنی جان سے پہلے بھی عمایہ کی فکر تھی

جی سر ٹھیک ہے میں ہر وقت میم پر نظر رکھوں گا انہیں کبھی کوئی نقصان

نہیں پہنچے گا آپ بے فکر رہیں انصر نے تابیداری سے جواب دیا

اس وقت کہاں ہے وہ ارسم نے اگلا سوال پوچھا

سر میم اس وقت اپنی بھابھی کے گھر موجود ہیں صرف وہ ہی نہیں بلکہ ان کے گھر کے سبھی لوگ وہیں پر موجود ہیں سوائے مرد حضرات کے کیونکہ وہ سب دلہن کو مائیوں بٹھانے گئے ہیں انصر نے ارسم کی جانب دیکھتے ہوئے جواب دیا تو ارسم نے ہاں میں سر ہلاتے ہوئے اسے جانے کا اشارہ کیا وہ فوراً ہی کرسی سے اٹھا اور آفس روم سے باہر نکل گیا

انصر کے جاتے ہی ارسم نے اپنا فون اٹھایا اور عمایہ کے نمبر پر کال ملائی مگر فون آگے سے نہیں اٹھایا گیا اس نے ایک میسج لکھا اور عمایہ کے نمبر پر سینڈ کر دیا جو پہلے تو ان سین تھا مگر پانچ منٹ بعد اسے سین کر لیا گیا

ارسم نے تقریباً 10 منٹ تک عمایہ کے جواب کا انتظار کیا جواب دیے بغیر ہی اف لائن ہو چکی تھی یعنی اس نے ارسم کو جواب دینا مناسب نہیں سمجھا تھا ارسم کو ایک دم سے عمایہ پر بہت غصہ آیا اس نے عمایہ کو ایک میسج لکھ کر بھیجا جو پہلے کی طرح سین تو ہو چکا تھا مگر پھر کوئی جواب نہیں دیا گیا اب کی بار ارسم نے میسج کے بجائے عمایہ کو کال ملائی جسے عمایہ نے آگے سے کاٹ دیا

جب چوتھی کال بھی اسی طرح کاٹی گئی تو ارسم ایک زوردار مکہ ٹیبل پہ مارتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا اس کی آنکھیں کچھ ہی منٹوں میں غصے کی وجہ سے سرخ انگار پڑ چکی تھی

ارسم نے کرسی کی پشت سے اپنا کوٹ اٹھایا اور اسے پہن کر گاڑی کی چابی اور اپنا فون پکڑتے ہوئے باہر کی جانب قدم بڑھائے

اب تو وہ اس سے آمنے سامنے ہی بات کرنے کے ارادے رکھتا تھا بلکہ خود کو اگنور کیے جانے کا حساب لینا چاہتا تھا اور یقیناً اب عمایہ کی خیر نہیں تھی جو ارسم کو اگنور کرنے کی غلطی کر چکی تھی

ارسم رش ڈرائیونگ کرتے ہوئے عفاف کے گھر پہنچا تھا آدھے گھنٹے کا راستہ اس نے 15 منٹ میں طے کیا تھا اس کا چہرہ غصے کی وجہ سے سرخ پڑا ہوا تھا جبکہ آنکھیں تو یوں تھی جیسے کسی نے انگاروں پر بٹھا دیا ہو غصے کی وجہ سے ماتھے اور گردن کی نسیں جو کہ پھولی ہوئی تھی وہ صاف دکھائی دے رہی تھی

کوئی بھی شخص دیکھ کر ارسم سے خوف کھا سکتا تھا کیونکہ اس وقت وہ کوئی عام انسان ہر گز نہیں لگ رہا تھا

وہ ہر چیز تو برداشت کر سکتا تھا مگر اپنی محبت کے ہاتھوں نظر انداز ہونا نہیں اور یہ کام تو عمایہ جان بوجھ کر کر رہی تھی پھر کیسے وہ اپنے اشتعال پر قابو پاتا گاڑی کو گھر کے کچھ فاصلے پر روکتے ہوئے ارسم نے اپنا فون نکالا اور کسی کو کال ملائی جب کہ اگلے بندے کا جواب سنتے ہی اس نے کال بند کر دی اور سیٹ کی پشت سے سر ٹکاتے ہوئے اپنی سرخ آنکھیں موند لیں

اندر سب لڑکیوں نے مل کر رونق لگائی ہوئی تھی درمیان میں ڈھولک رکھی گئی تھی جبکہ ڈھولک کے ارد گرد گول دائرہ بنائے بیٹھی لڑکیاں ڈھولک بجا رہی تھی اور ساتھ اپنی خوبصورت آواز میں گا بھی رہی تھی جبکہ عمایہ اور ایشال بھی انہی میں شامل تھی ابھی تو ان کی رسم ختم ہوئی تھی اور اب تھوڑی دیر ہلا گلا کرنے کے بعد ان کا ارادہ واپس گھر جانے کا تھا اور وہ دونوں اس فنکشن کو کافی زیادہ انجوائے کر رہی تھی

آپی بات سنیں۔۔۔۔عمایہ ان سب کے درمیان بیٹھی تھی جب ایک چھوٹی سی بچی جو تقریباً سات سے اٹھ سال کی تھی عمایہ کے قریب آئی اور جھکتے ہوئے اس کے کان کے قریب بولی تو عمایہ نے گردن گھما کر اس کی جانب دیکھا

آپی وہ باہر آپ کی کوئی دوست آپ کو بلا رہی ہے اس بچی نے دوبارہ جھکتے ہوئے عمایہ کہ کان میں اپنی بات کہی جسے سنتے ہوئے پہلے تو عمایہ کے چہرے پر نہ سمجھی در آئی بھلا اس کی یہاں ایسی کون سی دوست تھی جو اس سے ملنے آئی تھی

بیٹا پکی بات ہے کہ کوئی مجھ سے ہی ملنے آیا ہے عمایہ نے تصدیق چاہی

آپ کا نام عمایہ ہے نا۔۔؟؟اس بچی نے عمایہ سے پوچھا جس پر عمایہ نے حیرت سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا

تو آپ کو باہر آپ کی دوست بلا رہی ہے وہ بول رہی ہے کہ ذرا جلدی ائیں آپ سے ایک ضروری بات کرنی ہے اور کسی کو اس بارے میں بتایئے گا مت۔

وہ بچی بول کر وہاں سے بھاگ گئی جبکہ عمایہ حیران و پریشان وہیں پر بیٹھی رہ گئی بھلا اس کی ایسی کون سی دوست تھی جو اس سے اس وقت ملنا چاہتی تھی وہ بھی اکیلے اور وہ بھی اس شرط پر کہ یہ بات کسی اور کو وہ بتا کر نہ آئے

عمایہ نے ایک نظر اپنے قریب ہی بیٹھی ایشال کو دیکھا جس کا سارا دھیان ڈھولک بجاتی لڑکیوں کی طرف تھا پھر وہ خاموشی سے اٹھی اور باہر کی جانب قدم بڑھائے جب کہ دل میں ایک عجیب سی الجھن تھی کہ نہ جانے باہر کون اس کا انتظار کر رہا ہے

ابھی عمایہ نے پہلا قدم گھر سے باہر رکھا ہی تھا جب اچانک سے وہاں کی لائٹ بند ہو گئی عمایہ نے گھبراتے ہوئے اپنے دائیں بائیں دیکھا مگر گھرا اندھیرا

ہونے کے باعث وہ کچھ نہ دیکھ سکی اور پھر اچانک اسے اپنی کلائی پر کسی کی سخت گرفت محسوس ہوئی

عمایہ نے ہڑ بڑا کر اپنی کلائی چھڑوانے کی کوشش کی مگر مقابل کی گرفت کمزور بالکل نہ تھی وہ بغیر عمایہ کی مزاحمت کی پرواہ کیے اسے اپنے ساتھ گھسیٹتا ہوا گھر کی پچھلے سائیڈ پر لے جانے لگا جبکہ عمایہ تو چیخنے چلانے سے بھی قاصر تھی خوف کے مارے اس کی آواز ہی نہیں نکل رہی تھی

گھر کی پچھلی سائیڈ پر آتے ہوئے ارسم نے ایک جھٹکے سے عمایہ کو دیوار کے ساتھ پن کیا اور اس کے دائیں بائیں دونوں ہاتھ رکھتے ہوئے اس کے چہرے کے قریب جھکا جبکہ عمایہ کی سانسیں وہیں پر رک چکی تھیں جب وہ کسی کو اپنے اتنا قریب محسوس کر چکی تھی عمایہ نے سختی سے اپنی آنکھیں میچ لی کہ شاید وہ اس مصیبت سے بچ سکے

اچانک ساری لائٹس واپس آنے ہوگئی ارسم کی نظر اپنے سامنے کھڑی لرزتی عمایہ پرپڑی جو سختی سے کبوتر کی طرح آنکھیں میچے ہلکاہلکا لرز رہی تھی شاید وہ ڈر چکی تھی

آنکھیں کھولو مایا۔۔۔ارسم بے حد سنجیدگی سے بولا جبکہ ارسم کی آواز سن کر عمایہ نے مزید سختی سے اپنی آنکھیں میچ لی

I say open your eyes Maya......!!!

ارسم اب کی بار سختی سے بولا تو عمایہ نے ارسم کی آواز پہچانتے ہوئے جھٹکے سے اپنی آنکھوں کھولیں مگر اپنے بے حد نزدیک ارسم کو دیکھ کر اس کے اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے ہی رہ گیا

میرے میسنجرز اور کالز کو کیوں اگنور کیا۔۔۔؟؟ارسم نے بغیر دیر کیے اس سے اپنا حساب کتاب لینا شروع کیا جبکہ عمایہ کی سانسیں جو پہلے سوکھی ہوئی تھی وہ مزید خشک ہونے لگی

Answer me what I am asking you----!!!

ارسم کے دوبارہ اسی لہجے میں بولنے پر عمایہ کانپ کر رہ گئی

مم میرے پاس فون نہیں تھا مم میں نے اگنور نہیں کیا عمایہ نے لرزارتی آواز میں بہت مشکل سے اپنی بات مکمل کی

کس کے پاس تھا فون اور تم نے کس کو دیا اپنا فون ارسم کا لہجہ ابھی بھی یوں ہی سرد اور سنجیدہ تھا

ایشال کے پاس تھا۔۔۔۔ عمایہ یہ بولتے ہوئے دوبارہ اپنی آنکھیں بند کر چکی تھی اسے ارسم سے بے حد خوف محسوس ہو رہا تھا

جبکہ عمایہ کی بات سن کر ارسم کے ماتھے کے بلوں میں کچھ کمی آئی اس کے عصاب ڈھیلے پڑنے لگے اس نے ایک لمبا سانس لیتے ہوئے خود کو پرسکون کرنے کی کوشش کی اور پھر عمایہ کی طرف دیکھا جو سختی سے آنکھیں بند کیے کھڑی تقریباً دیوار سے چپکی ہوئی تھی شاید وہ ارسم کے غصے سے بچنا چاہ رہی تھی

آنکھیں کھولو مایا اور میری طرف دیکھو ارسم اب ذرا نرمی سے بولا جبکہ ارسم کی آواز سنتے عمایہ نے آہستہ سے اپنی آنکھیں کھولیں تو اس کی نظر ارسم کے گلے میں ابھرتی ہڈی پر پڑی بے ساختہ اس نے اپنا گلا تر کیا

ریلیکس کچھ نہیں کہہ رہا میں تمہیں تم اتنی ڈرپوک ہو مجھے اندازہ نہیں تھا ارسم نرمی سے اپنے ہاتھ کے پشت سے اس کے رخسار کو سہلاتے ہوئے بولا جبکہ عمایہ کو اپنا دل پسلیاں توڑ کر باہر آتا ہوا محسوس ہو رہا تھا ایک تو ارسم کی اتنی نزدیکی اوپر سے اس کے بدن سے اٹھنے والی مضبوط کلون کی خوشبو اس کے حواسوں پر سوار ہو رہی تھی

ارسم اس کے رخسار کو چھو رہا تھا تو اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کسی نرم روئی کو چھو رہا ہو اس کے قدرتی گلابی گال بہت خوبصورت اور نرم و ملائم سے تھے ایک دم سے ارسم کے دل میں نہ جانے کیا خیال آیا اس نے بے اختیار اپنا ہاتھ پیچھے ہٹایا اور دونوں ہاتھ عمایہ کے سر کے قریب دائیں بائیں ٹکا دیے جیسے عمایہ اس کا حصار توڑ کر فرار نہیں ہو سکتی تھی

ائندہ جب میں تمہیں کال یا میسج کروں تم مجھے اسی وقت جو بعد ملنا چاہیے اگر تم نے مجھے نظر انداز کرنے کی غلطی کی ابھی تو میں تمہیں بخش رہا ہوں مگر اگلی بار بالکل معافی نہیں دوں گا اگلی بار تم سزا کے مستحق ہو گی اور یہ مت سوچنا کہ تم سے محبت کرتا ہوں تو تمہیں چھوڑ دوں گا بالکل نہیں تمہیں سزا ملے گی اور تمہیں وہ سزا بھگتنی پڑے گی میری جان۔۔۔۔

ارسم عمایہ کے چہرے کے قریب جھکتے ہوئے بولا ارسم کی گرم سانسیں اپنے چہرے پر پڑتے محسوس کرتے ہوئے عمایہ کی جان ہوا ہو رہی تھی وہ تو یوں چپ تھی جیسے اس کی منہ میں زبان ہی نہ ہو

تو یہ بتاؤ کہ تمہیں یقین ہو گیا کہ تم اب ارسم ابراہیم کے نصیب میں لکھ دی گئی ہو اور جلد ہی میں تمہیں اپنے نکاح میں لاؤں گا انتظار صرف اس سماج اس زمانے کا ہے ورنہ میں تو کبھی بھی منگنی نہ کرتا میں تو صرف نکاح کرتا تمہیں اپنے دسترس میں لے آتا مگر مجھے تمہاری تمہارے ماں باپ کی اور اپنے باپ کی زبان کا لحاظ ہے مجھے تمہارے فیصلے کا احترام ہے جب تک تم نہیں چاہو گی

تب تک ہماری شادی نہیں ہو گی مگر ہمارا نکاح جلد ہی ہو گا اور خود کو اس چیز کے لیے تیار کر و میں بغیر نکاح کے تمہارے قریب نہیں آنا چاہتا اور میرا دل مجھے تم سے دور رہنے کی اجازت نہیں دیتا اور اپنے دل کی مانتی ہوئے مجھے تمہارے قریب آنا ہی پڑے گا اس کے لیے محرم ہونا تو ضروری ہے نا۔

ارسم مسلسل بول رہا تھا جبکہ عمایہ چپ چاپ اس کی تمام باتیں سن رہی تھی اس میں اتنی سکت ہی کہاں تھی انکار کرنے کی وہ انکار کر ہی نہیں سکتی تھی جبکہ وہ تو اس رشتے کے لیے دل و جان سے ہاں کر چکی تھی اور اتفاقاً نہیں وہ شخص ارسم ہی تھا یہ چیز اتفاقاً نہیں تھی یہ سب ارسم کا کیا دھرا تھا اس نے بہت طریقے سے عمایہ کو حاصل کیا تھا مگر پورے طریقے سے نہیں

مم مجھے جانا ہے۔۔۔عمایہ گھبراتے گھبراتے بولی جس پر ارسم کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی

اب تم کچھ نہیں بولو گی کیا۔۔۔ارسم کو اچھا لگ رہا تھا عمایہ کا یوں گھبرا گھبرا کر بات کرنا کیونکہ آج وہ اس کے سامنے اس کی منگیتر کے روپ میں کھڑی

تھی اور سامنے کھڑی لڑکی بھی یہ بات بخوبی جانتی تھی کہ وہ اس وقت اپنے کسی عاشق کے سامنے نہیں بلکہ اپنے منگیتر کے سامنے کھڑی ہے جیسے قسمت نے اس کے عاشق کے ساتھ ساتھ منگیتر بھی بنا دیا قسمت نے بھی اس سے ڈبل مائنڈڈ گیم کھیلی تھی

جب نکاح ہو جائے گا تب میں بول بھی لوں گی عمایہ جلدی جلدی میں بول تو گئی تھی مگر جب اس نے نظریں اٹھا کر ارسم کی جانب دیکھا تو اسے شدت سے اپنی غلطی کا احساس ہوا کہ وہ جلدی میں کیا بول گئی ہے اپنی جان چھڑوانے کے چکر میں وہ خود کو اور الجھا چکی تھی

ارسم کی گہری مسکراہٹ اس بات کا ثبوت تھی کہ ارسم کو عمایہ کی یہ بات بہت پسند آئی ہے بلکہ وہ عمایہ کی اس بات سے بہت محفوظ ہوا تھا

تو کیا خیال ہے پھر نکاح کر لیتے ہیں ارسم آنکھوں میں شرارت لیے عمایہ کی جانب دیکھتے ہوئے بولا

نہیں مجھے نہیں کرنا جب کرنا ہوگا تب بتادوں گی آپ اپنا کام کریں عمایہ ارسم کے سینے پر دونوں ہاتھ رکھ کر اسے پیچھے کی جانب دھکیلتے ہوئے بولی ارسم نے اپنا آپ خود ہی ڈھیلا چھوڑ دیا تھا اس لیے ہی وہ اسے پیچھے کر سکی تھی ورنہ ارسم اگر وہی پر ڈٹا رہتا تو وہ کمزور سی لڑکی اپنے سامنے کھڑے بلڈوزر کو ہلا بھی نہ سکتی تھی

اور کیا خیال ہے آپ کا مسز ٹوبی آپ کا یہ ارادہ کب تک بنے گا ارسم کو تجسس ہوا یہ جاننے کا کہ اس کی مایا کب نکاح کے لیے ہاں کرے گی

میرا جب ارادہ بنا میں آپ کو بتادوں گی اگر اب آپ اس طرح نزدیک آئے تو۔۔۔۔مایا کو سمجھ ہی نہ آئی کہ وہ اسے کیا بولے

تو۔۔۔۔ارسم جانچتی نظروں سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے بولا

تو نہ میں آپ کے کسی میسج کا جواب دوں گی اور نہ ہی میں آپ کی فون کال اٹھاؤں گی عمایہ نے اپنی طرف سے بہت مضبوط دھمکی دی تھی جبکہ عمایہ کی بات سن کر ارسم دل کھول کر مسکرایا ایک پل کے لیے عمایہ اس کی

مسکراہٹ میں کھو سی گئی کوئی مسکراتے ہوئے اتنا خوبصورت بھی لگ سکتا ہے ارسم ابراہیم مسکراتے ہوئے اتنا اچھا لگتا تھا کہ دیکھنے والے کی نظر ٹھہر جاتی ہاں بالکل ایسا تھا اس لیے تو عمایہ اپنی جگہ کھڑی یہ بھولے کہ وہ اس وقت کس کے سامنے کھڑی ہے صرف اس کی مسکراہٹ کو دیکھ رہی تھی

اس طرح کیا دیکھ رہی ہو اگر اس طرح دیکھو گی تو نہ تو میں خود یہاں سے جاؤں گا اور نہ تمہیں جانے دوں گا بلکہ یہاں سے نکاح کرنے کے بعد ہی ہم دونوں یہاں سے نکلیں گے

ارسم کی بات سنتے ہی عمایہ نے ہڑبڑا کر اپنی نظریں بدلی اور پھر بغیر ارسم کے طرف دیکھے وہاں سے بھاگنے کے انداز میں نکل گئی جبکہ اسے اپنے پیچھے سے ارسم کا زوردار قہقہہ سنائی دیا

گھر میں داخل ہوتے ہی عمایہ نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے سکھ کا سانس لیا دل اس کا جیسے 200 کی سپیڈ سے دوڑ رہا تھا اور سانسیں یوں بھولی ہوئی تھی جیسے بہت لمبی مسافت طے کر کے آئی ہو

عزمی کیا ہوا۔۔۔ عمایہ کو اپنے قریب سے ایشال کی آواز سنائی دی تو اس نے جھٹکے سے گردن گھما کر ایشال کی جانب دیکھا

کچھ نہیں میرا فون کہاں ہے عمایہ خود کو نارمل کرتے ہوئے بولی کیونکہ ایشال اسے جانچتی نظروں سے دیکھ رہی تھی

تمہارا فون تو اندر بیگ میں ہے کسی ان نون نمبر سے کالز اور میسجز آئے تھے میں نے وہ دیکھے تھے مگر کوئی جواب نہیں دیا ایشال نے خود ہی عمایہ کو ساری بات بتا دی

ٹھیک ہے چلو اندر۔۔۔!!! عمایہ نے بولتے ہوئے اندر کی جانب قدم بڑھائے اور اس کا ارادہ سب سے پہلے ارسم کا نمبر سیو کرنے کا تھا کیونکہ اس نے ابھی تک ارسم کا نمبر سیو نہیں کیا تھا جس کی وجہ سے اسے ابھی ارسم کا

سامنا کرنا پڑا تھا وہ تو اس کی خوش نصیبی تھی کہ ارسم نے اس پر غصہ نہیں کیا تھا ورنہ نظر انداز کیے جانے پر ارسم ابراہیم کیا کرتا یہ تو وہ خود بھی نہیں جانتا تھا

کچھ دیر بعد مائیوں کا فنکشن ختم ہو چکا تھا اور سب نے واپسی کی راہ لی تھی جبکہ سارے مہمانوں کو جانے کے بعد عفاف نے اپنے کمرے کی جانب قدم بڑھائے کیونکہ اسے بہت زیادہ تھکن محسوس ہو رہی تھی

عفاف نے کمرے کا دروازہ کھولا اور سب سے پہلے اپنا وزنی دوپٹہ اتار کر بیڈ پر رکھا اور واش روم کی جانب قدم بڑھائے کیونکہ وہ سب سے پہلے اپنے چہرے اور ہاتھوں پر لگی ہلدی کو اتارنا چاہتی تھی جس کی وجہ سے وہ کافی ایریٹیٹ ہو رہی تھی

ابھی وہ اپنے کپڑے لیے واش روم کی جانب بڑھنے ہی لگی تھی اب اسے اپنی بالکنی کی طرف سے کوئی کمرے میں داخل ہوتا ہوا محسوس ہوا عفاف نے

گردن گھما کر پیچھے کی جانب دیکھنا چاہا مگر اس سے پہلے ہی مقابل اس کے سر پر پہنچ چکا تھا

اور صرف یہ ہی نہیں عفاف چیخے نا اس وجہ سے اس کے منہ پر ہاتھ بھی رکھ چکا تھا جبکہ عفاف تو خوف کے مارے آنکھیں پھیلائے اپنے پیچھے کھڑے شخص کو دیکھنے کی کوشش کر رہی تھی جس نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے اس کی چیخ کا گلا گھونٹ دیا تھا جس کی وجہ سے وہ بیچاری چیخ بھی نہیں سکتی تھی

عفاف لگاتار مزاحمت کر رہی تھی کہ مقابل کا ہاتھ کسی طرح اس کے چہرے سے ہٹ جائے مگر مقابل اپنی گرفت سخت کیے کھڑا تھا

مقابل نے عفاف کی مزاحمت کو نظر انداز کرتے ہوئے ایک جھٹکے سے کا رخ موڑا اور اسے اپنے بے حد نزدیک کر لیا جب کہ مقابل کے چہرے پر نظر پڑتے ہی عفاف کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئی

چیخنے کی غلطی بالکل مت کرنا عارب نے بولتے ہوئے نرمی سے اپنا ہاتھ عفاف کے نازک لبوں سے ہٹایا

آپ یہاں کیا کر رہے ہیں۔۔۔؟؟ بولنے کی اجازت ملتے ہی عفاف بول اٹھی

تمہیں دیکھنے آیا ہوں۔۔۔۔!!! عارب بے نیاز انداز میں بولا

اب تم نہ اپنے شوہر کا فون اٹھاؤ گی نہ میسج دیکھو گی اور نہ ہی یہ محسوس کر سکو گی کہ تمہارا شوہر تمہاری ایک جھلک دیکھنے کے لیے کتنا ترسا ہوا ہے تو پھر مجبوراً تمہارے شوہر کو یوں ہی چوروں کی طرح تمہاری بالکنی پھلانگ کر تم سے ملنے آنا پڑے گا عارب نے بولتے ہوئے ساتھ یہاں آنے کی وجہ بھی بتائی جس پر عفاف منہ کھولے حیرت سے عارب کو دیکھنے لگی جو اچانک کسی جن کی طرح اس کے سامنے نمودار ہوا تھا جبکہ عفاف کا کھلا ہوا منہ دیکھ کر عارب نے بہت مشکل سے اپنی مسکراہٹ دبائی

اآآپ جائیں یہاں سے عفاف عارب کے دونوں ہاتھ اپنی کمر سے ہٹانے کی کوشش کرتے ہوئے بولی

ایسے تو میں ہرگز نہیں جانے لگا دلہن تم میری ہو مایو تم میرے لیے بیٹھ رہی ہو اور میں نے ہی تمہیں ہلدی نہیں لگائی یہ تو ناانصافی ہوئی اور میں بہت خوددار انسان ہوں میں اپنے ساتھ ناانصافی کبھی نہیں ہونے دیتا عارب عفاف کے خوبصورت چہرے پر نظریں ٹکاتے ہوئے بولا جس کے دائیں بائیں گال پر ہلدی لگی ہوئی تھی جبکہ گلابی ہونٹ پنک کلر کی لپسٹک سے سجائے ہوئے تھے کانوں میں پھولوں کے زیور پہنے ہوئے تھے اور اس کے وجود سے اٹھنے والی ہلدی اور پھولوں کی ملی جلی خوشبو عارب کو بے خود سا کر رہی تھی

آپ جائیں اگر کسی نے دیکھ لیا تو کیا سوچے گا وہ عفاف کو تو صرف یہ فکر کھائے جا رہی تھی کہ اگر اس کے کمرے میں کوئی آ گیا اور کسی نے عارب کو یوں اکیلے دیکھ لیا پتہ نہیں پھر کیا ہو گا

کسی اور کے بارے میں نہیں بلکہ اپنے شوہر کے بارے میں سوچو اگر دوبارہ تم نے جانے کا نام لیا یا مجھے یہاں سے بھیجنے کی کوشش کی تو پھر تمہیں بہت پچھتانا پڑے گا عارب کے انداز میں صاف دھمکی تھی

ٹ ٹھیک ہے پپ پر تھوڑا دور ہو کر بات کریں عفاف کے حواس بے حال ہو رہے تھے عارب کی اتنے نزدیکی پر

تمہارے کہنے پر میں تم سے دور ہو کر بات کروں گا ہرگز نہیں سوچنا بھی مت عارب نے ایک جھٹکے سے اسے اپنے مزید قریب کر لیا جبکہ عفاف جو تب سے سانسیں روکے بیٹھی تھی خود کو عارب کے سینے سے ٹکراتا دیکھ جلدی سے اپنے اور اس کے درمیان اپنے نازک ہاتھوں کا فاصلہ بنایا جبکہ اس کا دایاں ہاتھ عارب کے دل کے مقام پر تھا اور وہ عارب کے دل کے دھڑکن صاف محسوس کر سکتی تھی

اب یہاں پر ہلدی تو موجود نہیں جو میں تمہیں لگا سکوں مگر تمہارے رخساروں پر لگی ہلدی صاف ضرور کر سکتا ہوں چلو اس بار کچھ نیا سہی عارب

نے بولتے ہوئے اپنی پینٹ کی جیب سے رومال نکالا اور بے حد نرمی سے عفاف کے رخسار صاف کرنے لگا جبکہ عفاف تیز ہوتی دھڑکنوں کے ساتھ عارب کے ہاتھوں کا لمس اپنے چہرے پر محسوس کر رہی تھی

چہرہ صاف کرنے کے بعد عارب نے ایک بھرپور نظر اپنے حصار میں بے بس قید اپنی بیوی پر ڈالی جو اسے کسی قیدی پری سے کم ہرگز نہیں لگی تھی اس وقت وہ پیلے جوڑے میں ملبوس بہت خوبصورت لگ رہی تھی اتنی کہ عارب اس کے چہرے سے اپنی نظریں نہیں ہٹانا چاہتا تھا

مجھ سے کترانا گھبرانا چھوڑ دو اگر مجھ سے شرماؤ گی تو مجھے سرشار کرو گی مگر مجھ سے کتراؤ گی اور گھبراہٹ کے مارے اپنے دل کی بات بھی نہیں بولو گی تو مجھے بہت برا محسوس ہوگا میں چاہتا ہوں کہ میری بیوی مجھ سے اپنے دل کی ہر بات شیئر کرے

عارب نے سرگوشی نما آواز میں بولتے ہوئے عفاف کے گلابی رخسار پر لب رکھے جس پر عفاف کی دھڑکنوں نے ایک عجیب سا شور برپا کیا

کچھ بولو گی نہیں۔۔۔؟؟ عارب بے حد محبت سے بولا اس کے لہجے میں بہت نرمی تھی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ عفاف اس سے بہت زیادہ گھبراتی ہے اور وہ چاہتا تھا کہ عفاف اس سے باتیں کرے اسے مخاطب کرے مگر کچھ تو بولے جبکہ وہ تو بالکل ہی چپ رہتی تھی

عفاف لے عارب کے بولنے پر آہستہ سے نفی میں سر ہلایا اسے سمجھ ہی نہیں آرہی تھی کہ وہ عارب سے کیا بولے ایک تو وہ اس کے سامنے کچھ بات نہیں کرپاتی تھی اوپر سے اس کی اتنی نزدیکی ویسے اسے بے حال کرنے پر تلی ہوئی تھی

عارب نے ایک لمبا سانس ہوا کے سپرد کرتے ہوئے نرمی سے عفاف کا ہاتھ تھاما اور پاس ہی موجود صوفے پر بیٹھ گیا جبکہ ایک بازو عفاف کے گرد حائل کرتے ہوئے اسے اپنے حصار میں رکھا

تمہیں پتہ ہے کہ میری سب سے بڑی خواہش کیا ہے عارب آہستہ سے عفاف کے بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے بولا

میری اب اولیں خواہش میں تم شامل ہو اور میری خواہش یہ ہے کہ تم یعنی میرے بیوی میری ملکیت مجھ سے ہر بات بولا کرے چاہے وہ بات بری ہو یا اچھی ہو مگر وہ بول دیا کرے مگر تم بالکل خاموش رہ کر ہر بار میرے دل کی تذلیل کر دیتی ہو

عارب کے لہجے میں شکوہ تھا جبکہ عارب کے اس طرح بولنے پر عفاف نے جھٹکے سے سر اٹھا کر عارب کی طرف دیکھا جو اس کی طرف تو نہیں دیکھ رہا تھا مگر اس کی نظریں کمرے میں لگی عفاف کی تصویر پر تھی

میں آپ کی تذلیل نہیں کرتی میں ایسا سوچ بھی نہیں سکتی عفاف نے پوری ایمانداری سے جواب دیا

مگر تم ایسا کرتی ہو بیگم اپنے معصوم سے دل سے پوچھو کہ تمہاری اس معصومیت کے پیچھے میرا دل تمہارے لیے ترس جاتا ہے مگر تم مجھے اس لحاظ سے میسر نہیں ہوتی جس لحاظ سے میں تمہیں پانا چاہتا ہوں عارب نے

عفاف کی تصویر سے نظریں ہٹاتے ہوئے عفاف کے روشن چہرے کی جانب دیکھتے ہوئے کہا

ایسا کچھ نہیں ہے مجھے بس سمجھ نہیں آتی کہ میں آپ سے کیا بات کروں کیونکہ آپ بہت عجیب سی باتیں کرتے ہیں عفاف نظر جھکاتے ہوئے بولی اس کا انداز اپنی غلطی کا اعتراف کرنے والا تھا جبکہ عفاف کی بات سن کر عارب مسکرایا اسے سمجھ آگئی تھی کہ عفاف کس بارے میں بات کر رہی ہے

احمق لڑکی میں تمہارا شوہر ہوں کوئی غیر نہیں میں تم سے کسی بھی قسم کی کوئی بھی بات کر سکتا ہوں اپنے اس چھوٹے دماغ میں اس بات کو بٹھالو ورنہ یہ نہ ہو کہ مجھے تمہیں کسی استاد کی طرح چار ڈنڈے لگا کر یہ بات سمجھانی پڑے۔

عارب اسے گھورتے ہوئے بولا جبکہ عارب کی بات سن کر پتہ نہیں مگر عفاف کو کیوں اتنی ہنسی آئی کہ وہ کھلکھلا کر ہنسی جبکہ عارب مبہوت سا عفاف کو دیکھنے لگا

میں نے کبھی ڈنڈے نہیں کھائے میں ہمیشہ اول نمبر پر آئی ہوں عفاف مسکراتے ہوئے بولی جیسے اسے کسی بہت بڑی بات کے بارے میں اطلاع دے رہی ہوں

مجھے معلوم ہے تمہیں کیا لگتا ہے کہ میں اپنی چھوٹی سی بیوی سے غافل رہ سکتا ہوں چاہے میری کبھی تم سے بات نہیں ہوئی کبھی ملاقات نہیں ہوئی مگر اس کا ہر گز یہ مطلب نہیں کہ میں تمہارے بارے میں کچھ نہیں جانتا بلکہ میں یہ ضرور بولوں گا کہ شاید میں تمہیں تم سے زیادہ جانتا ہوں۔

عارب عفاف کی پیشانی پر لب رکھتے ہوئے بولا جب کہ عارب کی بات سن کر عفاف بنا پلکے جھپکائے عارب کی جانب دیکھنے لگی یعنی وہ شروع سے عفاف کے ساتھ اٹیچ تھا عفاف کبھی اس کی سوچوں سے نکلی ہی نہیں تھی جہاں اس نے ہمیشہ سوچا تھا کہ پتہ نہیں وہ اسے اپنی بیوی مانتا بھی ہو گا یا نہیں وہی اس کی بے وقوفانہ سوچوں کو عارب نے ایک سیکنڈ میں جلا کر راکھ کیا تھا

وہ صرف اسے اپنی سوچوں میں نہیں اپنے دل میں بھی رکھتا تھا اور اس کی پل پل کی خبر سے واقف بھی تھا

یوں حیران ہو کر دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے اور اپنے دماغ پر زیادہ زور ڈالنے کے لیے ضرورت نہیں ہے تم بس میرے بارے میں سوچا کرو یہ سوچا کرو کہ تم نے مجھ سے کیا مانگنا ہے تم نے مجھ سے کیسے محبت کرنی ہے تم نے مجھ سے کیسے محبت لینی ہے اور اپنے شوہر کو کیسے اپنے قابو میں رکھنا ہے تم صرف یہ چیزیں سوچا کرو تا کہ تمہیں آس پاس کا بھی ہوش رہے اور میرا بھی ہوش رہے

عارب کا اشارہ کسی اور بات کی طرف تھا جبکہ عفاف کو بالکل بھی پتہ نہیں چلا تھا کہ پچھلے دس منٹ سے اس کے کمرے کا دروازہ بج رہا ہے اس نے اس چیز کو محسوس ہی نہیں کیا تھا

عفاف نے ہڑبڑا کر دروازے کی جانب دیکھا اسے تو احساس ہی اب ہوا تھا کہ دروازہ بج رہا ہے اگر عارب نہ بتاتا تو اسے ابھی بھی معلوم نہ ہوتا

آپ۔۔۔۔۔ عفاف نے کچھ بولنا چاہا

ہاں میں جارہاہوں مگر میری باتوں کو اپنے دماغ میں اچھے سے فٹ کر کے رکھنا ورنہ مجھے تمہارے دماغ کے سارے سکرو کسنے بھی آتے ہیں عارب نے مصنوئی گھوری سے نوازتے ہوئے لگے ہاتھ لگے ایک پیاری سی شرارت بھی کر دی جس پر عفاف پل میں سرخ انار بنی

یہ زیادتی ہے یہ شرمانا گھبرانا رخصتی تک رکھو اس کے بعد یہیں سے کنٹینیو کریں گے عارب نے معنی خیز انداز میں بولتے ہوئے عفاف کی جانب دیکھ کر ایک آنکھ دبائی اور صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا

نرمی سے جھک کر عفاف کی پیشانی پر لب رکھے اور پھر جس راستے سے آیا تھا اسی راستے سے واپس چلا گیا جبکہ عفاف سرخ گلاب بنی وہیں پر بیٹھی رہ گئی

اگلی صبح بہت خوبصورت تھی ہر طرف خوشیوں کی چہچہاہٹ پھیلی ہوئی تھی گھر میں شادی تھی اور ہر طرف افراتفری مچ چکی تھی کیونکہ آج ڈھولک تھی اور کل مہندی جب کہ عمایہ کا مہندی کا ڈریس تو آیا ہی نہیں تھا جس پر عمایہ نے اچھا خاصا ہنگامہ کیا ہوا تھا

جب کہ اسمہ بیگم نے تو بولا تھا کہ وہ ایشال کے ساتھ جا کر کسی اور مارکیٹ سے اپنا ڈریس لے آئے پہلے تو عمایہ نے بالکل انکار کر دیا مگر پھر بعد میں وہ مان گئی

اور اب ایشال اور عمایہ حیدر کے ساتھ شاپنگ مال کے آگے موجود تھے

عمایہ نے حیدر کو جانے کا بولا کیونکہ حیدر کو ایک ضروری کام کے لیے ہاسپٹل جانا تھا جبکہ حیدر کے فری ہونے تک عمایہ اور ایشال نے بھی شاپنگ کر لینی تھی اس لیے ان دونوں نے حیدر کو واپس بھیج دیا اور خود اس مال میں شاپنگ کرنے لگی

عمایہ کو بہت دیر سے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی اسے دیکھ رہا ہے وہ کسی کی نظروں کے حصار میں موجود ہے مگر جیسے ہی وہ دائیں بائیں دیکھتی تو اسے کوئی بھی دکھائی نہ دیتا وہ عجیب سی الجھن کا شکار ہو رہی تھی مگر بار بار اس چیز کو اگنور کر دیتی تھی

عزمی یہ دیکھو یہ ڈریس کتنا خوبصورت ہے ایشال ایک جگہ رک کر عمایہ کو ایک ڈریس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی

یہ تو بہت پیارا ہے عمایہ کو بھی وہ ڈریس بہت پسند آیا

لیکن یہ تو بہت ہیوی ہے میں کیسے ہینڈل کر سکوں گی اور ویسے بھی ایسے ڈریس شادی شدہ لڑکیوں پر اچھے لگتے ہیں اور میری ابھی شادی نہیں ہوئی عمایہ نے بولتے ہوئے اپنا چہرہ لٹکا لیا کیونکہ وہ عروسی رنگ کا جوڑا بہت خوبصورت تھا مگر یہ بات بھی سچ تھی کہ عمایہ اس جورے کو کبھی بھی ہینڈل نہیں کر سکتی تھی

اچھا چھوڑو ہمارے پاس وقت بالکل نہیں ہے جو جو سامان لینا ہے جلدی سے لیتے ہیں اور پھر گھر کے لیے نکلتے ہیں یاد ہے ناماما نے بولا تھا کہ زیادہ دیر نہیں کرنی ایشال کو وہی کھڑا دیکھ کر عمایہ نے اس کا ہاتھ تھاما اور اسے لیے تیز تیز قدم لیتی آگے کی جانب چلنے لگی کیونکہ وقت تو ان لوگوں کے پاس واقعی میں بہت کم تھا گھر میں سارے مہمان اکٹھے ہو چکے تھے اور وہ دونوں گھر سے غائب تھی

عمایہ جلد از جلد ضروری سامان لے کر گھر جانا چاہتی تھی اور ہوا بھی ایسے ہی تھا اگلے ایک گھنٹے کے اندر اندر وہ اپنی تمام شاپنگ ختم کر چکی تھی اور انہیں حیدر بھی لینے آچکا تھا

حیدر بھائی ہم آئس کریم کھائیں گے ایشال چہکتے ہوئے بولی جب کہ ایشال کے حیدر بھائی بولنے پر حیدر کو سمجھ نہ آیا کہ وہ کیا ری ایکشن دے جبکہ عمایہ تو اسے ایک تھپڑ رسید کر چکی تھی

بے وقوف لڑکی بھائی نہیں بولنا وہ منگیتر ہیں تمہارے عمایہ ایشال کے کان کے قریب جھک کر ہلکا سا غصلے انداز میں بولی تو ایشال کو فوراً اپنی غلطی کا احساس ہوا

میں اب کیا کروں میں نے شروع سے بھائی ہی بولا ہے اب ایک دم سے کیسے بھیا سے سیاں بنالوں۔۔۔؟؟ ایشال کی آواز ہلکی تھی مگر اتنی ہلکی بھی نہیں تھی کہ حیدر نہ سن پاتا اس کی سماعتوں تک ایشال کی یہ بات پہنچ چکی تھی جبکہ ایشال کی بات پر نہ جانے کیوں مگر اس کے "بھیا سے سیاں" کہنے پر حیدر کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی جسے وہ فوراً ہی چھپا گیا

زیادہ بکواس مت کرو اگر آئندہ تم نے بھائی بولا تو میں تمہاری زبان کاٹ دوں گی۔۔۔ عمایہ ہلکا ہلکا سا غرا کر بولی تو ایشال نے معصوم سی شکل بنا کر اس کی طرف دیکھا جیسے نظروں ہی نظروں میں کہنا چاہ رہی ہو کہ اب اس میں میرا کیا قصور تھے تو وہ پہلے بھیا ہی نا

حیدر نے اپنی مسکراہٹ دباتے ہوئے گاڑی کو آئس کریم پالر کی جانب موڑا تا کہ وہ ان دونوں کو آئس کریم کھلا سکے خاص کر اپنی ہونے والی بیوی کو جس کا وہ پہلے تو بھیا تھا مگر اب سیاں بننے والا تھا

عمایہ اور ایشال گھر پہنچی تو شام کے چھ بج رہے تھے جب کہ سارے مہمان عارب کے گھر رونق لگائے بیٹھے تھے اور عارف صاحب کے گھر میں چند ملازم موجود تھے

عمایہ نے ایشال کو تیار ہونے کا بول کر اپنے کمرے کی جانب قدم بڑھائے جبکہ ایشال حامی بھرتی خود بھی جلدی سے تیار ہونے چلی گئی

عمایہ نے اپنے کمرے کا دروازہ کھولا اور تھکے سے انداز میں کمرے میں داخل ہوئی مگر جیسے ہی اس کی نظروں نے اپنے کمرے کا دیدار کیا تو عمایہ کا منہ

حیرت کے مارے کھل گیا اور منہ کے ساتھ ساتھ آنکھیں بھی پھٹی کی پھٹی رہ گئی وہ حیران و پریشان اپنے کمرے میں موجود سامان کو دیکھ رہی تھی

یہ سب کیا ہے اور یہ سب یہاں کیسے آیا عمایہ صدمے کی حالت میں صرف یہی الفاظ ادا کر سکی تھی جب اگلے ہی لمحے کمرے میں نیلو داخل ہوئی

یہ سب کیا ہے نیلو اور یہ کس نے رکھا میرے کمرے میں...؟؟

پتہ نہیں بی بی جی دو سوٹ بوٹ والے آدمی آئے تھے اور انہوں نے یہ سارا سامان لاؤنج میں رکھ دیا گھر میں کوئی موجود نہیں تھا اس لیے میں کسی کو جلدی بلا بھی نہیں سکی وہ لوگ سامان رکھتے ہی چلے گئے اور جاتے ہوئے یہ بولا کہ یہ سارا سامان آپ کا ہے

کیا یہ آپ کا نہیں ہے مجھے تو لگا کہ آپ شاپنگ پر گئی ہیں تو یہ سارا سامان آپ نے بھجوایا ہو گا گھر میں۔۔۔!! نیلو جو سمجھ رہی تھی کہ یہ سب عمایہ کا ہی ہو گا اسے حیران و پریشان دیکھ کر الٹا اس سے ہی پوچھنے لگی جبکہ عمایہ کو بالکل سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ سب کیا ہو رہا ہے

ابھی عمایہ نیلو سے کچھ اور کہتی اس کا فون بجنے لگا اس نے اپنے فون کی جانب دیکھا جہاں ارسم کا نمبر جگمگا رہا تھا

تم جاؤ میں آتی ہوں تھوڑی دیر میں عمایہ نیلو کی جانب دیکھتے ہوئے بولی تو وہ چپ چاپ ہاں میں سر ہلاتی ہوئی باہر نکلنے لگی جب عمایہ نے دوبارہ اسے مخاطب کیا

سنو اس بات کے بارے میں کسی سے کچھ مت پوچھنا یہ سامان میرا ہی ہے میں نے ہی بھجوایا تھا عمایہ اس کی جانب دیکھتے ہوئے بولی تو وہ جی بی بی کہتی وہاں سے چلی گئی

جبکہ عمایہ کو سمجھ آچکی تھی کہ یہ ساری کارستانی کس کی ہے اس نے ارسم کی کال اٹھائی اور فون کان سے لگاتے ہوئے صوفے پر بیٹھ گئی

السلام علیکم کیا آپ بتانا پسند کریں گے کہ یہ سب کیا ہے ؟؟ سلام لیتے ہی عمایہ نے ارسم سے وہ سب سامان بھیجنے کی وجہ پوچھی

وعلیکم السلام تم کچھ پوچھنے والی تو بنو مجھے پسند ہو یا نہ ہو مگر میں تمہیں بتاؤں گا ضرور ارسم نے آگے سے دلکشی سے مسکراتے ہوئے جواب دیا

میں کوئی بھی فضول بات نہیں کرنا چاہتی کیونکہ میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے آپ مجھے سیدھا سیدھا بتائیں کہ آپ نے یہ حرکت کیوں کی ہے عمایہ کو ارسم پر غصہ بھی آرہا تھا اور وہ ارسم سے کچھ بھی بولنے سے پہلے ڈر بھی رہی تھی

جہاں تم شاپنگ کرنے گئی تھی وہ شاپنگ مال تمہارے ہونے والے شوہر کا ہے اور صرف وہاں کا سامان ہی نہیں بلکہ وہ پورا کا پورا شاپنگ مال ہی تمہارا ہے تو اس لحاظ سے تم نے جس چیز کو بھی چھوا جس چیز پر بھی نظر ڈالی وہ تمہاری ہوئی اسے تم تک پہنچ جانا چاہیے ارسم نے بہت پر سکون انداز میں جواب دیا جبکہ عمایہ کو حیرت کا جھٹکا لگا کہ وہ شاپنگ مال ارسم کا تھا یعنی کہ وہ جو تب سے خود پر کسی کی نظریں محسوس کر رہی تھی وہ ارسم کی تھی یعنی ارسم اس کا پیچھا کر رہا تھا وہ اس پر نظر رکھے ہوئے تھا

آپ نے مجھ پر نظر رکھی ہوئی ہے آپ میرا پیچھا کرتے ہیں عمایہ صدمے سے ڈوبی آواز میں بولی اسے غصہ بھی آرہا تھا اور وہ حیران بھی بہت تھی

بالکل نہیں میں تمہارا پیچھا کیوں کروں گا تم مجھے اپنا سایہ سمجھو جو تنہائی میں بھی تمہارے ساتھ ہوگا تمہیں میسر ہوگا اور اپنے سائے سے پیچھا نہیں چھڑوایا جاتا وہ دکھائی دے یا نہ دکھائی دے مگر وہ ہوتا ساتھ ہی ہے تم میرے معاملے میں بھی یہی تصور کرلو۔

ارسم کا انداز کچھ جتانے والا تھا شاید یہ کہ عمایہ اس کی ملکیت ہے

میں اتنے سارے سامان کا کیا کروں گی آپ نے مجھے یہ سارا سامان کیوں بھجوایا ہے۔۔۔؟؟ عمایہ اب ذرا غصے سے بولی کیونکہ اسے اس سائیکو کی بالکل سمجھ نہیں آرہی تھی

غور کرو یہ وہی سامان ہے جسے تم نے چھوا تھا جسے تم نے اپنے لیے دیکھا تھا جس پر تم نے اپنے لیے نظر ڈالی تو پھر اس سب سامان کو تم اپنے پاس رکھو گی استعمال کرو گی اگر ابھی بھی میری بات سمجھ نہیں آرہی تو میں تفصیل سے

سمجھادیتاہوں آکر.....!! بظاہر تو ارسم نارمل ہی بات کر رہا تھا مگر عمایہ کو یوں لگا جیسے وہ اسے دھمکی دے رہا ہے

مجھے یہ سب سامان نہیں رکھنا آپ یہ سب واپس منگوائیں عمایہ کا انداز حکم دینے والا تھا جبکہ عمایہ کے اس انداز پر ارسم کے مسکراہٹ گہری ہو گئی ہمیشہ ارسم اس لہجے میں اس سے بات کرتا تھا عمایہ پر حکم چلانا اسے دھمکی دینا مگر آج عمایہ اسی کے لہجے میں اس سے بات کر رہی تھی جو کہ ارسم کو کافی اچھا لگا تھا

اس میں سے کچھ بھی واپس نہیں آئے گا یہ بات اپنے دماغ میں بٹھالو ورنہ یہ کام میں بھی کر سکتا ہوں ارسم نے پھر اسے دھمکی دی جس پر عمایہ جل کر رہ گئی

آپ کے ساتھ مسئلہ کیا ہے آپ مجھے ہر بار دھمکی کیوں دیتے ہیں اس بار عمایہ پوچھ ہی بیٹھی

کیونکہ تم میری دھمکی کو ہی سمجھتی ہو پیار کی زبان تو تمھیں بالکل سمجھ نہیں آتی ارسم کا انداز اسے چھیڑنے والا تھا جبکہ عمایہ چھڑ بھی گئی تھی

آپ ایک انتہائی ڈھیٹ انسان ہیں عمایہ دانت پیستے ہوئے بولی جس پر ارسم کا چھت پھاڑ قہقہہ اسے فون کے سپیکر سے سنائی دیا عمایہ نے جل کر فون ہی بند کر دیا وہ اس شخص کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی عمایہ کو تو سمجھ نہیں آتی تھی وہ اتنی آسانی سے عمایہ کو زچ کیسے کر لیتا ہے

عمایہ نے ایک نظر اپنے کمرے میں پڑے سامان کو دیکھا یہ سب وہی سامان تھا جس جس کو عمایہ نے ہاتھ لگایا تھا کپڑے سینڈلز جیولری بیگز جو جو چیز عمایہ نے دیکھی تھی وہ ہر چیز یہاں پر موجود تھی اور اس سب میں وہ ڈریس بھی موجود تھا جو عمایہ اور ایشال نے وہاں کھڑے ہو کر دیکھا تھا وہ بیش قیمتی ڈریس نہ جانے کتنا مہنگا تھا جو صرف عمایہ کی نظر پڑتے ہی اسے دلوا دیا گیا تھا یا یوں کہا جائے کہ زبردستی اسے دیا گیا تھا عمایہ کو سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ

اتنے زیادہ سامان کا کیا کرے اس کے پاس تو آگے اتنا سامان ہے شاید اس کے پاس جگہ بھی نہیں رکھنے کی

یا اللہ میں مانتی ہوں کہ میں نے کوئی ناول کا ہیرو مانگا تھا مگر اتنا پوزیسیو ہیرو بھی نہیں مانگا تھا عمایہ بڑبڑاتی ہوئی اپنا سر پکڑ کے بیٹھ گئی ارسم اس کی سوچ سے زیادہ پوزیسیو تھا اور صرف اس کے معاملے میں وہ تو ابھی تک اسے جانتی بھی نہیں تھی مگر وہ اتنا ضرور جان چکی تھی کہ وہ عمایہ کے معاملے میں کیسا ہے اور اسے اندازہ تھا کہ صرف نامحرم کا رشتہ ہی ہے جو ارسم کو روکے ہوئے ہے ورنہ محرم بنتے ہی ارسم اسے اپنے حصار میں یوں قید کر سکتا ہے جہاں عمایہ کو ہوا کا جھونکا بھی نہیں لگ سکتا

عمایہ نے ایک لمبا سانس لیتے ہوئے اپنے کمرے میں ایک نظر دہرائی تو اسے اپنی کٹی کہیں بھی دکھائی نہیں دی شاید وہ حمزہ کے پاس تھی

سامان کو بعد میں سمیٹنے کا ارادہ کرتے عمایہ اٹھی اور اپنے کپڑے چینج کرتی تیار ہونے لگی کیونکہ وقت آگے بہت کم تھا رات بھی ہو چکی تھی اور اسے تیار ہو

کر فنکشن میں بھی پہنچنا تھا جہاں سے گانے بجانے کی آوازیں عمایہ کے کمرے میں صاف سنائی دے رہی تھی

ارسم واپس اسی گھر میں آیا تھا جہاں پچھلے ایک ماہ سے وہ رہ رہا تھا کیونکہ اسے اپنی مایا کو دیکھنا تھا اور اس کا گزارا اس کے بغیر ہر گز نہیں تھا ایک یہی تو فائدہ تھا اسے اس گھر میں رہنے کا کہ وہ آسانی سے اپنی محبوبہ کا نظارہ کر لیتا تھا جس بیچاری کو دور دور تک اندیشہ نہیں تھا کہ شاید اسے کوئی ڈھکی نظروں سے دیکھتا بھی ہے

ویسے بھی آج ڈھولک تھی اور ڈھولک کا سارا انتظام باہر لان میں کیا گیا تھا سارے گھر کو بہت اچھی طریقے سے ڈیکوریٹ کیا گیا تھا جن میں سب سے زیادہ ہاتھ گھر کے بچوں کا ہی تھا ہر طرف لائٹنگ پھولوں سے سجا ہوا گھر ایک

الگ ہی نظارہ پیش کر رہا تھا اور اب تو لان میں بالکل درمیان میں ڈھولک رکھ کر بیٹھی لڑکیاں اور کچھ فاصلے پر بیٹھے لڑکے جو گانے بجانے میں ان کے ساتھ ہی تھے یہ ماحول کافی منفرد تھا سب بہت زیادہ انجوائے کر رہے تھے جبکہ عمایہ اور ایشال تو بالکل درمیان میں بیٹھی ہوئی تھی

آخر کار تین گھنٹے ڈھولک بجانے کے بعد لڑکیوں نے فیصلہ کیا کہ اب ڈانس کیا جائے گا جس میں حمزہ اور ہادی اول نمبر پر تھے فوراً ہی ڈے جے کو سونگز سیٹ کرنے کا بولتے وہ سب اپنی اپنی جگہ بنا چکے تھے کیونکہ ایشال حمزہ عمایہ اور ہادی نے عارب کی شادی کے لیے ڈانس کی کافی پریکٹس کی تھی

عمایہ اور ایشال کا تو ارادہ کل ہی ڈانس کرنے کا تھا کیونکہ کل مہندی کا فنکشن کمبائن ہونا تھا اور عفاف عارب کی مہندی کی رسم ایک ساتھ ہی ہونی تھی اس لیے وہ دونوں کل ہی ڈانس کرنے والی تھی مگر ان دونوں کے ڈھیٹ بھائیوں میں بالکل بھی صبر نہیں تھا

حمزہ ایک دوپٹہ لیے چہرے پر گھونگھٹ کی طرح گراتے درمیان میں آچکا تھا

دوسری طرف ڈی جے ہادی کی ڈیمانڈ پر شیلا کی جوانی والا گانا لگا چکا تھا جس پر حمزہ نے بڑی مہارت سے ڈانس کے سٹیپ لینے شروع کیے اور اگلے ہی پانچ منٹوں میں ہادی بھی اس کے ساتھ شامل ہو چکا تھا اب وہ دونوں شیلہ کے جوانی پر ڈانس کر رہے تھے مکمل لڑکی کے گیٹ اپ میں جبکہ باقی سب کا ہنس ہنس کر برا حال تھا کوئی اپنا پیٹ پکڑ کر ہنس رہا تھا تو کسی نے اپنے منہ پر دونوں ہاتھ جمائے ہوئے تھے

اگر بھابھی یہاں پر ہوتی نا تو انہوں نے ہنس ہنس کر پاگل ہو جانا تھا ایشال اپنی ہنسی کو کنٹرول کرتے ہوئے بولی جس پر عمایہ نے ہنستے ہوئے ہاں میں سر ہلایا

رات کے 12 بجے فضل صاحب نے سب کو بولا کہ سب اب اپنے کمروں میں ارام کریں باقی سب کل کے لیے رکھ دیں جبکہ ان کی بات مانتا ہے سب مہمان اپنے اپنے گھروں میں جا چکے تھے

جب کہ تائی جان نے گھر والوں کو ایک جگہ اکٹھے ہونے کا حکم دیا تھا جس پر گھر کے سب بڑے ڈرائنگ روم میں موجود فضل اور عارف صاحب کے آنے کا انتظار کر رہے تھے

کچھ دیر میں گھر کے سب ہی بڑے آمنے سامنے بیٹھے فضل صاحب کے بولنے کا انتظار کر رہے تھے جب کہ ان میں عارب اور حیدر بھی شامل تھے باقی بچے اپنے اپنے کمروں میں سونے کے لیے جا چکے تھے

ہم چاہتے ہیں کہ کل ایشال اور حیدر کا نکاح کر دیا جائے فضل صاحب نے خود ہی بات شروع کی جب کہ سب خاموشی سے ان کی بات سن رہے تھے

مہندی کی رسم سے پہلے حیدر اور ایشال کا نکاح ہو گا اور اس کے بعد عفاف اور عارب کی مہندی کی رسم ادا کی جائے گی اچھا ہے کہ خاندان کے لوگوں کے سامنے ہی نکاح کر دیا جائے تاکہ ہمیں اور رسموں میں پڑھنا نہ پڑے فضل صاحب نے بات مکمل کی اور حیدر کی جانب دیکھا جو صوفے پر بیٹھا دونوں

ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں الجھائے سر کو جھکائے خاموشی سے ان کی بات سن رہا تھا

اب آپ سب بتائیں کہ آپ سب کو میرا یہ فیصلہ مناسب لگتا ہے یا نہیں انہوں نے سب کی رائے بھی پوچھی جبکہ ان کی بات پر کسی کو کوئی اعتراض نہ تھا مگر ان کی نظریں صرف حیدر کی جانب تھی وہ حیدر کے جواب کا انتظار کر رہے تھے

حیدر اگر تمہیں کوئی اعتراض ہے تو تم بتا سکتے ہو عارف صاحب نے حیدر کو مخاطب کیا

نہیں بابا جان مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے آپ کا جو بھی فیصلہ ہو مجھے منظور ہے حیدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا جبکہ حیدر کے جواب پر سب دل کھول کر مسکرا اٹھائے

مجھے تم سے یہی امید تھی خوش رہو جیتے رہو اسمہ بیگم مسکراتے ہوئے بولی اور اٹھ کر حیدر کے پیشانی پر بوسہ دیا وہ ان کا سمجھدار بیٹا تھا ان کے دل کا سکون جس نے ہمیشہ سر جھکا کر ان کے ہر فیصلے پر آمین ہی بولا تھا

ٹھیک ہے پھر بیگم آپ نکاح کی تیاریاں بھی ساتھ ہی کریں اور باقی سب کو بھی اطلاع دے دیں تاکہ صبح سب تیار رہیں فضل صاحب تائی جان کی جانب دیکھتے ہوئے بولے تو انہوں نے مسکراتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا ان کے دل تو خوشی سے جھوم رہے تھے ان کے سر سے ایک بہت بڑی ذمہ داری اپنے مقام کو پہنچنے والی تھی چاہے انہوں نے ایشال کو اپنی بیٹی بنا کر پالا تھا مگر اس کی ذمہ داری ان کے سر پر تھی اور کل وہ اس ذمہ داری کو بھی اس کے اصل مالک تک پہنچانے والے تھے

صبح کی روشنی خوشیوں کے ایک نئی کرن لیے ہر جانب پھیلی ہوئی تھی سارے گھر میں افرا تفری مچی ہوئی تھی جب کہ شادی کی تیاریوں میں گھر کا ایک ایک فرد مصروف تھا اج مہندی سا پہلے نکاح تھا اسی وجہ سے سب وقت پر اٹھ چکے تھے جبکہ تھوڑے سے وقت میں امایا نے بہت مشکل سے اپنی تیاریاں مکمل کی تھی کیونکہ ایشال کے نکاح کا جوڑا حیدر کی طرف سے آیا تھا جو حیدر آج ہی جا کر پسند کر کے لایا تھا

اور اب اس وقت ایشال حیدر کے پسند کیے سفید اور گولڈن جوڑے میں ملبوس نکاح کی دلہن بنی بیٹھی تھی وہ بیچاری تو خود بہت زیادہ کنفیوز تھی اچانک نکاح کا سن کر اسے سمجھ نہیں آئی تھی کہ وہ کیا ری ایکشن دے مگر بیوٹیشن وقت پر اس سے تیار کر کے جا چکی تھی جبکہ عمایہ اس کے قریب ہی بیٹھی ہزاروں بار اس کی نظر اتار تھی کیونکہ اس کی بچپن کی دوست لگ ہی اتنی خوبصورت رہی تھی اور اوپر سے آج وہ اس کی بھابھی بننے والی تھی ڈبل رشتہ داری پر عمایہ کا تو بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ ناچنے ہی لگ جاتی

عزمی مجھے بہت عجیب سا لگ رہا ہے ایشال عمایہ کی جانب دیکھتے ہوئے معصوم سی شکل بنا کر بولی

ارے یار تمہیں بس ایسے ہی لگ رہا ہے ریلیکس رہو دیکھو میں تو بہت زیادہ خوش ہوں عمایہ بے حد خوش ہوتے ہوئے بولی جب کہ اس کے سر میں صبح سے درد تھا اسے وقفے وقفے سے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اسے چکر آرہے ہیں مگر وہ اس چیز کو اپنی خوشی میں محسوس ہی نہیں کر پا رہی تھی

کچھ دیر بعد اسمہ بیگم کمرے میں داخل ہوئی اور انہوں نے عمایہ سے بولا کہ ایشال کے چہرے کے آگے گھونگٹ اوڑھ دے کیونکہ نکاح کے لیے مولوی صاحب کے ساتھ کچھ گواہ یہیں پر آرہے ہیں جس پر عمایہ نے جلدی سے آگے بڑھ کر سرخ رنگ کا دوپٹہ ایشال کے چہرے پر ڈال دیا

کچھ دیر بعد عارب اور فضل صاحب کے ساتھ مولوی صاحب اور کچھ گواہ کمرے میں داخل ہوئے جنہیں دیکھتے ہی تائی جان اسمہ بیگم اور عمایہ ایشال کے قریب دوسری سائیڈ پر کھڑی ہوگئی اس کے بے حد قریب عمایہ نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا ہوا تھا اسے پتہ تھا کہ اس کی دوست ضرور گھبرا رہی ہوگی اور اسے اس وقت کسی کے سہارے کی سخت ضرورت تھی یہ بات تو عمایہ جانتی تھی اس لیے وہ اس کے بے حد قریب کھڑی تھی بلکہ اسے یہ بھی یقین دلایا تھا کہ وہ اس کے ساتھ ہی ہے گھبرانے کی ضرورت نہیں

اور پھر کچھ ہی دیر میں ایشال اپنے پورے حقوق سمیت مسز حیدر بن چکی تھی جبکہ ایشال کے رضامندی لیتے ہی گواہ اور مولوی صاحب کمرے سے چلے گئے تھے اور اب انہیں حیدر کی رضامندی کی ضرورت تھی جبکہ مولوی صاحب کے جانے کے بعد فضل صاحب نے ایشال کے سر پر باپ کا شفقت بھرا ہاتھ رکھا اور پھر کمرے سے چلے گئے

جبکہ ایشال جس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھی تائی جان کے گلے لگ کر وہ بے تحاشہ روئی اور ساتھ ہی ساتھ وہ وہاں موجود ہر شخص کی آنکھیں نم کر گئی تھی

کچھ دیر بعد حیدر نے بھی رضامندی دے دی تو ہر طرف مبارکباد کا شور اٹھا اور وہیں ایشال کو حیدر کے ساتھ لا کر بٹھانے کا حکم دیا گیا کیونکہ انہیں کچھ رسمیں کرنی تھی

نکاح کا انتظام لان میں کیا گیا تھا سٹیج کو خوبصورتی سے سجایا گیا تھا جہاں حیدر بیٹھا عارب سے کوئی ضروری بات کر رہا تھا اور تب ہی عارب نے حیدر کو سامنے کی جانب متوجہ کیا جہاں ایشال عمایہ کے ہمراہ چلتی ہوئی سٹیج تک آ رہی تھی

حیدر کو متوجہ کرتے ہی عارب خود وہاں سے اٹھ کر دوسری جانب چلا گیا جب حیدر نے نظریں اٹھا کر سامنے کی جانب دیکھا تو اس نے اپنی نظروں کو ہٹایا نہیں بلکہ وہ یک ٹک سامنے سے آتی ایشال کو دیکھنے لگا

ایشال اس کے ہی پسند کیے جوڑے میں موجود ہلکا سا میک اپ کیے ہونٹوں پر ڈارک ریڈ کلر کی لپسٹک لگائے بالوں کو جوڑے میں قید کیے سر پر نفاست سے دوپٹے کے لیے چلتی ہوئی اس کی جانب آ رہی تھی نظریں جھکی ہوئی تھیں جبکہ چہرے پر منفرد شرم و حیا تھی جسے حیدر نے آج بہت غور سے دیکھا تھا

بھائی صرف دیکھنا ہی نہیں ہے جا کر ہاتھ بھی بڑھانا ہے حیدر اسی کی جانب دیکھ رہا تھا جب اسے اپنے قریب سے ہادی کی آواز سنائی دی حیدر نے نظر گھما کر ہادی کی طرف دیکھا تو اس نے اپنے 32 دانتوں کی نمائش کی

حیدر تو اسے بہت اچھا جواب دینا چاہتا تھا مگر ایشال قریب آ چکی تھی اس لیے حیدر کو مجبوراً اٹھنا پڑا

حیدر نے ہاتھ بڑھایا تو ایشال نے اپنا کپکپاتا ہاتھ اس کی چوڑی ہتھیلی میں رکھ دیا حیدر اس کے ہاتھ کی لرزش صاف محسوس کر سکتا تھا وہ اس کے یوں گھبرانے پر ہلکا سا مسکرایا جبکہ ایشال بقیدہ لرز رہی تھی

ایشال اور حیدر کے بیٹھتے ہی عمایہ نے مسکراتے ہوئے اپنے بھائی اور بھابھی کو دیکھا اور حیدر کی جانب ہاتھ کا انگوٹھا بناتے ہوئے پرفیکٹ کپل کا سائن دیا جس پر حیدر کھل کر مسکرایا جبکہ ایشال کی نظریں جھکی ہوئی تھیں اس لیے وہ عمایہ کی حرکت نہیں دیکھ سکی تھی

عمایہ تمہارے سسرال والے آئے ہیں جاؤ بیٹا ان سے مل کر آؤ اسمہ بیگم ایشال کے کندھے پر ہاتھ رکھتی ہوں بولی

او کے مما میں آتی ہوں ابھی عمایہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا

عمایہ جیسے ہی وہاں سے آگے کی طرف آئی تو اسے عارف صاحب کے ساتھ کھڑے ابراہیم صاحب دکھائی دیے جوان سے کوئی بات کرنے میں مصروف تھے جب کہ ان کے کچھ فاصلے پر کھڑے ارسم کو وہ نہیں دیکھ سکی تھی کیونکہ عمایہ کی جانب اس کی پشت تھی اور عمایہ نہیں جانتی تھی کہ نکاح میں ارسم کی بھی آمد ہو گی

السلام علیکم کیسے ہیں آپ عمایہ ابراہیم صاحب کے قریب جاتے ہوئے مسکرا کر بولی تو وہ فوراً اس کی جانب متوجہ ہوئے

وعلیکم السلام میں تو بالکل ٹھیک ہوں بیٹا آپ بتاؤ آپ کیسی ہو انہوں نے مسکرا کر جواب دیتے ہوئے عمایہ کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھا جس پر عمایہ نے مسکراتے ہوئے الحمدللہ کہا

ارسم کے کانوں میں جیسے ہی عمایہ کی آواز پڑی تو اس نے جھٹکے سے گردن گھما کر عمایہ کی طرف دیکھا جو ابراہیم صاحب اور عارب صاحب کے قریب کھڑی مسکرا کر ان سے بات کر رہی تھی جبکہ عمایہ پر نظر پڑتے ہی ارسم کی نظریں اس پر ٹھہر گئی

وہ سفید رنگ کے گھٹنوں تک آتی فراک کو زیب تن کیے کانوں میں ہلکے سے ایر رنگز پہنیں چہرے پر ہلکا پھلکا میک اپ کیے بالوں کو پشت پر کسی آب شاب کی طرح کھلا چھوڑے ہوئے تھی جبکہ بالوں کی کچھ لیٹیں اس کے چہرے پر جھول رہی تھی چہرے پر بے حد معصومیت اور اس کی بے مثال خوبصورتی

ارسم کو جیسے پتھر کا کر گئی تھی وہ یہ بھی بھول گیا تھا کہ یہاں پر اس کے علاؤہ اور بھی بہت سے لوگ موجود ہیں جن میں سے آدھے سے زیادہ لوگ تو صرف اسی کی جانب متوجہ ہیں کیونکہ عارف صاحب نے ارسم کو اسی لیے بلایا تھا تا کہ وہ اپنے خاندان والوں سے اسے ملوا سکیں اور بتا سکیں کہ وہ عمایہ کا منگیتر ہے جبکہ عمایہ ارسم کی نظروں سے بے خبر اپنی قاتلانہ مسکراہٹ چہرے پر سجائے ابراہیم صاحب سے بات کرنے میں مصروف تھی

عمایہ نے بات کرتے ہوئے کہ غیر ارادی نظر گھما کر اپنے بائیں جانب دیکھا جہاں ارسم کھڑا ایک ٹک صرف اسے دیکھ رہا تھا ارسم کو خود کو دیکھتا پا کر عمایہ کو حیرت کا جھٹکا لگا پہلے تو اسے یقین نہیں ہوا کہ ارسم اس کے سامنے کھڑا ہے مگر مسلسل خود کو دیکھتا پا کر اسے جلدی یقین ہو گیا کہ واقعی اس کے سامنے کھڑا شخص کوئی جن نہیں بلکہ ارسم ابراہیم ہی ہے

عمایہ نے جلدی سے اپنی نظروں کا رخ پھیرا اور ابراہیم صاحب سے اجازت لیتی ہوئی وہاں سے سٹیج کی جانب بڑھ گئی کیونکہ وہ ارسم کی نظروں سے کنفیوز ہو رہی تھی

جبکہ عمایہ کے جاتے ہی ارسم نے بھی خود پر تھوڑا کنٹرول کیا اور اپنے دل کو سمجھایا کہ اتنے لوگوں کے درمیان اب دوبارہ ایسی حرکت نہیں کرنی جبکہ دل تو دغا بازی کرنے پر تلا ہوا تھا نظریں بار بار اسی جانب اٹھ رہی تھی جس جانب عمایہ گئی تھی مگر وہ جبر کرنے والا انسان تھا اسے خود کے جذبات تو پر کنٹرول کرنا بہت اچھے سے آتا تھا

آؤ بیٹا کیسے ہو تم عارف صاحب میران کو دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولے

میں بالکل ٹھیک ہوں آپ کیسے ہیں میران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا

میں بالکل ٹھیک ہوں ان سے ملو یہ ہے ابراہیم اور یہ ہے ان کے بیٹے ارسم ابراہیم میرے ہونے والے داماد اور عمایہ کے منگیتر عارف صاحب نے مسکراتے ہوئے اپنے سامنے کھڑے ابراہیم صاحب ارسم کا تعارف کروایا

جب کہ میران جو مسکراتے ہوئے انہیں سن رہا تھا ان کی آخری بات پر اس کی مسکراہٹ جیسے سمٹ سی گئی دل میں عجیب سے ہول اٹھنے لگے دل کی دھڑکنوں نے ایک دم سے شور برپا کیا تھا آنکھوں کا رنگ فقط پیلا پڑنے لگا تھا اپنے دل پر بڑا سا پتھر رکھتے ہوئے میران زبردستی مسکرایا

نائس ٹو میٹ یور مسٹر ارسم ابراہیم میران اپنے ہاتھ بڑھایا تو ارسم نے فوراً ہی اس سے ہاتھ ملا لیا اور بدلے میں مسکرا کر میران کی بڑھائی گئی دوستی کو قبول بھی کیا

میں آپ کو جانتا ہوں ارسم نے مسکراتے ہوئے میران سے سوال کیا

مجھے معلوم نہیں کیونکہ میری پہلے کبھی آپ سے ملاقات نہیں ہوئی لیکن آپ کو اکثر نیوز میں دیکھتا رہتا ہوں اس لیے آپ کے نام سے اور آپ کے کام سے واقف ہوں میران نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ سچی پیش گوئی کی

آپ میران حدید ہیں اور میں آپ کو زیادہ تو نہیں مگر اتنا ضرور جانتا ہوں کہ یو آر بیسٹ بزنس مین مگر آپ سے کبھی ملاقات نہیں ہوئی ارسم نے اپنی جانکاری کے مطابق بتایا

خیر آپ سے مل کر بہت اچھا لگا ارسم کو میران کی پرسنلٹی اور اس کی خوش اخلاقی کافی متاثر کر گئی تھی وہ دونوں وجاہت سے بھرپور مرد جن کا ایک دوسرے کے ساتھ کوئی مقابلہ نہیں تھا مگر وہ دونوں ہی ایک دوسرے سے بڑھ کر تھے

ارسم تو پوری محفل کی نظروں کا مرکز بنا ہوا تھا جو اس وقت بلیک تھری پیس سوٹ میں ملبوس اپنی بھرپور پرسنلٹی لیے رعب دار شخصیت کے ساتھ وہیں پر کھڑا بغیر کسی کی طرف دیکھے بھی سب کی نظروں کو خود پر بخوبی محسوس کر رہا تھا مگر وہ عام مردوں کی طرح نہیں تھا جو ایسی توجہ پر خوش ہوتے اسے عادت تھی ایسی نظروں کی وہ شروع سے ہی خود پر ایسی نظریں محسوس کرتا آیا تھا اور آج بھی کر رہا تھا

مگر اس کی نظریں تو صرف ایک ہی شخصیت کی جانب اٹھ رہی تھی اور وہ تھی عمایہ عزمیل جس نے صرف غلطی سے ایک بار نظر اٹھا کر اسے دیکھا تھا اور پھر منظر سے غائب ہو چکی تھی جبکہ ارسم کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ اسے اپنے سامنے بٹھا لے اور جی بھر کر اسے دیکھتا رہے مگر بات ہی تو دل کی تھی اس کا کبھی دل نہیں بھر سکتا تھا وہ اگر دن رات بھی عمایہ کو دیکھتا رہتا تو بھی اس کا دل اس بات سے انکاری نہیں ہو سکتا تھا کہ اس کا عمایہ کو دیکھ کر دل بھر چکا ہے

اس کا عشق عمایہ کے لیے حیات تھا" اور اس بات کی گواہی ارسم ابراہیم کا" ضمیر اسے دیتا تھا

حیدر بہت دیر سے سب کی مبارکباد وصول کر رہا تھا جب کہ مہمان ایک سیکنڈ کے لیے بھی نہیں رکے تھے کیونکہ ایک جا رہا تھا اور ایک آ رہا تھا اور ان حالات میں حیدر بیچارا تو سکون سے بیٹھ بھی نہیں سکا تھا اسے بار بار اٹھ کر گلے ملنا پڑ رہا تھا جبکہ ایشال چپ چاپ نظریں جھکا کر بیٹھی تھی اسے اس وقت

عمایہ کی ضرورت تھی جو منظر سے غائب تھی اور آخر کار اس کا انتظار ختم ہو ہی چکا تھا عمایہ اس کے قریب آ کر بیٹھ چکی تھی جس پر اس نے سکھ کا سانس لیا

کہاں تھی تم کب سے ڈھونڈ رہی تھی میں تمہیں ایشال عمایہ کی طرف دیکھتی ہوئی ہلکی سی آواز میں بولی

میں کہیں نہیں تھی ماما نے بولا تھا کہ انکل سے مل کر آؤ اور وہاں پر وہ بھی موجود تھے۔۔!! عمایہ نے بھی اسی کے انداز میں جواب دیا جبکہ ایشال نے نا سمجھی سے عمایہ کی طرف دیکھا

کون وہ کس کی بات کر رہی ہو تم۔۔۔؟؟ ایشال کو فی الحال سمجھ نہیں آیا تھا کیونکہ عمایہ نے کسی کا نام نہیں لیا تھا

یار وہ ہی جن کی میرے ساتھ انگیجمنٹ ہوئی ہے عمایہ اپنے ماتھے پر ہاتھ مارتے ہوئے بولی جیسے ایشال کی عقل پر ماتم کر رہی ہو

وہ وہ کیوں کر رہی ہو کہ تمہیں ان کا نام نہیں معلوم ارسم ابراہیم ہے نام ان کا ائندہ سے ان کا نام لینا ایشال عمایہ کو گھورتے ہوئے بولی جیسے ابھی تک ارسم کا نام ہی یاد نہیں ہوا تھا

مجھے پتہ ہے کہ ان کا نام ارسم ابراہیم ہے مگر مجھ سے نہیں لیا جاتا نا عمایہ عجیب سا منہ بناتے ہوئے بولی کیونکہ یہ بات واقعی میں سچ تھی پتہ نہیں کیوں مگر اس سے ارسم کا نام نہیں لیا جاتا تھا جب وہ ارسم کا نام تصور کرتی تھی تب ہی اس کی دھڑکنیں عجیب سا شور برپا کر دیتی تھی اور اپنی دھڑکنوں کو وہ بہت مشکل سے قابو کرتی تھی پھر وہ کیسے کسی کے سامنے ارسم کا نام اتنی آسانی سے لے سکتی تھی جبکہ وہ اکیلے میں بھی ارسم کا نام لینے سے بہت کتراتی تھی

تم بہت بڑی بے وقوف ہو ایشال نے بولتے ہوئے سیدھی ہو کر بیٹھنا چاہا جب اسی چکر میں وہ اپنا ہاتھ غلطی سے حیدر کے ہاتھ پر رکھ چکی تھی اور یہ بالکل غیر ارادی حرکت تھی ایشال کو اندازہ نہیں تھا کہ ان دونوں کے درمیان صوفے پر حیدر کا ہاتھ ہو گا

حیدر نے جھٹکے سے گردن گھما کر ایشال کی طرف دیکھا اور اسی وقت ایشال نے بھی نظریں اٹھا کر حیدر کی جانب دیکھا ایک پل کو دونوں کی نظریں ملی تھیں حیدر کا تو پتہ نہیں مگر ایشال کے دل میں اس کی دھڑکنوں نے شور سا مچا دیا تھا

ایشال نے جلدی سے اپنا ہاتھ پیچھے ہٹانا چاہا جب کہ حیدر اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں الجھاتے ہوئے اس کے ارادے کو ناکام بنا چکا تھا

ایشال کا دل جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو بے تاب تھا وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے حیدر کو دیکھنے لگی جو ایک سیکنڈ میں اس کے نازک ہاتھ کی انگلیوں کو اپنے مضبوط ہاتھ کی انگلیوں میں الجھا کر پر سکون بیٹھا تھا ایشال کے یک تک خود کو دیکھنے پر حیدر نے ایشال کی طرف دیکھا اور دائیں آئی برو آچکائی جیسے کہنا چاہ رہا ہو کہ اس طرح کیا دیکھ رہی ہو۔

جب کہ حیدر کے دیکھتے ہی ایشال نے سٹپٹا کر اپنی نظریں جھکائی حیدر کو بے اختیار ایشال کی اس حرکت پر ہنسی آئی مگر اپنے لب دباتے ہوئے وہ اپنی ہستی

کنٹرول کر گیا جبکہ ایشال کا نازک ہاتھ اپنے ہاتھ میں قید کیے وہ اس کہ ہلکے ہلکے لرزتے وجود کو صاف محسوس کر رہا تھا

کیا بات ہے اس طرح لال گلابی کیوں ہو رہی ہو عمایہ ایشال کی جانب دیکھتی ہوئی بولی جس کا چہرہ ایک دم سے سرخ پڑ رہا تھا مگر وہ بولی کچھ نہیں

ایشال اور حیدر کا ہاتھ کسی کی بھی نظروں میں نہیں آیا تھا کیونکہ ساتھ بیٹھے ہونے کے باعث درمیان میں الجھے دونوں کے ہاتھ لوگوں کی نظروں سے چھپے ہوئے تھے

اتنا گھبرا کیوں رہی ہو اور ریلیکس ہو کر بیٹھو کھا نہیں جائیں گے میرے بھائی تمہیں عمایہ کو لگا جیسے وہ حیدر کے ساتھ بیٹھنے پر یوں لال گلابی ہو رہی ہے

حمزہ نے عمایہ کو اپنے قریب آنے کا اشارہ کیا تو عمایہ فوراً صوفے سے اٹھی اور حمزہ کی بات سننے کے لیے سٹیج سے اتر گئی جبکہ ایشال مزید گھبراہٹ کا شکار ہوئی تھی عمایہ کے پاس ہونے سے اسے تھوڑا بہت حوصلہ تھا مگر اب دوبارہ اس کے جانے سے سردی میں بھی اس کے پسینے چھوٹنے لگے تھے

کیا مسئلہ ہے تمہارا ساتھ لڑکی آرام سے بیٹھو حیدر کہ کانپتے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں دباتے ہوئے حیدر نے اسے گھوڑی سے نوازا جس پریشان نے عجیب سا منہ بنایا

ح حیدر بھا۔۔۔۔ابھی ایشال اپنا جملہ مکمل کرتی حیدر نے فوراً اسے ٹوکا

شٹ اپ ایشال.... !!! بھائی نہیں ہوں میں تمہارا شوہر ہوں حیدر ایشال کو گھورتے ہوئے بولا جو اپنے اور اس کے نکاح کا بیرا غرق کرنے پر تلی ہوئی تھی

ابھی وہ اپنے الفاظ مکمل کر کے اگر اسے بھائی بول دیتی تو حیدر نے بنا کچھ سوچ سمجھے اسے ایک لگا دینی تھی یہ تو اچھا ہوا تھا کہ اس نے بیچ میں ہی اسے ٹوک دیا تھا جبکہ ایشال نے حیدر کے اس طرح بولنے پر برا منایا تھا

اس نے حیدر کو دیکھتے ہوئے بچوں کی طرح عجیب سا منہ بنایا اور ناراضگی ظاہر کرتے ہوئے سامنے دیکھنے لگی جب کہ اب اس کے وجود میں لرزش کم تھی اور کچھ ہی دیر میں ختم ہو چکی تھی کیونکہ اس کا دھیان حیدر سے ہٹ چکا تھا

اب اس کا دھیان اپنی ناراضگی کی طرف تھا کیونکہ وہ حیدر سے ناراض ہوئی تھی

حیدر نے مسکرا کر ایک نظر ایشال کو دیکھا اور پھر سامنے متوجہ ہوا جہاں عمایہ ہادی اور حمزہ ان دونوں کے فوٹو گرافر بنے ان کی تصویریں بنا رہے تھے

نکاح کا فنکشن ختم ہوا تو سب مہندی کے فنکشن کے لیے تیار ہونے لگے کیونکہ شام تو ویسے بھی ہونے والی تھی اور کچھ ہی دیر میں مہندی کا فنکشن شروع ہونے والا تھا جس کے لیے مہمان تو وقت پر تیار ہو کر ہال کے لیے نکل چکے تھے جبکہ عمایہ اور ایشال آخر پر رہ گئی تھی جنہیں ہادی نے اپنے ساتھ لے کر جانا تھا ان تینوں کے علاوہ گھر کا ہر فرد ہال میں پہنچ چکا تھا جبکہ عفاف کی فیملی بھی ہال میں پہنچ چکی تھی

ہادی گاڑی کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑا بار بار اپنی گھڑی دیکھ رہا تھا اور ایک نظر گھر کے جانب دیکھ رہا تھا جہاں سے ان دونوں نے نکل کر آنا تھا کیونکہ پچھلے آدھے گھنٹے سے ان کے پانچ منٹ ختم نہیں ہوئے تھے جو کہ عمایہ نے بولا تھا کہ صرف پانچ منٹ انتظار کر لے ہم آرہے ہیں اور یہ پانچ منٹ آدھا گھنٹہ گزرنے کے بعد بھی پورے نہیں ہوئے تھے جبکہ ہادی کو لگ رہا تھا کہ اسے خود اندر جا کر انہیں کھینچ کر باہر لانا پڑے گا کیونکہ وہ دونوں ایسے تو نہیں آنے والی

ہادی ابھی اندر بڑھنے ہی لگا تھا جب اسے وہ دونوں ایک ساتھ باہر آتی ہوئی دکھائی دی

کیسی لگ رہی ہوں میں۔۔۔؟؟ عمایہ گول گول گھوم کر ہادی سے پوچھنے لگی

ارے واہ آج چڑیلوں نے حسین پریوں کا روپ کیسے لے لیا ہادی ایشال اور عمایہ کو دیکھتے ہوئے بولا جو دونوں بالکل کسی گڑیا کی طرح لگ رہی تھی وہ دونوں کافی پیاری لگ رہی تھی مگر وہ ہادی ہی کیا جو ان کی تعریف کر دے

ہادی اور حمزہ کو تو صرف ان دونوں کا خون ہی جلانا آتا ہے اور اس وقت بخوبی وہ اپنا فرض سرانجام دے رہا تھا

اور بھولو مت کہ یہی چڑیلیں تمہارا خون بھی پی سکتی ہیں ایشال ہادی کے بازو پر ایک زوردار مکہ رسید کرتے ہوئے بولی

ارے چھوڑو اسے کرنے دو بک بک فلحال میرا موڈ بہت اچھا ہے اور میں اپنا موڈ خراب نہیں کرنا چاہتی عمایہ ایک ادا سے بولتی ہوئی گاڑی دروازہ کھولتے ہوئے بے نیازی سے گاڑی میں جا بیٹھی

واہ آج تو انداز ہی بدلے ہوئے ہیں میڈم کے ہادی کا اشارہ عمایہ کے ایٹیٹیوڈ کی طرف تھا جبکہ عمایہ نے ہادی کو اگنور کرتے ہوئے ایشال کو گاڑی میں بیٹھنے کا اشارہ کیا تو ایشال فوراً سے گاڑی میں بیٹھ گئی جبکہ دونوں کے بیٹھتے ہی ہادی بھی گاڑی میں بیٹھا اور گاڑی آگے کی جانب بڑھائی فلحال اس کے پاس بھی اتنا وقت نہیں تھا کہ وہ کوئی فضول بحث کرتا کیونکہ عارب اور حیدر کے مسلسل

فون آرہے تھے کچھ ہی دیر میں رسم شروع ہونے والی تھی اور ابھی تک عمایہ اور ایشال ہال میں نہیں پہنچی تھی

میرج ہال میں بہت خوبصورت ڈیکوریشن کروائی گئی تھی جبکہ سٹیج تو اعلیٰ قسم کا سجایا گیا تھا اور ہال میں تمام مہمان آچکے تھے کوئی بھی شخص مسنگ نہیں تھا سوائے عمایہ ایشال اور ہادی کے

ارسم کی نظریں بھی بار بار ہال کے اندرونی گیٹ کی جانب اٹھ رہی تھی کیونکہ اسے ابھی یہاں آئے آدھا گھنٹہ ہی ہوا تھا اور سب سے ملنے کے بعد اسے معلوم ہوا تھا کہ ابھی تک عمایہ ہال میں نہیں پہنچی اور سب اسی کے انتظار میں ہیں

آخر کار ارسم کا انتظار ختم ہوا اور اسے سب سے پہلے ہادی ہال میں داخل ہوتا ہوا دکھائی دیا اس کے پیچھے ہی عمایہ اور ایشال تھی ایشال کو وہ آسانی سے دیکھ سکتا تھا ہادی کی پشت آگے ہونے کے باعث وہ عمایہ کو ابھی تک نہیں دیکھ سکا تھا

ہادی چلتے چلتے ایک دم رکا اور پھر عمایہ کی جانب مڑا پھر اس نے عمایہ اور ایشال سے کچھ بولا جس پر عمایہ نے ایشال کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ مارا اور ہستی ہوئی آگے کی جانب بڑھی جبکہ عمایہ پر نظر پڑتے ہی ارسم کی نظریں تو کیا اس کی دل کی دھڑکنیں بھی وہیں پر تھم گئی۔

جیسے اس کے ذہن پر کسی نے ٹھنڈا سور پھونک دیا ہو وہ بغیر پلکیں چھپکائے سامنے سے آتی عمایہ کو دیکھ رہا تھا

عمایہ سبز رنگ کے لہنگے میں ملبوس ساتھ میچنگ پنک دوپٹہ لیے جسے اس نے کندھے پر سیٹ کیا ہوا تھا بالوں کا خوبصورتی سے آگے سٹائل بنا ہوا تھا اور پیچھے سے پشت پر بکھرے ہوئے تھے ریشمی کالے بال اس نے بائیں کندھے سے تھوڑے سے آگے کیے ہوئے تھے اس کے کمر سے بھی نیچے تک آتے بال ارسم کو اس کے بالوں میں ہی الجھا گئے تھے۔

جبکہ چہرے پر مناسب سا میک اپ تھا وہ زیادہ ہار سنگار نہیں کرتی تھی اور اب جب اس نے کیا تھا تو وہ غضب ڈھا رہی تھی دونوں ہاتھوں میں ملٹی شیڈ

کی چوڑیاں پہنی ہوئی تھی سفید مومی ہاتھوں پر بھر بھر کر مہندی لگائی گئی تھی جس کا سرخ رنگ اس کی خوبصورتی میں مزید اضافہ کر رہا تھا سنہری آنکھوں میں کاجل کی لکیر کھینچی ہوئی تھی ماتھے پر ایک مناسب سا ٹکا چمک رہا تھا جبکہ چہرے کی مسکراہٹ ارسم کے دل کو اندر تک گھائل کر گئی تھی

عمایہ بے نیاز جسے چلتی ہوئی آرہی تھی اس نے کسی پر دھیان نہیں دیا تھا اس لیے وہ سامنے سے اتے ہیں مہران کو نہیں دیکھ سکی اور اچانک اس کا کندھا میران کے بازو سے ٹکرایا جس پر میران جو کچھ ضروری میل چیک کر رہا تھا اس کا فون زمین پر جا گرا

آئی ایم ریلی سوری میں نے دیکھا نہیں عمایہ زمین سے فون اٹھاتے ہوئے فوراً معذرت کرنے لگی جبکہ عمایہ کی آواز سن کر میران نے نظر اٹھا کر عمایہ کی طرف دیکھا صرف ایک پل ٹھہر کر اس نے عمایہ کو دیکھا تھا اور دوسرے ہی پل اس نے اپنی نظریں جھکا لی تھی وہ اتنی حسین لگ رہی ہو گی اسے اندازہ نہیں تھا اس نے تو عمایہ کو اپنے سامنے روبرو دیکھنے کا بھی تصور نہیں کیا تھا

کوئی بات نہیں اٹس اوکے آپ کو معذرت کرنے کی ضرورت نہیں میران عمایہ کے ہاتھ سے اپنا فون پکڑتے ہوئے بولا جبکہ اس کے انداز میں احترام اور جھکی ہوئی نظریں عمایہ کو مسکرانے پر مجبور کر گئی تھی اس نے محسوس کیا تھا کہ یہ شخص جب بھی اس کے روبرو آتا ہے وہ اپنی یوں ہی نظریں جھکا لیتا ہے ایک خوددار مضبوط مرد کسی بھی لڑکی کو دیکھ کر اگر یوں نظریں جھکا لے تو کوئی اندھا بھی پہچان سکتا ہے کہ وہ مرد فطرت کا کیسا ہے اس کا نفس کیسا ہے وہ مرد پھر عام مردوں جیسا نہیں

دور کھڑے ارسم نے شولا برساتی نگاہوں سے یہ منظر دیکھا تھا اس نے زور سے اپنی مٹھیاں بھینچی ہوئی تھیں پتہ نہیں وہ کیوں یہ سب برداشت کر رہا تھا مگر وہ بالکل خاموش تھا

اسے معلوم تھا کہ عمایہ یا میران ان دونوں میں سے ہی کسی کا قصور نہیں دونوں کی اچانک ٹکر ہوئی مگر عمایہ کا کسی غیر مرد کے سامنے یوں کھڑے ہونا ارسم کو عجیب سی آگ لگا گیا تھا اس کا تن بدن انگاروں کی طرح جلنے لگا تھا

بھلا جو شخص اپنا حق رکھتے ہوئے بھی ایک لڑکی کے قریب نہیں جا رہا تھا صرف اس لیے کہ وہ اس کا محرم نہیں ہے وہ کیسے پھر کسی غیر محرم کی نظر اس پر برداشت کر سکتا تھا

میران اپنا فون وہاں سے لے کر جا چکا تھا جب عمایہ نے نظریں اٹھا کر سامنے کی طرف دیکھا جہاں ارسم سر جھکائے چہرے پر بے حد سنجیدگی سجائے فضل صاحب کی کوئی بات سن رہا تھا چہرے کے تاثرات اتنے سرد تھے کہ کوئی بھی دیکھ کر کہہ سکتا تھا کہ ارسم اس وقت اچھے موڈ میں نہیں ہے جبکہ عمایہ کو سمجھ نہیں آئی تھی کہ اب اسے کیا ہو گیا جو وہ اتنا غصے میں کھڑا ہے

او ہیلو میڈم اپنے ہونے والے شوہر کو بعد میں دیکھ لینا پہلے چلو ہمیں بھابھی کو لے کر آنا ہے ایشال عمایہ کہ چہرے کے آگے چٹکی بجاتے ہوئے بولی تو عمایہ نے اسے گھورا

زیادہ بنو مت میں دیکھ نہیں رہی تھی میں صرف یہ غور کر رہی تھی کہ وہ اتنے غصے میں کیوں کھڑے ہیں عمایہ نے ارسم کو دیکھنے کی اصل وجہ بتائی

تو میری جان ذرا ان سے نظریں ہٹا کر ان کے آس پاس بھی دیکھو ہال میں سب لڑکیوں کی نظر ہی ان پر ہے صرف لڑکیاں ہی نہیں بلکہ آنٹیوں کی نظر بھی ان پر ہی ہے ایشال نے ہنستے ہوئے عمایہ کو بتایا جس پر عمایہ نے جلدی سے پورے ہال میں نظریں دہرائی مگر ساری لڑکیاں اور عورتوں کو ارسم کی جانب متوجہ دیکھ کر اس کا منہ حیرت سے کھل گیا

یہ کیا بد تمیزی ہے کتنی غلط بات ہے یوں سر عام کسی کو گھورنا عمایہ عجیب سا منہ بناتے ہوئے بولی جیسے اسے سب کا ارسم کو دیکھنا پسند نہ آیا ہو

اور آپ کو برا کیوں لگ رہا ہے محترمہ آپ ذرا ایک نظر اپنے ہونے والے شوہر کی جانب بھی تو دیکھیں جو ماشاءاللہ اپنی اتنی پرکشش پرسنلٹی لیے محفل میں کھڑے ہیں

ایشال نے اب اسے ارسم کی جانب متوجہ کیا تو عمایہ نے اس کی نظروں کا تاب لاتے ہوئے ارسم کی جانب دیکھا اب اس نے صرف ارسم کے چہرے کو نہیں بلکہ پورے کے پورے ارسم کو دیکھا تھا

جو آج سفید شلوار قمیض میں ملبوس اوپر براؤن واسکوٹ پہنے ہوئے تھا جبکہ براؤن اجرک گردن سے ڈال کر ایک کندھے پر ڈالی ہوئی تھی بال نفاست سے سیٹ کیے ہوئے تھے بائیں ہاتھ میں برینڈڈ گھڑی موجود تھی جبکہ چہرے پر سنجیدگی اس کی پرسنلٹی کو چار چاند لگا رہی تھی اس کا سرخ اور سفید رنگ سفید شلوار قمیض میں بھی چاند کی مانند دھمک رہا تھا بے شک وہ شخص کسی کا بھی لڑکی کا آئیڈیل ہو سکتا تھا

وہ بہت زیادہ ہینڈسم لگ رہا تھا مگر یہ الگ بات تھی کہ عمایہ نے اسے دیکھا آج کسی اور نظر سے تھا ورنہ وہ شخص تو ہمیشہ سے ہی ہینڈسم تھا مگر اس غریب کو عمایہ کی نظر کرم آج ہی نصیب ہوئی تھی

جس کا اگر ارسم کو پتہ چل جاتا کہ عمایہ اسے اس نظر سے دیکھ رہی ہے تو اس نے تو بے ہوش ہی ہو جانا تھا کیونکہ وہ عمایہ سے ہر قسم کے امید رکھ سکتا ہے مگر اس قسم کی نہیں کیونکہ اس نے آج تک ارسم کے لیے اپنے منہ سے کوئی اچھا لفظ نہیں نکالا تو پھر وہ اچھی نظروں کی امید کیسے رکھ سکتا تھا

کسی کی نظریں خود پر محسوس کرتے ہوئے ارسم نے گردن گھما کر اپنے دائیں جانب دیکھا جہاں عمایہ کھڑی اسی کی جانب دیکھ رہی تھی

عمایہ اسے دیکھنے میں اس قدر مصروف تھی کہ اس نے یہ بھی غور نہیں کیا کہ ارسم اس کی جانب دیکھ رہا ہے ارسم نے آنکھیں چھوٹی کر کے عمایہ کی سنہری آنکھوں میں جھانکا مگر عمایہ تو پتہ نہیں کون سی دنیا میں پہنچی ہوئی تھی

ارسم کے چہرے کی سنجیدگی ایک دم سے غائب ہوئی آنکھوں میں شوخی چمکی اس نے عمایہ کی سنہری آنکھوں میں دیکھتے ہوئے ایک آنکھ دبائی جس پر عمایہ کے آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی عمایہ نے سٹپٹا کر اپنی نظریں بدلی اور پھر ایک سیکنڈ بھی وہاں رکنے کی غلطی نہیں کی۔

ایشال کا ہاتھ پکڑ کر فوراً سے وہاں اس طرح غائب ہوئی جیسے بوتل کا جن غائب ہوتا ہے جبکہ ارسم نے اپنے ہاتھ کی مٹھی بنا کر اپنے ہونٹوں پر رکھی اس نے بہت مشکل سے اپنی ہنسی کنٹرول کی تھی عمایہ کی سپیڈ کو دیکھتے ہوئے ارسم کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ قہقہہ لگائے

عمایہ تیز تیز قدم لیتی برائیڈل روم میں داخل ہوئی جہاں عفاف اپنی کزنوں کے درمیان بیٹھی کب سے ان دونوں کے آنے کا انتظار کر رہی تھی عمایہ کا دل اتنی زور سے دھڑک رہا تھا کہ عمایہ کو اپنی سانسیں بحال کرنا مشکل لگ رہا تھا

ارے ماشاءاللہ بھابھی آپ کتنی پیاری لگ رہی ہیں عمایہ اور ایشال کی نظر جیسے ہی عفاف پر پڑی تو بے ساختہ ان کے منہ سے ماشاءاللہ نکلا کیونکہ وہ واقعی میں بہت خوبصورت لگ رہی تھی

تم دونوں کہاں پر تھی میں کب سے تم دونوں کا انتظار کر رہی تھی عفاف نے ناراضگی کا اظہار کیا کیونکہ وہ پچھلے دو گھنٹوں سے یہاں پر بیٹھی بے صبری سے ان دونوں کا انتظار کر رہی تھی جو آنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی

بھابھی میں تو کب سے تیار ہو چکی تھی اس کے ہی ایکشن ختم نہیں ہو رہے تھے عمایہ عفاف کے ساتھ جڑ کر بیٹھتے ہوئے بولی اور اس کی گردن میں بازو حائل کرتے ہوئے اسے لاڈ سے منانے لگی

بھابھی آپ کو پتہ ہی ہے کچھ دیر پہلے نکاح تھا اور نکاح کا جوڑا بدلنا سارا گیٹ اپ چینج کرنا میک اپ اتارنا اور دوبارہ سے تیار ہونا کتنا مشکل ہے ایشال بھی عفاف کی دوسری جانب بیٹھتے ہوئے بیچاری سی شکل بنا کر بولی جس پر عفاف دل کھول کر مسکرائی

مجھے تھوڑا سا برا لگا کہ نہ میں تمہاری منگنی میں شرکت کر سکی اور نہ ہی تمہارے نکاح میں مگر تم دونوں کی شادی میں تو میں سب سے آگے ہوں گی دیکھنا عفاف پہلے تو تھوڑی سی آفسردہ ہو کر بولی مگر پھر خوشی سے مسکراتے ہوئے بولی آخر وہ بھی ان دونوں کی عمر کی تھی اس کے جذبات بھی ان دونوں کی طرح ہی تھے وہ کوئی اتنی مچیور اور سمجھدار لڑکی ہر گز نہیں تھی وہ بہت معصوم اور خاموش طبیعت کے مالک تھی

مجھے بھی اچھا نہیں لگا بھابی کاش آپ ہوتی آپ کو پتہ ہے کہ عزمی نے مجھے کتنا تنگ کیا یہ تو جب اس کا نکاح ہو گا میں تب اس سے پوچھوں گی اگر آپ

میرے ساتھ ہوتی تو آپ میری فیلنگز کو تو سمجھ سکتی تھی نا کم سے کم ایشال

عفاف کا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولی جس پر عمایہ کھلکھلا کر ہنسی

عمایہ کتنی غلط بات ہے یہ تمہاری منگنی ہو چکی ہے نا اب جب تمہارا نکاح ہو گا تب تم ان فیلنگز کو محسوس کر سکو گی اب تم نے ایشال کا مذاق اڑایا تو اچھا نہیں ہو گا عفاف نے عمایہ کو مصنوئی گھوری سے نوازا جس پر عمایہ نے فرمانبرداری سے سر ہلاتے ہوئے اپنی غلطی تسلیم کی

وہ تینوں باتیں کرنے میں مصروف تھی جب انہیں پیغام ایا کہ وہ دونوں عفاف کو لے کر باہر آئیں کیونکہ رسم شروع ہونے والی ہے جس پر ان دونوں نے ہاں میں سر ہلایا اور عفاف کو لیے باہر کی جانب قدم بڑھائے

ہال میں سب اپنی باتوں میں مصروف تھے جب ہال میں دلہن کے آنے کا شور اٹھا تو سب کی منتظر نگاہیں عفاف کی جانب اٹھی جو عمایہ اور ایشال کے ہمراہ چلتی ہوئی سٹیج کے قریب آ رہی تھی

عارب سٹیج پر کھڑا اپنی دلہن کے آنے کا انتظار کر رہا تھا اس نے اپنی نظریں جھکائی ہوئی تھی جبکہ سب لوگوں کی نظریں سامنے تھی مگر عارب کی نظریں سامنے نہیں تھی اس کی جھکی ہوئی نظریں اور دل کی منتظر دھڑکنیں عفاف کا انتظار کر رہی تھی۔

جبکہ دوسری جانب عفاف کی بھی نظریں جھکی ہوئی تھی اس نے ایک بار بھی نظر اٹھا کر کسی کی طرف نہیں دیکھا تھا مگر جیسے جیسے اس کے قدم سٹیج کے قریب جا رہے تھے ویسے ویسے اس کی دھڑکن مدھم پر رہی تھی ایک عجیب سا احساس تھا جو آج اس کے رگ واپے میں سرایت کر رہا تھا

عفاف کے قریب آنے کا احساس ہوا تو عارب نے نظریں اٹھا کر سامنے دیکھا اور بس یہی منظر تھا جو اس کی محبت کی انتہا پر تھا یہی منظر تھا جہاں عارب فضل ڈھیر ہو چکا تھا یہ وہی منظر تھا جو عارب کی دھڑکنوں کو تیز کرنے کا سبب بنا تھا سامنے سے آتی حسین پری جو اس کے نصیب کی ملکہ تھی وہ اپنا سوگوار

حسن لیے قدم بقدم اس کی زندگی میں خوشیوں کی چھنچناہٹ پھیلا رہی تھی اس کے نصیب کا سکون اس کی روح تک کو سکون پہنچا رہا تھا

عفاف ملٹی لہنگے میں ملبوس ملٹی ہی جیولری پہنے ہوئے تھی بالوں کا خوبصورتی سے ہیئر سٹائل بنایا ہوا تھا دوپٹے کو نفاست سے سر پر سیٹ کیا ہوا تھا دونوں ہاتھوں پر برائیڈل مہندی سجی ہوئی تھی جس میں یقیناً عارب کا نام بھی چھپا تھا مگر اپنا نام ڈھونڈنے کا موقع عارب کو کل ملنے والا تھا جس کے لیے اسے انتظار کرنا تھا

چہرے پر ہلکا سا میک اپ موجود تھا خوبصورت باریک ہونٹوں پر گلابی رنگ کی لپسٹک عارب کا دل بے ایمان کرنے پر تلی ہوئی تھی جبکہ لرزتی پلکیں اور چہرے پر موجود شرم و حیا عارب کو بے خود کر رہی تھی وہ آج بے حد حسین لگ رہی تھی

عفاف کے قریب آنے پر عارب نے اس کی جانب اپنا ہاتھ بڑھایا تو عفاف نے اپنا لرزتا ہاتھ اس کی مضبوط چوڑی ہتھیلی میں رکھ دیا جسے فوراً ہی مضبوطی

سے تھامتے ہوئے عارب نے اپنا دوسرا ہاتھ بھی آگے بڑھایا جس پر عفاف نے حیرت سے عارب کی جانب دیکھا تو عارب نے اسے اشارہ کیا کہ اپنا دوسرا ہاتھ بھی میرے ہاتھ میں رکھو

اس کے اشارہ کو سمجھتے عفاف نے دوسرا ہاتھ بھی اس کی ہتھیلی میں رکھا اور عارب نے بہت احتیاط سے اسے سٹیج پر لاتے ہوئے صوفے پر بٹھایا جبکہ عارب کی اس حرکت پر پورے حال میں ینگ پارٹی کی ہونگ اٹھی تھی جس پر عارب نے مسکراتے ہوئے سر کو خم کیا اور پورے ہال میں سب قہقہہ لگا اٹھے جبکہ عفاف تو شرم کے مارے سرخ ہی پڑ چکی تھی

ایشال ہنستے ہوئے ان دونوں کی طرف دیکھ رہی تھی جب اچانک اس کی نظر سٹیج کی دوسری جانب کھڑے حیدر پر پڑی جو ہلکی سی مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے اسی کی طرف دیکھ رہا تھا حیدر کے دیکھنے پر پہلے تو ایشال ہلکا سا مسکرائی مگر اسے فوراً حیدر کا ڈانٹنا یاد آگیا تو اس نے فوراً اپنا چہرہ پھیر لیا مطلب اس نے بھرپور ناراضگی کا اظہار کیا تھا

حیدر سر جھٹک کر ہنس دیا وہ اس کی ناراضگی آج ہی دور کرنے کا ارادہ رکھتا تھا

سب سے پہلے تائی جان اور تایا جان رسم کے لیے سٹیج پر آئے تھے اس کے بعد عارف صاحب اور اسمہ بیگم جب کہ عمایہ اور ایشال ہادی اور حمزہ کے ساتھ وہی سٹیج کے پاس ہی کھڑی تھی اور وہ لوگ اپنے اپنے فون سے ان کی تصویریں لے رہے تھے

کچھ دیر میں رسمیں مکمل ہوئی تو سٹیج کو ڈانس کے لیے سیٹ کر دیا گیا مگر اسی ٹائم عمایہ نے ایک عجیب سا شور مچا دیا کہ وہ ابھی ڈانس نہیں کریں گے وہ تبھی ڈانس کریں گے جب سب مہمان چلے جائیں گے جبکہ عمایہ کی اس بات پر سب کو حیرانی ہوئی کیونکہ کل تک تو وہ بالکل تیار تھی مگر اچانک اس نے انکار کر دیا مگر عمایہ کے انکار کو دیکھتے ہوئے کسی نے بھی اس سے بحث کرنا فضول سمجھا اور اس کے فصلے پر حامی بھر دی

عمایہ بہت دیر سے ارسم کی نظریں خود پر محسوس کر رہی تھی اور اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ نظر اٹھا کر ارسم کی جانب دیکھ لے اور ان حالات میں ارسم کے سامنے ڈانس کرنا ایسا تو نہ ممکن تھا ایک تو عمایہ آگے ہی شرم سے دوہری ہو رہی تھی

اور ایسے حالات میں وہ کیسے ارسم کے سامنے ڈانس کر سکتی تھی اس لیے اس نے اپنے ارادے نہیں بدلے بس ارادوں کی ٹائمنگ بدل لی تھی

آخر میں رسم کرنے کی باری عمایہ اور ایشال کی آئی تو عمایہ نے سٹیج پہ جانے سے انکار کر دیا

کیا مسئلہ ہے تمہارے ساتھ عزمی چل کیوں نہیں رہی ایشال عمایہ کو گھورتے ہوئے بولی

میرے ساتھ کوئی مسئلہ نہیں ہے محترمہ شاید تم بھول رہی ہو کہ تم اب سنگل نہیں ہو تم رسم کرنے اپنے ہسبینڈ کے ساتھ جاؤ گی یعنی میرے پیارے سے بھائی کے ساتھ۔۔

عمایہ بولتے ہوئے ایشال کو زبردستی کھینچتی ہوئی حیدر کے قریب لے آئی تھی جوان سے کچھ ہی فاصلے پر کھڑا تھا جبکہ ایشال ہکا بکا عمایہ کی اس حرکت کو دیکھتی ہی رہ گئی

چلیں اب آپ دونوں جائیں اور رسم کریں کیونکہ آپ دونوں کپل ہیں عمایہ ایشال اور حیدر کی طرف دیکھتی ہوئی بولی

مجھے ایسے گھوروں مت ماما سے پوچھ لو ایشال کے گھورنے پر عمایہ نے اپنا رخ اسمہ بیگم کی جانب کیا جو انہی کو دیکھ رہی تھی

ہاں بیٹا تم دونوں کپل ہو تم دونوں جاؤ ایک ساتھ رسم کرو اسمہ بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا جس پر ایشال نے عمایہ کو ایک زبردست گھوری سے نوازا جب کہ حیدر نے ہلکا سا مسکراتے ہوئے سٹیج کی جانب قدم بڑھائے اور ایشال کو بھی مجبوراً اس کے پیچھے چلنا پڑا تھا مگر وہ عمایہ سے حساب برابر کرنے کا ارادہ لازمی رکھتی تھی

ایشال عفاف کی جانب جب کہ حیدر عارب کی جانب بیٹھا تھا اور دونوں نے رسم شروع کی

بھابھی مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے جیسے آپ میری فیلنگز کو سمجھ رہی ہیں ایشال عفاف کے کان کے قریب تھوڑا سا جھکتے ہوئے بولی

کیونکہ میں بھی انہی فیلنگز سے گزر رہی ہوں عفاف نے ہلکا سا مسکراتے ہوئے جواب دیا کیونکہ وہ سمجھ چکی تھی کہ ایشال کیا بات کرنا چاہ رہی ہے

میں چاہ رہی ہوں کہ عمایہ کا بھی نکاح ہو جائے تاکہ وہ جو مجھے تنگ کر کے مزے لے رہی ہے پھر میں اسے تنگ کر کے انجوائے کروں ایشال نے دوبارہ سرگوشی نما آواز میں عمایہ کی شکایت کے تو عفاف نے بے اختیار اپنی ہنسی دبائی کیوں عمایہ اسے بتا چکی تھی کہ جب سے نکاح ہوا ہے وہ ایشال کی کتنی درگت بنا چکی ہے

ویسے بھابھی آپ نے عزمی کے منگیتر کو دیکھا ہے کیا۔۔؟؟

ایشان عفاف کو مٹھائی کھلاتے ہوئے بولی جس پر عفاف نے آہستہ سے نفی میں سر ہلایا کیونکہ واقعی میں اس نے ارسم کو ابھی تک نہیں دیکھا تھا

وہ دیکھیں بالکل سامنے وہ جو سٹیج کی جانب آرہا ہے وہ ہی ہے عزمی کا منگیتر

ایشال نے آنکھوں سے سامنے کی جانب اشارہ کیا تو عفاف نے سامنے دیکھا جہاں سے ارسم دونوں ہاتھ کمر کے پیچھے باندھے مضبوط قدم لیتا ہوا سٹیج کی جانب آرہا تھا

یہ تو بہت پیارے ہیں ماشاءاللہ عفاف ایشال کی جانب دیکھتے ہوئے بولی کیونکہ پہلی نظر دیکھتے ہی اسے ارسم کافی اچھا لگا تھا

ہے نا میں بھی یہی کہہ رہی تھی اور آپ کو پتہ ہے کہ یہاں موجود سب لڑکیوں کی نظر ہی ان پر ہے ایشال نے کھل کر مسکراتے ہوئے عفاف کو ایک اور بات سے آگاہ کیا

ہماری عزمی کی جوڑی تو بہت خوبصورت ہے اب تو میں بھی چاہ رہی ہوں کہ اس کا جلد نکاح ہو جائے عفاف نے اپنے دل کی بات بولی کیونکہ اسے عمایہ اور ارسم کی جوڑی کافی خوبصورت لگی تھی

ارسم سٹیج کی دوسری جانب کھڑے ابراہیم صاحب کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا اور ذرا سی نظریں گھما کر دوسری جانب کھڑی عمایہ کا دیکھا جو حمزہ اور ہادی سے کوئی بات کر رہی تھی پھر اچانک وہ تینوں زور سے ہنسے جب کہ عمایہ کی کھلکھلاہٹ ارسم کے کانوں میں رس گھول گئی تھی وہ یوں کھلکھلاتے ہوئے ہنستے ہوئے کتنی خوبصورت لگتی تھی

ارسم دل و جان سے اس پر فدا ہوئے جا رہا تھا یہ تو اس کا دل ہی جانتا تھا کہ اس نے جبر کیسے کیا ہوا ہے دل مجبور کر رہا تھا کہ اسے فوراً اپنی دسترس میں لے آئے جبکہ دماغ کہہ رہا تھا کہ وہ اپنی زبان سے نہیں پھر سکتا اور وہ زبان کا پکا اور سچا انسان تھا

اس لیے مجبوراً اسے اپنے دل پر ہی جبر کرنا تھا اور اپنی شہزادی کا نظارہ دور سے ہی کرنا تھا کیونکہ وہ خود بھی بغیر نکاح کے اس کے قریب نہیں جانا چاہتا تھا

کچھ دیر بعد سب مہمان واپسی کے لیے نکل چکے تھے چند کوئی دور کے مہمان وہاں موجود تھے جن کے تعداد زیادہ نہیں تھی اور ویسے بھی رات کے 11 بج رہے تھے اور جن مہمانوں نے گھر پر رکنا تھا وہ سب واپس گھر کے لیے نکل چکے تھے

عمایہ نے گہری نظر پورے ہال میں گھمائی اس کی نظریں ارسم کو ڈھونڈ رہی تھی جو پچھلے آدھے گھنٹے سے اسے نہیں دکھائی دے رہا تھا شاید وہ بھی جا چکا تھا مگر ابراہیم صاحب تو وہیں پر موجود تھے شاید ان کا ارادہ بعد میں جانے کا تھا جب ارسم تو جا چکا تھا

عمایہ کو جب پوری طرح یقین ہو گیا کہ ارسم ہال میں موجود نہیں ہے تو اس نے ڈانس کے لیے حامی بھری جس پر سب جلدی سے اکٹھے ہو گئے کیونکہ اگلے گھنٹے میں انہیں گھر کے لیے بھی نکلنا تھا اور ابھی انہیں ڈانس بھی کرنا تھا

ہادی نے دور سے ہی آواز دے کر ڈی جے کو مطلوبہ گانے کا نام بتایا جسے ڈی جے نے فوراً ہی پلے کر دیا اور ساتھ ہی ساتھ ہال کی لائٹیں بھی بند ہو گئی چند دو لائٹیں چل رہی تھیں جو صرف اسی حصے کو روشن کیے ہوئے تھی جہاں پر ابھی وہ لوگ ڈانس کرنے والے تھے

دیکھا تم کو جب سے بس دیکھا تم کو یارا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

گانا شروع ہوتے ہی ہادی نے عمایہ کا ہاتھ تھاما اور اس کے ساتھ سٹیج پر قدم رکھا جبکہ عفاف کافی ایکسائیٹڈ ہوتے ہوئے انہیں دیکھ رہی تھی

میوزک شروع ہوا تو دوسری طرف سے ایشال بھی حمزہ کا ہاتھ تھامے سٹیج پر آئی کیونکہ وہ چاروں ہی کپل ڈانس کرنے والے تھے

دیکھا تم کو جب سے بس دیکھا تم کو یارا۔۔۔۔

تم سے کوئی اچھا ہے میں تم سے کوئی پیارا۔۔۔

یوں نظریں نہ پھیرو تم۔۔۔۔

میرے ہو میرے تم۔۔۔۔

کہہ دو نا کہہ دو نا یو آر مائی سو نیا

وہ چاروں اپنی مستی میں مگن گانے پر سٹیپ لے رہے تھے جب کہ عمایہ اس بات سے انجان تھی کہ ہال میں داخل ہوتا ہوا ارسم انہیں ڈانس کرتا ہوا دیکھ رہا ہے جب کہ اس کے پیچھے میران بھی موجود تھا

ڈانس کرتے ہوئے عمایہ اور حمزہ سٹیج کی جانب بڑھے جہاں عارب اور عفاف بیٹھے ان کا ڈانس دیکھ رہے تھے عمایہ نے عفاف کا ہاتھ پکڑا جبکہ حمزہ نے عارب کا وہ دونوں زبردستی ان دونوں کو اپنے درمیان لے آئے اور اب کی بار گانا بدلا تھا

مہندی لگا کے رکھنا ڈولی سجا کے رکھنا۔۔۔

لینے تجھے او گوری آئیں گے تیرے سجناں۔۔۔۔

وہ چاروں عفاف اور عارب کے گرد گول گول گھوم رہے تھے ساتھ کھلکھلا بھی رہے تھے جبکہ عفاف شرم و حیا سے سمٹتی جا رہی تھی

اُڑ اُڑ کے تیری زلفیں کرتی ہیں کیا اشارے دل تھام کے کھڑے ہیں عاشق سبھی کنوارے

عارب نے عفاف کا ہاتھ پکڑ کر اسے گول گول گھمایا

رکھنا تھا دل پہ قابو یہ حسن کا ہے جادو۔۔۔۔۔

جادو یہ چل گیا تو میرا قصور کیا ہے۔۔۔۔۔

عفاف اور عارب درمیان میں جبکہ ان کے دائیں جانب عمایہ اور ہادی تھے اور بائیں جانب ایشال اور حمزہ اب وہ تینوں ہی کپل ڈانس کر رہے تھے

رستہ ہمارا تکنا دروازہ کھلا رکھنا۔۔۔۔

لینے تجھے او گوری آئیں گے تیرے سجنا۔۔۔۔

گانا ختم ہوا تو وہ سب تالیاں بجا کر ساتھ ہنسنے بھی لگے

عارب عفاف کا ہاتھ پکڑے قریبی صوفے پر بیٹھ چکا تھا جبکہ اب تیسری بار گانا چینج ہوا تھا جس میں ہادی نے زبردستی عمایہ کا ہاتھ پکڑا اور اسے کھینچتا ہوا

سٹیج پر لے آیا جبکہ عمایہ کا ڈانس تو یہیں تک تھا اس سے زیادہ تو اس نے کچھ کرنا بھی نہیں تھا اس لیے وہ حیران تھی کہ اب ہادی کیا کرنے جا رہا ہے

موٹے کیا کر رہے ہو مجھے مزید ڈانس نہیں آتا عمایہ ہادی کو گھورتے ہوئے بولی

موٹی ہم بس تھوڑا سا اور ڈانس کریں گے پھر بس۔۔۔۔ہادی نے بولتے ہوئے اس کا ایک ہاتھ اپنے کندھے پر رکھا

ہاں اوکے پر زیادہ دیر نہیں میرے پاؤں درد کر رہے ہیں عمایہ ہادی کی طرف دیکھتے ہوئے منہ بنا کر بولی

موٹی میں تمہیں اٹھا لوں گا ہادی ہنستے ہوئے بولا تب تک سونگ پلے ہو چکا تھا

ملے ہو تم ہم کو بڑے نصیبوں سے پایا ہے میں نے قسمت کی لکیروں سے۔۔۔۔

تیری محبت سے سانسیں ملی رہنا سدا تم قریب ہو کے۔۔۔

ہادی نے عمایہ نے ساتھ سٹیپ لیتے ہوئے اس کی گلابی رخسار پر لب رہے
جب عمایہ کھلکھلا کر ہنسی

ابے سالے صاحب کیوں میرے دل کو مزید جلا رہے ہو ارسم خاصہ جل کر بولا

تیری چاہتوں میں کتنا تڑپے ہیں ساون بھی تجھ بن کتنا برسے ہیں۔۔۔۔
ہادی سے بولتے ہوئے عمایہ کو گول گول گھمایا

تیری وفا کا سہارا ملا ہے تیری ہی وجہ سے میں زندہ ہوں۔۔۔۔۔
آخری سٹیپ۔ لیتے ہوئے وہ دونوں بہن بھائی کھلکھا کر ہنسے اور عمایہ نے ہاری کے ایک گال پر ہاتھ رکھتے ہوئے دوسرے گال لب رکھے جس پر سب سے مسکراتے ہوئے تالیاں بجائیں

جبکہ ارسم اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا ہی رہ گیا یہ دونوں اس بیچارہ کا دل جلا کر راکھ کرنے پر تلے ہوئے تھے 😂

گھر کے بڑوں نے دل سے دعا مانگی کہ خدا اس کے بچوں کو یوں ہی خوش رکھیں اور ان کا پیار ایسے ہی قائم رہے

عمایہ جیسے ہی سٹیج سے اتر کر نیچے آئی تو اس کی نظر سامنے کھڑے ارسم پر پڑی اور پھر اس کے کچھ فاصلے پر کھڑے میران پر اس کی تو سانسیں جیسے وہیں پر سوکھ گئی یعنی ان کا پرفامنس ان دونوں نے دیکھا تھا

ہائے اللہ یہ انسان ہے یا جن یہ تو جا چکے تھے عمایہ دل ہی دل میں بولی اور پھر جلدی سے عارف صاحب کی جانب قدم بڑھائے

اگلے آدھے گھنٹے میں سب ہی اپنے اپنے گھروں کی طرف روانہ ہو چکے تھے جب کہ عارف صاحب نے میران کو انہی کی طرف رکنے کا بولا تھا مگر اس نے کہا کہ وہ ان کے گھر نہیں رک سکتا اس کی کچھ مصروفیات ہیں اس وجہ سے اسے جانا پڑے گا میران نے یہ بات جھوٹ بولی تھی وہ تنہائی میں رہنا چاہتا تھا کیونکہ جو اس کے دل پر بیت رہی تھی وہ کسی کو بھی اس حال سے واقف نہیں کروانا چاہتا تھا

عارف صاحب نے بھی زیادہ زور نہیں دیا اور میران کو خدا حافظ کہتے ہیں گھر کی طرف روانہ ہو گئے

ان سب کے نکلتے ہی میران نے گہرا سانس خارج کیا اور اپنی گاڑی کی جانب قدم بڑھائے جب اس کی نظر کلین پر گری ایک پائل پر پڑی وہ سفید موتیوں سے بھری ہوئی پائل کسی اور کی نہیں بلکہ عمایہ کی تھی اور میران اس پائل کو فوراً ہی پہچان چکا تھا کیونکہ یہ وہی پائل تھی جو میران نے عمایہ کو اس کی برتھ ڈے پر گفٹ کی تھی

شاید عمایہ نے آج پہلی بار وہ پائل پہنی تھی جس میں سے غلطی سے ایک پائل اس کے پیر سے اتر کے گر گئی تھی جواب میران کے ہاتھ میں موجود تھی

جس محبت کو کبھی محسوس نہ کر سکا خدا نے اس محبت کو محسوس ہونے سے پہلے ہی چھین لیا اور اب اس کی نشانیاں بھی مجھے واپس لوٹا رہا ہے یہ تو ناانصافی ہے میران بولتے ہوئے بے دردی سے مسکرایا اس کی مسکراہٹ میں کتنی

تکلیف تھی یہ تو اس کا دل یا اس کا خدا ہی جانتا تھا کوئی تیسرا شخص اس چیز سے واقف نہیں تھا

میران نے اس پائل کو اپنی مٹھی میں دبایا اور گاڑی میں جا بیٹھا اب اس کی تنہائی تھی اور وہ تھا اس نے اپنا درد بھی اپنی تنہائی سے ہی بانٹنا تھا جب کہ وہ تو خود کو بھی محسوس نہیں ہونے دے رہا تھا کہ اس کے دل پر کیا گزر رہی ہے وہ اپنے دل کی پکار کو دفنا رہا تھا وہ لڑکی کسی اور کا نصیب تھی وہ کسی اور کا نصیب بن چکی تھی

اور وہ کیسے اس لڑکی کو کسی اور کے نصیب سے چھین سکتا تھا ایسا تو ممکن نہیں تھا اسے تو زندگی بھی اس لڑکی کے صدقے ملی تھی وہ تو اپنی زندگی ہزاروں بار عمایہ کے سر سے وار کر پھینک سکتا تھا دل تو بہت معمولی سی بات تھی

ایشال کانوں سے اپنے ایر رنگز اتارتے ہوئے اپنے کمرے کی جانب قدم بڑھا رہی تھی جس راہداری سے وہ گزر رہی تھی وہاں کی لائٹس آف ہو چکی تھیں کیونکہ سبھی اپنے کمروں میں سونے کے لیے جا چکے تھے اسے بھی اپنے کمرے میں آتے آتے کافی دیر ہو چکی تھی کیونکہ وہ عمایہ کے ساتھ باتوں میں مصروف تھی اور اب اسے کافی زیادہ تھکن کا احساس ہو رہا تھا

وہ تیز تیز قدم اٹھاتی اپنے کمرے کی جانب بڑھ رہی تھی جب اچانک سے کسی نے اس کا ہاتھ تھاما اور اگلے ہی لمحے جب وہ پورا زور لگا کر چیخنے لگی تو اس وجود نے اپنا بھاری بھر کم ہاتھ اس کے ہونٹوں پر جما دیا جبکہ ایشال پھٹی پھٹی نگاہوں سے بار بار پلکیں جھپکا کر سامنے کھڑے حیدر کو دیکھ رہی تھی

پاگل ہو کیا چیخنے کیوں لگی تھی حیدر ایشال کی طرف دیکھتے ہوئے ہلکی سی آواز میں بولا تو ایشال نے غصے بھری نگاہوں سے حیدر کو گھورا جیسے نظروں ہی نظروں میں کہہ رہی ہو کہ جب اچانک کسی کو یوں ڈرایا جائے گا تو وہ چیخے گا نہیں تو اور خوشی سے ناچے گا

میں غور کر رہا ہوں جب سے نکاح ہوا ہے تم مجھے کچھ زیادہ ہی نہیں گھورنے لگی حیدر اس کے ہونٹوں سے اپنا ہاتھ ہٹاتے ہوئے تفشیشی انداز میں ایشال کی جانب دیکھتے ہوئے بولا

مجھے آپ کو گھورنے کی ضرورت نہیں ہے ایشال نے بھی اس کی غلط فہمی دور کرنا چاہی جو وہ اسے گھور نہیں رہی بلکہ اس سے ناراض ہے

ذرا سی ڈانٹ پر تم نے منہ پھلا لیا ہے اور یوں گھوم رہی ہو جیسے کوئی غبارے میں ہوا پھلا کر غبارہ ہوا میں چھوڑ دیتا ہے حیدر کو اس کی ناراضگی کی کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی اس کی ایک دن کی بیوی اس سے ناراض ہو کر منہ پھلائے یوں گھوم رہی تھی جیسے اس بیچارے نے پتہ نہیں کون سا اتنا بڑا گناہ کر دیا ہو

اب آپ مجھے غبارہ بول لیں۔۔۔!! ایشال نے برا منایا

آہستہ بولو لڑکی کیوں چاہتی ہو کہ صبح عارب کے ساتھ ساتھ تمہاری بھی رخصتی کروا دی جائے حیدر اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے چپ کرواتے ہوئے بولا کیونکہ وہ کچھ زیادہ اونچا بول رہی تھی

آپ کو کوئی بات کرنی ہے مجھے نیند آرہی ہے مجھے جانا ہے ایشال نے اس سے یہاں آنے کی وجہ پوچھی

بات تو مجھے کرنی ہے مگر تفصیلی بات میں بعد میں کروں گا ابھی صرف تمہیں یہی کہوں گا کہ اپنے دماغ کو اور اپنی سوچ کو بدلو اب میں تمہارا بھائی نہیں بلکہ شوہر ہوں اور میرا کسی بات سے منع کرنا تمہیں ٹوکنا غلط نہیں ہے اگر میں تمہیں کسی چیز سے منع کروں گا تو تمہیں میری بات کو ماننا پڑے گا حیدر نے اسے سمجھانا چاہا

ٹھیک ہے میں سمجھ گئی ابھی مجھے نیند آرہی ہے میں جارہی ہوں ایشال بولتی ہوئی آگے بڑھی جب حیدر اسے کمر سے تھامتے ہوئے دیوار کے ساتھ پن کیا اور اس کی اطراف میں دونوں ہاتھ رکھے ایشال کی تو مانو جان حلق میں اٹک گئی

آپ یہ کیا۔۔۔۔۔

چپ بلکل چپ۔۔۔ حیدر نے اسے گھورتے ہوئے اس کی بات کاٹی

بہت فضول بولتی ہوا گر دوبارہ میری بات کو نظرانداز کرنے کی کوشش کی تو میں تمہاری سانسیں پی جاؤں گا حیدر اس کے چہرے کے قریب اپنا چہرہ لے جاتے ہوئے بولا جس پر ایشال نے سختی سے اپنی آنکھیں میچ لیں

اور پتہ ہے کہ سانسیں کیسے ہی جاتی ہیں۔۔۔؟؟؟

حیدر سے بولتے ہوئے نرمی سے اس کی پیشانی پر لب رکھے ایشال کے تومانوں 14 طبق روشن ہو چکے تھے۔۔۔۔۔

اور پتہ ہے کہ سانسیں کیسے پی جاتی ہیں۔۔۔؟؟؟

حیدر سے بولتے ہوئے نرمی سے اس کی پیشانی پر لب رکھے ایشال کے تومانوں 14 طبق روشن ہو چکے تھے۔۔۔

بولو ائندہ مجھے بھائی بولو گی۔۔۔؟؟ حیدر ایشال کے چہرے پر نظر ٹکاتے ہوئے بولا جو کبوتر کی طرح اپنی آنکھیں بند کیے کھڑی تھی جبکہ اس کے وجود میں ہلکی ہلکی لرزش وہ صاف محسوس کر سکتا تھا

نن نہیں۔۔۔ایشال دھڑکتے دل کے ساتھ صرف اتنا ہی بول سکی تھی

پھر مجھے کس نام سے مخاطب کرو گی۔۔۔؟؟ جانے کیوں حیدر اس سے اس

طرح کے سوال پوچھ رہا تھا جس کا جواب دینا ایشال کے لیے بہت مشکل

ثابت ہو رہا تھا

مم مجھے جانا۔۔۔۔ایشال نے مزاحمت کی

ہششش جتنا پوچھا ہے صرف اتنا جواب دو حیدر نے اسے بیچ میں ہی ٹوکا

بتاؤ مجھے کیا بول کر مخاطب کرو گی ائندہ۔۔۔؟؟ حیدر نے اپنا سوال دوبارہ

دہرایا

ح حیدر.... !! ایشال نے سوکھتی سانسوں کے درمیان جواب دیا تو حیدر کے

ہونٹوں تلے بے اختیار مسکراہٹ رینگ گی جسے وہ اگلے ہی لمحے بہت

مہارت سے چھپا چکا تھا

پھر سے بولو میں نے سنا نہیں سہی سے حیدر شاید اس کے منہ سے دوبارہ اپنا نام سننا چاہتا تھا یا پھر وجہ کچھ اور تھی مگر اس کی یہ حرکت ایشال کو مشکل میں ڈال رہی تھی

حیدر مم مجھے جانا ہے نن نیند آرہی ہے ایشال لڑکھڑاتی آواز میں بولی

ہمم گڈ گرل ہمیشہ یوں ہی فرمانبردار رہنا چلو جاؤ اب یہاں سے رات بہت ہو چکی ہے حیدر ایشال کے چہرے پر نظریں ٹکاتے ہوئے بولا جبکہ ایشال نے بری طرح اپنے لب کچلے۔

وہ یہاں سے کیسے جاسکتی تھی جبکہ اس کے آگے پہاڑ جیسا مرد کھڑا تھا جسے کم سے کم وہ دھکا دے کر تو پیچھے ہرگز نہیں کرسکتی تھی کیونکہ وہ اس کے بے حد نزدیک کھڑا تھا

آپ پیچھے ہٹیں گے تو میں جاؤں گی نا ایشال ہلکی سی آواز میں منمنائی تو حیدر نے اپنی مسکراہٹ دباتے ہوئے اسے جانے کا راستہ دیا جب کہ راہ فرار ملتے

ہی ایشال نے نہ دائیں دیکھا نہ بائیں اتنی سپیڈ سے وہاں سے نکلی کہ حیدر اسے دیکھتا ہی رہ گیا

بے وقوف لڑکی حیدر نے بولتے ہوئے اپنے چاکلیٹ براؤن بالوں میں ہاتھ پھیرا اور پھر خود ہی مسکرا دیا ایشال کی حرکتیں ہی ایسی تھیں ان چند گھنٹوں میں بیوی کے فرض پر فائز ہونے والی ایشال جانے کتنی ہی بار حیدر کے مسکرانے کی وجہ بن چکی تھی

عمایہ چینج کر کے آئی تو اسے اپنے سر میں انتہائی درد محسوس ہوا شاید مصروفیات کی وجہ سے اس کی نیند پوری نہیں ہو رہی تھی اس وجہ سے اب سر درد شروع ہو چکا تھا

رات کے 12 بج رہے تھے وہ اس وقت کسی کو اٹھا بھی نہیں سکتی تھی اور کسی کو ڈسٹرب کرنا وہ تو یہ کام ہر گز نہیں کر سکتے تھے

اس نے اپنے دراز سے ایک پین کلر نکالی اور اسے پانی کے ساتھ نگلتے ہوئے بیڈ پر جا لیٹی سر میں درد اتنا زیادہ نہیں تھا مگر پین کلر کھانے کے دس منٹ بعد ہی درد ختم ہو چکا تھا

سکون محسوس کرتے ہی عمایہ نے اپنی آنکھیں بند کی اسے بہت زیادہ نیند آرہی تھی مگر آنکھیں بند کرتے ہی اس کے سامنے ارسم کا چہرہ لہرایا سفید شلوار قمیض میں ملبوس وہ کسی ریاست کا شہزادہ ہی تو معلوم ہو رہا تھا مگر یہ الگ بات تھی کہ عمایہ نے اس پر زیادہ غور نہیں کیا تھا اور آج یہ پہلی بار تھا جب عمایہ نے نظر بھر کر ارسم ابراہیم کو دیکھا تھا اور آج ہی اسے معلوم ہوا تھا کہ وہ شخص بھی عام مردوں سے ہٹ کر شہزادوں جیسا حسن رکھتا ہے

جو صرف اس کے معاملے میں پاگل تھا اس سے بے انتہا محبت کرتا تھا جس نے اپنا کہا سچ کر کے دکھایا تھا وہ محبت کے اس مقام پر تھا جہاں اس نے اپنی محبت کو جائز طریقے سے حاصل کیا تھا

ارسم کے بارے میں سوچتے ہوئے عمایہ کے چہرے پر خوبصورت سی مسکراہٹ نمودار ہوئی جس کے بارے میں شاید وہ بھی نہیں جانتی تھی نیند کی وادیوں میں گم ہوتے ہوئے بھی وہ ارسم کے خیالوں میں گم تھی اور یوں ہی ارسم کو سوچتے ہوئے وہ گہری نیند میں اترتی چلی گئی

—

جلدی کر لو بارات نکلنے میں صرف دس منٹ رہ گئے ہیں اور تم دونوں ابھی تک تیار ہی نہیں ہوئی اسمہ بیگم عمایہ کے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے تھوڑا سختی سے بولیں

ماما ہم تو تیار ہیں بالکل یہ دیکھیں عمایہ جلدی سے آگے بڑھ کر اسمہ بیگم کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے بولی تو انہوں نے اوپر سے لے کے نیچے تک عمایہ کا جائزہ لیا جو آج ٹی پنک میکسی میں ملبوس تھی

میں بھی بالکل تیار ہوں بس میرا دوپٹہ سیٹ نہیں ہو رہا ایشال اپنا دوپٹہ ہاتھ میں پکڑتے ہوئے بولی جو بیچاری سے سیٹ ہو ہی نہیں رہا تھا

دونوں بہت پیاری لگ رہی ہو ماشاءاللہ مگر یہ وقت دوپٹے سیٹ کرنے کا نہیں ہے جلدی نکلو صرف دس منٹ رہ گئے ہیں نیچے سب انتظار کر رہے ہیں جلدی آو شاباش۔

اسمہ بیگم بولتی ہوئی کمرے سے نکل گئی جبکہ ان کے بولتے ہی دونوں نے ہاں میں سر ہلایا اور ان کے پیچھے ہی کمرے سے باہر نکلی جبکہ ایشال بار بار اپنا دوپٹہ اپنے گلے میں ڈال رہی تھی جو بار بار سرک کر اس کے ہاتھوں میں آ جاتا تھا

حیدر عارب کے ساتھ پہلے ہی گاڑی میں بیٹھ چکا تھا اور اسی گاڑی میں ایشال اور عمایہ نے بھی بیٹھنا تھا جن کا وہ دونوں ہی بیٹھے انتظار کر رہے تھے جبکہ عارب بار بار اپنی گھڑی کی جانب دیکھ رہا تھا کیونکہ نکلنے کا وقت ہو چکا تھا اور یہاں پر ابھی باراتی ہی پورے نہیں ہوئے تھے خاص طور پر اس کی دونوں بہنیں

سوری سوری بھائی بس تھوڑا سا لیٹ ہو گیا عمایہ گاڑی میں بیٹھتے ہوئے بولی جبکہ ایشال بھی اس کے ساتھ ہی گاڑی پر بیٹھی تھی ان دونوں کے بیٹھتے ہی حیدر نے گاڑی ہال کی جانب بڑھائی کیونکہ ان سب سے پہلے ہی باقی سب نکل چکے تھے اور دلہے صاحب کی گاڑی تو پیچھے ہی رہ چکی تھی

چلو لڑکیوں جلدی کرو بارات پہنچ چکی ہے استقبال کے لیے پھول لے کر دروازے تک پہنچو بوا برائیڈل روم میں داخل ہوتے ہوئے بولیں کیونکہ باقی ساری لڑکیاں عفاف کے قریب ہی بیٹھی ہوئی تھی بارات کے آنے کا سن کر سب جلدی سے باہر کی جانب بھاگی

کیونکہ انہیں براتیوں کا استقبال کرنا تھا جبکہ بارات آنے کا سن کر عفاف کا دل ایک عجیب ہی کشمکش میں دھڑکا تھا

براتیوں کا استقبال بہت دھوم دھام سے کیا گیا تھا جب کہ عارب کی بارات بھی بہت دھوم دھام سے ہال میں داخل ہوئی تھی سب بے تحاشہ خوش تھے اوران کی خوشی ان کے چہروں سے ہی عیاں ہو رہی تھی

ایشال تائی جان کی بات سننے کے بعد واپس عمایہ کی طرف جا رہی تھی جب اچانک کسی نے اس کا بازو پکڑا اور اسے کسی کمرے کے اندر گھسیٹ لیا جبکہ عفاف جو پورا زور لگا کر چیخنے لگی تھی کسی نے اس کے چہرے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اس کی چیخ کا گلا گھونٹ دیا

تم پھر بے وقوفی کرنے والی تھی اگر یہاں تم چیختی تمہیں معلوم بھی تھا کہ کیا ہونا تھا حیدر اسے گھورتے ہوئے بولا جو پوری آنکھیں کھولے حیرانگی سے حیدر کو دیکھ رہی تھی یعنی حیدر نے یہ حرکت دوسری بار کی تھی

اگر آپ میرے ساتھ اس طرح کریں گے تو میں ڈر کے چیخوں گی نہیں تو اور کیا کروں گی عفاف بھی اپنے چہرے سے اس کا ہاتھ ہٹاتے ہوئے تھوڑا غصے سے بولی

تم اتنی بے وقوف کیوں ہو حیدر نے بولتے ہوئے اس کے بازو سے اس کا دوپٹہ پکڑا جو گلے سے سرک کر دوبارہ اس کے بازو میں آ چکا تھا جبکہ حیدر کو اپنا دوپٹہ پکڑتے دیکھ ایشال نے گھبرا کر حیدر کی طرف دیکھا

یہ آپ کیا کر رہے ہیں ایشال گھبرائے ہوئے لہجے میں بولی

چپ رہو جو بھی کر رہا ہوں بالکل ٹھیک کر رہا ہوں ایک لفظ بھی فضول بولا تو ایک لگاؤں گا۔۔۔ حیدر اسے ایک زبردست گھوری سے نوازتے ہوئے بولا کیونکہ وہ پچھلے ایک گھنٹے سے نوٹ کر رہا تھا کہ وہ اپنے دوپٹے سے الجھی ہوئی تھی مگر کسی سے بول کر کوئی پن لگوا کے اسے سیٹ نہیں کر رہی تھی جبکہ اس کا بار بار یوں گلے سے دوپٹہ سرک کر بازو میں آنا حیدر کو برا لگ رہا تھا

حیدر نے دوپٹہ اس کے دونوں کندھوں پر ڈالتے ہوئے اپنی جیب سے دو پنیں نکالی جو شاید وہ اپنے ساتھ لایا تھا لیکن کہاں سے لایا تھا یہ صرف حیدر کو ہی معلوم تھا جبکہ ایشال کو کافی حیرانگی ہوئی حیدر کی کاروائی دیکھ کر

حیدر نے اس کے دونوں کندھوں پر دوپٹہ مناسب طریقے سے صحیح کر کر دونوں پنوں سے سیٹ کیا تاکہ وہ دوبارہ سرک کر نیچے نہ گرے

ہمم ٹھیک ہے اب تمہارا دوپٹہ تمہارے گلے سے اترنا نہیں چاہیے حیدر نے اس کا جائزہ لیتے ہوئے اسے ساتھ وارن بھی کیا جب کہ اپنی دوپٹہ بالکل سہی طریقے سے سیٹ ہوتا دیکھ کر ایشال کو بے تحاشہ خوشی محسوس ہوئی اس کے لیے یہ کام بہت مشکل تھا جو اس سے ہو ہی نہیں پا رہا تھا اور یہی کام حیدر نے چٹکیوں میں کر دیا تھا اس وقت حیدر اسے بہت اچھا لگا تھا

آہ تھینک یو سوچ مجھ سے سیٹ ہی نہیں ہو رہا تھا آپ نے کتنی جلدی کر دیا تھینک یو ایشال بے تحاشہ خوش ہوتے ہوئے بولی تو حیدر بھی سر جھٹک کر مسکرا دیا

عزمی میرا انتظار کررہی ہے میں چلتی ہوں ایشال بولتے ہوئے فوراً ہی وہاں سے نکل گئی جبکہ ایشال کے نکلتے ہی حیدر بھی وہاں سے باہر نکل گیا کیونکہ اس کی وہاں موجودگی بے حد ضروری تھی اور شاید عارب اس کی غیر موجودگی کو محسوس بھی کرچکا تھا اس لیے تو وہ اسے کالز پہ کالز کررہا تھا

—

ارسم ابراہیم صاحب کے ساتھ ہال میں داخل ہوا تو اس کی اٹھی ہوئی نیلی نظروں نے سب سے پہلے عمایہ کو تلاش کیا جو اسے کہیں بھی دکھائی نہیں دی

کہیں وہ آج پھر تو نہیں لیٹ ہو گئی اس کے دل میں فوراً ہی یہ خیال آیا مگر ایسا کیسے ہو سکتا ہے سب براتی تو ایک ساتھ ہی آئے ہوں گے وہ بعد میں کیسے آ سکتی ہے

اس نے دوبارہ یہ بات سوچی فلحال عمایہ اس کے سامنے نہیں تھی اور اسے دکھائی نہیں دے رہی تھی اور جب تک عمایہ اس کی نظروں کو دیدار کی راحت نہ بخشتی تب تک اس نے پتہ نہیں کن سوچوں میں الجھے رہنا تھا

عمایہ نہیں دکھ رہی کہاں پر ہیں ہماری بچی ابراہیم صاحب عارف صاحب کی جانب دیکھتے ہوئے بولے کیونکہ انہیں آئے تقریباً آدھا گھنٹہ ہونے والا تھا مگر ابھی تک انہیں عمایہ نہیں دکھائی دی تھی جب کہ ان کے آتے ہی سب سے پہلے وہ ان سے ملنے آتی تھی اور دو دن میں ہی انہیں عمایہ کہ عادت سی ہونے لگی تھی

بچیاں یہیں پر ہیں شاید برائیڈل روم میں بہو کے پاس ہوں گے ابھی آ جائیں گی فکر مت کریں عارف صاحب مسکراتے ہوئے بولے ابراہیم صاحب کی عمایہ کے لیے محبت کسی باپ کی شفقت سے کم نہیں تھی اور ایک باپ تو ہمیشہ سے یہ چاہتا ہے کہ جس گھر میں اس کی بیٹی جائے وہاں سب ہی اسے

بے تحاشہ محبت اور توجہ دینے والے ملے اور ان کی یہ خواہش ارسم اور ابراہیم دونوں کی صورت میں قبول ہوئی تھی

جب کہ پاس کھڑے ارسم کی الجھن دور ہوئی کہ شکر ہے عمایہ یہیں پر موجود ہے مگر نظروں سے اوجھل ہے کوئی بات نہیں آخر کتنی دیر وہ نظروں سے اوجھل رہ سکتی ہے آنا تو اسے ارسم کے سامنے ہی ہے ہر حال میں ارسم یہ سوچتے ہوئے مسکرایا

آج میران نہیں دکھ رہا وہ نہیں آیا کیا ابراہیم صاحب نے عارف صاحب سے میران کے بارے میں پوچھا کیونکہ آج وہ انہیں کہیں دکھائی نہیں دیا تھا آپ نے یاد کیا اور وہ آگیا وہ دیکھیں اسی جانب آرہا ہے عارف صاحب اپنی جانب آتے میران کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولے کیونکہ کچھ ہی دنوں میں ابراہیم صاحب بھی میران کو اچھی طرح سے جان چکے تھے وہ بہت فرمانبردار اور خوش اخلاق انسان تھا تو وہ بھی ارسم کی ہی عمر کا اور اب تو انہیں

اپنے بیٹوں کی طرح عزیز ہونے لگا تھا جبکہ ارسم کو بھی میران حدید بہت مخلص شخص دکھائی دیتا تھا

میران ان کے قریب آیا اور تینوں سے خوش اخلاقی سے ملا اور وہیں پر ان کی گفتگو شروع ہو گئی جس پر ارسم اور میران مسکراتے ہوئے ایک دوسرے سے کبھی بزنس کی اور کبھی مارکیٹنگ کی بات کر رہے تھے جبکہ ارسم کی نظر بار بار عمایہ کو تلاش کر رہی تھی جو ابھی تک سامنے نہیں آئی تھی جانے وہ اور کتنا امتحان لینے کا ارادہ رکھتی تھی

ارسم اچھی طرح جانتا تھا کہ اسے معلوم ہو گا کہ ارسم اس کا انتظار کر رہا ہو گا شاید اسی لیے وہ جان بوجھ کر چھپ کر بیٹھی تھی تاکہ ارسم اسے دیکھ نہ سکے اور وہ اس کی نظروں سے بچی رہے

اور یہ بات حقیقت تھی عمایہ جان بوجھ کر عفاف کے پاس چھپی بیٹھی تھی اسے پتہ تھا کہ باہر ارسم آچکا ہے اور اسے یہ بھی معلوم تھا کہ ارسم اس کا انتظار کر رہا ہو گا وہ اسے ڈھونڈ رہا ہو گا مگر وہ جان بوجھ کر چھپی بیٹھی اسے تڑپا

رہی تھی جبکہ عفاف تو اسے کافی بار بول چکی تھی کہ ایک چکر باہر کا لگاؤ سکتا ہے کہ کسی کو اس کی ضرورت ہو مگر عمایہ کا کہنا تھا کہ کسی کو اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے وہ صرف اپنی بھابھی کے پاس رہے گی

اور اسی کے ساتھ باہر جائے گی جس پر عفاف نے ہاں میں سر ہلایا اور بالکل خاموش ہو گئی وہ اور کیا کہہ سکتی تھی

سب ایک دوسرے سے باتوں میں مگن تھے جب دلہن کے آنے کا شور اٹھا سٹیج پر بیٹھے عارب نے بے اختیار نظریں اٹھائیں مگر وہ باآسانی عفاف کو نہیں دیکھ سکا کیونکہ آگے بہت سے لوگ کھڑے تھے اس لیے عفاف کے قریب آنے کا اسے انتظار کرنا تھا

عارب گہرا سانس لیتے ہوئے دوبارہ صوفے پر بیٹھ گیا اس کی بیوی خود چل کر اس تک آ رہی تھی اب اسے اتنا بے تاب ہونے کی کیا ضرورت تھی یہ بات صرف عارب اپنے ذہن سے سوچ سکتا تھا کیونکہ دل تو اس کا کچھ اور ہی چاہ رہا تھا

عفاف نزدیک پہنچی تو عارب نے نظریں اٹھا کر سامنے کی جانب دیکھا اور بس پھر وہ پلکیں جھپکانا بھول گیا اسے یہ بھی ہوش نہ رہا کہ وہ اس وقت کہاں موجود ہے

عفاف سرخ رنگ کے لہنگے میں ملبوس نارمل میک اپ میں ہونٹوں پر ڈیپ بریڈ کلر کی لپسٹک لگائے ہوئے تھی بالوں کا خوبصورتی سے ہیئر سٹائل بنا کر پیچھے جوڑا بنایا گیا تھا جبکہ دوپٹہ کندھے سے لے کر سر تک سیٹ کیا گیا تھا اور اس کے اوپر ایک سرخ جالی کا دوپٹہ تھا جس پر عارب کی دلہن لکھا ہوا تھا اس دوپٹے کی آڑ میں چھپا خوبصورت چہرہ عارب سہی طرح تو نہیں دیکھ سکا تھا مگر

وہ یہ بات یقین سے کہہ سکتا تھا کہ عفاف آج سہی معنوں میں اس کے ہوش ٹھکانے لگانے والی ہے

دونوں ہاتھوں میں سرخ چوریاں تھی اور دونوں ہاتھ مہندی سے سجے ہوئے تھے وہ سجھ سجھ کر قدم لیتی ہوئی سٹیج کی جانب بڑھ رہی تھی اور اس کے قدموں کی آہٹ کے ساتھ ساتھ عفاف کا دل بھی عجیب طریقے سے دھڑک رہا تھا

عفاف کے دائیں جانب عمایہ جبکہ بائیں جانب ایشال تھی اور ان کے پیچھے عفاف کی سہیلیاں اور کزنز تھی وہ سب اندرونی کمرے کی جانب سے باہر آئی تھی اسی وجہ سے کچھ فاصلے پر کھڑے مرد حضرات نے انہیں نہیں دیکھا تھا جب کہ ارسم کو پورا یقین تھا کہ عمایہ بھی باہر آچکی ہے اور وہ اس وقت عفاف کے ساتھ موجود ہے

وہ انتظار میں تھا کہ کب عفاف سٹیج پر بیٹھے اور کب عمایہ کا دیدار اسے نصیب ہو

عفاف کے قریب آتے ہی عارب نے اپنی مضبوط چوری ہتھیلی اس کے سامنے کی تو عفاف نے اپنا نازک مرمری مہندی سے سجا ہاتھ اس کی ہتھیلی میں رکھ دیا عارب نے اسے سنبھالتے ہوئے نرمی سے سٹیج پر بٹھایا جبکہ اپنے قریب عارب کو محسوس کر کے عفاف کا دل پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو بے تاب تھا یہ عجیب احساس تھا جو عفاف آج محسوس کر رہی تھی

عفاف اور عارب کے سٹیج پر بیٹھتے ہی کچھ رسمیں شروع ہو چکی تھی جن میں عفاف کی طرف سے لڑکیوں نے دودھ پلائی کی اور بھی ان کی کچھ رسمیں مکمل ہونے کے بعد اب سب کا فوٹو شوٹ ہو رہا تھا جبکہ عمایہ ایک منٹ بھی سٹیج کے پاس سے نہیں ہلی تھی وہ تو وہاں یوں کھڑی تھی جیسے فریز ہو چکی ہو بیٹا میں کب سے نوٹ کر رہی ہوں تم ابراہیم صاحب سے ملنے نہیں گئی وہ تمہارے بارے میں پوچھ رہے تھے چلو جاؤ شاباش جلدی سے مل کر آؤ تائی جان عمایہ کے ہاتھ سے مٹھائی کے تھال کو پکڑتے ہوئے بولیں کیونکہ دوبار

انہیں بھی پیغام مل چکا تھا کہ عمایہ کو بھیجا جائے مگر عمایہ تھی جو جانے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی

جی میں جاتی ہوں عمایہ مدھم آواز میں بولی اسے نہیں پتہ تھا کہ ابراہیم صاحب اس کا انتظار کر رہے ہوں گے اگر اسے پتہ ہوتا تو وہ ہرگزا نہیں انتظار نہ کرنے دیتی اسے تو یوں لگ رہا تھا جیسے اسے ارسم بلا رہا ہے مگر اس کی سوچ غلط نہیں نکلی تھی

ہاں جاؤ شاباش جلدی جاؤ بیٹا تم بھی اس کے ساتھ دونوں مل کر آؤ تائی جان ایشال اور عمایہ کی جانب دیکھتی ہوئی بولیں تو دونوں نے ہاں میں سر ہلایا اور آگے کی جانب قدم بڑھائے

میری بات سنو تم تب سے چھپ کیوں رہی ہو ایشال عمایہ کی طرف دیکھتی ہوئی بولی کیونکہ کافی دیر سے وہ نوٹ کر رہی تھی کہ جیسے عمایہ کسی سے چھپنے کی کوشش کر رہی ہو

تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے کیا میں کیوں کسی سے چھپاؤں گی بدلے میں عمایہ صاف مکر گئی

میرا دماغ بالکل ٹھیک ہے تم ارسم بھائی سے چھپ رہی ہو تا کہ وہ تمہیں دیکھیں نا ایشال عمایہ کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے بولی جس پر عمایہ نے اسے گھورتے ہوئے اس کے بازو پر ایک تھپڑ رسید کیا

میں ان سے کیوں چھپوں گی میں تو بس ایسے ہی کہیں نہیں جا رہی تھی عمایہ ابھی بھی ماننے کو تیار نہیں تھی

چلو ٹھیک ہے مان لیتی ہوں مگر ارسم بھائی سے تو تمہیں ملنا ہی پڑے گا کیونکہ انکل انہی کے پاس کھڑے ہیں ایشال سامنے کھڑے ابراہیم صاحب کی جانب دیکھتی ہوئی بولی جن کے قریب میران ارسم اور تایا جان کھڑے تھے اور وہ چاروں باتوں پہ مصروف تھے جبکہ عارف صاحب اپنے دوسرے دوست احباب کے ساتھ مصروف تھے

ارسم کو دیکھتے ہی عمایہ نے اپنے قدم وہیں پر روک لیے

یار مجھے نہیں جانا میں بعد میں مل لوں گی انکل سے جب وہ اکیلے ہوں گے

عمایہ بولتے ہوئے واپس مرنے لگے جب ایشال نے فوراً اس کا ہاتھ تھاما اور

اسے جانے سے روکا

تمہارا دماغ درست ہے یہاں تک آکر تم بعد میں ملو گی بے وقوف مت بنو

منگیتر ہے تو وہ تمہارے کچھ نہیں کہیں گے چلو میرے ساتھ ایشال اس کا

ہاتھ پکڑے زبردستی اسے اپنے ساتھ گھسیٹتے ہوئے لے جانے لگی جبکہ عمایہ

بے بسی کا سانس بھرتی رہ گئی

ارسم کی پشت ہونے کے باعث وہ پیچھے سے آتی عمایہ اور ایشال کو نہیں دیکھ

سکا تھا ورنہ وہ ضرور عمایہ کی اس حرکت کو دیکھتا

السلام علیکم کیسے ہیں آپ انکل۔۔۔؟؟ ارسم کو اچانک اپنے پیچھے سے کسی کی

باریک نسوانی آواز سنائی دی مگر وہ پیچھے مڑا نہیں نہ ہی اس نے پیچھے مڑ کر

دیکھا کیونکہ وہ آواز ایشال کی تھی اور وہ ایشال کی آواز کو نہیں پہچانتا تھا اس

نے اسی لیے پیچھے مڑ کر دیکھنا مناسب نہیں سمجھا اسے یہی لگا کے شاید کوئی اور لڑکی ہے جو ابراہیم صاحب سے مخاطب ہے

وعلیکم السلام میں بالکل ٹھیک بیٹا آپ کیسی ہو ابراہیم صاحب خوشدلی سے مسکراتے ہوئے بولے فلحال ان کے بھی نظر عمایہ پر نہیں پڑی تھی کیونکہ عمایہ ایشال کے پیچھے چھپی کھڑی تھی اور ابراہیم صاحب نے دھیان نہیں دیا کہ وہ لڑکی عمایہ ہی ہے یا کوئی اور

ایشال نے ابراہیم صاحب کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے عمایہ کا ہاتھ کھینچا اور اسے زبردستی اپنے آگے کیا اب منظر کچھ یوں تھا کہ عمایہ ارسم کے برابر میں کھڑی تھی اور بے حد نزدیک بھی مگر مجال ہے جو ارسم نے ابھی بھی اسے دیکھا ہو

السلام علیکم انکل کیسے ہیں آپ مجبوراً عمایہ کو ابراہیم صاحب سے مخاطب ہونا پڑا جبکہ دل ہی دل میں وہ ایشال کو ہزاروں گالیوں سے نواز رہی تھی

مایا کی آواز اپنے قریب سے ہی سن کر ارسم نے جھٹکے سے گردن گھمائی مگر عمایہ کو اپنے روبرو اتنا نزدیک دیکھ کر وہ حیران رہ گیا

وعلیکم السلام کہاں تھی بیٹا آج تو میں آپ کا انتظار کر رہا تھا مگر آپ نہیں آئی ابراہیم صاحب اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھتے ہوئے بولے

وہ میں بھابھی کے پاس تھی عمایہ گھبراہٹ کے مارے صرف اتنا ہی بول سکتی تھی کیونکہ اس کے بغل میں ارسم کھڑا تھا

آپ کیسے ہیں۔۔۔؟؟ عمایہ کی نظر سامنے کھڑے میران پر پڑی تو اس نے اسے مخاطب کیا ارسم کو چھوڑ کر جس کی جانب اس نے نظر تک نہیں اٹھائی تھی اور وہ کسی پاگل کی طرح یک ٹک اسے دیکھ رہا تھا

الحمدللہ میں بالکل ٹھیک آپ کیسی ہیں میران نے ایک نظر عمایہ کو دیکھتے ہوئے مسکرا کر جواب دیا جس پر عمایہ مسکرائی

ابراہیم صاحب نے نوٹ کیا تھا کہ ان کا بیٹا ان کے سامنے کھڑا ان کی بہو کو کب سے گھورے جا رہا تھا جبکہ عمایہ گھبراہٹ کے مارے کبھی اپنی انگلیاں

مروڑ رہی تھی اور کبھی اپنے ہونٹ چبا رہی تھی ابراہیم صاحب کو اپنے سپوت پر پہلے تو ہنسی آئی جو کسی ٹرانس کی کیفیت میں ایک نازک سی لڑکی کو کسی روبورڈ کی طرح کھڑا دیکھ رہا تھا اور پھر انہیں تھوڑا غصہ بھی آیا کیونکہ اس کی وجہ سے عمایہ کنفیوز ہو رہی تھی

ادھر آؤ بیٹا ابراہیم صاحب نے بولتے ہوئے عمایہ کی جانب اپنا ہاتھ بڑھایا اور اسے اپنے ساتھ کھڑا کیا اب عمایہ ارسم کے بالکل سامنے تھی جبکہ عمایہ کو اپنی جگہ سے ہلتا دیکھ کر ارسم فوراً ہوش کی دنیا میں لوٹا

اور عمایہ کے ہوش اڑاتے حسن سے اپنی نظریں ہٹائی وہ لگ ہی اتنی پیاری رہی تھی کل تو اس نے صرف ہوش ٹھکانے لگے تھے مگر آج تو وہ یہ بھی بھول گیا تھا کہ وہ کھڑا کس جگہ پر ہے اور اسے عمایہ کو نظر کی پابندیوں میں دیکھنا ہے

انکل آپ کو پتہ ہے کہ عزمی آپ کو کب سے ڈھونڈ رہی تھی مگر اسے آپ ملے ہی نہیں شاید اسے آپ کے قریبی لوگوں کے پاس آنے سے ڈر لگ رہا

تھاایشال تایاجان کے ساتھ کھڑی ابراہیم صاحب کی طرف دیکھتی ہوں بولی

جب کہ ایشال کے اتنے بڑے شوشے پر عمایہ کا منہ ہی کھل گیا بھلااس نے

ایسا کب کیا تھا جہاں تک اسے یاد تھا وہ تو چھپتی پھر رہی تھی

جبکہ ایشال اپنے 32 دانتوں کی نمائش کر رہی تھی کیونکہ وہ باتوں ہی باتوں

میں یہ بتاچکی تھی کہ وہ ارسم سے چھپ رہی ہے اور ایشال کی چھپی بات کو

کوئی اور سمجھا ہو یا نہ سمجھو مگر ارسم ایک سیکنڈ سے پہلے سمجھ چکا تھا

یعنی اس کا شک درست تھا عمایہ واقعی اس سے چھپتی پھر رہی تھی ارسم نے

آنکھیں چھوٹی کر کے اپنے بالکل سامنے کھڑی عمایہ کو دیکھا جو عجیب سی

نظروں سے ایشال کو دیکھ رہی تھی جیسے نظروں ہی نظروں میں اسے کہنا چاہ

رہی ہو کہ اب تم بچنا میرے ہاتھوں سے

ارے بیٹا اس میں ڈرنے کی کیا ضرورت ہے اور تمہیں کس سے ڈر لگ رہا تھا

بتاؤ مجھے ابھی اس کی طبیعت درست کرتا ہوں میں ابراہیم صاحب کو کچھ کچھ

بات تو سمجھ آرہی تھی کیونکہ وہ اپنے بیٹے کی جانچتی نظروں کو جانتے تھے اور

وہ عمایہ کے معاملے میں کیسا ہے تھوڑے سے عرصے میں وہ یہ بھی جان چکے تھے

کوئی بھی نہیں انکل ایسا کچھ بھی نہیں ہے ایشال مذاق کر رہی ہے عمایہ نے زبردستی مسکراتے ہوئے ساری بات ایشال پر ڈال دی جبکہ اب حیران ہونے کی باری ایشال کی تھی وہ حیرت سے عمایہ کو دیکھنے لگی جو ساری بات کا بنڈل اس کے سر پر تھوپ چکی تھی

ہیلو ایوری ون ہمارے بغیر ہی سب باتیں کر رہے ہیں ڈٹس ناٹ فیئر اچانک وہاں پر ہادی اور حمزہ نمودار ہوئے

السلام علیکم جیجا جی کیسے ہیں آپ حمزہ شرارت سے ارسم کی طرف دیکھتے ہوئے بولا اور اس کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا

میں بالکل ٹھیک ہوں سالے صاحب آپ کیسے ہیں ارسم بھی اسی کے انداز میں ہاتھ ملاتے ہوئے بولا جس پر سب قہقہہ لگا اٹھے جبکہ عمایہ اور ایشال منظر

سے غائب ہو چکی تھی کیونکہ عفاف کو ان کی ضرورت تھی اور انہیں عفاف کے پاس جانا تھا جو سٹیج پر عارب کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی

عفاف کب سے اپنا دوپٹہ سہی کرنے کی کوشش کر رہی تھی جو ایک سائیڈ سے عارب کے نیچے آیا ہوا تھا بے دھیانی میں عارب اس کے دوپٹے پر بیٹھ چکا تھا جس کی وجہ سے عفاف کے سر میں جانے کتنی ہی پنوں سے وہ دوپٹہ لگا کر سیٹ کیا گیا تھا اس کا کھچاؤ اس کے بالوں پر ہو رہا تھا اور اس اپنے سر میں درد محسوس ہو رہا تھا جبکہ وہ اپنی نازک مزاحمت کے ساتھ کب سے دوپٹہ اس کی گرفت سے چھڑوانے کی کوشش کر رہی تھی مگر دوپٹہ عارب کے نیچے دبا نکلنے کا نام ہی نہیں دے رہا تھا

عارب اپنے دوستوں کے ساتھ باتوں میں مصروف تھا جو اس کے قریب ہی بیٹھے ہوئے تھے مگر اس نے دو سے تین بار محسوس کیا تھا جیسے عفاف بار بار ہل رہی ہو مگر اسے اپنا وہم لگا لیکن اب دوبارہ سے عفاف کی یہی حرکت اسے اپنی طرف متوجہ کرنے کا سبب بنی تھی

عارب نے عفاف کی طرف دیکھا تو عفاف نے بھی جالی نما گھونگھٹ سے نظریں اٹھا کر عارب کی جانب دیکھا تو عارب نے سوالیہ نظروں سے عفاف کو دیکھا جیسے نظروں ہی نظروں میں پوچھ رہا ہو کیا ہوا ہے کوئی پرابلم ہے کیا۔۔۔؟؟

آپ میرے دوپٹے کے اوپر بیٹھے ہوئے ہیں اور میں کب سے دوپٹہ نکالنے کی کوشش کر رہی ہوں مگر آپ نہ میری آواز سن رہے ہیں اور نہ ہی میرے دوپٹے سے اٹھ رہے ہیں عفاف عارب کی جانب دیکھتی مدھم آواز میں بولی کیونکہ عارب اب اس کے بہت قریب تھا جبکہ پہلے وہ اس سے تھوڑا فاصلے پر تھا اور وہ اس کی جانب متوجہ بھی نہیں تھا اس لیے شاید وہ عفاف کے دو سے تین بار پکارنے پر بھی اس کی آواز کو نہیں سن سکا تھا

عفاف کی بات سنتے ہوئے عارب جلدی سے اٹھا اور عفاف کا دوپٹہ نکالتے ہوئے ایک سائیڈ پر رکھا جس پر عفاف نے اپنے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے خود کو

تھوڑا پر سکون کرنے کی کوشش کی کیونکہ دوپٹے کے کھنچاؤ کی وجہ سے اس کے سر میں درد ہونا شروع ہو چکا تھا

تم سیدھی طرح بول نہیں سکتی تھی یہ منمنانے کی کیا ضرورت تھی عارب کو اس بے وقوف لڑکی پر غصہ بھی آرہا تھا جو کب سے بیٹھی سر درد تو برداشت کر رہی تھی مگر عارب کو سہی سے مخاطب نہیں کر رہی تھی جانے یہ اس کی کیسی شرم وحیا تھی عارب تو اب اس کی ایسی حرکتوں سے تنگ آنے لگا تھا

اب آپ مجھے ڈانٹیں گے عفاف کو برا لگا تھا عارب کا یوں بولنا

نہیں میرا دماغ خراب ہے جو میں آج کے دن تمہیں ڈانٹوں ابھی تو میں نے تمہیں سہی طرح سے دیکھا بھی نہیں اور تم نے اپنے چہرے کے آگے یہ پہرا جو لگایا ہوا ہے مگر کوئی بات نہیں یہ پہرا ابھی کچھ وقت کا ہے

باقی آج رات میں تمہیں سہی سے سیٹ کروں گا اس کے بعد یقیناً تم ایسی حرکتوں سے باز آجاؤ گی عارب عفاف کے قریب جھکتے اس کے کان میں

سر گوشی نما آواز میں بولا جبکہ اس کی معنی خیز بے باک بات کو سنتے عفاف کے دل کے ساتھ ساتھ گال بھی دہک اٹھے تھے

اب تم یوں اس طرح یہیں پر شرمانا شروع کر دو گی تو تھوڑا مشکل ہو گا تھوڑا صبر رکھو بیگم اور مجھے بھی صبر کرنے دو عارب ابھی بھی باز نہیں آرہا تھا جبکہ شرم کے مارے عفاف کی نظریں تو کیا سر بھی جھک چکا تھا

عارب نے پیچھے ہٹتے ہوئے اپنی مسکراہٹ دبائی اور سامنے کی طرف متوجہ ہوا جہاں ارسم حیدر میران ہادی اور حمزہ کے ساتھ سٹیج پر آرہے تھے

بہت بہت مبارک ہو ارسم نے عارب کے گلے لگتے ہوئے شادی کی مبارکباد دی جسے عارب نے مسکراتے ہوئے قبول کیا

میران نے بھی اس کے گلے ملتے ہوئے اسے مبارکباد دی اور عفاف کو ایک گفٹ دیا جو فی الحال وہ نہیں دیکھ سکی تھی کیونکہ وہ پیک کیا گیا تھا جبکہ ارسم نے بھی عفاف کو ایک گفٹ دیا تھا مگر وہ پیک نہیں تھا لیکن پھر بھی عفاف نے بھی اسے کھول کر نہیں دیکھا تھا

کچھ ہی فاصلے پر کھڑی عمایہ نے ایک چور نظر اٹھا کر ارسم کی طرف دیکھا جو

آج گرے کلر کے تھری پیس سوٹ میں ملبوس تھا

گلے میں ٹی پنک کلر کے ٹائی موجود تھی یہ شاید اتفاق تھا کیونکہ نا عمایہ کو

معلوم تھا کہ ارسم کی ٹائی کا کلر اس کے ڈریس جیسا ہو گا اور نہ ہی ارسم کو

معلوم تھا کہ عمایہ کے ڈریس جیسا کلر اس کی ٹائی کا ہو گا مگر دونوں کا اتفاق

کمال کا تھا یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے سیم پلاننگ ڈریسنگ کی ہو

بالوں کو ہمیشہ کی طرح نفاست سے سیٹ کیا گیا تھا چہرے کے تنے ہوئے

نقوش مغرور ناک اور چہرے پر سنجید گی تھی

جبکہ نیلی آنکھوں میں آج شرارت بھی تھی کیونکہ وہ وقفے وقفے سے ہادی

اور حمزہ کے ساتھ مذاق کر رہا تھا وہ ان کے ساتھ گھل مل گیا تھا اس نے خوش

دلی سے سب کو قبول کیا تھا جبکہ سب ارسم کے ساتھ کافی زیادہ خوش دکھائی

دے رہے تھے کیونکہ ارسم سب کو ہی بہت زیادہ پسند آیا تھا اس کی رعب دار

پرسنلٹی اور پرکشش حسن آج پھر بہت سی لڑکیوں کو اپنی طرف متوجہ کیے ہوئے تھا

مگر ایک ارسم ابراہیم تھا جسے کسی کی نظروں کی ردی برابر فکر نہیں تھی اسے جس کی نظروں کی فکر تھی جس کی نظروں کی طلب تھی وہ صرف عمایہ تھی جو ڈر کے مارے اسے نظر بھر کر دیکھتی تک نہ تھی اب بھی اس نے صرف تھوڑی دیر ہی اسے دیکھا تھا اور فوراً اپنی نظریں جھکا لی تھی

جبکہ ارسم کو دیکھتے ہی اس کے چہرے پر ایک خوبصورت سی مسکراہٹ تھی محبت اس کے دل میں بھی تھی مگر وہ تو خود اس بات سے انجان تھی

کچھ دیر بعد رخصتی کے لیے شور اٹھا اور عفاف کو بہت عزت محبت اور شفقت کے ساتھ رخصت کروا کے عارب اپنے گھر لے آیا تھا

جب کہ رخصتی کے وقت وہ اپنے بابا کے گلے لگ کر بہت روئی تھی ایک وہی تو سہارا تھے اس کے وہی سب کچھ تھے اسے آج کے دن اپنی ماں بھی بے تحاشہ یاد آرہی تھی جو بچپن میں ہی اسے چھوڑ کر چلی گئی تھی مگر اس کا باپ

اس کے لیے اس کی ماں بھی تھا اور باپ بھی تھا جبکہ اپنی اکلوتی بیٹی کی رخصتی پر عفاف کے والد کی آنکھیں بھی نم تھی وہ چاہ کر بھی خود پر ضبط نہیں کر پائے تھے جب کہ عفاف کو روتا دیکھ کر ایشال اور عمایہ بھی بہت روئی تھی کیونکہ عفاف کا درد وہ بھی سمجھ سکتی تھی کیونکہ وہ دونوں ہی کسی نہ کسی کی منگ بن چکی تھی جس کی امانت تھی ان تک پہنچنے والی تھی اور کچھ عرصے میں تو انہیں بھی اس جدائی کو سہنا تھا جو کچھ پل کی نہیں تھی بلکہ ساری زندگی کی تھی اس لیے وہ بخوبی یہ لمحات محسوس کر سکتی تھی عفاف کی تکلیف کو محسوس کر سکتی تھی

مگر گھر کے بڑوں نے عفاف کے والد کو یقین دلایا تھا کہ وہ عفاف کو عمایہ اور ایشال کی طرح ہی رکھیں گے وہ عفاف کو بہو نہیں بلکہ ایک بیٹی کے روپ میں لے کر جا رہے ہیں اور ماں باپ ایک بیٹی کو اس کے گھر والے کبھی بھی تکلیف نہیں دیتے

جبکہ عفاف کے والد کو ان کی باتوں پر سو فیصد یقین تھا کیونکہ وہ آج کے زمانے کے لوگ نہیں تھے جو بہو بیٹیوں پر ظلم کرتے ہیں وہ تو ایسے ماں باپ تھے جو اپنی بہو کے رونے پر اپنے بیٹے کو ڈانٹ بھی سکتے تھے اور اپنے بیٹے کے کان کھینچ بھی سکتے تھے اس لیے عفاف کے والد عفاف کی طرف سے مطمئن تھے وہ بہت خوش تھے کہ عفاف کی اس جگہ شادی ہوئی ہے جہاں اسے محبتیں اور توجہ ملیں گی

سب کی محبتوں کے سائے میں عفاف کا گھر میں گرینڈ ویلکم کیا گیا تھا ہر طرف آتش بازی کی گئی تھی اس پر پھولوں کی بارش کی گئی تھی یہاں تک کہ جہاں جہاں اس نے قدم رکھے تھے اس کے قدموں تلے پھولوں کی چادر بچھائی گئی تھی

عفاف کو بالکل بھی توقع نہیں تھی کہ اس کا اس طرح سے استقبال کیا جائے گا بے اختیار اس کی آنکھیں نم ہوئی تھی اتنی محبت اتنی چاہت کوئی کیسے کر سکتا ہے اتنی محبت کرنے والی نندیں بہنوں کی طرح پیار کرتی تھی اتنی محبت

کرنے والے دیور جو کسی چھوٹے بھائیوں سے کم نہیں تھے شفقت بھرے ہاتھ جو باپ سے کم نہیں تھے اور ماں کا لمس جو اس نے بچپن سے محسوس نہیں کیا تھا اس کے پاس اب دو مائیں موجود تھیں سب سے بڑھ کر شوہر جس کی محبت کا مقابلہ تو کسی کی محبت کے آگے تھا ہی نہیں وہ تو اسے بے تحاشہ چاہتا تھا اور بغیر کسی مقصد کے چاہتا تھا

کچھ اور ضروری رسمیں کرنے کے بعد عفاف کو عارب کے کمرے میں پہنچا دیا گیا تھا کیونکہ عفاف بہت زیادہ تھک چکی تھی اور ویسے بھی اب رات ہو چکی تھی سب مہمان بھی تھکے ہوئے تھے اس لیے سب سونے کے لیے جا چکے تھے

جبکہ رات کے 11 بجنے کو تھے اور عفاف عارب کے کمرے میں بیٹھی اس کے آنے کا انتظار کر رہی تھی

ایک ایک گزرتی منتظر گھڑی اس کے دل کی دھڑکنوں کو بھی بڑھا رہی تھی اور وہ ستم گر ابھی تک آنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا جانے وہ کہاں غائب تھا

عارب کا انتظار کرتے ہوئے عفاف نے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائی اور اس کا انتظار کرتے کرتے جانے اس کی کب آنکھ لگ گئی اسے پتہ ہی نہیں چلا

عارب اپنے کمرے کے آگے پہنچا تو اس کے کمرے کے ٹھیک آگے عمایہ اور ایشال کھڑی پہرہ لگائے کھڑی تھی

یہاں پر کیوں کھڑی ہو دونوں سب خیریت ہے عارب ان دونوں کی جانب دیکھتے ہوئے بولا شاید اس بیچارے کو علم نہیں تھا کہ وہ دونوں اسے کتنا لوٹنے کا ارادہ رکھتی ہیں

جی جی بھائی بالکل خیریت ہے وہ کیا ہے نا کہ ہم دونوں اپنا حق وصولنے کے لیے یہاں کھڑی ہیں عمایہ سامنے کھڑے عارب کو دیکھتے ہوئے بولی

کیسا حق کیا چاہیے تم دونوں کو عارب کو ان دونوں کا یوں اپنے دروازے کے آگے کھڑے ہونا کچھ عجیب لگا

کچھ زیادہ نہیں بس دو لاکھ ہم دونوں آدھا آدھا کر لیں گے ایشال نے اپنی ہتھیلی آگے بڑھاتے ہوئے اپنی ڈیمانڈ آگے رکھی جب کہ عارب نے حیرت سے اپنا سامنے کھڑی آفتوں کو دیکھا

ایک منٹ ایک منٹ رکیں بھائی ہمارا ابھی کوئی حق بنتا ہے ہمیں ہمارا ابھی حصہ دیں اس سے پہلے کہ عارب اپنی جیب سے نوٹوں کی گڈی نکالتا حمزہ اور ہادی وہاں آدھمکے

تم دونوں کا کون سا حق تم دونوں لڑکے ہو اور ہم لڑکیاں ہیں یعنی دلہے کی بہنیں اور یہ ہمارا حق بنتا ہے تم دونوں کا نہیں عمایہ ان دونوں کو گھورتے ہوئے بولی جو فضول میں حصے دار بننے آگئے تھے

کیوں نہیں بھائی ہمارا ابھی حق ہے اور ہم لیں گے ورنہ تم دونوں کو بھی نہیں ملیں گے حمزہ کمر پر دونوں ہاتھ رکھتا بالکل لڑاکا عورتوں جیسے ایکٹنگ کرتے ہوئے بولا جس پر امیہ اشال کو ان دونوں پر ہی بہت غصہ آیا

کوئی نہیں تم دونوں ہی اپنی شکلیں گم کرو تم دونوں کو کچھ نہیں ملنے والا

ایشال بھی حمزہ کے سامنے کھڑی دونوں ہاتھ کمر پر ٹکا کر اسے گھورتے ہوئے بولی جب کہ عارب حیرت سے ان چاروں کو آپس میں لڑتے دیکھ رہا تھا

کیا ہو گیا تم چاروں کو کیوں لڑ رہے ہو حیدر ان چاروں کو روبرو کھڑے دیکھ کر ان کے قریب آتے ہوئے بولا

ہم لڑ نہیں رہے بھائی آپ مجھے اور ایشال کو دو لاکھ دیں تب ہی آپ کو کمرے میں جانے دیا جائے گا ورنہ آپ اس صوفے پر سو سکتے ہیں عمایہ نے بولتے ہوئے تھوڑے فاصلے پر پڑے صوفے کی طرف اشارہ کیا جبکہ عارب حیران و پریشان کبھی ان دونوں کو دیکھتا اور کبھی فاصلے پر پڑے صوفے کو یعنی اب اسے آج کی رات بھی اس صوفے پر سونا پڑے گا اپنا کمرہ چھوڑ کر اپنی دلہن کو چھوڑ کر صرف اس لیے کہ اس کی بہنوں کو ان کا حق نہیں ملے گا یعنی حد ہے کیوں میرے ہی کمرے میں جانے کے لیے مجھے تم لوگوں کی اجازت کی کیوں ضرورت ہے عارب کو ان کا لوجک کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا

دیکھیں بھائی سمپل سی بات ہے کمرے میں جانے کے لیے آپ کو پیمنٹ کرنی پڑے گی اس کے بغیر آپ کو کمرے میں نہیں جانے دیا جائے گا اور دیکھ لیں رات کے 12 بج رہے ہیں بھابھی اندر انتظار کر رہی ہوں گی اب آپ جلدی سے ہمیں پیسے دیں تا کہ ہم بھی جا کر سوئیں کیونکہ ہم بہت تھک چکے ہیں عمایہ نے سیدھی سیدھی بات آگے رکھی

دیکھ بھائی اپنی جیب تو ہلکی کرنی پڑے گی جو یہ مانگ رہے ہیں انہیں دے دے ورنہ واقعی تجھے اس صوفے پر سونا پڑے گا حیدر تھوڑا سا جھک کر عارب کے کان میں ہلکی سی سرگوشی نما آواز میں بولا تو عارب نے اسے گھورا کیونکہ حیدر کا انداز چھیڑنے والا تھا اسے پتہ تھا کہ وہ اندر جانے کے لیے کتنا بے تاب ہے

عارب نے ایک لمبا سانس خارج کرتے ہوئے اپنے سامنے کھڑے ان چاروں کو دیکھا جو ایک دوسرے کو گھورنے میں مصروف تھے

لڑکیوں کا تو سمجھ میں آتا ہے کہ یہ ان کی کوئی رسم ہو گی مگر حمزہ اور ہادی کا بیچ میں کیا حصہ یہ چیز تو ان دونوں کو بھی سمجھ نہیں آ رہی تھی

تم دونوں کو میں پیسے بالکل نہیں دوں گا عارب ایشال اور عمایہ کی جانب دیکھتے ہوئے بولا تو ان دونوں نے رونے والی شکلیں بنا لیں کیونکہ عارب صاف انکار کر چکا تھا

عارب نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالتے ہوئے دو منجمر رنگ کی سرخ ڈبیاں نکالی جسے دیکھ کر ان دونوں کی آنکھیں چمک اٹھی

ماما نے بولا تھا کہ اپنی دونوں بہنوں کے لیے کوئی گفٹ لے کر رکھنا کیونکہ مجھے انہیں شادی پر دینا پڑے گا مگر مجھے یہ نہیں پتہ تھا کہ اس رسم پر دینا پڑے گا جو مجھے بالکل پسند نہیں آئی عارب عجیب سا منہ بنا کر ان دونوں کے جانب دیکھتے ہوئے بولا کیونکہ اس کے علم میں واقعی نہیں تھا کہ وہ دونوں یوں اس کا راستہ روک کر کھڑی ہو جائیں گے

یہ تم دونوں کا گفٹ ہے اور یقیناً یہ تمہارے دو لاکھ سے زیادہ ہی ہے اب جلدی سے آگے سے ہٹو عارب نے ایک ایک ڈبی عمایہ اور ایشال کے ہاتھ میں تھمائی تو وہ دونوں عارب کو تھینک یو بولتے ہوئے فوراً ہی آگے سے ہٹ گئی

اب تم دونوں کے ساتھ کیا مسئلہ ہے پیچھے ہٹو عارب اپنے سامنے کھڑے حمزہ اور ہادی کو گھورتے ہوئے بولا جو ڈھیٹ بنے کھڑے تھے

بھائی ہمیں بھی دیں کچھ ہمارا بھی حصہ ہے ان دونوں کو آپ نے گفٹ دے دیا ہے ہادی اور حمزہ عجیب سا منہ بناتے ہوئے بولے جس پر حیدر قہقہہ لگا کر ہنسا جبکہ ایشال عمایہ کی تو پہلے سے ہنسی نہیں رک رہی تھی ان کی شکلیں ہی ایسی تھیں کہ دیکھنے والی کی ہنسی نکل جاتی

عارب نے اپنی جیب سے ایک نوٹوں کی گڈی نکالی اور اسے حمزہ کے ہاتھ میں تھمایا

یہ لو مجھے نہیں پتہ کہ یہ کتنی رقم ہے مگر تم دونوں آدھی آدھی کر لینا اب جلدی سے یہاں سے رفو چکر ہو جاؤ ایک منٹ سے پہلے پہلے مجھے یہاں پر کوئی دکھائی نہیں دینا چاہیے

عارب نے بولتے ہوئے چٹکی بجائی جس پر وہ دونوں کسی جن کی طرح غائب ہوئے تھے جبکہ ایشال اور عمایہ بھی جا چکی تھی اب اس کے سامنے صرف حیدر کھڑا تھا

تمہیں بھی کوئی حق وصول کرنا ہے کیا..؟؟ عارب حیدر کی طرف دیکھتے ہوئے اس انداز میں بولا کہ حیدر بے اختیار قہقہ لگا اٹھا

نہیں میرے بھائی مجھے کوئی حق نہیں وصولنا تو جا بھابھی تیرا انتظار کر رہی ہوں گی کیسا ظالم شوہر ہے رات کے 12 بجا کر کمرے میں داخل ہو رہا ہے اگر بھابھی اچھی ہو تو تمہیں کمرے سے نکال دیں

حیدر نے ہنستے ہوئے گویا اس کا مذاق اڑایا جس پر عارب نے اسے زبردست گھوری سے نوازا اور دروازہ کھولتے ہوئے کمرے میں داخل ہوا

کیونکہ وہ اپنا اتنا قیمتی وقت فضول باتوں میں بالکل ضائع نہیں کر سکتا تھا آگے وہ بہت لیٹ ہو چکا تھا اگر اس کے دوست اسے نہ روکتے اور وہ ان میں بری طرح نہ پھنسا ہوتا تو وہ پہلے ہی کمرے میں آجاتا

عارب آہستہ سے کمرے کا دروازہ کھولتے ہوئے کمرے میں داخل ہوا تو اس کی نتھیوں سے سرخ گلابوں کی خوشبو ٹکرائی کیونکہ کمرے میں چاروں طرف سرخ گلاب بکھرے ہوئے تھے بیڈ پر ایک خوبصورتی سے مسہری سجائی گئی تھی کمرے کی لائٹ تو بند تھی مگر جگہ جگہ ہلکی ہلکی لائٹنگ کی روشنی ایک الگ ہی نظارہ پیش کر رہی تھی

عارب کی کمرے سے نظریں ہوتی بیڈ کی جانب گئی جہاں وہ دشمن جان سب کچھ بھلائے نیند کی وادیوں میں گم تھی عفاف کو دیکھتے ہی عارب کے ہونٹوں تلے خوبصورت مسکراہٹ رینگ گی

عارب آہستہ آہستہ قدم لیتا ہے بیڈ کے قریب گیا اور ٹھیک عفاف کے سامنے بیٹھ کر بغور اسے دیکھنے لگا

آج وہ اس کی دلہن بنی بیٹھی عروسی جوڑے میں ملبوس بے حد خوبصورت لگ رہی تھی اتنی خوبصورت کہ عارب کا جی چاہ رہا تھا کہ اس کے ہزاروں بار صدقے اتارے گھنی جھیل سی آنکھیں اس وقت بند تھی جن میں ہمیشہ اسے شرم وحیا ہی دکھائی دی تھی یقیناً اس لڑکی نے کبھی کسی لڑکے کو نظر اٹھا کر نہیں دیکھا تھا اس کی زندگی میں آنے والا پہلا مرد اس کے باپ کے بعد عارب تھا جو شاید آخری بھی ثابت ہونے والا تھا

اس کے دلکش چہرے کو دیکھتے ہوئے عارب مسلسل مسکرا رہا تھا ایسی مسکراہٹ جو اس کے ہونٹوں سے کبھی جدا نہیں ہونے والی تھی

نظروں کی تپش محسوس کرتے عفاف کے وجود میں تھوڑی سی لرزش آئی تو عارب فوراً تھوڑا سا پیچھے ہٹ کر بیٹھا

عفاف نے آہستہ آہستہ آنکھیں کھول کر سامنے دیکھا تو بالکل سامنے عارب بیٹھا تھا کچھ پل تو وہ اسے دیکھتی ہی رہی مگر جیسے ہی ذہن بیدار ہوا وہ جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھی

آپ۔۔۔ عفاف نیند میں ڈوبی بھاری آواز کے درمیان بولی

جی ہاں میں بہت ہی بے مروت ہو بیوی شوہر کے آنے سے پہلے ہی سو گئی

عارب مصنوئی ناراضگی ظاہر کرتے ہوئے بولا

نن نہیں وہ مجھے پتہ نہیں چلا میں جان بوجھ کر نہیں سوئی عفاف بہت ہی مدھم آواز میں بولی اس کی شرمندگی میں ڈوبی آواز صاف واضح تھی کہ وہ واقعی میں بہت شرمندہ ہوئی ہے جبکہ عفاف کی بات سنتے عارب کو اس پر ٹوٹ کر پیار آیا وہ واقعی میں بہت زیادہ معصوم تھی اس نے نظریں اٹھا کر اپنے شوہر کو نہیں دیکھا نہ ہی اس کی آنکھوں میں چھپی شرارت دیکھی اور خود کو قصوروار ٹھہرا دیا

لیکن تم تو اب یہ غلطی کر چکی ہو سزا تو بنتی ہے نا عارب اس کے قریب ہوا تو عفاف نے اپنی سانسیں روک لیں

وہ گھبرا رہی تھی اور عارب کے ارادے اسے مزید تنگ کرنے کے تھے جسے وہ معصوم بالکل نہیں جانتی تھی

کیسی سزا آپ سے بولا تو ہے کہ غلطی سے آنکھ لگ گئی اب آپ مجھے سزا دیں گے عفاف بے حد معصومیت سے بولی

تم نے ایسی غلطی کی ہی کیوں عارب خود پر بہت سنجیدگی ظاہر کرتے ہوئے بولا

آپ بھی تو باہر تھے میں نے تو آپ سے کچھ نہیں بولا عفاف روندھی آواز میں بولی جبکہ عارب کو لگا کہ جیسے وہ ابھی رو دے گی

عارب ہنستے ہوئے اس کے قریب ہوا اور نرمی سے اسے اپنے حصار میں لیا

مذاق کر رہا تھا میری جان تم تو رونے کی تیاری پکڑ کے بیٹھ گئی عارب کو بہت ہنسی آرہی تھی مگر اس نے لب دبا کر اپنی ہنسی کو کنٹرول کیا

آپ ایک انتہائی برے انسان ہیں مجھے آپ سے بات ہی نہیں کرنی عفاف کو ایک دم سے غصہ آیا یعنی وہ تب سے اسے بے وقوف بنا رہا تھا اور وہ اتنی بے وقوف تھی کہ وہ بن بھی گئی تھی

تمہیں تو مجھ سے ہی بات کرنی پڑے گی بیگم چاہے تم چاہو یا نہ چاہو عارب اس کے گال پر حدت لمس چھوڑتے ہوئے بولا جس پر عفاف خود میں سمٹی تھی

تھک گئی تھی تو چینج کر لیتی اس طرح بیٹھی میرا انتظار کیوں کر رہی تھی

عارب جان بوجھ کر اس سے ایسا سوال کر رہا تھا جب کہ وہ جانتا تھا کہ شادی کی پہلی رات وہ بغیر اس کے دیکھے چینج نہیں کر سکتی کیونکہ عارب نے اسے سہی طرح سے دیکھا بھی نہیں تھا اور اس بات کا اظہار وہ ہال میں ہی کر چکا تھا

نہیں میں آپ کا انتظار کر رہی تھی عفاف بہت ہی کم آواز میں بولی اگر عارب اس کے اتنے قریب نہ ہوتا تو یقیناً وہ سن نہ پاتا

اور میرا انتظار کیوں کر رہی تھی....؟؟ عارب عفاف کی جانب دیکھتے ہوئے شرارت سے بولا عفاف نے غصے بھری نظروں سے عارب کو دیکھا یعنی وہ یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ وہ اس کا انتظار کیوں کر رہی ہے

اچھا ٹھیک ہے اس طرح گھورو تو مت میں جانتا ہوں کہ تم میرا انتظار کیوں کر رہی تھی عارب نے بولتے ہوئے الماری کی جانب قدم بڑھائے اور وہاں سے ایک نیلے رنگ کی ڈبی نکال کر لا یا

تمہیں پتہ ہے کہ تم بہت خوبصورت لگ رہی ہو اتنی کہ میں نے خود بھی تمہیں نظر بھر کر نہیں دیکھا کہ کہیں میری ہی نظر نہ لگ جائے تمہیں یہ ایک چھوٹا سا تحفہ یوں سمجھ لو یہ میرے پیار کی پہلی نشانی۔۔۔!!

عارب نے بولتے ہوئے اس ڈبی میں سے خوبصورت چین نکالی جس پر اے لکھا ہوا تھا اور اس کے اندر بہت ہی باریک حروف میں عارب اور عفاف لکھا ہوا تھا جسے بہت زیادہ غور کرنے پر عفاف دیکھ سکی تھی

May I....??

عارب نے اجازت طلب نظروں سے عفاف کی جانب دیکھا تو اس نے ہلکی سے مسکراہٹ کے ساتھ ہاں میں سر ہلا یا

عارب نے آگے بڑھ کر اس خوبصورت چین کو عفاف کی صراحی دار گردن کی زینت بنایا

اب مجھے ایک اور بھی بہت ضروری کام کرنا ہے عارب نے بولتے ہوئے عفاف کے دونوں ہاتھ تھامے اور انہیں اپنے سامنے کیا اور جھک کر بغور اس کے ہاتھوں کو دیکھنے لگا عفاف عارب کو دیکھ کر مسکرائی کیونکہ وہ اپنا نام ڈھونڈ رہا تھا جس کے حروف بہت باریکی سے مہندی کے ڈیزائنوں میں چھپائے گئے تھے

اخر کار 20 منٹ کی محنت کے بعد عارب کو اپنا نام مل ہی گیا جس پر مسکراتے ہوئے اس نے عفاف کی ہتھیلی پر اپنے لب رکھے تو عفاف نے بے اختیار اپنا ہاتھ پیچھے کھینچا مگر عارب کی گرفت اتنی بھی ہلکی بالکل بھی نہیں تھی اس لیے وہ ناکام رہی تھی

اتنا بھی مشکل نہیں تھا بس چھپانا کہیں اور چاہیے تھا یہاں تو میں نے بہت آسانی سے ڈھونڈ لیا عارب عفاف کی ہتھیلی کے بیچوں بیچ لکھے اپنے باریک حروف کے نام پر انگلی پھیرتے ہوئے بولا

ڈھونڈ تو پہلے ہی چکا تھا مگر وہ جان بوجھ کر ڈھونڈنے کی ایکٹنگ کر رہا تھا کیونکہ وہ عفاف کے چہرے کے ایکسپریشن دیکھنا چاہتا تھا جبکہ وہ مسلسل مسکرا رہی تھی اور اس کی مسکراہٹ عارب کو دلی سکون بخش رہی تھی

وہ میں چینج کر لوں۔۔۔عارب کے ارادوں کو بھانپتی وہ جلدی سے بیڈ سے اٹھی جب کہ اسے فرار ہوتے دیکھ کر عارب نے اس کی سرخ رنگ کی چوریوں سے بھری کلائی کو تھاما اور اسے اپنی طرف کھینچا جب کہ اچانک ہونے والے اس حملے کے لیے عفاف تیار نہ تھی اور سیدھا عارب کے چوڑے سینے پر آ گری

جس پر اس کی چوریوں کی کھنکناہٹ نے ماحول میں ایک عجیب سا شور برپا کیا تھا

راہ فرار ناممکن ہے بیگم آج تو آپ کو سانسیں بھی ہماری پناہوں میں ہی لینی پڑے گی عارب عفاف کے کان کے قریب جھکتے ہوئے سرگوشی نما آواز میں بولو جس پر عفاف گردن تک سرخ پڑی تھی

یہ گریز اور یہ شرم وحیا میرے لیے بہت منفرد ہے مجھے یہ پسند ہے مگر تم سے زیادہ نہیں عارب نے بولتے ہوئے اس کی پیشانی پر محبت بھرا لمس چھوڑا تو عفاف کی دھڑکنیں ایک دم سے تیز ہوئی وہ تو آج کہیں بھاگ بھی نہیں سکتی تھی کیونکہ وہ اپنے شوہر کی دسترس میں آچکی تھی اور اب اسے ہار ہی مانی تھی

آخر کار اپنی مزاحمت کو روکتے ہوئے عفاف آہستہ سے اپنی آنکھیں بند کرتی عارب کے سینے پر سر رکھ گئی وہ پورے دل سے اپنے سارے حقوق اپنے شوہر کے نام کر گئی تھی جس پر عارب نے سرشار ہوتے ہوئے اسے کسی متاںِ جان کی طرح اپنی پناہوں میں سمیٹا تھا اسے اپنی محبت کا یقین دلایا تھا اسے بتایا تھا کہ وہ اس کی زندگی کی شہزادی ہے اور وہ اس کے بغیر ادھورا ہے

ایک بڑے سے کمرے کے وسط میں بیٹھا ایک خاموش شخص ہاتھ میں سگریٹ کو دبائے سر کرسی کی پشت پر گرائے بیٹھا سیگرٹ کے لمبے لمبے کش لے رہا تھا آنکھیں بند تھیں جب کہ جسم کسی آگ کی مانند جلس رہا تھا ہاتھ میں پکڑا سیگرٹ بھی سینے کی اس جلن کو کم نہیں کر پا رہا تھا جب کہ قریب ہی کھلی کھڑکی سے آنے والی ٹھنڈی ہوا اس کے شرٹ لیس بدن سے لگتی ہوئی اس میں ذرا سی کپکپی پیدا نہ کر پا رہی تھی اتنی ٹھنڈ میں بھی وہ ٹھنڈی ہوا اس شخص پر کوئی اثر نہیں کر رہی تھی جبکہ وہ شخص ڈھیٹ بنا بیٹھا پتہ نہیں اپنے سینے کی کون سی آگ کو ٹھنڈی کرنے کی کوشش کر رہا تھا بائیں ہاتھ میں چمکتی سفید پائل لٹک رہی تھی جسے اس نے اپنی انگلیوں میں دبایا ہوا تھا اندھیرے میں بھی وہ پائل بہت چمک رہی تھی وہ شخص اس وقت کوئی دیوانہ معلوم ہو رہا تھا

سگریٹ ختم ہوا تو اس شخص نے اپنی آنکھیں کھولی اور سامنے ٹیبل پر پڑی سگریٹ کی ڈبی اٹھائی اور اس میں سے ایک اور سیگریٹ نکالتے ہوئے اسے سلگا یا اب کی بار وہ سگریٹ کے کش لینے کے ساتھ ساتھ اس پائل کو بھی دیکھ رہا تھا جو اس کے ہاتھ میں موجود تھی

دل کا درد تھا کہ بڑھتا جا رہا تھا

جبکہ جو دل میں تھی وہ تو اپنی جگہ پہ یوں ہی قائم تھا وہ بڑے حق سے اس کے دل پر براجمان تھی مگر حقیقت تو یہ تھی کہ اس معصوم اور نادان لڑکی کو یہ پتہ ہی نہیں تھا کہ وہ اتنے برخوردار شخص کے دل پر براجمان ہوئے بیٹھی ہے اگر عمایہ کو معلوم پڑ جاتا تو لازمی وہ اس کا قصوروار خود کو کہیں نہ کہیں ٹھہراتی مگر میران عمایہ کو کسی بھی جگہ پر قصوروار نہیں ٹھہرا رہا تھا کیونکہ وہ قصوروار تھی ہی نہیں اس نے نہیں بولا تھا کہ اس سے محبت کی جائے اس نے نہیں بولا تھا کہ اسے پسند کیا جائے بلکہ وہ تو کسی اور کے نصیب کی لڑکی

تھی اور کسی اور کی امانت تھی اب تو میران کو چاہیے تھا کہ وہ اسے سوچتا بھی نہ مگر اسے نہ تو اپنے دل پر اختیار تھا اور نہ ہی اپنی سوچوں پر

واہ قسمت شروع سے محرومیوں میں رکھا اور چھپ چاپ ان تنہایوں میں رہ لیا مگر اب بھی محرومیوں میں ہی رہنا ہے مجھے

واہ قسمت تو تو مجھ پر بہت مہربان ہے میران بولتا ہوا زخمی مسکراہٹ لیے ہنسا گویا وہ خود کا مذاق اڑا رہا تھا

اس میں اس کا تو کوئی قصور نہیں میرے دل نے مجھ سے دغا کیا ہے جب اپنا دل ہی دغا باز نکلے تو کسی غیر سے کیا گلا میران اس پائل کو اپنی آنکھوں کے سامنے کرتے ہوئے بغور اسے دیکھنے لگا

اس لڑکی کو تو معلوم بھی نہیں ہو گا کہ میں اس کے بارے میں کیا سوچتا ہوں میرے دل میں اس کے لیے کیا ہے مجھے اپنے دل کو سنبھال کر رکھنا چاہیے تھا میرے دل نے مجھ سے کب دغا کیا میں تو جان ہی نہیں سکا

آہ قسمت تو بڑی ظالم نکلی۔۔۔۔!!

وہ شخص اپنا مذاق اڑا رہا تھا یا اپنی قسمت پر رو رہا تھا اس بات کا اندازہ لگانا بہت مشکل تھا

وہ اپنی انہی سوچوں میں اور اسی کشمکش میں گم تھا جب اس کے کانوں میں تہجد کی آذان کی آواز پڑی اس نے نظر گھما کر کھڑکی سے باہر چمکتے چاند کو دیکھا انگلیوں میں دبا ہوا سگریٹ اٹھا کر اس نے سامنے پڑی ایش ٹرے میں مسل دیا اور وضو کی نیت سے اٹھ کھڑا ہوا اب اسے تہجد کی نماز ادا کرنی تھی شرٹ کی آستینوں کو کہنی تک فولڈ کیے وضو کر کے باہر نکلا اور جائے نماز بچھا کر تہجد کی نماز کی نیت باندھی کچھ وقت بعد اس نے نماز پڑھی اور دعا کے لیے دونوں ہاتھ اٹھائے مگر چاہ کر بھی وہ کچھ بول نہیں سکا تھا کیونکہ اس کی زبان پر کوئی لفظ آیا ہی نہیں تھا مگر خدا تو دلوں کے حال سننے والا ہے نا اس کے دل میں پھیلتی ویرانیاں کسی الفاظوں کی محتاج نہیں تھی جب کچھ بول نہ سکا تو اپنے ہاتھ اپنے پہلو میں گرا لیے اور جائے نماز تہہ کرتا اٹھ کھڑا ہوا آسمان کی جانب دیکھتے ہوئے اس نے ایک گہرا سانس لیا

ایک گہرا سانس لیتے ہوئے میران نے الحمد للہ کہا اس نے یہ لفظ کیسے ادا کیا تھا یہ اس کا خدا اور وہی جانتا تھا

میں تیرے ہر فیصلے سے راضی ہوں یا رب مجھے اپنی خوشیاں عزیز نہیں مجھے اس کی خوشیاں عزیز ہیں اگر اس کی قسمت میں کوئی بھی غم ہے تو اسے میری قسمت میں ڈال دے مگر اس کی قسمت اپنے نور سے روشن کر دے اس کے بدلے مجھے زندگی ملی تھی اس کے بدلے آج میں اس مقام پر ہوں

اس لڑکی کے بدلے مجھے یہ مقام ملا تھا میں اس کے بارے میں برا کیسے سوچ سکتا ہوں بے شک وہ مجھے نہ ملے مگر اس کی قسمت میں وہ غم نہ لکھنا میرے اللہ میران کی نظریں کھلے آسمان پر تھی جبکہ دل سے مسلسل یہ صدائیں نکل رہی تھی کتنے خوبصورت دل کا مرد تھا وہ جو اپنی محبت کے لیے دعائیں مانگ رہا تھا اس کے نصیب کی دعا مانگ رہا تھا جبکہ وہ اسے حاصل کرنے کی کوشش کر سکتا تھا

—

اگلا دن بہت خوبصورت تھا عفاف کی آنکھ کھلی تو کمرے میں چاروں طرف روشنی پھیل چکی تھی یعنی اب کافی وقت گزر چکا تھا اس نے آہستہ سے نظریں گھما کر دوسری جانب دیکھا جہاں عارب ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا اپنے بالوں میں برش کر رہا تھا وہ اس وقت سفید رنگ کے سوٹ میں ملبوس کندھوں پر اجرک ڈالے اپنی بھرپور وجاہت لیے آئینے کے سامنے کھڑا تھا عارب کو دیکھتے ہی عفاف کی آنکھوں کے سامنے رات کے سارے سین کسی فلم کی طرح چلنے لگے بے اختیار عفاف کے گال شرم سے دہک اٹھے تب ہی عارب کی نظر شیشے سے عفاف کی طرف اٹھی جو یک تک اسے دیکھ رہی تھی عفاف کو دیکھتے ہوئے عارب کے ہونٹوں تلے زندگی سے بھرپور مسکراہٹ رینگ گئی

صبح بخیر میری جان عارب عفاف کے قریب آتے ہوئے بولا تو عفاف فوراً ہوش کی دنیا میں لوٹی اور جلدی سے اٹھ کر بیٹھنے لگی

نئی زندگی کی پہلی صبح مبارک اور صبح صبح اتنا شرمانا گھبرانا ٹھیک نہیں آپ کی ننھی سی جان مشکل میں بھی پڑ سکتی ہے عارب جھک کر اس کی پیشانی پر لب رکھتے ہوئے ذو معنی انداز میں بولا تو عفاف کی نظریں خود بخود ہی جھک گئیں وہ اس کی بے باک نظروں کی تاب نہیں لا سکتی تھی اور اس کی بے باک باتوں سے عفاف کے گال تو سرخ ٹماٹر بن چکے تھے

وہ مجھے اٹھنا ہے عفاف آہستہ سی آواز منمنائی اور اپنے اوپر جھکے عارب کے سینے پر دونوں ہاتھ رکھ کے اسے پیچھے دھکیلنے کی کوشش کی مگر کہاں وہ نازک جان اور کہاں وہ بلڈوزر وہ بھلا کیسے اسے پیچھے کر سکتی تھی

اور اگر میں نہ اٹھنے دوں تو.... ؟؟؟ عارب بولتے ہوئے مزید اس پر جھکا جبکہ اس کی اتنی نزدیکی پر عفاف اپنی آنکھیں کسی کبوتر کی طرح بند کر چکی تھی

تمہارا کچھ نہیں ہو سکتا عفاف...!!! عارب اس کی بند آنکھوں کو دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولا اتنا قریب آنے کے بعد بھی اس کی شرم وحیا اور اس کا کترانہ ویسے کا ویسے ہی تھا

چلو اب جلدی سے اٹھاؤ فریش ہو جاؤ ہمیں تین بار ناشتے کے لیے پیغام آ چکا ہے سب نیچے انتظار کر رہے ہیں تمہارے بابا بھی آئے ہیں

عارب نرمی اسے سے اپنے بازوؤں میں بھرتے ہوئے بولا جس پر عفاف نے ہڑ بڑا کر عارب کی جانب دیکھا جو اسے اٹھائے چینجنگ روم کی طرف قدم بڑھا چکا تھا

مجھے نیچے اتاریں میں خود جاؤں گی عفاف نے مزاحمت کی جب کہ عارب نے اس کی ایک بھی سنے بغیر اسے چینجنگ روم میں بند کیا اور اسے جلدی تیار ہونے کا بول کر خود بیڈ پر بیٹھا اس کا انتظار کرنے لگا چہرے پر ایک خوبصورت مسکراہٹ تھی کبھی نا ختم ہونے والی مسکراہٹ

اس کا بس چلتا تو وہ عفاف کو لے کر کہیں بہت دور چلا جاتا جہاں اسے کوئی بھی ڈسٹرب کرنے والا نہ ہوتا مگر یہاں اس کی فیملی تھی اور سب ان کا انتظار کر رہے تھے اور وہ سب سے اپنی نئی زندگی کی دعائیں لینا چاہتا تھا

عارب کے جانے کے بعد عفاف نے گہرا سانس لیا اور الماری کھول کر اپنے لیے کوئی ڈریس سلیکٹ کرنے لگی مگر الماری کھولتے ہی اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی کیونکہ الماری میں ہر طرح کے ڈریسز موجود تھے یوں لگ رہا تھا جیسے دنیا کے بے شمار ڈیزائنرز کے تیار کیے گئے ڈریس صرف اسی الماری میں لگا دیے ہوں وہ سارے ڈریسز عفاف کے ناپ کے تھے اور وہ ہر رنگ میں موجود تھے

ان سب ڈریس اس کو دیکھتے ہوئے عفاف کو ایک سرخ رنگ کا ڈریس پسند آیا تو اس نے اس کو پکڑا اور فوراً ہی فریش ہونے کے لیے چلی گئی کیونکہ وقت بہت کم تھا 11 بج چکے تھے دوپہر ہونے کو تھی اور سب نیچے انتظار کر رہے تھے وہ تو خود پر حیران تھی کہ وہ اتنی دیر تک کیسے سوتی رہ گئی

—

عمایہ ڈائننگ ہال میں داخل ہوئی تو سامنے ہی اسے ابراہیم صاحب کرسی پر بیٹھے ہوئے دکھائی دیے جنہیں دیکھ کر وہ پہلے حیران ہوئی مگر فوراً ہی اس نے چاروں طرف نظریں گھما کر دیکھا کہ کہیں وہاں پر ارسم تو موجود نہیں مگر اسے ارسم کہیں بھی دکھائی نہیں دیا شاید وہ نہیں آیا تھا

السلام علیکم کیسے ہیں آپ سب عمایہ ڈائننگ ٹیبل کے قریب جاتے ہوئے خاصی اونچی آواز میں بولی جہاں گھر کے تمام افراد بیٹھے ہوئے تھے

وعلیکم السلام ہم سب بالکل ٹھیک ہے بیٹا آؤ بیٹھو ابراہیم صاحب خوشدلی مسکراتے ہوئے بولے تو عمایہ اپنی کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئی جب کہ اس کے ساتھ والی کرسی پر ایشال موجود تھی اور بائیں جانب حیدر موجود تھا

تمہارا سر درد کیسا ہے عزمی ٹھیک ہوا ایشال عمایہ کے ماتھے کو ہاتھ سے چھوتے ہوئے بولی کیونکہ رات میں اسے بہت زیادہ سر درد تھا اور ایشال نے خود اپنے ہاتھوں سے اسے درد کی دوا کھلائی تھی جس کے بعد وہ فوراً ہی سو گئی تھی جبکہ رات ایشال عمایہ کے پاس ہی رکی تھی

تمہیں سر درد تھا شہزادی تم نے بتایا کیوں نہیں

اتنی سی بات پر حیدر بہت پریشان ہو چکا تھا

ارے بھائی میں بالکل ٹھیک ہوں شاید تھکاوٹ کی وجہ سے تھوڑا سا سر درد تھا مگر اب بالکل ٹھیک ہے آپ فکر نہیں کریں عمایہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا بھلا وہ کیسے اپنے بھائی کو اپنے لیے اتنا پریشان دیکھ سکتی تھی

عمایہ کے اس طرح بولنے پر سب تھوڑا پر سکون ہوئے

میری بات سنو وہ کدھر ہیں۔۔۔؟؟ عمایہ ایشال کی جانب تھوڑا جھکتے ہوئے بہت کم آواز میں بولی جبکہ ایشال کو اس کی بات کی سمجھ نہیں آئی تھی کہ وہ کس کے بارے میں پوچھ رہی ہے

کون کدھر ہے کس کی بات کر رہی ہو تم ایشال نے الٹا اسی سے سوال کیا

ارے میں ان کا پوچھ رہی ہوں کہ وہ کدھر ہیں وہ آئے ہیں یا نہیں عمایہ نے پھر سے بات تو مکمل کی مگر ارسم کا نام نہیں لیا

تو یوں بولو نا کہ تم اپنے ہونے والے شوہر کی بات کر رہی ہو تم ایک بات بتاؤ کہ تم ان کا نام کیوں نہیں لیتی ان کا نام ہے ارسم مگر ان کا نام نہیں لینا چاہتی تو انہیں اور نام سے بلا لو ایشال الٹا اسے ہی چھیڑنے لگی

فضول کی بک بک مت کرو جو پوچھا ہے صرف اس کا جواب دو مایا نے بدلے میں اسے گھورا تو ایشال نے فوراً اپنی مسکراہٹ دبائی

اچھا ٹھیک ہے بتا رہی ہوں ویسے تو بھائی دکھائی نہیں دیے باقی میں ابھی بتا دیتی ہوں کہ وہ آئے ہیں یا نہیں ایشال عمایہ کی طرف دیکھتی ہوئی بولی اس سے پہلے کہ عمایہ اسے منع کرتی ایشال ابراہیم صاحب کو مخاطب کر چکی تھی

انکل بھائی کیوں نہیں آئے آج آپ انہیں بھی لے آتے ہم سب مل کر ناشتہ کر لیتے ایشال ابراہیم صاحب کی جانب دیکھتی ہوئی بولی

توسب نے نظروں کو گھما کر ایشال کی طرف دیکھا جو دانت نکالے ابراہیم صاحب کی جانب دیکھ رہی تھی جبکہ حیدر نے ماتھے پر کئی بل ڈال کر ایشال کو دیکھا جس کی بچوں والی حرکتیں تو ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتی تھی اسے یقین تھا کہ ایشال نے یہ بات خود سے نہیں بولی ضرور اس بات کے پیچھے کوئی نہ کوئی وجہ ہو گی اتنا تو وہ جانتا ہی تھا اسے

ہاں بیٹا وہ کیا ہے نا کہ شادی سے پہلے لڑکے کا لڑکی کے گھر آنا سہی نہیں سمجھا جاتا اور ہمیں ان رسموں رواجوں پر قائم رہنا چاہیے

ابراہیم صاحب نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو عمایہ نے سکھ کا سانس لیا

یعنی ارسم یہاں پر موجود نہیں تھا وہ آیا ہی نہیں تھا

لیکن بھائی صاحب آپ بچے کو لے آتے اکیلا بچہ گھر میں کیا کر رہا ہو گا چلیں اچھا تھا اسے ہمیں جاننے کا موقع مل جاتا بچہ سب میں گھل مل جاتا تائی جان نے ارسم کے نہ آنے پر اعتراض کیا

آپ کی بات ٹھیک ہے لیکن مناسب نہیں لگا بچوں کا نکاح ہو جائے گا آ بھی جایا کرے گا وہ آپ ہی کا بچہ ہے فکر مت کریں ابراہیم صاحب نے مسکراتے ہوئے جواب دیا ان کا انداز اتنا اپنایت والا تھا کہ وہ کہیں سے بھی کوئی غیر شخص نہیں لگے

یہ تو بالکل ٹھیک بات ہے کہ وہ ہمارا ہی بچہ ہے مگر اگر وہ ہمارا بچہ ہے تو ہم سب میں موجود کیوں نہیں ہے اس سے ہم سب کے درمیان ہونا چاہیے اب فکر مت کریں ہمارے رسم ورواج جو کو نبھانے کے لیے ہماری اولادوں کو اس چیز کی سوچ اور سمجھ ہے وہ اپنی حدودوں کو پار نہیں کریں گے تایا جان نے بہت فخر سے اپنی بات مکمل کی

حیدر ارسم کو فون کرو اسے بولو کہ ناشتے کے لیے یہاں پر پہنچے تایا جان حیدر کی جانب دیکھتے ہوئے بولے تو حیدر نے ہاں میں سر ہلاتے ہوئے ارسم کو کال ملائی اور اس سے بات کرنے کے لیے باہر کی جانب چلا گیا جبکہ سب کی

باتیں سن کر عمایہ گھبراہٹ میں مبتلا ہونے لگی یعنی وہ بھی یہاں اور وہ ارسم کے ساتھ اس کے سامنے بیٹھ کر ناشتہ کرے گی

یہ سوچ کر ہی عمایہ کو عجیب سا محسوس ہونے لگا تھا

حوصلہ رکھو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں تمہارے ہونے والے شوہر ہے میں نے انہیں تم پر سے نظریں ہٹاتے ہوئے دیکھا سب کے درمیان بیٹھے وہ تمہاری طرف دیکھیں گے بھی نہیں ریلیکس رہو

ہاں یہ الگ بات ہے کہ تم ان پر سے نظر نہ ہٹا پاؤ گی کیونکہ وہ بہت زیادہ ڈیشنگ ہیں ایشال آخر میں شرارت سے بولی تو مایا نے اس کی کمر میں زوردار مکہ جھارا جس پر وہ بیچاری درد سے بلبلاتی رہ گئی

ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھے سب یوں ہی باتوں میں مصروف تھے جب عفاف اور عارب ڈائننگ ہال میں داخل ہوئے اور مشترکہ سلام لیا جس کی آواز پر سب

نے نظریں اٹھا کر عفاف اور عارب کی جانب دیکھا تو بے ساختہ سب کے منہ سے ماشاءاللہ نکلا

کیونکہ وہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ بہت خوبصورت لگ رہے تھے

عفاف کا ہاتھ عارب کے ہاتھ میں موجود تھا عفاف نے اس وقت سرخ رنگ کا ایک خوبصورت جوڑا زیب تن کیا ہوا تھا جبکہ عارب سفید شلوار قمیض پہنے کالی اجرک کندھوں پر ڈالے کافی دلکش دکھائی دے رہا تھا ان دونوں کی جوڑی کمال تھی

عفاف نظریں جھکائے بار بار عارب کے ہاتھوں سے اپنا ہاتھ نکالنے کی کوشش کر رہی تھی جبکہ عارب کی گرفت اور زیادہ سخت ہوتی جا رہی تھی عفاف کو شرم محسوس ہو رہی تھی اس کی ایسی حرکت پر جب کہ کسی نے بھی ان دونوں کی اس حرکت پر نوٹس نہیں کیا تھا کیونکہ وہ شادی شدہ تھے اور کسی کا کوئی حق نہیں تھا کہ کوئی انہیں اس معاملے میں کچھ بولے

وعلیکم السلام آؤ بیٹا بیٹھو فضل صاحب اپنی بہو اور بیٹے کی جانب محبت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے بولے تو عارب کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا جبکہ عفاف اپنے بابا سے مل رہی تھی جو اپنی بیٹی کو اس طرح دیکھ کر بہت خوش ہو رہے تھے کیونکہ عارب کی محبت کے رنگ عفاف کے چہرے پر صاف عیاں دکھائی دے رہا تھے کہ عفاف کتنی خوش ہے اور وہ کتنی مطمئن ہے

عارب نے یوں ہی بیٹھے بیٹھے عفاف کی کرسی گھسیٹ کر پیچھے کی اور اسے کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا تو عفاف ہچکچاتے ہوئے کرسی پر بیٹھ گئی عارب سے نظریں ملانا اس کے لیے بے حد مشکل تھا پتہ نہیں کیوں مگر وہ شرم کے مارے اس سے نظریں نہیں ملا پا رہی تھی اور کچھ رنگ جو اس کی قربت کے اس کے چہرے پر کھلے تھے وہ اسے مزید منفرد بنا رہے تھے

بھابھی آپ کتنی پیاری لگ رہی ہیں ماشاءاللہ عمایہ عفاف کی جانب دیکھتے چہکتے ہوئے بولی تو سب بے اختیار مسکرا اٹھے کیونکہ وہ واقعی میں بہت پیاری

لگ رہی تھی بظاہر تو اس نے چہرے پر کوئی اتنا خاص میک اپ نہیں کیا تھا مگر اس کا چہرہ کھلا ہوا تھا جو اس کی خوبصورتی کو مزید بڑھا رہا تھا

عارب نے ہلکا سا مسکراتے ہوئے شکریہ بولا اور اپنی نظریں جھکا لیں اسے تو یہاں بیٹھے ہر شخص سے شرم محسوس ہو رہی تھی اس کہ تو دل میں ایک ہی بات آ رہی تھی کہ سب اس کے بارے میں کیا سوچ رہے ہوں گے جب کہ اس کی یہ فضول سوچ بالکل بے وجہ تھی کوئی بھی اس کے بارے میں کچھ نہیں سوچ رہا تھا سوائے عارب کے

اب اتنا زیادہ بھی شرمانے کی ضرورت نہیں ہے خود پر تھوڑا کنٹرول کرو ابھی تو صرف کچھ پل قربت کے گزارتے ہی تم میرے رنگ میں رنگنے لگی ہو ابھی تو ساری زندگی باقی ہے بیگم تھوڑا صبر رکھو تمہارے چہرے کے یہ رنگ مجھے بے قابو کر رہے ہیں اور میں نہیں چاہتا کہ میں تمہارے معاملے میں بے رحم شوہر ثابت ہوں

عارب عفاف کی جانب تھوڑا جھک کر سر گوشی نما آواز میں بولا جبکہ عارب کی بات سنتے عفاف کا چہرہ مزید جھک گیا وہ عجیب سی گھبراہٹ میں مبتلا ہو رہی تھی

ایک تو عارب کی قربت نے اسے بے حال کر رکھا تھا اوپر سے اس کی ایسی باتیں وہ تو پاگل ہونے کو تھی جبکہ اس کا شوہر تو اپنی چھوٹی سی بیوی کو دیکھ کر ہی پاگل ہوا جا رہا تھا جو ایک رات میں ہی اسے اپنا دیوانہ کر گئی تھی

عفاف نے عارب کی نظروں سے بچنے کے لیے اپنا رخ تھوڑا سا عمایہ کی جانب کیا کیونکہ اس کے ساتھ عمایہ ہی بیٹھی تھی اور دوسری طرف ایشال اور ایشال کے ساتھ حمزہ اور ہادی کی کرسی تھی جو کہ خالی تھی کیونکہ وہ ابھی تک ناشتے کے لیے نہیں آئے تھے ساری رات جاگنے کی وجہ سے وہ گھوڑے گدھے بیچ کر سو رہے تھے انہیں کوئی دس بار ملازمہ اٹھانے جا چکی تھی مگر وہ دونوں ڈھیٹ بنے سو رہے تھے جس پر فضل صاحب نے بولا تھا کہ اب انہیں کوئی بھی اٹھانے نہ جائے کیونکہ وہ اپنی مرضی سے نہیں آ رہے اور

اگر اس کے بعد وہ کوئی گلا یا شکوہ کرتے ہیں کہ انہیں اٹھایا نہیں گیا تو انہیں فضل صاحب کے پاس بھیج دیا جائے وہ خود ہی ان دونوں کو سمجھا دیں گے کہ انہیں کیوں نہیں اٹھایا گیا اور بہت اچھے طریقے سے سمجھائیں گے

عمایہ بھی عفاف کی جانب اپنا رخ کرتے ہوئے اس سے باتیں کرنے لگی عفاف بھی اس سے آہستہ آہستہ بات کر رہی تھی مگر اس کی آواز اتنی کم تھی کہ صرف عمایہ ہی سن سکتی تھی جبکہ عارب اپنی بیوی کے گریز پر اپنے مسکراہٹ دبا رہا تھا

اسے پتہ تھا کہ وہ اس کی نظروں سے چھپ رہی ہے وہ چاہ رہی ہے کہ وہ عارب سے کہیں دور چھپ جائے کیونکہ وہ عارب کی نظروں کو برداشت نہیں کر پا رہی مگر عارب تو چاہتا تھا کہ وہ اسے اپنے سینے میں کہیں چھپا لے سب سے دور جہاں پہ صرف وہ اور اس کی بیوی ہو

سب ایک دوسرے سے یوں ہی باتوں میں مصروف تھے جب وہاں حیدر کے ساتھ ارسم داخل ہوا ارسم کی پہلی نظر ہی عمایہ کی طرف اٹھی تھی جو آج

سفید رنگ کے لباس میں ملبوس تھی بالوں کو ہلکے سے جوڑے میں قید کیا ہوا تھا جس کی کچھ لٹیں چہرے پر جھول رہی تھی جبکہ سر پر نفاست سے دوپٹہ سیٹ تھا چہرے پر مسکراہٹ تھی اتنی خوبصورت مسکراہٹ کہ ارسم اسے دیکھتے ہوئے بے اختیار مسکرا اٹھا سنہری آنکھیں عفاف کی جانب مرکوز تھی اور وہ اس سے جانے کون سی گہری باتیں کرنے میں مصروف تھی کہ اس کا سارا دھیان صرف عفاف کی جانب تھا

وہ بولتی ہوئی ساتھ اپنا اپنے ہاتھ کو بھی حرکت دے رہی تھی جب وہ اپنے ہاتھ کو دائیں بائیں ہلا کر کوئی بات کرتی تو اس کے ہاتھوں میں پہنی چوریوں کی خنک ماحول میں ایک عجیب سا شور پیدا کرتی

وہ بیکر حسن لیے بیٹھی مسلسل اپنی باتوں میں مصروف تھی اس بات سے انجان ایک کہ کوئی اس کے اس انداز پر جی جان سے قربان ہوتا جارہا ہے

ارسم نے صرف ایک گہری نظر میں ہی عمایہ کو اپنی روح تک اتارا تھا اور پھر اس نے اپنی نظریں ہٹالی تھی جی بھر کر دیکھنے کا ارادہ وہ محرم بننے کے بعد کا رکھتا تھا گزارے کے لیے اس کا اتنا سا دیدار کافی تھا جو وہ کر چکا تھا

السلام علیکم۔۔۔! !ارسم کی بھاری گھمبیر آواز سنتے سب نے نظر اٹھا کر ارسم کی جانب دیکھا جو ڈائننگ ہال میں داخل ہو چکا تھا جبکہ ارسم کی آواز سنتے عمایہ کی زبان کو ایک دم سے بریک لگی اس کے چلتے ہوئے ہاتھ ایک دم سے رکے جبکہ دھڑکنوں نے ایک دم سے شور مچایا تھا

دل یوں دھڑک رہا تھا کہ عمایہ کو اپنے دل کی دھک دھک اپنے کانوں میں سنائی دے رہی تھی

ارسم کی آواز میں میں اتنی کشش تھی کہ عمایہ خود بھی نظر نہیں اٹھا سکی

ارسم سب سے سلام لینے کے بعد ابراہیم کے ساتھ والی کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا ستم تو یہ تھا کہ ارسم عمایہ کے بالکل سامنے والی کرسی پر بیٹھا تھا اب

عمایہ اور ارسم ایک دوسرے کے آمنے سامنے موجود تھے جبکہ عمایہ نے تو ایک بار بھی نظر اٹھا کر ارسم کی جانب دیکھنے کی غلطی نہیں کی تھی جبکہ ارسم نے بھی اپنے نظروں پہ پابندی لگائی ہوئی تھی اس نے بھی دوسری بار عمایہ کی طرف نظر نہیں اٹھائی تھی جو سب نے ہی نوٹ کیا تھا سب نے دیکھا تھا کہ نہ عمایہ ارسم کی جانب دیکھ رہی ہے اور نہ ہی ارسم عمایہ کو دیکھ رہا ہے یعنی ان کے دونوں بچے ہی اپنی حدودوں کو اور اپنی پابندیوں کو جانتے تھے مگر وہ یہ تو نہیں چاہتے تھے کہ ان کے بچے ایک دوسرے کو دیکھے ہی نا مگر ان کا یہ گریز سب کو اچھا لگا تھا

سب نے خوشگوار ماحول میں ناشتہ کیا تھا ارسم سے ہر کوئی مخاطب ہو رہا تھا جب کہ ارسم مسکراتے ہوئے سب کو ان کے سوالوں کے جواب دے رہا تھا عمایہ نے ایک چور نظر اٹھا کر ارسم کی جانب دیکھا وہ آج ہلکے نیلے رنگ کی شلوار سوٹ میں ملبوس تھا عمایہ نے آج دوسری بار غار کیا تھا کہ وہ شلوار قمیض میں بہت ڈیشنگ اور خوبصورت دکھائی دیتا ہے جبکہ تھری پیس سوٹ

میں اس کی شخصیت الگ ہی رنگ لیے ہوئے ہوتی ہے مگر شلوار قمیض میں وہ کسی ریاست کا شہزادہ معلوم ہوتا ہے

عمایہ نے بہت بار نوٹ کیا تھا کہ ارسم نے اس کی جانب ایک بار بھی نظر اٹھا کر نہیں دیکھا جب کہ اس کا یوں نظرانداز کرنا مایا کو برا لگ رہا تھا وہ بار بار ارسم کو اگنور کرنے کی کوشش کر رہی تھی مگر وہ نہیں کر پا رہی تھی

اونہہ خود کو پتہ نہیں کیا سمجھتے ہیں مجھے نظرانداز کریں گے تو میں بھی بات نہیں کروں گی دل ہی دل میں ارسم سے مخاطب ہوئی اس کا نظرانداز کرنا اسے بری طرح چبھ رہا تھا

ناشتہ کرنے کے بعد عمایہ ایشال اور عفاف وہاں سے جا چکی تھیں جبکہ گھر کے باقی افراد وہیں پر موجود تھے وہ چائے پینے کے ساتھ ساتھ باتیں بھی کر رہے تھے

تمہیں کیا ہوا ہے اتنی چپ چپ کیوں بیٹھی ہو ایشال عمایہ کی طرف دیکھتی ہوئی بولی جو چپ چاپ صوفے پر بیٹھی اپنی کیٹی کے بالوں میں ہاتھ چلا رہی تھی جب کہ آنکھیں کسی غیر مطع نقطے پر جمی ہوئی تھی

سن رہی ہو میں تم سے پوچھ رہی ہوں تمہارا دھیان کدھر ہے عمایہ کے جواب نا دینے پر ایشال اس کے چہرے کے آگے اپنا ہاتھ لہراتے ہوئے بولی تو عمایہ فوراً ہوش کے دنیا میں لوٹی

کیا مسئلہ ہے عمایہ نے ایشال کو گھورا کیونکہ وہ اس کی سوچوں میں خلل ڈال چکی تھی

کن سوچوں میں گم ہو....؟؟ ایشال نے دوبارہ پوچھا

کہیں نہیں بھابھی کہاں ہیں عمایہ نے بولتے ہوئے کمرے میں نظر دہرائی مگر سامنے کی طرف نہیں دیکھا کیونکہ عفاف ان کے ساتھ اس کے کمرے میں آئی تھی

بھابھی یہیں پر ہیں مگر تم اپنی سوچوں سے نکلو تو ہی نا ایشال نے بولتے ہوئے برا سامنہ بنایا کیونکہ عمایہ اتنی بری طرح اپنی سوچو میں گم تھی کہ اس نے سامنے ہی بیٹھی عفاف کو بھی نہیں دیکھا اور ایشال سے عفاف کے بارے میں پوچھ رہی تھی

تمہاری آنکھوں میں کوئی مسئلہ تو نہیں بن گیا سامنے بیٹھی بھابھی تمہیں دکھائی نہیں دے رہی ایشال سامنے بیٹھی عفاف کی جانب اشارہ کرتی ہوئی بولی جو ان دونوں کو یوں بولتے دیکھ کر ہنس رہی تھی

لگتا ہے اپنے ہونے والے دلہے میاں کو دیکھ کر ہماری عزمی کا دماغ سٹیا گیا ہے عفاف مسکراتے ہوئے بولی گویا وہ عمایہ کو چھیڑ رہی تھی جیسے عمایہ اسے عارب کے نام سے چھیڑتی تھی

ارے نہیں بھابھی میں آپ کو بتاتی ہوں اسے اس بات کا برا لگ رہا ہے کہ بھائی نے عزمی کی طرف دیکھا نہیں ایشال نے آنکھوں میں شرارت لیے

ایک نیا شوشہ چھوڑا جس پر عمایہ نے اسے گھورا اور اٹھ کر عفاف کے ساتھ بیٹھ گئی

ایسا کچھ بھی نہیں ہے بھلا مجھے کیوں برا لگے گا ان کا نظر انداز کرنا میں تو کچھ اور سوچ رہی تھی عمایہ بے حد معصومانہ انداز میں بولی جس پر وہ دونوں مسکرا دی ان دونوں کو نظر آ رہا تھا کہ عمایہ نے ضرور اس بات کو نوٹ کیا ہے کہ ارسم اس کی جانب نہیں دیکھ رہا اسے نظر انداز کر رہا ہے اور اب عمایہ ان سے چھپا رہی تھی

بھابھی آپ کو بھائی نے منہ دکھائی میں کیا دیا جلدی سے بتائیں عمایہ ایک دم سے سیدھے ہو کر بیٹھی اور ایک ایکسائیٹڈ ہوتے ہوئے بولی وہ ان دونوں کا دھیان اس موضوع سے ہٹانا چاہتی تھی

یہ لوکٹ گفٹ کیا ہے منہ دکھائی میں عفاف اپنے گلے میں چمکتے لوکٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی

بہت خوبصورت ہے بھائی کی چوائس کتنی اچھی ہے عمایہ لوکٹ کو دیکھتے ہوئے بے حد خوش ہوتے ہوئے بولی کیونکہ وہ لوکٹ بہت خوبصورت تھا اور اس میں چمکتے حروف اس بات کو ظاہر کر رہے تھے کہ عارب عفاف سے کتنی محبت کرتا ہے

یہ تو بہت پیارا ہے بھابی دیکھا ہمارے بھائی آپ سے کتنی محبت کرتے ہیں ابھی تو آپ نے ہمارے بھائی کی محبت کو دیکھا ہی نہیں آپ ان کے ساتھ بہت بہت زیادہ خوش رہیں گی

ہمارے بھائی بہت زیادہ اچھے ہیں ایشال مسکراتے ہوئے عفاف کو عارب کے بارے میں بتا رہی تھی جبکہ عارب کے ذکر پر عفاف نے نظریں جھکا لی تھیں وہ تو شکر کر رہی تھی کہ وہ کچھ دیر عارب کی نظروں سے چھپی ہوئی ہے کیونکہ عارب کی بولتی نظریں اسے بوکھلانے پر مجبور کر رہی تھی

اور وہ اپنی شرم وحیا پر قابو نہیں رکھ پاتی تھی یہی بات اس سے مزید گھبراہٹ میں مبتلا کرتی تھی

بی بی جی بیوٹیشن آگئی ہے اس نے بھابھی کو تیار کرنا ہے نیلو کمرے میں داخل ہوتی ہوئی بولی کیونکہ اب تو دوپہر کے چار بج رہے تھے اور چھ بجے سب کو ریسپشن کے لیے ہال میں پہنچنا تھا اور ابھی تک ہماری دلہن ہی تیار نہیں ہوئی تھی

چلیں آئیں بھابھی میں آپ کے ساتھ چلتی ہوں آپ کو ڈریس پہننے میں ہیلپ کروں گی عمایہ عفاف کی جانب دیکھتے ہوئے بولی تو عفاف نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ ہاں میں سر ہلایا

تم مما کی بات سن کر آؤ تمہیں بلا رہی تھیں اور ان کی بات سننے کے بعد یہیں پر میرے کمرے میں آجانا تب تک میں بھی آجاؤں گی اور پھر ہمیں بھی بیوٹیشن تیار کر دے گی کیونکہ ٹائم نہیں ہے اور پھر بعد میں مما ڈانٹیں گی اور میں تمہاری وجہ سے ڈانٹ بالکل نہیں سن سکتی عمایہ بے نیاز انداز میں بغیر ایشال کی طرف دیکھے ہوئے نان سٹاپ بولی اور بولتے بولتے کمرے سے نکل گئی جبکہ عفاف ہنستے ہوئے ایشال کو دیکھ رہی تھی

جو حیرت سے منہ کھولے عمایہ کو جاتا دیکھ رہی تھی کیونکہ وہ ایک منٹ میں سارا الزام اس پر لگا گئی تھی جبکہ وہ خود بھی بہت لیٹ تیار ہوتی تھی اس کے نخرے ختم نہیں ہوتے تھے اور اب وہ سارے کا سارا بلیم ایشال پر ڈال کر وہاں سے جا چکی تھی

نوٹنکی کہیں کی ایشال منہ بناتے ہوئے بولی اور پھر تائی جان کی بات سننے کے لیے کمرے سے نکل گئی جبکہ عفاف بھی عمایہ کے پیچھے ہی کمرے سے نکل چکی تھی

عارب تیز تیز قدم لیتا اپنے کمرے میں داخل ہوا تھا کیونکہ شام کے چھ بجے چکے تھے اور ابھی تک وہ لوگ ہال میں نہیں پہنچے تھے جب کہ مہمان آہستہ آہستہ ہال میں اکٹھا ہونا شروع ہو چکے تھے

کاموں میں مصروف ہونے کی وجہ سے عارب وقت پر تیار نہیں ہو سکتا تھا اور اب تایا جان کے ذرا سختی سے بولنے پر وہ اپنے کمرے میں تیار ہونے آیا تھا عارب اپنے کمرے کا دروازہ کھولا اور اور کمرے میں داخل ہوا وہ اتنی تیزی میں کمرے میں داخل ہوا تھا کہ وہاں بیٹھی عفاف کو اس کی طرف دیکھنے کا بھی موقع نہیں ملا

کمرے میں داخل ہوتے ہی عارب کی نظر ڈریسنگ سامنے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھی عفاف پر پڑی تو اس کے قدم وہیں پر جم گئے وہ منجمد دھڑکنوں کے ساتھ سامنے بیٹھی عفاف کو دیکھ رہا تھا

بیوٹیشن جو عفاف کے سر پر دوپٹہ سیٹ کرنے ہی لگی تھی اچانک کسی کو کمرے میں آتا دیکھ کر اس نے گھبرا کر دروازے کے جانب دیکھا جبکہ عفاف نے بھی شیشے سے نظر اٹھا کر سامنے دیکھا جہاں عارب فریز بنے کھڑا ایک ٹک اسے دیکھ رہا تھا

عفاف پیروں کو چھوتی ہلکے پنک کلر کی میکسی میں ملبوس تھی بالوں کا خوبصورتی سے سٹائل بنا کر پشت پر انہیں کھولا چھوڑا گیا تھا گلے میں چمکتی مناسب سے ڈائمنڈ جیولری تھی جو اسے تائی جان کی طرف سے ولیمے کے لیے ملی تھی اس وقت اس کا وجود دوپٹے سے بے نیاز تھا جو عارب کو بری طرح بہکانے کا کام کر رہا تھا اور عفاف اس کی نظروں سے گھبرا بھی رہی تھی کیونکہ وہ اس کی نظروں میں موجود مفہوم کو پڑھ چکی تھی

آپ کا کام ہو گیا۔۔۔؟؟ عارب بیوٹیشن کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

جی سر میک اپ ہو چکا ہے صرف یہ دوپٹہ سیٹ کرنے والا رہ گیا ہے بیوٹیشن اپنے ہاتھ میں موجود دوپٹے کی طرف اشارہ کرتی ہوئی بولی جو اس نے عفاف کے سر پر سیٹ کرنا تھا

ٹھیک ہے آپ اپنا کام مکمل کریں جلدی عارب بیوٹیشن کی جانب دیکھتے ہوئے بولا جبکہ عفاف پر نظر ڈالنے پر اس نے گریز کیا تھا کیونکہ اسے پتہ تھا

کہ اگر اس نے ایک اور بار عفاف کی جانب دیکھا تو یقیناً وہ خود اس کے قریب جانے سے نہیں روک سکے گا

کیونکہ وہ اس وقت کوئی آسمان سے اتری ہوئی پری معلوم ہو رہی تھی وہ بہت زیادہ خوبصورت لگ رہی تھی

عارب جیسے ہی ڈریسنگ روم میں بند ہوا تو عفاف نے سکھ کا سانس لیا جبکہ بیوٹیشن آگے بڑھ کر جلدی سے اسکا دوپٹہ سیٹ کرتے ہوئے کمرے سے جا چکی تھی

اب عفاف شیشے کے سامنے کھڑی خود کو دیکھ رہی تھی آج وہ اس بھاری قیمتی جوڑے میں بہت خوبصورت دکھائی دے رہی تھی اور سب سے منفرد تھے اس کے چہرے کے رنگ جو آج الگ ہی تھے وہ آج الگ ہی دکھائی دے رہی تھی عارب کی محبت کے رنگ اس کو پوری طرح پر کشش کر چکے تھے تو وہ پوری کی پوری عارب کے رنگوں میں ڈھل چکی تھی اور یہی اس کی خوبصورتی تھی جو اسے مزید نکھار رہی تھی

ایک ہی رات میں کتنی خوبصورت ہو گئی تھی وہ اس سے پہلے تو وہ خوبصورت تھی مگر اس میں ایسی خوبصورتی تو نہ آئی تھی جو اسے اب محسوس ہو رہی تھی یہ تو عارب کی چاہتوں کے اس کی محبتوں کے رنگ تھے اور شوہر کی محبتوں کے رنگ عورت کے چہرے پر کھلتے ہیں

عورت کو خوبصورت بنانے کے لیے مرد کی محبت ہی کافی ہے مرد کی محبت بتاتی ہے کہ اس کی بیوی اس کے ساتھ کتنا خوش ہے اس کا ساتھ اس کے لیے کیسا ہے اور ایسے مردوں کی محبت بیویوں کو کبھی بھی احساسِ کمتری کا شکار نہیں ہونے دیتی

ایسے باظرف مرد اپنی بیوی کو خود سے بھی زیادہ قریب رکھتے ہیں اتنا جتنا عفاف ایک ہی رات میں دیکھ چکی تھی وہ خود کو بے تحاشہ خوش نصیب سمجھ رہی تھی اس نے کہاں سوچا تھا کہ وہ اتنی محبتیں اتنا مان اور اتنا پیار حاصل کرے گی

عارب چینج کر کے باہر نکلا تو اس نے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی عفاف کو دیکھا جو جانے کن سوچوں میں گم تھی

عفاف کو دیکھتے ہی عارب کے ہونٹوں تلے مسکراہٹ رینگ رینگ گئی

عارب مسکراتے ہوئے عفاف کی جانب بڑھا اور اس کی پشت پر جا کے کھڑا ہو گیا اور بغور اسے دیکھنے لگا جس کی نظریں جھکی ہوئی تھی مگر وہ کسی گہری سوچ میں مبتلا تھی جانے وہ کیا سوچ رہی تھی کہ اسے عارب کے وجود گی کا بھی احساس نہیں ہوا

کیا سوچ رہی ہو میری جان عارب پیچھے سے عفاف کے گرد اپنی باہوں کا حصار بناتے اپنی ٹھوری اس کے کندھے پر ٹکاتے ہوئے بھاری سرگوشی نما آواز میں بولا

عفاف نے آہستہ سے نظر اٹھا کر شیشے سے نظر آنے والے اپنے اور عارب کے عکس کو دیکھا عارب اس کے کندھے پر اپنی ٹھوڑی کو جمائے بہت غور سے شیشے سے عفاف پر نظریں جمائے کھڑا تھا وہ بہت حق سے اسے دیکھ رہا

تھا اس کی نظروں میں محبت ہی محبت تھی اتنی محبت کہ عفاف کو اپنی قسمت پر رشک آیا

مجھے نہیں بتاؤ گی۔۔۔۔؟؟ عفاف کے جواب نہ دینے پر عارب نے دوبارہ یہی سوال کیا

مم میں کچھ نہیں سوچ رہی تھی عفاف اپنے گلابی لپسٹک سے سجے ہونٹوں کو دانتوں تلے چباتے ہوئے بولی جب کہ عارب نے بہت دلچسپی سے اس کی یہ حرکت دیکھی

میری طرف دیکھو عارب نے عفاف کو سنجیدگی سے بولتے ہوئے حکم دیا

جبکہ عارب کی سنجیدہ آواز سنتے عفاف نے آہستہ سے نظریں اٹھا کر سامنے شیشے سے نظر آتے عارب کے عکس کو دیکھا جو پہلے سے ہی اسے دیکھ رہا تھا

عارب نے ہاتھ بڑھا کر اس کے ہونٹ اس کے دانتوں سے آزاد کروائے اور نرمی سے اپنے دونوں بازو اس کے پیٹ پر باندھے جس پر عفاف نے گھبرا کر عارب کی جانب دیکھا جو اس کے بے حد نزدیک آچکا تھا

تمہیں پتہ ہے کہ جب ہمارا نکاح ہوا تھا تب میں نے تمہیں ایک بار بھی نہیں دیکھا تھا میرے پاس صرف تمہاری وہ تصویر تھی جس میں تم سکول کا یونیفارم پہنے کھڑی تھی اس کے علاوہ میرے پاس تمہاری کوئی نشانی موجود نہیں تھی عارب بہت نرمی سے بول رہا تھا مگر اس کے انداز میں اس کے جذبات بھی چھپے تھے جسے عفاف بخوبی محسوس کر رہی تھی

جب میرا تم سے نکاح ہوا میں نے تب ہی اپنی نظروں کو پابند کر لیا خود کو مکمل طور پر عفاف کے نام کر دیا تھا اور خود سے وعدہ کیا کہ کبھی بھی کسی غیر عورت کو نظریں اٹھا کر نہیں دیکھوں گا کیونکہ میری نظریں میرا کردار یہاں تک کہ پورا کا پورا عارب فضل ہی تمہارا ہے اور ہمیشہ تمہارا ہی رہے گا

تین سالوں میں میری محبت کم نہیں ہوئی بلکہ بڑھتی چلی گئی اتنی کہ میں تمہیں اپنی زندگی میں تصور کرنے لگا تھا اور اس دن کا بے صبری سے انتظار کرتا تھا کہ کب وہ دن آئے گا جب تم میری دسترس میں میری بیوی کی حیثیت سے میرے پاس موجود ہو گی

آج تم میرے پاس موجود ہو میری دسترس میں ہو میری ملکیت ہو میری بیوی ہو میں جانتا ہوں کہ تمہارے دل میں کیا ہے تم یہ مت سمجھنا کہ میں انجان ہوں اگر میں تمہاری آنکھوں میں اپنے لیے محبت نہ دیکھتا تو بھی میں تمہیں اپنی محبت سے خود کو محبت کرنے پر مجبور کر دیتا

مگر میں یہ نہیں جانتا تھا کہ جو آگ اس طرف لگی ہے وہی آگ دوسری طرف بھی موجود ہے عارب کا اشارہ کس جانب تھا عفاف فوراً ہی سمجھ چکی تھی یعنی یہ شخص ایک ایک بات سے واقف تھا وہ عفاف کا دل تک پڑھ سکتا تھا وہ یہ بھی جانتا تھا کہ عفاف کے دل میں اس کے لیے کیا جذبات ہیں اور وہ رخصتی سے پہلے عارب کے بارے میں کیا جذبات رکھتی تھی اسے تو سب کچھ معلوم تھا جبکہ عفاف تو اس سے یہ ساری باتیں چھپاتی پھرتی تھی مگر وہ تو کھل کر اس کے سامنے آچکی تھی اسے تو منہ سے کچھ بولنے کی ضرورت ہی نہیں پڑی تھی

تم عارب فضل کی زندگی میں کھلنے والا وہ پھول ہو جسے میں نے بغیر ایک نظر دیکھے تین سال تک بے تحاشہ چاہا اور میری چاہت کی حد یہ ہے کہ میں تم پر اپنی جان بھی نچھاور کر سکتا ہوں عارب اپنی محبت کا طلسم عفاف کے کانوں میں پھونک رہا تھا جبکہ عفاف اس کے حصار میں آنکھیں جھکا کر کھڑی دل کی گہرائیوں سے اس کے ایک ایک لفظ کو سن رہی تھی

کہاں ہمت تھی اس میں کہ وہ یہ کہہ پاتی کہ اس کی یہ محبت اس کی توقع سے زیادہ ہے

مجھے تم سے کچھ بھی نہیں چاہیے کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تم میری بیوی ہو میری وفادار ہو مجھے صرف تم سے ایک نئی زندگی چاہیے جس میں تم ہو میں ہوں اور ہماری زندگی میں شامل ہونے والی ہماری اولاد ہو گی ہماری ہنسی خوشی زندگی بیتے گی

تم اپنے مان کے سہارے جینا اور میں تمہارے سہارے جی لوں گا عارب عفاف کی پیشانی پر شدت سے لب رکھتے ہوئے بولا جبکہ عفاف سرخ چہرہ لیے نظریں جھکا کر کھڑی تھی

ابھی عارب کچھ اور بولتا کمرے کا دروازہ نوک ہوا جس کی آواز پر عارب نرمی سے عفاف سے دور ہوا اور بدمزہ ہوتے ہوئے دروازے کی طرف دیکھا کیونکہ کوئی ان دونوں کے درمیان بری تنہا خلل ڈال چکا تھا مگر یہ وقت ان باتوں کا نہیں تھا سب نیچے ان دونوں کا انتظار کر رہے تھے

بھائی سب نیچے آپ کا انتظار کر رہے ہیں جلدی سے آجائیں بھابھی کو ہماری کسی ہیلپ کی ضرورت تو نہیں۔۔۔؟؟ عمایہ کمرے کا دروازہ کھول کر تھوڑا سامنہ نکال کر اندر جھانکتے ہوئے بولی بالکل کسی بچے کی طرح جبکہ عمایہ کو دیکھ کر وہ دونوں ہی مسکرا دیے

نہیں تمہاری بھابھی کو کسی ہیلپ کی ضرورت نہیں ہم بس دو منٹ میں آرہے ہیں میں خود ہی تمہاری بھابھی کو لے آؤں گا سنبھال کر۔

عارب عفاف کی طرف دیکھتے ہوئے شرارت سے بولا تو عفاف نے دوبارہ نظریں جھکا لیں جبکہ عمایہ اوکے کہتی مسکرا کر وہاں سے جا چکی تھی

-

حیدر ایشال اور عمایہ نیچے کھڑے عارب اور عفاف کے آنے کا انتظار کر رہے تھے کیونکہ باقی سب ہال میں جا چکے تھے کیونکہ عارب اور عفاف کی انٹری بعد میں ہونی تھی اس لیے وہ تھوڑی دیر سے نکل رہے تھے

عارب نے بلیک تھری پیسوں زیب تن کیے ہوئے تھا عفاف کے ڈریس جیسی ہم رنگ ٹائی لگائے بالوں کو نفاست سے سیٹ کیے بائیں ہاتھ کی کلائی میں گھڑی پہنے وہ آج بہت ڈیشنگ اور ہینڈسم دکھائی دے رہا تھا جبکہ اس کے بغل میں اس کے ہمراہ آتی عفاف کوئی پری معلوم ہو رہی تھی۔

اور ایک دوسرے کے ساتھ وہ دونوں بالکل مکمل دکھائی دے رہے تھے ان دونوں کی جوڑی بہت خوبصورت تھی

چلیں.....!!! حیدر عارب اور عفاف کی جانب دیکھتے ہوئے بولا تو عارب نے مسکرا کر ہاں میں سر ہلایا اور پھر ان سب نے باہر کی جانب قدم بڑھائے حیدر ایشال اور عمایہ ایک گاڑی میں بیٹھے تھے جبکہ عارب اور عفاف ایک گاڑی میں بیٹھے تھے جس گاڑی میں عارب عفاف کو لے کر بیٹھا تھا اس گاڑی کی ڈرائیونگ عارب خود کر رہا تھا اور اگلے دس منٹ میں وہ پانچوں ہال میں پہنچ چکے تھے

ہال کی لائٹس ایک دم سے بند ہوئی تھی ہال میں سارے مہمان موجود تھے مگر لائٹ بند ہونے پر سب نے ایک دم سے بولنا شروع کر دیا کیونکہ کوئی بھی کسی کو دیکھ نہیں پا رہا تھا

جب مائک میں کسی نے یہ بولا کہ لائٹیں ابھی آن ہو جائیں گی کیونکہ یہ انٹری کا وقت ہے اس لیے کوئی بھی اپنے فون کا استعمال نہ کریں اور فون کے

ٹارچ آن نہ کریں جس پر سب مہمان مطمئن ہو کر بیٹھ گئے اور اب سب کی نظریں ہال کے دروازے کی جانب تھی جہاں صرف ایک سفید لائٹ مرکوز تھی جبکہ چاروں طرف اندھیرا تھا

دروازے کے بالکل سامنے ارسم اور اس کے کچھ فاصلے پر میران کھڑے تھے ان لوگوں کی نظریں بھی دروازے کی طرف ہی تھی

ارسم نے عمایہ کو نہیں دیکھا تھا جبکہ اسے معلومات ملی تھی کہ وہ دلہن اور دلہے کے ساتھ آئے گی اس لیے اس کی منتظر نگاہیں دروازے کی جانب تھی کیونکہ وہ عمایہ کو دیکھنا چاہتا تھا

پیچھے سے میوزک پلے ہوا اور سب سے پہلے ایشال اور حیدر اندر داخل ہوئے ایشال اپنی ہی مستی میں مسکراتے ہوئے چلتی آ رہی تھی جب کہ حیدر اس کی بچگانہ حرکتوں پر مسکرا رہا تھا ان کی انٹری پر سب نے زوردار تالیاں بجائی وہ دونوں میاں بیوی تھے ان کا نکاح ہو چکا تھا اس لیے کسی نے بھی اس بات کا ایشو نہیں بنایا تھا کہ وہ دونوں ساتھ کیوں ہیں جبکہ ایشال کو بھی کچھ زیادہ

فرق نہیں پڑ رہا تھا کیونکہ حیدر اس کے ساتھ بہت ہی اچھا برتاؤ کرتا تھا اور یہی وجہ تھی کہ ایشال نے اس سے ہچکچانا چھوڑ دیا تھا

ایشال اور حیدر کے جانے کے بعد ہال میں عمایہ ہادی اور حمزہ داخل ہوئے عمایہ درمیان میں تھی جبکہ ہادی اس کے دائیں جانب اور حمزہ اس کے بائیں جانب تھا عمایہ نے ان دونوں کا بازو پکڑا ہوا تھا اور وہ خوبصورت مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے ایک ایک قدم رکھتی اندر آ رہی تھی

ارسم کی نظر جیسے ہی سامنے سے آتی عمایہ پر پڑی تو وہ اپنی نظروں کو پلٹ نہیں سکا

آج اس نے بلیک میکسی زیب تن کی ہوئی تھی جو اس کے پیروں کو چھو رہی تھی چہرے پر ہلکا پھلکا میک آپ تھا کمر سے بھی نیچے آتے سلکی ریشمی بال کمر پر کسی آب و شاب کی طرح بکھرے ہوئے تھے

وہ ہلکی پھلکی جیولری پہنے اپنا ہوش و باسراپا لیے آج حسیناؤں کی بھی سردار دکھائی دے رہی تھی دنیا کے ساری حسینہ ایک طرف اور عمایہ عزمیل کا

مشرقی حسن ایک طرف جس کا کوئی مقابلہ کر ہی نہیں سکتا تھا آنکھوں میں خوشی کی چمک تھی اور اس کی مسکراہٹ جو کسی کو بھی اس کی طرف مائل کرنے کا ہنر رکھتی تھی وہ پیکر حسن لڑکی بغیر کسی کی طرف نظر اٹھائے کسی بھی شخص کو اپنا دیوانہ کر سکتی تھی

میران نے صرف ایک نظر عمایہ پر ڈالتے اپنی نظروں کو کسی اور طرف مرکوز کر لیا تھا وہ تو آنا ہی نہیں چاہتا تھا اس کے دل میں غم کے عجیب سے ہول اٹھ رہے تھے مگر عارف صاحب کے مجبور کرنے پر اسے آنا پڑا وہ ان کے دل سے عزت کرتا تھا ان کا احترام کرتا تھا انہیں اپنے والد کی جگہ مانتا تھا پھر وہ کیسے ان کی بات ٹال سکتا تھا ان کی خاطر اسے آنا پڑا تھا مگر عمایہ کو دیکھ کر اسے اپنا غم مزید بڑھتا ہوا دکھائی دے رہا تھا دل کے درد نے مزید آتش فشانی پھیلائی تھی

ان تینوں کے جانے کے بعد عفاف اور عارب ہال میں داخل ہوئے ان کے داخل ہوتے ہی آتش بازی شروع ہو چکی تھی بہت ہی خوبصورت طریقے

سے ان کا ویلکم کیا گیا تھا ان دونوں پر پھولوں کے بارش برسائی گئی تھی وہ جتنے قدم چلتے تھے ان پر اتنے ہی پھول برسا کر ان کا ویلکم کیا جا رہا تھا پیروں میں پرتی سموک اور سائیڈوں پر چلتے انار ایک الگ ہی نظارہ پیش کر رہے تھے ان کی اینٹری بہت دھما کے دار تھی

درمیان میں آتے ہوئے اچانک عارب رکا اب ہر طرف سے لائٹیں بند ہو چکی تھیں صرف ایک چھوٹی سی گول دائرے میں بنی لائٹ ان دونوں کے وجود کو روشن کیے ہوئے تھی اب کی بار گانا بدلا تھا

تم جو آئے زندگی میں بات بن گئی۔۔۔۔

عشق مذہب عشق میری ذات بن گئی۔۔۔۔

عارب عفاف کا ایک ہاتھ اپنے کندھے پر ٹکائے دوسرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھامتے ہوئے آہستہ آہستہ سٹیپ لینے لگا

سپنے تیری چاہتوں کے۔۔۔۔۔۔

سپنے تیری چاہتوں کے۔۔۔۔۔

دیکھتا ہوں اب کئی۔۔۔

دن ہے سونا اور چاندی رات بن گئی۔۔۔۔

عارب عفاف کو گھوماتے ہوئے دوبارہ سے تھاما

تم جو آئے زندگی میں بات بن گئی۔۔۔۔

عشق مذہب عشق میری ذات بن گئی۔۔۔۔

آخری لائن پر عارب نے شدت سے عفاف کی پیشانی کو چوما جس پر ہال میں ایک دم سے تالیاں اور سیٹیاں بجنے لگی عفاف کو ہر طرف سے ہانگ سنائی دے رہی تھی جب کہ سب عارب کی اتنی محبت پر زور زور سے تالیاں بجا رہے تھے

شرم کے مارے عفاف کا چہرہ سرخ پڑ چکا تھا اسے بہت زیادہ شرم محسوس ہو رہی تھی ان لوگوں سے بے اختیار عفاف نے اپنا چہرہ عارب کے سینے میں چھپایا تھا جس پر عارب نے بہت مشکل سے اپنی ہنسی کنٹرول کی اور اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے اس اسے سٹیج پر لے کر گیا

جبکہ پھولوں کی بارش اور آتش بازی ابھی تک نہیں تھمی تھی جب تک وہ دونوں سٹیج پر بیٹھ نہیں گئے تب تک یہ سب جاری رہا

ان دونوں کے بیٹھتے ہی ہال کے چاروں طرف لائٹس آن کر دی گئی تھی اور اب سب باری باری آکر ان دونوں سے مل رہے تھے اور وہ دونوں مسکرا کر ہنسی خوشی سب سے مبارکباد وصول کر رہے تھے

ارسم نے نظر گھما کر عمایہ کی طرف دیکھا جس کی ارسم کی جانب پشت تھی اور وہ ابراہیم صاحب سے مل رہی تھی ان کے پاس ہی فضل صاحب اور عارف صاحب بھی کھڑے تھے

عمایہ ان سے مل کر جیسے ہی پلٹی تو اس کی نظریں بالکل سامنے کھڑے ارسم سے ٹکرائیں نیلی آنکھیں سنہری آنکھوں سے اس طرح ٹکرائی تھی کہ دونوں طرف دھڑکنوں کا شور اٹھا تھا عمایہ نظریں ہٹانا چاہتی تھی مگر وہ ہٹا نہیں پا رہی تھی ارسم آج گرے تھری پیس میں ملبوس تھا ہمیشہ کی طرح وہ بہت زیادہ ہینڈسم لگ رہا تھا

عمایہ نے بے اختیار اس پر سے نظریں ہٹائی اور زیر لب ماشاءاللہ بھی بولا جبکہ ارسم نے بہت غور سے عمایہ کہ ہلتے لبوں کو دیکھا تھا اس کے الفاظوں کو سمجھتے ہی ارسم دل کشی سے مسکرایا اسے وہم نہیں ہوا تھا اور مایا نے اسے دیکھ کر ماشاءاللہ بولا تھا وہ یہ چیز نوٹ کر چکا تھا ابراہیم کے چیل سے نگاہوں سے کوئی چیز چھپی نہیں رہ سکتی

اور یہاں تو بات عمایہ عزمیل کی تھی جس کا وہ بری طرح دیوانہ تھا پھر اس کے معاملے میں وہ کیسے لاپرواہی برت سکتا تھا عمایہ کہ معاملے میں ارسم ابراہیم کو اگر چار آنکھیں بھی کرنی پڑتی تو وہ کر سکتا تھا

ارسم کی نظریں خود پر محسوس کرتے عمایہ ایک منٹ سے پہلے وہاں سے رفو چکر ہوئی تھی اور جاتے جاتے بھی وہ ناراضگی کا اظہار کرنا نہیں بھولی تھی جو ارسم کے نظروں سے ہر گز نہیں چھپا تھا

صبح مجھے نظرانداز کر رہے تھے پھر اب کیوں اس طرح دیکھ رہے ہیں ٹھرکی کہیں کے عمایہ بڑبڑاتی ہوئی سٹیج کی جانب بڑھی

اسے فوراًہی یاد آچکا تھا کہ اسے تو ارسم کی طرف دیکھنا بھی نہیں ہے کیونکہ ارسم نے اسے صبح نظرانداز کیا تھا اور عمایہ کو نظرانداز ہونا بالکل پسند نہیں تھا

عفاف سٹیج پر بیٹھی بہت انکمفرٹیبل محسوس کر رہی تھی کیونکہ عارب جو اس کے ساتھ تقریباً چپک کر بیٹھا تھا وہ کافی دیر سے صرف اسے ہی دیکھنے کا مشغلہ سرانجام دے رہا تھا جبکہ عفاف کو کافی شرمندگی محسوس ہو رہی تھی کیونکہ سارا ہال مہمانوں سے بھرا پڑا تھا مگر مجال ہے جو یہ بندہ اپنا ٹھرک پن کم کر کے اس پر سے اپنی نظریں ہٹا لے یا اس چیز کا لحاظ کر لے کہ کوئی نہ کوئی اسے دیکھ رہا ہے

آپ میری طرف اس طرح مت دیکھیں عفاف عارب کی جانب دیکھتے ہوئے بولی

وجہ... ؟؟؟ عارب نے بولتے ہوئے دائیں آئی برو آچکا کر وجہ معلوم کی

بس مجھے اریٹیشن ہو رہی ہے آپ اس طرح مت دیکھیں عفاف نے کھل کر بات بتائی جس پر عارب نے آنکھیں چھوٹی کر کے اپنی بیوی کو دیکھا جو اپنے شوہر کے دیکھنے پر اریٹیٹ ہو رہی تھی

اور اگر میں دیکھنا بند نہ کروں تو عارب نے الٹا اس سے سوال کیا

پلیز.....!!! عفاف نے التجایہ نظروں سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے التجا کی

اچھا ٹھیک ہے مگر ایک شرط ہے اس کی التجا پر عارب نے جیسے ہار مانی جس پر عفاف نے خوش ہوتے ہوئے عارب کو دیکھا مگر اس کی اگلی بات پر اس کی مسکراہٹ تھمی

میں تمہیں نہیں دیکھتا لیکن۔۔۔۔۔ عارب نے آگے سے بات ادھوری چھوڑ دی

لیکن پھر۔۔۔۔۔ عفاف کو تجسس ہوا اس کی شرط کے بارے میں جاننے کا

پھر تم مجھے دیکھ لو مجھے اچھا لگے گا عارب آنکھ دباتے ہوئے بے حد شرارت سے بولا جبکہ عفاف سائیکو کو حیرت سے دیکھتی ہی رہ گئی خود تو وہ اپنی نظریں ہٹا نہیں رہا تھا اور اب عفاف کو بھی وہی کام کرنے کا بول رہا تھا

آپ ایک انتہائی بے شرم انسان ہیں عفاف عارب کی جانب دیکھتے ہوئے غصے سے بولی

Yes I know I am....!!!

عارب نے مسکراتے ہوئے اپنی بیوی کے دیے گئے کلمات کو دل و جان سے قبول کیا جب کہ اس کی آنکھوں میں چمکتی شرارت کو عفاف دیکھ چکی تھی اس لیے اس نے مزید بحث کرنا فضول سمجھا اور خود ہی گردن گھما کر سامنے دیکھنے لگی اس کے اندازے کے مطابق عارب نے اپنی حرکت سے باز نہیں آنا تھا چاہے عفاف اسے کتنی ہی بار منع کیوں نہ کر دیتی اس معاملے میں وہ اس کی نہیں سنتا تھا

کھانا لگ چکا تھا اور سب کھانا کھا رہے تھے جب کہ حمزہ ہادی ایشال اور عمایہ ایک ٹیبل پر بیٹھے ہوئے تھے اور ان کی شرارتیں اور ہنسی مذاق جاری تھا

ایشال بھائی کو بھی بلا لاؤ وہ بھی ہمارے ساتھ کھانا کھا لیں عمایہ ایشال کی جانب دیکھتے ہوئے بولی جو اپنی پکچرز لینے میں مصروف تھی

تم خود بلا لو نا میں نہیں جا رہی ایشال نے فوراً انکار کیا جس پر عمایہ نے اسے گھورا

انسانوں کی طرح اٹھو اور بھائی کو بلا کر لاؤ عمایہ اس کے ہاتھ سے فون کو چھینتے ہوئے بولی

تم بہت بدتمیز ہو عزمی تم مجھے ہمیشہ پھنسا دیتی ہو ایشال عمایہ کی طرف دیکھتے ہوئے منہ بسور کر بولی کیونکہ وہ جان بوجھ کر ایشال اور حیدر کو اکیلا چھوڑ دیتی تھی کچھ دیر پہلے ہونے والی کاروائی ابھی تک ایشال بھولی نہیں تھی جب عمایہ نے ایشال کے لیے فرنٹ سیٹ کو چھوڑ کر پیچھے بیٹھنا مناسب سمجھا تھا کیونکہ وہ ایشال کو حیدر کے بغل میں بٹھانا چاہتی تھی جبکہ عمایہ کے مجبور کرنے پر

ایشال فرنٹ سیٹ پر ہی بیٹھ کر ہال میں آئی تھی مگر وہ حیدر کی توجہ اپنی طرف محسوس کر رہی تھی آخر وہ اس کا شوہر تھا وہ بھی جذبات رکھتا تھا اپنی بیوی کو دیکھنے کے اپنی بیوی کے ساتھ وقت گزارنے کے مگر اس کی بیوی تھی جو اسے دیکھتے ہی دیکھتے جن کی طرح غائب ہو جاتی تھی اور عمایہ بہت اچھی طرح سے جانتی تھی کہ اس کی دوست اس معاملے میں کتنی ڈھیٹ ہے اس لیے وہ جب موقع ملتا تھا اپنے بھائی اور بھابھی کو پورا وقت دیتی تھی تاکہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ وقت گزار سکیں

ہاں میں بہت بدتمیز ہوں اب جاؤ جلدی سے بھائی کو بلا کر لاؤ کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے عمایہ ایشال سے بنا نرمی کے روکھے پن سے گویا ہوئی کیونکہ اسے پتہ تھا کہ وہ کتنی ڈھیٹ ہڈی ہے اس نے پیار کی زبان نہیں سمجھنی

ایشال منہ بسورتے ہوئے کرسی سے اٹھی اور حیدر کو بلانے کے لیے چلی گئی

ایشال نے پورے ہال میں نظر دہرائی مگر اسے حیدر کہیں

بھی دکھائی نہیں دیا تو اس نے باہر کے جانب قدم بڑھائے کیونکہ اسے لگا کے شاید حیدر باہر ہو گا اس لیے وہ پارکنگ ایریا کی جانب اسے بلانے کے لیے چلی گئی

افففف کہاں پر ہیں یہ یا اللہ کیسا شوہر دیا ہے جو نہ نظروں میں آتا ہے اور نہ سمجھ میں۔۔۔۔ایشال بڑبڑاتے ہوئے چاروں طرف نظریں دہرا کر حیدر کو ڈھونڈنے کی کوشش کرنے لگی

نظروں کے سامنے تو میں ہر وقت رہتا ہوں یہ الگ بات ہے کہ تم نے کبھی دیکھنے کی زحمت نہیں کی اور سمجھ میں تو میں تمہاری بہت جلد آ جاؤں گا فی الحال تھوڑی دیر کے لیے عیش کرو کیونکہ جس دن میں تمہیں سمجھ آ گیا اس دن تمہارے لیے ایک ایک سانس لینا مشکل ہو جائے گا

اپنے ٹھیک پیچھے سے ایشال کو حیدر کی آواز سنائی دی

وہ خوف کے مارے اچھل ہی پڑی

آ آ آپ یہاں..... ایشال اپنے سینے پر ہاتھ رکھتے خوف کے مارے تیز ہوتی دھڑکنوں کو اپنے قابو میں کرتے ہوئے بولی

ہاں میں یہاں تم یہاں کیا کر رہی ہو باہر حیدر نے سنجیدگی سے پوچھا کیونکہ اس کو ایشال کا اکیلے باہر آنا پسند نہیں آیا تھا کیونکہ اس وقت وہاں پر کوئی بھی موجود نہیں تھا سب ہال کے اندر موجود تھے اور باہر بالکل سناٹا تھا

وہ وہ میں۔۔۔۔ ایشال کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا بولے حیدر کا اچانک سامنے آنا اسے بکھلاہٹ کا شکار کر گیا تھا

ہاں بولو بھی تم اس وقت یہاں اکیلے کیا کر رہی ہو حیدر نے دوبارہ اپنا سوال دہرایا جب کہ چہرے کے تاثرات

سنجیدہ ترین تھے

میں آپ کو بلانے آئی تھی وہاں اندر عزمی آپ کو بلا رہی تھی اس لیے۔۔۔ایشال نے ایک ہی سانس میں اپنی بات مکمل کی کیونکہ اسے بھی حیدر کے اس انداز سے اندازہ ہو رہا تھا کہ حیدر کو اس کا باہر آنا پسند نہیں آیا

چلو پھر یہاں کھڑی میری شکل کیوں دیکھ رہی ہو۔۔۔حیدر نے ہاتھ کے اشارے سے ایشال کو اگے چلنے کا بولا جب کہ حیدر کے رویے پر ایشال نے گندا سا منہ بنایا بالکل ویسے ہی جیسے کسی بچے کو سامنے والے کا رویہ پسند نہ آیا ہو تو وہ ٹیرے میرے منہ بنا کر اس بات کا اظہار کرے کہ اسے اگلے بندے کی بات پسند نہیں آئی

ایشال کے اس طرح منہ بنانے پر حیدر کے چہرے کی سنجیدگی فوراً غائب ہوئی تھی اس کا بچوں کی طرح ری

ایکٹ کرنا حیدر کو کافی اچھا لگتا تھا مگر وہ یہ بات

اپنے منہ سے نہیں بول کر بتا سکتا تھا

ایشال تیز تیز قدم لیتی اندر کی جانب چلنے لگی جبکہ

حیدر بھی بالکل اس کے پیچھے ہی تھا مگر وہ جتنے بھی

لمبے قدم لے لیتی حیدر اس کے سر پر ہی تھا کیونکہ

جتنی تیز رفتار میں حیدر چلتا تھا اتنی تیز رفتار میں

ایشال بی بی کبھی بھی نہیں چل سکتی تھی

شکر ہے بھائی آپ دونوں آگئے کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے اتنی

دیر لگادی آپ نے عمایہ حیدر اور ایشال کی جانب

دیکھتے ہوئے بولی جو دونوں ہی اپنی اپنی کرسی

گھسیٹ کر بیٹھ چکے تھے

آتو گئے ہیں نا اب بالکل چپ رہنا چپ چاپ کھانا کھاؤ

ایشال اپنا غصہ عمایہ پر اتارنے لگی جبکہ عمایہ نے حیرت

سے منہ کھولے تپی ہوئی ایشال کو دیکھا

اسے کیا دورہ پڑ گیا۔۔۔ عمایہ نے دل ہی دل میں سوچا مگر

پھر اسے نظر انداز کرتی اپنے بھائیوں کے ساتھ باتوں میں

مصروف ہو گئی

جب کہ حیدر نے ترچھی نگاہوں سے قریب ہی منہ پھلا کر

بیٹھی ایشال کو دیکھا وہ تو یوں ہی چھوٹی چھوٹی

باتوں پر منہ پھلا لیتی تھی اور جب سے نکاح ہوا تھا اسے

تو بہانہ چاہیے تھا حیدر سے لڑنے کا اور حیدر کو سمجھ

نہیں آتی تھی کہ وہ اپنی چھوٹی سی بیوی کو کنٹرول

کیسے کرے

صرف دو دن میں ہی وہ اچھا خاصہ حیدر کو تگنی کا ناچ

نچوانے لگی تھی مگر حیدر بھی کوئی عام شوہر نہیں تھا

وہ ایشال کی رگ رگ سے واقف تھا

وہ جانتا تھا کہ وہ کس کھیت کی مولی ہے اور اسے کس

طرح درست کرنا ہے اس لیے اسے درست کرنے کا ارادہ وہ

بعد میں رکھتا تھا

عمایہ کھانا کھاتے ہوئے ہنس کر سب سے بات کر رہی تھی

جبکہ ایشال کا بھی موڈ ٹھیک ہو چکا تھا

کھانا کھاتے ہوئے عمایہ کے گلے میں اچانک سے کچھ اٹکا

اور وہ بری طرح کھانسنے لگی اس نے پاس پڑا ٹیشو اٹھا

کر جلدی سے اپنے منہ پر رکھا

عمایہ۔۔۔۔ عمایہ کو کھانستا دیکھ حیدر جلدی سے اپنی

کرسی سے اٹھا اور آگے بڑھ کر عمایہ کی نرمی سے کمر

سہلانے لگا

عمایہ نے اپنے ہونٹوں سے ٹشو ہٹا کر اپنے سامنے کیا اور دو

تین گہرے سانس لیے مگر جب اس کی نظر ٹشو پر پڑی تو

خوف کے مارے اس کی آنکھیں پھیل گئیں کیونکہ سارا

سفید ٹشو خون سے بھرا پڑا تھا اور یقیناً وہ خون کہ منہ

سے آیا تھا

عمایہ کو ریلیکس ہوتا دیکھ کر حیدر نے عمایہ کی جانب

دیکھا مگر اس کے ہاتھ میں سرخ رنگ سے رنگا ٹشو دیکھ

کر اس کے حواس اڑ گئے

حیدر نے جلدی سے آگے بڑھ کر عمایہ کے ہاتھ سے وہ ٹشو

پکڑا اور اسے ڈسٹ بین میں پھینک دیا

بھائی یہ مجھے ۔۔۔عمایہ ابھی اپنی بات مکمل کرتی حیدر

نے جلدی سے اس کی بات کاٹی

کچھ نہیں ہوا شہزادی یہ بس پیٹ درد یا کھانا اٹکنے کی

وجہ سے ایسا ہو جاتا ہے فکر نہیں کرو یہ پانی پیو اور تم

لوگ بھی بیٹھ کے کھانا کھاؤ سکون سے ٹھیک ہے شہزادی

ہماری۔

حیدر نے عمایہ کو پانی کا گلاس تھماتے ہوئے ان تینوں کی طرف دیکھا جو پھٹی پھٹی نگاہوں سے عمایہ کی جانب دیکھ رہے تھے کیونکہ عمایہ کے منہ سے آتا خون وہ بھی دیکھ چکے تھے

حیدر کے اس طرح بولنے پر عمایہ فوراً ریلیکس ہو گئی جبکہ ہادی حمزہ اور ایشال بھی تھوڑا ریلیکس ہوئے اور دوبارہ اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے

کافی فاصلے پر کھڑے ارسم کی نگاہیں اسی جانب تھی مگر اس کی تیز نظروں سے یہ سب چھپ نہیں سکا تھا اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا سرخ رنگ کے خون سے رنگا ہوا وہ ٹشو پیپر جو عمایہ کے ہونٹوں سے جدا ہوا تھا صرف کچھ ہی پلوں میں وہ تڑپ گیا تھا منہ سے خون آنا

کوئی عام بات نہیں اور اس کی شہزادی کو کیا ہوا تھا

ارسم نے بے اختیار قدم آگے بڑھائے مگر ان سب کو واپس

بیٹھ کر کھانا کھاتے دیکھ کر اپنے قدم وہیں پر روک لیے

اسے اس وقت سب کے سامنے یہ بات حیدر سے پوچھنا

مناسب نہیں لگا اس لیے اس نے بعد میں پوچھنے کا ارادہ

کیا اور واپس کرسی پر بیٹھ گیا مگر نظریں بار بار عمایہ

کی جانب اٹھ رہی تھی اسے کسی انہونی کا خدشہ ہو رہا تھا

—

تو تمہارے کہنے کا مطلب ہے کہ یہ کوئی عام بات نہیں ہے

ارسم حیدر کی جانب دیکھتے ہوئے بولا تو حیدر نے گہرا

سانس لیتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا

اس وقت ارسم اور حیدر دونوں ہی گھر کے لان میں کھڑے

تھے ارسم نے حیدر سے اس بات کے بارے میں پوچھا تو

حیدر نے بغیر کوئی بھی چیز چھپائے اسے سچ بتادیا اور

اسے یہ بھی بتایا ہے کہ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے

کسی بھی عام انسان کو اس طرح خون نہیں آتا یہ تب

ہوتا ہے جب کسی کو ٹی وی کے خدشات ہوں یا کوئی

اندرونی بیماری ہو

میں صبح ہی اسے اپنے ہاسپٹل لے کر جاؤں گا اور سارے

کے سارے ٹیسٹ کروں گا خود اپنے ہاتھوں سے اس کا

چیک اپ بھی میں کروں گا میری دعا ہے کہ میری شہزادی

کو کوئی بھی بیماری نہ نکلے وہ بہت نازک ہے بہت

معصوم ہے وہ بیماریوں سے لڑنے کے قابل نہیں۔

حیدر بولا تو اس کی آواز میں کچھ کمزوری معلوم ہو

رہی تھی وہ ایسا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ اس کی بہن کو کوئی بیماری ہو مگر وہ خود ایک ڈاکٹر تھا وہ اس بات کو جھٹلا نہیں سکتا تھا اس لیے وہ بغیر دیر کیے

صبح ہی عمایہ کہ سارے ٹیسٹ کرنے کے ارادے رکھتا تھا

ٹھیک ہے میں امریکہ سے اسپیشلسٹ ڈاکٹرز بھی بلوا رہا ہوں مایا کا پراپر ٹریٹمنٹ ہونا چاہیے وہ اسے اچھی طرح سے چیک اپ کریں گے صبح ہی ڈاکٹر کی ٹیم یہاں پر موجود ہو گی تمہارے ہاسپٹل میں۔

ارسم حیدر کی جانب دیکھتے ہوئے سنجیدہ آواز میں بولا

دل تو اس کا بھی دہل رہا تھا اس کے دل میں بھی ایک خوف آ۔سمایا تھا مگر وہ اپنے خوف کو پیچھے دھکیل رہا تھا اور اپنے دل کو تسلیاں دے رہا تھا کہ اس کی مایا کو کچھ نہیں ہو گا اور اسے وہ کچھ ہونے بھی نہیں دے گا

اس کی ضرورت نہیں ہے ارسم میں اور عارب کافی ہیں ہم

دونوں ہی عمایہ کا اچھے سے چیک اپ کرلیں گے تمہیں

کسی اور کو بلانے کی ضرورت نہیں ہے حیدر نے اسے آرام

سے سمجھانا چاہا مگر وہ ارسم تھا وہ کہاں عمایہ کے

معاملے میں کوئی لاپرواہی برت سکتا تھا

ہاں تم لوگ بھی چیک اپ کرو مجھے تم دونوں پر پورا

یقین ہے مگر وہ ڈاکٹرز کی ٹیم ضرور آئے گی ہر حال میں

ارسم اٹل لہجے میں بولا حیدر کو محسوس ہو گیا تھا کہ

وہ پیچھے نہیں ہٹنے والا اس لیے حیدر نے خاموشی

اختیار کرلی

ابھی میں گھر میں کسی کو بھی کچھ بھی نہیں بتانا

چاہتا سوائے میرے تمہارے اور عارب کے کسی تیسرے فرد

کو اس بارے میں کچھ معلوم نہیں ہونا چاہیے عمایہ کو

میں صبح ہاسپٹل لے کر جاؤں گا حیدر ارسم کی جانب دیکھتے ہوئے بولا تو ارسم نے دونوں ہاتھ کمر کی پشت پر باندھتے ہوئے سر جھکا کر ہاں میں سر ہلایا چہرے پر اتنی سنجیدگی تھی کہ صاف معلوم ہو رہا تھا کہ وہ ضرور کسی نہ کسی بات پر پریشان ہے

چلو سب اندر ہمارا انتظار کر رہے ہوں گے حیدر ارسم کی جانب دیکھتے ہوئے بولا کیونکہ ہال سے واپس آنے کے بعد سب اب چینج کر کے وہاں ایک ساتھ بیٹھے چائے پی رہے تھے جن میں ابراہیم صاحب بھی شامل تھے عارف صاحب کی بہت زیادہ اصرار کرنے پر وہ لوگ یہاں آئے تھے کیونکہ عارب اور فضل صاحب نے بولا تھا کہ وہ لوگ بھی فیملی ہی ہیں اور فیملی فیملی میں ہی بیٹھتی ہے

عمایہ چینج کرنے کے بعد ایک سادہ سا کالے رنگ کا فراک

پہنے بیٹھی تھی دونوں ٹانگوں کی آتی پلاتی مارے وہ

صوفے پر ایشال کے بالکل سامنے بیٹھی باتیں کرنے میں

مصروف تھی دائیں ہاتھ میں چائے کا کپ تھا جبکہ ایشال

بھی گرے رنگ کے سادہ ساسوٹ میں ملبوس تھی دونوں

کے سر پر ہی دوپٹہ جما ہوا تھا

اور دونوں کی آپس کی ہی باتیں ختم نہیں ہو رہی تھی

جو شاید شادی میں ہونے والے فنکشن کے حوالے سے تھی

جن میں ان کا فوٹو شوٹ شامل تھا کچھ ڈانس شامل تھا

اور عفاف اور عارب شامل تھے جن کا ذکر وہ ہر منٹ بعد

کر رہی تھی

ایک صوفے پر عارب اور عفاف بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے

بالکل ساتھ ہی حمزہ اور ہادی اور حمزہ اور ہادی تو ان

دونوں کے انٹرٹین کا سامان بنے ہوئے تھے وہ بات بات پر

عفاف کو ہنسا رہے تھے اور عفاف بھی ان کی باتوں پر کھلکھلا کر ہنستی تھی

جس پر عارب کو اپنی روح میں سکون اترتا ہوا محسوس ہوتا تھا عارب ہمیشہ سوچتا تھا کہ وہ ہمیشہ محروم رہی ہے نہ اس کا کوئی بھائی تھا اور نہ ہی بہن مگر ہادی اور حمزہ جس طرح سے اسے ٹریٹ کر رہے تھے اسے یقین تھا کہ وہ عفاف کو یہ کمی بھی محسوس نہیں ہونے دیں گے وہ جلد ہی عفاف کے بھائی بن کر دکھائیں گے نہ کہ دیور ارسم اندر داخل ہوا تو اس کی نظر پہلے عمایہ پر پڑی جو ایشال کے ساتھ بیٹھی نہ جانے کن باتوں میں مصروف تھی ان دونوں کی آواز مناسب تھی اتنی نہیں تھی کہ کوئی دوسروں ان کی باتیں آسانی سے سن سکتا مگر وہ جس سپیڈ سے بول رہی تھی صاف معلوم ہو رہا تھا کہ وہ

ایک دوسرے کے ساتھ کتنا مصروف ہیں

ارسم اور حیدر کو آتا دیکھ کر وہ دونوں فوراً ہی خاموش

ہو گئی اور سامنے کی جانب دیکھا جہاں بڑے صوفے پر

میران اور عارف صاحب بیٹھے تھے اور ان کے ساتھ ہی

حیدر بیٹھا تھا جبکہ ارسم وہیں پر کھڑا تھا وہ بیٹھا

نہیں تھا عمایہ نے ارسم کو دیکھا تو اسے تھوڑا عجیب لگا

اس نے دل ہی دل میں سوچا کہ ارسم بیٹھ کیوں نہیں رہا

اور ابراہیم صاحب کی بات ختم ہونے کا انتظار کیوں کر رہا

ہے

اب اگر اجازت ہو تو ہم چلیں۔۔۔۔؟؟ ابراہیم صاحب کی بات

ختم ہوتے ہی ارسم نے ابراہیم صاحب کو مخاطب کیا تو

سب نے نظر اٹھا کر ارسم کی جانب دیکھا جو ان کے

سامنے یوں ہی کمر پر ہاتھ باندھے کھڑا تھا

ہاں کیوں نہیں بیٹا بہت دیر ہو چکی ہے اب ہمیں چلنا

چاہیے ابراہیم صاحب بولتے ہوئے فوراً اٹھ کھڑے ہوئے

عمایہ صرف ارسم کی طرف ہی دیکھ رہی تھی اس کا دل

چاہ رہا تھا کہ ارسم ایک بار اس کی جانب دیکھے اسے

ارسم کے چہرے کے تاثرات کچھ ٹھیک نہیں لگ رہے تھے

کافی دن ہو چکے تھے ان کی بات بھی نہیں ہوئی تھی اور

وہ ارسم سے ناراض بھی تھی کیونکہ صبح ناشتے پر بھی

ارسم نے اس کی جانب نہیں دیکھا تھا مگر ہال میں ان

کی ایک بار نظر ملی تھی مگر عمایہ پھر بھی ناراض تھی

کہیں دل میں اندر ہی اندر وہ چاہ رہی تھی کہ ارسم اسے

منائے مگر ابھی تک ارسم کی جانب سے کوئی ردعمل

پیش نہیں ہوا تھا

ابراہیم صاحب اور ارسم سب سے ملتے ہوئے وہاں سے باہر

نکلے جبکہ ارسم کے جانے سے پہلے ہی عمایہ وہاں سے اٹھ

کر اپنے کمرے میں جا چکی تھی اسے عجیب سا محسوس

ہو رہا تھا پتہ نہیں کیوں مگر اس کا دل عجیب سا ہو رہا تھا

اپنے کمرے کی بالکنی میں جاتے ہوئے عمایہ نے اوپر سے

گاڑی کے جانب بڑھتے ہوئے ارسم کو دیکھا ابراہیم صاحب

فرینڈ ڈور کھولتے ہوئے گاڑی میں بیٹھ چکے تھے جبکہ

ارسم ان کے پیچھے تھا

ارسم نے گاڑی کا دروازہ کھولا اور گاڑی میں بیٹھنے ہی لگا

مگر ایک غیر ارادی نظر اٹھا کر اس نے اوپر کی جانب

دیکھا جہاں عمایہ کھڑی تھی اور اسی کی جانب دیکھ

رہی تھی فی الحال تو بالکنی میں اندھیرا تھا مگر ارسم

یقین سے کہہ سکتا تھا کہ عمایہ اسے ہی دیکھ رہی ہے

اس کی سنہری چمکتی آنکھیں اس بات کا ثبوت تھی کہ

اس کی نگاہیں منتظر ہیں

ارسم کو اس وقت عمایہ پر ٹوٹ کے پیار آیا اس کا دل چاہا

کہ وہ ہر پابندیوں کے بندھن کو توڑ کر عمایہ تک جا

پہنچے اور اسے اپنے گلے لگا لے اسے اپنے سینے میں کہیں

چھپا لے مگر وہ ابھی مجبور تھا عمایہ اس کی محرم
نہیں تھی

مگر ارسم نے بھی اب پختہ ارادے کیے تھے کہ وہ اب

عمایہ سے محرم بننے کے بعد ہی ملے گا ارسم نے گہرا

سانس لیتے ہوئے ایک خوبصورت مسکراہٹ عمایہ کی

طرف اچھالی

ارسم کی نیلی چمکتی آنکھیں اور اس کی دلکش

مسکراہٹ دیکھتے ہوئے عمایہ نے ہڑبڑا کر ہوش کی دنیا

میں قدم رکھا اور فوراً وہاں سے پیچھے ہٹی وہ تو ارسم

کو دیکھتے ہوئے یہ بھول ہی گئی تھی کہ ارسم بھی اسے وہاں سے دیکھ سکتا ہے

عمایہ کو پیچھے ہٹتا دیکھ کر ارسم نے دوبارہ ایک گہرا سانس لیا اور گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے گاڑی میں بیٹھا اور گاڑی کو اپنے گھر کی جانب بڑھایا

ارسم کے جانے کے بعد عمایہ اپنے کمرے میں آئی اور اپنے گلے میں جھولتے دوپٹے کو اتار کر پھینکا اور واش روم میں جا کے بیسن کے آگے کھڑی ہو کر اپنے منہ پہ پانی کے پانچ چھ چھینٹیں ماری

اور پھر اپنا پانی سے تر چہرہ شیشے میں دیکھا اس کا چہرہ سرخ پر رہا تھا اور اسے رونا بھی آرہا تھا وہ نادان اور معصوم لڑکی جانے ان جانے میں ارسم سے محبت کر

بیٹھی تھی جس کے بارے میں اسے بھی معلوم نہیں تھا اور اب ارسم کا نظرانداز کرنا اسے بری طرح تکلیف دے رہا تھا

کیا سمجھتے ہیں خود کو مجھے اس طرح اگنور کریں گے پہلے تو کبھی اگنور نہیں کیا تھا پھر اب اس طرح کیوں کرتے ہیں عمایہ کسی بچے کی طرح اپنے عکس کو شیشے میں دیکھ کر بول رہی تھی گویا وہ ارسم کی شکایت کر رہی تھی

میں بھی کسی صورت بات نہیں کروں گی اگر وہ مجھے نظرانداز کر سکتے ہیں تو میں بھی کر سکتی ہوں عمایہ خود کو مضبوط ثابت کرتے ہوئے بولی اور ٹاول سے اچھی طرح اپنے ہاتھ اور منہ صاف کیا اور واپس کمرے میں آئی اس کی کٹی ایشال کے پاس تھی کیونکہ ایشال کا کہنا تھا

کہ عمایہ بس اپنی نیند پوری کرے اس کی طبیعت ٹھیک نہیں کٹی کو وہ اپنے پاس رکھ لے گی عمایہ بھی آرام سے مان گئی کیونکہ کٹی کے ہونے کی وجہ سے اسے بار بار جاگنا پڑتا تھا جبکہ اسے آج خود بہت زیادہ تھکن محسوس ہو رہی تھی

عمایہ نے سوچا کہ اسے عشاء کی نماز ادا کر لینی چاہیے کیونکہ آگے بہت وقت گزر چکا ہے اور رات کا پہلا پہر گزرنے کے بعد تہجد کی نماز کا وقت ہو جائے گا اس لیے اس نے وضو کیا اور نماز ادا کرنے لگی دوسری جانب ارسم بھی اپنے گھر پہنچ چکا تھا

ابراہیم صاحب تو فوراً ہی کمرے میں جا چکے تھے کیونکہ پچھلے تین دن سے وہ بھی کم ہی نیند لے رہے تھے اس لیے انہیں اب تھکن محسوس ہو رہی تھی جبکہ ارسم سیدھا

اپنے کمرے میں آیا تھا

ارسم نے سب سے پہلے اپنے کپڑے چینج کیے اور خود کو

تھوڑا ریلیکس محسوس کرتے ہوئے بیڈ پر جا بیٹھا اور اپنا

فون نکال کر عمایہ کے نمبر پر کال ملائی اسے پتہ چل چکا

تھا کہ عمایہ اس سے ناراض ہے یہ بھی معلوم تھا کہ

عمایہ اس وقت کافی سیڈ فیل کر رہی ہو گی اور ارسم یہ

بھی جانتا تھا کہ عمایہ کے جذبات اب اسے لے کر بدل

چکے ہیں اس لیے نظر انداز کرنا اس سے برداشت نہیں ہو رہا

پانچ سے چھ کالز کرنے پر بھی جب عمایہ نے فون نہیں

اٹھایا تو ارسم کا اشتعال بڑھنے لگا اسے غصہ آ رہا تھا

عمایہ کے فون نہ اٹھانے پر کم سے کم وہ فون تو اٹھا

سکتی تھی مگر وہ تو فون اٹھا ہی نہیں رہی تھی

ارسم نے خود کے اشتعال پر قابو پاتے ہوئے عمایہ کو دوبارہ

کال ملائی اب کی بار بیل جا رہی تھی مگر دوسری بیل پر

ہی فون اٹھا لیا گیا تھا

السلام علیکم.....!!!عمایہ کی باریک نسوانی آواز ارسم کی

سماعتوں سے ٹکرائی تو اسے اپنے عصاب کچھ ڈھیلے پڑتے

ہوئے محسوس ہوئے

وعلیکم السلام کہاں پر تھی۔۔۔۔؟؟ مایا کو جوابی کاروائی

میں اس کی توقع کے مطابق سننے کو ملا وہ ارسم سے

یہی توقع کر رہی تھی کہ وہ لازمی پوچھے گا کہ وہ اتنی

دیر سے کہاں تھی

میں نماز ادا کر رہی تھی مصروف تھی۔۔۔۔۔!!!عمایہ نے بے

پرواہ انداز میں بول کر بات کو ٹالنا چاہا دوسری جانب

اس کے اس انداز میں بولنے پر ارسم کے ہونٹ ہلکا سا مسکرائے

کوئی ناراض ناراض لگ رہا ہے۔۔۔۔!!!!ارسم بیڈ کراؤن سے

ٹیک لگاتے ہوئے مسکرا کر بولا عمایہ کو یوں محسوس ہوا

جیسے وہ اسے چھیڑ رہا ہے

میں کسی سے ناراض نہیں ہوتی۔۔۔!!!عمایہ نے ناک چڑھا

کر جواب دیا وہ یہ ثابت کرنا چاہتی تھی کہ وہ ارسم سے

ناراض نہیں ہے مگر وہ ناراض تھی

میں نے کب پوچھا کہ تم کسی سے ناراض ہوتی ہو یا

نہیں۔۔۔؟؟؟ارسم نے فوراًاس کی بات پکڑی جس پر عمایہ

نے اپنے ماتھے پر ہاتھ مارا وہ خود ہی ارسم کو بتا گئی

تھی کہ وہ ناراض ہے اس کا انداز ہی ایسا تھا

آپ مت پوچھیں لیکن میں نے بتا دیا ہے مایا نے بات کو

رفع دفع کرنے کی کوشش کی

مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ کوئی مجھ سے شدید

ناراض ہے!!!!ارسم شائد عمایہ کے منہ سے سننا چاہتا تھا

کہ وہ اس سے ناراض ہیں

آپ کو کوئی ضروری بات کرنی تھی....؟؟؟عمایہ بھی سیدھی طرح جواب نہیں دینے والی تھی ارسم نے اسے اگنور کیا تھا اور اب عمایہ اس کی بات کو اگنور کر رہی تھی

مانا کہ میں نے تمہیں نظرانداز کیا تھا مگر اب اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ تم میری باتوں کو نظرانداز کرنے لگ جاؤ ارسم کو فوراً ہی محسوس ہو چکا تھا کہ وہ بھی اسے نظرانداز کرنے کی کوشش کر رہی ہے مگر وہ ایسا کر نہیں سکی تھی کیونکہ مقابل ارسم ابراہیم تھا اور عمایہ اس کے سامنے بالکل معصوم اور چھوٹی سی بچی کی طرح تھی جس کی سوچ تک وہ پڑھ سکتا تھا

یہ بات نظرانداز کرنے سے پہلے سوچنی چاہیے تھی اپ کو

نہ کہ اب۔۔۔۔؛؛؛؛؛عمایہ بھی بھرپور ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے بولی آخر کار وہ اپنے منہ سے وہ بات بول ہی گئی تھی جو ارسم سننا چاہتا تھا عمایہ کے اس طرح ناراض ہونے پر ارسم گہرا مسکرایا وہ واقعی میں اس سے ناراض تھی اور اس کی ناراضگی کتنی خوبصورت تھی وہ اس کی شکایت اسی سے کر رہی تھی

میں تو سوچ رہا تھا کہ تم میرے نظرانداز کرنے کو نوٹ ہی نہیں کرو گی مگر تم نے بہت جلدی میری سوچ پر پانی پھیر دیا.....ارسم دل کشی سے مسکراتے ہوئے بولا تو عمایہ نے برا سا منہ بنایا یعنی وہ ابھی بھی اسے منانے کی کوشش نہیں کر رہا تھا بلکہ اپنی ہی بولے جا رہا تھا

مجھے نیند آ رہی ہے اور مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی اس لیے آپ مجھے دوبارہ کال مت کیجئے گا خدا حافظ

اگر تم نے کال کاٹی تو اگلے دس منٹ میں تمہیں میں

تمہارے کمرے میں ملوں گا ارسم کی دھمکی پر عمایہ کال

کاٹتی کاٹتی رہ گئی

آپ کے ساتھ مسئلہ کیا ہے مسٹر۔۔۔؟؟؟عمایہ ایک ایک لفظ

جبا چبا کر بولی کیونکہ اسے غصہ آنے لگا تھا

بہت بار بتا چکا ہوں مجھے صرف ایک ہی مسئلہ ہے

محبت "کارسم نے ہمیشہ کی طرح ایک جیسا ہی جواب"

دیا جس پر عمایہ مزید جل گئی

آپ نے تو صرف ہمارا ایک بار نظرانداز کرنا دیکھا اور ہم

سے پوچھیں ہم نے آپ کو ہر بار نظرانداز کرتے دیکھا اب

بتاؤ کہ ہمارے دل کے درد کا کیا۔۔؟؟؟اس کا مداوا کون

کرے گا۔۔۔؟؟؟

ارسم کے لہجے میں بے حد نرمی تھی اور وہ عمایہ کے

سامنے اپنے دل کا حال رکھ رہا تھا

عمایہ نے ایک دم سے سوچا کہ ہمیشہ وہ ارسم کو ایسے

ہی اگنور کرتا کرتی آرہی تھی یعنی ارسم جو بول رہا تھا

وہ ٹھیک تھا اسے بھی برا لگتا ہوگا مگر اس نے کبھی

عمایہ کو بولا نہیں تھا

یہ میرا مسئلہ نہیں ہے اور نہ ہی مجھے کوئی فرق پڑتا ہے

آپ کے نظرانداز کرنے سے عمایہ فوراً ہی مکر گئی

عمایہ کہ اس طرح جلدی جلدی بولنے پر ارسم کا ایک دم

سے قہقہہ جھوٹا

اس کا چھت پھاڑ قہقہہ فون کے سپیکر میں گونجا تو

عمایہ کا دل کیا کہ فورا فون کاٹ دے

تمہارے لیے ایک سرپرائز ہے اور وہ یہ ہے کہ تم جلد ہی

ارسم ابراہیم کے نکاح میں آجاؤں گی اس کے بعد میں تم

سے اپنے نظر انداز کرنے کا مداوا بھی کر لوں گا تمہیں منا

بھی لوں گا اور اپنی غلطی تسلیم بھی کر لوں گا

اور وہ دن دور نہیں ہے جس دن تم ارسم ابراہیم کے

ملکیت بن جاؤ گی اس کے نام سے اس کی پہچان سے

پہچانی جاؤ گی اور یہ میرا تم سے وعدہ ہے کہ اگلے کچھ

دنوں میں میں تمہیں مسز ارسم ابراہیم بنا کر ہی دم لوں گا

ارسم کا لہجہ اٹل تھا عمایہ کو لگا جیسے وہ جو بھی بول

رہا ہے وہ فوراً کر دکھائے گا جب کہ عمایہ کو تھوڑی

پریشانی ہوئی

آپ نے بولا تھا جب تک میری پڑھائی مکمل نہیں ہو جاتی

تب تک شادی نہیں ہو گی عمایہ جلدی سے بولی کیونکہ

ارسم نے پہلے ہی بولا تھا کہ ان دونوں کی شادی تب تک

نہیں ہو گی جب تک عمایہ ڈاکٹر نہیں بن جاتی مگر اب

اچانک وہ نکاح کا بول رہا تھا

میں نے شادی کا کب بولا میں نے تو صرف نکاح کا بولا ہے

کیونکہ میں تمہیں جلد ہی اپنی زندگی میں شامل کرنا

چاہتا ہوں تمہیں اپنی محرم بنانا چاہتا ہوں ہماری شادی

تب ہی ہوگی جب تمہاری پڑھائی مکمل ہو جائے گی مگر

ہمارا نکاح کچھ دنوں کے اندر اندر ہو کر رہے گا ہر حال

میں ارسم نے ایک طرف سے عمایہ کے پریشانی کم کی

تھی اور دوسری جانب سے بڑھا دی

ابھی تو اس کا محرم نہیں تھا تو وہ اتنا پوزیسیو تھا

عمایہ کی طرف کسی کی بھی اٹھتی ہوئی نظر وہ برداشت

نہیں کرتا تھا اور محرم بننے کے بعد تو اس کے زندگی پر

اس کی ایک ایک سانس پر اس کا اختیار ہونا تھا پھر تو

اس نے عمایہ کو اپنا پابند کر لینا تھا اور عمایہ نے ہو بھی

جانا تھا

عمایہ کو اس کی بے خودی پر خوف آرہا تھا وہ اتنی جلدی کچھ نہیں کرنا چاہتی تھی لیکن ارسم کی باتیں اس چیز کا منہ بولتا ثبوت تھی کہ وہ جو بول رہا ہے وہ کر کے دکھائے گا

اب جب ہماری دوبارہ بات ہوگی تب ہم غیر محرم نہیں بلکہ میاں بیوی کے فرائض پر قائم ہو چکے ہوں گے میں دوبارہ اپنی منکوحہ سے ملوں گا کل میں تین دن کے لیے لندن جا رہا ہوں اور تین دن بعد تم عمایہ عزمیل سے ارسم عمایہ عزمیل بن چکی ہوگی یہ بولتے ہوئے ارسم کا دل اور روح کتنی سرشار تھی عمایہ صاف میں محسوس کر سکتی تھی جبکہ اس کی باتوں سے گھبراتے ہوئے عمایہ نے فوراً فون کاٹ دیا تھا

یا اللہ یہ کیسی باتیں کر رہے ہیں عمایہ بیڈ پر بیٹھتے ہوئے بولی

اور اگر واقعی میں تین دن بعد انہوں نے مجھ سے نکاح کر

لیا تو۔۔۔؟؟؟عمایہ بی بی تم تو پھر گئی عمایہ دل ہی دل

میں سوچ کر کافی گھبرائی کیونکہ وہ اتنا تو جانتی تھی

کہ ارسم نے خود پر صبر کا باندھ باندھا ہوا ہے جس کی

وجہ سے وہ عمایہ کے قریب نہیں آتا اور نکاح ہونے کے بعد

تو وہ بے تکلفی سے نہ صرف اس کے قریب آئے گا بلکہ اس

پر اپنا پورا پورا حق جتائے گا

جو ہو گی دیکھی جائے گی اس میں ڈرنے والی کیا بات ہے

آج نہیں تو کل انہوں نے ہی میرے ہسبینڈ بننا ہے نکاح ہو

جانے سے کیا ہو گا شادی تو پڑھائی کے بعد ہی ہو گی نا ریلیکس۔۔۔

کچھ دیر سوچنے کے بعد عمایہ نے خود کو خود ہی

ریلیکس کیا جہاں تک اس کا اندازہ تھا یہ بات اتنی بری

نہیں تھی آج نہیں تو کل اسے ارسم کی ہی بیوی بننا تھا
زیادہ مسئلہ اس کی پڑھائی کا تھا اور اس کی شرط کا
تھا جو ارسم پورے دل سے مان رہا تھا پھر اسے اتنی
ٹینشن لینے کی کیا ضرورت تھی عمایہ نے خود کو ریلیکس
کیا اور اگلے دس منٹ میں وہ گہری نیند میں اتر چکی تھی

—

عفاف اپنا بھاری جوڑا سنبھالتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف
بڑھی مگر سیڑھیوں کے پاس جاتے ہی وہ رک گئی ایک تو
اس نے ہیل پہنی ہوئی تھی دوسرا اس نے دونوں ہاتھوں
میں اپنا بھاری جوڑا آگے سے اٹھایا ہوا تھا اسے اس وقت
سیڑھیاں چڑھنا سب سے مشکل کام لگ رہا تھا ابھی وہ

اسی کشمکش میں تھی کہ وہ اوپر کیسے جائے جب ایک

دم سے کسی نے اسے اپنی باہوں میں اٹھالیا عفاف نے

ہڑ برا کر عارب کی جانب دیکھا جو اسے اپنے بازوں میں

اٹھا کر سیڑھیوں کے جانب قدم بڑھا چکا تھا

آپ یہ کیا کر رہے ہیں کوئی دیکھ لے گا تو کیا سوچے گا

عفاف شرم سے سرخ کرتے ہوئے اپنے چہرہ جھکا کر بولی

کیا سوچے گا کوئی یہی کہ عارب میاں اپنی نازک سی

بیوی کو اپنی باہوں میں اٹھا کر کمرے تک لے جا رہے ہیں

تاکہ ان کی بیوی کے نازک پیروں پر زیادہ بوجھ نہ پڑے

عارب ایک آنکھ ونگ کرتے ہوئے بولا تو عفاف کا چہرہ

شرم کے مارے مزید جھک گیا

عارب کمرے میں داخل ہوا اور عفاف کو نرمی سے بیڈ پر

بٹھایا جبکہ عفاف فوراً اٹھ کر چینج کرنے کے لیے جانے

لگی مگر اگلے ہی لمحے عارب نے اس کی کلائی پکڑ کے
اسے اپنی طرف کھینچا جس سے وہ سیدھا اس کے چورے
سینے سے آ لگی
چھوڑیں مجھے چینج کرنا ہے یہ کیا کر رہے ہیں آپ عفاف
بھرپور مزاحمت کرتے ہوئے بولی جبکہ وہ عارب کے
مضبوط شکنجے میں آ چکی تھی
ہم کس لیے ہیں بیگم ہمیں بھی اپنی خدمت کرنے کا موقع
دیں عارب نے بے باکی سے بولتے ہوئے نرمی سے عفاف کے
ہونٹوں کو چھوا تو عفاف مزید سرخ پڑ گئی
نہیں میں خود چینج کر لوں گی مجھے چھوڑیں ہیں پلیز
عفاف نے دوبارہ مزاحمت کی مگر کہاں وہ اس کی
شکنجے سے آزاد ہونے والی تھی
ناممکن۔۔۔!!! عارب نے بولتے ہوئے اس کا دوپٹہ کھولنا

شروع کیا اور آہستہ آہستہ ساری پنوں کو کھولتے ہوئے

اس کا دوپٹہ اتار کر بیڈ پر رکھا جبکہ خود کا وجود

دوپٹے سے بے نیاز ہوتا دیکھ کر عفاف کی سانسیں تیز

ہونے لگی

عارب نے نرمی سے عفاف کی جیولری اتاری اور اس کے بال

جو کسی ہیئر سٹائل کی شکل میں قید تھے انہیں کھول

کر اس کی پشت پر کھلا بکھیر دیا

میں اب چینج ۔۔۔۔۔ عفاف ابھی اپنی بات مکمل کرتی عارب

نے فوراً اس کی بات کاٹی

ہششش تم بہت خوبصورت ہو میری سوچ سے زیادہ صرف

میرے بارے میں سوچو سب کچھ بھول جاؤ۔۔۔ عارب اس

کے چہرے کے ایک ایک نقوش کو اپنے بے تاب ہونٹوں سے

چھوتے ہوئے بولا جبکہ عفاف ہزار مزاحمت کے باوجود

بھی اس کے شکنجے سے نکل نہیں سکی تھی آخر ہار
مانتے ہوئے عفاف نے اپنا سر عارب کے سینے سے ٹکا دیا
جس پر عارب نے دل کشی سے مسکراتے ہوئے اپنی متاعِ
جان کو انمول ہیرے کی طرح اپنی ذات میں سمیٹ لیا

دور کھڑی قسمت ان دونوں کو دیکھ کر سرشار ہوئی
کیونکہ عفاف کو مکمل کرنے کے لیے عارب فضل کافی تھا
اور عارب فضل کو مکمل کرنے کے لیے عفاف عارب کافی
تھی ان دونوں کا ہی وجود ایک دوسرے سے مکمل ہو چکا
تھا اور قسمت ان کے لیے آگے بہت ڈھیر ساری خوشیاں لے
کر کھڑی ان کا انتظار کر رہی تھی

بابا جان میں بالکل ٹھیک ہوں آپ بھائی کو بولیں نا میں

ہاسپٹل جا کر کیا کروں گی جب سے عمایہ سے حیدر نے
بولا تھا کہ وہ اس کے ساتھ ہاسپٹل چلے حیدر کو اس کا
کچھ چیک اپ کرنا ہے تب سے عمایہ نے عجیب شور مچایا
ہوا تھا وہ ساتھ جانے کو تیار ہی نہیں تھی

شہزادی کچھ نہیں ہو گا تین دن سے تمہارے سر میں درد
ہے نا میں صرف تمہارا چیک اپ کروں گا اور وہ ہاسپٹل
میں ہی ہو سکتا ہے تمہیں کیا اپنے بھائی پر یقین نہیں
حیدر اسے بے حد نرمی سے سمجھانے لگا کہ شاید وہ اس
کی بات سمجھ جائے اور زیادہ ہنگامہ نہ کرے

ہاں بیٹا چلی جاؤ بھائی کی بات مان لو کچھ نہیں ہو گا
جاؤ شاباش عارف صاحب نرمی سے عمایہ کے سر پر ہاتھ
پھیرتے ہوئے بولے

بابا آپ تو اس کے سر پر اس طرح ہاتھ پھیر رہے ہیں

جیسے بکرے کو ذبح کرنے سے پہلے پھیرا جاتا ہے حمزہ نے

بیچ میں فضول کا شوشہ چھوڑا جس پر عارف صاحب

کے ساتھ ساتھ فضل صاحب نے بھی اسے گھور کر دیکھا

جبکہ عفاف اور باقی سب نے اپنی اپنی مسکراہٹ دبائی

تم زیادہ بکواس مت کیا کرو حیدر نے اسے آنکھیں دکھائی

بیٹا تم کیوں جا رہے ہو ابھی تمہاری شادی کا دوسرا دن ہے

اور تم ہاسپٹل جا رہے ہو تم مت جاؤ حیدر جا رہا ہے نا

وہی کافی ہے تم عفاف کے لیے ہنی مون بک کرواؤ او

دونوں کسی اچھی جگہ پر گھوم پھر کر آؤ

عارب نے جب بتایا کہ وہ بھی ہاسپٹل ساتھ چل رہا ہے تو

اس کی بات کو سنتے ہوئے تائی جان نے اسے ٹوکا اب وہ

شادی کے دوسرے دن بھی کام کرنے جائے گا

میں ایک ڈاکٹر ہوں اور میرا کام کا وقت مقرر نہیں ہوتا

میرے پیشنٹس کو میری ضرورت ہے میں صرف کچھ ہی وقت میں واپس آجاؤں گا تب تک عفاف گھر دیکھ لے گی اور اس کا دل بھی لگ جائے گا عارب نے مسکراتے ہوئے جواب دیا

اگر آپ کی بہو کو اعتراض ہے تو میں نہیں جاتا عارب نے بولتے ہوئے سوالیہ نظروں سے عفاف کی جانب دیکھا جب کہ عفاف نے نہ سمجھی سے نظریں اٹھا کر عارب کی جانب دیکھا شاید اسے عارب کی بات سمجھ نہیں آئی تھی

جی بیگم تو بولیں اگر آپ اجازت دیتی ہیں تو ہم چلے جاتے ہیں اور اگر آپ نہیں جانے دینا چاہتی تو کوئی مسئلہ نہیں ہم رک جاتے ہیں عارب اپنا مکمل رخ عفاف کی جانب کرتے ہوئے بولا جبکہ سب کے سامنے عارب کا یوں بے باکی سے بات کرنا عفاف کو شرمندگی میں مبتلا

کر گیا

عفاف کے سر جھکا دینے پر سب نے اپنی مسکراہٹ دبائی

اور تائی جان نے ایک ہلکی سی چپیت عارب کے سر پر

رسید کی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ وہ جان بوجھ کر تنگ

کر رہا ہے

کچھ شرم کچھ حیا ہے کہ نہیں پاس ماں باپ بیٹھے ہیں

جوان بہن بھائی بیٹھے ہیں تائی جان نے اسے گھورا جس

پر عارب نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے عفاف سے

اپنی نظریں ہٹائیں

کوئی بات نہیں میں کسی اور لڑکی سے فلرٹ تھوڑی کر رہا

ہوں اپنی بیوی سے اجازت مانگ رہا ہوں اس میں برا کیا

ہے عارب ابھی بھی باز نہیں آرہا تھا جب کہ گھر کے بڑے

سب کے سب ہی عارب کو گھور رہے تھے

اوکے ٹھیک ہے آپ کو پتہ ہے کہ ہماری شہزادی کا چیک اپ ہے اور میں خود اپنی شہزادی کے پاس رہنا چاہتا ہوں اس لیے میرا جانا بہت ضروری ہے ہم کچھ ہی دیر میں واپس آجائیں گے فکر مت کریں عارب اب سنجیدہ ہو کر بولا

اور تم ریلیکس رہو شہزادی انجیکشن تو تمہیں نہیں لگنے والا باقی رہی ٹیسٹ کی بات تو وہ یوں چٹکیوں میں کر کے دکھاؤں گا تمہیں اتنا سا بھی درد نہیں ہو گا عارب اپنی شہادت کی انگلی اور انگوٹھے کے درمیان تھوڑا فاصلہ بناتے ہوئے فرق بیان کرنے لگا

بھائی میں کوئی چھوٹی بچی ہوں کیا جسے ان سب چیزوں سے ڈر لگے گا عمایہ نے منہ بنایا

تم جتنی مرضی بری ہو جاؤ ہمیشہ ہمارے لیے ہماری چھوٹی سی شہزادی ہی رہو گی جسے ہم ہمیشہ اپنے سر

کا تاج بنا کر رکھیں گے عارب اپنی کرسی سے اٹھ کر عمایہ کی پیشانی پر لب رکھتے ہوئے بولا تو سب بے اختیار میں مسکرا دیے

چلیں اب بہت دیر ہو رہی ہے حیدر نے عارب کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا جس پر عارب نے ہاں میں سر ہلایا اور پھر وہ تینوں سب کو خدا حافظ کہتے ہاسپٹل کی جانب بڑھے

—

کچھ دیر پہلے ہی انہیں انفارم ملا تھا کہ ڈاکٹرز کی ایک بہت بڑی ڈریم ان کے ہاسپٹل پہنچ چکی ہے جبکہ ارسم بھی صبح پانچ بجے کے فلائٹس سے لندن جا چکا تھا اسے

کمپنی کی طرف سے بہت ضروری میٹنگز اٹینڈ کرنی تھی
اور جلد ہی جلد اپنا کام ختم کر کے واپس آنا تھا جبکہ
عمایہ کو وہ رات میں ہی بتا چکا تھا کہ وہ تین دن کے
لیے ملک سے باہر جا رہا ہے
کچھ دیر بعد عمایہ عارب اور حیدر کے ساتھ ہاسپٹل میں
موجود تھی عمایہ ان ڈاکٹرز کی ٹیم سے ملی جن میں
لیڈیز ڈاکٹرز بھی موجود تھیں اور میل ڈاکٹرز بھی
موجود تھے مگر سب کا اخلاق اور عمایہ کو کسی بچے کی
طرح ٹریڈ کرنا عمایہ کو کافی اچھا لگ رہا تھا
مگر وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ اس سب کے پیچھے بھی
ارسم ابراہیم ہے اس نے کسی کو اجازت نہیں تھی کہ وہ
عمایہ سے اونچی آواز میں بات کر جاتا سب کو عمایہ کا
احترام کرنے کے لیے بولا گیا تھا اور سب وہی کر رہے تھے

ڈاکٹرز کے اتنے اخلاق اور پیار کے درمیان عمایہ کا ڈی این اے لے لیا گیا تھا اور اب 72 گھنٹوں کے اندر اندر رپورٹس آنی تھی

افففو وبھائی کہاں رہ گئے میں یہاں کافی بور ہو رہی ہوں کیا کروں عمایہ حیدر کے آفس میں چاروں طرف نظریں دہراتی ہوئی بولا کیونکہ پچھلے دو گھنٹوں سے وہ یوں ہی بیٹھی بور ہو رہی تھی اس کا ڈی این نے تو دس منٹ کے اندر اندر لے لیا گیا تھا مگر اس کے بعد حیدر اور عارب اور وہ ڈاکٹرز کی ٹیم سب غائب تھے شاید وہ کوئی ڈسکشن کر رہے تھے مگر ابھی تک واپس نہیں آئے تھے

دیکھیں ہم سمجھ سکتے ہیں کہ آپ کیا بول رہے ہیں مگر ہمارے تجربے کے مطابق ہم حقیقت بیان کر رہے ہیں جو

حالات اور جو رپورٹس دیکھنے کو مل رہی ہیں اس کے
حساب سے وہ ٹھیک نہیں ہے امریکہ سے آیا سپیشلسٹ
ڈاکٹر سامنے کھڑے حیدر اور عارب کو سمجھاتے ہوئے بولا
جو تب سے ایک ہی بات دہرا رہے تھے کہ عمایہ کو کوئی
بیماری نہیں ہے وہ بالکل ٹھیک ہے جبکہ وہ ڈاکٹر انہیں
بار بار سمجھا چکا تھا کہ اس کے تجربے کے مطابق اسے
کوکوئی سنگین بیماری ہے اور وہ بیماری اب کافی گہرا
اثر چھوڑ چکی ہے
لیکن ڈاکٹر آپ رپورٹس کے آنے کا انتظار تو کر سکتے ہیں
نا مجھے ایسے کسی بات پر یقین نہیں کرنا جب تک میری
بہن کی رپورٹس میرے سامنے نہیں آجاتی عارب اٹل
لہجے میں بولا ان دونوں کو ہی رپورٹس پر یقین تھا وہ
دونوں ہی رپورٹس آنے کا انتظار کر رہے تھے اس طرح وہ

ڈاکٹر کی بات سننے کو بھی تیار نہیں تھے

دیکھیں سر آپ سمجھنے کی کوشش کریں دو گھنٹوں کے

اندر اندر یہ جو رپورٹ آپ کے سامنے آئی ہے اس میں

صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ انہیں کوئی سنگین بیماری ہے

ورنہ ان کے ڈی این اے میں یہ جراثیم کیوں پائے جاتے...؟؟

آپ خود ایک ڈاکٹر ہیں بھائی نہیں ڈاکٹر بن کر سوچیں

اور اپنی بہن کو بہن مت سمجھے ایک پیشنٹ سمجھ لیں

آپ کو اس طرح ہماری بات سمجھ نہیں آئے گی دوسری

ڈاکٹر سنجیدگی سے بولی کیونکہ وہ کب سے یہ بحث سن

رہی تھی

حیدر نے ایک گہرا سانس لیتے ہوئے سامنے پڑی رپورٹ

اٹھائی اور اسے اپنے سامنے کیا اس طرح عارب بھی وہ

رپورٹ آسانی سے پڑھ سکتا تھا اس رپورٹ میں عمایہ کا

ڈی این اے نارمل نہیں تھا اس کے ڈی این اے میں
انفیکشن تھے اور ایسے انفیکشن جو کافی گہرا اثر چھوڑ
رہے تھے جو کچھ ہی دیر میں ہزاروں کی تعداد میں
بڑھتے جا رہے تھے

ٹھیک ہے ڈاکٹر اگر آپ کہتے ہیں تو ہم مان لیتے ہیں مگر
ساری رپورٹ آنے سے پہلے ہم کسی بھی سنگین بیماری
تک نہیں پہنچ سکیں گے کیونکہ ہمیں ابھی تک یہ نہیں
معلوم کہ یہ کون سی بیماری ہے اور یہ اس طرح کیوں
پھیل رہی ہے عارب سامنے کھڑے اسپیشلسٹ ڈاکٹر کی
جانب دیکھتے ہوئے بولا جس پر اس ڈاکٹر نے ہاں میں سر ہلایا
ہو سکتا ہے کہ عنقریب انہیں اپنے جسم میں یا اپنے دماغ
میں کوئی تکلیف محسوس ہو اس صورت میں آپ انہیں
کوئی بھی میڈیسن نہیں دے سکیں گے کیونکہ ابھی تک

ہمارے سامنے مین وجہ نہیں آئی اگر انہیں ایسے کوئی

بھی پرابلم بنتی ہے تو آپ انہیں فوراً ہاسپٹل ایڈمٹ کریں

ہم آپ سے توقع رکھتے ہیں کہ آپ سمجھداری سے کام لیں گے۔

اس طرح بچی کو زیادہ تکلیف میں جانے سے ہم روک

سکیں گے مگر آپ لوگوں کو محتاط رہنا پڑے گا ایک ایک

سیکنڈ کے لیے ایک فی میل ڈاکٹر آگے بڑھ کر عارب اور

حیدر کی جانب دیکھتے ہوئے بولی اس نے ان دونوں کو

تمام تفصیلات سے آگاہ کیا تھا جبکہ یہ باتیں تو وہ دونوں

بھی جانتے تھے مگر وہ دونوں سمجھنا نہیں چاہ رہے تھے

ان کا دماغ تو ابھی تک سن تھا یہ سن کر کہ عمایہ کو

کوئی بیماری ہے

ٹھیک ہے ہم خیال رکھیں گے حیدر نے مسکرانے کی کوشش

کی مگر وہ بیچارا تو مسکرا بھی نہیں سکا

اس رپورٹ کو وہیں ٹیبل پر رکھتے ہوئے حیدر نے عارب کو

گاڑی نکالنے کا بولا اور خود عمایہ کو لینے کے لیے اپنے

کیبن میں چلا گیا اسے اپنا ایک ایک قدم بھاری ہوتا ہوا

محسوس ہو رہا تھا

کہاں تھے آپ بھائی کب سے انتظار کر رہی ہوں میں یہاں

پر میں بہت زیادہ بور ہو چکی ہوں اب بس جلدی سے گھر

چلیں مجھے بھابھی کے ساتھ بہت زیادہ باتیں کرنی ہیں

اور ایشال بھی بہت بور ہو رہی ہو گی اور حمزہ اور ہادی

بھی مجھے بہت مس کر رہے ہوں گے اب بس چلیں جلدی سے۔۔۔۔

جیسے ہی حیدر دروازہ کھول کر اپنے آفس میں داخل ہوا

عمایہ جلدی سے اٹھی اور اس کا ہاتھ تھام کر جلدی جلدی

قدم اٹھاتے ہوئے تیز تیز بولتی گئی

شہزادی آرام سے چلو ہم گھر ہی جا رہے ہیں عمایہ کے تیز

تیز چلنے پر حیدر نے اسے ٹوکا

اوکے بھائی ایم سوری عمایہ نے مسکراتے ہوئے فوراً اپنے

کان پکڑے جس پر حیدر نے مسکرا کر اس کے دونوں ہاتھ

اپنے ہاتھوں میں تھامے اور اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے

ہونٹوں سے چوما عمایہ حیران ہوئی اس کے حرکت پر

جبکہ حیدر اسے اپنے قریب کرتے ہوئے زور سے اسے اپنے

گلے لگا چکا تھا

بھائی کیا ہوا اپ ٹھیک ہیں عمایہ کو بہت عجیب لگا حیدر

کا اچانک یہ سب کرنا ہاں اس کے بھائی بہت اچھے تھے

وہ اس سے بہت پیار کرتے تھے مگر اب حیدر کے رویے

میں اسے تبدیلی نظر آئی

ہاں سب ٹھیک ہے شہزادی بس مجھے تم سے ایک وعدہ

چاہیے بولو تم کروں گی وعدہ حیدر اسے نرمی سے خود

سے جدا کرتے ہوئے بولا اور وعدہ لینے کے لیے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا پہلے تو عمایہ عجیب سی کشمکش کا شکار ہوئی پھر اس کے ہاتھ میں اپنا نرم نازک ہاتھ رکھ دیا اور وعدہ کیا کہ جو حیدر بولے گا وہ ویسا کرے گی

اگر تمہیں سر میں یا باڈی میں کہیں بھی پین ہوتی ہے یا چکر آتے ہیں تو تم نے فوراً سے پہلے مجھے بتانا ہے چاہے وہ دن ہو یا رات ہو یا کوئی بھی وقت ہو اگر میں تمہاری نظروں کے سامنے نہیں موجود ہوں گا تو تم فوراً مجھے فون کرو گی

خدانخواستہ اگر میرا فون بند جاتا ہے تو تم فوراً عارب کو فون کرو گی مگر تم ہم دونوں کو اپنی حالت سے آگاہ کرو گی وعدہ کرو اور تم یہ بھولوں گی نہیں۔ حیدر نے نظروں میں التجا لیے عمایہ سے وعدہ لیا تو عمایہ کو عجیب سا

محسوس ہوا وہ ایسی باتیں کیوں کر رہا تھا شاید وہ اس

کے معاملے میں زیادہ پریشان ہو چکا تھا اس لیے عمایہ نے

مسکرا کر ہاں میں سر ہلایا تو حیدر نے مسکراتے ہوئے

اسے اپنے ساتھ لگایا

میرا پیارا سا بچہ میرے شہزادی بہت اچھی ہے حیدر نے

دوبارہ اس کی پیشانی جومی اور اس کا ہاتھ تھامتے

ہوئے باہر کی جانب قدم بڑھائے عارب پہلے ہی گاڑی

سٹارٹ کر چکا تھا اور ان دونوں کے آنے کا انتظار کر رہا

تھا عمایہ اور حیدر کا بیٹھتے ہی عارب نے گاڑی گھر کی

جانب بڑھائی

سب گھر پہنچ چکے تھے اسمہ بیگم اور تھائی جان تو کچن میں شام کے کھانے کا انتظار کر رہی تھی جبکہ گھر کی ینگ پارٹی لاؤنج میں بیٹھی ہلا گلا کرنے میں مصروف تھی جبکہ حیدر اور عارب ان سب کے درمیان نہیں تھے اور فضل صاحب اور عارف صاحب باہر لان میں بیٹھے چائے پی رہے تھے

یار عزمی میں نے سنا ہے کہ بھائی کچھ دنوں کے لیے باہر گئے ہیں تو میں سوچ رہی ہوں کہ تم بھائی سے لندن کی یونیورسٹی کا فارم منگوالو عمایہ عفاف کے ساتھ باتوں میں مصروف تھی جب ایشال نے عمایہ کو مخاطب کیا

جی نہیں میں پڑھائی کے لیے باہر نہیں جاؤں گی میں یہی پاکستان رہ کر اپنے ماما بابا کے پاس ہی پڑھائی کروں گی اور تم نکمی تمہیں کون سنبھالے گا تمہاری پڑھائی بھی

ایسی ہے کہ تم نے اگلے سمسٹر کو پاس ہی نہیں کرنا میرا

تمہارے پاس ہونا بے حد ضروری ہے عمایہ الٹا اس کے بازو

پر ایک تھپڑ رسید کرتے ہوئے بولی وہ جانتی تھی کہ

ایشال ایسا کیوں بول رہی ہے

یار میں نے تو صرف اچھا مشورہ دیا چلو تم باہر جا کر

پڑھائی کرو گی تو تمہارا ہی فائدہ ہوگا نا ایشال منہ بناتے

ہوئے بولی

ہاں میں پڑھائی کے لیے باہر چلی جاؤں تاکہ بعد میں

تمہاری پڑھائی سے جان چھوٹ جائے اور تمہیں پڑھنا ہی

نہ پڑے نالائق عورت۔۔۔۔۔ عمایہ اس کی رگ رگ سے واقف

تھی اور وہ جانتی تھی کہ وہ اسے باہر جانے کا کیوں بول

رہی ہیں صرف اس لیے کہ عمایہ باہر پڑھائی کے لیے چلی

جائے اور ایشال کو پڑھنا نہ پڑے وہ تو آگے پڑھائی کے نام

سے بھاگتی تھی پڑھتے ہوئے اسے موت پڑتی تھی بلکہ
موت لفظ بھی بہت کم تھا

ارے نہیں میری جان میں تو تمہیں ایک سیکنڈ کے لیے
بھی خود سے نہ کروں مگر تم چلی گئی تو میں کیا کروں
گی ایک تم ہی تو ہو میری جان مائی ایوری تھنگ مائی لو
ایشال فوراً اس کے گلے لگتے ہوئے چٹاچٹ اس کے گلابی
گالوں کو چومتے ہوئے بولی۔

ارے پرے ہٹو کیا اوپر چڑھتی جا رہی ہو اتنا مکھن مت
لگاؤ مجھے سب سمجھتی ہوں میں اور تم نے ابھی تک
اپنے نوٹس نہیں بنائے پرسوں ہماری یونیورسٹی دوبارہ
کھل رہی ہے عزت سے سارے نوٹ تیار کر لو ورنہ میں
تمہارا حشر کر دوں گی عمایہ کو اچانک اس کے نوٹس یاد
آ گئے جو ایشال نے ابھی تک نہیں بنائے تھے اور چھٹیاں

ختم ہونے کو آگئی تھی

بھابھی آپ کیوں ہنس رہی ہیں آپ میری طرف داری کر دیں میں آپ کی دیورانی بھی ہوں یار ایشال نے فوراََ رخ بدلا اور اپنے پارٹی بدلتے ہوئے عفاف کے ساتھ جا بیٹھی کہ شاید اب وہ ہی اسے پڑھائی سے بچا لیں

عفاف جو ہنس کر ان کی طرف دیکھ رہی تھی ایشال کے قریب بیٹھنے پر اس کی جانب متوجہ ہوئی

دیکھو ایشال پڑھائی ہماری زندگی میں بہت اہم کردار ادا کرتی ہے اگر تم دل لگا کر اپنی پڑھائی مکمل کر لو گی تو کل کو تم کچھ بن جاؤ گی اور اگر تم اسی طرح نالائقوں کی طرح پڑھائی سے بھاگتی رہو گی تو تمہارا فیوچر کیا ہو گا سوچو عفاف نے اسے اپنی سوچ کے مطابق سمجھانا چاہا شاید وہ یہ نہیں چاہتی تھی کہ ایشال نکمی رہ جائے

ارے بھابھی میرا شوہر تو ڈاکٹر ہے اب میں ڈاکٹر بن کر کیا

کروں گی میں بیمار پڑوں گی تو وہ مجھے دوا دے دیں

گے لیکن اگر میں ڈاکٹر بن گئی تو یقین مانیں اسے میں

انہیں میں اتنی الٹی سیدھی دوائیں دوں گی کہ وہ مجھ

سے تنگ آجائیں گے اس لیے میں بول رہی ہوں کہ مجھے

ڈاکٹر مت بنائیں ورنہ میرا تو کچھ نہیں جاتا میرے ان کا

ہی نقصان ہو گا۔

یعنی آپ کے دیور کا ایشال اپنی ہی رو میں قینچی کی

طرح اپنی زبان چلاتے ہوئے بولے جارہی تھی اس بات سے

انجان کہ پیچھے سے آتا حیدر اس کی ایک ایک بات کو

سن چکا ہے

اب آپ خود سوچیں کہ اگر ہم دونوں ہی ڈاکٹر بن گئے تو

ہم دونوں ڈاکٹرز کی آپس میں کیسے بنے گی ایشال نے

عفاف کے سامنے اپنا مسئلہ رکھا تھے

قریب آتے ہوئے حیدر نے آنکھیں چھوٹی کر کے اس آفت کو

گھورا جس کی اس کی جانب پشت تھی یعنی اب وہ

اپنی پڑھائی کے ارے میں حیدر کو زبردستی بلی کا بکرا

بنا رہی تھی

عفاف نے غیر ارادی نظر اٹھا کر داخلی دروازے کی جانب

دیکھا جہاں سے عارب اندر داخل ہوتا اسی کی جانب

دیکھ رہا تھا عفاف کے دیکھنے پر حیدر نے ایک آنکھ دبائی

جس پر عفاف نے ہڑبڑا کر سب کی جانب دیکھا مگر شکر

تھا کہ کسی کی بھی توجہ ان دونوں کی جانب نہیں تھی

ورنہ کوئی عارب کو یوں سر عام فلرٹ کرتا دیکھ لیتا تو

عفاف کے لیے ڈوب مرنے کا مقام ہونا تھا

عارب نے بڑی مشکل سے اپنی ہنسی دبائی تھی ایک تو عفاف چھوٹی چھوٹی حرکتوں پر اچھا خاصا بوکھلا جاتی تھی

ارے بھائی آپ شکر ہے آپ آ گئے اپنی خالی دماغ بیوی کو کچھ سمجھائیں اور اسے بتائیں کہ اس کا ڈاکٹر بننا کتنا ضروری ہے وہ یوں پڑھائی سے مت بھاگے عمایہ حیدر کی جانب دیکھتے ہوئے بولی جب کہ عمایہ کو یوں بولتا دیکھ کر ایشال نے فوراً گردن گھما کر پیچھے کی جانب دیکھا جہاں حیدر اس کے بے حد نزدیک سے گزرتے ہوئے اسے گھور رہا تھا

اس کے گھورنے سے ہی ایشال سمجھ چکی تھی کہ وہ سب کچھ سن چکا ہے ایشال نے سختی سے آنکھیں بند کرتے ہوئے دل ہی دل میں خود کو کوسہ ایک تو اس کی

زبان اتنی چلتی تھی کہ وہ بغیر سوچے سمجھے کوئی
بھی فضول بکواس کر جاتی تھی اور اسے خود بھی پتہ
نہیں چلتا تھا

میں تو سمجھالوں گا شاید نکاح کے وقت ان محترمہ نے
نکاح پر لکھی گئی شرائط نہیں پڑھی اس لیے اس وقت
ان کی زبان قینچی کی طرح چل رہی ہے حیدر عمایہ کہ
ساتھ ہی صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولا

کون سی شرائط میں نے تو کسی شرط کو نہیں پڑھا
ایشال فٹ سے بولی اب کون سی شرائط نکل آئی تھی
جس کے بارے میں اسے معلوم نہیں تھا اور نکاح نامے پر
لکھی شرطیں تو اس نے واقعی میں نہیں پڑھی تھی

جی ہاں بھائی مجھے بھی کسی شرط کے بارے میں نہیں
پتا آپ کون سی شرائط کی بات کر رہے ہیں عمایہ نے بھی

نہ سمجھی سے حیدر کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا ان کی شکلوں سے معلوم ہو رہا تھا کہ انہیں نہیں معلوم کہ نکاح میں پر کون کون سی شرائط لکھی گئی تھی

میری پہلی شرط یہ تھی کہ ایشال کی پڑھائی ہر صورت مکمل ہو گی اور کسی بھی صورت اس کی پڑھائی راستے میں نہیں روکی جائے گی حیدر کی بات تھی یا پھر کوئی تیز تیر جو ایشال کے دل پر لگا تھا

اور میری آخری شرط یہ تھی کہ میں جب چاہوں جس وقت چاہوں رخصتی کروا سکتا ہوں مگر رخصتی کے بعد بھی ایشال کی پڑھائی وہیں سے جاری رہے گی جب تک وہ اپنی پڑھائی مکمل نہیں کر لیتی اس کی پڑھائی کو نہیں روکا جائے گا اس کی دوسری شرط بھی پڑھائی کے متعلق ہی تھی

جبکہ ایشال کی شکل رونے والی ہو چکی تھی یعنی آخری

مہرا بھی ہاتھ سے گیا اسے تو لگ رہا تھا کہ شادی ہو جانے

کے بعد پڑھائی سے اس کی جان چھوٹ جائے گی مگر

یہاں تو اس کا جلاد شوہر شادی کے بعد بھی اس سے

پڑھائی کروانے کے ارادے رکھتا تھا

او مائی گاڈ سیریسلی بھائی یہ تو آپ نے بہت اچھا کیا یو

آر دا بیسٹ بیسٹ اینڈ بیسٹ بھائی عمایہ خوشی سے

ناچتے ہوئے حیدر کے گلے لگ چکی تھی جبکہ ایشال کے

حالات یوں تھے جیسے وہ ابھی رو دے گی

عارب نے ایشال کے ساتھ بیٹھتے ہوئے اس کے گرد اپنے

بازوں کا حصار بنایا اور اس کا سر اپنے کندھے پر رکھا

جیسے وہ اسے اس کارنامے سے باز رکھنا چاہتا ہو اور یہ

کہنا چاہتا ہو کہ حوصلہ رکھو گڑیا اب تمہیں یہ کام

حوصلے سے ہی کرنے ہیں

جبکہ ایشال کو لگ رہا تھا کہ یہ کوئی پڑھائی نہیں بلکہ

آگ کا دریا ہے اور اس دریا میں اسے گہرے گوتے دلا دلا کر

اس کا شوہر مار ڈالے گا

جب کہ پڑھائی ایک واحد عذاب تھی جو ایشال سے ہوتی

نہیں تھی اور اب اس کا شوہر یعنی اس کا مجازی خدا

اسے اسی عذاب میں بری طرح پھنسا چکا تھا

حوصلہ رکھو میری بہن حوصلہ رونا نہیں بس باقی تمہیں

نوٹس بھائی بنا دیا کریں گے آخر کار انہوں نے آج سے

تمہیں ٹیوشن بھی پڑھانا ہے حمزہ نے ایشال کا سر پر ایک

نیا بمب پھوڑا تھا جبکہ ایشال پھٹی پھٹی نگاہوں سے

کبھی حمزہ تو کبھی حیدر کو دیکھ رہی تھی جیسے اسے

اس بات کا یقین نہ ہو رہا ہو کہ اب سے حیدر اسے پڑھائے

گا یعنی اتنے برے دن اس کے کب سے آ گئے

حیدر اسے پڑھائے گا یعنی اس کے برے دن شروع ہونے والے تھے

کیا سچ میں پھر تو میں بھی بھائی کے پاس ہی ٹیوشن

لوں گی میں اور ایشال مل کے پڑھیں گے عمایہ کافی

ایکسائٹڈ ہوتے ہوئے بولی جب کہ حیدر کو اس کے یوں

اچھلنے کودنے پر پریشانی لاحق ہو رہی تھی

عمایہ بچے آرام سے بیٹھو زیادہ اچھل کود نہیں کرو منع

کیا تھا نا میں نے عارب نے عمایہ کو ٹوکا اس نے گاڑی میں

پورا ایک گھنٹہ عمایہ کو سمجھایا تھا کہ اسے کیسے

بیٹھنا ہے کیسے اٹھنا ہے جبکہ عمایہ ہر منٹ بعد اس کی

بات بھول جاتی تھی آخر کار وہ اچھلنے کودنے کی عادی

تھی وہ ٹک کر بیٹھ ہی نہیں سکتی تھی

او ایم سوری بھائی اب میں خیال رکھوں گی عمایہ نے

فوراً معذرت کی تو عارب مسکرا دیا

وہ سب اپنی باتوں میں مصروف تھے جب کھانے کا پیغام آ گیا اور سب بھی فریش ہونے کے لیے چلے گئے اور اگلے دس منٹ بعد سب ڈائننگ ٹیبل پر موجود تھے

ایک شیشہ سے بنی اونچی عمارت میں کھڑا ایک شخص جس کے وجود میں ذرا سی بھی حرکت نہیں تھی وہ گلاس وال کے پاس کھڑا باہر سے نظر آنے والے نظاروں پر نظریں جمائے بیٹھا تھا اس کی نظریں تو وہاں پر تھی مگر ذہن کہیں اور تھا اور ذہن میں صرف ایک تصویر چمک رہی تھی اور وہ تھی عمایہ کی

ارسم کو ابھی دس منٹ پہلے ہی رپورٹ رسیو ہوئی تھی

جس میں ڈاکٹرز نے اسے صاف صاف بولا تھا کہ عمایہ کو

کوئی سیریس بیماری ہے اور وہ بیماری بہت تیزی سے

پھیل رہی ہے انہیں خدشہ ہے کہ وہ آگے عمایہ کا بہت

نقصان کرے گی مگر ابھی تو انہیں بیماری کی اصل وجہ

کا نہیں پتا اور نہ ہی یہ پتہ ہے کہ وہ بیماری کون سی ہے

اس بنا پر وہ عمایہ کا علاج بھی شروع نہیں کر سکتے اور

نہ ہی اسے کوئی میڈیسن دے سکتے ہیں

اس لیے اگر عمایہ کو اس سب کے درمیان کوئی تکلیف

محسوس ہوتی ہے تو وہ سوائے درد کم کرنے کی دوائی کے

اسے کچھ نہیں دے سکیں گے عمایہ کو یہ تکلیف برداشت

کرنی پڑے گی کیونکہ جس بیماری کا جراثیم اس کے

وجود میں گردش کر رہے ہیں کوئی بھی پین کلر میڈیسن

ان جراثیم سے مقابلہ نہیں کر سکتی

اس لیے انہیں 72 گھنٹوں کے بعد آنے والی رپورٹ کا

انتظار ہے اس کے بعد ہی وہ کوئی اہم فیصلہ لے سکیں گے

اور عمایہ کا علاج شروع کر سکیں گے فی الحال انہیں

عمایہ کے لیے صرف دعا ہی کرنی ہے لیکن جو خدشات

پیش آ رہے ہیں اس حساب سے انہیں عمایہ کی حالت

کچھ ٹھیک دکھائی نہیں دے رہی

ارسم کے کانوں میں ڈاکٹرز کے وہی الفاظ گونج رہے تھے

جانے کتنی ہی دعائیں کی تھی اس نے کہ اس کی مایا کو

کچھ نہ ہو اس کی مایا کو کوئی تکلیف چھو کر نہ گزرے

مگر اسے کوئی بیماری نکل آئی تھی اور ایسی بیماری

جس کی تکلیف کو کوئی کم بھی نہیں کر سکتا تھا

یہ بہت غلط ہے بہت زیادہ غلط اسے کوئی بیماری نہیں

ہونے چاہیے تھی وہ تو بہت نازک سی ہے وہ اتنی تکلیف

کو کیسے برداشت کرے گی ارسم نے اپنے دل ہی دل میں

سوچا واقعی میں عمایہ بہت نازک تھی

جس سے ذرا سی سختی برتنے سے وہ رو دینے کو ہو جاتی

تھی اس کے وجود کو ہاتھ لگانے سے اس کا وجود سرخی

مائل ہونے لگتا تھا وہ لڑکی اتنی سخت بیماری سے کیسے

لڑ سکتی تھی ارسم تو گم سم ہی ہو چکا تھا ڈاکٹرز کی

باتیں سن کر اس کا دل چاہ رہا تھا

کہ وہ ابھی اپنی فلائٹ بک کروائے اور فوراً پاکستان چلا

جائے مگر اس کے بہت ضروری کام تھے جو لندن میں پڑے

ہوئے تھے اس کے علاوہ اگلے دو دن تک فلائٹس بھی بند

تھی اور اس کے پاس کوئی دوسرا راستہ بھی نہیں تھا

اگر ہوتا تو ارسم اپنے بزنس کو آگ میں جھونک کر عمایہ

کے پاس چلا جاتا

ارسم نے کچھ سوچتے ہوئے فون اٹھایا اس کا ارادہ عمایہ کو کال کرنے کا تھا مگر اس کا نمبر ڈائل کرتے کرتے ارسم کے ہاتھ اچانک رکے

ارسم نے فون واپس ٹیبل پر رکھا اور اپنے کوٹ کا بٹن کھول کرسی پر بیٹھ گیا اور اپنا سر کرسی کی پشتی سے ٹکا کر اپنی آنکھیں موند لیں اس نے آخری بار عمایہ سے بولا تھا کہ وہ نکاح ہونے کے بعد ہی اس سے ملے گا یا اس سے بات کرے گا اور اگر اس وقت وہ عمایہ سے بات کرتا بھی تو کیا بات کرتا اسے تو خود اپنا وجود ٹوٹتا ہوا محسوس ہو رہا تھا

اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ عمایہ کو کوئی ایسی بھی بیماری ہو سکتی ہے اور کیسے ہو سکتی ہے وہ تو زیادہ

کہیں آتی جاتی بھی نہیں

کچھ نہیں ہو گا اسے میں اس کے ساتھ ہوں میں حوصلہ

دوں گا اسے میں اسے بتاؤں گا کہ میری محبت اور میری

دعائیں کہ آگے ایسی بیماری کچھ بھی نہیں میں اس کا

مضبوط ترین سہارا ہوں میں ہر وقت اسے اپنے قریب

رکھوں گا بہت قریب اسے بالکل تکلیف نہیں ہونے دوں گا

کوئی بیماری تو کیا کوئی ہوا بھی چھو کر نہیں گزر

سکتی میری مایا کو

ارسم سرخ انگارہ آنکھیں لیے وال پیپر پر چمکتی عمایہ

کی تصویر سے مخاطب ہوا مگر وہ جو بول رہا تھا یہ تو

خدا ہی جانتا تھا کہ اس کا کہا کتنا سچ ہونا تھا یہ عمایہ

کی آزمائش تھی یا ارسم کی محبت کی آزمائش تھی یہ

تو خدا ہی جانتا تھا مگر یہ آزمائش بہت کٹھن ہونے والی

تھی جس میں اس نازک جان کو بہت سی تکلیفیں برداشت کرنی پڑنی تھی آخر خدا کی آزمائشیں آسان نہیں ہوتی انسان کا سانس ہلک میں اٹکا ہوتا ہے اور ہمارا خدا اسے آزماتا ہے بے شک وہ اللہ کے قریب تر انسان ہوتا ہے اللہ کو بے حد پسند ہوتا ہے جسے اللہ ازمائش میں ڈالتا ہے وہ اپنے نیک بندوں کے لیے آزمائشیں رکھتا ہے تاکہ اس کے نیک بندے اس کی آزمائشوں پہ پورا اتریں عمایہ تو اپنی خدا کی نیک بندی تھی وہ تو اپنے خدا کے آزمائشوں کو دل سے تسلیم کرتی تھی

اب یہ تو خدا ہی جانتا تھا کہ آگے قسمت میں عمایہ اور ارسم کے لیے کیا لکھا گیا ہے عمایہ کے لیے کتنی آزمائشیں لکھی گئی ہیں اور ارسم کے لیے کتنے آزمائشوں کو پاڑ کرنا لکھا گیا ہے

رات کا اندھیرا ہر جانب اپنا سایہ پھیلائے ہوئے تھا وہیں پر

سب فیملی جو ایک ساتھ بیٹھے باتیں کرنے میں مصروف

تھے رات کے 10 بجتے دیکھ کر سب اپنے اپنے کمروں میں

جانے کے لیے تیار ہوئے

مگر ان سب سے پہلے عمایہ اٹھی مگر جیسے ہی اس نے

دو قدم آگے بڑھائے اسے اپنے سر میں درد کی شدید لہریں

گزرتی ہوئی محسوس ہوئی

عمایہ لڑکھڑا کر گرنے ہی والی تھی جب ہادی نے فوراً آگے

بڑھ کر اسے تھاما اور گرنے سے بچایا

عزمی۔۔۔۔ ایشال اسے پکارتے ہوئے فوراً اس کی طرف دوڑی

جبکہ ایشال کے اس طرح بولنے پر سب نے عمایہ کی

جانب دیکھا جس نے اپنی آنکھیں سختی سے بند کی

ہوئی تھی اور لمبے لمبے سانس لے رہی تھی جبکہ ہادی

اسے سنبھال کر کھڑا تھا اور اسے یوں لمبے لمبے سانس

لیتا دیکھ کر بے حد پریشان ہو رہا تھا

حیدر اور عارب جلدی سے بھاگنے کی رفتار میں اس تک

پہنچے اور عارب نے فوراً عمایہ کو تھاما نرمی سے اس کے

کمر سہلائی اس کا ماتھا ہاتھ لگا کر چیک کیا اس کی

نبض چیک کی مگر عمایہ کی حالت ابھی بھی ویسی تھی

اس سے پہلے کہ عمایہ اپنی سانسیں دوبارہ سے بحال

کرتی اسے ایک بہت بری کھانسی آئی اس نے اپنے ہونٹوں

پر اپنا ہاتھ رکھا مگر جب اس نے اپنا ہاتھ پیچھے ہٹایا تو

خون کا ایک بڑا دھبہ اس کی سفید مومیا ہتھیلی پر داغ

نماد کھائی دیا جسے دیکھ کر سب کی آنکھیں پھٹی کی

چھٹی رہ گئی

عمایہ میری بچی عارف صاحب تڑپ کر آگے بڑھے عمایہ کی حالت غیر ہوتی جارہی تھی دیکھتے ہی دیکھتے اس کے منہ اور ناک سے خون جاری ہونے لگا یہ منظر سب کو دہلا کر رکھ گیا تھا سب پتھریلی نگاہوں سے عمایہ کی حالت کو غیر ہوتا ہوا دیکھ رہے تھے

عمایہ ادھر دیکھو میری طرف پانی لے کر آؤ جلدی حیدر اونچی آواز میں دھاڑا تو ایشال جو گھبرائی نگاہوں سے روتے ہوئے عمایہ کو دیکھ رہی تھی عمایہ کی یہ حالت اس سے دیکھی نہیں جارہی تھی وہ بھاگتی ہوئی کچن میں گئی اور فوراً سے پانی لے کر آئی

سائیڈ پر کھڑی عفاف کی حالت یوں تھی جیسے وہ کسی صدمے میں جاچکی ہو عمایہ کی اچانک حالت خراب ہونا

سب کے قدموں کو منجمند کر گیا تھا

حیدر نے جلدی سے اس کے ہونٹوں سے پانی کا گلاس لگایا

مگر عمایہ ابھی پانی کا ایک گھونٹ بھی بھر نہیں سکی

تھی کہ وہ خوش وحواس سے بیگانہ ہوتی اس کے بازوؤں

میں جھول گئی

عارب نے جلدی سے اسے اپنے بازوؤں میں اٹھایا اور فل

سپیڈ سے بھاگتا ہوا گھر سے باہر نکلا ایک سیکنڈ کے لیے

بھی اس کے قدم نہیں رکے تھے جبکہ حیدر بھی اس کے

برابر ہی بھاگتا ہوا باہر جا رہا تھا

عارف صاحب فضل صاحب ہادی اور حمزہ بھاگتے ہوئے باہر

آئے مگر ان کے باہر پہنچنے سے پہلے ہی وہ لوگ عمایہ کو

گاڑی میں لے کر نکل چکے تھے ہادی نے آگے بڑھ کر جلدی

سے گاڑی سٹارٹ کی

عارف صاحب اور فضل صاحب جلدی سے گاڑی میں بیٹھے اور ہاسپٹل کی جانب روانہ ہوئے جبکہ حمزہ کو وہ گھر ہی چھوڑ کر گئے تھے

یا اللہ میری بچی اسمہ بیگم زار و قطار روتی ہوئی وہیں پر بیٹھ گئی ان کی نظریں سفید مرمر کی طرح چمکتے فرش پر تھی جہاں پر خون کے بڑے بڑے دھبے دکھائی دے رہے تھے سفید فرش خون کے دھبوں نے رنگا ہوا تھا عمایہ کی حالت منٹوں میں غیر ہوئی تھی اور یہ خوفناک منظر سب کو اندر تک ہلا گیا تھا

چپ کر جاؤ اس طرح مت رو اپنی بچی کے لیے دعا کرو تائی جان جن کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر چکی تھی مگر وہ خود پر ضبط کرتے ہوئے اسمہ بیگم کے قریب بیٹھیں اور انہیں دلاسا دینے لگی جبکہ ایشال تو زار و قطار رو رہی

تھی یہاں تک کہ اب اس کی ہچکیاں بندھ گئی تھی

عفاف کے حالات بھی کچھ یوں ہی تھے سب سے خوفناک منظر تو یہ تھا کہ عمایہ کا خون جو اس کے ناک اور منہ سے نکلا تھا وہ ان کے سامنے تھا زمین پر پڑا خون سردی کی وجہ سے جم رہا تھا عمایہ کی اتنی بری حالت اور وہ منظر ان کی آنکھوں کے سامنے سے ہٹ ہی نہیں رہا تھا

ماما جان پلیز چپ کر جائیں ہماری عزمی کے لیے دعا کریں نا اس طرح تو مت روئیں آپ حمزہ اسمہ بیگم کو نرمی سے اپنے حصار میں لیتے ہوئے بولا اس کی آنکھیں بھی نم تھی مگر وہ ایک مرد تھا اسے خود پر ضبط کرنا تھا اس وقت وہ ان کے پاس اکیلا تھا اگر وہ رو دیتا تو وہ سب کو کیسے سنبھالتا

وہاں پر بیٹھا ایک ایک فرد بے تحاشہ رو رہا تھا سب کا دل

پھٹ رہا تھا عمایہ کی فکر میں جو نا جانے تکلیف کی کس حد پر تھی

عارب کے بازوؤں میں کسی بیہوش لڑکی کو دیکھ کر ہاسپٹل کا واچ مین بھاگتا ہوا گیٹ تک گیا اور فوراً ہی ہاسپٹل کے گیٹ کو کھولا کیونکہ رات کے 11 بج رہے تھے اور اس وقت صرف ایمرجنسی وارڈ ہی کھلا ہوا تھا مگر عارب مین وارڈ سے داخل ہو رہا تھا جو اس وقت بند تھی

سٹریچر لے کر آؤ جلدی.....!!! عارب کے دھاڑنے پر ایک نرس جلدی سے سٹیچر لے کر عارب تک آئی تو عارب نے اپنے بازوؤں میں بے ہوش پڑی عمایہ کو اسٹیچ پر لٹایا اور پھر دائیں بائیں دیکھے بغیر تیزی سے اسے لیے آئی سی یو میں داخل ہوا

اگلے دو منٹ کے اندر اندر امریکہ سے آئے تمام سپیشلسٹ ڈاکٹرز آئی سی یو میں موجود تھے

حیدر نے جلدی سے آکسیجن سلنڈر آن کرتے ہوئے عمایہ کے چہرے پر اکسیجن لگائی اور کاٹن پکڑ کے اس کا چہرہ صاف کرنے لگا جہاں جہاں خون لگا ہوا تھا ڈاکٹرز اپنا کام کر رہے تھے جب کہ حیدر اور عارب کے ہاتھ اور پاؤں کسی برف کی مانند ٹھنڈے پر چکے تھے ان کا پورا جسم کپکپا رہا تھا ماتھے پر پسینے کی بوندیں چمک رہی تھیں اور سانسیں اتنی تیز تھی جیسے انہیں باآسانی سانسیں نہ آرہی ہوں

میری بچی کہاں پر ہے پیچھے ہٹو مجھے جانے دو اندر عارف صاحب آئی سی یو کے سامنے کھڑے ڈاکٹر کو بازو سے پکڑ کے پیچھے کرتے ہوئے بولے کیونکہ وہ ڈاکٹر انہیں

اندر نہیں جانے دے رہا تھا اور عارف صاحب کی سانسیں
اٹکی ہوئی تھیں انہیں صرف اپنی بچی کو دیکھنا تھا
اپنی جان سے پیاری بیٹی کو دیکھنا تھا اور اس کے پاس
جانا تھا

دیکھیں آپ سمجھنے کی کوشش کریں اندر ٹریٹمنٹ چل
رہا ہے آپ ابھی اندر نہیں جا سکتے پلیز ہمارے ساتھ
تھوڑا تعاون کریں اس طرح پیشینٹ ڈسٹرب ہو گا اور
ڈاکٹرز اچھی طرح سے اپنا کام نہیں کر پائیں گے پلیز
ہماری بات سمجھیں وہ ڈاکٹر آگے سے ہٹنے کو بالکل تیار
نہیں تھا جبکہ عارف صاحب مسلسل ایک ضد لگائے کھڑے تھے
بس کر دو عارف ہماری بچی کے لیے دعا کرو اس طرح مت
کرو تھوڑا انتظار کر لو ڈاکٹرز باہر آتے ہیں تو وہ سب بتا
دیں گے فضل صاحب عارف صاحب کے کندھے پر ہاتھ

رکھتے ہوئے بولے تو انہوں نے ایک تھکی سی سانس خارج کی اور مرے مرے قدموں سے سامنے پڑے بینچ پر جا بیٹھے ان کے بیٹھتے ہی ان کے دائیں جانب ہادی اور بائیں جانب فضل صاحب بیٹھ گئے

ان تینوں کے چہرے پر بے انتہا فکر تھی ان کے چہرے کے رنگ فقط لٹے کی مانند سفید پڑ چکے تھے پریشانی کی وجہ سے آنکھیں سرخی مائل تھی اور عارف صاحب کے تو باقاعدہ ہاتھ کانپ رہے تھے آخر اپنی جان سے پیاری بیٹی کو اس حال میں دیکھنا آسان نہیں تھا ان کی تو جان نکلتی جا رہی تھی اور جب تک وہ عمایہ کو صحیح سلامت نہ دیکھ لیتے تب تک ان کی حالت بہتری کی طرف نہیں آنی تھی

عارب ایک ڈاکٹر کے ساتھ جیسے ہی آئی سی یو سے باہر

نکلا اسے باہر نکلتا دیکھ کر وہ تینوں فوراً اٹھے اور جلدی سے ان کے قریب آئے

کیسی ہے عمایہ کیا ہوا ہے اسے فضل صاحب عارب کی طرف دیکھتے ہوئے بولے تو اس نے ایک نظر اپنے سامنے کھڑے ہادی فضل صاحب اور عارف صاحب کو دیکھا اور پھر ایک گہرا سانس خارج کرتے ہوئے ڈاکٹر کو جانے کا بولا اور ان تینوں کی جانب متوجہ ہوا

میں آپ کو سب کچھ بتاتا ہوں آپ سب حوصلہ رکھیں اور میرے ساتھ آئیں عارب ان تینوں کی جانب دیکھتے ہوئے بولا اور پھر انہیں ساتھ لیے اپنے کیبن کی طرف بڑھا کیونکہ وہ آئی سی یو کے سامنے کھڑے ہو کر وہاں ایسی کوئی بات نہیں کر سکتا تھا

تم چپ کیوں ہو کچھ بتاؤ گے یا نہیں کیا ہوا ہے میری

بچی کو عارف صاحب سامنے بیٹھے عارب کو دیکھتے

ہوئے کافی تلخ لہجے میں بولے کیونکہ عارب کو کب سے

خاموش بیٹھا دیکھ کر انہیں اب غصہ آرہا تھا جو نہ تو

اپنے منہ سے کوئی الفاظ پھوٹ رہا تھا اور نہ ہی یہ بتا رہا

تھا کہ عمایہ کو کیا ہوا ہے اس کی ایسی حالت کیوں

ہوئی ہے جبکہ عارب کے لیے الفاظوں کا انتخاب کرنا بے

حد مشکل تھا جن الفاظوں میں یہ بتا سکے کہ اس کی

بہن کو کوئی خطرناک بیماری نے آن گھیرا ہے اور وہ اب

اس بیماری کے نقصانات کو جھیل رہی ہے

چچا جان ہماری عمایہ کو ایک بیماری ہے جس کے جراثیم

دن بدن اس کی باڈی میں زہر کی طرح پھیل رہے ہیں وہ

بیماری کوئی عام اور چھوٹی بیماری نہیں ہے یہ بہت

سیریس بیماری ہے اور ابھی تک یہ بیماری ہمارے سامنے

نہیں آسکی اس لیے ہم اس کا علاج نہیں کر پا رہے 24

گھنٹے بیت چکے ہیں اور 24 گھنٹے رہ گئے ہیں 24

گھنٹوں کے بعد اس کی رپورٹس آجائیں گی اور پھر

باآسانی ہم یہ پتہ کر سکیں گے کہ عمایہ کو کون سی

بیماری ہے اور اس کا علاج کیا ہے مگر اس سے پہلے ہمارے

ہاتھ میں کچھ بھی نہیں عمایہ کی دوبارہ بھی ایسے

طبیعت خراب ہو سکتی ہے

مگر ہم لوگ کوشش کر رہے ہیں کہ اسے کوئی ایسی دوا

دیں جس کے زیر اثر وہ ہوش میں نہ آسکے کیونکہ اگر

وہ ہوش میں آئی تو وہ اس بیماری کے نقصانات اور

تکلیف برداشت نہیں کر سکے گی اور میں نہیں چاہتا کہ

ہماری شہزادی کوئی بھی تکلیف برداشت کرے

ابھی وہ بے ہوش ہے کیونکہ ہم نے اسے سلیپنگ پلز دیے

ہیں جس سے وہ لمبی نیند سوئے گی اور اتنی دیر میں

رپورٹس بھی آجائیں گی آپ سب ہماری عزمی کے لیے دعا

کریں کہ وہ بالکل ٹھیک ہو جائے اور اسے ایسی کوئی

بیماری نہ نکلے جس کی نشانیاں وہ ڈاکٹرز بتارہے ہیں

عارب نے بتانا شروع کیا تو ساری بات ایک ہی بار تفصیل

سے بتادی اور اپنی بات مکمل کرنے کے بعد سامنے بیٹھے

باپ اور چچا کی جانب دیکھا

جن کے چہرے پر بے یقینی ہی بے یقینی تھی جیسے انہیں

یقین ہی نہیں ہو رہا تھا کہ ان کی عمایہ کو کوئی بیماری

ہے اور اتنی سیریس بیماری ہے

لیکن بیٹا ایسا کیسے ہو سکتا ہے ہماری عمایہ کو اتنی

سنگین بیماری کیسے لگ سکتی ہے فضل صاحب کافی

وقفے کے بعد دھیمے سے لہجہ میں بولے

یہ تو ہم آپ کو 24 گھنٹوں کے بعد ہی بتا پائیں گے بابا
ابھی ہم سب کو صبر سے کام لینا ہوگا حیدر آفس روم
میں داخل ہوتے ہوئے بولا تو عارف صاحب اور فضل
صاحب نے حیدر کی جانب دیکھتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا
ان کے چہرے پر ایسی پریشانی عیاں تھی کہ حیدر اور
عارب کو بے اختیار ان دونوں کے چہروں سے نظریں ہٹانی پڑی
وہ دونوں ہی جانتے تھے کہ سب کے جان لینے کے بعد ان
سب کی کیسی حالت ہوگی ابھی تو گھر میں کسی کو
معلوم نہیں تھا اور گھر میں معلوم ہونے کے بعد تو سب کا
دل ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو جانا تھا سب کی جان عمایہ میں
بستی تھی عمایہ کی ایسی حالت کو دیکھ کر سب کی
روح تو ویسے بھی چاک ہو چکی تھی اس کی بیماری کا
سننے کے بعد پتہ نہیں سب کے دلوں پر کیا گزرنی تھی

ابھی آپ لوگ گھر جائیں میں اور حیدر یہیں پر ہیں عمایہ
کے پاس عارب ان سب کی جانب دیکھتے ہوئے بولا
نہیں میں نہیں جاؤں گا مجھے اپنی بچی کے پاس ہی رہنا
ہے آپ لوگ گھر چلے جائیں میں عمایہ کے پاس ہی رہوں
گا عارف صاحب ان کی جانب دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے
بولے کیونکہ وہ یہاں سے نہیں جانا چاہتے تھے
نہیں باباجان اب گھر چلے جائیں باقی سب بھی گھر میں
آپ سب کا انتظار کر رہے ہوں گے آپ کو ابھی انہیں جا کر
بتانا ہے حیدر عارف صاحب کو تسلی دیتے ہوئے بولا
اور پھر عارف صاحب کے لاکھ ضد کرنے پر بھی حیدر اور
عارب نے انہیں وہاں نہیں رکنے دیا کیونکہ ان کی حالت
خراب ہو رہی تھی جبکہ فضل صاحب کا بھی بی پی ہائی
ہو چکا تھا اور وہ دونوں نہیں چاہتے تھے کہ یہاں پر کسی

کی بھی طبیعت خراب ہو وہ چاہتے تھے کہ سب مطمئن رہیں حوصلہ رکھیں اس لیے انہوں نے ہادی کے ساتھ ان دونوں کو گھر بھیج دیا تھا

—

عارف صاحب نے گھر میں قدم رکھا تو انہیں لاؤنج میں بالکل سامنے سب وہیں پر بیٹھے ہوئے دکھائی دیے جہاں پر وہ انہیں کچھ گھنٹوں پہلے چھوڑ کر گئے تھے اس وقت رات کے تین بج رہے تھے رات کے تین بجے سامنے صوفے پر بیٹھی اسمہ بیگم ہاتھ میں تسبیح لیے کچھ پڑھ رہی تھی جبکہ کچھ فاصلے پر تائی جان جائے نماز بیچھائے نوافل ادا کر رہی تھیں

اور ان کے کچھ فاصلے پر دونوں ٹانگوں کو اوپر کیے اپنے
بازوؤں میں اپنے چہرے کو چھپائے ایشال بیٹھی ہوئی
تھی اور اس کے ساتھ ہی عفاف تھی جس نے اس کے
کندھے پر ہاتھ رکھا ہوا تھا جبکہ چہرے پر دوپٹہ حجاب
کی صورت میں لیا ہوا تھا یعنی وہ سب تب سے عمایہ کے
لیے دعا کر رہے تھے

کچھ فاصلے پر بیٹھا حمزہ دونوں بازو اپنے گھٹنوں پر
ٹکائے سر کو نیچے گرائے ہوئے تھا اور کسی گہری سوچ
میں مبتلا تھا اس کے چہرے سے معلوم ہو رہا تھا کہ وہ
پریشانی کی کس حد پر ہے کیونکہ جب سے وہ سب گئے
تھے تب سے حمزہ نے سب کو بہت بار فون کرنے کی
کوشش کی تھی مگر کسی نے بھی اس کی کال نہیں
اٹھائی تھی

السلام علیکم فضل صاحب سب سے مشترکہ سلام لیتے ہوئے سامنے صوفے پر جا بیٹھے جبکہ ان تینوں کے چہرے دیکھ کر سب نے بے قرار نگاہوں سے ان تینوں کی جانب دیکھا جبکہ وہ تینوں بالکل خاموش تھے اب فضل صاحب سوچ رہے تھے کہ وہ سب کو کیسے بتائیں عمایہ کی حالت کا جبکہ عارف صاحب کے پاس بھی کوئی الفاظ موجود نہیں تھے وہ اپنے جگر کے ٹکڑے کو کسی بیماری میں مبتلا نہیں دیکھ سکتے تھے پھر وہ کیسے اس بیماری کا نام لے کر بتا سکتے تھے کہ عمایہ کو کوئی بیماری ہے سب کی منتظر نگاہیں اور ترستے کان ان کی جانب تھے کہ کب وہ بتائیں کہ عمایہ کیسی ہے اس کی اب کیسی حالت ہے اور اس کی ایسی حالت کیوں ہوئی ہزاروں سوال تھے جو ان کے ذہن میں گردش کر رہے تھے مگر مسلسل دس

منٹ گزرنے کے بعد بھی کوئی نہ بولا اتنی دیر میں تائی جان نے اپنی نماز ادا کی اور جائے نماز تہہ کر کے ٹیبل پر رکھی اور فضل صاحب کی جانب دیکھا جن کے چہرے پر بے حد پریشانی اور سنجیدگی تھی جب کہ دونوں ہونٹ آپس میں سختی سے پیوست تھے

کیا ہوا ہے عمایہ کو کہاں پر ہے وہ آپ کے ساتھ کیوں نہیں آئی وہ واپس تائی جان فضل صاحب کے سامنے کھڑی ہوتی ہوئی بولیں

وہ ٹھیک نہیں ہے.... فضل صاحب صرف اتنا ہی بول کر بالکل چپ کر گئے جبکہ ان کی اتنی سی بات سب کے دل کو تڑپانے کا سبب بنی تھی

کیا ہوا ہے اسے اور وہ ٹھیک کیوں نہیں ہے اب کی بار اسمہ بیگم نے پوچھا تھا

میری بات سنیں ماما آپ سب کو حوصلے سے کام لینا پڑے گا اگر آپ سب ہمت ہاریں گے یا پھر اس طرح روئیں دھوئیں گے تو ہم اپنی عزمی کو کیسے سنبھالیں گے آپ کو صرف میری بات سننی ہے دھیان سے مگر مطمئن ہو کر ہادی نے ان کے قریب بیٹھتے ہوئے سب کو ایک نظر دیکھ کر سمجھانا چاہا جس پر اسمہ بیگم نے نرمی سے ہاں میں سر ہلایا تو سب ہی اس کے سامنے بیٹھ گئے جب کہ عارف صاحب اور فضل صاحب تو نظر جھکا کر سر گرائے بیٹھے تھے ماما عزمی کو کوئی بیماری ہے کوئی سیریس بیماری جس کے انفیکشن اس کے پورے جسم میں پھیل چکے ہیں اور 24 گھنٹوں سے پہلے اس بیماری کا پتہ نہیں چل سکتا عمایہ کو کوئی تکلیف نہ ہو اس لیے اسے نیند کی دوا دی گئی ہے جس کی وجہ سے وہ گہری نیند سو رہی ہے 24

گھنٹوں کے بعد اس کی رپورٹس آجائیں گی اور پتہ چل جائے گا کہ اسے کون سی بیماری ہے مگر اس سب میں ہمیں عمایہ کے ساتھ رہنا ہے اس کا حوصلہ بننا ہے خود کمزور نہیں پڑنا ہادی نے انہیں بے حد نرمی سے سمجھایا جبکہ اس کی آواز میں لڑکھڑاہٹ واضح تھی

ہادی کی بات سن کر اسمہ بیگم کی آنکھوں سے آنسوں ٹوٹ کر گالوں پر بہے تھے جبکہ وہاں کھڑی ایشال عفاف اور تائی جان کا بھی یہی حال تھا اگر خود پر کوئی ضبط کیے بیٹھا تھا تو وہ مرد حضرات تھے

نہیں ماما میں نے آپ کو منع کیا ہے نا کہ آپ نے رونا نہیں ہے بلکہ آپ نے اپنی بیٹی کا مضبوط سہارا بننا ہے اگر آپ اس طرح کریں گی تو آپ کمزور پڑ جائیں گی آپ بیمار ہو جائیں گی اور اگر عزمی آپ کو اس طرح بیمار دیکھے گی

تو اسے اور زیادہ تکلیف ہو گی اس لیے پلیز میری بات کو سمجھیں ہادی روہانسی ہوتے ہوئے بولا تو اسمہ بیگم نے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے آہستہ سے ہاں میں سر ہلایا دل کہاں مان رہا تھا اس کی بات دل تو خون کے آنسوں رو رہا تھا مگر وہ تو خود پر ضبط کرنا چاہ رہی تھیں مگر وہ نہیں کر پا رہی تھیں وہ ایک ماں تھی اولاد کی تکلیف پر کیسے صبر کرتی۔۔۔۔۔۔

_

دیکھیں آپ مجھے تنگ کرنا بند کر دیں میں آپ کو نہیں جانتی اور میں آپ سے بات کیوں کروں۔۔۔۔۔۔!!!!

ارسم کے کانوں میں عمایہ کی بولی گئی باتیں گونجنے

لگی وہ اس وقت اپنے آفس میں بیٹھا ہوا تھا بائیں ہاتھ کی دو انگلیوں میں سگریٹ دبائے کمر کی پشت صوفے پر ٹکائے ہوئے وہ زمین پر بیٹھا آنکھیں موند کر اپنے سر کو صوفے پر گرا کر مسلسل عمایہ کو سوچ رہا تھا اسے کچھ دیر پہلے ہی خبر ملی تھی عمایہ کی حالت کی اسے ایک ایک سیکنڈ کے بارے میں آگاہ کیا گیا تھا یہاں تک کہ اس وقت وہ کس حال میں تھی اور کہاں تھی اسے یہ بھی معلوم تھا

آپ ایک انتہائی ڈھیٹ اور بد تمیز انسان ہیں اگر ائندہ آپ نے مجھے تنگ کیا تو میں اپنے بابا کو بتا دوں گی۔۔۔ عمایہ کہ دی گئی دھمکی اور اس کے غصے سے بھری آواز ارسم کے کانوں میں گونجی

میں کسی سے ناراض نہیں ہوتی آپ پوچھیں یا نہ

پوچھیں لیکن میں آپ کو بتا چکی ہوں اگر آپ کو میری اتنی ہی فکر تھی تو آپ نظر انداز نہیں کرتے یہ بات آپ کو پہلے سوچنی چاہیے تھی نہ کہ اب۔۔۔۔!!!

آخری بار عمایہ سے کی گئی گفتگو ارسم کے دل میں دہلکہ مچانے کا سبب بنی تھی

اسکیوزمی سر آپ کی فلائٹ تیار ہو چکی ہے نکلنے میں صرف 10 منٹ ہیں انصر آفس کا دروازہ کھول کر آفس میں داخل ہوتے ہوئے بولا فلحال آفس میں گہرا اندھیرا تھا اور وہ ارسم کو نہیں دیکھ پایا تھا کہ وہ کہاں بیٹھا ہے اور کہاں نہیں جبکہ جلتی ہو سگریٹ اس کی آنکھوں سے چھپ نہیں سکی تھی

ارسم زندگی میں دوسری بار سیگرٹ پی رہا تھا پہلی بار تب جب اس نے اپنی ماں کو دفن کیا تھا اور دوسری بار

اب جب عمایہ کی یہ حالت تھی انصر نے آج دوسری بار اسے یو سیگرٹ پیتے دیکھا تھا اسے معلوم تھا کہ وہ سگریٹ کا سہارا تب ہی لیتا ہے جب وہ اپنے دل کے غم میں نڈھال ہوتا ہے جب اس کے دل کا غم ہلکا نہیں ہوتا تب وہ سگریٹ کا سہارا لیتا ہے مگر سگریٹ بھی اس کے دل کی تکلیف کو کم نہیں کر پا رہی تھی بلکہ اس کے شعلہ برساتے دل پر مزید کوہلوں کا کام کر رہی تھی

ہمم جاؤ۔۔۔۔ارسم نے صرف اتنا ہی جواب دیا جس پر انصر ہاں میں سر ہلاتے ہوئے آفس سے باہر نکل گیا اسے پتہ تھا کہ ارسم تنہائی چاہتا ہے مگر وہ تو پچھلے سات گھنٹوں سے وہیں پر اسی حالت میں بیٹھا تھا گھرے اندھیرے میں گھری تنہائی میں

ارسم نے اپنی انگارہ ہوتی آنکھوں کو کھولا اور اپنے ہاتھ

میں پکڑی سگرٹ کو سامنے رکھی ایش ٹرے میں مسل دیا اور فوراً اُٹھ کھڑا ہوا صوفے پر پڑا اپنا کوٹ اٹھایا اپنا فون پکڑتے ہوئے آفس سے باہر نکل گیا فلائٹس آج بھی اوپن نہیں ہوئی تھی

مگر ارسم کو ہر حال میں پاکستان پہنچنا تھا اپنی مایا کے پاس اس لیے اس نے پرائیویٹ فلائٹ کروائی تھی جس میں صرف وہ جانے والا تھا

وہ تو عمایہ کے لیے ساری دنیا کو آگ لگا دیتا مگر اس کی مایا اس وقت تکلیف میں مبتلا تھی پھر اس کے لیے ایک پرائیویٹ جہاز کیا ویلیو رکھتا تھا اس کی نظر میں صرف اس کی مایا امپورٹینٹ تھی اور کچھ بھی نہیں۔

عمایہ نے آہستہ آہستہ اپنی آنکھیں کھولی تو خود کو کسی انجان جگہ پایا اس کی آنکھیں ابھی تک دھندلائی ہوئی تھی اسے سہی سے کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا

عمایہ نے چار سے پانچ بار اپنی آنکھوں کو بند کرتے ہوئے دوبارہ کھولا مگر اس کی نظر پہلے کی طرح بحال نہیں ہو پا رہی تھی

السلام علیکم میری شہزادی کیسی ہو عمایہ کو اپنے بے حد قریب حیدر کی آواز سنائی دی تو اس نے گردن گھما کر اپنی دائیں جانب دیکھا جہاں حیدر اس کہ سر کے قریب کھڑا مسکرا کر اس کی جانب دیکھ رہا تھا اس کا چہرہ تھوڑا تھوڑا دھندلا تھا مگر وہ آسانی سے پہچان گئی تھی کہ وہ حیدر ہے

آرام سے شہزادی اتنی جلدی کس بات کی ہے آہستہ آہستہ

آنکھیں کھولو سب ٹھیک دکھائی دے گا جلد بازی نہیں
کرو ہم سب تمہارے پاس ہیں عمایہ کو اپنی دوسری جانب
سے عارب کی آواز سنائی دی تو اس نے ہلکا سا مسکرا کر
اپنا سر واپس تکیے پر گرا لیا اور اپنی آنکھیں بند کر لیں

Slowly open your eyes and you will see everything------

حیدر کے بولتے ہی عمایہ نے اس کے کہے کہ مطابق عمل
کیا اور بالکل آہستہ سے اپنی آنکھوں کو کھولا اب کی بار
اسے وہ دونوں واضح دکھائی دے رہے تھے ان دونوں کو
دیکھ کر وہ مسکرائی جب کہ بدلے میں وہ دونوں بھی دل
کھول کر مسکرائے

تمہیں پتہ ہے کہ تم کل سے گہری نیند سو رہی ہو اور تم
اب اٹھی ہو بابا جان تم سے ملنے آرہے ہیں

So get up early and freshen up----

عارب عمایہ کو نرمی سے اٹھا کر بٹھاتے ہوئے بولا

کیا بھائی واقع میں میں کل سے سو رہی تھی مگر میں تو

اتنی دیر نہیں سوتی عمایہ حیرانگی سے ان دونوں کی

طرف دیکھتے ہوئے بولی اس کی آواز تھوڑی تھوڑی بھاری

تھی شاید سونے کی وجہ سے

ہاں تمہاری تھوڑی سی طبیعت خراب تھی اس لیے ہم نے

تمہیں میڈیسن دی اور تم سو گئی اچھا ہوا تمہاری نیند

پوری ہو گئی اب بابا اور چھوٹے بابا تمہیں لینے آ رہے ہیں

جلدی سے اٹھ جاؤ پتہ ہے پچھلے 24 گھنٹوں سے تم کسی

سے بھی نہیں ملی اور سب تمہارے بغیر اداس ہو چکے

ہیں حیدر ایک گرم شال عمایہ کہ کندھوں پر ڈالتے ہوئے

کافی نرم لہجہ اپناتے ہوئے بولا اور اسے ساری بات بتانے

لگا جس پر عمایہ کو تو پہلے کافی حیرانگی ہو رہی تھی
کہ وہ 24 گھنٹوں کے لیے کیسے سو سکتی تھی

زیادہ نہیں سوچو اور زیادہ سوچنے کی ضرورت بھی نہیں
ہم ابھی میڈیسن لیں گے چیک اپ کروائیں گے اور تب تک
سب گھر والے بھی آجائیں گے پھر حمزہ مل کر گھر چلیں
گے سو گیٹ اپ حیدر اس کا ہاتھ تھام کر اسے بیڈ سے
کھڑا کرتے ہوئے بولا تو عمایہ نے ہلکی سی مسکراہٹ پاس
کرتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا

ایک نرس نے عمایہ کی جانب اپنا ہاتھ بڑھایا تو عمایہ نے
اس کا ہاتھ تھام لیا اور وہ نرس عمایہ کو وہاں سے لے
گئی کیونکہ عمایہ کو کپڑے بھی چینج کرنے تھے اور اسے
فریش بھی ہونا تھا

کچھ دیر میں رپورٹس آجائیں گی اور پھر ہمیں میٹنگ

روم میں پہنچنا ہے تاکہ ہم اس کی رپورٹس پر ڈسکشن کر سکیں اس سے پہلے عمایہ گھر چلی جائے تو بہتر ہے سب میں گھل مل جائے گی تو بہتر محسوس کرے گی عارب حیدر کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

تم بھی کل سے یہاں پر ہو اور تم نے ایک بار بھی بھابھی سے بات نہیں کی نہ ہی واپس گھر گئے میری مانو تو تم گھر سے ایک چکر لگا آؤ بھابھی سے بھی مل لینا حیدر بیڈ پر بیٹھتا ہوا بولا جبکہ عفاف کے ذکر پر عارب سر جھٹک کر مسکرایا

عفاف تو ایک سیکنڈ کے لیے بھی اس کا ذہن سے نہیں نکلی تھی مگر وہ عمایہ کو اکیلا نہیں چھوڑنا چاہتا تھا اور وہ جانتا تھا کہ عفاف یقیناً اس سے ناراض نہیں ہو گی اور نہ ہی وہ اس بات کا کوئی ایشو بنائے گی کیونکہ وہ

عمایہ سے بے تحاشہ محبت کرتی ہے اور عمایہ اس کے لیے بہت معنی رکھتی ہے

تم فکر مت کرو رپورٹس آنے کے بعد میں چلا جاؤں گا میں ڈاکٹرز کے پاس جا رہا ہوں تم عمایہ کے پاس ہی رہنا بابا جان گھر سے نکل چکے ہیں کچھ دیر میں وہ لوگ یہاں پہنچ جائیں گے تم دھیان سے عمایہ کو ان کے ساتھ گھر بھجوا دینا ٹھیک ہے

عارب حیدر کی جانب دیکھتے ہوئے بولا اور پھر وہاں سے چلا گیا جب کہ حیدر وہیں پر بیٹھا عمایہ کی رپورٹس دیکھنے لگا جسے وہ پچھلے 24 گھنٹوں میں لگ بھگ سو سے بھی زیادہ بار دیکھ چکا تھا

بابا جان۔۔۔۔۔!!!! عمایہ ابھی فریش ہو کر حیدر کے آفس روم کی جانب جا ہی رہی تھی جب اس کی نظر راہداری

سے آتے ہوئے عارف صاحب پر پڑی تو وہ تقریباً بھاگتی
ہوئی ان کے گلے لگی

میری بچی کیسی ہو آپ عارف صاحب سختی سے اسے
خود میں بھینچتے ہوئے بولے فی الحال انہوں نے اپنے دل
کے درد کو اپنے اندر ہی دفنایا تھا کوئی بھی عمایہ کو
کچھ بھی ظاہر نہیں کروانا چاہ رہا تھا

میں تو اب بالکل ٹھیک ہوں بابا مگر یہاں پر رہ کر مجھے
مریضوں والی فیلنگ آ رہی ہے اس لیے مجھے یہاں سے لے
کر چلیں میں نے تو کھانا بھی نہیں کھایا بہت بھوک لگ
رہی ہے ماما نے کھانا بنایا ہو گا یقیناً وہ میرا انتظار بھی
کر رہی ہوں گی بس پھر ہم ابھی گھر چلتے ہیں عمایہ نان
سٹاپ بولتی گئی اور عارف صاحب کا ہاتھ تھام کر انہیں
باہر کی جانب لے جانے لگی

ارے رکو تو سہی بیٹا پہلے اپنا چیک اپ تو کروالوں پھر ہم گھر چلیں گے ہم تمہیں تو لینے آئے ہیں ہمارا ابھی دل نہیں لگ رہا تمہارے بغیر اور ہم اپنی بچی کو ہاسپٹل کیوں چھوڑیں ہماری بچی کوئی مریضہ تھوڑی ہے فضل صاحب عمایہ کا ہاتھ تھام کو اسے روکتے ہوئے بولے جس پر عمایہ رک تو گئی مگر اس نے برا سا منہ بنایا

بڑی کیسی باتیں کرتے ہیں آپ بھائی میرا چیک اپ کر چکے ہیں اور میں اس لیے فریش ہو رہی تھی کہ بعد میں میں آپ کے ساتھ جا سکوں بس اب جلدی سے مجھے گھر لے کر جائیں میں یہاں پر ایک سیکنڈ نہیں رکنا چاہتی عمایہ کافی جھنجھلا کر بولی وہ واقعی میں بہت اکتائی ہوئی نظر آرہی تھی لگتا تھا کہ ہاسپٹل کا ماحول اسے پسند نہیں آیا

اور نا ہی اسے ہاسپٹل کا ماحول پسند تھا وہ ہستی
کھلتی گلاب کے پھول کی مانند تھی اسے مریضوں والی
زندگی گزاری نہیں جاتی تھی مگر وہ بیچاری تو اس چیز
سے بھی ناواقف تھی کہ اسے کوئی بیماری ہے وہ کسی
سیریس بیماری میں مبتلا ہو چکی ہے اور وہ بیماری اسے
بری طرح متاثر کر رہی ہے
اسے اندر ہی اندر سے کھا رہی ہے اور اسے اندر سے اب تک
کتنا ختم کر چکی ہے
عمایہ کا کیوٹ سا منہ بنا دیکھ کر فضل صاحب اور عارف
صاحب مسکرا دیے اور پھر مجبوراً انہیں اپنی شہزادی
کی بات ماننی پڑی اور حیدر سے بات کرنے کے بعد وہ اس
لے کر گھر کی جانب روانہ ہوئے جہاں سب بے صبری سے
عمایہ کے آنے کا انتظار کر رہے تھے

ایک بڑے سے ٹیبل کے ارد گرد تمام ڈاکٹرز موجود تھے اور وہیں پر ان سب کے درمیان بیٹھا ارسم سنجیدہ نظروں سے ان سب کی جانب دیکھ رہا تھا جبکہ کچھ ڈاکٹرز آپس میں کوئی بات کر رہے تھے حیدر اور عارب بھی اس کے ساتھ والی کرسیوں پر ہی براجمان تھے مگر ان دونوں کا چہرہ بھی سنجیدہ تھا اور وہ ان ڈاکٹرز کے بولنے کا انتظار کر رہے تھے

فی الحال ارسم کے کہنے پر ان دونوں نے ہی ان ڈاکٹرز کے ہاتھ میں عمایہ کی رپورٹس تھمای تھی اور خود ابھی تک رپورٹس نہیں پڑھی تھی

If your experiment has been closed can you tell us what is in these reports----

ارسم کی بے حد سنجیدہ اور سخت آواز اس ہال نما کمرے میں کسی لاؤڈ سپیکر کی طرح گونجی اس کی آواز میں اتنی سختی تھی کہ سب ڈاکٹرز کو اس کی جانب متوجہ ہونا پڑا

جی ہاں سر ہم معذرت چاہتے ہیں مگر ہم کسی مشورے کے بغیر آپ تک اصل وجہ نہیں پہنچا سکتے تھے اس لیے ہمیں اس بیماری کی جڑ تک جانا پڑا ایک ڈاکٹر ارسم کی جانب دیکھتے ہوئے بولا

اس رپورٹس میں نظر آنے والی بیماری کوئی عام بیماری ہر گز نہیں ہے یہ بیماری سو میں سے ایک انسان کو ہوتی

ہے اور زیادہ تر یہ 15 سے 35 سال کے عمر کے افراد کو

ہوتی ہے کیونکہ ان کے ہارمونز مضبوط ہوتے ہیں اس لیے

اس بیماری کے انفیکشن زیادہ جلدی پھیلتے ہیں ڈاکٹر

بولنا شروع ہوا تو سب اپنے دونوں کانوں کو اس کی

طرف لگائے غور سے سننے لگے

بیسکلی یہ بیماری کسی بھی تیسرے انسان کو نہیں ہو

سکتی یہ بیماری کچھ کمزوریوں کی وجہ سے کمزور

جسموں میں تیزی سے پھیلتی ہے اور پیشنٹ کی ایج

صرف 20 سال ہے 20 سال کی عمر میں انہوں نے اس

بیماری کو پچھلے ڈیر ماہ سے ہینڈل کیا ہے شاید ان کے

ہلکے ہلکے اثرات انہیں بھی نظر آئے ہوں مگر انہوں نے

زیادہ غور نہیں کیا کیونکہ اس کے اثرات صرف سر درد

ہونا یا جسم کا درد ہونا ہوتا ہے اگر اس کے جراثیم زیادہ

پھیلتے ہیں تو یہ ہمارے جسم میں تکلیف پہنچاتے ہیں
ہمارے دماغ کی رگوں کو سن کر دیتے ہیں جس کی وجہ
سے ہمارے دماغ کی رگیں پھٹنے لگتی ہیں
اور اس بیماری کے انفیکشن ان کے جسم میں 70 فیصد
پھیل چکے ہیں ہمیں بہت افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے مگر
ابھی تک اس بیماری کا کوئی علاج نہیں نکالا گیا اس
بیماری کا علاج صرف بورن میرو ہے اور ہمیں ایک ایسے
بورن میرو اور بورن بلڈ کی ضرورت ہے جو ان سے میچ
کرتا ہو اس کے علاوہ اس کا کوئی حل نہیں
لیکن ڈاکٹر اس کی کوئی میڈیسن ہو سکتی ہے کوئی تو
علاج ہو گا عارب اس ڈاکٹر کی جانب دیکھتے ہوئے بولا
اس بیماری کے لیے کچھ دوائیاں تیار کی گئی ہیں اور وہ
دوائیاں ممالک سے باہر ہیں ہمیں وہاں سے یہ دوائیاں

منگوانی پڑیں گی مگر وہ دوائیاں اس بیماری کا خاتمہ
نہیں کر سکتی دوائیوں کا اثر صرف ان پر 10 فیصد ہو گا
ان کا علاج ناممکن ہے جب تک ان کا میچنگ بورن میرو نہ
مل جائے آپ کو کچھ بھی کر کے ان کا میچنگ بورن میرو
ڈھونڈنا پڑے گا

ہمارے پاس وقت بہت کم ہے آپ یہ دیکھ سکتے ہیں اس
ڈاکٹر نے بولتے ہوئے سامنے لگی دیوار جتنی ایل ای ڈی پر
عمایہ کی رپورٹس چلائی

یہ وہ انفیکشن ہیں جو پیشنٹ کے جسم میں گردش کر
رہے ہیں آپ دیکھ سکتے ہیں کہ صرف ایک سیکنڈ میں یہ
ہزاروں کی تعداد میں پھیل رہے ہیں ایسے میں ہمارے
پاس وقت بہت زیادہ کم ہے ان کے جسم میں 70 فیصد
یہ انفیکشن پھیل چکا ہے اور ہمارے پاس صرف اور صرف

تین دن کا وقت ہے اگر تین دن کے اندر اندر بورن میرو کا انتظام نہ ہوا تو آئی ایم سوری ہم اس معاملے میں پھر آپ کی کوئی مدد نہیں کر پائیں گے

ڈاکٹر ساری بات سمجھاتے ہوئے آخر میں آفسردہ ہوتے ہوئے بولا جبکہ ارسم کی برداشت اب ختم ہو چکی تھی

اس نے ایک زوردار ہاتھ ٹیبل پر مارا جس پر سب ڈاکٹرز ڈر کے اچھل ہی پڑے جبکہ حیرت کے سمندر میں ڈوبے عارب اور حیدر کو کسی چیز کا ہوش ہی نہیں تھا

کیسے ڈاکٹر ہو تم لوگ ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی بیماری ہو اور تم لوگوں کے پاس اس کا علاج نہ ہو میں ساری دنیا کو تباہ کر دوں گا ڈھونڈو ہر صورت اس بیماری کا علاج ڈھونڈو صرف دو دن ہیں تم لوگوں کے پاس اگر تیسرے دن تک میری مایا بالکل ٹھیک نہ ہوئی تو میں تم

سب کو زندہ دفن کر دوں گا ارسم انگلی اٹھا کر دھاڑتے
ہوئے بولا اس کی دھاڑ کسی شیر کی مانند تھی جس پر
سب اندر تک کانپ گئے
دیکھیں سر ہم سمجھ سکتے ہیں میری آپ سے درخواست
ہے کہ آپ ان کا بورن میرو سب سے میچ کروائیں اگر نہیں
ہوتا تو آپ کہیں اور پتہ کروالیں پوری دنیا پڑی ہے کوئی
ایک شخص تو ہو گا پلیز آپ ہماری بات کو سمجھنے کی
کوشش کریں لیڈی ڈاکٹر آگے بڑھ کر ارسم کو نرمی سے
سمجھانے لگی

Ok you guys can go we'll find the Born Marrow-----

عارب ان ڈاکٹرز کی جانب دیکھتے ہوئے بولا تو وہ ڈاکٹرز
رپورٹس لیتے ہوئے وہاں سے چلے گئے جبکہ حیدر گم سم

سا وہیں پر بیٹھا ہوا تھا اسے تو اپنے کانوں پر یقین نہیں

ہو رہا تھا کہ اس نے یہ سب کیا سن لیا ہے

ہاں انہوں نے پڑھا تھا اس بیماری کے بارے میں انہوں نے

پڑھا تھا کہ اس بیماری کا کوئی علاج نہیں ہوتا پچھلے

ایک سال میں 50 ایسے لوگ ہیں جو اس بیماری سے لڑتے

لڑتے اپنی زندگی کی بازی ہار چکے ہیں کیونکہ ان کا

میچنگ بورن میرو نہیں ملتا اور اسی کوشش میں وہ

اپنے پیاروں سے جدا ہو جاتے ہیں انہوں نے ایسے بہت سے

پیشنٹس کے بارے میں سنا تھا مگر انہیں کہاں پتہ تھا کہ

یہ وقت ان پر بھی آئے گا اور ان کی جان سے پیاری بہن

پر آئے گا

ایسا کیسے ہو سکتا ہے ایسا نہیں ہو سکتا میری عزمی کو

اتنی سنگین بیماری نہیں ہو سکتی اسے کچھ نہیں ہو گا

میں اسے کچھ نہیں ہونے دوں گا حیدر عجیب سی لہجے
میں بولتے ہوئے وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا
ڈاکٹرز کو بلاؤ سب سے پہلے میرا ٹیسٹ کیا جائے ارسم
عارب کی جانب دیکھتا ہوا بولا اور اگلے دس منٹ میں وہ
تینوں ہی ٹیسٹ لیب میں موجود تھے تینوں نے اپنا بورن
میر و ٹیسٹ کروایا مگر افسوس کہ ان تینوں میں سے
کسی کا بھی بورن میر و عمایہ سے میچ نہیں ہوا تھا
یہیں سے حیدر اور عارب سمجھ چکے تھے کہ اگر ان
دونوں کا بلڈ عمایہ کے بورن میر و سے میچ نہیں ہوا تو
یقیناً گھر میں کسی اور کا بھی نہیں ہو گا کیونکہ وہ سب
O ایک ہی خاندان سے تھے مگر عمایہ کا بلڈ گروپ
پوزیٹو تھا اگر ان خاندان B پوزیٹو تھا جبکہ باقی سب کا
کے دو لڑکوں کا بورن میر و عمایہ سے میچ نہیں ہو رہا تھا

تو یہ بات سو فیصد سچ تھی کہ کسی دوسرے شخص کا

بھی نہیں ہو سکتا تھا

اس لیے اب انہیں جو بھی کرنا تھا جلد کرنا تھا اور انہیں

عمایہ کا بورن میرو باہر سے ڈھونڈنا تھا

اب ان تینوں کا کام بورن میرو کی تلاش تھی ارسم نے تو

اپنی پہنچ کے مطابق ہر طرف اس بات کو آگ کی طرح

پھیلا دیا تھا کہ جو بورن میرو دے گا ارسم اسے منہ بولی

قیمت ادا کرے گا پھر چاہے وہ ارسم سے اس کی ساری

جائیداد کیوں نہ مانگ لے

ارسم نے مختلف ممالکوں میں اپنے بندوں کو بھیجا تھا

جو بورن میرو کی تلاش میں گئے تھے جب کہ حیدر اور

عارب بھی دیوانہ وار کسی ایسے شخص کو ڈھونڈ رہے

تھے جس کا بورن میرو اس کی بہن کے بورن میرو سے

میچ کر جائے اور اس کی بہن کی زندگی بچ جائے

سب ٹھیک ہو جائے گا بہتر کی امید رکھو خدا ہے نہ وہ سب ٹھیک کرے گا ہم سب ہیں نہ ساتھ ہم مل کر اپنی عمایہ کا بورن میرو ڈھونڈ لیں گے اسے کچھ نہیں ہونے دیں گے اس نے ابھی بہت زندگی جینی ہے اسے ابھی اپنے بہت سے خواب پورے کرنے ہیں ہم سب اسے کچھ ہونے نہیں دیں گے وہ تینوں حیدر کے کیبن میں سر جھکائے بیٹھے تھے جب عارب نے ان دونوں کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے انہیں حوصلہ دیا جس پر ارسم اور حیدر نے گہرا سانس خارج کیا

بہت دیر سے بابا کی کالز آ رہی ہیں گھر پر سب ہمارا انتظار کر رہے ہیں ہمیں جلنا چاہیے اور عمایہ کا بھی خیال رکھنا ہے ایک سیکنڈ کے لیے اسے اکیلا نہیں چھوڑنا عارب ان

دونوں کی جانب دیکھتے ہوئے بولا کیونکہ ابراہیم صاحب

بھی وہیں پر موجود تھے اور ان کا فون پچھلے دو گھنٹوں

سے آرہا تھا جبکہ ارسم نے اپنا فون سوئچ آف کر دیا تھا

وہ کسی سے بھی بات نہیں کرنا چاہتا تھا

ٹھیک ہے تم دونوں چلو میں اپنا ضرور سامان لے کر آتا

ہوں حیدر ارسم اور عارب کی جانب دیکھتے ہوئے بولا

اور پھر کچھ وقت بعد وہ تینوں گھر کی طرف روانہ ہوئے

جہاں سب ان کے آنے کا انتظار کر رہے تھے

عمایہ تم ٹھیک ہو نا اب تم کیسا محسوس کر رہی ہو

تمہیں کہیں کوئی درد تو نہیں ہے یا کوئی تکلیف ایشال

عمایہ کے دونوں ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں تھامتے ہوئے

عمایہ کے چہرے کی طرف دیکھتی ہوں

نہیں مجھے کچھ نہیں ہوا میں بالکل ٹھیک ہوں اور مجھے کوئی درد اور کوئی تکلیف محسوس نہیں ہو رہی تم فکر مت کرو میں وہ بالکل ٹھیک ہوں عمایہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا پچھلے تین گھنٹوں سے وہ سب کو اپنے لیے پریشان دیکھ رہی تھی سب اس کی بے تحاشہ کیئر کر رہے تھے اس کا بہت زیادہ خیال رکھ رہے تھے

ہاں بس تم ہمیشہ ٹھیک ہی رہنا کل تم نے ہم سب کو ڈرا دیا تھا ہم سب بہت زیادہ ڈر گئے تھے عفاف عمایہ کے قریب بیٹھتے ہوئے بولی

بھابھی بھائی نے بتایا تو ہے کہ بس تھوڑی سی طبیعت خراب ہوئی تھی اور تو کچھ بھی نہیں ہوا آپ سب اتنا پریشان کیوں ہو رہے ہیں میں تو بالکل ٹھیک ہوں فکر مت

کریں عمایہ نے عفاف کی پریشانی دور کرنی چاہی

بس ٹھیک ہے بہت ہو گئی باتیں اب بیٹا آپ اٹھو اور جا کر

تھوڑی دیر آرام کر لو تائی جان عمایہ کی جانب دیکھتی

ہوئی بولیں

ماما مجھے بالکل بھی نیند نہیں آ رہی اور مجھے ابھی آرام

کی ضرورت بھی نہیں ہے مگر میں بعد چلی جاؤں گی

ابھی صرف مجھے آپ سب سے باتیں کرنی ہیں آپ سب

کے ساتھ وقت گزارنا ہے میں کچھ دیر بعد آرام کر لوں گی

عمایہ تائی جان کی طرف امید بھری نظروں سے دیکھتے

ہوئے بولی کیونکہ وہ پچھلے آدھے گھنٹے سے اسے بول

رہی تھیں کہ وہ جا کر آرام کر لے مگر عمایہ جانے کو تیار

نہیں تھی

تائی جان اپنا سر جھٹک کر دوبارہ اسمہ بیگم کے ساتھ

صوفے پر بیٹھ گئی انہیں پتہ تھا کہ عمایہ اب ضد پر اتر
آئی ہے اور وہ اب ان کی بات ہر گز نہیں ماننے والی ان کی
بات تب ہی مانیں گی جب وہ اس پر سختی کریں گی مگر
وہ عمایہ پر سختی نہیں کرنا چاہتی تھیں

میں انکل سے مل کر آتی ہوں بس دو منٹ میں چلو آؤ
ایشال میرے ساتھ عمایہ ایشال کا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولی

میں انکل سے مل چکی ہوں صرف تم ہی نہیں ملی تم جا
کر ملو میں تمہارا یہیں پر انتظار کرتی ہوں ایشال واپس
صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولی

تو پھر کیا ہوا تم دوبارہ مل لینا کوئی مسئلہ نہیں مگر چلو
میرے ساتھ عمایہ اس کا ہاتھ پکڑ کر دوبارہ اسے
زبردستی صوفے سے کھڑا کر چکی تھی جب کہ ایشال کو
نہ چاہتے ہوئے بھی اس کے ساتھ جانا پڑا

تم بہت خراب ہو عزمی پہلے تو کل تم نے ہمیں اتنا زیادہ

ڈرادیا پتہ نہیں کیا کچھ کھاتی رہتی ہو اور وہ صحت پر

ایسا اثر کر جاتا ہے کہ تمہاری حالت خراب ہو جاتی ہے ان

سب چیزوں سے پرہیز کیا کرو ایشال کسی سمجھدار لڑکی

کی طرح اسے سمجھا رہی تھی

میں نے جان بوجھ کر تو کچھ نہیں کیا تم اب اس بات کو

چھوڑ دو اور یہ بتاؤ کہ تمہاری بھائی سے بات ہوئی تم

دونوں کی بات آگے بڑھی کہ نہیں

عمایہ بات کو بدلنا چاہتی تھی اس لیے اس نے جان بوجھ

کر حیدر کی بات چھیری جس پر ایشال فوراً ہی چھیڑ

گئی اور عجیب سامنہ بنا کر عمایہ کو دیکھنے لگی

کون سی بات آگے بڑھنی ہے تمہارے بھائی نے جو میرے

ساتھ کیا ہے وہ کم ہے نکاح کی عجیب و غریب شرائط

رکھوادی اور اس میں یہ بھی لکھوادیا کہ ہر صورت
میری پڑھائی مکمل کروائیں گے
غضب خدا کا میں نے ایسا شوہر تو نہیں مانگا تھا میں تو
چاہتی تھی کہ میرا شوہر میرا احساس کرے جو مجھے
نہیں پسند اس چیز سے ہزار بار انکار کرے اور بولے بیگم
جو آپ کو پسند ہے بس وہ ہی مجھے پسند ہے مگر یہ
کیسا شوہر ملا میں تو کوئی ناول کا ہیرو مانگتی تھی
مگر کیسا جلاد شوہر خدا نے عطا کیا ہے جو ہاتھ منہ دھو
کر میری پڑھائی کے پیچھے پڑ چکا ہے
اللہ اللہ میری تو قسمت پھوٹ گئی جو میری ان سے شادی
ہو گئی ایشال کو تو جیسے موقع مل گیا تھا اپنا رونا رونے
کا اس لیے وہ نان سٹاپ بولتے ہوئے اپنے دکھوں کے
داستان کو شروع کر چکی تھی

جبکہ عمایہ منہ کھولے حیرت سے اس دکھوں کی ماری نا شکری لڑکی کو دیکھ رہی تھی جو اپنے ناموجود آنسو صاف کرنے میں مصروف تھی

اووو ہیلو قسمت تمہاری نہیں میرے بھائی کی پھوٹ گئی ہے جسے اتنی نکمی بیوی ملی ہے جو کم سے کم اپنی پڑھائی بھی مکمل نہیں کر سکتی ویسے تمہارے ساتھ بالکل ٹھیک ہوا ہے تم اسی لائق ہو تمہارے ساتھ ایسا ہی ہونا چاہیے تمہیں تو بھائی اچھے سے سیٹ کریں گے

عمایہ ایشال کو گھورتے ہوئے بولی اس سے اپنے بھائی کی برائی ہضم نہیں ہوئی تھی جبکہ ایشال سے اپنے شوہر کی اتنی اچھائی ہضم نہیں ہو رہی تھی

اب تم اپنے بھائی کی خاطر اپنی دوست سے بدتمیزی کرو گی ایشال حیرت سے ڈوبی آواز میں عمایہ کی طرف

دیکھتی ہوئی بولی

بدتمیزی میں نہیں تم کر رہی ہو بے وقوف لڑکی اپنے شوہر

کے بارے میں ایسے الفاظ نہیں استعمال کرتے عمایہ کو

اس کا اس طرح بولنا پسند نہیں آیا تھا اس لیے وہ اس

کے سر پر ایک ہلکی سی چپت مارتے ہوئے بولی

اچھا ٹھیک ہے اتنا غصہ کیوں ہو رہی ہو نہیں کہتی کچھ

آئیندہ سے تمہارے بھائی کو آخر وہ میرے بھی کچھ لگتے

ہیں مجھے تھوڑی نہ اچھا لگے گا ان کی برائی کرتے ہوئے

ایشال اپنی بھڑاس بھی نکال چکی تھی اور اب اسے

پچھتاوا بھی ہو رہا تھا کہ اسے حیدر کے بارے میں اتنا برا

نہیں بولنا چاہیے تھا

اچھا ٹھیک ہے زیادہ نوٹنکی کرنے کی ضرورت نہیں بھائی

کے سامنے زبان کو ذرا کنٹرول میں رکھا کرو ورنہ جو

رخصتی تمہاری کچھ عرصے بعد ہونی ہے وہ بھائی جلد ہی

کروادیں گے عمایہ کا اندازہ اب اسے زچ کرنے والا تھا

مجھے کوئی رخصتی نہیں کروانی ابھی پڑھائی کا پھندا

تو تمہارے بھائی میرے گلے میں ڈال ہی چکے ہیں پھر اب

مجھے رخصتی کروانے کی کیا ضرورت ہے میں تو نہیں

کروا رہی جب تک میری پڑھائی مکمل نہیں ہو جاتی

ایشال دائیں بائیں ہاتھ مارتے ہوئے صاف انکار کر گئی

اووووہوووو مزاج تو دیکھو میڈم کے جیسے ان سے اجازت

مانگی جا رہی ہو نہ بیٹا جی نہ یہ اختیار میرے بھائی کے

ہاتھ میں ہے اور وہ چاہیں تو تمہارے رخصتی ابھی اور

اسی وقت بھی کروا سکتے ہیں اس لیے ان سے سوچ

سمجھ کر پنگا لینا عمایہ ایشال کے کان کے قریب گھستے

ہوئے ہلکی سی آواز میں بولی مگر اس کی آواز اور سنہری

آنکھوں میں صاف شرارت چھپی تھی

تم تم زیادہ بنو مت ایشال عمایہ کی جانب لپکی تو عمایہ
کھلکھلاتی ہوئی آگے کی جانب بھاگی

عمایہ زور سے ہنستے ہوئے آگے آگے بھاگ رہی تھی جبکہ
ایشال اس کے پیچھے پیچھے تھی ان دونوں کی
کھلکھلاہٹیں سارے گھر میں گونج رہی تھی جو کہ سب
کی سماعتوں تک آسانی سے رسائی حاصل کر چکی تھی

عمایہ کو اچانک بہت زور کے چکر آئے وہ چکر اتنے خطرناک
اور اتنی تکلیف دہ تھے کہ عمایہ کو سنبھلنے کا بھی موقع
نہ ملا اور اگلے ہی پل وہ درد کے شدت برداشت نا کرتے
ہوئے زمین بوس ہو چکی تھی

جبکہ عمایہ کہ گرنے پر ایشال اونچی آواز میں چیختی
ہوئی اس کی طرف بھاگی

عمایہ عمایہ اٹھو عزمی اٹھو کیا ہوا تمہیں بابا ہادی ماما

کہاں ہیں آپ سب عزمی کو دیکھیں کیا ہوا ایشال بہت

اونچا چیخ رہی تھی وہ اونچا اونچا روتے ہوئے سب کو

پکار رہی تھی جبکہ ایشال کے دل فریب چیخ سنتے سب

دوڑتے ہوئے باہر کی جانب آئے تھے

جہاں عمایہ ہوش و حواس سے بیگانہ زمین پر گری ہوئی

تھی اس کی آنکھیں بند تھیں جبکہ اس کا سر ایشال کی

گود میں تھا اور ایشال مسلسل روتے ہوئے اس کے چہرے

کو تھپتھپا رہی تھی

عمایہ عمایہ اٹھو کیا ہوا میری بچی کو عارف صاحب

عمایہ کے چہرے سے بال پیچھے ہٹاتے ہوئے کافی خوف

زدہ انداز میں بولے

بابا پیچھے ہٹیں ہادی نے جلدی سے عارف صاحب کو

پیچھے کیا اور عمایہ کو اپنے بازوؤں میں اٹھایا

حمزہ گاڑی نکالو جلدی ہادی بھاگتا ہوا اونچی آواز میں

بولا تو حمزہ باہر کی جانب لپکا اور جلدی سے گاڑی

سٹارٹ کی اتنی سی دیر میں اس گھر کا منظر ویسا ہی

ہو چکا تھا جو 24 گھنٹے پہلے تھا

فرق صرف اتنا تھا کہ تب سب رو رہے تھے مگر اب صرف

ایشال رو رہی تھی جبکہ باقی سب بالکل سن پڑے وہیں

پر پتھر کی مورت بنے کھڑے رہ گئے تھے

آپ سب حوصلہ رکھیں کچھ نہیں ہو گا بچی کو عارف

صاحب گھر کی خواتین کی جانب دیکھتے ہوئے بولے اور

پھر انہوں نے بھی باہر کی جانب قدم بڑھائے عارف صاحب

اور فضل صاحب انہی کے ساتھ تھے

وہ تینوں گھر میں داخل ہوئے تو عجیب سے سناٹے نے ان کا استقبال کیا جبکہ انہیں یہ خاموشی کچھ عجیب سی محسوس ہوئی

ان کے گھر میں اتنی خاموشی تو نہیں ہوتی تھی خاص کر عمایہ کے ہوتے ہوئے مگر گھر کے سب افراد تو گھر میں موجود تھے پھر اتنی وحشت زدہ خاموشی ہر طرف کیوں پھیلی ہوئی تھی

گھر کے اندر قدم رکھتے ہی ان کی سماعتوں سے کسی کے زار و قطار رونے کی آواز ٹکرائی کوئی ہچکیوں سے رو رہا تھا اور بے تحاشہ رو رہا تھا صرف یہی نہیں اس آواز میں

کسی اور کی آواز بھی شامل تھی کوئی اور بھی تھا جو
اسی طرح سے رو رہا تھا
ان آوازوں کو سنتے ان تینوں کا دل عجیب سے خوف کی
مانند دھڑکنے لگا ان تینوں نے بغیر رکے بھاگنے کے انداز
میں اندر کی جانب قدم بڑھائے جہاں سامنے کا منظر
دیکھ کر ان کے قدم وہیں پر جم گئے ایشال زمین پر
بیٹھی زار و قطار رو رہی تھی جبکہ عفاف اس کے قریب
کھڑی اپنے ہونٹوں پر دونوں ہاتھ جمائے اپنی ہچکیاں
روکنے کی کوشش کر رہی تھی کچھ فاصلے پر کھڑی اسمہ
بیگم اور تائی جان کی آنکھوں سے اشک بہہ رہے تھے مگر
ان چاروں میں سے کوئی بھی ایک دوسرے کو چپ نہیں
کروا رہا تھا
ان چاروں کے علاوہ وہاں کوئی بھی موجود نہیں تھا ایک

لمحہ لگا تھا ارسم کو ساری سچویشن سمجھنے میں

کیا ہوا ہے تم اس طرح کیوں رو رہی ہو سب ٹھیک ہے

عزمی کدھر ہے حیدر آگے بڑھ کر ایشال کو دونوں کندھوں

سے تھام کر اپنے سامنے کھڑا کرتے ہوئے پوچھنے لگا

عارب نے جلدی سے آگے بڑھ کر عفاف کو اپنے حصار میں

لیا جبکہ عارب کی پناہ گاہ ملتے وہ اس کے سینے میں اپنا

چہرہ چھپائے زاروقطار رونے لگی تھی جیسے اسے اپنا

مضبوط سہارا مل گیا ہو اپنے درد بانٹنے کے لیے

بولو میں تم سے کیا پوچھ رہا ہوں عمایہ کدھر ہے حیدر کے

دوبارہ سختی سے پوچھنے پر ایشال نے آنسوؤں سے بھری

نظریں اٹھا کر حیدر کی جانب دیکھا تو حیدر کو اپنا دل

ڈوبتا ہوا محسوس ہوا

میں اور عزمی انکل سے ملنے جا رہے تھے اور پھر اچانک

عزمی گر گئی وہ اٹھ بھی نہیں رہی تھی اسے ہوش بھی نہیں آرہا تھا سب اسے ہاسپٹل لے کر گئے ہیں ایشال نے روتے ہوئے ہچکیوں کے درمیان بہت مشکل سے اپنی بات مکمل کی تھی

ایشال کے ایک ایک الفاظ پر ارسم کا دل ڈوب کر ابھر رہا تھا اس کے دل کو کوئی بری طرح اپنی مٹھی میں جکڑ کر کر اپنے نوکیلے ناخنوں سے زخمی کر رہا تھا اسے اپنے جسم سے جان نکلتی ہوئے محسوس ہو رہی تھی اسے یوں لگ رہا تھا جیسے اس کے پیروں تلے زمین نکل چکی ہے

ارسم نے بغیر وہاں رکے قدم الٹے لینا شروع کیے اور پھر وہ ایک دم سے پلٹا اور پوری رفتار سے بھاگتے ہوئے باہر نکلا اسے نہیں پتا تھا کہ وہ کیسے اور کس طرح اپنی گاڑی تک پہنچا اور گاڑی کیسے روڈ پر ڈالی

وہ بہت زیادہ رش ڈرائیونگ کرتے ہوئے ہاسپٹل پہنچا تھا
آدھے گھنٹے کا راستہ اس نے صرف 12 منٹ میں طے کیا
تھا بہت بار اس کا ایکسیڈنٹ ہوتے ہوتے بچہ تھا مگر اس
نے گاڑی نہیں روکی تھی اس کا دماغ مکمل طور پر سن
پڑ چکا تھا اسے لگ رہا تھا جیسے کوئی اس کے جسم سے
اس کی روح کو بری طرح کھینچ رہا ہوں اور اس کی روح
اس کا جسم چھوڑنے کو تیار نہ ہو جس کی تکلیف اسے
اپنے رگ رگ میں محسوس ہو رہی تھی
ہاسپٹل کے آگے گاڑی روکتے ہی ارسم پاگلوں کی طرح اندر
کی جانب بھاگا اس کے یوں بھاگنے سے سب حیران و
پریشان اس برخوردار آدمی کو آئی سی یو کی جانب جاتا
ہوا دیکھ رہے تھے
بابا ماما یا کہاں ہے۔۔۔؟؟ ارسم آئی سی یو کے قریب جاتے

ہوئے ابراہیم صاحب کی جانب دیکھتے ہوئے بولا جن کے

قریب ہی عارف صاحب اور فضل صاحب بھی کھڑے تھے

جبکہ ہادی اور حمزہ بھی وہیں پر موجود تھے

وہ اندر ہے بیٹا ابراہیم صاحب سامنے آئی سی یو کے بند

دروازے کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بولے

ارسم آگے بڑھا اور بغیر سوچے سمجھے آئی سی یو کا

دروازہ کھول دیا اور اندر چلا گیا جبکہ اس کی اچانک

ایسی حرکت پر کوئی اسے روک بھی نہیں سکا تھا

ایسکیوز می سر آپ اس طرح اندر نہیں آسکتے ارسم کو

اندر داخل ہوتا ہے دیکھ کر ایک نرس اس کے قریب آتے

ہوئے بولی تو ارسم نے اپنی سرخ ہوتی انگارہ نیلی آنکھوں

سے سامنے کھڑی نرس کو گھورا

اس کی نظروں میں ایسی وحشت تھی کہ اس نرس کو

بے اختیار اپنے دو سے تین قدم پیچھے لینے پڑے اور
دوبارہ وہ کچھ بھی بول نہیں سکی

اٹس او کے آپ آئیں سر آپ پیشنٹ کے قریب نہیں جا سکتے
لیکن آپ کچھ فاصلے پر رک کر انہیں دیکھ سکتے ہیں

ڈاکٹر کو بھی ارسم کا کافی خوف تھا اس لیے اس نے
ارسم کو وہاں رکنے کی اجازت تو دے دی مگر جو ضروری
تھا وہ کہنا نہیں بھولا

اب تم لوگ مجھے بتاؤ گے کہ مجھے اپنی بیوی کے قریب
رہنا ہے یا نہیں ارسم عجیب سی سختی سے بولا اس کے
لہجے میں عجیب سی وحشت تھی جو ڈاکٹرز کو بھی
خوفزدہ کرنے کا سبب بن رہی تھی

ارسم سب کی موجودگی کو نظرانداز کرتا عمایہ کے قریب
گیا اس کے چہرے کا رنگ پیلا زرد پڑ چکا تھا منہ پر

آکسیجن ماسک لگایا گیا تھا جس کے ذریعے وہ لمبے لمبے سانس لے رہی تھی

ارسم وہی زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھا اور اس طرح اس کا چہرہ عمایہ کہ چہرے کے قریب ہو چکا تھا اسے فی الحال کسی کی پرواہ نہیں تھی وہ اس وقت اپنی ذات کو بھی فراموش کر چکا تھا جبکہ باقی سب ڈاکٹرز حیرانگی سے ارسم کو زمین پہ بیٹھا ہوا دیکھ رہے تھے

ارسم نے عمایہ کا ہاتھ پکڑا تو اسے لگا جیسے اس نے کسی برف کے تخیے کو اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا ہو عمایہ کا وجود برفوں میں لگا ہوا تھا اس کا جسم اتنا سرد تھا کہ آئی سی یو کا روم ٹمپریچر بھی اسے ابھی تک نارمل نہیں کر پایا تھا

آپ سب میری شکل کیا دیکھ رہے ہیں اپنا کام شروع کریں

ارسم خاصی اونچی آواز میں دھاڑا کیونکہ عمایہ کی

حالت خراب ہوتی جارہی تھی جبکہ وہ سب منہ اٹھا کر

کھڑے ارسم کو دیکھ رہے تھے

ارسم کے اس طرح بولنے پر ڈاکٹر جلدی سے اپنا کام کرنے

لگے فلحال وہ ارسم کو نظرانداز نہیں کر پارہے تھے مگر

انہیں اپنا کام کرنا تھا وہ یہ بھی جانتے تھے کہ بیڈ پر

لیٹی لڑکی ارسم ابراہیم کے لیے کیا معنی رکھتی ہے جو

شخص کبھی دنیا کے سامنے نہیں جھکا تھا وہ شخص

اس وقت اپنی محبت کے آگے جھکا ہوا تھا پھر وہ ڈاکٹرز

لاپرواہی تو بالکل نہیں برت سکتے تھے

عارب اور حیدر اندر داخل ہوئے تو انہوں نے سامنے ہی

زمین پر بیٹھے ارسم کو دیکھا جس کی نظریں عمایہ کے

ہاتھ پر جمی ہوئی تھی اس نے اپنے دونوں ہاتھوں سے

عمایہ کا دایاں ہاتھ تھاما ہوا تھا مایا کا ننھا سا ملائم ہاتھ

اس کے مضبوط ہاتھوں میں کہیں قید تھا عمایہ کا ہاتھ

دکھائی بھی نہیں دے رہا تھا مگر ارسم کی نظریں اس کے

ہاتھ پر ہی تھیں

ارسم کو زمین پر بیٹھا دیکھ کر ان دونوں کو بھی کافی

حیرت ہوئی عمایہ تو صرف اس کی منگیتر تھی اور وہ

اس کے معاملے میں اتنا پوزیسیو تھا انہیں اس وقت یہ

معاملہ کچھ سمجھ نہیں آیا تھا جہاں تک انہیں معلوم

تھا صرف اتنا ہی تھا کہ ارسم اور عمایہ ایک دوسرے کو

منگیتر ہونے کے بعد ہی جانتے ہیں اس سے پہلے نہیں مگر

ارسم کی حالت دیکھ کر انہیں کسی اور بات کا اندیشہ ہو

رہا تھا

ہاں وہ مانتے تھے کہ ان کی بہن ایسی کشش رکھتی تھی
کہ وہ کسی بھی شخص کو اپنی طرف آسانی سے مائل کر
سکتی تھی مگر ارسم ابراہیم جیسے مضبوط اعصاب کی
شخص کو اتنی جلدی اپنی طرف مائل کر لینا یہ بات
ناممکن تھی

وہ دونوں آگے بڑھے اور معائنہ کرتے ڈاکٹرز کے ساتھ عمایہ
کا چیک اپ کرنے لگے اور کچھ ہی دیر میں وہ عمایہ کو
ایک ڈرپ لگا کر ڈاکٹرز کو جانے کا بول چکے تھے جبکہ
ارسم ابھی تک وہیں پر بیٹھا تھا
اٹھ جاؤ ارسم وہ اب نیند میں ہے جلدی نہیں اٹھے گی
ہمیں جلد از جلد بون میرو کا انتظام کرنا ہو گا ورنہ۔۔۔۔
آگے کے الفاظ عارب بول ہی نہیں سکا تھا
اپنے کندھے پر عارب کا ہاتھ محسوس کرتے ارسم نے نظریں

اٹھا کر اپنے سامنے ہی کھڑے عارب اور حیدر کی جانب

دیکھا مگر ان کی نظروں میں موجود تحریر پڑھ کر وہ

سمجھ چکا تھا کہ وہ دونوں کس کشمکش میں مبتلا ہیں

کہ ارسم عمایہ کے اتنے نزدیک کیسے ہے وہ ان کی نظروں

میں موجود تمام سوالات کو سمجھ چکا تھا آخر وہ ایک

سمجھدار اور پر وقار شخص تھا وہ آسانی سے لوگوں کی

آنکھیں پڑھنا جانتا تھا

عمایہ صرف میری منگیتر نہیں ہے بلکہ پچھلے چار مہینوں

سے میں اسے جانتا ہوں ہمارا رشتہ ارینج نہیں ہے میں

عمایہ سے محبت کرتا ہوں اسے پسند کرتا تھا اور اس لیے

بابا کو اپنی پسند بتا کر عمایہ کا ہاتھ مانگنے کے لیے انہیں

بھیجا میری محبت سچی تھی اور عمایہ میری قسمت میں

تھی اس لیے میری اور مایا کی انگیجمنٹ کر دی گئی

یہ کوئی عام لڑکی نہیں ہے میرے لیے یہ میری زندگی کا کل اثاثہ ہے میں ایک پل کے لیے بھی اسے خود سے جدا نہیں کرنا چاہتا ارسم نے ساری حقیقت خود ہی اپنے زبان سے بیان کردی اس کے لہجے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں تھی اور نہ ہی کوئی شرمندگی تھی

بھلا وہ شرمندہ کیوں ہوتا عمایہ کو وہ جنون کی حد تک محبت کرتا تھا بلکہ وہ تو اس کے عشق کے آخری حد تھی

پھر وہ اس بات کو سر اٹھا کر کہنے کے بجائے سے شرمندگی سے سر کیوں جھکاتا اسے فخر تھا اپنی پسند پر اور وہ فخر سے بتا رہا تھا کہ اسے عمایہ عزمیل سے بے انتہا محبت ہے

اپنی بات مکمل کر کے ارسم نے سامنے کھڑے حیدر اور عارب کی جانب دیکھا جن کے چہرے پر حیرت کے تاثرات

صاف واضح تھے یعنی انہیں حیرت کا جھٹکا لگا تھا یہ
سن کر کے ارسم پچھلے چار مہینوں سے عمایہ سے محبت
کرتا ہے اور اسے جانتا بھی ہے
کیا عمایہ بھی تم سے محبت کرتی ہے یہ رشتہ تم دونوں
کی رضامندی سے ہوا ہے یہ سوال حیدر کی جانب سے آیا تھا
نہیں تمہاری بہن تو مجھے بالکل بھی نہیں جانتی تھی
پھر وہ مجھ سے محبت کیسے کر سکتی ہے اس کی
محبت میں میں گرفتار ہوا تھا وہ نہیں وہ تو شاید آج
بھی مجھے صحیح طرح نہیں جانتی
ارسم نے بولتے ہوئے عمایہ کے چہرے کی جانب دیکھا جو
ہوش وحواس بیگانہ گہری نیند سو رہی تھی مگر وہ
ارسم ابراہیم کی زندگی میں کیسا دہلکا مچا رہی تھی اس
بات سے وہ معصوم بالکل انجان تھی

مجھے بہت خوشی ہوئی ہے جان کر کہ تم عمایہ سے

محبت کرتے ہو اور بے تحاشہ کرتے ہو مگر خدا کے لیے اسے

اپنی جان کا وبانہ بناؤ خدانخواستہ مگر ہماری عمایہ

!!! ٹھیک نہ ہو سکی تو تمہاری زندگی۔۔۔۔۔

عارب کی بات ابھی مکمل بھی نہیں ہوئی تھی جب ارسم

نے فوراً اس کی بات کاٹی

تم ایسا کیسے کہہ سکتے ہو تمہیں کس نے اجازت دی کہ

تم اس کے بارے میں ایسے الفاظ استعمال کرو وہ بالکل

ٹھیک ہو جائے گی میں اسے کچھ بھی نہیں ہونے دوں گا

وہ میری امانت ہے اور اسے مجھ تک آنا ہی پڑے گا وہ

مجھے اکیلا نہیں چھوڑ سکتی ارسم بے حد سنجیدگی

سے بولا

تم اس بات کو جھٹلا نہیں سکتے ہمارے پاس صرف دو دن

بچے ہیں اور دو دن میں ہمیں ہر حال میں عمایہ کا بون

میرو ملنا چاہیے یہ دیکھو اس کی رپورٹس عارب نے

بولتے ہوئے عمایہ کی رپورٹس اس کی جانب بڑھائی

یہ انفیکشن اس کے جسم میں بری طرح پھیل چکے ہیں

اب تو ہم کسی دوسرے شخص کو اس کے قریب بھی

نہیں رکھ سکتے اس طرح دوسرے شخص میں یہ

انفیکشن پھیلنے کے اندیشہ ہے ہم سب سے یہ بات چھپا

رہے ہیں صرف اس لیے کہ جس تکلیف سے سب پہلے ہی

گزر رہے ہیں وہ مزید تکلیف میں مبتلا نہ ہوں

تمہارے سامنے یہ بات مجھے اس لیے کھولنی پڑی تاکہ تم

عمایہ کے قریب نا جاؤ ہمیں عمایہ کو سب سے الگ رکھنا

پڑے گا اور دو دن کے اندر اندر بون میرو کا انتظام کرنا

پڑے گا ہمیں مجبوری کے تحت عمایہ کو بے ہوشی میں

رکھنا پڑ رہا ہے کیونکہ ہوش میں وہ اس تکلیف کو

برداشت نہیں کر سکتی ساری کی ساری سچائی عارب کی

زبان پر خود بخود ہی آ چکی تھی وہ جو دونوں بھائی

رات سے تڑپ تڑپ کر رو رہے تھے عمایہ کی رپورٹس دیکھ

کر اب انہیں وہ ساری سچائی ارسم کو بتانی ہی پڑی تھی

کیا مطلب ہے تم لوگوں کا تم لوگوں نے کیا چھپایا ہے ارسم

ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے حیرانگی سے بولا اب

ایسی کون سی بات تھی جو ان دونوں نے سب سے

چھپائی تھی

عمایہ کی جان خطرے میں آ چکی ہے اس بات کا یقین کرنا

ناممکن ہے لیکن یہ ہی سچ ہے اس کے قریب رہنے والا ہر

شخص اس بیماری سے متاثر ہو سکتا ہے اس لیے ہمیں

عمایہ کے قریب کسی کو بھی نہیں رکھنا عمایہ کے پاس

وقت بہت کم ہے ہمیں جلد از جلد بون میرو کا انتظام کرنا
ہوگا ورنہ ہم اپنی عمایہ کو کھو دیں گے وہ ہمیں چھوڑ کر
چلی جائے گی اور ہم کچھ نہیں کر سکیں گے کچھ بھی نہیں۔۔۔
یہ بولتے ہوئے حیدر کی آنکھوں میں ضبط کی نمی چمکی
تھی وہ یہ الفاظ کس ضبط سے بیاں کر رہا تھا یہ تو وہی

جانتا تھا

ارسم حیرانگی سے ان دونوں کی طرف دیکھ رہا تھا پھر
اس کے چہرے کے تاثرات بدلنے لگے اس نے گردن گھما کر
بیڈ پر لیٹی عمایہ کو دیکھا اور پھر بغیر کچھ بولے وہاں
سے باہر نکل گیا
مجھے آپ سب سے ایک ضروری بات کرنی ہے ارسم باہر
نکلتے ہی ابراہیم صاحب اور عارف صاحب کی جانب
دیکھتے ہوئے بولا تو سب نے سوالیہ نظروں سے اس کی

طرف دیکھا جیسے پوچھنا چاہ رہے ہو کہ کون سی بات ہے جو اسے ان سے کرنی ہے

ہاں بولو کیا کہنا چاہتے ہو تم ابراہیم صاحب نے جواب دیا جبکہ عارف صاحب کی نظریں تو آئی سی یو کے دروازے پر ہی تھیں ڈاکٹرز انہیں بتا کر گئے تھے کہ عمایہ بہتر ہے اور وہ گہری نیند میں ہے جبکہ حقیقت کے بارے میں ڈاکٹرز نے بھی کسی کو نہیں بتایا تھا کیونکہ عارب اور حیدر نے سب ڈاکٹرز کو بتانے سے منع کیا تھا کہ کوئی بھی ڈاکٹر ان کی فیملی سے کوئی بھی بات نہیں کرے گا جس پر وہ سب ڈاکٹرز خاموش تھے اور انہوں نے کسی کو کچھ بھی نہیں بتایا تھا

مجھے آج ہی عمایہ سے نکاح کرنا ہے ارسم کی بات سن کر سب نے جھٹکے سے سر اٹھا کر ارسم کی طرف دیکھا جس

کے چہرے پر چٹانوں سے سختی تھی اور آنکھیں سرخ

انگار بنی ہوئی تھی

لیکن بیٹا وہ ابھی ٹھیک نہیں ہے فضل صاحب نے ارسم کو

سمجھانا چاہا

لیکن مجھے آج ہی اس سے نکاح کرنا ہے مایا کے ہوش میں

آتے ہی میں چاہتا ہوں کہ اس کا اور میرا نکاح کروادیا

جائے میں اس کے قریب رہنا چاہتا ہوں وہ بیماری میں

مبتلا ہے اور میں اس سے الگ نہیں رہنا چاہتا وہ میری

امانت ہے آج نہیں تو کل اسے میری ہی دسترس میں آنا ہے

تو پھر آج کیوں نہیں ارسم حد سنجیدگی سے بولا گویا

وہ سب کو اپنا حکم سنا رہا تھا

ارسم بے وقوف مت بنو تم اس کے قریب نہیں رہ سکتے

اسے ٹھیک ہونے دو پھر تم دونوں کا نکاح کروادیں گے

آئی سی یو سے نکلتے عارب اور حیدر نے یہ بات سن لی
تھی اس لیے عارب فوراً ارسم کو منع کرنے لگا ایک جان
تو آگے خطرے میں تھی وہ دوسری جان کو خطرے میں
نہیں ڈال سکتے تھے

تمہاری رپورٹس میں لکھا ہے کہ اس کے قریب رہنے والے
شخص کو یہ بیماری متاثر کر سکتی ہے مگر کس حد تک
یہ نہیں لکھا مجھے اپنے خدا پر پورا یقین ہے آپ سب
نکاح کی تیاری کریں مجھے عمایہ میرے نکاح میں چاہیے
ارسم کا لہجہ اٹل تھا وہ اتنے مضبوط لہجے میں بات کر
رہا تھا کہ سب کو مجبوراً اس کی بات ماننی ہی پڑی
جب کہ عارب کہ لاکھ منع کرنے پر بھی ارسم نہیں مانا تھا
اسے اپنے خدا پر یقین تھا پھر وہ ایسی چھوٹی موٹی
رکاوٹوں سے کیوں ڈرتا اسے عمایہ کے قریب رہنا تھا بغیر

نکاح کے وہ مایا کے قریب نہیں رہ سکتا تھا اس لیے نکاح

بے حد ضروری تھا

—

میران تیز رفتار میں گاڑی چلاتے ہوئے ہاسپٹل پہنچا تھا

کچھ دیر پہلے ہی وہ عارف صاحب سے ان کے آفس ملنے

گیا تھا جہاں پر معلوم ہوا کہ پچھلے تین دنوں سے وہ

آفس ہی نہیں آرہے اسے تھوڑی پریشانی لاحق ہوئی اس

لیے اس نے گھر کا رخ کیا گھر پہنچتے ہی تائی جان سے

جو اسے معلومات ملی وہ دل دہلا دینے والی تھی

اسے جیسے ہی پتہ چلا کہ عمایہ اس حال میں ہے وہ فوراً

وہاں سے نکلا اور اب وہ تیز ڈرائیونگ کرتے ہوئے ہاسپٹل

جا رہا تھا

وہ تو کبھی ایسے سوچ بھی نہیں سکتا تھا اس نے تو کبھی اپنے وہم و گمان میں بھی نہیں سوچا تھا کہ عمایہ پر ایسا وقت بھی آ سکتا ہے اسے کوئی بیماری ہو سکتی ہے اپنی سوچوں میں الجھا ہوا وہ ہاسپٹل پہنچ چکا تھا اور اب وہ ریسیپشن پر حیدر اور عارب کے بارے میں پوچھنے کے بعد ان کے کیبن کی طرف گیا تھا

السلام علیکم میران عارب کے کیبن کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوتے ہوئے بولا جہاں سامنے ہی صوفے پر ابراہیم صاحب فضل صاحب بیٹھے ہوئے تھے جبکہ دوسرے صوفے پر ارسم کے ساتھ عارف صاحب اور ان کے ساتھ ہی حیدر موجود تھا عارب اپنی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا ان کے علاؤہ وہاں پر اور کوئی موجود نہیں تھا مگر سب

بالکل خاموش تھے ان میں کوئی گفتگو نہیں ہو رہی تھی

عارف صاحب دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں

الجھائے اپنے ماتھے پر ٹکائے سر جھکا کر بیٹھے تھے جب

کہ حیدر نے اپنے سر کی پشت صوفے پر گرائی ہوئی تھی

اور آنکھیں بند تھیں یقیناً وہ کسی اذیت میں مبتلا تھے

اس لیے تو ان سب کا حال ایسا تھا

میران کی آواز پر سب نے دروازے کی جانب دیکھا جہاں

میران کھڑا ان سب کو دیکھ رہا تھا

وعلیکم السلام تم یہاں عارب میران کی موجودگی پر

حیران ہوا

جی مجھے عمایہ کی طبیعت کے بارے میں معلوم ہوا تھا

اور پتہ چلا کہ آپ سب ہاسپٹل میں ہیں اس لیے میں

یہاں پر آگیا سب خیریت ہے سب ٹھیک تو ہے میران بولتا

ہوا عارف صاحب کے قریب جا بیٹھا جس پر عارف

صاحب نے ایک اذیت بھرا سانس ہوا کہ سپرد کرتے ہوئے

سر نفی میں ہلایا

عارف صاحب جیسے جیسے بول رہے تھے میران کے چہرے

پر ویسے ویسے ایک رنگ آرہا تھا اور ایک جا رہا تھا پتہ

نہیں کیوں مگر اسے بہت تکلیف محسوس ہو رہی تھی

بون میرو کسی سے بھی میچ نہیں ہو رہا صرف ایک

شخص کا میرو ملا ہے جو صرف 30 فیصد میچ ہو رہا ہے

اور وہ شخص 70 سال کی عمر سے بھی زیادہ ہے اور

ہماری عمایہ ابھی بچی ہے اتنے ادھیر آدمی کا بون میرو

ہم اس میں ٹرانسفر نہیں کر سکتے

اگر آپ کی اجازت ہو تو میں اپنا ٹیسٹ کروا سکتا

ہوں۔۔۔؟! میران سوالیہ نظروں سے عارف صاحب کی

جانب دیکھتے ہوئے بولا

آپ فکر مت کریں سب بہتر ہو گا صرف دعا کریں حیدر

مجھے اپنا بون میرو ٹیسٹ کروانا ہے میران نے بولتے ہوئے

حیدر کی جانب دیکھا وہ آہستہ آہستہ امیدوں کا سہارا

چھوڑ رہے تھے انہیں ابھی بھی بون میرو کی تلاش تھی

مگر میران کے بولنے پر حیدر نے ہاں میں سر ہلایا اور

میران کو لے کر وہاں سے چلا گیا

عمایہ کو اپنے بالوں میں کسی کی چلتی انگلیوں کا لمس

محسوس ہوا تو اس نے آہستہ آہستہ اپنی آنکھیں کھولیں

مگر اپنے قریب تر عارف صاحب کو بیٹھے پایا جو اس کے

ریشمی بالوں میں آہستہ آہستہ انگلیاں پھیر رہے تھے

چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی آنکھوں میں عجیب

سی ویرانی تھی ان کی مسکراہٹ سے یوں محسوس ہو

رہا تھا جیسے وہ اندر سے بہت تکلیف میں ہوں بے شک وہ

عمایہ کے سامنے اپنی حالت بیان نہیں کر سکتے تھے مگر

ان کی جھوٹی مسکراہٹ بھی ان کے غم کو چھپا نہیں

سکی تھی

اٹھ جائیں میری شہزادی آپ کے بابا بہت دیر سے آپ کا

انتظار کر رہے ہیں عارف صاحب نے بے حد نرمی سے بولتے

ہوئے عمایہ کی پیشانی چومی جس پر عمایہ نے اپنی

آنکھیں بند کر کے اپنے باپ کے شفقت بھرے لمس کو اپنی

روح تک اترتے ہوئے محسوس کیا

بابا جان۔۔۔۔ عمایہ نے بولتے ہوئے عارف صاحب کا ہاتھ تھاما

اور عقیدت سے ان کے ہاتھ کو اپنے لبوں سے لگایا نا چاہتے ہوئے بھی عارف صاحب کی آنکھوں میں نمی چمکی تھی وہ تو پتہ نہیں کیسے اپنے درد کو اندر دھکیل رہے تھے مگر عمایہ کی اس حرکت سے وہ ضبط نہیں کر پائے تھے

بابا جان آپ کیوں رو رہے ہیں کیا ہوا ہے عمایہ ان کی آنکھوں میں آنسو دیکھ چکی تھی اس لیے وہ پریشان ہوتی جلدی سے اٹھ کر بیٹھنے لگی

مگر اسے اپنے سر میں اور اپنے جسم میں شدید درد کی لہریں گزرتی ہوئی محسوس ہوئی اس سے اتنی ہمت بھی نہ ہوئی کہ وہ اٹھ کر بیٹھ جائے وہ دوبارہ تکیے پر اپنا سر گراتی لیٹ گئی اور آنکھیں ایک بار سختی سے بند کر کے دوبارہ کھولیں جیسے اپنے درد کی شدت کو کم کرنا

چاہ رہی ہو

تم نہ اٹھو میری بچی لیٹی رہو مجھے کچھ نہیں ہوا بس

تم تھوڑی سی بیمار ہو نا اس لیے مجھے اچھا نہیں لگ رہا

عارف صاحب عمایہ کے نرم و ملائم ڈرپ لگے ہاتھ کو

سہلاتے ہوئے بولے

عمایہ کو کچھ نہ کچھ گڑبڑ محسوس ہو رہی تھی وہ بیمار

کیسے ہو سکتی تھی اسے تو کسی بات کے بارے میں پتہ

ہی نہیں تھا اسے آخری بار صرف یہ یاد تھا کہ اسے اپنے

سر میں بہت شدید درد محسوس ہوا تھا اور چکر آنے کی

وجہ سے وہ گری تھی اس کے بعد اسے کچھ بھی یاد نہیں

تھا وہ ہاسپٹل کیسے پہنچی وہ اس حالت میں کیوں ہے

اور کس وجہ سے ہے اسے کچھ بھی معلوم نہیں تھا اور

اب تو وہ عجیب سی کشمکش کا شکار ہو رہی تھی اسے

اب جاننے کی بے چینی تھی کہ یہ سب اس کے ساتھ کیا ہوا ہے

میری جان ہم بھی یہیں پر ہیں عمایہ کو اپنی دوسری

جانب سے اسمہ بیگم کی آواز سنائی دی تو اس نے گردن

گھما کر دوسری جانب دیکھا جہاں بیڈ کی دوسری جانب

اسمہ بیگم کھڑی تھی اور ان کے ساتھ تائی جان بھی

موجود تھی

اسمہ بیگم نے نرمی سے عمایہ کی کمر کے پیچھے تکیہ

رکھتے ہوئے اسے کمفرٹیبل کر کے بٹھایا اور اس کی

پیشانی چومتی ہوئی اس کے قریب ہی بیٹھ گئیں

میرے بچے اب آپ کیسا محسوس کر رہی ہو تائی جان

عمایہ کے سر پر ہاتھ پھیرتی ہوئی بولیں

میں ٹھیک ہوں ماما مجھے کیا ہوا ہے عمایہ نے الٹا نہی

سے سوال کیا

آپ کو کچھ نہیں ہوا آپ بالکل ٹھیک ہو بس اب جلدی سے یہ دوپٹہ لو ابھی آپ کا نکاح ہونے والا ہے تائی جان ایک سرخ رنگ کا خوبصورت دوپٹہ عمایہ کے سر پر اوڑھتے ہوئے بولیں

نکاح....؟؟عمایہ نے حیرت سے ڈوبی آواز میں پوچھا شاید اسے ان کی بات سمجھ نہیں آئی تھی

جی ہاں میری جان آپ کا ابھی ارسم سے نکاح ہونے والا ہے عارف صاحب نے جواب دیا تو عمایہ نے حیرت سے عارف صاحب کی جانب دیکھا اس کی نظروں میں عجیب سی الجھن تھی یعنی اچانک نکاح کا سننا اسے شاکڈ کر گیا تھا

آپ کو اپنے بابا پر یقین ہے نا...؟؟؟عارف صاحب اس کی آنکھوں میں موجود تحریر پڑھ کر اس سے پوچھنے لگے

جس پر عمایہ نے آہستہ سے ہاں میں سر ہلایا

تو بس پھر اپنے بابا پر یقین کریں اور نکاح کے لیے

رضامندی دے دیں ہم سب یہیں پر ہیں آپ کے پاس یہ

ہماری خواہش ہے اور ہمیں پتہ ہے کہ ہماری شہزادی ہماری

خواہش کو رد نہیں کرے گی عارف صاحب نے بولتے ہوئے

دوبارہ عمایہ کے پیشانی چومی جس پر عمایہ نے اپنی

نظریں جھکالیں

اب کیا رہ گیا تھا جو وہ کہتی اس کے باپ کو اس پر مان

تھا یقین تھا اور وہ یہی مان نہیں توڑ سکتی تھی مگر

اسے حیرت تو ضرور ہو رہی تھی کہ اچانک اس کا نکاح

ارسم کے ساتھ کیوں ہو رہا ہے جبکہ اس سے پہلے تو نکاح

کی بات شروع نہیں ہوئی تھی

ابھی وہ یہی سب سوچ رہی تھی جب اس کے ذہن میں

ایک دم ارسم کہ بولے گئے الفاظ گونجنے لگے اسے فوراً یاد

آگیا کہ کچھ دن پہلے ارسم نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ

تین دن بعد اس کا۔اور عمایہ کا نکاح ہو گا اور وہ اس کے

نکاح میں آجائے گی یعنی وہ اپنی زبان کا بہت پکا مرد

تھا یہ صرف عمایہ کو لگ رہا تھا

مگر دوسری جانب ارسم ہی جانتا تھا کہ وہ کن حالات میں

عمایہ سے نکاح کر رہا ہے ایک عمایہ کے علاؤہ ہر شخص

کو معلوم تھا کہ نکاح کی اصل وجہ کیا ہے سوائے عمایہ

کے اس نادان کے ذہن میں تو صرف ارسم کے بولے گئے

الفاظ گونج رہے تھے مگر وہ حقیقت سے ناواقف تھی

عمایہ پتہ نہیں کیا کچھ سوچنے میں مصروف تھی جب

وہاں ایشال اور عفاف داخل ہوئی جن کی آواز پر عمایہ

فوراً ہوش کی دنیا میں واپس لوٹی اور کمرے میں داخل
ہوتی ہوئی ایشال اور عفاف کو دیکھا جن کے چہرے پر
خوبصورت مسکراہٹ تھی مگران کے چہرے بجھے بجھے
سے دکھائی دے رہے تھے عمایہ نے نوٹ کیا تھا کہ سب کے
ہاتھوں میں ٹرانسپیرنٹ گلوز ہیں جبکہ چہرے پر ماسک
ہے جو انہوں نے نیچے کیا ہوا تھا چہرے پر نہیں لگایا ہوا تھا
کیسی ہو میری جان ایشال جلدی سے آگے بڑھ کر اس کے
گلے لگنے لگی جب اچانک کمرے میں حیدر داخل ہوا
ایشال میری بہن کو تنگ مت کرو حیدر کی سنجیدہ بھری
آواز سن کر ایشال فوراً بیڈ سے فاصلہ بناتے ہوئے کھڑی
ہوئی جب کہ حیدر کے آتے ہی باقی سب بھی تھوڑے
تھوڑے فاصلے پر کھڑے ہو چکے تھے عمایہ کو سب کا یہ
رویہ کچھ سمجھ نہیں آیا وہ حیرانگی سے سب جانب

دیکھ رہی تھی اگر اس کے قریب کوئی بیٹھا تھا تو اس
کے ماں باپ تھے جو اس کے قریب سے اٹھ کر کہیں نہیں
گئے تھے ورنہ حیدر کی آواز سنتے ہی باقی سب عمایہ سے
فاصلہ بنا چکے تھے

حیدر..... عارف صاحب نے بولتے ہوئے اسے نظروں ہی
نظروں میں کوئی اشارہ کیا جیسے کہنا چاہ رہے ہوں کہ
انہیں اٹھنے کا نا بولا جائے اور نہ ہی کسی اور کو منع کیا جائے
یہ وقت مناسب نہیں اس طرح عمایہ کو شک ہو جائے گا
وہ ہماری بہن ہے مت بھولو کہ اس سے دوری نہ ہم سب
برداشت کر سکتے ہیں اور نہ ہی وہ.....!!! عارب حیدر کے
کندھے پر ہاتھ رکھ کر کافی ہلکی آواز میں بولا اس کی
آواز اتنی مدہم تھی کہ صرف حیدر ہی سن پایا تھا
حیدر نے کمرے میں آنے سے پہلے سب کو سمجھایا تھا کہ

کوئی بھی عمایہ کے قریب نہیں جائے گا کیونکہ وہ کوئی
اور رسک نہیں لینا چاہتا تھا مگر اس کی ہدایت کے لیے
اتنا کافی تھا کہ سب نے گلوز پہن کر ماسک لگا لیا تھا اب
اس سے زیادہ وہ عمایہ سے دوری اختیار نہیں کر سکتے تھے
کیا ہوا تم اتنی پریشان کیوں ہو عفاف نے آگے بڑھ کر عمایہ
کا ہاتھ تھاما اور اس کے قریب ہی بیٹھ گئی جب کہ
عمایہ حیرانی سے باری باری سب کے چہروں کو دیکھ رہی
تھی جیسے ان کے چہروں سے کچھ پڑھنا چاہ رہی ہو
کچھ جاننا چاہ رہی ہوں
نہیں بھابھی میں تو پریشان نہیں ہوں مگر آپ سب۔۔۔
عمایہ کو آگے سمجھ ہی نہیں آئی کہ وہ کس طرح سے
پوچھے کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے
کچھ نہیں میری شہزادی ہاسپٹل ہے نا ہاسپٹل میں تو یوں

ہی ماسک لگا کر رکھنا پڑتا ہے تم تو جانتی ہو نا کہ

پیشنٹس کی موجودگی میں ہمیں سب کی کیئر کرنی

پڑتی ہے عارب آگے بڑھ کر عمایہ کی ڈرپ چیک کرتے ہوئے

بولا اور ساتھ مسکرا کر نرمی سے اسے سمجھانے لگا

لیکن بھائی مجھے کیا ہوا ہے آپ کچھ بتا کیوں نہیں رہے

مجھے آخر کار عمایہ نے پوچھ ہی لیا

تمہیں کچھ نہیں ہوا میری جان بس تم تھوڑا سا بیمار ہو

اور جلد تمہاری ایک چھوٹی سی سرجری کریں گے ہم اس

کے بعد تم بالکل ٹھیک ہو جاؤ گی اور ہم تمہیں گھر لے

جائیں گے حیدر بھی اس کے قریب بیٹھتے ہوئے بولا

سب کو دور رہنے کی ہدایت تو وہ کر رہا تھا مگر وہ تو

خود بھی اپنی بہن سے دور نہیں رہ پا رہا تھا وہ ایسا کر

ہی نہیں سکتا تھا

سرجری مگر کیوں...؟؟عمایہ سرجری کے نام سن کر گھبرائی

اتنی بڑی سرجری نہیں ہے بس چھوٹی سی سرجری ہے

تمہیں پین بھی نہیں ہو گا اور جلدی سے ہو بھی جائے گی

پھر تم بالکل ٹھیک ہو ہو جاؤ گی اور پھر تمہیں اس

ہاسپٹل میں نہیں رہنا پڑے گا اور نہ ہی بدذائقہ میڈیسن

کھانی پڑے گی عارب عمایہ کی طرف پانی کا گلاس اور

میڈیسن بڑھاتے ہوئے بولا جس پر عمایہ نے منہ بسورا

بھائی مجھے یہ نہیں کھانی عمایہ نے فوراً ہی انکار کر دیا

کھالو اس میں ابھی ارسن بھائی بھی آنے والے ہیں اور

پھر تمہارا نکاح ہو گا اس سے پہلے ہی میڈیسن کھالو

کیونکہ بعد میں تمہیں مٹھائی کھانی پڑے گی

ایشال نے جب دیکھا کہ سب ہی اس کے قریب ہیں تو پھر

وہ خود ہی عمایہ کہ قریب آئی اور خوش ہوتے ہوئے بولی

مگر اس کی آنکھوں میں چھپی ہوئی ویرانی عمایہ جانچ
چکی تھی

عمایہ نے گہرا سانس لیا اور میڈیسن منہ میں ڈالتے ہوئے
پانی کا گلاس ہونٹوں سے لگایا اور میڈیسن کو دو ہی
گھونٹ میں نگل لیا

بابا جان مولوی صاحب آچکے ہیں ہادی کمرے میں داخل
ہوتے ہوئے بولا تو سب ہی عمایہ کے قریب سے اٹھ کھڑے ہوئے
تائی جان نے آگے بڑھ کر عمایہ کہ سر پر موجود سرخ رنگ
کے دوپٹے کو اس کے چہرے کے آگے گرایا اور اس کے
قریب ہی کھڑی ہو گئیں

اگلے ہی پل وہاں مولوی صاحب داخل ہوئے ان کے پیچھے
ابراہیم صاحب اور ان کے ساتھ میران تھا جبکہ آخر میں
ارسم کمرے میں داخل ہوا اور وہ سب وہاں رکھے صوفے

پر براجمان ہو گئے

ابراہیم صاحب مولوی صاحب کی دائیں جانب بیٹھے تھے

جبکہ فضل صاحب مولوی صاحب کے بائیں جانب تھے اور

سامنے والے صوفے پر ارسم براجمان تھا اور اس کے ساتھ

ہی عارف صاحب بیٹھے ہوئے تھے میران اور حیدر ایک

طرف کھڑے تھے جبکہ ہادی اور حمزہ بھی وہیں پر

موجود تھے خواتین عمایہ کے قریب کھڑی تھی جبکہ

عمایہ کی نظریں جھکی ہوئی تھی اس نے نظریں اٹھا کر

سامنے بیٹھے وجود کو بھی نہیں دیکھا تھا

بسم اللہ کریں مولوی صاحب نکاح شروع کریں فضل

صاحب کی اجازت پر مولوی صاحب نے نکاح شروع کیا

اور گواہوں کی گواہیاں اکٹھا کرنی شروع کی

میران بیٹا شناختی کارڈ دو تمہاری گواہی ڈالنی ہے عارف

صاحب میران کی جانب دیکھتے ہوئے بولے تو میران نے
اپنی جیب میں سے اپنا وائلٹ نکالتے ہوئے اپنا آئی ڈی
کارڈ انہیں تھمایا

میران کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے دل کو۔
کسی نے کھولتے پانی میں ڈال دیا ہو وہ دنیا کا پہلا مرد
تھا جس نے اپنی محبت کے نکاح میں پہلی گواہی دی
تھی جو اپنے محبوب کے نکاح میں پہلا گواہ بنا تھا

ارسم ابراہیم ولد ابراہیم آپ کا نکاح عمایہ عزمیل ولد
عارف کے ساتھ سکہ راج الوقت 20 لاکھ حق مہر قرار پایا
گیا ہے کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے

...... قبول ہے

میں اپنے خدا کو حاضر ناظر جان کر اپنی پوری زندگی اور
اپنی ایک ایک سانس عمایہ عزمیل کے نام کرتا ہوں

ارسم ابراہیم ولد ابراہیم آپ کا نکاح عمایہ عزمیل ولد عارف کے ساتھ سکہ راج الوقت 20 لاکھ حق مہر قرار پایا گیا ہے کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے

قبول ہے ......

میں اپنی مایا کو کچھ بھی نہیں ہونے دوں گا کچھ بھی نہیں اس کی ساری تکلیفیں سارے درد خود میں جذب کر لوں گا مگر اسے کچھ نہیں ہونے دوں گا

ارسم ابراہیم ولد ابراہیم آپ کا نکاح عمایہ عزمیل ولد عارف کے ساتھ سکہ راج الوقت 20 لاکھ حق مہر قرار پایا گیا ہے کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے

قبول ہے ......

میں اپنی تمام تر محبت عمایہ کے نام کرتا ہوں مجھے اگر اپنی سانسیں بھی بیچنی پڑی تو میں وہ بھی بیچ کر

اسے زندگی کی طرف واپس لے آؤں گا یہ میرا خود سے

اور اپنے خدا سے وعدہ ہے انشاءاللہ

ارسم نے آخری بار قبول ہے کہتے ہوئے اپنے خدا سے عہد

کیااور اپنی آنکھیں کھول کر مولوی صاحب کی جانب

دیکھا جواب اس کی جانب نکاح کے پیپر زبڑھا چکے تھے

جسے تھامتے ہوئے ارسم نے فوراً سائن کیے اور اب مولوی

صاحب صوفے سے اٹھ کر عمایہ کی طرف گئے تھے

مولوی صاحب عمایہ کے قریب ہی کرسی پر بیٹھ گئے اس

کی ایک طرف عارف صاحب تھے جبکہ دوسری طرف حیدر

اور عارب تھے باقی سب کچھ فاصلے پر کھڑے تھے

عمایہ عزمیل ولد عارف آپ کا نکاح ارسم ابراہیم ولد

ابراہیم کے ساتھ سکہ راج الوقت حق مہر 20 لاکھ قرار

پایا گیا ہے کہ آپ کا یہ نکاح قبول ہے

مولوی صاحب بولے تو عمایہ بری طرح کنفیوز ہوئی اس کا
دل عجیب سی رفتار میں دھڑک رہا تھا ارسم کے نام پر تو
اس کے دل نے عجیب سا شور برپا کیا تھا
بولو بیٹا مولوی صاحب آپ کا انتظار کر رہے ہیں عارف
صاحب عمایہ کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولے
قبول ہے.... عمایہ نے لڑکھڑاتی آواز میں جواب دیا
ارسم نے اپنی آنکھیں بند کر کے عمایہ کی مدھم سی آواز
کو اپنے دل کی گہرائیوں میں اترتا ہوا محسوس کیا
میران دونوں ہاتھ کمر کے پیچھے باندھے اپنا سر جھکائے
کھڑا تھا اس کی آنکھیں بند تھیں مگر اس کے دل میں
حول اٹھ رہے تھے اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ اسے
اتنی تکلیف کیوں محسوس ہو رہی ہے اس نے آج سے پہلے
اتنی تکلیف محسوس نہیں کی تھی اسے آج سے پہلے اپنے

دل میں اتنا درد نہیں محسوس ہوا تھا اس کے دل نے آج کچھ دغا کرنے کی ٹھانی ہوئی تھی دل کہہ رہا تھا کہ دھاڑیں مار مار کر روئے جبکہ دماغ کہہ رہا تھا کہ بالکل خاموشی اختیار کر لے اب اسے اپنے قریب کچھ بھی سنائی نہیں دے رہا تھا سوائے عمایہ کی آواز کے۔۔۔۔

عمایہ عزمیل ولد عارف آپ کا نکاح ارسم ابراہیم ولد ابراہیم کے ساتھ سکہ راج الوقت حق مہر 20 لاکھ قرار پایا گیا ہے کہ آپ کا یہ نکاح قبول ہے

قبول ہے..... عمایہ کو بولتے ہوئے اپنے جسم میں ایک درد کی لہر گزرتی ہوئی محسوس ہوئی

عمایہ عزمیل ولد عارف آپ کا نکاح ارسم ابراہیم ولد ابراہیم کے ساتھ سکہ راج الوقت حق مہر 20 لاکھ قرار پایا گیا ہے کہ آپ کا یہ نکاح قبول ہے

قبول ہے..... عمایہ نے اپنا حلق تر کرتے ہوئے اپنے دماغ سے گزرنے والی تکلیف کو برداشت کرنے کی کوشش کی

ماشاءاللہ بیٹا یہاں پر سائن کر دیں مولوی صاحب نے بولتے ہوئے عمایہ کی طرف نکاح نامہ اور پین بڑھایا جسے عمایہ نے تھامتے ہوئے بہت ہی مشکل سے اپنی آنکھیں کھولی اور نکاح نامے پر سائن کیے

بیٹا کیا ہوا تم ٹھیک ہو فضل صاحب میران کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولے تو میران نے جھٹکے سے اپنی آنکھیں کھول کے ان کی طرف دیکھا

مولوی صاحب جا چکے تھے انہیں حیدر باہر چھوڑنے گیا تھا جبکہ عارف صاحب عمایہ کا ماتھا چوم رہے تھے اسمہ بیگم کی آنکھوں میں نمی چمک رہی تھی جبکہ ارسم جہاں پہلے بیٹھا تھا وہیں پر موجود تھا باقی سب بھی

وہیں پر تھے مگر سب ایک دوسرے کو مبارکباد دے رہے تھے

جی انکل میں بالکل ٹھیک ہوں اگر اب آپ کی اجازت ہو تو

میں جا سکتا ہوں میران کو لگ رہا تھا اگر وہ ایک لمحہ

بھی اور وہاں پر رکا تو وہ اپنا ضبط کھو بیٹھے گا

نہیں میران تم رکو کچھ دیر میں مشینز ایکٹیویٹ ہو

جائیں گی اور پھر تمہارا بون میرو ٹیسٹ کیا جائے گا

کچھ دیر کے لیے یہیں پر رک جاؤ اس کے بعد چلے جانا

عارب میران کی طرف دیکھتے ہوئے بولا جو اپنے قدم

دروازے کی جانب بڑھا چکا تھا

ٹھیک ہے میں باہر انتظار کر رہا ہوں میران بولا اور پھر

بغیر کسی کو بولنے کا موقع دیے وہاں سے نکل گیا وہ وہاں

پر نہیں رک سکتا تھا اسے اپنا ضبط نہیں ٹوٹنے دینا تھا

اگر وہ ایک نظر بھی عمایہ کو دیکھ لیتا تو وہ یقین سے

کہہ سکتا تھا کہ وہ اپنا ضبط وہیں پر کھو سکتا تھا اسے اپنے عصاب مضبوط رکھنے تھے اس لیے مجبوراً اسے وہاں سے جانا پڑا

ہمیشہ خوش رہو میرے بچے جیتی رہو تائی جان عمایہ کی پیشانی چومتی ہوئی بولیں جس پر عمایہ ہلکا سا مسکرائی

بہت بہت مبارک ہو عزمی تم بس ایک بار ٹھیک ہو کر گھر آ جاؤ پھر ہم سہی والی سیلیبریشن کریں گے ایشال عمایہ کی طرف مٹھائی کا ایک ٹکڑا بڑھاتے ہوئے بولی تو عمایہ نے منہ کھولتے ہوئے صرف تھوڑی سی مٹھائی کھائی اور پھر اسے مسکرا کر منع کر دیا

وہ خود میں بہت کمزوری محسوس کر رہی تھی وقفے وقفے سے اس کے سر میں درد اٹھ رہا تھا اس لیے اسے اس وقت کسی کی بھی بات سمجھ نہیں آ رہی تھی اس نے تو

اپنے نکاح کے بقول بہت مشکل سے مکمل کیے تھے

اب آپ سب عمایہ کو تھوڑا وقت دیں اسے آرام کی

ضرورت ہے عارب سب کی جانب ایک نظر دیکھتے ہوئے

بولا سب اس کے اشارے کو سمجھ چکے تھے وہ دیکھ چکا

تھا کہ عمایہ کی آنکھیں آہستہ آہستہ بند ہو رہی ہیں

ضرور اس کے سر میں شدید درد تھا اس لیے وہ اس درد

کو برداشت نہیں کر پا رہی تھی ورنہ وہ ہر بندے کی بات

توجہ سے سنتی تھی مگر یہاں پر اس کی توجہ کسی کی

بھی جانب نہیں تھی

ٹھیک ہے میرے بچے تم آرام کرو ہم یہیں پر ہیں تمہارا

جب دل چاہے مجھے آواز دے لینا میں فوراً آ جاؤں گی

اسمہ بیگم عمایہ کا گال تھپتھپاتے ہوئے بولیں

اور پھر وہ سب باری باری وہاں سے باہر نکل گئے اب وہاں

صرف عمایہ عارب اور ارسم موجود تھے ان کے علاؤہ

باقی سب وہاں سے جا چکے تھے

سب کے جاتے ہی عمایہ لیٹ گئی اور اپنی آنکھیں موند لی

فلحال اس کے سر میں بہت شدید درد تھا اسے اتنا بھی

ہوش نہیں تھا اس کمرے میں ارسم بھی موجود ہے

تکلیف چیز ہے ایسی ہے وہ ہر چیز بھلا دیتی ہے

تم چاہو تو عمایہ کے قریب رک سکتے ہو فلحال اسے آرام

کی ضرورت ہے عارب ارسم کے قریب جاتے ہوئے بولا

میں یہیں پر ہوں میں یہاں سے کہیں نہیں جاؤں گا تم

جاؤ بے فکر رہو ارسم عارب کی جانب دیکھتے ہوئے بولا تو

عارب ہاں میں سر ہلاتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گیا

عارب کے جاتے ہی ارسم نے نظریں اٹھا کر بیڈ کی جانب

دیکھا وہ جب سے اس کمرے میں آیا تھا اس نے ایک نظر

بھی عمایہ کو نہیں دیکھا تھا مگر اب جیسے ہی اس کی
نظر عمایہ پر پڑی تو اسے اپنی سانسیں رکتی ہوئی
محسوس ہوئی

وہ بیڈ پر بے سدھ سی لیٹی ہوئی تھی سر پر ابھی تک
سرخ رنگ کا دوپٹہ موجود تھا جو ارسم نے بھجوایا تھا
آنکھیں بند تھیں جبکہ چہرے کا رنگ زردی مائل تھا بائیں
ہاتھ پر ڈرپ کی پن لگی ہوئی تھی جبکہ دوسرا ہاتھ اس
کے بغل میں گرا ہوا تھا

اس کے سانسیں معمول سے ہٹ کر چل رہی تھی وہ تھوڑا
رفتار میں سانسیں لے رہی تھی اس کے چہرے پر تکلیف
کے تاثرات صاف نظر آرہے تھے

ارسم اپنی جگہ سے اٹھا اور آہستہ آہستہ قدم لیتا اس کے
قریب گیا جس نے ایک بار بھی آنکھیں کھول کر اس کی

طرف نہیں دیکھا تھا

ارسم کرسی گھسیٹے اس کے قریب ہی بیٹھ گیا اور اس کا

ڈرپ والا ہاتھ تھام کر آہستہ آہستہ اسے سہلانے لگا عمایہ

کو اپنے سرد پڑتے ہاتھ پر کسی گرمائش کا احساس ہوا

پھر اسے اپنے ہاتھ پر کسی کا لمس محسوس ہوا

اس نے آہستہ سے آنکھیں کھول کر آدھ کھلی آنکھوں سے

سامنے بیٹھے ارسم کو دیکھا جو اس کے ملائم ہاتھ کو

اپنے ہاتھوں میں تھامے لبوں سے لگائے ہوئے تھا اگلے ہی

لمحے عمایہ دوبارہ آنکھیں بند کر چکی تھی ارسم کے

دیکھنے سے پہلے ہی اور یہ اس نے جان بوجھ کر نہیں کیا

تھا یہ اس دوا کا اثر تھا جو کچھ دیر پہلے عارب نے اسے

دی تھی

ارسم کے لمس کو محسوس کرتے عمایہ گہری نیند میں

اترتی چلی گئی جب کہ ارسم اس کے قریب ہی بیٹھا اس کے ہاتھ کو سہلا رہا تھا وہ کبھی اس کے چہرے کو دیکھتا اور کبھی اس کے ہاتھ کو وہ اپنی محبت نچھاور کرتی نیلی آنکھوں سے اپنی متاعِ جاں کو دیکھ رہا تھا جب اسے یقین ہو گیا کہ عمایہ گہری نیند میں اتر چکی ہے تو وہ آہستہ سے اٹھا اور نرمی سے عمایہ کی پیشانی پر اپنی محبت کی پہلی مہر ثبت کی اس نے اپنے ہونٹ اس کے ماتھے سے نہیں ہٹائے تھے جانے کتنی ہی دیر وہ عمایہ کو اپنے قریب تر محسوس کرتا رہا اور پھر تھوڑا سا پیچھے ہٹ کر اپنی آنکھیں کھول کے اس نے عمایہ کی بند آنکھوں کو دیکھا

سنہری آنکھیں اس وقت بند تھیں گہری پلکیں چہرے پر گری ہوئی تھی جبکہ وہ پہلے سے زیادہ کمزور دکھائی دے

رہی تھی

میں تمہیں کچھ بھی نہیں ہونے دوں گا میری جان کچھ بھی نہیں ارسم نے بولتے ہوئے اس کا ہاتھ دوبارہ اپنے لبوں سے لگایا اور پھر اس کا ہاتھ اپنے ماتھے سے ٹکا کر بیٹھ گیا

نیند تو اسے ایک پل بھی نہیں آ رہی تھی اب تو عمایہ مکمل طور پر اس کی ہو چکی تھی مگر وہ تکلیف میں تھی اگر حالات کچھ اور ہوتے تو ارسم کی خوشی کی کوئی انتہا نہ ہوتی وہ عمایہ پر اتنی محبت نچھاور کرتا کہ عمایہ کو خود پر فخر محسوس ہوتا مگر حالات مختلف تھے

اس کی مایا اس کی ہو چکی تھی مکمل طور پر اس کے نام لکھ دی گئی تھی وہ اب اس کی ملکیت تھی اس کی

روح اس کا وجود اس کا کردار اس کی سانسیں اب ارسم
ابراہیم کے نام تھی مگر اس وقت وہ نازک سی لڑکی ارسم
کی سانسوں کو ضبط کیے ہوئے تھی جسے خود اس کی
دھڑکن بننا تھا وہ اس وقت اس کے سینے میں اس کا دل
بند کر چکی تھی

عارب عفاف کو لیے اپنے کیبن میں داخل ہوا اور اسے ساتھ
لیے صوفے پر بیٹھ گیا وہ کب سے محسوس کر رہا تھا کہ
عفاف اس پر توجہ نہیں دے رہی عمایہ کے سو جانے کے
بعد حیدر اور عارب نے سب کو گھر بھجوا دیا تھا جبکہ
اسمہ بیگم عارف صاحب اور عفاف وہیں پر تھے عفاف کو
عارب نے خود روکا تھا وہ وجہ جاننا چاہتا تھا کہ عفاف
ایسا کیوں کر رہی ہے

اب بتاؤ ایسی کون سی ناراضگی ہے جو تم میری طرف
دیکھنا بھی گوارا نہیں کر رہی عارب عفاف کی طرف
دیکھتے ہوئے کافی سنجیدگی سے بولا جس پر عفاف نے
نہ کوئی جواب دیا اور نہ ہی اپنی نظریں اٹھا کر عارب کو
دیکھا اور بری طرح اپنے لب چبانے لگی

میں تم سے کچھ پوچھ رہا ہوں بتانا پسند کرو گی عارب
کو اب غصہ آنے لگا تھا اس نے عفاف کا رخ اپنی جانب کیا
اور اس کی کلائی تھام کر جھٹکے سے اسے اپنی جانب
کھینچا جس پر وہ نہ سنبھلتے ہوئے سیدھا اس کے چوڑے
سینے سے آلگی

کیوں نظر انداز کر رہی ہو مجھے۔۔۔؟؟ عارب نے دوبارہ اپنی
بات دہرائی جس پر عفاف نے شکوہ بھری نگاہوں سے
عارب کی جانب دیکھا

میں آپ کو نظر انداز نہیں کر رہی عفاف اپنے اور عارب کے

بیچ میں فاصلہ قائم کرتے ہوئے بولی جو عارب کو بالکل

پسند نہیں آیا اور اگلے ہی لمحے وہ اسے دوبارہ اپنی

جانب کھینچ چکا تھا

مجھے کیا بے وقوف سمجھ رکھا ہے تم نے یاں میں تمہیں

شکل سے اتنا پاگل دکھائی دیتا ہوں یا پھر میں اندھا ہوں

جس کے پاس آنکھیں موجود نہیں ہیں جو دیکھ نہیں

سکتا کہ میرے ارد گرد کیا ہو رہا ہے اور کیا نہیں......!!!!

عارب کا غصہ آسمان کو چھو رہا تھا اور اس کے پیچھے

عفاف کی بلاوجہ ناراضگی تھی اور اس کی خاموشی

تھی ایک تو وہ جلدی جواب نہیں دیتی تھی جس پر

عارب کا دماغ گھوم کر رہ جاتا تھا

یہ آپ کیا بول رہے ہیں ایسا کچھ نہیں ہے عفاف کو برا لگا

تھا عارب کا اس طرح بولنا

پھر کیسا ہے تم ہی سمجھا دو مجھے عارب سارے حساب

بے باک کرنے کو تھا

کچھ بھی نہیں ہے آپ کچھ زیادہ سوچ رہے ہیں عفاف منہ

بناتے ہوئے بولی مگر عارب سے فاصلہ قائم نہیں کیا

کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اگر اب اس نے دوبارہ یہ حرکت

کی تو اسے عارب کا اشتعال برداشت کرنا پڑے گا

میں کچھ زیادہ سوچ رہا ہوں یا تم اپنے فالتو دماغ میں

فضول کے وسوسے گھسا کر بیٹھی ہو عارب اس کے

چہرے کے قریب تر اپنا چہرہ کرتے ہوئے بولا تو عفاف نے

سختی سے اپنی آنکھیں میچ لیں

تم کچھ بولو گی یا میں اپنے طریقے سے بلواؤں یقیناً

تمہیں میرا طریقہ پھر پسند نہیں آئے گا عارب نے اسے

دھمکی دی تو عفاف نے خفگی بھری نگاہوں سے عارب کی

جانب دیکھا

آپ مجھے ڈانٹ کیوں رہے ہیں عفاف بھرپور ناراضگی کا

اظہار کرتے ہوئے بولی

عارب کا دل چاہا کہ اپنا سر کسی دیوار میں دے مارے ایک

تو اس کی عقلمند بیوی اس کی ساری باتوں کو اگنور کر

کے صرف اس بات کو دیکھ رہی تھی کہ عارب اسے ڈانٹ

رہا ہے باقی کسی بات پر اس نے دھیان نہیں دیا تھا

عارب کو اپنی اس عقلمند بیوی پر بے تحاشہ غصہ آرہا تھا

عارب نے کچھ پل خاموشی سے عفاف کو دیکھا اور پھر

جھٹکے سے اسے چھوڑ دیا چونکہ عارب کی گرفت اس پر

مضبوط تھی اور ایک ہاتھ عفاف کی کمر پر تھا اچانک

چھوڑنے کے وجہ سے عفاف پیچھے صوفے کی طرف جا

گری مگر وہ گرنے سے پہلے ہی سنبھل کر دوبارہ بیٹھ
چکی تھی اور اب وہ گھور کر عارب کو دیکھ رہی تھی
جو اپنا چہرہ دوسری جانب موڑ کر بیٹھ چکا تھا
عفاف نے کچھ پل تو عارب کو یوں ہی بیٹھے دیکھا اور
پھر وہ سمجھ گئی کہ اب کی بار عارب ناراض ہو چکا ہے
وہ جو تب سے عارب کو ایک نظر بھی اٹھا کر نہیں دیکھ
رہی تھی اسے اب احساس ہو رہا تھا کہ اس کے یوں
نخرے کرنا بلاوجہ تھے
اسے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا عارب بھی تو پچھلے تین
دنوں سے ہاسپٹل میں موجود تھا اور وہ کسی غیر کے لیے
نہیں بلکہ اپنی بہن کے لیے تھا اس کی بہن اسے اپنی جان
سے زیادہ پیاری تھی عزیز تو وہ عفاف کو بھی تھی اس
کی بہترین دوست تھی پھر عفاف ایسا کیوں کر رہی تھی

اسے اپنی بے وقوفی پر جی بھر کر غصہ آیا اس نے یہاں

آنے سے پہلے نہیں سوچا تھا کہ وہ عارب سے ناراضگی

ظاہر کرے گی مگر عارب کے سامنے آتے ہی پتہ نہیں کیوں

مگر وہ ایسا کر چکی تھی

سنیں.... عفاف عارب کے کندھے سے اس کے کوٹ کو تھوڑا

سا کھینچتے ہوئے بولی جبکہ آواز بے حد مدھم تھی

عفاف کے بولنے پر عارب کے کان پر جوں تک نہ رینگی وہ

اس سے بے نیاز ہو کر ویسے ہی بیٹھا رہا جیسے یہاں پر

اس کے علاوہ کوئی موجود ہی نہ ہو

آپ مجھے اگنور کر رہے ہیں نا عفاف تھوڑا سا آگے ہو کر

عارب کی طرف جھانکتے ہوئے بولی جبکہ عارب تو جیسے

اپنے کانوں کو بند کیے بیٹھا تھا

اچھا سنیں تو سہی.... عفاف بڑے لاڈ سے بولتے ہوئے عارب

کے بازو کو دونوں ہاتھوں سے تھام کر اپنی طرف کھینچتے ہوئے بولی مگر کہاں وہ نازک جان اور کہاں وہ بلڈوزر آدمی بھالا وہ کیسے عارب کو اپنی جانب کھینچ سکتی تھی مگر وہ کوشش تو کر رہی تھی نا جبکہ عارب بھی ڈھیٹ بنے اپنی جگہ پر جم چکا تھا اور ہلنے کا نام نہیں لے رہا تھا

کیا بات ہے آپ نے اپنے کان بند کر لیے ہیں کیا اب آپ میرے ساتھ ایسا کریں گے عفاف روہانسی ہوئی

عارب نے محسوس کیا جیسے وہ رونے کی مکمل تیاری پکڑ چکی ہے اس سے پہلے کہ وہ رونے کا مشغلہ سرانجام دیتی عارب نے آہستہ سے اپنا رخ اس کی جانب کیا تو اس کی نظر اس کے پھولے ہوئے چہرے پر پڑی اور اس کی بری بری کالی آنکھوں پر جس میں ہلکی ہلکی نمی چمک رہی

تھی یعنی وہ رونے کی مکمل تیاری پکڑ چکی تھی

جب خود مجھے صبح سے نظر انداز کر رہی تھی تب تمہیں

یہ خیال کیوں نہیں آیا میرا نظر انداز کرنا تو تم سے ایک

منٹ بھی برداشت نہیں ہوا عارب اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے

بولا تو عفاف نے خفگی بھرے انداز میں اس کی طرف

دیکھتے ہوئے اپنا ہاتھ واپس کھینچ لیا

اور دوسری جانب چہرہ موڑ کے بیٹھ گئی اب وہ عارب

کی ریس کر رہی تھی

عارب نے اپنے لب دبا کر بے اختیار آنے والی ہنسی کو روکا

اب وہ اپنی بیوقوف بیوی کو کیا کہتا

بات سنو بیوی نقل کے لیے بھی عقل کی ضرورت ہوتی ہے "

اور اگر اب تم نے کوئی بھی بیوقوفی کی تو میں تمہاری

کھوپڑی کے سارے پرزے کھول کے انہیں اپنے طریقے سے

"!!!.....سیٹ کروں گا سمجھی

عارب اسے جھٹکے سے اپنے نزدیک کھینچ کر اس کی

کنپٹی پر دو انگلیاں بجاتے ہوئے بولا جس پر عفاف نے

غصے سے ناک پھلا کر اس کی طرف دیکھا

آپ ایک انتہائی..... عفاف نے ابھی اپنی بات مکمل بھی

نہیں کی تھی جب عارب نے بیچ میں ہی اس کی بات کاٹی

رومینٹنک کیئرینگ اور ہینڈسم شوہر ہوں مجھے معلوم ہے

بیگم میری اتنی تعریف کرنے کی ضرورت نہیں عارب

شوخیہ نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولا

تمہارے نخرے ادائیں سر آنکھوں پر مگر تم مجھے نظر

انداز کرو یہ چیز مجھے قطع منظور نہیں اور یہ بات

اچھے سے ذہن نشین کر لو کہ تمہارا شوہر نظرانداز ہونا

پسند نہیں کرتا عارب نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولا کہ

شایداس کی بیوی کی چھوٹی سی کھوپڑی میں کوئی

بات گھس جائے

میں نے آپ کو کوئی نظرانداز نہیں کیااور نخرے میں

نہیں آپ کرر ہے تھے میں نے آپ کوا تنی کالز کی تھی اور

آپ نے کوئی جواب....

میں مصروف تھاعفاف تمہیں پتہ ہے ناکہ عمایہ کی حالت

کیسی ہے مجھے وقت نہیں ملا میرے فون کی بیٹری

نہیں تھی اور فون بند تھا کم سے کم تمہیں اس بات کو

سمجھنا چاہیے میری جان۔۔۔

میں مانتا ہوں کہ میں تم سے دور تھا تمہارا پوچھا بھی

نہیں اور مجھے پوچھنا بھی چاہیے تھا مگر تم میرے ذہن

سے نکلی ہی نہیں ایک لمحے کے لیے بھی نہیں ہر وقت تم

میرے ذہن میں سوار تھی تم نے مجھ پر جادو کر دیا ہے

اور اس جادو کے سحر سے میں باہر نکل ہی نہیں پا رہا

مصروف ہوتے ہوئے بھی نہیں۔

عارب اس کے چہرے کے ایک ایک نقوش کو اپنے بے تاب

ہونٹوں سے چھوتے ہوئے بولا جیسے وہ اپنی بے قراریاں

بیان کر رہا ہو جبکہ عارب کے بے باک انداز پر عفاف نے

گھبرا کر پیچھے ہٹنا چاہا مگر ایسا ممکن نہ تھا وہ اس

وقت عارب کے شکنجے میں تھی جہاں سے نکلنا آسان

ہرگز نہیں تھا

آپ یہ کیا کر رہے ہیں کچھ تو خیال کر لیں ہم اس وقت

اپنے کمرے میں موجود نہیں ہیں عفاف نے اسے اس کی

بے باکیوں سے روکنا چاہا

یہ میرا آفس ہے اور یہاں میری اجازت کے بغیر کسی کو

بھی داخل ہونے کی اجازت نہیں۔

یہ آفس بھی میرا ہے یہ وقت بھی میرا ہے اور تم بھی "

" میری ہوا کھاڑ لے جسے جو اکھاڑنا ہے

عارب مدہوشی کے عالم میں بولا جبکہ عفاف منہ کھولے حیرت سے عارب کو دیکھنے لگی جو ہر لحاظ بھلائے ہوئے تھا

عفاف کا کھلا منہ دیکھ کر عارب نے آہستہ سے ہونٹوں کو چھوا جس پر عفاف ایک دم سے شرم سے سرخ پڑی تھی

آپ کو شرم نہیں آتی نا آپ بہت بے شرم ہیں عفاف عارب کے سینے پر دونوں ہاتھ رکھ کر اسے پیچھے دھکیلتے ہوئے بولی

یہ تو میں تمہیں گھر آنے کے بعد بتاؤں گا کہ شرم اور بے شرم میں کیا فرق ہوتا ہے پھر تم اچھے سے معلوم کر پاؤ گی کہ میں کتنا بے شرم ہوں ابھی صرف تم کچھ دن انتظار کرو۔

عارب اس کی پیشانی چومتے ہوئے بولا وہ بھی جانتا تھا

کہ یہ آفس ہے اور عفاف یہاں کمفرٹیبل محسوس نہیں کر

رہی اس کے لیے اپنی متاںِ جان جہاں کا قریب ہونا ہی

کافی تھا

عارب..... عفاف نے امید بھری نظروں سے عارب کو دیکھتے

ہوئے اسے اس کے نام سے پکارا

بولو میری جان سن رہا ہوں میں...!!! عارب نے اس کے نرم

ملائم ہاتھوں کا تھامتے ہوئے اس کی ہتھیلی پر لب رکھے

عمایہ ٹھیک تو ہو جائے گی نا وہ واپس گھر تو آجائے گی

نا مجھے اس کی بہت فکر ہوتی ہے وہ پہلے کی طرح

بالکل ٹھیک ہو جائے گی ن...؟؟؟

عفاف عارب کی طرف دیکھتی ہوئی بہت معصومیت سے

بولی وہ اس سے عمایہ کے بارے میں پوچھ رہی تھی

ہاں میری جان تم نماز پڑھتی ہو نا تو خدا سے دعا کیا کرو

کہ ہماری عمایہ بالکل ٹھیک ہو جائے وہ اس بیماری سے لڑ جائے ایک بار وہ بالکل ٹھیک ہو گئی اس کا بون میرو مل گیا تو اس کے بعد ہماری عمایہ ہمارے درمیان واپس آ جائے گی بس اس کے لیے بہت ساری دعائیں کرو۔

عارب ایک گہرا سانس لیتے ہوئے بولا تو عفاف نے اپنا سر عارب کے سینے سے ٹکا دیا

انشاءاللہ ہماری عزمی بالکل ٹھیک ہو جائے گی مجھے اپنے خدا پر پورا بھروسہ ہے اللہ پاک اسے بالکل ٹھیک کر دیں گے پہلے کی طرح وہ بہت اچھی ہے بہت پیاری ہے اسے کچھ بھی نہیں ہو گا آپ دیکھ لینا۔

عفاف اس کے سینے سے پر سر رکھے آہستہ آہستہ بول رہی تھی جبکہ عارب نے دل ہی دل میں عمایہ کے لیے سلامتی کی دعا مانگی اور عفاف کے بالوں میں نرمی سے انگلیاں

چلانے لگاان دونوں کے ہی دل عمایہ کے لیے پریشان تھے صرف وہ دونوں ہی نہیں ان کے علاوہ ہر بندہ عمایہ کی سلامتی کی دعا کر رہا تھا

مایا نے آہستہ آہستہ اپنی آنکھیں کھولیں اور چھت کو گھورنے لگی آہستہ آہستہ اس کا ذہن بیدار ہونے لگا اور اسے سب کچھ یاد آنے لگا پھر اچانک اسے یاد آیا کہ اس کا تو ارسم سے نکاح ہوا تھا یہ خیال آتے ہی اس نے جھٹکے سے گردن گھما کر اپنی دوسری جانب دیکھا جہاں ارسم اپنے دونوں ہاتھوں میں اس کا ہاتھ تھامے اپنی تھوڑی کے نیچے ٹکائے بہت فرصت سے اسے دیکھنے

میں مصروف تھا وہ بغیر پلکیں چپکائے صرف عمایہ کو

دیکھ رہا تھا عمایہ کا مرمری ہاتھ اس کے مضبوط ہاتھوں

میں قید تھا

وہ پوری توجہ سے اپنی نیلی آنکھیں اس کے چہرے پر

ٹکائے ہوئے تھا

عمایہ بار بار پلکیں چپکا چپکا کر سامنے بیٹھے ارسم کو

دیکھ رہی تھی جیسے یقین کرنا چاہ رہی ہو کہ سامنے

بیٹھا وجود واقعی ارسم کا ہے جبکہ ارسم دلکش

مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے پر کشش نگاہوں سے اپنی

منکوحہ کو جی بھر کر دل میں اتار رہا تھا

آپ.......!!!عمایہ بولتے ہوئے جلدی سے اٹھ کر بیٹھنے لگی

جبکہ ارسم اس کے اٹھنے سے پہلے ہی اسے کندھوں سے

تھام دوبارہ لیٹا چکا تھا

ہاں میں اور یقین کر لو کہ تمہارے قریب میں ہی ہوں

دوبارہ اس طرح اٹھنے کی کوشش مت کرنا سکون سے

لیٹی رہو تمہیں آرام کی ضرورت ہے ارسم اسے حکم دیتا

دوبارہ اس کو قریب بیٹھ چکا تھا

لیکن مجھے اٹھنا ہے میری کمر درد کر رہی ہے لیٹ لیٹ کر

عمایہ بولتے ہوئے دوبارہ اٹھ کر بیٹھنے لگی جب ارسم نے

اسے گھورا تھا ویسے وہ ایک نمبر کی ڈھیٹ تھی جس پر

کسی کی بات کا اثر نہیں ہوتا تھا

ارسم اٹھا اور تکیے کو صحیح طرح سے اس کی کمر کے

پیچھے رکھتے ہوئے اسے صحیح سے بٹھایا کیونکہ سکون

سے بیٹھنے والی تو وہ بھی نہیں تھی

کمفرٹیبل ہو....؟؟؟ ارسم نے عمایہ سے پوچھا جس پر

عمایہ نے ہاں میں سر ہلایا

وہ باقی سب کہاں پر ہیں عمایہ کمرے میں نظر دہراتے ہوئے بولی

سب جا چکے ہیں کل صبح تم سے ملنے آئیں گے تب تک میں ہی تمہارے پاس ہوں تمہیں جو کہنا ہے مجھے کہو

ارسم اپنے فون پر کچھ ٹائپنگ کرتے ہوئے بولا

عمایہ نے تعجب سے ارسم کو دیکھا جس کی نظریں اپنے فون کی سکرین پر تھی مگر وہ عمایہ سے بات اس طرح کر رہا تھا جیسے اسے کوئی حکم سنا رہا ہو

مجھے آپ کے پاس نہیں رہنا مجھے میری ماما کے پاس جانا ہے یا تو آپ مجھے گھر بھجوا دیں یا پھر انہیں یہاں پر بلائیں عمایہ بھی اسی کے انداز میں بولی جس پر

ارسم نے فون کی سکرین سے نظریں ہٹا کر آنکھیں چھوٹی کر کے عمایہ کی طرف دیکھا جس کا چہرہ تو سامنے کی

طرف تھا مگر گردن یوں اکڑی ہوئی تھی جیسے بہت غرور سے اسے اسی کی طرح حکم سنا رہی ہو ارسم کو اس کا یہ انداز اچھا لگا تھا

تم سے کس نے پوچھا کہ تمہیں کسی کے پاس رہنا ہے اور کس کے پاس نہیں....؟؟ ارسم نے الٹا اسی سے سوال کیا جس پر عمایہ منہ کھولے اسے دیکھنے لگی

اس طرح گھور کر مت دیکھو مانا کہ شوہر ہوں تمہارا تمہارا حق ہے مجھ پر مگر تمہارا اس طرح گھورنا مجھے کچھ خاص پسند نہیں آیا ارسم فون کو بند کرتے سائیڈ ٹیبل پر رکھتے ہوئے بولا

مجھے آپ سے شادی کی کوئی جلدی نہیں تھی اور نہ ہی مجھے اتنی جلدی آپ سے نکاح کرنا تھا پتہ نہیں آپ کس مٹی کے بنے ہیں آخر مسئلہ کیا ہے آپ کے ساتھ.....؟؟

عمایہ کو تو جیسے اپنی بھراس نکالنے کا موقع مل چکا تھا

مگر وہ ایسا کیوں کر رہی تھی اس بات کا تو اسے بھی

معلوم نہیں تھا اسے اگر کچھ یاد تھا تو صرف اتنا کہ

ارسم نے بولا تھا کہ تین دن کے اندر اندر وہ اس سے نکاح

کر لے گا اور اپنے کہے کہ مطابق وہ تین دن بعد ہی اس

سے نکاح کر چکا تھا

محبت کا میری جان......!!!ارسم دونوں بازو عمایہ کے

اعتراف میں رکھتے ہوئے اس کی جانب تھوڑا جھکتے

ہوئے بولا جس پر عمایہ مزید بیڈ کراؤن سے جا لگی اسے

ارسم کا اس طرح بے حد نزدیک آجانا گھبراہٹ میں مبتلا

کر گیا تھا

Welcome to my life

"مسز ارسم ابراہیم"

ارسم نے بولتے ہوئے عمایہ کی پیشانی پر لب رکھے جس پر عمایہ نے ایک پل کے لیے اپنی آنکھیں بند کی اور ارسم کے پیچھے ہٹنے سے پہلے ہی وہ دوبارہ اپنی آنکھیں کھول چکی تھی

آپ پیچھے ہٹ کر بات کریں.... عمایہ ایک ہاتھ ارسم کے دل کے مقام پر رکھ کر اسے پیچھے دھکیلنے کی کوشش کرتے ہوئے بولی کیونکہ اس کے دوسرے ہاتھ پر ڈرپ لگی ہوئی تھی

ارسم نے پہلے عمایہ کے چہرے کی طرف دیکھا اور پھر نظریں نیچے کر کے اس کے ہاتھ کی طرف دیکھا جو اس کے دل کے عین اوپر تھا جبکہ عمایہ ارسم کی دھڑکنیں صاف محسوس کر پا رہی تھی اس کا دھڑکتا دل عمایہ کو اپنی ہتھیلی میں دھڑکتا ہوا محسوس ہو رہا تھا

عمایہ نے جلدی سے اپنا ہاتھ پیچھے کرنے کی کوشش کی

مگراس سے پہلے کہ وہ اپنے ارادے میں کامیاب ہو پاتی

ارسم اس کا ہاتھ تھام کر اسے ایسا کرنے سے روک چکا تھا

یہ مقام تمہارا ہے یہ دل بھی تمہارا ہے یہ سانسیں بھی

تمہاری ہیں اور پورا کا پورا ارسم ابراہیم تمہارا ہے اب یہ

تم پر لاگو ہے کہ تم اپنے شوہر کو کیسے سنبھالتی ہو۔

ارسم اس کے ہاتھ کو اپنے لبوں سے چھوتے ہوئے بولا اور

پھر دوبارہ اس کا ہاتھ اپنے دل کے مقام پر رکھ دیا اس کا

انداز اتنا دل فریب تھا کہ عمایہ نے اپنے حلق کو تر کرتے

ہوئے بہت مشکل سے نظریں اٹھا کر ارسم کو دیکھا اس

کے وجود سے آتی مضبوط کلون کی خوشبو اسے اپنے

حواسوں پر سوار ہوتے ہوئے محسوس ہو رہی تھی

یہ شخص کوئی جادوگر تھا جو اس وقت عمایہ پر اپنا

جادو چلا رہا تھا اور وہ اس کے جادو کے سحر میں

جکڑتی جا رہی تھی

عمایہ اس کی نیلی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی جبکہ

ارسم اپنی نیلی آنکھیں سنہری آنکھوں میں جذب کر رہا

تھا ان دونوں کو ہی معلوم نہیں ہوا کہ وہ کتنے ہی لمحے

ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھتے رہے

ارسم کا موبائل بجا تو دونوں ہوش کی دنیا میں واپس

لوٹے عمایہ نے ہڑبڑا کر اپنا ہاتھ ارسم کے ہاتھ سے کھینچنا

چاہا مگر ارسم کو شاید ابھی یہ منظور نہیں تھا اس

لیے وہ اس کے ہاتھ پر اپنی گرفت مزید مضبوط کر چکا تھا

ارسم نے عمایہ کہ قریب ہی اپنی جگہ بنائی اور اپنا فون

پکڑتے ہوئے بیڈ پر اس کے قریب ہی بیٹھ گیا جبکہ عمایہ

کا ہاتھ ابھی بھی اس کے ہاتھ میں ہی موجود تھا

سب کچھ کینسل کر دو اگر تم سے سنبھالا نہیں جا رہا تو
تم بھی آفس چھوڑ کر گھر میں بیٹھ جاؤ جب میں آفس
جوائن کروں گا تب اپنی نوکری پر آ جانا ارسم سرد لہجے
میں بولتا ہوا کال کاٹ چکا تھا

اس کے چہرے کے تاثرات کافی سنجیدہ تھے جبکہ نیلی
آنکھوں میں سرد مہری واضح تھی شاید مقابل نے جو
بات کی تھی وہ ارسم کو پسند نہیں آئی تھی

عمایہ ارسم کے چہرے کا معائنہ کر رہی تھی جب ارسم نے
ایک دم سے اپنی نظریں گھما کر اس کی طرف دیکھا تو
عمایہ نے ہڑ بڑا کر اپنی نظروں کا رخ پھیرا مگر ارسم اسے
نظریں پھیرتے دیکھ چکا تھا

ابھی ارسم کچھ بولتا کمرے میں نرس ایک ٹرے لے کر

داخل ہوئی اس میں کچھ کھانے کا سامان تھا شاید عمایہ
کے لیے کھانا بھجوایا گیا تھا

آپ جائیں یہ میں خود کرلوں گا ارسم نرس کو عمایہ کے
سامنے ٹیبل لگاتا دیکھ کر بولا جس پر نرس نے ایک نظر
ارسم کو دیکھا اور پھر یس سر کہتی وہاں سے چلی گئ

ارسم نے ترتیب سے عمایہ کے لیے کھانا نکالا اور پھر ایک
رومال اٹھاتے ہوئے عمایہ کے آگے رکھا جب کہ عمایہ بڑے
غور سے اس کی ایک ایک حرکت کو دیکھ رہی تھی

اسے شاید امید نہیں تھی کہ ارسم ایسے کام بھی کر سکتا
ہے اس کی اطلاع کے مطابق ارسم کو صرف حکم چلانا
آتے تھے اور زبردستی کسی پر دھونس جمانا آتا تھا کسی
پر نہیں صرف عمایہ پر عمایہ نے دل ہی دل میں سوچتے
ہوئے اپنا فقرہ بھی درست کیا

میں کوئی چھوٹی سی بچی نہیں ہوں میں خود بھی کھا
سکتی ہوں ارسم کو یوں بیہو کرتے دیکھ کر عمایہ ترکی
باترکی بولی

تم چھوٹی سی بچی ہی ہو میرے لیے میری چھوٹی سی
بیوی اور اتنا تپی ہوئی کیوں ہو کبھی پیار سے بھی بات
کر لیا کرو ارسم اس کے انداز کو نظر انداز کرتا پلیٹ میں
اس کے لیے نفساست سے کھانا نکالنے لگا

اور میں آپ سے پیار سے بات کیوں کروں عمایہ نے الٹا
سوال کیا پتہ نہیں کیوں اسے شے مل چکی تھی شاید یہ
ارسم کی ڈھیل تھی جس کی وجہ سے وہ بغیر سوچے
سمجھے کچھ بھی بول رہی تھی

تو پھر غصے سے کر لو......!!!ارسم نے جیسے حل پیش کیا
اسے تو عمایہ کا ہر انداز دل و جان سے قبول تھا پھر چاہے

وہ پیار بھرا ہو یا غصے بھرا

میں آپ سے بات ہی کیوں کروں....؟؟ عمایہ جھنجھلا کر بولی

کیونکہ میں تمہارا شوہر ہوں اور تمہیں مجھ سے ہی بات

کرنی پڑے گی ہر حال میں ارسم عمایہ کی سنہری آنکھوں

میں اپنی نیلی آنکھیں گھاڑتے ہوئے اٹل لہجے میں بولا

نکاح کی مبارکباد تو تم دے نہیں سکی مگر جب سے ہوش

میں آئی ہو انگارے چبائے بیٹھی ہو

اس وقت تم ارسم ابراہیم سے مخاطب ہو کسی غیر انسان

سے نہیں جانتی ہو اس کا خمیازہ کیا ہو سکتا ہے ارسم

چاولوں کا چمچ بھر کر عمایہ کے ہونٹوں کے قریب لے

جاتے ہوئے بولا

مجھے نہیں کھانا میں سمپل رائس نہیں کھاتی عمایہ نے

سادے سے چاولوں کو دیکھ کر منہ بسورا کیونکہ وہ

سپائسی کھانے کی عادی تھی اور یہ چاول تو بالکل سادہ
سے تھے جو شاید وہ نگل بھی نہیں سکتی تھی

تم اس وقت کسی فائیو سٹار ہوٹل میں نہیں بلکہ ہاسپٹل
کے ایک پیشنٹ روم میں بیٹھی ہو اس لیے چپ چاپ اسے
کھاؤ ورنہ مجھے اپنا طریقہ بھی آزمانا آتا ہے ارسم ایک
بار پھر اسے دھمکی دے چکا تھا جس سے عمایہ پہلے ہی
چالو تھی

آپ ہر بات پر دھمکی کیوں دیتے ہیں عمایہ گھورتے ہوئے بولی
کیونکہ آپ ایسے میری بات کو نہیں سمجھتی اس لیے
مجبوراً مجھے دھمکی دینی پڑتی ہے جو شاید جلد ہی آپ
کی سمجھ میں آجاتی ہے ارسم آج اپنی عادت سے ہٹ کر
عمایہ سے بات کر رہا تھا

ارسم عمایہ کا چہرہ تھامتے ہوئے بولا اس کا منہ پکڑتے ہی

اس کا منہ گولائی میں کھل چکا تھا جس کا فائدہ اٹھاتے

ہوئے ارسم نے فوراً ہی چاولوں سے بھرا چمچ اس کے منہ

میں ڈال دیا جس پر عمایہ کو مجبوراً وہ چاول چبانے پڑے

اب اگر ایک بار بھی تم نے انکار کرنے کی کوشش کی تو

اگلی بار اتنی نرمی سے تو ہرگز نہیں کھلاؤں گا ارسم اسے

دوبارہ دھمکی دے چکا تھا جبکہ عمایہ کا دل چاہ رہا تھا

کہ اپنے سامنے پڑا یہ پھیکا سا کھانا وہ اس سے کھلا دے

تاکہ اسے پتہ چلے کہ جس کے ساتھ زبردستی کر کے وہ

اسے یہ کھانا کھلا رہا ہے وہ کتنا پھیکا ہے اور اسے نگلنا

کتنا مشکل ہے

آپ کو صرف مجھ پر حکم چلانے آتے ہیں خود یہ کھانا کھا

کر دیکھیں عمایہ نے اپنے ہونٹوں کی طرف بڑھتا چمچ

واپس ارسم کی طرف موڑا جس پر پہلے ارسم نے ایک

نظر عمایہ کہ ہاتھ کی جانب دیکھا جو عین اس کے ہاتھ کے اوپر تھا اور پھر عمایہ کو دیکھتے ساتھ ہی چاولوں کا چمچ اپنے منہ میں ڈال لیا

جبکہ عمایہ حیرت سے منہ کھولے ارسم کو دیکھنے لگی

یعنی اس بندے کا تو کوئی بھروسہ ہی نہیں تھا یہ کبھی بھی کچھ بھی کر سکتا تھا

اتنا برا بھی نہیں ہے تمہارے لیے بیسٹ ہے فلحال تم کھاؤ

ارسم اب چھوٹے چھوٹے چمچ لیتا عمایہ کو کھلا رہا تھا

جب کہ عمایہ اب بغیر کچھ بولے چپ چاپ کھا رہی تھی

اسے ارسم کے سامنے کچھ بولنا دیوار میں سر مارنے کے مترادف لگا تھا

مایا نے کھانا کھایا تو ارسم نے اسے میڈیسن دی جو حیدر نے کھانے کے ساتھ ہی بھیجی تھی اس میڈیسن میں نیند

کی دوا نہیں تھی اور یہ بات حیدر ارسم کو فون پر بتا چکا تھا

ارسم کو پیغام ملا تھا کہ انسر باہر اس سے ملنے آیا ہے اس نے انسر سے اپنے کپڑے اور کچھ ضروری فائلز منگوائی تھیں کیونکہ ہاسپٹل سے گھر جانے میں ایک گھنٹہ لگتا تھا اور وہ اتنا وقت برباد نہیں کرنا چاہتا تھا وہ عمایہ کے قریب رہنا چاہتا تھا

تم آرام کرو میں صرف دس منٹ میں واپس آرہا ہوں

ٹھیک ہے ارسم عمایہ کہ ہاتھ سے پانی کا گلاس تھامتے ہوئے بولا اور اسے سائیڈ ٹیبل پر رکھا

جس پر عمایہ نے ہاں میں سر ہلایا تو ارسم نے مسکرا کر اس کے گلابی گال پر لب رکھے جس پر پل میں عمایہ کے چہرے پر گلال بکھرا وہ اپنے گال پر ایک ہاتھ

رکھے پلکیں چپکا چپکا کر ارسم کو دیکھ رہی تھی جبکہ
ارسم کو اس کی یہ ادا اتنی کیوٹ لگی کہ بے اختیار ہوتے
اس نے اس کے دوسرے گال پر بھی لب رکھے۔
عمایہ تو اب گردن تک سرخ پڑ چکی تھی ارسم نے یہ منظر
بہت غور سے دیکھا تھا اس کے چہرے پر دلنشین
مسکراہٹ ابھری تھی اسے نہیں پتہ تھا کہ عمایہ بلش
کرتی ہوئی اتنی خوبصورت بھی لگ سکتی ہے وہ
خوبصورت تھی بلا کی خوبصورت تھی مگر اس کی شرم
وحیا وہ جو ارسم کے لیے تھی وہ تو اسے مزید
خوبصورت بنا گئی تھی

اور ارسم اس کی اس ادا کا ایک سیکنڈ میں دیوانہ بن
چکا تھا اسے اندازہ نہیں تھا کہ عمایہ اس سے کبھی شرما
بھی سکتی ہے اور شرماتے ہوئے اتنی خوبصورت بھی لگ سکتی

ارسم کو لگتا تھا کہ وہ عمایہ کے معاملے میں ٹاسک ہے

جبکہ ایسا نہیں تھا ارسم کا انکشاف غلط تھا وہ عمایہ

عزمیل کا دیوانہ تھا اور پھر دیوانے اور پاگل شخص میں

کیا فرق ہوتا ہے

وہ تو کچھ بھی کر سکتے ہے اور ارسم بھی عمایہ کے

معاملے میں ایسا ہی تھا جو شخص کچھ ہی گھنٹوں میں

ایک زندگی سے ہاری لڑکی کو اپنی زندگی میں شامل کر

سکتا تھا وہ اپنی محبت میں اتنی طاقت تو رکھتا تھا کہ

وہ ساری دنیا کے سامنے اپنا دل اس کے قدموں میں رکھ دے۔

جو شخص اس کے بھائیوں کے سامنے قبول کر چکا تھا کہ

وہ عمایہ کو عشق کی حد تک چاہتا ہے اس کے لیے اور

کچھ بھی کرنا مشکل نہیں تھا

میں نے تو ابھی کچھ بھی نہیں کیا اور تم یوں لال گلابی

بن رہی ہو سوچو جس دن تم میری دسترس میں مکمل
طور پر آگئی اس دن تم میری محبت کے رنگوں میں کس
طرح رنگ جاؤ گی ارسم اس کے کان کے قریب جھک کر
سرگوشی نما آواز میں بولا جس پر عمایہ کی ریڑھ کی
ہڈی میں سنسنی دوڑ اٹھی

میرا دل چاہتا ہے کہ میں تمہیں کچا چبا جاؤں تم مجھے
اتنی پیاری لگتی ہو کہ میرا دل کرتا ہے کہ تمہاری ایک
ایک سانس کو اپنے سینے میں اتار لوں مگر صرف اس
وقت تمہاری حالت کا لحاظ کر رہا ہوں ورنہ تم میری بیوی
ہو مسز اس وقت میں تمہیں اچھے سے بتا سکتا تھا کہ تم
میرے لیے کیا ہو میرا بھالو...♥♥

ارسم نے یہ الفاظ بہت عرصے بعد بولا تھا مگر عمایہ کہ
دل کی دھڑکنیں پہلے کی طرح ہی بیترتیب ہوئی تھی

جیسے عمایہ نے پہلی بار اس کے منہ سے اپنے لیے یہ الفاظ

سنا تھا دوسری بار پھر سے وہی الفاظ سننے پر عمایہ کہ

حالات بالکل پہلے جیسے تھے جب کہ اس کے منہ کو چپ

لگ چکی تھی اب تو وہ ایک لفظ نہیں بول رہی تھی

یو آر سو کیوٹ مائی سویٹ بے بی گرل ارسم نے بولتے

ہوئے چٹاچٹ اس کے گلابی گلابی گالوں کو چوم لیا

جس پر عمایہ اس قدر شرمائی کے اس نے اپنے دونوں

ہاتھوں میں اپنا چہرہ چھپا لیا ارسم ایک دم سے ہلکا سا

قہقہ لگا کر ہنسا اور ایک آخری نظر عمایہ کو دیکھتے ہوئے

کمرے سے باہر نکل گیا

ارسم کے جاتے ہی عمایہ نے اپنے چہرے سے دونوں ہاتھ

ہٹائے اور کنفیوز ہوتی نگاہوں سے دروازے کی جانب

دیکھا جہاں سے ابھی ارسم نکل کر گیا تھا وہ وہاں سے

چلا گیا تھا مگر اس کی خوشبو عمایہ کو ابھی بھی اپنے
قریب تر محسوس ہو رہی تھی اس کا لمس اور اس کی
بیئر کی ہلکی ہلکی چبن اسے ابھی بھی اپنے رخسار پر
محسوس ہو رہی تھی

یا اللہ رحم کرنا میں نے تو کبھی خواب میں بھی نہیں
سوچا تھا کہ یہ اتنے بے شرم ہوں گے عمایہ بڑ بڑائی اور پھر
فوراً ہی لیٹ گئی اس کا سر چکرا رہا تھا اس لیے اس نے
لیٹنا ہی مناسب سمجھا شاید زیادہ دیر بیٹھنے کی وجہ
سے ایسا ہو رہا تھا

سر میں نے تمام میٹنگ ہینڈل کر لی ہیں مگر کچھ کام
ایسے ہیں جن میں آپ کا ہونا ضروری ہے وہ کام آپ ہی
دیکھ سکتے ہیں اگر آپ بولیں تو میں میٹنگز ارینج کر دوں...؟؟
اس کمپنی کے اونر آپ سے ملنا چاہتے ہیں انسرار سم کے

سامنے ہاتھ باندھے کھڑا اس کی جانب دیکھتے ہوئے بولا

جو ابھی کپڑے چینج کرنے کے بعد اس کی بات سن رہا تھا

نہیں ابھی مجھے کسی سے بھی نہیں ملنا تمام میٹنگز

کینسل کر دو وارسم نے دو ٹوک انداز میں جواب دیا اور

اپنی کلائی میں گھڑی پہننے لگا

لیکن سر اس میں آپ کا بہت لاس ہو رہا ہے انسر نے اسے

کچھ سمجھانا چاہا

بھاڑ میں جائے ہر چیز جب میں نے بول دیا تو بول دیا ہر

چیز کینسل کر دو میں واپس آنے کے بعد خود سب کچھ

ہینڈل کروں گا اب تم جا سکتے ہو وارسم نے بولتے ساتھ

ہی اسے جانے کا اشارہ کیا اور انصر کے نکلنے سے پہلے ہی

اس نے عمایہ کہ کمرے کی جانب قدم بڑھائے کیونکہ بول

کر تو وہ 10 منٹ کا آیا تھا مگر اب اسے آدھا گھنٹہ گزر

چکا تھا

ارسم نے جیسے ہی دروازے کی نوک پر ہاتھ رکھا تو اسے

کسی کے سسکنے کی آواز سنائی دی ایک سیکنڈ لگا تھا

اسے سمجھنے میں کہ یہ آواز کس کی ہے اس نے جلدی

سے دروازہ کھولا اور کمرے میں داخل ہوا جب اس کی

نظر سامنے بیڈ پر بیٹھی عمایہ پر پڑی تو اس کا دل ڈوب

کر ابھرا

عمایہ بیڈ پر بیٹھی زاروقطار رو رہی تھی اس کی

آنکھیں بند تھیں مگر وہ بہت زیادہ رو رہی تھی کچھ

قدموں کا فاصلہ ارسم نے چند قدموں میں سمیٹا اور فوراً

اس کے قریب پہنچ کر اسے اپنے سینے میں بھینچ لیا

کیا ہوا ہے مایا کیوں رو رہی ہو اس طرح ارسم اسے خود

میں بھینچتے ہوئے بے حد بے چین آواز میں بولا جس پر

عمایہ نے اس کے سینے میں چہرہ چھپاتے ہوئے مزید رونا
شروع کر دیا جس پر وہ اور زیادہ گھبرا گیا

میری جان کیا ہوا ہے کہاں درد ہو رہا ہے مجھے کچھ تو
بتاؤ ارسم نے دوبارہ اس سے پوچھا ساتھ وہ اس کی
آہستہ آہستہ کمر بھی سہلا رہا تھا فلوقت اسے بھی نہیں
پتہ تھا کہ عمایہ کیوں اتنا رو رہی ہے مگر اس کا رونا تو
اس کے دل کو کسی تیز خنجر کی طرح چیر رہا تھا

مم مجھے یہاں درد ہو رہا ہے بہت زیادہ عمایہ اپنے بازو
طرف اشارہ کرتی ہوئی بولی

اس وقت جو ڈریس اس نے پہنا ہوا تھا اس کے بازو اس
کی کہنیوں سے تھوڑا سا نیچے تھے مگر اس کا اشارہ اپنی
کلائی کی جانب تھا

ارسم نے اس کی کلائی کی طرف دیکھا جہاں اس کی

کلائی پر ایک نیلے رنگ کا بڑا سا دھبہ تھا وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ وہ گہرا ہوتا جا رہا تھا صرف یہی نہیں اس کے بازوں پر اور بھی ایسے بہت سے دھبے بن رہے تھے

ارسم کی آنکھیں خوف سے پھیل گئی اسے لگا جیسے ابھی اس کا دل بند ہو جائے گا اس کے ملائم دودھیا سفید بازوان دھبوں سے بھر رہے تھے

مم مجھے بب بہت ڈر درد ہو رہا ہے اا... ار... سم عمایہ ہچکیوں کے درمیان بہت مشکل سے ارسم کا نام لیتے ہوئے بولی ارسم کا دل چاہا جیسے ساری دنیا کو تباہ کر دے ہر چیز کو فنا کر دے گا لگا دے سب کو اس کی مایا اس وقت اتنی تکلیف میں تھی کہ ارسم کو سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ اس کی تکلیف کو ختم کیسے کرے

ارسم نے اونچی آواز میں دھاڑنا شروع کیا جس پر اگلے ہی

لمحے حیدر کے ساتھ عارب اور کچھ ڈاکٹرز بھاگتے ہوئے کمرے میں داخل ہوئے ارسم کی دھاڑ اتنی اونچی تھی کہ سارے ہاسپٹل کے دیواروں میں اس کی آواز باآسانی پہنچ رہی تھی

ارسم اٹھو یہاں سے ہمیں عمایہ کو دیکھنے دو ارسم کو وہاں سے نہ ہلتا دیکھ کر عارب ارسم کی جانب دیکھتے ہوئے بولا جس نے سختی سے عمایہ کو اپنے سینے میں بھینچا ہوا تھا جبکہ عمایہ بھی اس کے سینے میں چہرہ چھپائے زاروقطار رونے میں مصروف تھی

ارسم اٹھو اس کی حالت خراب ہو رہی ہے حیدر عمایہ کی خراب ہوتی حالت کی طرف دیکھ کر چیخا کیونکہ عمایہ کے منہ اور ناک سے خون بہنا شروع ہو چکا تھا جو ارسم کی سفید شرٹ کو سرخ رنگ سے داغدار کر گیا تھا

ارسم نا اٹھا تو حیدر نے خود ہی اسے بازو سے پکڑ کر
اٹھایا جس پر ارسم لڑکھڑا کر دو قدم پیچھے ہوا وہ
صدمے کی کیفیت میں پھٹی پھٹی نگاہوں سے عمایہ کو
دیکھ رہا تھا

جس کے منہ اور ناک سے پانی کی طرح خون نکل رہا تھا
اور کچھ ہی لمحوں میں وہ ہوش و حواس سے بیگانہ
ہوتی وہیں بیڈ پر گر چکی تھی جبکہ سب ڈاکٹر حیدر اور
عارب اس کے ارد گرد جمع ہو چکے تھے کوئی اس کے
ساتھ مشین کو اٹیچ کر رہے تھے اور کوئی اس کی
پوزیشن کو چیک کر رہا تھا جب کہ حیدر بار بار اپنی
آنکھوں کو رگڑتا عمایہ کہ منہ اور ناک سے نکلنے والے
خون کو صاف کر رہا تھا پتہ نہیں اس کی آنکھوں سے کیا
بہہ رہا تھا جسے وہ باہر نہیں آنے دے رہا تھا

ارسم کی نظروں سے عمایہ کا وجود ہٹ چکا تھا سب

ڈاکٹرز عمایہ کے ارد گرد اکٹھا تھے جس سے عمایہ ارسم

کو نہیں دکھائی دے رہی تھی

ارسم نے بہت مشکل سے سامنے سے نظریں ہٹا کر اپنے

ہاتھوں کی طرف دیکھا اس کے ہاتھ عمایہ کہ خون سے

رنگے ہوئے تھے اس کا خون اتنی رفتار میں نکلا تھا کہ

ارسم کی شرٹ کے ساتھ ساتھ اس کے ہاتھوں کو بھی

سرخ رنگ سے بھر چکا تھا

اس نے اپنی شرٹ کی طرف دیکھا جہاں بڑے بڑے سرخ

رنگ کے دھبے تھے اس نے پل میں عمایہ کہ تنفس کو

بگڑتے دیکھا تھا ایک لمحے میں اس کی حالت کو غیر ہوتے

دیکھا تھا

وہ ایک مضبوط اعصاب کا مالک تھا جو اپنی ماں کے مرنے

پر نہیں ٹوٹا تھا وہ عمایہ کی اس حالت پر لڑکھڑا گیا تھا

عمایہ کی یہ حالت دیکھ کر اس مضبوط شخص کے قدم

زمین پر جم چکے تھے اس کا دل مردہ ہونے لگا تھا اس کے

دماغ کی شریانیں پھٹنے کو تھی آج عرسم ابراہیم جیسے

مضبوط شخص کو عمایہ عزمیل کے سامنے ہارنا پڑا تھا

اس کی تکلیف اسے توڑ کر رکھ چکی تھی

عمایہ کی یہ حالت اسے زمین کی سات تہ کے اندر پھینک

چکی تھی جہاں سے نکلنا ارسم کے لیے بے حد مشکل تھا

مجھے میری بچی کے پاس جانے دو ایک بار مجھے اس سے

ملنے تو دو تم لوگ کیوں ایسا کر رہے ہو مجھے اس کے

پاس جانے کیوں نہیں دے رہے اسمہ بیگم بری طرح روتے

ہوئے اپنا آپ ہادی کی گرفت سے چھڑواتے ہوئے بولیں اس

وقت وہ سب ہاسپٹل میں موجود تھے عمایہ کی طبیعت
کا سب کو معلوم ہو چکا تھا جس پر سب بھاگتے ہوئے
ہاسپٹل پہنچے تھے

اسمہ بیگم پچھلے دو گھنٹوں سے عمایہ سے ملنے کی
جدوجہد کر رہی تھی جبکہ کوئی بھی انہیں عمایہ سے
ملنے نہیں دے رہا تھا

ماما سمجھنے کی کوشش کریں ابھی اپ عمایہ کے پاس
نہیں جاسکتی وہ ٹھیک نہیں ہے خدارا اس کے لیے دعا
کریں اس طرح رو کر خود کو اور اس کو اذیت مت دیں
حیدر اسمہ بیگم کے دونوں ہاتھوں کو تھامتے ہوئے بولا
لیکن بھائی آپ کیوں نہیں ملنے دے رہے پچھلے تین دن
سے آپ نے ہمیں بھی عمایہ سے نہیں ملنے دیا آخر ایسا
کیوں کر رہے ہیں آپ لوگ وہ ہماری بہن ہے ہم اس سے ملنا

چاہتے ہیں حمزہ تڑپ کر عارب کی جانب بڑھتے ہوئے بولا

جو پیشنٹ روم کے بالکل سامنے کھڑا تھا

اس کی آنکھوں میں آنسو تھے وہ عمایہ کے لیے رو رہا تھا

جب کہ ہادی کی بھی حالت کچھ ایسی ہی تھی وہ دونوں

اس کے بھائی تھے ان چاروں کی آپس میں گہری دوستی

تھی عمایہ کی تکلیف پر وہ تینوں بھی ہنسنا مسکرانا

بھول چکے تھے جب سے عمایہ ہاسپٹل ایڈمٹ ہوئی تھی

ان تینوں نے تو کھانا بھی ٹھیک سے نہیں کھایا تھا

حمزہ میرے بچے سمجھنے کی کوشش کرو صرف کچھ دیر

ہم عمایہ کے پاس کسی کو بھی نہیں جانے دے سکتے وہ

ٹھیک نہیں ہے عارب نے حمزہ کو سمجھانا چاہا

تمہارے کہنے کا کیا مطلب ہے کہ ہم اپنی بچی کو اندر تڑپتا

بلکتا ہوا دیکھیں اور خاموشی سے یہاں کھڑے ہو کر

تماشادیکھیں یہ دیکھیں کہ وہ کیسے ترپ رہی ہے وہ کس تکلیف میں ہے ہم اس کے اپنے ہیں وہ ہماری بچی اور ہم اس کے قریب بھی نہیں جا سکتے تائی جان جیسے پھٹ پری تھی وہ رو تو رہی تھی مگر انہیں ساتھ بے تحاشہ غصہ بھی آرہا تھا

بابا جان خدارا آپ ان سب کو سنبھالیں یہ وقت ان باتوں کا نہیں ہے ہمیں عمایہ کے لیے بون میرو ڈھونڈنا ہے ہر حال میں ہمارے پاس وقت نہیں ہے صرف چند گھنٹے ہیں اور ان چند گھنٹوں میں جو بھی عمایہ کے قریب گیا اس کی حالت بھی غیر ہو سکتی ہے ہم نہیں چاہتے کہ عمایہ کے علاؤہ اور کسی کو کوئی بھی نقصان پہنچے

ہماری ایک بہن اندر بیماری سے لڑ رہی ہے ہم نہیں چاہتے کہ ہمارے گھر کا کوئی دوسرا فرد بھی اس حالت تک

پہنچے خدا کا واسطہ ہے آپ سب سمجھنے کی کوشش
کریں اگر آپ سب ہمارا ساتھ نہیں دے سکتے تو خدارا
یہاں سے چلے جائیں مگر ہمارے دل کو ایسی باتیں کر کے
چھلی مت کریں۔

حیدر ان سب کے آگے ہاتھ جوڑ چکا تھا ضبط کے مارے
اس کی آنکھیں سرخ پڑ چکی تھی حیدر اور عارب ہی
جانتے تھے کہ وہ اتنے دنوں سے ہاسپٹل میں اپنی بہن کو
اس حالت میں کیسے دیکھ رہے ہیں ان کا دل تو ایک بار
عمایہ کو دیکھنے سے ہزار بار زخمی ہوتا تھا۔
اور یہاں پر ان کے گھر والے کسی بات کو سمجھنے کو تیار
ہی نہیں تھے
ایشال کچھ فاصلے پر کھڑی بے آواز رو رہی تھی جبکہ
عفاف اس کے گرد اپنا حصار بنائے اسے چپ کروانے کی

کوشش کر رہی تھی جبکہ دل تو اس کا چاہ رہا تھا کہ وہ
دھاڑیں مار مار کر روئے

اگر 12 گھنٹوں کے اندر اندر بون میرو نہ ملا تو ہم اپنی
عمایہ کو کھو دیں گے ہم اسے کسی بھی صورت نہیں بچا
پائیں گے اس کی حالت دیکھی ہے آپ نے ہمیں مجبوراً
اسے بے ہوش کرنا پڑا آپ سب اس کے لیے دعا کریں خدا
سے اس کی زندگی مانگیں

ہمیں ابھی عمایہ کا بون میرو ڈھونڈنا ہے ہم نہیں چاہتے
کہ آپ سب ہمارے راستے میں رکاوٹ بنیں عارب نے خود
ہی انہیں ساری سچائی بتا دی جس پر اسمہ بیگم نے بے
اختیار اپنے دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے ایک درد بھری آہ بھری
جبکہ عارف صاحب تو وہیں کرسی پر گر چکے تھے

کیا کہا تم نے میری بچی کے پاس صرف چند گھنٹے ہیں یہ

تم کیا بکواس کر رہے ہو عارف صاحب کو یقین نہیں ہو رہا تھا

میں کوئی بکواس نہیں کر رہا بابا عمایہ کے پاس وقت

نہیں ہے اسے اس وقت صرف بون میرو کی ضرورت ہے

اگر ہم اس کا میچنگ بون میرو نہ ڈھونڈ سکے تو ہم اسے

ہمیشہ ہمیشہ کے لیے کھو دیں گے اور پھر واپس آپ کبھی

اسے دوبارہ نہیں دیکھ سکیں گے عارب ترکی باتر کی بغیر

لحاظ کے بولتا ہوا دروازے کے سامنے سے ہٹ چکا تھا اور

بغیر کچھ اور بولے لمبے لمبے ڈھک بھرتا وہاں سے چلا گیا

حیدر نے ایک نظر سب کی جانب دیکھا جو بہت مشکل

سے ایک دوسرے کا سہارا لیے کھڑے تھے مگر سب کے دل

جیسے بند ہو چکے تھے ہاسپٹل کا منظر خوفناک بنا ہوا تھا

اس نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ جو ہاسپٹل وہ بنائے گا

اس ہاسپٹل میں سب سے پہلے اس کی بہن اس حال میں

پہنچے گی اس کی بہن چند گھنٹوں کی مہمان تھی اور
وہ بالکل بے بس تھا وہ کچھ نہیں کر پا رہا تھا
سب کو وہاں پہ روتا دیکھ کر حیدر کا دل بند ہونے کو تھا
اس نے وہاں مزید رکنے کی غلطی نہیں کی اور تیز تیز
قدم لیتا راہداری سے نکلتا چلا گیا
جب کہ باقی سب پیشنٹ روم کے بند دروازے کو دیکھ کر
بلک بلک کر رو رہے تھے ان کی تکلیف کا اندازہ شاید کوئی
کر ہی نہیں سکتا تھا
تین دن پہلے انہیں بتایا گیا تھا کہ عمایہ صرف بیمار ہے
پھر انہیں پتہ چلا کہ عمایہ کو کوئی بیماری ہے اور اس
کے بعد پتہ چلا کہ کوئی ایسی بیماری ہے جس سے عمایہ
کی جان کو خطرہ ہے اور اب تیسرے دن معلوم ہو رہا تھا
کہ عمایہ صرف چند گھنٹوں کی مہمان ہے اس کے پاس

جینے کے لیے صرف چند گھنٹے ہیں اگر اس کا علاج نہ ہو سکا تو چند گھنٹوں بعد وہ اپنی ہیروں جیسی بیٹی کو کھو دیں

گے کسی کو بھی اس بات پر یقین نہیں ہو رہا تھا یا شاید کوئی اس بات پر یقین کرنا ہی نہیں چاہتا تھا عمایہ کو کھو دینا کسی کے بھی بس کی بات نہیں تھی وہ لڑکی سب کی زندگیوں پر گہرا اثر رکھتی تھی وہ سب کی زندگیوں میں اجالا لانے والی ایک روشن روشنی تھی جس کے جانے سے سب کی زندگیاں اندھیرے کی ویرانیوں میں جا سکتی تھی

—

رات کا تیسرا پہر تھا جہاں عمایہ ہوش و ہوا سے بیگانہ

تھی وہیں پیشنٹ روم میں ایک کونے میں جائے نماز

بچھائے ایک شخص تہجد کی نماز ادا کر رہا تھا

ارسم نے جیسے ہی نماز کی نیت باندھ کر پہلا سجدہ کیا

سجدے میں سر گراتے ہی اس کا دل کھل گیا وہ خود کے

ضبط کو ٹوٹنے سے نہیں روک پایا تھا اور پھر کے دل کے

تمام باندھ ٹوٹ گئے وہ سجدے میں گرازار و قطار رونے

لگا اتنا کہ اس کے رونے کی آواز اس بند کمرے میں گونج

رہی تھی اس بند کمرے کی خاموشی کو اس مضبوط مرد

کی سسکیوں نے ختم کر دیا تھا

ارسم دوسرے سجدے میں گیا تو اس کی ہچکیاں بندھنے

لگی وہ شخص بچوں کی طرح رو رہا تھا شاید کوئی بچہ

اس طرح اپنی پسندیدہ چیز نہ ملنے پر روتا ہے جس طرح

وہ اپنے خدا کے سامنے سجدے میں گرا عمایہ کے لیے رو

رہا تھا وہ زار و قطار روتا رہا

جہاں اس کے دل کا غبار اس کے دل کی تکلیف آنکھوں کے

ذریعے باہر نکل رہی تھی ویسے ویسے وہ جائے نماز کو

آنسوں سے بھیگ رہا تھا

جانے اس کے آنسو کتنے گہرے اور کتنے تکلیف دا تھے جو

رکنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے وہ ایک عرصے بعد رویا تھا

اپنی ماں کے مرنے کے بعد اس نے ایک بھی آنسو نہیں

بہایا تھا مگر اس وقت جس طرح وہ رو رہا تھا وہ کہیں

سے بھی ایک بہادر اور مضبوط مرد نہیں دکھائی دے رہا

تھا بلکہ وہ کوئی ٹوٹا بکھرا سا خدا کا کوئی معمولی سا

بندہ محسوس ہو رہا تھا جسے صرف اپنی شریک حیات

کی چاہ تھی اور خدا کے علاؤہ اسے وہ کوئی نہیں دے سکتا تھا

ارسمنے نماز ادا کی اور دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے مگر وہ ایک بھی لفظ اپنی زبان پر نہیں لا یا بہت مشکل سے آنسو تھمے تھے

اور اب آنسوؤں کا دورانیہ دوبارہ سے شروع ہو چکا تھا وہ اپنا سر اپنے ہی ہاتھوں میں گرائے الفاظوں کا سہارا لینے کی بجائے آنسوں کے ذریعے اپنے خدا سے گفتگو کر رہا تھا اس کا دل اپنے خدا کے حضور میں سجدہ ریز تھا اس کا دل اپنا خدا کے آگے اپنی عمایہ کو مانگ رہا تھا اپنی چلتی دھڑکنوں کی روانگی کو مانگ رہا تھا شاید اگر عمایہ کو کچھ ہو جاتا تو وہ بھی زندہ نہ رہتا

طویل وقت کی خوشی کے بعد اس کی زبان سے صرف ایک لفظ نکلا تھا

یا اللہ میری مایا" یہ الفاظ ادا کرتے ارسم کے منہ سے درد "

بھری سسکی براامد ہوئی پتہ نہیں اس بیچارے کے دل میں کتنا درد بھر چکا تھا عمایہ کی یہ حالت اسے اندر تک توڑ رہی تھی وہ تو عمایہ کو کھونے کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا

یااللہ میں مانتا ہوں میں بہت گنہگار ہوں میں نے آپ کی بہت نافرمانی کی ہے مگر یااللہ میں تیرا گناہ گار بندہ ہوں میں تیری آزمائش کے قابل نہیں ہوں مجھے اتنا مت آزما۔

یہ آزمائش میرے دل پر بہت بھاری ہے یااللہ میرا دل بند ہو جائے گا میری سانسیں بند ہو جائیں گی اس لڑکی سے میری زندگی کی ڈور جڑی ہے اگر آپ نے اسے بھی مجھ سے چھین لیا تو میں جینے کے قابل نہیں رہوں گا یااللہ مجھ سے میرے جینے کا سہارا مت چھینیں یااللہ میرے دل کا مان رکھ لیں میری محبت کا مان رکھ لیں میری

تڑپ کا مان رکھ لیں

ارسم کا چہرہ خطرناک حد تک سرخ پڑ چکا تھا آنکھوں
سے نکلنے والے آنسوں پل پل اس کا چہرہ بھگو رہے تھے
اس کا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا آنکھوں میں سرخی تھی
جیسے آنکھوں میں خون اتر آیا ہو دعا کے لیے اٹھائے گئے
ہاتھ کپکپا رہے تھے ہونٹوں سے نکلنے والی صدائیں
لڑکھڑاہٹ تھی دل درد سے پھٹتا جا رہا تھا اس وقت وہ
کوئی ٹوٹ کر بکھرا ہوا دیوانہ معلوم ہو رہا تھا جس میں
سب کچھ ہارنے کی تو ہمت تھی مگر اس لڑکی کو ہارنے
کی ہمت نہیں تھی جس کے لیے وہ اپنے خدا کے آگے جھکا
بلک بلک کر اس کی زندگی مانگ رہا تھا
جانے کتنی ہی دیر اسے جائے نماز پر بیٹھے گزر گئی یہاں
تک کہ فجر کی آذان بھی اسے وہیں بیٹھے بیٹھے سنائی

دی وہ باوضو تھا اس نے فجر کی نماز ادا کی اور پھر اپنا
خدا کے آگے گر گرا کر عمایہ کی زندگی مانگنے لگا اس
شخص نے ساری رات خدا کے آگے سے سر نہیں اٹھایا تھا
اسے مانگنے کا ہنر نہیں آتا تھا مگر اس نے اپنے دل کو اپنے
رب کے آگے کھول کر رکھ دیا تھا
وہ لمحہ بلمحہ رک کر تھوڑی سی گردن گھما کر ایک نظر
بے سدھ ہوش و حواس سے بیگانہ پڑی عمایہ کو دیکھتا
اور پھر سے اپنے رب کے حضور اس کی زندگی مانگنے لگتا
ساری رات یہی سلسلہ رہا اور اس سلسلے میں وہ شخص
ایک لمحہ بھی نہیں تھکا تھا
ارسم شاید ابھی بھی وہیں پر بیٹھا رہتا جب اس کا فون
بجنے لگا جب فون بجنا بند نہ ہوا تو مجبوراً ارسم کو
اٹھنا پڑا اس نے اٹھ کر عمایہ کہ قریب ہی سائیڈ ٹیبل پر

رکھے فون کو اٹھایا

اور ایک نظر عمایہ کو دیکھا جس کی آنکھیں بند تھیں

چہرہ نڈھال تھا مگر وہ ہوش و حواس سے بیگانہ تھی

ہیلو ارسم جلدی سے میرے کیبن میں پہنچو عمایہ کا

میچنگ بون میرو مل چکا ہے ارسم کہ کانوں میں جیسے

ہی حیدر کی آواز پڑی اس نے بے یقینی سے فون کو اپنی

آنکھوں کے سامنے کیا جہاں سے حیدر دوبارہ کچھ بول رہا

تھا مگر ارسم سن ہی کہاں رہا تھا اس کا ذہن تو صرف

اس کے چند الفاظوں پر اٹک چکا تھا کہ عمایہ کا بون بیرو

مل چکا ہے

ہاتھ ڈھیلا ہوتے ہی ایک دم سے ارسم کے ہاتھ سے فون

زمین بوس ہوا اور اگلے ہی لمحے ارسم سجدے میں گر

چکا تھا وہ سجدے میں روتے ہوئے خدا کا شکر ادا کر رہا

تھا جانے کتنی ہی دیر اس نے اپنا سر سجدے سے نہیں اٹھایا

اسے پتہ تھا کہ خدا اپنے بندوں کی آزمائش لیتا ہے اپنے

بندوں کو آزماتا ہے خدا کو اپنے بندوں کی توبہ پسند ہے

مگر اس کی دعاؤں کو اتنی جلدی قبول کر لیا جائے گا

اسے تو علم بھی نہیں تھا وہ اپنے خدا کو حاضر ناظر جانتا تھا

اس نے کبھی بھی نماز قضا نہیں کی تھی پھر چاہے کتنا

ہی امپورٹنٹ کام کیوں نہ ہو مگر آج جو معجزہ اس نے

ہوتے دیکھا تھا اس کے بعد اسے اپنے قریب تر خدا کے

علاوہ اور کوئی دکھائی نہیں دیا تھا

ارسم نے سجدے سے اٹھ کر عمایہ کی پیشانی چومی اور

پھر تقریباً بھاگنے کے انداز سے کمرے سے باہر نکلا

حیدر تیز تیز قدم لیتا اپنے کیبن کی جانب بڑھ رہا تھا
جہاں میران بیٹھا اس کا انتظار کر رہا تھا کچھ دیر پہلے
ہی اس نے میران کو فون کر کے بلایا تھا اور اب میران
اس کے بلاوے پر ہاسپٹل میں موجود تھا
السلام علیکم اتنی رات کو تمہیں کال کر کر بلانا اچھا نہیں
لگا مگر یقین مانو مجبوری نہ ہوتی تو کبھی نہ بلاتا حیدر
کمرے میں داخل ہوتے ہوئے بولا تو میران نے مسکرا کر اس
کی جانب دیکھا
اس کے بلانے سے کہاں اسے تکلیف محسوس ہوئی تھی وہ
تو راتوں کو جاگنے کا عادی تھا
کوئی بات نہیں یہ اتنی بڑی بات نہیں ہے تم بتاؤ کیا

ضروری بات کرنی تھی تم نے۔۔۔۔؟؟ میران اپنی جگہ سے
اٹھ کر حیدر کی جانب بڑھتے ہوئے بولا

بیٹھو میں بتاتا ہوں حیدر میران کو کرسی پر بیٹھنے کا
اشارہ کرتے ہوئے بولا تو میران بالکل اس کے سامنے والی
کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا اب اسے حیدر کے بولنے کا
انتظار تھا

سب خیریت ہے نا عمایہ کی طبیعت ٹھیک ہے میران جانتا
تھا کہ عمایہ کی حالت کیسی ہے مگر اس نے حیدر سے
جان بوجھ کر پوچھا تا کہ وہ عمایہ کے بارے میں معلوم
کر سکے

اصل وجہ تو یہ تھی کہ وہ خود بھی ہاسپٹل آنے والا تھا
مگر اس سے پہلے ہی حیدر کی کال آچکی تھی اور اب
نام تو حیدر کا آیا تھا مگر دل سے میران عمایہ سے ہی

ملنے آیا تھا

عمایہ کا بون میرو تم سے میچ ہوا ہے میران تمہارا اور عمایہ کا بلڈ گروپ بھی ایک ہی ہے تم عمایہ کو بچا سکتے ہو حیدر امید بھری نگاہوں سے میرا کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

حیدر کی بات سنتے ہی میران کو حیرت نے آن گھیرا اسے تو پتہ ہی نہیں تھا کہ عمایہ کی زندگی کا ذریعہ وہ بنے گا ایک وقت تھا جب میران حدید کو عمایہ کی وجہ سے زندگی ملی تھی اور آج وہ وقت دوبارہ لوٹ کر آیا تھا آج عمایہ عزمیل کو میران حدید کی ضرورت تھی عمایہ کی چلتی سانسیں اور زندگی کی ڈوری خدا کے بعد میران حدید کے ہاتھوں میں تھی جسے میران چاہتا تو کھینچ سکتا تھا اور اگر چاہتا تو اسے موت کے منہ میں جانے سے

بچا سکتا تھا اسے نئ زندگی دے سکتا تھا

میران تم عمایہ کو اپنا بون میرو دو گے اس کی جان بچاؤ گے کیا ہم ساری زندگی تمہارے احسان مند رہیں گے حیدر نظروں میں التجا لیے سامنے بیٹھے میران کی طرف دیکھتے ہوئے بولا کیونکہ میران کی خاموشی اسے اندر ہی اندر خوف کی طرف دھکیل رہی تھی کہ پتہ نہیں وہ کیا جواب دے گا کہیں وہ انکار ہی نہ کر دے

میران سکتے کی حالت میں بیٹھا صرف حیدر کو دیکھ رہا تھا وہ کچھ پل بالکل خاموش رہا اور پھر تھوڑا رک کر بولا اگر" میران کے منہ سے نکلنے والے پہلے لفظ پر حیدر نے " امید بھری نظروں سے میران کو دیکھا اور اس کے بولنے کا انتظار کیا

اگر میری وجہ سے عمایہ عزمیل کو نئی زندگی مل سکتی"
"ہے تو میرے خون کی آخری بوند بھی اس پر قربان
وہ عمایہ کی خاطر اپنی زندگی بھی وقف کرنے کو تیار تھا۔
تم سچ بول رہے ہو تم اپنا بون میرو دو گے عمایہ کو حیدر
کو جیسے اس کی بات پر یقین نہیں آیا تھا اس نے دوبارہ
یقین دہانی چاہی
ہاں میں بالکل سچ بول رہا ہوں میں عمایہ کے لیے اپنی
جان بھی دے سکتا ہوں ایک معمولی سا بون میرو تو
کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتا تم اپریشن کی تیاری کرو
میں بالکل تیار ہوں میران ہلکی سی مسکراہٹ لیے سامنے
بیٹھے حیدر کی طرف دیکھتے ہوئے بولا جس کے چہرے پر
ایک پل میں خوشی کے انگنت رنگ پھیلے تھے
بہت بہت شکریہ میران مجھے پتہ تھا کہ تم انکار نہیں

کرو گے تم میری بہن کو ضرور بچاؤ گے میں بس ڈاکٹرز

کو انفارم کرتا ہوں ہم جلد ہی اپریشن کی تیاری کرتے ہیں

تم یہیں پر رکنا میں کچھ دیر میں آتا ہوں حیدر بولتا ہوا

اپنی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا اور تیز تیز قدم لیتا وہاں سے

نکل گیا جبکہ میران وہیں پر بیٹھا تھا

پھر کیا ہوا اگر وہ مجھے نہیں ملی میری محبت کا قرضہ

تو اتر جائے گا یہ سوچ کر کہ میں نے اس کی جان بچالی

میرا دل ہمیشہ اس بات کو سوچ کر سرشار ہوتا رہے گا تو

میں نے اپنے محبوب کو اس کی خوشیوں سے چہرہ نہیں

موڑ نے دیا میری تو کوئی اوقات نہیں میرے خدا کو یہ

منظور تھا تو ٹھیک ہے یہی صحیح

سب کو سب کچھ ملے ایسا تو کبھی نہیں ہوتا میران "

زخمی مسکراہٹ لی ہے دل ہے دل میں خود سے ہی

"مخاطب ہوا

اس کے لیے تو یہ معمولی اپریشن کوئی حیثیت نہیں رکھتا تھا اگر کوئی کہتا کہ عمایہ عزمیل کے لیے اسے اپنا دل بھی نکال کر دینا پڑے تو وہ بغیر رحم کھائے ایک خنجر سے اپنا سینہ چیر کر دل نکال کر عمایہ کہ قدموں میں رکھ دیتا

عمایہ سے اس نے پاک محبت کی تھی مگر شاید وہ محبت اس کی نصیب میں نہیں لکھی تھی اس لیے اسے مل نہ سکی وہ کسی اور کے نصیب کی تھی اور کسی اور تک پہنچ چکی تھی میران کا حسد کرنا نہیں بنتا تھا مگر اس کے دل کی خواہش کہیں دور بہت دور دب کر رہ گئی تھی وہ الفاظ جو اس کے لبوں تک آئے ہی نہیں تھے وہ پہلے ہی دفن ہو چکے تھے کسی گہری کھائی میں کسی گہری

قبر میں طویل اندھیرے میں۔

—

سب کے سب ہاسپٹل میں موجود تھے عمایہ کو جیسے ہی

ہوش آیا تھا ویسے ہی اسے اپریشن تھیٹر میں پہنچادیا

گیا تھا وہ کسی سے بھی نہیں ملی تھی اس نے صرف

ایک بار حیدر کو دیکھا تھا وہ ابھی تک غنودگی کی حالت

میں تھی اسے جو ہیوی ڈوز دیا گیا تھا وہ اس لیے دیا گیا

تھا کہ وہ زیادہ تکلیف محسوس نہ کر سکے

عارف صاحب بے تحاشا خوش تھے انہیں پتہ تھا کہ میران

کیسا ہے مگر انہیں یہ نہیں معلوم تھا کہ میران ان کی

بیٹی کی زندگی بچانے کے لیے اتنی بڑی قربانی دے گا

میران کو بھی بتادیا گیا تھا کہ اس اپریشن کے دوران اس کے لیے خطرہ شاید ساری زندگی اسے کسی درد کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے مگر میران کو کوئی فرق نہیں پڑا تھا وہ ایسے درد کا سامنا کرنے کے لیے بالکل تیار تھا بلکہ خوشی خوشی اسے ساری زندگی قبول کرنے کو بھی تیار تھا جبکہ باقی سب میران کی فکر میں پریشان ہو رہے تھے کیونکہ میران بھی ان کے بچوں کی طرح ہی تھا بے شک وہ کبھی ان میں گھل مل کر نہیں بیٹھا تھا مگر سب اس کے اخلاق سے اس کی عادت سے واقف تھے یہاں تک کہ ارسم کا جی چاہ رہا تھا کہ وہ میران کو وہ سب دے دے جس کی میران خواہش کرے۔

مگر میران کو کچھ بھی نہیں چاہیے تھا اور اگر ارسم کو معلوم پڑ جاتا کہ میران کو کس چیز کی خواہش تھی تو

یقیناًار سم یہ چیز برداشت نہ کرتا یہ تو میران حدید کی
محبت تھی میران حدید کی خفیہ اور خاموش محبت
جسے اس نے اپنے دل میں کہیں دور قید کر لیا تھا
اپنے خدا کے علاوہ کسی کے سامنے ذکر تک نہیں کیا تھا
بیٹا ہمیں سمجھ نہیں آرہا کہ ہم کس منہ سے تمہارا
شکریہ ادا کریں تم نے جو ہمارے لیے کیا ہے وہ کوئی عام
بات نہیں ہے ہمارے لیے یہ بات بہت بڑی ہے اور ہم ساری
زندگی تمہارے احسان مند رہیں گے ابراہیم صاحب میران
کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولے جو دونوں ہاتھ کمر کے
پیچھے بندھے نظروں کو جھکائے کھڑا تھا اور خاموشی
سے ان سب کی باتیں سن رہا تھا
اس کے قریب ہی عارف صاحب اور فضل صاحب بھی
موجود تھے جب کہ گھر کے باقی افراد کچھ فاصلے پر

کھڑے تھے سب کی خواہش عمایہ کو ملنے کی تھی مگر
ڈاکٹرز کا کہنا تھا کہ عمایہ کے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ
وہ سب سے مل سکے اور ویسے بھی وہ ابھی غنود گی
میں تھی پوری طرح سے وہ ہوش میں نہیں آئی تھی اور
اب بھی سب کو اجازت نہیں تھی اس سے ملنے کی اس
لیے اپریشن کے بعد ہی سب عمایہ سے مل سکتے تھے اور
اگلے ایک گھنٹے میں اپریشن شروع ہونے والا تھا
انکل مجھے صرف دس منٹ دے سکتے ہیں آپ میں عمایہ
سے ملنا چاہتا ہوں اس کے قریب نہیں جاؤں گا لیکن
فاصلے پر کھڑے ہو کر اسے دیکھنا چاہتا ہوں میران عارف
صاحب کی جانب دیکھتے ہوئے بولا فلحال وہاں پر ارسم
موجود نہیں تھا ورنہ ارسم کو میران کی یہ بات نامناسب
لگتی

لیکن بیٹا تم اس سے کیوں ملنا چاہتے ہو عارف صاحب کو

اس کا یوں بولنا کچھ عجیب لگا تھا عجیب تو ابراہیم

صاحب اور فضل صاحب کو بھی لگا تھا مگر وہ خاموش

تھے

انکل آپ مجھ پر بھروسہ کرتے ہیں نا پھر آپ یہ جان لیں

کہ میں کچھ غلط نہیں کروں گا صرف کچھ فاصلے پر آپ

کی بیٹی کو دیکھنا چاہتا ہوں مت بھولیں

ایک وقت وہ تھا جب اس کی وجہ سے مجھے زندگی ملی

تھی میں اس وقت کو دہرا نہیں رہا مگر میں چاہتا ہوں

مجھے صرف دس منٹ ملیں اس سے زیادہ وقت نہیں لوں

گا جانے میران کے دل میں ایسا کیا تھا جو وہ یہ بات بول

رہا تھا اجازت اس نے عارف صاحب سے مانگی تھی جبکہ

وہ بغیر اجازت کے بھی عمایہ سے مل سکتا تھا

ٹھیک ہے بیٹا ہمیں کوئی اعتراض نہیں تم جا سکتے ہو

عارف صاحب مسکراتے ہوئے بولے اگر میران کو وہ بیٹا کہتے تھے تو عمایہ ان کی بیٹی تھی اور اپنے دل میں جو وہ سوچ رہے تھے وہ بالکل ٹھیک تھا ان کا غلط سوچنا بنتا بھی نہیں تھا اگر وہ ان کی اولاد کے درجے پر آ سکتا تھا تو انہیں اسے کامل یقین بھی بخشنا تھا جو وہ اجازت دے کر بخش چکے تھے۔

بہت شکریہ میران مسکرا کر بولتا ہوا وہاں سے اپریشن تھیٹر کی جانب بڑھ گیا

بے فکر رہیں عمایہ بالکل محفوظ ہے میراں کی وجہ سے اسے کچھ نہیں ہو سکتا عارف صاحب فضل صاحب اور ابراہیم صاحب کی جانب دیکھتے ہوئے بولے تو انہوں نے بھی مسکرا کر ہاں میں سر ہلایا آخر وہ کیسے میران پر

شک کر سکتے تھے ان کا شک کرنا نہیں بنتا تھا

میران نے آہستہ سے دروازہ کھولا اور کمرے میں داخل ہوا

جہاں سامنے ہی مشینوں میں جکڑی عمایہ بے سدھ پڑی

ہوئی تھی اس کی آنکھیں بند تھی یعنی وہ اپنے ہوش

میں نہیں تھی

اس کے قریب صرف ایک ہی نرس موجود تھی جبکہ باقی

سارے ڈاکٹرز عمایہ کی رپورٹ چیک کرنے میں مصروف

تھے اس لیے وہ یہاں پر موجود نہیں تھے وہ سب آفس

میں موجود تھے وہاں سے تیار ہو کر ہی انہیں اپریشن

تھیڑ میں اپریشن شروع کرنا تھا

میران کے آتے ہی وہ نرس وہاں سے چلی گئی جبکہ میران

عمایہ سے کافی فاصلے پر کھڑا ہو گیا وہ عمایہ کہ اتنے

قریب نہیں تھا مگر اتنی دور بھی نہیں تھا

میران نے نظریں اٹھا کر عمایہ کی جانب دیکھا اور پھر کچھ لمحے اسے دیکھتا رہا

آج سے 20 سال پہلے میری اوقات گلی میں لاوارث پڑے کتے کی طرح تھی جس کی کوئی اوقات نہیں تھی کوئی قدر نہیں تھی کوئی وجود نہیں تھا جس کا کوئی والی وارث نہیں تھا

دو وقت کا کھانا بھی نصیب نہیں ہوتا تھا جانے کتنے لوگوں کا پھینکا گیا کھانا کھا کر اپنا پیٹ بھرتا تھا مگر کوئی سر پر ہاتھ رکھنے والا نہیں ملا تھا رو رو کر زندگی سے تنگ آچکا تھا تب صرف چھ سال کا بچہ تھا سمجھ اور عقل نہیں تھی یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ میری اگلی زندگی کیا ہے اور یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ جو اب میرے ساتھ گزر رہی ہے وہ کیا ہے

مجھے یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ میرے ماں باپ کہاں ہیں مجھے پیدا کرنے والے کہاں جا بسے ہیں مجھ سے تعلق رکھنے والی نسل کہاں پر بستی ہے مجھے کسی کے بارے میں کوئی علم نہیں تھا میں لاوارث تھا جس کا نہ کوئی اسرا تھا اور نہ ہی اس کے سر پر کوئی شفقت بھر ہاتھ رکھنے والا شخص میسر تھا

اس دن میں تین دن سے بھوکا تھا اندھیری رات تھی اور تیز بارش تھی اس بارش میں بھیگتا میرا وجود شاید موت کی چوکھٹ پر تھا شاید میری روح کو بھی موت کا انتظار تھا مگر خدا کو یہ منظور نہیں تھا میران بغیر رکے بول رہا تھا اس بات سے انجان کہ عمایہ اس کی تمام باتیں سن رہی ہے صرف وہ اٹھنے سے قاصر تھی وہ اپنی آنکھیں کھولنے سے قاصر تھی ورنہ اس کا ذہن اور کان

بیدار تھے اور وہ ہر بات سن رہی تھی جبکہ میران کو اتنا

پتہ تھا کہ عمایہ حوش وحواس میں نہیں ہے

شاید میں مر جاتا اگر عارف صاحب میرے سر پر شفقت

بھرا ہاتھ نہ رکھتے انہوں نے میرا وہاں سر دپڑتا وجود

دیکھا انہوں نے مجھے وہاں سے اٹھایا اس گاڑی میں ان

کی بیوی موجود تھی جن کی حالت غیر تھی مگر اس کے

باوجود بھی انہوں نے مجھے اپنی گاڑی میں پناہ دی

اچھے سے میرے گرد اپنے کوٹ کو پھیلا کر مجھے سردی

سے بچانے کی کوشش کی

ان کی بیوی میرے بغل میں ہی بیٹھی تھی وہ درد سے

بلبلا رہی تھیں اس وقت ان کی حالت بہت خراب تھی

شاید کوئی ننھا وجود اس دنیا میں قدم رکھنے والا تھا ان

کی زندگیوں کو روشن کرنے والا تھا

ہاسپٹل پہنچنے کے بعد انہوں نے سب سے پہلے مجھے

اچھے کپڑے پہنائے مجھے ڈاکٹر کو چیک کروایا میرا علاج

کروایا اور مجھے اپنے ساتھ ہی رکھا اس وقت ہی ان کی

زندگی میں ایک شہزادی کا وجود داخل ہوا وہ ننھی سی

شہزادی بہت خوبصورت تھی اس کی چھوٹی چھوٹی

سنہری آنکھیں مجھے آج تک یاد ہیں

اس کی ماں نے بھی شاید اسے نہیں دیکھا تھا جس وقت

انہوں نے اس ننھے وجود کو میرے سامنے کیا میں نے اس

وجود کے گالوں کو چھوا مجھے لگا جیسے اس سے حسین

اس دنیا میں کوئی بنا ہی نہیں میں نے اس سے حسین

گڑیا شاید دیکھی ہی نہیں تھی مجھے وہ بے تحاشہ پسند

آئی تھی میران بتاتے ہوئے ہلکا سا مسکرایا شاید وہ اپنے

بچپن کے یادگار قصے کو سناتے ہوئے سرشار ہو رہا تھا

اس رات کے بعد میری ساری زندگی کی بدل گئی مجھے

اچھی تعلیم اچھا گھر اچھے لوگ سب سے بڑھ کر عارف

صاحب کا شفقت بھرا ہاتھ ان کا سایہ میسر ہوا تھا وہ ہر

ہفتے مجھ سے ملنے آتے تھے وہ میری پل پل کی خبر

رکھتے تھے انہوں نے مجھے میرے پیروں پر کھڑا کر دیا

مگر جب میں 19 سال کا ہوا تو مجھے بیرونے ملک بھیج

دیا اس کے بعد میری ان سے ملاقات نہیں ہوئی شاید وہ

اپنی زندگی میں مصروف ہو چکے تھے اور میں بھی کچھ

بننا چاہتا تھا

20 سال بعد میری ان سے ملاقات ہوئی اور میں نے دوبارہ

اس شہزادی کو دیکھا میرے سامنے وہی سنہری آنکھوں

والی گڑیا تھی مگر اب وہ چھوٹی سی بچی نہیں رہی

تھی وہ تو ایک خوبصورت لڑکی بن چکی تھی

میرے لیے یقین کرنا مشکل تھا مگر وہ لڑکی آہستہ آہستہ
میری زندگی کا حصہ بننے لگی میں نے کبھی اسے نظریں
اٹھا کر نہیں دیکھا اسے نظر بھر کر نہیں دیکھا کیونکہ
میں نہیں چاہتا تھا کہ میری زندگی کا سایہ اس پر پڑے
وہ لڑکی نہیں جانتی تھی کہ میں کون ہوں مگر میں
ہمیشہ سے جانتا تھا کہ وہ کون ہے اس نے میری زندگی کے
ساتھ ساتھ میرے روح میں بھی اپنا بسیرا کر لیا اور آج
میرا جسم تو اخیر مگر میری روح بھی اس کی غلام ہے
اس سے کبھی نہیں کہہ سکا مجھے قسمت نے موقع ہی
نہیں دیا مگر میں آج بے تحاشہ خوش ہوں کہ میں اس
گڑیا کے کچھ تو کام آیا اگر میری زندگی وقف ہو جاتی ہے
تب بھی مجھے اس کی زندگی عزیز ہے میران سر کو
جھکائے آہستہ سے بول رہا تھا پھر اس نے نظریں اٹھا کر

بیڈ کی جانب دیکھا

میرے دل کی بات میری محبت میرے دل میں ہی رہ گئی

میں تو کہہ بھی نہ سکا میں کل بھی بدنصیب تھا اور

میں آج بھی بدنصیب ہی ٹھہرا مگر مجھے اپنے خدا سے

کوئی شکوہ نہیں ہے میرے خدا نے مجھے یہ موقع دے کر

میرے دل کا زخم بھر دیا ہے میں بہت خوش ہوں کہ میں

آپ کے کچھ تو کام آیا میرے لیے آپ زندگی کے ہر موڑ پر

یہی مقام رکھتی رہیں گی

جو اس وقت رکھتی ہیں زندگی میں آپ شاید بھول

جائیں کہ کوئی میران حدید تھا مگر میں کبھی نہیں

بھول سکتا کہ وہ سنہری آنکھوں والی شہزادی میری

زندگی میں آئی تھی اور میری زندگی میں ایک اجالا

روشن کر کے گئی تھی

آپ سے ملنے کی خواہش تھی مگر یہ نہیں معلوم تھا کہ
میں یہ سب تب بول سکوں گا جب آپ سن نہیں سکتی
ہوں گی میران نے ساتھ شکوہ بھی کیا جب کہ عمایہ کا
وجود پہلے سے زیادہ ساکت ہو چکا تھا میران کی باتیں
سن کر اس کی روح چھلی ہوتی جا رہی تھی
یہ بھی ٹھیک ہے اگر میں آپ کے روبرو ہوتا اور آپ ہوش
میں ہوتی تو شاید میں اپنے دل کی باتیں کبھی بیاں ہی
نہ کر پاتا شاید میرا خدا بھی جانتا ہے اس لیے مجھے ایسا
موقع ملا اس طرح نہیں ہوا میرا وقت پورا ہو چکا ہے اب
میں چلتا ہوں اگر زندگی رہی تو آپ سے ایک اور ملاقات
لازمی ہو گی
آپ کی زندگی کے لیے دعا کروں گا خدا حافظ میران ایک
آخری نظر عمایہ کو دیکھا اور پھر کمرے سے نکل گیا

عمایہ کا دماغ بالکل سن پڑ چکا تھا وہ جو کچھ سن چکی
تھی وہ سب اس کے دل پر بہت بھاری تھا اس نے تو آج
تک نہیں سنا تھا کہ میران کون ہے اور عمایہ اس کی
زندگی میں کوئی حیثیت رکھتی ہے اس کے دماغ میں تو
کبھی یہ بات آئی ہی نہیں تھی اس کے تو وہم و گمان
میں نہیں تھا کہ میران حدید جیسا مضبوط انسان عمایہ
کا احسان مند بھی ہو سکتا ہے

عمایہ کہ آگے جھک بھی سکتا ہے مگر وہ تو جھک چکا تھا
عمایہ کہ آگے اپنی زندگی رکھ چکا تھا جہاں لوگ محبتیں
شروع کرتے ہیں وہاں پر میران حدید نے اپنی محبت ختم
کردی تھی

عمایہ کو اپنے دل پر کوئی بوجھ سا محسوس ہو رہا تھا۔
مگر وہ اس وقت مجبور تھی وہ اٹھ نہیں سکتی تھی

میران اپنے دل کی تمام باتیں عمایہ کہ آگے رکھ کر جا چکا تھا اور اب عمایہ اپنے بھاری دماغ کے ساتھ اس کی تمام باتوں کو اپنے دل کی ضربوں سے برداشت کرنے کی کوشش کر رہی تھی جو اس کے لیے کافی مشکل ثابت ہو رہا تھا

ارسم سمجھنے کی کوشش کرو تم اپریشن تھیڑ میں نہیں رہ سکتے یہ کام ہم ڈاکٹرز کا ہے تمہارا نہیں تمہاری موجودگی سے ہمیں پریشانی لاحق ہو گی بے وقوفوں والی باتیں مت کرو عارب ارسم کے جانب دیکھتے ہوئے کافی اکھڑے ہوئے لہجے میں بولا
کیونکہ ارسم نے حکم سنایا تھا کہ وہ اپریشن تھیڑ میں عمایہ کے ساتھ ہی رہے گا جس پر سارے ڈاکٹرز کے ساتھ

ساتھ عارب اور حیدر کا بھی دماغ گھوم چکا تھا یعنی اب

وہ اپنا کام بھی دھیان سے نہیں کر سکتے اس میں بھی

ارسم کی موجودگی ضروری ہے

میں نے تم لوگوں کو اپنا فیصلہ سنا دیا ہے اور میں ہر حال

میں عمایہ کے پاس ہی رہوں گا ارسم دوبارہ اٹل لہجے

میں بولا وہ ایک پل بھی عمایہ سے دور نہیں ہونا چاہتا

تھا اسے امریکہ سے آئی کچھ میڈیسن ریسیو کرنی تھی

اور وہ خود ریسیو کرنے گیا تھا جب وہ اتنی سی بات میں

عمایہ کے لیے لاپرواہی نہیں دکھا رہا تھا تو پھر وہ اپریشن

کے معاملے میں کیسے دکھاتا حالانکہ وہ میڈیسن کسی

اور کو بھی لینے بھیج سکتا تھا مگر وہ خود گیا تھا

کیونکہ اسے اس معاملے میں کسی اور پر یقین نہیں تھا

اور نہ ہی وہ کر سکتا تھا

تم کہیں نہیں جاؤ گے ہر حال میں تمہیں یہی رکنا پڑے گا

ہمارے پاس اور یہ میرا آخری فیصلہ ہے ابراہیم صاحب

خرٹ اور غصے بھری آواز پر سب نے جھٹکے سے گردن

موڑ کر ابراہیم صاحب کی جانب دیکھا جو چہرے پر

خطرناک حد تک سنجید گی سجائے ارسم کو گھور رہے تھے

کیونکہ وہ بہت دیر سے ارسم کی منمانیاں برداشت کر رہے

تھے وہ سب پر یوں حکم چلا رہا تھا جیسے نواب کی

اولاد ہو اور اب ابراہیم صاحب کی فرکی گھوم چکی تھی

اب انہیں اپنے ہی سپوت پر غصہ آرہا تھا

لیکن بابا میں صرف۔۔۔۔۔ ارسم نے کچھ بولنا چاہا

جسٹ شٹ اپ ارسم وہ تمہاری بیوی ہے کہیں بھاگنے نہیں

لگی ڈاکٹرز کو اپنا کام کرنے دو اگر اب تم نے مزید کوئی

ایک بھی لفظ فضول بولا تو میں تمہاری ٹانگیں توڑ دوں گا

ابراہیم صاحب بغیر لحاظ کیے بے حد سخت آواز میں
بولے ارسم نے غصے سے اپنی مٹھیاں بھینچی اور
خونخوار نگاہوں سے عارب اور حیدر کو دیکھا جو اپنی
مسکراہٹ دبانے کی ناکام کوشش کر رہے تھے یقیناً اگر وہ
دونوں شور نہ مچاتے تو ارسم اس وقت اپریشن تھیٹر
میں موجود ہوتا ان کے شوہر مچانے کی وجہ سے ہی اسے
ابراہیم صاحب کے غصے کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا
جاؤ تم دونوں بیٹا خیریت سے اپنا کام کرو اللہ پاک سب
بہتر کریں گے
اور تم۔۔۔۔ ابراہیم صاحب کی توپوں کا رخ دوبارہ ارسم
کی جانب ہوا
اگر تم نے کسی بھی ڈاکٹر کو کوئی بھی دھمکی دی یا ان
پر دھونس جمانے کی کوشش کی تو مجھ سے برا کوئی

نہیں ہو گا یاد رکھنا دو گھنٹوں میں اپریشن کامیاب ہو جائے گا تب تک سب عمایہ کے لیے دعا کریں اس کی لمبی زندگی اور خیریت کی دعا کریں اب میں فضول ایک بات بھی نہیں سنوں گا سمجھے۔۔۔ !!!

ابراہیم صاحب بے حد غصے کے عالم میں ارسم کی طرف دیکھتے ہوئے بولے اور اتنی سی دیر میں عارب اور حیدر وہاں سے رفو چکر ہو چکے تھے کیونکہ اپریشن میں صرف دس منٹ بچے تھے

انہوں نے میران کو بھی انجیکشن دے دیا تھا اور اب اگلے دس منٹ بعد اپریشن شروع ہونا تھا جبکہ اسمہ بیگ عفاف ایشال اور تائی جان وہ تو پہلے سے مصلے پر بیٹھی ہوئی تھی حمزہ اور ہادی بھی بینچ پر بیٹھے اپنے رب سے اپنی بہن کے بالکل ٹھیک ہونے کی دعا کر رہے تھے جبکہ

باقی سب کے بھی دل کی یہی صدا تھی کہ عمایہ کا

اپریشن خیر خیریت سے کامیاب ہو جائے

ارسم نے ایک نظر سب کو دیکھا اور پھر آگے کی جانب

بڑھا جب پیچھے سے ابراہیم صاحب نے اسے آواز لگا کر

اسے روکا

بابا میں اپریشن تھیٹر کے اندر نہیں جا رہا صرف باہر

بیٹھوں گا ارسم بہت ضبط سے بولا اور لمبے لمبے ڈھک

بھرتا اپریشن تھیٹر کے سامنے جا بیٹھا جب کہ ارسم کے

اس ری ایکشن پر نہ چاہتے ہوئے بھی ابراہیم صاحب کے

چہرے پر مسکراہٹ در آئی

وہ تو جانتے تھے کہ ارسم عمایہ کے معاملے میں کتنا پاگل

ہے وہ تو ایک پل بھی عمایہ سے دور نہ ہوا گر ابراہیم

صاحب سختی نہ کرتے تو یقیناً اس نے اپریشن تھیٹر میں

گھس جانا تھا اور پھر انہیں بخوبی معلوم تھا کہ ڈاکٹرز

کو اپنا کام کرنا ہوتا ہے

اور جب ڈاکٹرز کو عمایہ کے وجود پر کوئی کٹ لگانا پڑتا

یا ڈاکٹر کے ازار دیکھنے پڑتے تو ارسم نے وہیں پر چیخنا

چلانا شروع کر دینا تھا جو عمایہ کے لیے اور باقی سب کے

لیے بھی ٹھیک نہیں تھا اس لیے ارسم کو وہاں جانے سے

روکنا ہی بہتر تھا

—

اپریشن کو شروع ہوئے ڈیڑھ گھنٹہ گزر چکا تھا ارسم

راہداری میں دائیں بائیں چکر لگا رہا تھا اس کے ہونٹوں پر

مسلسل درود شریف کا ورد تھا وہ کبھی درود شریف پڑھ

رہا تھا اور کبھی مسلسل سورۃ رحمان اس کی آنکھیں

عمایہ کو دیکھنے کے لیے ترس سی گئی تھی وہ اپریشن

تھیڑ کا دروازہ کھلنے کا منتظر تھا

یا اللہ میری بچی کی حفاظت کرنا میری بچی کو محفوظ

رکھنا میرے اللہ اسمہ بیگم اپریشن تھیڑ کے دروازے کی

جانب دیکھتی ہوئی بولیں اور پھر سے اپنی تسبیح پر

کوئی ورد کرنے لگیں

سب کی نظریں ہنوز اپریشن تھیڑ کے دروازے پر تھی اور

سب اندر سے آنے والی خبر کو سننے کے لیے بے حد بے چین

تھے کیونکہ اندر ایک نہیں بلکہ دو دو زندگیوں کی جنگ

لڑی جا رہی تھی ایک طرف عمایہ تھی اور دوسری طرف

میران تھا اور دونوں ہی سب کو بے حد عزیز تھے دونوں

کی زندگیاں سب کے لیے ضروری تھی

عمایہ اپنی موت سے لڑ رہی تھی اور میران اپنی زندگی سے فرق صرف اتنا تھا کہ میراں عمایہ کو نئی زندگی دینا چاہتا تھا جبکہ عمایہ نہ تو اپنی موت سے واقف تھی اور نہ ہی زندگی سے اسے معلوم ہی نہیں تھا کہ اس کے ساتھ کیا ہوا ہے اور کیا ہو رہا ہے

—

عمایہ کو آہستہ آہستہ ہوش آنے لگا تو اسے اپنا سر چکراتا ہوا محسوس ہوا جبکہ جسم میں سے ایک گہری درد کی لہر گزری جسے برداشت کرنے کے لیے اس نے سختی سے اپنی آنکھیں بند کی اور دوبارہ آنکھوں کو کھولا اب جب اس نے آنکھوں کو کھولا تھا تو اس نے اپنے ارد

گرد سب کو موجود پایا سوائے ارسم کے اس کے قریب تر سب موجود تھے ایشال عفاف تائی جان اسمہ بیگم عارف صاحب فضل صاحب ہادی حمزہ یہاں تک کہ عارب اور حیدر بھی مگر ان سب میں ارسم موجود نہیں تھا

کیسا ہے میرا بچہ فضل صاحب عمایہ کے بالوں پر نرمی سے ہاتھ پھیرتے ہوئے بولے عمایہ نے نوٹ کیا تھا کہ سب کے چہرے پر گہری مسکراہٹ تھی اور سب نم آنکھوں سے عمایہ کو دیکھ رہے تھے

عمایہ نے بولنے کی کوشش کی مگر حلق سے اس کی آواز ہی نہیں نکلی

کیا ہو گیا ہے آپ سب کو تھوڑا فاصلے پر کھڑے ہو جائیں باری باری ملیں اس پر اتنا پریشر مت ڈالیں اس طرح تو ہماری شہزادی بول بھی نہیں سکے گی حیدر

مسکراتے ہوئے عمایہ کے قریب آیا اور اس کے ماتھے پر ہاتھ کی پشت لگا کر اس کا ٹمپریچر چیک کرنے لگا

یہ بات تو سچ ہے آپ سب نے تو اچانک ہی اس کے گرد گھیرا بنا لیا ہے فکر مت کریں وہ یہیں پر ہے اور ایک بار اس نے بولنا شروع کیا تو آپ سب پناہ مانگیں گے کیونکہ وہ کچھ دنوں سے آپ کو کچھ نہیں بول رہی اس کے سارے حساب کتاب رہتے ہیں

حمزہ نے سب کی طرف دیکھ کر ہاتھ ہلا ہلا کر ایک نیا شوشہ چھوڑا گویا وہ عمایہ کی نقل کر رہا تھا کیونکہ عمایہ بھی اکثر سب کی جانب دیکھ کر ایسے ہی ہاتھ ہلا کر بات کرتی تھی

حمزہ کے اس عمل پر عمایہ نے اسے گھورا جس پر سب قہقہہ لگا اٹھے

تم باز آجاؤ چکندر باقی سب کا تو پتہ نہیں مگر سب سے

پہلے اٹھ کر وہ تمہارا دماغ درست کرے گی عارب حمزہ

کے کان کھینچتے ہوئے بولا

ارے بھائی میرے کان تو آگے ترس چکے ہیں اس کی آواز

سننے کو چلیں جو بھی تھا مانا کہ وہ یہ میری جانی

دشمن تھی مگر میرا دل لگا رہتا تھا حمزہ فل اداکاری

کرتے ہوئے بولا جس پر سب نے ہنستے ہوئے سر جھٹکا

باری باری سب عمایہ سے ملے اور پھر وہیں روم میں اپنا

ڈیرا جما کر بیٹھ گئے گویا یہ ان کے بھائیوں کا ہاسپٹل

تھا تو ان کے گھر کی طرح ہی ہوا وہ بڑے حق سے وہاں

براجمان تھے ہادی تو صوفے پر یوں لیٹا ہوا تھا جیسے اپنے

کمرے کے بیڈ پر لیٹا ہو

جب کہ حمزہ کسی نہ کسی چیز کے ساتھ چھیڑ کھانی

کرنے میں مصروف تھا ایشال عمایہ کے قریب ہی بیٹھی تھی اور اسے سیب کاٹ کر کھلا رہی تھی جبکہ حیدر اور عارب وہاں پر موجود نہیں تھے وہ دوسرے پیشنٹس کو دیکھنے گئے تھے

ابراہیم صاحب بھی عمایہ سے مل کر فضل صاحب اور عارف صاحب کے ساتھ وہاں سے جا چکے تھے جبکہ عمایہ کو ابھی تک ارسم کا انتظار تھا جانے کیوں مگر وہ ارسم کے آنے کی منتظر تھی اسے ارسم کی غیر موجودگی کچھ ٹھیک نہیں لگ رہی تھی آخری بار تو ارسم اس کے بے حد قریب تھا مگر اس کے بعد تو اس نے ارسم کو دیکھا تک نہیں تھا اس کا تو دل بھی خواہش کر رہا تھا کہ ارسم اس کے سامنے موجود ہو مگر وہ نہیں تھا

ایشال تم سے ایک بات پوچھوں عمایہ بے حد مدہم آواز

میں آہستہ آہستہ بولی کیونکہ تیزی سے وہ ابھی نہیں
بول سکتی تھی

ہاں پوچھو ایشال نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور دوبارہ
سیب کے چھوٹے چھوٹے پیس کاٹنے لگی

وہ کہاں ہیں۔۔۔۔ عمایہ نے اس بار بھی ارسم کا نام نہیں لیا
تھا جبکہ ایشال سمجھ چکی تھی کہ وہ کس کے بارے

میں پوچھ رہی ہے
تمہارے وہ کسی ضروری کام کے سلسلے میں ملک سے باہر
گئے ہیں اور ایک دو ہفتوں تک واپس آئیں گے ایشال نے
بالکل نارمل انداز میں جواب دیا جبکہ ایشال کی بات سن
کر عمایہ کو حیرت کا جھٹکا لگا یعنی وہ عمایہ سے ملے
بغیر ملک چھوڑ کر جا چکا تھا اس کے لیے اپنے کام اتنے
ضروری تھے اس نے عمایہ سے ملنا بھی ضروری نہیں سمجھا

عمایہ کا دل اور چہرہ ایشال کی بات سن کر ہی بجھ چکا

تھا جبکہ ایشال نے عمایہ کہ چہرے پر یہ تبدیلی بخوبی

نوٹ کی تھی ایشال نے عمایہ کو شرارتی مسکراہٹ سے دیکھا

فکر مت کرو اور جائیں گے جلد ہی واپس اور سب سے

پہلے تم سے ملنے آئیں گے ایشال عمایہ کا گال تھپتھپاتے

ہوئے بولی تو عمایہ کے نے کوئی جواب نہ دیا اور

خاموشی سے تکیہ پر سر رکھتی آنکھیں موند گئی

اسے بہت دکھ ہوا تھا یہ سن کر کم سے کم ارسم کو یہاں

پر موجود ہونا چاہیے تھا مگر اس کا دل ارسم کو دیکھنے

کو چاہ رہا تھا تو ارسم کے دل کے بھی یہی حالات ہونے

چاہیے تھے مگر یہاں تو حالات ہی بدلے ہوئے تھے بات ہی

الگ تھی وہ تو یہاں پر موجود ہی نہیں تھا بلکہ اپنے

ضروری کاموں کو نپٹانے ملک سے باہر جا چکا تھا

—

تم ٹھیک ہو تمہاری طبیعت کیسی ہے ارسم میران کے قریب بیٹھتے ہوئے بولا جس کی ڈرپ ابھی اتری تھی

ہاں میں بالکل ٹھیک ہوں مجھے کچھ نہیں ہوا اور میں اب گھر جانا چاہتا ہوں میران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا

نہیں تمہیں ابھی گھر نہیں جانا چاہیے تمہیں پراپر کیئر اور ٹریٹمنٹ کی ضرورت ہے اور ہمارا فرض ہے کہ ہم تمہارا خیال رکھیں اس لیے پلیز

ارسم نے اس سے ریکویسٹ کی کیونکہ اس کا یوں چند گھنٹوں میں واپس جانا ارسم کو ٹھیک نہیں لگ رہا تھا

کوئی بات نہیں تکلف کرنے کی ضرورت نہیں میں گھر جا

کر آرام کروں گا میں بالکل ٹھیک ہوں میران چہرے پر مسکراہٹ سجائے اپنی شرٹ کے اوپر والے دو بٹن بند کرتے ہوئے بولا

کچھ دیر پہلے اسے گھبراہٹ ہو رہی تھی جس کی وجہ سے اتنی ٹھنڈ میں بھی اس نے اپنی شرٹ کے اوپر والے بٹن کھولے ہوئے تھے تاکہ اسے تھوڑا بہت سکون محسوس ہو

تکلف کی کیا بات ہے بیٹا تم ہمارے اپنے بچے ہو اور تمہارا خیال رکھنا ہمارا فرض ہے تم کہیں نہیں جا رہے یہیں پر رکو تمہیں ہاسپٹل ابھی دو دن مزید رکنا ہے اس کے بعد ہی ہم تمہیں گھر جانے دیں گے جس دن عمایہ ڈسچارج ہو گی اس کے ساتھ ہی تم بھی گھر جاؤ گے اب چپ چاپ یہیں پر بیٹھ جاؤ عارف صاحب اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اسے دوبارہ بیڈ پر بٹھا چکے تھے

ارے میں بالکل ٹھیک ہوں آپ سب اتنا پریشان کیوں ہو رہے ہیں اور آپ کو پتہ ہے کہ اینجیو کے بچوں کے بغیر میں نہیں رہتا مجھے مجبوراً جانا پڑے گا پلیز سمجھنے کی کوشش کریں میران نے انہیں سمجھانا چاہا کہ اس کا جانا ضروری ہے

کوئی بات نہیں تم آرام کرو بلکہ تم ہر ٹینشن بھول جاؤ میں چکر لگاؤں گا سب بچوں سے ملوں گا اور تمہاری طبیعت کا بھی بتاؤں گا بے فکر رہو عارف صاحب نے اس کے مسئلے کا حل پیش کیا جبکہ میران مطمئن نہیں تھا وہ وہاں نہیں رکنا چاہتا تھا

میں آپ کے حکم کا دل سے احترام کرتا ہوں مگر آپ سمجھنے کی کوشش کریں وہ بچے میری موجودگی کے عادی ہیں کچھ بچے تو موسم کے تبدیلی کی وجہ سے

بیمار بھی ہو چکے ہیں میرا جانا بہت ضروری ہے یقین کریں کہ میں اپنا خیال رکھوں گا میران نے مسکرا کر انہیں مطمئن کرنا چاہا جب میران نا ٹلا تو مجبوراً عارف صاحب کو ہی ہار ماننی پڑی اور انہیں اسے جانے کی اجازت دینی پڑی جب کہ میران اپنی حالت کی پرواہ کیے بغیر خود گاڑی ڈرائیو کر کے اپنے گھر گیا تھا

میرے دل کی محبت میرے دل میں ہی رہ گئی وہ میں کہہ ہی نہیں سکا......!!!!

میران کے بولے گئے الفاظ عمایہ کے کانوں میں گونجنے لگے وہ اس کا وقت کمرے میں بالکل اکیلی تھی کچھ دیر پہلے ہی شور کی وجہ سے حیدر نے سب کو وہاں سے جانے کا

بولا تھا عمایہ کہ قریب اسمہ بیگم موجود تھی مگر پانچ
منٹ پہلے وہ بھی نماز ادا کرنے گئی تھیں
عمایہ کو میران کے لیے برا محسوس ہو رہا تھا اس کا دل
چاہ رہا تھا وہ میران سے ایک بار ملے اور اس سے لازمی
پوچھے کہ اس میں ایسا کیا تھا جو اسے عمایہ سے محبت
کرنی پڑی وہ میران سے کہنا چاہتی تھی کہ وہ اسے بھول جائے
وہ کسی کے درد کا سبب نہیں بن سکتی میران کے بولے
گئے الفاظ اور بولی گئی تمام باتیں عمایہ عارف صاحب
سے بھی پوچھنا چاہتی تھی کہ جو کچھ میران نے بولا ہے
کیا وہ سب سچ تھا مگر اسے عارف صاحب سے پوچھنے کا
موقع نہیں ملا تھا جبکہ میران کا بولا گیا ایک ایک لفظ
اسے بخوبی یاد تھا وہ کچھ بھی بھولی نہیں تھی
بے شک وہ اس وقت پوری طرح ہوش و حواس میں نہیں

تھی مگر ساری باتیں اس کے ذہن میں اچھی طرح نقش تھی

کمرے کا دروازہ آہستہ سے کھلا اور کوئی کمرے میں داخل

ہوا کمرے میں داخل ہونا والا شخص بہت دبے دبے قدم

لیتا ہوں بیڈ کی جانب بڑھ رہا تھا جہاں عمایہ آنکھیں بند

کیے لیٹی ہوئی تھی مقابل کو محسوس ہو چکا تھا کہ وہ

جاگ رہی ہے مگر عمایہ کو کسی کی موجودگی کا احساس

نہیں ہوا تھا کیونکہ وہ گہری سوچ میں مبتلا تھی

ارسم نے عمایہ کہ بے حد قریب کھڑے ہوتے ہوئے بغور اس

کے چہرے کی طرف دیکھا اور کچھ پل وہیں پر کھڑا اسے

دیکھتا رہا اور پھر آہستہ سے اس کے قریب کرسی گھسیٹ

کر بیٹھ گیا

کرسی کے گھسیٹنے کی آواز پر عمایہ نے جھٹ سے اپنی

آنکھیں کھول کر سامنے دیکھا جہاں اس کے قریب تر

کوئی کرسی پر بیٹھ چکا تھا مگر کمرے میں اندھیرا تھا

تھوڑی دیر پہلے تو کمرہ روشنی سے روشن تھا ساری

لائٹس چل رہی تھی مگر اب اندھیرا کیسے ہو گیا عمایہ

اندھیرے کو دیکھتے ہوئے کافی گھبرائی

وہ جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھنے لگی جب کسی نے اسے نرمی

سے اپنے حصار میں لیا جس پر عمایہ کی آنکھیں پوری

کی پوری کھل گئ اور وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے اپنے

قریب تر آتے شخص کو پہچاننے کی کوشش کرنے لگی

ریلیکس چپ چاپ لیٹی رہو..... کسی کی بھاری سرگوشی

نما آواز عمایہ کی سماعتوں سے ٹکرائی تو عمایہ تھوڑا پر

سکون ہو گی

مگر حیرت کا جھٹکا دو اسے تب لگا جب اسے یقین ہوا کہ

اس کے قریب ارسم ہے یعنی وہ اس کے قریب کیسے ہو

سکتا تھا ایشال نے تو بتایا تھا کہ وہ ملک سے باہر گیا ہے

مگر وہ تو اس کے پاس تھا یعنی وہ سب کیا تھا جو

ایشال نے اس سے بولا

ارسم نے عمایہ کے قریب ہی جگہ بنائی اور اس کے بالکل

ساتھ لیٹ گیا حیران کن بات تو یہ تھی کہ ارسم اور

عمایہ ایک سنگل بیڈ پر موجود تھے عمایہ پوری طرح اس

کے حصار میں قید ہو چکی تھی جبکہ ارسم تو بھرپور

سکون انداز میں اس کے بغل میں لیٹا اسے اپنی آغوش

میں سمیٹتا اس کے چہرے کے بے حد قریب تکیے پر اپنا

سر رکھتا آنکھیں موند چکا تھا جبکہ عمایہ کی اوپر کی

سانس اوپر اور نیچے کے نیچے رہ گئی تھی وہ اپنی

سانس روکے ارسم کی موجودگی کا یقین کرنے کی

کوشش کر رہی تھی

سانس لو مایا.....!!! ارسم کی آواز میں ایک حکم عائد تھا

جس پر عمایہ نے گہرا سانس لیا کچھ ہی پلوں میں وہ

اپنا سانس روک کر اپنا تنفس بگاڑ چکی تھی جس کی

وجہ سے اب وہ کھانسنے لگی تھی

کتنی بے وقوفانہ حرکتیں کرتی ہو تم اتنے قریب ہونے پر

اپنے شوہر کو بھی نہیں پہچانتی اور اگر پہچان لو تو اسے

تکلیف پہنچانے کے لیے اپنی سانسیں روک لیتی ہو مجھے

بتادو میں خود اپنے ہاتھوں سے تمہاری سانسیں تمہارے

حلق سے کھینچ لوں گا تاکہ تمہیں زیادہ تکلیف نہ ہو اور

نہ ہی مجھے۔

ارسم عمایہ کی کمر سہلاتے ہوئے تھوڑا سخت آواز میں

بولا جس پر عمایہ نے اندھیرے میں ہی اسے بری طرح

گھورا مگر بولی کچھ نہیں

تمہاری گھوریوں کا مجھ پر کوئی اثر نہیں ہو گا پہلے یہ

بتاؤ کہ تم کیسا محسوس کر رہی ہو طبیعت ٹھیک ہے نا

تمہاری۔۔۔؟؟ارسم اس کی ڈرپ والا ہاتھ تھامتے ہوئے بولا

وہ ابھی تک زیادہ حرکت نہیں کر سکتی تھی اس لیے وہ

بالکل سیدھی لیٹی ہوئی تھی

آپ سے کس نے بولا آپ یہاں آئیں جائیں یہاں سے آپ۔

عمایہ کی آواز بہت ہلکی تھی مگر اس کی آواز میں

تھوڑی سی ناراضگی تھوڑا سا غصہ تھا جسے ارسم نے

بخوبی محسوس کیا تھا

تم سے ملنے کے لیے مجھے کسی کی اجازت کی ضرورت

نہیں تمہاری بھی نہیں ارسم نے بولتے ہوئے اس کی

صراحی دار گردن میں اپنا چہرہ چھپایا جس پر عمایہ کا

دل عام رفتار سے ہٹ کر فل سپیڈ سے دھڑکنے لگا

آپ یہ کیا کر رہے ہیں پیچھے ہٹیں عمایہ دائیں ہاتھ کا

استعمال کرتی اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے تھوڑا

سا پیچھے دھکلنے کی کوشش کرتے ہوئے بولی مگر کافی

کمزوری ہونے کی وجہ سے وہ ارسم کو ہلا بھی نہیں پائی تھی

ہششش بالکل خاموش رہو ارسم اپنی شہادت کے انگلی

اس کے گلابی ہونٹوں پر رکھتے ہوئے بولا جس پر عمایہ

کو فوراً بعد چپ لگ گئی ایک تو ارسم کی اتنی نزدیکی

اوپر سے اس کی قربت عمایہ کا برا حال کر رہی تھی اتنی

سردی میں بھی اس کے ماتھے پر پسینے کی بوندیں چمک

رہی تھی

تمہیں پتہ ہے کہ میں تم سے ایک پل بھی دور نہیں ہوا

مگر تمہارے اپریشن کے بعد مجھے تمہاراری ایکشن

دیکھنا تھا مجھے یہ دیکھنا تھا کہ میری بیوی میری غیر

موجودگی کو نوٹ کرتی ہے یا نہیں ارسم اپنی آنکھیں

موند کر عمایہ کے بدن سے اٹھنے والی مسور کن خوشبو

کو اپنی سانسوں میں اتارتے ہوئے بولا

مگر میری بیوی نے تو مجھے کچھ زیادہ ہی یاد کیا شاید

میری توقع سے زیادہ اتنا کہ اپنی بہن سے میرے بارے میں

پوچھ رہی تھی شاید وہ مجھے مس کر رہی تھی ہے نا۔۔۔

ارسم جیسے جیسے بول رہا تھا اس کے ہونٹ عمایہ کی

گردن سے مس ہو رہے تھے جس پر عمایہ کی دھڑکنیں بے

ترتیب ہو رہی تھی

مم میں نے کسی کو مس نہیں کیا عمایہ نے اس کی خوش

فہمی دور کرنا چاہی جبکہ وہ اس بات سے انجان تھی کہ

اس کے کمرے میں ایک خفیہ کیمرہ لگا ہے جس کی وجہ

سے ارسم اس کی ایک ایک حرکت کو نا صرف دیکھ رہا

تھا بلکہ بہت توجہ سے نوٹ بھی کر رہا تھا

اچھا مگر مجھے تو لگا کے تم نے کیا ہو گا ارسم نے بولتے ہوئے اس کی شہہ رگ پر اپنے آگ کی مانند دہکتے لب رکھے جس پر عمایہ کہ جسم میں کرنٹ سا دوڑ گیا اس نے جھٹکے سے اٹھنے کی کوشش کی مگر اچانک اسے اپنے پیٹ کے بل پہ شدید درد کا احساس ہوا کہ وہ درد سے کراہ اٹھی

ارسم جھٹکے سے اٹھا اور جلدی سے اسے تھاما جو شدید درد کی حالت میں اپنے پیٹ پر اپنا دایاں ہاتھ رکھے لمبے لمبے سانس لے رہی تھی اپنی نادانی میں وہ اپنے زخم کو دکھا چکی تھی

بے وقوفوں والی حرکتیں مت کیا کرو مایا بالکل آرام سے لیٹی ہوئی تھی نا تو لیٹی رہتی ارسم اسے دوبارہ لیٹتے

آہستہ سے اس کے بائیں ہاتھ کو سہلاتے ہوئے بولا اور پر

حدت لمس اس کی پیشانی پر چھوڑا ایک طرف وہ اسے

غصہ ہو رہا تھا اور دوسری طرف اپنے لبوں سے اس کے

درد کو مرہم کرنے کی کوشش کر رہا تھا

آپ تھوڑا دور ہٹ کر بیٹھیں عمایہ ارسم کو ناراضگی

بھری نظروں سے دیکھ کر اسے تھوڑا پیچھے ہٹ کر

بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے بولی

ہرگز نہیں سوچنا بھی مت ارسم یہ بولتے ہوئے اس کے

مزید قریب ہوا جبکہ ارسم کی اتنی نزدیکی پر عمایہ کے

حواس بساختہ کرنے کا سبب بن رہی تھی

ابھی صرف نکاح ہوا ہے رخصتی نہیں ہوئی آپ میرے

ساتھ یوں چپک نہیں سکتے عمایہ کو اب غصہ آنے لگا تھا

تو پھر کیا ہوا نکاح ہو چکا ہے تم میری بیوی ہو میں تمہارا

شوہر ہوں اسلام ہمیں نزدیک آنے کی اجازت دیتا ہے

رخصتی وجہ ہے تو اس کا کیا وہ میں ابھی کروا دیتا ہوں

ارسم نے حل پیش کیا جس پر عمایہ کا پورا کا پورا منہ

ہی کھل گیا

یہ بندہ کیا چیز تھا وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی

ارسم اس کی سمجھ سے بہت باہر کی چیز تھا اور ارسم

ابراہیم کو سمجھنا کوئی عام بات نہیں تھی اور عمایہ کو

ارسم کو سمجھنے کے لیے ایک طایل وقت کی ضرورت تھی

نہیں آپ پیچھے ہٹ کر بیٹھیں مجھے اچھا محسوس نہیں

ہو رہا جب تک رخصتی نہیں ہو جاتی آپ میرے قریب

نہیں آئیں گے عمایہ نے جیسے اسے حکم دیا اور ساتھ ہی

ساتھ ہاتھ کے اشارے سے اسے پیچھے ہٹانے کی بھی

کوشش کی جس پر ارسم نے ایک نظر اندھیرے میں

چمکتی عمایہ سنہری آنکھوں میں دیکھا اور پھر گہرا

سانس لیتے ہوئے سائیڈ سے ایک بٹن دبایا

جس پر کمرے کی تمام لائٹس دوبارہ آن ہو گئی اور ارسم

اس سے کچھ فاصلے پر بیٹھ گیا مگر اتنے فاصلے پر بھی

نہیں جتنا فاصلہ عمایہ چاہتی تھی

اگر اب آپ میرے قریب آئے تو مجھ سے برا کوئی نہیں

ہو گا عمایہ انگلی اٹھا کر ارسم کو وارن کرتے ہوئے بولی

جس پر ارسم نے اس کی وہی انگلی تھام کر اپنے لبوں سے

لگائی تو عمایہ نے ہڑبڑا کر اپنا ہاتھ پیچھے کھینچا جبکہ

ارسم اس کا ہاتھ تھام چکا تھا

میں تم سے دور کیسے رہا یہ میں تمہیں بتا نہیں سکتا اور

اب میں تم سے دور رہوں ایسا ہو نہیں سکتا اس لیے

مجھے وہ کام کرنے کا مت بولو جو میرے لیے ناممکن ہے

اس معاملے میں

میں نہیں میرا دل کمینہ ہے اور میرا دل تمہارے معاملے

میں میری نہیں سنتا ارسم عمایہ کا گلابی گلابی گال

سہلاتے ہوئے بولا اور آہستہ سے اس کے گال کو کھینچا

کیا مسئلہ ہے آپ کے ساتھ..... عمایہ اسے گھورتے ہوئے اپنا

گال سہلانے لگی اسے تو آگے اسی چیز سے مسئلہ تھا ہادی

تو کبھی بھی باز نہیں آتا تھا اس کے گال کھینچنے سے اور

عمایہ کو اس چیز سے چڑ تھی اور اب ارسم بھی وہی

حرکت کر رہا تھا

کتنی بار بتاؤں میری جان محبت کا مسئلہ ہے میرے ساتھ

ارسم اس کے گلابی ہوتے گال پر لب رکھتے ہوئے بولا جس

پر عمایہ نے منہ بنایا

پیچھے ہٹیں آپ کو شرم نہیں آتی کسی بیمار انسان کو

تنگ کرتے ہوئے عمایہ اسے بری طرح گھورتے ہوئے بولی
جبکہ ارسم بغیر اس کی گھوریوں کے پرواہ کیے اس کے
دوسرے گال پر بھی لب رکھ چکا تھا
ماما..... عمایہ خاصی اونچی آواز میں چلائی جس پر
ارسم ہڑبڑا کر پیچھے ہٹا اور عمایہ کو دیکھنے لگا جو
غصے کی وجہ سے لال گلابی ہو رہی تھی جب اس کی
نہیں چلتی تھی وہ ایسے ہی اسمہ بیگم کو آوازیں لگاتی
تھی اور اس بات سے ارسم انجان تھا
کیا ہوا تم ٹھیک ہو اسمہ بیگم فوراً کمرے میں داخل ہوتے
ہوئے کافی فکرمند انداز میں بولیں جس پر ارسم نے
جھٹکے سے گردن گھما کر اندر داخل ہوتی اسمہ بیگم کو
دیکھا اس وقت اسے عمایہ پر بے تحاشہ غصہ آیا
ماما انہیں منع کریں انہیں بولیں کہ مجھے تنگ مت کریں

ورنہ میں ان کا سر پھاڑ دوں گی عمایہ ارسم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کافی غصے سے بولی

اسمہ بیگم نے گھور کر عمایہ کو دیکھا شاید وہ اس بات کا لحاظ بھول گئی تھی کہ ارسم اس کا شوہر ہے اور اسے کیسے ارسم سے بات کرنی ہے وہ تو بالکل اس طرح ارسم کی شکایت لگا رہی تھی جیسے وہ ہادی اور حمزہ کے لگاتی ہے

بری بات ہے بیٹا ارسم آپ کے شوہر ہیں اور شوہر کو اس طرح نہیں بولا جاتا اسمہ بیگم اس کے قریب جاتی ہوئی بولیں جبکہ ارسم کو اپنی سوگاتی بیوی پر بے تحاشہ غصہ آرہا تھا وہ سائیڈ پر کھڑا عجیب سی نظروں سے گھور کر اسے دیکھ رہا تھا

جبکہ عمایہ بھی بغیر اس کا لحاظ کیے اپنی سنہری

آنکھوں میں غصہ لیے اپنے چھوٹے سے ناک کو مزید پھلائے اس کے نیلی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی جیسے چیلنج کر رہی ہو کہ میری بات مان لیا کرو ورنہ انجام یہ بھی ہو سکتا ہے

بیٹا آپ کیوں کھڑے ہو بیٹھ جاؤ میں فروٹ کاٹتی ہوں اسمہ بیگم ارسم سے بولتی فروٹ کاٹنے کے لیے وہاں رکھی منی فرج میں سے فروٹس نکالنے لگی

ابھی تو میں جا رہا ہوں مگر ایک بات یاد رکھنا تم ایک بار ٹھیک ہو جاؤ بیوی تمہارا دماغ تو میں بہت اچھے سے درست کروں گا اتنے اچھے سے کہ دوبارہ کبھی تم میرے رومینس میں ٹانگ اڑانے کی کوشش نہیں کروں گی

ارسم عمایہ کہ نزدیک تھوڑا جھک کر سرگوشی نما آواز میں بہت کچھ جتا گیا تھا جبکہ عمایہ نے ابھی تک اسے

گھورنا نہیں بند کیا تھا اور ارسم کو اس کی یہ ادا بے
چین کر رہی تھی

اس کا دل چاہ رہا تھا کہ اس کے پھولے پھولے گالوں کو
دوبارہ چوم لے مگر اسی بات پر وہ پہلے بھڑک اٹھی تھی

شام میں دوبارہ آؤں گا یہ مت سوچنا کہ اب میں دوبارہ
شکل نہیں دکھاؤں گا تم میری بیوی اور تمہیں مجھے
برداشت کرنا ہی پڑے گا

ماما موجود ہیں صرف اس چیز کا لحاظ کر رہا ہوں ورنہ
میں ابھی اور اسی وقت تمہارا دماغ ٹھکانے لگا سکتا تھا

مسز ارسم ابراہیم

ارسم نے بولتے اس کی غصے سے بھری سنہری آنکھوں پر
لب رکھے جبکہ عمایہ غصے سے اسے دیکھتے ہی رہ گئی
جو اسے ایک ساتھ کتنی دھمکیاں دے چکا تھا

میں کوئی ڈرتی نہیں ہوں آپ سے ٹھیک ہے نا اور اپنی دھمکی اپنے پاس رکھا کریں مجھے آپ کے دھمکیوں سے بھی ڈر نہیں لگتا عمایہ عجیب سا منہ بنا کر ارسم کی طرف دیکھتی ہوئی بولی جس پر نہ چاہتے ہوئے بھی ارسم کے انابی ہونٹوں تلے دلکش مسکراہٹ رینگ گئی جسے وہ جلدی سے چھپا گیا

تمہیں کس نے بولا کہ تم مجھ سے ڈرو میں تو چاہتا ہی نہیں کہ تم مجھ سے ڈرو میں تو چاہتا ہوں کہ تم یوں ہی بغیر ڈر کے میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مجھ سے بات کرو آخر ایک شیر کو اس کی شیرنی ہی سنبھال سکتی ہے جیسے تم مجھے

ارسم اس کے دونوں ہاتھوں کو تھام کر اس کے ہاتھوں پر لب رکھتے ہوئے بولا جب سے نکاح ہوا تھا ارسم اس کے

نزدیک تر آتا جا رہا تھا وہ تو کسی کی موجودگی کا بھی

احساس نہیں کرتا تھا اس معاملے میں وہ صرف اپنے دل

کی سنتا تھا جب کہ عمایہ کو لمحہ بہ لمحہ ارسم اپنے

قریب آتا ہوا محسوس ہو رہا تھا بلکہ وہ آ چکا تھا ارسم

کا لمس بالکل اچانک تھا

بہت پیاری ہو بہت کیوٹ سی بس میرا دل چاہ رہا ہے کہ

میں تمہیں بھی اٹھا کر اپنے ساتھ لے جاؤں ارسم نے بولتے

ہوئے دوبارہ اس کے گال پر لب رکھے اور اب کی بار اس نے

اس کے گال پر ہلکے سے دانت گاڑھے عمایہ نے زوردار چیخ

مارنی چاہی جبکہ ارسم اس کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھتا اسے

چیخنے سے روک چکا تھا

عمایہ جتنا ان چیزوں سے چڑتی تھی ارسم اتنا اسے تنگ

کر رہا تھا اور اب عمایہ کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ ارسم کا

سر پھاڑ دے

چلتا ہوں بیوی میں جانتا ہوں کہ تمہارا دل چاہ رہا ہے کہ

تم میری شکل بگاڑ دو مگر فکر مت کرو اس کے لیے میں

رات کو آؤں گا رات میں کر لینا جو کرنا ہو گا ارسم ایک

آنکھ ونگ کرتے ہوئے بولا اس کے بے باک انداز پر عمایہ

شرم سے دوہری ہوئی

میں اب چلتا ہوں آنٹی شام تک واپس آؤں گا ارسم اسمہ

بیگم کی جانب دیکھتے ہوئے بولا جو فروٹ کاٹنے کے بعد

اب عمایہ کے قریب آ رہی تھیں

ہاں بیٹا جاؤ خیریت سے اسمہ بیگم مسکراتی ہوئی بولی

تو ارسم انہیں خدا حافظ کہہ کر ایک آخری نظر عمایہ کو

دیکھتا وہاں سے چلا گیا جبکہ شرم اور گھبراہٹ کے مارے

عمایہ کا برا حال تھا

اسے ارسم ابھی بھی اپنے نزدیک تر موجود محسوس ہو
رہا تھا ارسم کی خوشبو اسے ابھی تک اپنے وجود سے آتی
ہوئی محسوس ہو رہی تھی ارسم کا لمس اس نے اپنے
چہرے کے ایک ایک نقوش کو چھوتا ہوا محسوس ہو رہا
تھا وہ خود تو چلا گیا تھا مگر عمایہ کو کشمکش میں
مبتلا کر گیا تھا

اب عمایہ کو رات کے بارے میں سوچ کر پریشانی لاحق ہو
رہی تھی اب نہ جانے رات کو وہ کون سی الٹی حرکت
کرنے والا تھا نکاح ہونے کے بعد تو وہ آدمی کچھ زیادہ ہی
بے شرم ہو چکا تھا اتنا بے شرم کہ عمایہ نے کبھی اپنے
خواب میں بھی نہیں سوچا تھا

عمایہ نے یہ سوچتے ہوئے اپنے دہکتے گالوں اور اپنے دونوں
ہاتھ رکھے اور اسمہ بیگم کی طرف دیکھنے لگی جو اس

سے اس کی طبیعت کے بارے میں پوچھ رہی تھی

عمایہ کو آج تین دن بعد ہاسپٹل سے ڈسچارج کیا جا چکا تھا جبکہ ابھی تک وہ بالکل سہی طرح سے ٹھیک نہیں ہوئی تھی اس کا زخم ابھی تک تازہ تھا مگر آہستہ آہستہ بھرنے لگا تھا

عمایہ ہاسپٹل میں رہ کر تنگ آچکی تھی اب تو اس کی برداشت سے باہر تھا ہاسپٹل میں رہنا اس کی بہت زیادہ ضد پر حیدر کو مجبوراً اسے گھر پر شفٹ کرنا پڑا مگر اس کے نزدیک ایک نرس لازمی رکھوائی جو ہر وقت عمایہ کی حالت کا معائنہ کرتی رہے جبکہ حیدر کے اس فیصلے پر کسی کو بھی اعتراض نہیں تھا کیونکہ عمایہ کو واقعی میں ابھی کیئر کی بہت زیادہ ضرورت تھی وہ

بہت زیادہ کمزور پڑ چکی تھی

مجھے یہ سوپ نہیں پینا آخر کتنا کھلائیں گے مجھے آپ

سب۔۔۔۔!!!

عمایہ تائی جان کی طرف دیکھ کر تلملا کر بولی کیونکہ

جب سے وہ گھر آئی تھی تب سے کوئی نہ کوئی اسے

کچھ نہ کچھ کھلا رہا تھا اور اب عفاف اس کے لیے سوپ

بنا لائی تھی جبکہ عمایہ کا بالکل دل نہیں چاہ رہا تھا کہ

وہ مزید کچھ کھائے

دیکھو مایا چپ چاپ یہ سوپ پیو ورنہ نیچے ارسم بھائی

بھی موجود ہیں میں ان سے بھی یہ بول سکتی ہوں

عفاف نے اسے ارسم کا نام لے کر دھمکی دی جس پر عمایہ

نے عجیب سا منہ بنایا

تین دن سے ارسم ہر وقت اس کے پاس موجود رہتا تھا

مگر اسمہ بیگم کی موجودگی میں وہ عمایہ سے فاصلہ بنائے ہوئے تھا وہ عمایہ سے بات تو کرتا تھا مگر صرف اتنی جتنی اسے کرنی چاہیے تھی اسے ایک منٹ بھی عمایہ کے ساتھ اکیلے میں نہیں ملا تھا جس کا عمایہ لاکھ کروڑ بار شکر ادا کر رہی تھی کہ کم سے کم اسمہ بیگم کی موجودگی میں وہ ارسم کی نزدیکی اور قربت سے بچی ہوئی تھی جبکہ ارسم کسی بچے کی طرح اس کی دیکھ بھال رکھ رہا تھا

اس کی میڈیسن کا خیال اس کے کھانے پینے کا خیال اس نے ہر چیز کا خیال رکھا ہوا تھا اسمہ بیگم تو یہ سب دیکھ کر کافی خوش تھی وہ پہلے نہیں جانتی تھی کہ ارسم کیسا ہے مگر اب وہ اچھی طرح جان چکی تھی کہ ارسم کی عادت کیسی ہے اور وہ عمایہ کے معاملے میں کتنا

کیئرنگ اور لونگ ہے

اور وہ عمایہ کا کتنے اچھے سے آنے والی زندگی میں خیال

رکھ سکتا ہے اسمہ بیگم کو ارسم سے بہتر اور کوئی

دکھائی نہیں دیا جب انہوں نے اسے اپنی بیٹی پر توجہ

کرتے دیکھا اور ایک پل بھی اس سے بیزار ہوتے نہیں دیکھا

ارے بھابھی آپ ان کے سیاں جی کا نام کیوں لے رہی ہیں

آپ کو معلوم ہے نا کہ اپنے سیاں جی کے نام پر یہ شرماتی

گھبراتی ہیں ایشال عمایہ کی طرف شرارتی نگاہوں سے

دیکھتے ہوئے بھرپور شرارتی انداز میں بولی

جس پر عمایہ نے کوئی خاص رسپانس نہیں دیا کیونکہ

پچھلے تین دنوں سے ایشال اسے یوں ہی تنگ کر رہی تھی

ارسم کے قریب ہونے پر وہ عمایہ کو زچ کرتی تھی اور

ایشال کی اکثر باتوں پر تو عمایہ شرما بھی جاتی تھی

جس پر ایشال کو مزید موقع مل جاتا تھا اسے چھیڑنے کا۔

ماما جان آپ کو نیچے بابا جان بلا رہے ہیں شاید انہوں نے کوئی ضروری بات کرنی ہے ہادی کمرے میں داخل ہوتے ہوئے تائی جان کو مخاطب کرتے ہوئے بولا

خیریت کیا بات کرنی ہے...؟؟تائی جان ہادی کی جانب دیکھتی ہوئی بولیں

پتہ نہیں ابراہیم انکل اور ارسم بھائی بھی وہیں پر موجود ہیں اور شاید انہوں نے کوئی ضروری بات کرنی ہے آپ کا انتظار کر رہے ہیں ماما بھی وہیں پر موجود ہیں آپ اور کو بلا رہے ہیں ہادی نے انہیں ساری ڈیٹیل بتائی جس پر تائی جان عمایہ کے قریب سے اٹھی اور نیچے کی جانب قدم بڑھائے

انہیں انکشاف ہو رہا تھا جیسے یہ ضروری بات عمایہ کے

معاملے میں ہے مگران کا انکشاف غلط ہے یا صحیح یہ تو
انہیں نیچے جا کر ہی معلوم ہونا تھا

کون سی بات ہے موٹے مجھے بھی بتاؤ عما یہ سیدھی ہو
کر بیٹھتی ہادی کی جانب دیکھ کر بولی جو اس کے بالکل
سامنے بیڈ پر آلتی پلاتی مار کر بیٹھ چکا تھا

مجھے نہیں معلوم میں اور حمزہ وہاں پر موجود تھے اور
بابا جان نے ہمیں وہاں سے بھجوادیا مجھے یہاں پر بھیج
دیا اور حمزہ کو مالی بابا کے ساتھ اب مجھے کیا معلوم
کے نیچے کیا گفتگو ہو رہی ہے

مجھے تو لگتا ہے کہ شاید تمہاری رخصتی کی بات چل
رہی ہے ہادی نے کچھ سوچتے ہوئے اپنے سے تُکا مارا

مجھے بھی یہی لگتا ہے ہو سکتا ہے کہ ابراہیم انکل نے
یہی بات کرنی ہو ویسے بھی وہ دونوں اکیلے ہوتے ہیں

انہیں بھی بہو کی ضرورت ہے عفاف سوپ عمایہ کے سامنے رکھتی عمایہ کے بالکل ساتھ بیٹھتے ہوئے بولی جبکہ عمایہ کے بائیں جانب ایشال پہلے سے بیٹھی ہوئی تھی

ایسا کیسے ہو سکتا ہے اتنی جلدی رخصتی نہیں ہو سکتی عمایہ نے احتجاج کیا وہ اتنی جلدی رخصتی نہیں کروانا چاہتی تھی اس کی تو ابھی پڑھائی بھی مکمل نہیں ہوئی تھی

ارے آرام سے موٹی سکون سے بیٹھو میں نے تو صرف کچھ سوچ کر جواب دیا ہے ہو سکتا ہے کہ نیچے یہ بات نہ ہو رہی ہو اور اگر ہو بھی رہی ہو گی تو کون سا بابا جان اتنی جلدی رخصتی کے لیے ماننے والے ہیں ریلیکس رہو کچھ نہیں ہونے والا ہادی نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے جیسے اسے حوصلہ دیا

مگر عمایہ کو نئی پریشانی نے آن گھیرا تھا وہ اپنا ڈپلومہ

کمپلیٹ کرنے سے پہلے شادی نہیں کرنا چاہتی تھی اسے
اپنی ڈاکٹر کی ڈگری کمپلیٹ کرنی تھی مگر اسے یہ بھی
معلوم تھا کہ ارسم اتنی آسانی سے ٹلنے والا نہیں اگر تو
نیچے رخصتی کی بات ہو رہی ہے تو یقیناً اس سب کے
پیچھے ارسم کا ہی کیا دھرا ہو گا کیونکہ اسے ہی سکون
نہیں ہے وہ ہی نہیں چاہتا کہ عمایہ اپنے گھر میں رہ کر
اپنی پڑھائی مکمل کرے وہ تو چاہتا تھا
کہ اگلی صبح نہ ہو اور عمایہ اس کے گھر میں اس کے بیڈ
روم میں اس کے قریب موجود ہو جبکہ عمایہ ایسا بالکل
نہیں چاہتی تھی

میری مانو تو رخصتی کے لیے ہاں کر دو تمہاری پڑھائی کا
کیا ہے تم تو رخصتی کے بعد بھی کر لو گی مسئلے تو
صرف ہمارے ہیں یار جنہیں نہ شادی سے پہلے پڑھائی

راس آئی تھی اور نہ ہی شادی کے بعد ایشال نے اسے جیسے بہترین حل پیش کیا مگر ساتھ میں اپنا رونا رونا نہیں بھولی

تم چپ رہو نالائق عورت تم ہمیشہ پڑھائی سے بھاگتی رہنا مگر فکر مت کرو میرے بھائی تمہیں بھاگنے بھی نہیں دیں گے تمہیں ہر حال میں ڈاکٹر تو بننا ہی پڑے گا اور رہی بات میری رخصتی کی تو میں اتنی جلدی کبھی نہیں کرواؤں گی جب تک میں اپنی پڑھائی مکمل نہیں کر لیتی میں ڈاکٹر نہیں بن جاتی تب تک میں رخصتی نہیں کرواؤں گی ہر حال میں یہ میرا آخری فیصلہ ہے

عمایہ اٹل لہجے میں بولی تو عفاف نے عمایہ کی جانب دیکھتے ہوئے سر جھٹکا یہ تو قسمت کی بات تھی جیسا قسمت میں لکھا ہوگا ویسا ہی ہونا ہے مگر عمایہ کی بے

جا ضد بالکل بے وجہ تھی عفاف کو تو اس کا یہ فیصلہ
کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا جب ارسم نے بولا تھا کہ
رخصتی کے بعد بھی وہ عمایہ کی پڑھائی کو نہیں رکوائے
گا تو عمایہ کو رخصتی میں مسئلہ کیا تھا مگر عمایہ
نہیں چاہتی تھی کہ پڑھائی سے پہلے اس کی رخصتی ہو
اور اب سب کو عمایہ کے فیصلے کا احترام بھی کرنا تھا
ان چاروں کی گل افشانیاں اس کمرے میں چل رہی تھی
جبکہ وہ چاروں ہی نہیں جانتے تھے کہ نیچے کون سی
بات ہو رہی ہے جبکہ نیچے ہونے والی گفتگو سے وہ سب
ہی انجان تھے

بھائی صاحب آپ کی باتیں درست ہے ہم آپ کے فیصلے کا احترام کرتے ہیں لیکن عمایہ اس بات کے لیے کبھی نہیں مانے گی وہ اپنی پڑھائی مکمل کرنا چاہتی ہے تائی جان ابراہیم صاحب کی تمام بات سننے کے بعد فیصلتاً انداز میں بولیں

ہمارے بچوں کا نکاح تو ہو چکا ہے رخصتی خاص وجہ ہے کہ رخصتی کروادی جائے ارسم چاہ رہا ہے کہ رخصتی کے بعد وہ عمایہ کو امریکہ لے جائے اور وہیں پر عمایہ کی پڑھائی مکمل کروائے اگر اس کی یہ خواہش ہے تو مجھے لگتا ہے کہ ہم سب کو اس کی خواہش کا احترام کرنا چاہیے عمایہ اس کی بیوی ہے اور وہ اپنی بیوی کے معاملے میں فیصلہ لینے کا حق رکھتا ہے عارب بہت سمجھداری سے کام لیتے ہوئے بولا کیونکہ ارسم کی ساری بات وہ

پہلے ہی سن چکا تھا اور ارسم کی بات اسے سو فیصد
درست لگی تھی

وہ تو ٹھیک ہے بیٹا مگر عمایہ نے بولا تھا کہ وہ دو سال
سے پہلے شادی نہیں کرے گی اب اگر وہ نا مانی تو ہم اس
کے ساتھ زبردستی تو نہیں کر سکتے عارف صاحب کے لیے
سب سے اہم عمایہ کی رضامندی تھی اس لیے تمام بات
سننے کے بعد انہوں نے عمایہ کا ہی نام لیا کیونکہ عمایہ
سے پوچھے بغیر وہ کوئی فیصلہ نہیں لے سکتے تھے
اگر ایسی بات ہے تو ہم عمایہ سے ابھی پوچھ لیتے ہیں کہ
اس کا فیصلہ کیا ہے اس کے بعد ہم وہ فیصلہ کر لیں گے
جو عمایہ کو منظور ہو گا ہمارے لیے ہماری بچی کی
خواہش اول نمبر پر ہے اور جو عمایہ چاہے گی وہ ہی ہو گا
ابراہیم صاحب ارسم کے خواہش کو سائیڈ پر رکھتے ان

سب کی جانب دیکھتے ہوئے بولے

جبکہ ارسم چپ چاپ خاموشی سے بیٹھا ان کی باتیں سن

رہا تھا معلوم تھا ارسم کہ عمایہ کبھی بھی ہاں نہیں کرے

گی مگر وہ بھی اپنے دل کے ہاتھوں مجبور تھا وہ بھی

چاہتا تھا کہ عمایہ اس کی زندگی میں آجائے اسے اب

اپنی اصل جگہ پر آجانا چاہیے اس لیے وہ عمایہ کو باہر

لے جانا چاہتا تا کہ عمایہ باہر سے پڑھائی کر کر ایک اچھی

ڈاکٹر بن کے پاکستان لوٹے اور دو سال کا وقت تو زیادہ

نہیں ہوتا وہ دو سال کے وقت میں اس پر ایسی کوئی

ذمہ داری نہیں ڈالنے والا تھ جس سے عمایہ کی پڑھائی پر

کوئی اثر پڑے وہ تو صرف اپنی بیوی کو اپنے پاس اپنے

قریب تر رکھنا چاہتا تھا اور اس کا ایسا سوچنا اور ایسا

کرنا جائز تھا وہ اس کا شوہر تھا ہاں یہ بات الگ تھی کہ

اگر عمایہ بیمار نہ ہوئی ہوتی

تو ارسم اتنی جلدی رخصتی کا نہ بولتا مگر اب جو واقع

عمایہ کے ساتھ پیش آیا تھا اس کے بعد ارسم اس کا خیال

خود رکھنا چاہتا تھا ایسا نہیں تھا کہ اسے گھر والوں پر

یقین نہیں تھا مگر اس کے دل کی تسکین اسی میں تھی

کہ وہ عمایہ کا خیال خود رکھے

چلیں پھر عمایہ سے پوچھ لیں جو فیصلہ عمایہ کا ہو گا

وہی فیصلہ ہم سب کا بھی ہو گا ہمیں عمایہ کے فیصلے پر

کوئی اعتراض نہیں ہو گا فضل صاحب نے مسکراتے ہوئے

جواب دیا

میں خود بھی عمایہ سے بات کرنا چاہتا ہوں اس کے بعد وہ

جو فیصلہ کرے گی میں بھی اس فیصلے کو آرام سے مان

جاؤں گا ارسم بولتے ہوئے ابراہیم صاحب کے ساتھ ہی اٹھ

کھڑا ہوا جس پر ابراہیم صاحب نے اسے گھورا یعنی اب

وہ اس معاملے میں بھی ان کے ساتھ جائے گا ابراہیم

صاحب کو تو اپنے بیٹے کی بے باکی پر شرمندگی

محسوس ہوتی تھی

مگر ان کے بیٹے کو ایسا کچھ بھی محسوس نہیں ہوتا تھا

کیونکہ وہ مانتا تھا کہ عمایہ اس کی بیوی ہے اور اپنی

بیوی سے سب کے سامنے مخاطب ہونا اس کے لیے

جھجھک کا باعث نہیں بنتا تھا بلکہ وہ تو سب کے سامنے

دیدہ دلیری سے عمایہ کا نام لے کر اس سے بات کرنے کی

ہمت رکھتا تھا

ہاں کیوں نہیں بیٹا وہ آپ کی شریکِ حیات ہے آپ اس

سے کھل کر بات کر سکتے ہیں اسمہ بیگم نے مسکراتے

ہوئے اسے بات کرنے کی اجازت بھی دے دی جس پر ارسم

مسکرایا اور عمایہ کے کمرے کی جانب قدم بڑھائے جبکہ ابراہیم صاحب بھی وہیں پر کھڑے تھے

دروازہ کھٹکنے کی آواز پر ان چاروں نے جھٹکے سے گردن گھما کر دروازے کی جانب دیکھا جہاں ارسم کھرا اندر آنے کا منتظر تھا

مجھے عمایہ سے کچھ دیر اکیلے میں ضروری بات کرنی ہے کیا آپ سب تھوڑی دیر کے لیے باہر جا سکتے ہیں...؟؟

ارسم کمرے میں داخل ہوتے ہوئے عفاف ہادی اور ایشال کی جانب دیکھتے ہوئے بولا جس پر وہ تینوں جلدی سے بیڈ سے اٹھ کھڑے ہوئے جبکہ عمایہ نے حیرانگی سے ان تینوں کو بیڈ سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے دیکھا جو تھوڑی دیر پہلے تو اس کے ساتھ تھے مگر اب ارسم کے آنے کے بعد فوراً رفوچکر ہونے کے چکروں میں تھے

جی جی بھائی کیوں نہیں آپ کی بیوی ہے آپ جتنی دیر مرضی بات کریں ہم چلتے ہیں ایشال 32 دانتوں کی نمائش کرتے ہوئے بولی اور عفاف اور ہادی کو نظروں سے باہر آنے کا اشارہ کرتی باہر نکل گئی جبکہ وہ دونوں بھی مسکرا کر ایک نظر ارسم کو دیکھتے اس کے پیچھے باہر نکل چکے تھے اور اب کمرے میں صرف عمایہ اور ارسم موجود تھے

ان کے جاتے ہی ارسم نے دروازہ بند کیا اور رخ موڑ کر عمایہ کی طرف دیکھا جو بیڈ کے بالکل درمیان میں بیٹھی اسے ہی دیکھ رہی تھی اس نے آج ہلکے آسمانی رنگ کا خوبصورت جوڑا زیب تن کیا ہوا تھا جس میں گلابی چھوٹے چھوٹے پھول بنے ہوئے تھے اس کے بال ہلکے سے جوڑے کی شکل میں قید تھے جس کی کچھ آوارہ

لیٹے جوڑے سے نکل کر اس کے چہرے کے ارد گرد طواف کر رہی تھی

دوپٹہ اس کے ایک کندھے پر تھا جبکہ ڈریس کا گلا تھوڑا سا ڈیپ تھا جس سے عمایہ کی گردن کے نیچے چمکتا تل ارسم کی نظروں میں آ چکا تھا وہ اپنی سنہری آنکھوں میں سوالیہ انداز لیے ارسم کو دیکھ رہی تھی اپنی حالت پر غور کیے بغیر کہ وہ اس وقت کس حالت میں بیٹھی ہے وہ بھی ارسم کے سامنے جس کی نیت ایک سیکنڈ میں اسے دیکھ کر خراب ہو جاتی تھی بلکہ ہو چکی تھی

آپ کو کون سی ضروری بات کرنی ہے ارسم کو یک ٹک وہیں کھڑا اپنی طرف دیکھتا پا کر عمایہ نے خود ہی اسے مخاطب کیا وہ اب ارسم سے ہچکچانا چھوڑ چکی تھی وہ آرام سے ارسم کو کسی بھی بات کا جواب دے دیتی تھی

عمایہ کے بولنے پر ارسم فوراً ہوش کی دنیا میں لوٹا اور
اس کی گردن سے نظریں ہٹا کر بیڈ کی جانب قدم بڑھائے
ارسم کے یوں قریب آنے پر عمایہ تھوڑا گھبرائی مگر ظاہر
نہیں ہونے دیا

ارسم بیڈ پر عمایہ کے بالکل سامنے بیٹھا اور بغور اسے
دیکھنے لگا جو اس کے بولنے کی منتظر تھی

مجھے معلوم ہے کہ آپ نے ضرور نیچے رخصتی کا اعلان
کیا ہے مگر میں آپ کو پہلے بتا دوں کہ میں بھی رخصتی
نہیں کروانا چاہتی مجھے ابھی شادی نہیں کرنی میں
اپنی پڑھائی مکمل ہونے کے بعد ہی شادی کروں گی اور
اس بار آپ کا نہیں میرا فیصلہ چلے گا عمایہ بغیر ارسم
کے بولنے کا انتظار کیے فر فر بولنے لگی جیسے اس نے یہ
سارا الفاظ پہلے سے رٹے ہوں

!!!......اور آپ میرے ساتھ زبردستی

ہششش بس کردو بیگم کتنا بولتی ہو تم کیا اتنا بول بول

کر تم تھکتی نہیں تمہارے یہاں دماغ میں درد نہیں ہوتا

کیا ارسم اس کے چہرے پر جھولتی ایک لیٹ کو اپنی

شہادت کی انگلی پر لپیٹتے تھوڑا سا کھینچتے ہوئے بولا

نہیں ہوتا جیسے آپ کو اپنی الٹی حرکتوں پر کچھ

محسوس نہیں ہوتا ویسے مجھے بھی نہیں ہوتا اور آپ

کیا بات کرنے آئے ہیں... عمایہ اس کے ہاتھ کو پیچھے

جھٹکتے ہوئے بولی اور ایک ہاتھ سے اپنے بالوں کو اپنے

کان کے پیچھے آراستے ارسم کی نیلی آنکھوں میں جھانکا

پتہ نہیں نکاح ہونے کے بعد اس میں اتنی ہمت کہاں سے

آگئی تھی وہ براہِ راست ارسم کی نیلی آنکھوں میں اپنی

سنہری آنکھیں گاڑھ کر اسے یوں دیکھتی تھی جیسے اسے

کوئی چیلنج کر رہی ہو

جبکہ ارسم کو عمایہ کی یہ ادا ہر بار اپنا دل ہتھیلی پر

رکھنے کے پر مجبور کر دیتی تھی

تم بہت بد تمیز ہوتی جا رہی ہو مایا اپنے شوہر کو یوں

جھڑکنا نہیں چاہیے ورنہ معلوم ہے تمہیں کیا ہوتا ہے....؟؟

ارسم دونوں ہاتھ اس کے دائیں بائیں اطراف میں رکھتا

اس کی جانب تھوڑا جھک کر بولا جس پر عمایہ پیچھے

ہٹتے بینڈ کراؤن کے ساتھ چپک چکی تھی

پھر ہوتا ہے کچھ یوں ہے کہ رات کے گہرے اندھیرے میں

تمہارا شوہر تمہیں بغیر کسی اجازت کے اٹھا کر کہیں دور

لے جا سکتا ہے تمہاری اجازت کے بغیر تمہارے ماں باپ کی

اجازت کے بغیر کیونکہ تم اب میرے نکاح میں ہو اور

میری بیوی ہو اس لیے مجھ سے پنگے مت لو ورنہ تم پر

بہت بھاری پڑ جائیں گے یہ مسز ارسم ابراہیم

ارسم اس کے چہرے کے قریب تر اپنا چہرہ کرتے ہوئے ایک

ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے بولا جس پر عمایہ نے سختی

سے اپنی آنکھیں میچ لیں ارسم اپنے سہمی ہوئی چڑیا کو

دیکھ کر مسکرایا جو کچھ لمحے پہلے شیرنی بنی ہوئی تھی

تمہاری بھلائی کے لیے یہ بہتر ہے کہ چپ چاپ میری بات

سنو اپنی زبان کو تھوڑی دیر کے لیے تالا لگا لو ارسم اس

کے چہرے پر پھونک مارتے ہوئے بولا جس پر عمایہ کی

ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی دوڑا اٹھی

اب صرف چپ چاپ میری بات سنو مجھے تمہاری آواز

نہیں آنی چاہیے ارسم اسے حکم دیتا اس سے فاصلہ بنا کر

بیٹھا تو عمایہ نے آنکھیں کھول کر اپنے کچھ فاصلے پر
بیٹھے ارسم کو دیکھا اور پھر تھوڑا ٹھیک ہو کر بیٹھی
نیچے ہماری رخصتی کی بات ہو رہی تھی اور میں چاہتا
ہوں کہ ہماری.......!!!ارسم کی بات درمیان میں ہی رہ گئی
تھی جب عمایہ نے فوراً اس کی بات کاٹی
میں نے آپ سے بولا نا کہ مجھے ابھی شادی نہیں کرنی اور
آپ کیسے رخصتی کی بات...... عمایہ کی بات بھی ادھوری
رہ گئی جب ارسم نے اس کا ہاتھ تھامتے جھٹکے سے اسے
اپنی جانب کھینچا جس سے وہ سیدھا اس کے چوڑے
سینے سے آ لگی ارسم نے اتنی احتیاط تو برتی تھی کہ
اس کا زخم نہ دکھے
اس اچانک ہونے والے حملے پر عمایہ بالکل نہیں سنبھل
سکی تھی اور اب وہ ارسم کے بے حد قریب اس کے

شکنجے میں پھنس چکی تھی

آپ یہ کیا..... عمایہ نے ابھی بولنے کے لیے منہ کھولا ہی تھا

جب ارسم نے بغیر اسے ایک لمحے کی بھی مہلت دیے اس

کے باقی الفاظوں کو اپنے لبوں میں قید کر لیا

عمایہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے حالات کو سمجھنے کی

کوشش کر رہی تھی جو اس کی سانسوں کو قید کرتا

کسی اور ہی دنیا میں پہنچ چکا تھ عمایہ کو بے اختیار

اپنی سانسیں رکتی ہوئی محسوس ہوئی اس نے اپنا ہاتھ

ارسم کے کندھے پر رکھتے اسے پیچھے دھکیلنے کی

کوشش کی جب ارسم کے انداز میں مزید شدت در آئی

عمایہ اس کی شدت کو برداشت نہیں کر پا رہی تھی

عمایہ کی مزاحمت کرتے ہاتھ ارسم کی راستے میں رکاوٹ

بن رہے تھے ارسم نے اس کے دونوں کلائیاں تھامتے ہوئے

اسے اپنے ایک ہاتھ میں قید کیا دوسرے ہاتھ سے اس کی کمر کے گرد گھیرا بناتے اسے مزید اپنے قریب کیا اور پوری طرح اپنی سانسیں اس کی سانسوں میں الجھا گیا

عمایہ کو اب یقین ہو چکا تھا کہ اگر ایک اور منٹ ارسم نے اسے نہ چھوڑا تو یقیناً وہ دنیا سے کوچ کر جائے گی جبکہ ارسم ظالم بنا یہ بھی بھول چکا تھا کہ عمایہ کی حالت غیر ہو رہی ہے عمایہ کا لمس ملتے ہی وہ شاید ہر چیز کو بھلا چکا تھا

اور پھر اس ظالم کو شاید اس معصوم پر ترس آ ہی گیا

ارسم نے خود پر جبر کرتے نرمی سے چہرہ اٹھاتے ہوئے عمایہ کو دیکھا جو لمبے لمبے سانس لیتی اس کے کندھے سے سر ٹکا چکی تھی وہ اس طرح لمبے سانس لے رہی تھی جیسے اسے سالوں سے سانسیں نہ ملی ہوں جیسے

بہت لمبی مسافت کے بعد وہ تھک چکی ہو ارسم اس کی

حالت کو دیکھ کر دلکشی سے مسکرایا اور نرمی سے اس

کی کمر سہلانے لگا

جب عمایہ تھوڑا نارمل ہوئی تو اس نے خود کو ارسم سے

دور کرنا چاہا جبکہ ارسم اس کے ارادے بھانپتا اسے مزید

اپنے قریب کر چکا تھا اب ارسم اس کے خون جھلکتے

چہرے کو دیکھ رہا تھا جو سرخ انار بنی نظریں جھکائے

بیٹھی تھی اس بیچاری میں تو اتنی ہمت نہیں تھی کہ

وہ نظر اٹھا کر سامنے بیٹھے ارسم کو ہی دیکھ لیتی ارسم

کی بے باک حرکت نے اس کی بولتی بند کر دی تھی

میں نے بولا تھا نا کہ اب مت بولنا ورنہ اچھا نہیں ہو گا

مگر شاید تم میری کسی بات کو سیریس نہیں لیتی مگر

مجھے یقین ہے کہ اب کے بعد تم ہمیشہ میری بات کو

سیریس لینے کا سوچو گی ارسم اس کے گلابی بھیگے
ہوئے لبوں کو انگوٹھے سے سہلاتے ہوئے مدہوش کن آواز
میں بولا جبکہ عمایہ اس کے حصار میں بالکل خاموش
بیٹھی تھی اس میں سکت ہی کہاں تھی کچھ بولنے کی
مجھے معلوم ہے کہ میں نے بولا تھا کہ جب تک تمہاری
اجازت نہیں ہو گی تب تک ہماری رخصتی نہیں ہو گی مگر
میں اب چاہتا ہوں کہ ہماری رخصتی ہو جانی چاہیے میں
تمہیں اپنے ساتھ امریکہ لے کر جانا چاہتا ہوں جہاں تم بے
فکر ہو کر اپنی پڑھائی مکمل کرو گی مگر ہو گی میرے
پاس میرے قریب اور جب تک تمہاری پڑھائی مکمل نہیں
ہو جائے گی تب تک میں تم پر کسی بھی قسم کی کوئی
ذمہ داری نہیں ڈالوں گا یہ میرا تم سا وعدہ ہے ارسم
بولتے ہوئے اس کے ریشمی بالوں کو کیچر کی قید سے آزاد

کر چکا تھا جب کہ اس کے اس عمل پر عمایہ کے بال کسی
آبشار کی طرح اس کے پشت پر بکھر چکے تھے
ابھی بابا تم سے تمہاری رضامندی پوچھنے آئیں گے اور تم
انہیں ہاں میں جواب دو گی مجھے تم سے یہی توقع ہے
کہ تم انکار نہیں کرو گی اب دیکھتے ہیں کہ تم اپنے شوہر
کا کہا مانتی ہو یا اسے انکار کر کے مایوس کرتی ہو ارسم
اس کے کھلے بالوں میں چہرہ چھپاتے ہوئے ایک گہرا
سانس لیتے ہوئے بولا جبکہ عمایہ جو اس کی باتوں پر
غور کرنے کی کوشش کر رہی تھی ارسم کی اس قدر
نزدیکی پر ہڑ بڑا کر پیچھے ہوئی
ارسم کو اس کی یہ حرکت ناگوار گزری تھی اس سے پہلے
کہ ارسم اس سے کچھ کہتا کمرے کا دروازہ ناک ہوا جس
پر عمایہ نے جلدی سے اپنا دوپٹہ خود پر اچھی طرح سے

پھیلایا اور ارسم تھوڑا فاصلہ بناتے ہوئے بیٹھا کیونکہ تب ہی کمرے میں ابراہیم صاحب کے ساتھ فضل صاحب بھی داخل ہوئے تھے اور ان کے پیچھے عارف صاحب بھی موجود تھے

ان کے اندر داخل ہوتے ہی ارسم فوراً بیڈ سے اٹھ کھڑا ہوا جبکہ عمایہ اپنی بوکھلاہٹ پر قابو پانے کی کوشش کر رہی تھی

السلام علیکم بیٹا کیسی ہو آپ طبیعت ٹھیک ہے اب آپ کی ابراہیم صاحب عمایہ کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے شفقت بھرے انداز میں بولے تو عمایہ نے مسکرا کر ہاں میں سر ہلایا

اچھا بیٹا ہمیں آپ سے ایک ضروری بات کرنی تھی اور ہم آپ کے اجازت چاہتے ہیں کہ آپ کے رخصتی کر دی جائے

کیونکہ یہ فیصلہ ہمارا ہے جب کہ آپ کے بابا نے تو بولا ہے

کہ جو فیصلہ میری بچی کا ہو گا وہی فیصلہ میرا ہو گا اور

ان کے کہے کا مطابق جو فیصلہ آپ کا ہو گا وہی فیصلہ

مجھے بھی منظور ہو گا

آپ کی پڑھائی کسی صورت نہیں روکی جائے گی وہ آپ ہر

حال میں پوری کر کے ہی رہیں گی اگر آپ پڑھائی کے

سلسلے میں باہر چلی جاتی ہیں تو یہ آپ کے لیے زیادہ

بہتر ہو جائے گا لیکن یہ فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے آپ بتا

دیں کہ کیا آپ اس رخصتی کے لیے راضی ہیں یا آپ کو

مزید وقت کی ضرورت ہے ابراہیم صاحب بالکل پیار بھرا

انداز اپنائے بہت نرمی سے عمایہ سے پوچھ رہے تھے جو

بری طرح اپنے لب چبا رہی تھی وہ عجیب سی کشمکش

کا شکار تھی اور فیصلہ نہیں کر پا رہی تھی

بولو بیٹا اگر آپ کو سوچنے کے لیے وقت چاہیے تو ہم آپ کو ایک دن کا وقت بھی دے سکتے ہیں آپ ایک دو دن بعد جواب دے دینا فضل صاحب عمایہ کو خاموش بیٹا دیکھ کر بولے

عمایہ نے پہلے نظریں اٹھا کر اپنے سامنے کھڑے تایا بابا اور باپ جیسے سسر کو دیکھا اور پھر تھوڑی سی نظریں گھما کر سائیڈ پر کھڑے ارسم کو دیکھا جو منتظر نگاہوں سے اسی کی طرف دیکھ رہا تھا اس کی نیلی آنکھیں عمایہ کی جانب تھی اور اسی کے وجود پر ٹکی ہوئی تھی وہ اس کے بولنے کا انتظار کر رہا تھا مگر اس کی نظروں سے یوں ظاہر ہو رہا تھا جیسے اسے معلوم ہو کہ عمایہ کبھی انکار نہیں کرے گی اس کا جواب ہاں میں ہی ہو ہو گا میں۔۔۔عمایہ ایک لفظ بول کر کچھ پل رکی اور پھر سے

بولنا شروع کیا

انکل میں ابھی رخصتی نہیں کروانا چاہتی مجھے ابھی

اپنی پڑھائی مکمل کرنی ہے مجھے ابھی اپنے بابا کے پاس

رہنا ہے میں اتنی جلدی شادی نہیں کرنا چاہتی عمایہ سر

جھکاتے ہوئے مدھم سی آواز میں بولی دوسری جانب

عمایہ کا فیصلہ ارسم کے دل پر کسی تیر کی مانند لگا تھا

اسے بہت فخر تھا کہ عمایہ انکار نہیں کرے گی اس کی

تمام امیدوں پر عمایہ ایک سیکنڈ میں پانی پھیر چکی تھی

اس کا دل ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو چکا تھا شاید اس کا غرور

ٹوٹ چکا تھا تو اس کی اپنی بیوی نے توڑا تھا

ٹھیک ہے بیٹا جو آپ کا فیصلہ ہمیں منظور ہے دو سال تک

آپ کی پڑھائی مکمل ہو جائے گی اور انشاءاللہ اس کے بعد

آپ کے رخصتی کر دی جائے گی تب تک آپ بے فکر ہو کے

اپنی پڑھائی مکمل کریں ابراہیم صاحب کو عمایہ کا

فیصلہ بالکل درست لگا تھا اس کی عمر ابھی صرف 20

سال تھی اور وہ اتنی جلدی اپنے ماں باپ سے دور نہیں

ہونا چاہتی تھی اگر وہ دو سال مزید مانگ رہی تھی تو

اس میں کوئی بڑی بات نہیں تھی

چلیں جی یہ بھی اچھا ہو گیا دو سال بعد عمایہ اور ایشال

کی شادی ایک ساتھ کر دیں گے تب تک دونوں اپنی

پڑھائی مکمل کریں فضل صاحب کو عمایہ کا فیصلہ بالکل

ٹھیک لگا تھا کسی نے بھی اس کے فیصلے پر اعتراض

نہیں کیا تھا

عمایہ نے بڑی مشکل سے تھوڑی سی نظریں اٹھا کر ارسم

کی جانب دیکھا مگر جیسے ہی اس نے اس کی آنکھوں

میں جھانکا تو ایک دم سے اسے خوف محسوس ہوا ارسم

کی آنکھیں کچھ لمحوں میں سرخ انگار بن چکی تھی

نیلی آنکھوں میں خون سما چکا تھا اور وہ ان آنکھوں

سے صرف عمایہ کو گھورے جا رہا تھا اس نے اپنی دونوں

مٹھیاں زور سے بھینچی ہوئی تھی

جس کی وجہ سے اس کے بازو سے لے کر ہاتھ کی نیلی اور

سبز نسیں پھولی ہوئی صاف دکھائی دے رہی تھی ارسم

کے ارادے بہت خطرناک تھے اور عمایہ کو ارسم کے انہی

ارادوں سے خوف آ رہا تھا اسے پتہ تھا کہ اس کے انکار پر

ارسم خوش نہیں ہو گا مگر اسے اتنا غصہ آ جائے گا اسے

اندازہ نہیں تھا۔

ارسم بغیر کچھ بولے کمرے سے نکل چکا تھا جبکہ ارسم

کے جاتے ابراہیم صاحب نے عمایہ کو دوبارہ خیال رکھنے

کا بولا اور پھر وہ سب وہاں سے چلے گئے جبکہ فیصلہ

سنانے کے بعد بھی عمایہ اسی کشمکش کا شکار تھی اسے اب ڈر لگنے لگا تھا ارسم کی ناراضگی سے اور ارسم کے غصے سے

—

لیلیٰ میں لیلی ایسی ہوں لیلی ہر کوئی چاہے مجھ سے ملنا اکیلا جس کو بھی چاہوں دنیا بھلادوں۔۔۔۔۔۔

ایشال اپنی دھند میں گاتی ہوئی راہداری سے گزر رہی تھی ہاتھ میں موبائل تھا جبکہ کانوں میں ایئرپورٹس لگے ہوئے تھے اور اس کا سارا کا سارا دھیان موبائل میں ہی تھا اس لیے وہ سیڑھیوں سے آتے ہوئے حیدر کو دیکھ نہیں سکی اور اس کی زوردار حیدر سے ٹکر ہوئی اس سے

پہلے کہ وہ گھوم کر سیڑھیوں سے نیچے گرتی حیدر اسے

کمر سے تھام کر پیچھے کی جانب کھینچ چکا تھا

ہائے اللہ مجھے بچالیں میں نے تو ابھی دنیا بھی نہیں

دیکھی ایشال سختی سے آنکھیں میچتی ہوئی بولی جب

کہ حیدر اس نوٹنکی کو دیکھ کر مزید اسے گھورنے لگا

جو سامنے سے آتے انسان کو تو دیکھ نہیں سکتی تھی اور

دنیا دیکھنے کی اسے پڑی ہوئی تھی

تمہارا اللہ تمہیں بچا چکا ہے مگر دنیا دیکھنے کے لیے نہیں

اپنی ان دو آنکھوں سے چلتے پھرتے لوگوں کو دیکھنے کے

لیے حیدر اسے گھورتے ہوئے بولا جس پر ایشال نے فوراً

آنکھیں کھول کر حیدر کو دیکھا جو اسے گھور رہا تھا

ایشال فوراً اس کے حصار سے نکلی تھی

آپ دیکھ کر نہیں چل سکتے تھے ٹکرانا ضروری تھا کیا

ایشال الٹا اسے گھورنے لگی جیسے غلطی اس کی نہیں
حیدر کی ہو

تمہارا دماغ درست ہے یا میں خود کروں آنکھیں ماتھے پر
رکھ کر چلتی ہو کیا جو تمہیں نظر نہیں آتا حیدر اسے
بری طرح گھورتے ہوئے بولا جو اپنے کانوں سے ایئر پورٹس
کو نکال رہی تھی

دیکھیں غلطی آپ کی ہے آپ سیڑھیوں سے آ رہے تھے تو
آپ کو چاہیے تھا کہ آپ دیکھ کر آتے آپ خود سے ٹکرا کر
الٹا مجھے ہی ڈانٹ رہے ہیں ایشال رونے والے شکل بناتے
ہوئے بولی ایک تو وہ اپنی غلطی نہیں مان رہی تھی اوپر
سے سارا کا سارا بنڈل ہی وہ حیدر کے سر پر پھینک رہی تھی

ہمم تو غلطی میری ہے.... ؟؟ حیدر اس کی جانب قدم
بڑھاتا اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پوچھ رہا تھا

جج جی آپ کی ہے ایشال ہکلاتے ہوئے بولی جبکہ حیدر کے قدم رکے نہیں تھے

تو تمہاری یہ دو آنکھیں انہیں میں نکال دیتا ہوں کم سے کم مجھے حوصلہ رہے گا کہ تم واقعی میں آندھی ہو اور اسی لیے تمہیں اپنی غلطی نظر نہیں آتی خیر تمہیں تو چلتا پھرتا انسان بھی نظر نہیں آتا حیدر ہونٹوں پر خطرناک مسکراہٹ سجائے ایشال کی طرف دیکھتے ہوے بولا جو اپنے بچاؤ میں اب دیوار کے ساتھ جا لگی تھی

آپ میری آنکھیں نکالیں گے ایشال حیدر کی جانب دیکھتی کافی صدمے بھری آواز میں بولی کیونکہ حیدر کے چہرے پر موجود سنجیدگی بتا رہی تھی کہ وہ اپنے ارادوں کا کتنا پکا ہے اور جو وہ بول رہا ہے وہ لازمی کرے گا

ہاں بالکل تمہیں کیا کوئی شک ہے حیدر دیوار پر بایاں ہاتھ ٹکاتے اس کی جانب تھوڑا جھکتے ہوئے بولا کیونکہ ایشال کی ہائٹ کافی چھوٹی تھی وہ بمشکل اس کے کندھے تک آتی تھی مگر اس کی زبان اس سے بھی زیادہ لمبی تھی جس پر اس کا کبھی کنٹرول نہیں رہتا تھا

میں تو آپ کی بیوی ہوں نا...؟؟ ایشال بولتے ہوئے رہانسی ہوئی شاید اس نے حیدر کی بات کو کچھ زیادہ ہی سیریس لے لیا تھا

ہاں تم میری بیوی ہو اس لیے تو میں چاہتا ہوں میں تمہاری دونوں آنکھیں نکال دوں ارادے تو میرے تمہاری زبان کاٹنے کے بھی ہیں مگر کیا ہے نا مجھے گونگی بیوی پسند نہیں اندھی سے پھر بھی کام چل جائے گا حیدر اس کے چہرے پر نظر ٹکاتا بے حد سنجیدگی سے بولا

آپ کو شرم نہیں آتی میرے ساتھ ایسا ظلم کرتے ہوئے پہلے
آپ نے زبردستی مجھ پر پڑھائی کا بنڈل مسلط کیا اور اب
آپ میری آنکھیں نکالنا چاہتے ہیں اگر آپ میری آنکھیں
نکال دیں گے تو اس میں بھی آپ کا ہی نقصان ہو گا اس
طرح میں اپنی پڑھائی نہیں کر سکوں گی اور نہ ہی میں
ڈاکٹر بن سکوں گی ایشال بولی تو اس کی زبان کسی
قینچی کی طرح چلتی گئی جبکہ اس نے بیچ میں پڑھائی
کا تانہ مارنے سے گریز نہیں کیا تھا یہ الگ بات تھی کہ
حیدر کی اتنی نزدیکی پر اور اس کی دھمکی پر وہ بے حد
گھبرائی ہوئی تھی

ہاں مجھے نہیں شرم آتی اور ویسے بھی شوہر ایک ایسی
مخلوق ہے جس کا شرم سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا اور تم
تو ابھی مجھے اچھے سے جانتے بھی نہیں جس دن تم نے

مجھے جان لیا اس دن تمہیں سمجھ آجائے گی کہ شرم

آنا کہتے کسے ہیں کیونکہ اس کے بعد یہ کام صرف تم

سرانجام دو گی حیدر زو معنی انداز میں بولتا اس کے

چہرے کے قریب مزید جھکا

بابا جان آپ..... ایشال گھبرائے ہوئے انداز میں بولی تو حیدر

جھٹکے سے پیچھے مڑا اور یہ ہی وہ لمحہ تھا جس میں

ایشال نے حیدر کے بازو کے نیچے سے نکل کر سیڑھیوں

کی جانب دوڑ لگا دی وہ بھی فل سپیڈ میں....

اس کے پاس صرف ایک موقع تھا اور وہ اس موقعے کا

فایدہ اٹھا چکی تھی۔۔۔!!!

ایشال واپس آؤ تم نے مجھے چیٹ کیا ہے بے وقوف لڑکی

حیدر کو خود پر بے حد حیرانگی ہوئی جو ایک سیکنڈ

میں اس کے ہاتھوں بے وقوف بن چکا تھا اس نے ایشال

کے پیچھے جانا چاہا مگر ایشال فل سپیڈ میں بھاگتی اس کی پہنچ سے دور جا چکی تھی

ہاہاہاہاہا کھڑوس شوہر جی آپ کے ہاتھ تو میں نہیں آنے والی ایشال اسے منہ چڑھاتے ہوئے بولی تو حیدر نے اور تیزی سے قدم بڑھانا شروع کیے تو اس نے ایک منٹ کی بھی دیر کیے بغیر باہر کی جانب دوڑ لگا دی اور سیکنڈز میں وہ حیدر کی نظروں سے اوجھل ہو چکی تھی جبکہ حیدر اس چپکلی کو پکڑ ہی نہیں سکا تھا جس کی سپیڈ شاید کسی چپکلی سے زیادہ ہی تھی

تم میرے ہاتھ لگو زرا ایشال بی بی تمہارا دماغ ناٹھکانے پر لگا دیا تو بات ہوئی حیدر دروازے کی جانب دیکھتا ہوا بڑبڑایا جہاں سے ایشال نکل کر گئی تھی اور پھر اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے خود ہی سر جھٹک کر مسکرا

دیا ایشال کی حرکتیں اسے بری نہیں لگتی تھی مگر اس کا یوں بھاگنا اچھا بھی لگتا تھا

آہستہ آہستہ اس کے جذبات اب ایشال کی جانب سے بدلنے لگے تھے وہ دونوں نکاح جیسے پاک رشتے میں بندھے ہوئے تھے محبت ہونا تو لازم تھا

مگر حیدر کو آہستہ آہستہ اس سے محبت بھی ہونے لگی تھی مگر وہ ایشال دل کے حالات کو نہیں جانتا تھا اس نے اتنی نزدیکیاں بنائی ہی نہیں تھی کہ ایشال اپنے دل کی بات اس سے کہہ سکے مگر وہ چاہتا تھا کہ ایشال میں اور اس میں اتنی بے تکلفی تو ہو کہ وہ ہر بات اسے آرام سے کہہ دے اس سے ہر بات شیئر کرے مگر ایشال اس سے کافی کتراتی تھی خاص کر اس معاملے میں اور جب حیدر اس کے قریب آتا تھا تو وہ فوراً گھبرا کر ہو جاتی

تھی اب حیدر کو اس کا اعتماد جیتنا تھا جس کے بدلے

ایشال اگر اس کے قریب بھی آتی تو بغیر کسی خوف کے

بغیر کسی جھجک کے اور یہ خوف اور جھجک حیدر کو

ہی ختم کرنی تھی

—

عارب کمرے میں داخل ہوا تو اسے عفاف کہیں بھی

دکھائی نہیں دی وہ اس سے بات کرنا چاہتا تھا مگر عفاف

تو کمرے میں موجود ہی نہیں تھی

عارب نے اپنا کوٹ اتار کے بیڈ پر پھینکنے کے انداز میں

رکھا اور خود آدھ ترچھا بیڈ پر لیٹ گیا اور آنکھیں موند

لیں اسے بہت زیادہ تھکاوٹ محسوس ہو رہی تھی کئ

راتوں سے تو وہ ٹھیک سے سو بھی نہیں سکا تھا اور اس
میں تو کچھ راتیں ایسی تھی جس میں وہ ایک سیکنڈ
کے لیے بھی نہیں سویا تھا اور اس وقت نیند کے مارے
اس کا برا حال تھا مگر پھر بھی اسے سکون چاہیے تھا جو
عفاف کی موجودگی میں ہی اسے میسر ہو سکتا تھا مگر
عفاف تو یہاں پر تھی ہی نہیں
عفاف چینجنگ روم سے باہر نکلی تو اس کی نظر بیڈ پر
لیٹے عارب پر پڑی اس نے اپنے شوز بھی نہیں اتارے تھے
نہ ہی کلائی میں سے گھڑی نکالی تھی وہ بیڈ پر بے
ترتیبی سے لیٹا ہوا تھا اور آنکھیں بند تھی اسے دیکھنے
سے ہی معلوم ہو رہا تھا کہ وہ بہت زیادہ تھکا ہوا ہے اور
اسے سخت آرام کی ضرورت ہے
عارب کو اس طرح لیٹا دیکھ کر عفاف جلدی سے آگے بڑھی

اسے لگا شاید عارب سو چکا ہے تھکاوٹ کے مارے وہ

ٹھیک سے لیٹ بھی نہیں سکا

عفاف نے نیچے جھکتے ہوئے آرام سے عارب کے شوزوں کے

تسمے کھولے اس کے ہاتھوں کا لمس محسوس کرتے ہی

عارب نے جھٹکے سے آنکھیں کھولیں اور جلدی سے اٹھ

بیٹھا مگر اپنے قدموں کے قریب عفاف کو بیٹھا دیکھ کر

اسے بے حد برا لگا

یہ کیا کر رہی ہو....؟؟ عارب اس کا ہاتھ تھام کر اسے اپنے

ساتھ بٹھاتے ہوئے بولا جس پر عفاف کافی حیران ہوئی

اسے تو لگا تھا کہ وہ سو چکا ہے مگر وہ تو جاگ رہا تھا

میں تو کچھ نہیں وہ آپ مجھے لگا آپ سو چکے ہیں اس

لیے آپ کے شوز اتار رہی تھی مگر آپ تو پہلے ہی اٹھ گئے

عفاف عارب کی طرف دیکھتے ہوئے بولی

نہیں عفاف یہ غلطی کبھی غلطی سے بھی مت کرنا تمہاری
جگہ میرے قدموں میں ہر گز نہیں ہے اور تم میرے پیروں
کو میرے جوتوں کو کیوں ہاتھ لگاؤ گی
تم تو میرے دل کی مالکہ ہو میرے سر کا تاج ہو تمہیں
میں قدموں کیسے بٹھا سکتا ہوں ائندہ ایسی حرکت مت
کرنا کیونکہ مجھے یہ حرکت بہت ناگوار گزری ہے عارب
کو شاید کچھ زیادہ ہی برا لگ چکا تھا جبکہ عفاف کو تو
کچھ سمجھ نہیں آئی کہ اس میں برا لگنے والی کون سی
بات ہے وہ اس کا شوہر تھا اگر وہ اس کے جوتے اتار بھی
دیتی تو کوئی فرق نہیں پڑنا تھا مگر یہ تو صرف عفاف
کی سوچ تھی عارب کی سوچ تو کچھ ہو رہی تھی
لیکن میں تو صرف شوز اتار رہی تھی عفاف نہ سمجھی
سے عارب کی طرف دیکھتی ہوئی معصومیت سے بولی

عارب نے ایک گہرا سانس لیتے ٹائی کی ناب ڈھیلی کرتے

ہوئے پہلے اپنے شوز اتارے اور پھر نرمی سے اسے اپنے

حصار میں لیا اور اچھے سے اپنے اور اس کے گرد بلینکٹ

ڈال کر اسے اپنے حسار میں لیتا لیٹ گیا

عفاف بھی سمجھ رہی تھی کہ وہ کافی تھکا ہوا ہے اس

لیے اس نے کوئی مزاحمت نہیں کی اور آرام سے اس کے

سینے پر سر رکھتی لیٹ گئی اسے نیند نہیں آ رہی تھی

مگر وہ یہ صاف محسوس کر سکتی تھی کہ عارب کو

نیند کی سخت ضرورت ہے

عارب نے ہاتھ بڑھا کر سائیڈ لیمپ آف کیا اور اپنا رخ پلٹتا

مکمل طور پر عفاف کی جانب متوجہ ہوا جو اس کے دل

کے مقام پر سر رکھے سکون سے لیٹی ہوئی تھی

میں نے آپ کو بہت مس کیا.... عفاف کی آواز عارب جے

کانوں میں گونجی تو اس نے آنکھیں کھول کر عفاف کی
طرف دیکھا جو اپنا چہرہ اس کے سینے میں چھپائے ہوئے تھی
کیا کہا تم نے مجھے سنائی نہیں دیا عارب نے یقین دہانی
چاہی تو عفاف نے تھوڑا سا سر اٹھا کر عارب کی جانب
دیکھا جو آدھ کھلی آنکھوں سے اسی کو دیکھ رہا تھا
میں نے بولا کہ میں نے آپ کو بہت زیادہ مس کیا مجھے
یہاں اکیلے میں نیند نہیں آتی تھی عفاف نے اب کی بار ذرا
اونچی آواز میں بتایا تو عارب زیرِ لب مسکرایا مگر جلدی
سے اپنی مسکراہٹ چھپا گیا شاید وہ عفاف کے منہ سے
اور بھی کچھ سننا چاہتا تھا
اب تمہیں اکیلے میں نیند کیوں نہیں آتی تھی تم تو شادی
سے پہلے اکیلی ہی سوتی تھی پھر اب کیا مسئلہ تھا
عارب نے مزید تفشش کی

اس کے عجیب سے سوال پر عفاف نے منہ بسورہ اور منہ
بنا کر اسے دیکھنے لگی اب وہ اتنا بھی نہ سمجھ نہیں تھا
کہ اسے سمجھ نہ آرہی ہو کہ عفاف کس معاملے میں کون
سی بات کر رہی ہے یا پھر وہ جان بوجھ کر انجان بن رہا تھا
اب آپ زیادہ بنے نہیں آپ کو معلوم ہے کہ میں کس بارے
میں بات کر رہی ہوں عفاف اسے گھورنے کی کوشش کرتے
ہوئے بولی مگر جب عارب نے پوری آنکھیں کھول کر اس
کی طرف دیکھا تو عفاف نے فوراً اپنی گھوریوں پر قابو
پایا اور اسے گھورنا بند کر دیا وہ تو اس کے سامنے بھی
شیرنی نہیں بن سکتی تھی بعد کی تو بات ہی اور تھی

تمہیں میرے بغیر نیند نہیں آرہی تھی یا اکیلے میں نیند
نہیں آرہی تھی عارب اس پر اپنا سایہ بناتے ہوئے بولا

وہ.... عفاف اب اصل میں پھنسی تھی

کیا وہ....؟؟؟ عارب اپنا ناک اس کے ناک سے مِس کرتے ہوئے بولا

وہ آپ کے بغیر نیند نہیں آرہی تھی عفاف گھبراتے گھبراتے

بولی مگر اس نے جھوٹ نہیں بولا سچ ہی بیان کیا

مجھے مس کر رہی تھی یا پھر میری قربت کو یا پھر یوں

بولو کہ میرا قریب رہنا میرا تمہیں چھونا تمہاری روح میں

بس جانا تمہیں اس سب کی یاد آرہی تھی عارب اس کی

بات کو اپنے انداز میں لے رہا تھا

نہیں نہیں ایسا کچھ نہیں ہے عفاف فوراً نفی میں سر

ہلانے لگی

مگر مجھے تو ایسا ہی لگ رہا ہے عارب بولتے ہوئے اس کی

گردن میں اپنا چہرہ چھپا گیا عارب کی ہلکی ہلکی بیئر

عفاف کو اپنی گردن پر چبتی ہوئی محسوس ہورہی تھی

اس کی شہہ رگ پر لب رکھتے عارب نے اپنی شدت

نچھاور کرنا شروع کی جس پر عفاف نے سختی سے اس

کی شرٹ کو اپنی مٹھیوں میں دبوچا

ع عارب آآآپ کو نیند.... عارب کے ہونٹوں کا لمس اپنے

چہرے کے ایک ایک نقش پر محسوس کرتے عفاف نے اسے

یاد دلانا چاہا کہ اسے نیند آرہی ہے اور اسے سونا ہے جبکہ

عارب اس کی بات سنی ان سنی کرتا اس کے وجود کی۔

گہرائیوں میں کھوتا چلا جارہا تھا

ہششش مجھے نیند کی نہیں سکون کی ضرورت ہے جو

صرف تمہارے پاس ہے عارب عفاف کے رخسار پر ہلکی ہی

بائٹ کاٹتے ہوئے سرگوشی نما آواز میں بولا جس پر عفاف

سسکی

لیکن آپ.... عفاف کے الفاظ وہیں پر دم توڑ گئے جہاں

عارب نے اس کے لبوں پر اپنے لب رکھتے اس کی بولتی بند کردی اور پوری طرح اس پر قبض ہوتا اس پہ چھاتا چلا گیا جبکہ عفاف اپنی مزاحمت کو رد جاتا دیکھ کر خود بخود اپنا وجود عارب کے حوالے کر گئی جس پر عارب نے عفاف کو کسی انمول گڑیا کی طرح اسے اپنی روح تک سمیٹا تھا

—

ارسم کے جانے کے بعد عمایہ بے چین ہو چکی تھی اس کی نظروں میں موجود ناراضگی عمایہ دیکھ چکی تھی اور اب وہ جلے پیر کی بلی بنے کبھی دائیں چکر کا لگا رہی تھی اور کبھی بائیں ہاتھ میں اس کے موبائل تھا اور وہ

مسلسل اسے کالز کر رہی تھی مگر ارسم کا نمبر مسلسل بند جا رہا تھا

عمایہ کو بہت ٹینشن ہو رہی تھی اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ خود ارسم سے ملنے چلی جائے مگر وہ ابھی مکمل طور پر ٹھیک نہیں ہوئی تھی اسے تو ابھی چلنے پھرنے سے بھی احتیاط کرنی تھی

یا اللہ کیا کروں میں میں نے تو کوئی غلط فیصلہ نہیں کیا بس میں جلدی شادی نہیں کروانا چاہتی وہ میرا انتظار بھی تو کر سکتے ہیں نا مگر مجھ سے یوں ناراض ہونا اور فون بند کر دینا اور مجھے نظر انداز کرنا تو اچھا نہیں پتہ نہیں کیا ہو گا اب

عمایہ خود سے بڑبڑاتی صوفے پر بیٹھ گئی کیونکہ چار سے پانچ چکر لگانے میں ہی وہ شدید تھکن کا شکار ہو چکی

تھی

میرے پاس تو ابراہیم انکل کا نمبر بھی نہیں ہے ورنہ میں نے کال کر لینی تھی اور اگر میں انہیں کال کر بھی لیتی تو وہ کیا سوچتے کتنا برا لگے گا نا جب ان کے بارے میں پوچھوں گی کیا کروں میں۔۔۔۔ عمایہ کا سر سوچ سوچ کر بھاری ہو چکا تھا اوپر سے اس نے میڈیسن بھی لی ہوئی تھی جس کی وجہ سے اس پر اب غنودگی ظاہر ہونے لگی تھی جب عمایہ کو کوئی حل نظر نہ آیا تو وہ جا کر بیڈ پہ لیٹ گئ اس وقت رات کے دو بج رہے تھے اور وہ اتنی زیادہ دیر نہیں جاگ سکتی تھی

کچھ ہی دیر میں دوائیوں کے زیرِ اثر وہ گہری نیند میں اتر چکی تھی اور دوسری جانب ارسم کا کوئی اتا پتہ نہیں تھا اس کے بارے میں تو ابراہیم صاحب بھی نہیں جانتے

تھے ناجانے وہ کہاں غائب ہو چکا تھا

صبح کی کرنیں ہر طرف پھیلی ہوئی تھی آج عمایہ کو گھر آئے پانچ دن گزر چکے تھے عمایہ اب کافی بہتر تھی اب تو وہ آرام سے چل پھر بھی لیتی تھی مگر ابھی بھی اس کے معاملے میں بہت زیادہ احتیاط کی جا رہی تھی اس کا بہت زیادہ خیال رکھا جا رہا تھا کیونکہ ابھی بھی وہ پوری طرح ٹھیک نہیں ہوئی تھی

ابھی وہ سب ناشتہ کر کے فارغ ہی ہوئے تھے جب ابراہیم صاحب کے آنے کی خبر سب کو ملی سب جو آفس کی جانب روانہ ہو رہے تھے وہ وہیں پر رک گئے اور اب سب

گیسٹ روم میں ابراہیم صاحب کہ پاس موجود تھے جن

میں عمایہ بھی شامل تھی

آپ ارسم کو بھی لے آتے کافی دن ہو گئے ارسم کی کوئی

خبر ہی نہیں عارب ابراہیم صاحب کی جانب دیکھتے ہوئے

بولا تو ابراہیم صاحب سر جھٹک کر مسکرا دیے

عمایہ کو ان کی یہ مسکراہٹ کچھ عجیب سی لگی

ہاں بیٹا دراصل ارسم یہاں موجود نہیں ہے اس لیے وہ تم

لوگوں کو دکھائی نہیں دیا ورنہ آفس کے معاملات میں

تمہاری اس سے ملاقات ہو جاتی ابراہیم صاحب چائے کا

کپ سامنے ٹیبل پر رکھتے ہوئے بولے

کیوں انکل ارسم کہاں گیا ہے وہ بھی اتنے دنوں سے اتنے

دنوں کے لیے تو وہ کہیں سٹے نہیں کرتا حیدر اپنی

معلومات کے مطابق بولا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ ارسم

کبھی بھی بزنس کے معاملے میں کہیں پر بھی زیادہ دن نہیں رکتا اور آج تو سات دن گزر چکے تھے

ہاں بیٹا دراصل ارسم نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ اپنا نیو پروجیکٹ امریکہ میں لاؤنچ کرے گا جس کے لیے کافی محنت کی ضرورت ہے اس سب کے درمیان ڈیڑھ سے دو سال لگ جائیں گے اور وہ یہ سب اپنی نگرانی میں کرنا چاہتا تھا اس لیے وہ امریکہ چلا گیا پروجیکٹ کمپلیٹ ہوتے ہی وہ واپس آجائے گا

میں کوشش کروں گا کہ میں اس سے بولوں کہ پروجیکٹ کے درمیان چکر لگاتا رہے ابراہیم صاحب نے انہیں تفصیل بتائی جس پر عمایہ نے جھٹکے سے سر اٹھا کر ابراہیم صاحب کی جانب دیکھا یعنی ارسم سات دن سے غائب تھا وہ پاکستان چھوڑ کر جا چکا تھا اور عمایہ سے ملا تک

نہیں تھا نہ ہی اسے کوئی خبر دی تھی عمایہ تو اس سب
کے بارے میں جانتی ہی نہیں تھی جو کچھ اسے سننے کو
مل رہا تھا

ارے ارسم نے تو ہمارے ساتھ ذکر ہی نہیں کیا یہ کیا بات
ہوئی اکیلا بچہ امریکہ میں کیسے رہے گا تائی جان کو
ارسم کا اتنے عرصے باہر رہنا کچھ مناسب نہیں لگا
فکر مت کریں وہاں پر اس کی خالہ موجود ہیں ویسے بھی
اس پروجیکٹ کے لیے اس نے بہت سالوں سے محنت کی
ہے اب جب اس کی خواہش تھی تو میں اس کی خواہش
کو رد نہیں کر سکتا تھا میں نے جانے کی اجازت دے دی
بھائی میرا تو دل پاکستان میں لگ چکا ہے اور میں واپس
امریکہ نہیں جانے لگا مجھے اب ہر دوسرے دن اپنی بچی
سے ملنا ہوتا ہے اس لیے میں امریکہ نہیں گیا ابراہیم

صاحب عمایہ کی جانب دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولے

توسب ان کی محبت پر مسکرا دیے جبکہ عمایہ بیچاری

تو مسکرا بھی نہیں سکی تھی

کوئی صدمہ تھا جو اس کے دل پر لگا تھا کوئی پہاڑ تھا

جو اس کے سر پر آن ٹوٹا تھا

عمایہ کو بے اختیار بہت رونا آیا مگر وہ اپنے آنسوؤں پر

ضبط کر گئی ارسم اسے بتانا بھی مناسب نہیں سمجھا

تھا کیا غصہ اور ناراضگی اتنی اہم تھی....؟؟ کہ وہ عمایہ

کو بھول گیا تھا سات دن سے ہر رات عمایہ اسے کتنی

کتنی کالز کرتی تھی یہ تو صرف وہی جانتی تھی اور اب

ارسم اسے بھرپور نظرانداز کر کے یہاں سے جا چکا تھا

یعنی کہ وہ اپنا چہرہ بھی عمایہ کو نہیں دکھانا چاہتا تھا

اس کے سامنے بھی نہیں آنا چاہتا تھا

عمایہ کو لگ رہا تھا جیسے ابھی اس کے جسم سے جان
نکل جائے گی یہ بات اس کے دل پر بہت بری طرح اثر کر
گئی تھی

عمایہ وہاں سے فوراً اٹھی اور بغیر کسی کی طرف بھی
دیکھے وہاں سے چلی گئی کسی نے زیادہ غور نہیں کیا
کیونکہ عمایہ کے چہرے کی جانب کسی نے بھی نہیں
دیکھا تھا سوائے ایشال کے وہ سمجھ چکی تھی کہ عمایہ
کو ضرور کوئی بات بری لگی ہے یا ضرور کوئی نہ کوئی
بات ایسی ہے جس کی وجہ سے عمایہ نے ایسا ری ایکٹ کیا

عمایہ تیز تیز قدم لیتی اپنے کمرے میں داخل ہوئی اور
دھڑم سے دروازہ کھولتی اندر داخل ہوئی اپنے گلے میں

موجود دوپٹہ بے رحمی سے اتار کر بیڈ پر پھینکا اور لمبے

لمبے سانس لیتی صوفے پر بیٹھ گئی اس نے اپنی دونوں

مٹھیاں سختی سے مینچی ہوئی تھی وہ خود پر پورا قابو

پانے کی کوشش کر رہی تھی مگر وہ ایسا کرنے میں ناکام

ہو رہی تھی

انہوں نے مجھے نظر انداز کیا مجھے بھول گئے ہیں اس لیے

بغیر بتائے چلے گئے یہ بولتے ہوئے عمایہ کا ضبط ٹوٹا تھا

آنکھوں کے پرنے میں قید آنسوؤں نے پردوں کو ہٹاتے باہر

کے جانب کا رخ کیا تھا اس کے دونوں آنکھوں سے آنسو

ٹوٹ کر اس کے رخسار پر بہے تھے

عزمی کیا ہوا ہے تم رو کیوں رہی ہو تم ٹھیک ہو نا.....؟؟

ایشال جب کمرے میں داخل ہوئی تو اس نے سامنے صوفے

پر بیٹھی عمایہ کو دیکھا اور تڑپ کر اس کی جانب بڑھی

انہوں نے مجھے بتانا بھی مناسب نہیں سمجھا میں نے کوئی گناہ تو نہیں کر دیا تھا صرف رخصتی کے لیے تھوڑا وقت مانگا تھا اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ وہ مجھے نظر انداز کریں گے مجھے اپنی زندگی سے نکال دیں گے عمایہ ہچکیاں لیتے ہوئے بولی کچھ ہی دیر میں اس کی ہچکیاں بندھ چکی تھیں اور وہ ہچکیاں لے لے کر کسی بچے کی طرح رو رہی تھی

عزمی میری جان ایسا کچھ بھی نہیں ہے وہ تمہیں اپنی زندگی سے کیسے نکال سکتے ہیں وہ تم سے بہت محبت کرتے ہیں تم رونا بند کرو۔۔۔

ایشال اسے اس حالت میں دیکھ کر بے حد پریشان ہو چکی تھی وہ اس کے گھٹنوں کے قریب بیٹھتی اس کے دونوں ہاتھ تھامتے ہوئے بولی جب کہ عمایہ کے

رونے میں مزید روانگی آچکی تھی

نہیں کرتے وہ محبت جھوٹ بولتے ہیں وہ اگر محبت کرتے

ہوتے تو یوں چھوڑ کر جاتے مجھے بتایا تک نہیں میری

کال تک نہیں اٹھاتے اپنا نمبر بند کر دیا ہے میں اتنی غیر

ضروری ہوگئی ہوں ان کے لیے۔۔۔۔

عمایہ ابھی بھی اسی طرح رو رہی تھی جیسے کوئی

چھوٹا سا بچہ کسی کی شکایت کرتا ہے

ارے نہیں ایسا کچھ نہیں ہے ضرور انہیں کوئی ضروری

کام آگیا ہوگا تم چپ تو کرو میری جان۔۔۔۔ایشال نے

صوفے پر اس کے برابر بیٹھتے ہوئے اسے اپنے گلے سے لگایا

جب کہ عمایہ بھی چپ نہیں ہوئی تھی آخر اس کا

ضبط تھا وہ سات دنوں سے خود پر ضبط کر رہی تھی پتہ

نہیں کیسے اپنے دل پر پتھر رکھ کر وہ سب کے سامنے

نارملی بیہیو کر رہی تھی جب کہ پچھلے سات دنوں سے

وہ ارسم سے رابطہ کرنے کے چکروں میں آدھی ہو چکی

تھی اور آج تو اس کا ضبط ہی ٹوٹ چکا تھا

ایسا نہیں ہے انہیں بتانا چاہیے تھا وہ مجھے بھول گئے ہیں

دو سال کے لیے باہر چلے گئے مجھے بتایا بھی نہیں مجھ

سے ملے بھی نہیں۔۔۔۔ عمایہ بار بار ایک ہی بات دہرا رہی

تھی جبکہ ایشال اسے سمیٹتے ہوئے بہت پریشان ہو چکی تھی

اسے اندازہ نہیں تھا کہ عمایہ بھی ارسم کے معاملے میں

اتنی سیریس ہو گی بے شک وہ اس کی بیوی تھی اور

ارسم اس کا شوہر تھا مگر ایشال کو اندازہ نہیں تھا کہ

عمایہ ارسم کے بارے میں وہ سب سوچتی ہو گی بلکہ اس

کا باہر جانا اسے اتنا برا لگے گا

تو جب تمہیں یہ سب اتنا برا لگ رہا ہے تو تم نے رخصتی

سے کیوں انکار کیا بھائی نے تم پر کوئی ذمہ داری نہیں ڈالی تھی تم آرام سے اپنی پڑھائی بھی کر سکتی تھی اب تم انہیں ناراض کر چکی ہو اور تمہیں ان کی ناراضگی بھی بری لگ رہی ہے ایشال اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے بولی

لیکن میں نے یہ تو نہیں بولا تھا کہ ناراض ہونے کے بعد چھوڑ کر چلے جائیں۔۔۔۔ عمایہ سوں سوں کرتے ہوئے بولی رونے کی وجہ سے اس کا ناک سرخ ٹماٹر بن چکا تھا جبکہ آنکھیں بھی سرخی مائل ہو چکی تھی

ارے یار وہ چھوڑ کر نہیں گئے اپنے کسی پروجیکٹ کے سلسلے میں گئے ہیں اسی لیے تو وہ تمہیں اپنے ساتھ لے جانا چاہتے تھے تاکہ وہاں تمہاری پڑھائی بھی ہو جائے اور وہ اپنا پروجیکٹ بھی کمپلیٹ کر لیں مگر تمہیں ان کی

بات سمجھ ہی نہیں آئی تھی ایشال نے اسے سمجھانا چاہا

کہ ارسم کی ناراضگی کی پیچھے وجہ وہ ہے

مجھے بس کچھ نہیں سننا میں دوبارہ کبھی بھی ان سے

بات نہیں کروں گی کبھی بھی نہیں چاہے جو مرضی ہو

جائے عمایہ اپنی آنکھیں رگڑتی اپنا فیصلہ سنا چکی تھی

اس کا دل دکھا تھا اس کا معصوم سا دل جس میں ارسم

بہت جلد ہی اپنی جگہ بنا چکا تھا اب اس کی دوڑی پر

تڑپ رہا تھا

اچھا ٹھیک ہے مت کرنا بات مگر ابھی کو اپنی حالت

درست کرو کیا حال بنا لیا اور یہ رونا دھونا بند کرو میں

انکل ابراہیم سے بول کر ارسم بھائی کو پیغام بھجواؤں

گی کہ وہ اپنا نمبر آن کریں اور تم سے بات کریں ایشال

اس کے رخسار پر چمکتے آنسوں کو صاف کرتے ہوئے بولی

نہیں کوئی ضرورت نہیں ہے میں ان سے کبھی بھی بات نہیں کروں گی اب چاہے کچھ بھی ہو جائے دو سال کے لیے وہ گئے ہیں نا تو ٹھیک ہے رہیں وہیں پر مجھ سے کسی بھی رایت کی امید نہ رکھیں نہ ہی میں انہیں معاف کرنے والی ہوں عمایہ اٹل جو میں بولتے اٹھ کھڑی ہوئی اور واش روم میں بند ہو گئی جبکہ ایشال پیچھے سے گہرا سانس بڑھتی رہ گئی

ایک تو اس نے ارسم کو ناراض بھی خود ہی کیا تھا اور اب روٹھ بھی خود ہی گئی تھی لیکن اس میں تھوڑی سی غلطی ارسم کے لیے تھی اسے کم سے کم عمایہ کو بتا کر جانا چاہیے تھا وہ اب اس کی بیوی تھی ارسم کے بارے میں ایک ایک بات جاننے کا حق رکھتی تھی اور سب سے

بڑی بات وہ تو ارسم سے محبت بھی کرنے لگی تھی اور
محبت سے بڑا مقام تو کسی چیز کا نہیں ہوتا
نہ انا کا نہ ناراضگی کا پھر ارسم کو ایسا نہیں کرنا چاہیے
تھا جیسا وہ کر چکا تھا اور عمایہ کو بھی ایسا نہیں کرنا
چاہیے تھا جو وہ کرنے جا رہی تھی
اللہ خیر کرے ان دونوں کق پتہ نہیں یہ دونوں کیا کریں
گے ایشال عمایہ ارسم کے بارے میں سوچتے ہوئے بڑبڑائی
اور اللہ سے ان دونوں کی بہتری کی دعا کرنے لگی کیونکہ
ان دونوں طرف سے آگ برابر کی لگ چکی تھی ادھر ارسم
ناراض تھا اور ادھر عمایہ نا ارسم۔ عمایہ سے بات کر رہا
تھا اور نہ ہی عمایہ کبھی بھی ارسم سے بات کرنا چاہتی
تھی وہ تو پورے دو سال تک اس کی شکل بھی نہیں
دیکھنا چاہتی تھی نہ ہی اس کی آواز سننا چاہتی تھی

یہ وہ اپنا اٹل فیصلہ سنا چکی تھی شاید ارسم کی یہ
حرکت اس کے دل پر گہرا اثر چھوڑ گئی تھی اس لیے
عمایہ اتنی پتھر دل بن کر یہ بات بول چکی تھی مگر یہ
تو وقت نے ثابت کرنا تھا کہ کون اپنے کہے پر کتنا ثابت
قدم رہتا ہے

کمرے کے وسط میں بیٹھا ہے ایک شخص آنکھیں موندے
اپنا سر صوفے کی پشت پر گرائے بیٹھا تھا اس وقت وہ
صرف ایک پینٹ اور اوپر ہلکی سی سفید بنیان میں
ملبوس تھا باہر برف باری ہو رہی تھی ہر گھر کی چھت پر
سفید برف جمی ہوئی تھی اور وہیں پر وہ شخص بغیر

کسی کپکپاہٹ کے یوں شرٹ لیس بیٹھا تھا جیسے اس پر
اتنی گہری سردی اثر ہی نہ کر رہی ہو شاید وہاں پر ہیٹر
موجود تھے اس وجہ سے اسے اتنی سردی محسوس نہیں
ہو رہی تھی

دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز پر اس نے اپنی آنکھیں کھول کر
دروازے کی جانب دیکھا اور باہر کھڑے شخص کو اندر آنے
کی اجازت دی تو اگلے ہی لمحے انصر ہاتھ میں فون لیے
کمرے میں داخل ہوا

سر آپ کی کال ہے سر کو ضروری بات کرنی ہے آپ سے انصر ارسم کی
طرف موبائل بڑھاتے ہوئے بولا جب کے انصر کی بات سنتے ہی ارسم سمجھ
چکا تھا کہ کال کس کی ہے یہ اس کا بزنس نمبر تھا جسے اس نے آن رکھا ہوا تھا
اور اپنے بزنس نمبر پر اس نے کبھی بھی عمایہ سے بات نہیں کی تھی جبکہ عمایہ

کے لیے تو اس نے اپنا پرسنل نمبر رکھا ہوا تھا جسے وہ کافی دنوں سے بند کر چکا تھا اور دوبارہ آن نہیں کیا تھا

ارسم نے انسر کے ہاتھ سے فون پکڑا اور ہاتھ کے اشارے سے جانے کا اشارہ کیا جس پر انسر فوراً کمرے سے نکل گیا جبکہ ارسم نے کان سے فون لگاتے ہوئے دوبارہ آنکھیں موند لیں

یہ میں کیا سن رہا ہوں ارسم تم نے اپنا نمبر بند کر رکھا ہے آخر کرنا کیا چاہ رہے ہو آگے سے ابراہیم صاحب کی سخت اور خرٹ آواز فون کے سپیکر میں گونجی

جب سے وہ پاکستان چھوڑ کر آیا تھا اس رات اس کی اور ابراہیم صاحب کی کافی بحث ہوئی تھی ابراہیم صاحب اسے روکنا چاہ رہے تھے جبکہ ارسم رکنا نہیں چاہتا تھا اور وہ ان کی مرضی کے خلاف امریکہ آچکا تھا اس دن کے

بعد ارسم کی ابراہیم صاحب سے بات نہیں ہوئی تھی

اور نہ ہی ارسم نے ان سے رابطہ کیا تھا جبکہ آج ابراہیم صاحب کی کال خود آئی تھی جب انہیں معلوم ہوا تھا کہ ارسم نے اپنا پرسنل نمبر بند کر رکھا ہے کیونکہ عارف صاحب کی طرف سے بھی یہی پیغام آیا تھا کہ وہ ارسم سے رابطہ کرنا چاہ رہے ہیں مگر ارسم کا نمبر نہیں لگ رہا ابراہیم صاحب تو اچھے سے سمجھ رہے تھے کہ ان کا سپورٹ کس انا میں پاکستان چھوڑ کر گیا ہے اور کس ناراضگی میں وہ کسی سے بات نہیں کر رہا مگر یہ بات کوئی اور نہیں جانتا تھا

مجھے صرف محنت کرنی ہے اور اپنا پروجیکٹ کمپلیٹ کرنا ہے جب میرا پروجیکٹ مکمل ہو جائے گا تو میں

پاکستان واپس لوٹ آؤں گا اور پاکستان آتے ہی میرا نمبر

بھی آن ہو جائے گا آپ کو میری زیادہ فکر کرنے کی

ضرورت نہیں ارسم بے حد سنجیدگی سے بولا

تم اتنے بے وقوف نکلو گے میں نے کبھی نہیں سوچا تھا

ارسم فوراً پاکستان واپس آؤ نہیں چاہیے مجھے کوئی

بھی پروجیکٹ سمجھے ابراہیم صاحب کی آواز میں حکم

عائد تھا

آپ کی بہو نے دو سال کا وقت مانگا ہے اور میں نہیں

چاہتا کہ اس وقت سے پہلے میں اس کے سامنے جاؤں یا

اسے اپنی شکل بھی دکھاؤں تو لہذا آپ بھی اس بات سے

گریز کریں جب تک دو سال مکمل نہیں ہو جاتے تب تک

میں پاکستان واپس نہیں لوٹوں گا مجھے آپ سے یہی

امید ہے کہ آپ مجھے دوبارہ اس معاملے میں مجبور کرنے

کی کوشش نہیں کریں گے کیونکہ آپ اچھی طرح سے

جانتے ہیں کہ میری ضد کیسی ہے اور ویسے بھی میں تو

آپ کی بہو کا کہاں مان رہا ہوں تو آپ کا یوں گلا کرنا یا

مجھے حکم دینا بنتا نہیں بابا

اگر میں پاکستان آیا تو میں رخصتی کروا کر ہی دم لوں گا

اور یقین مانیں کہ کسی کے باپ میں اتنی ہمت نہیں کہ

وہ مجھے روک سکے اس لیے میرے اندر کہ سوئے ہوئے

ارسم کو مت جگائیں اگر میں دو سال کے لیے سب کو

وقت دے رہا ہوں تو اس چیز کو تسلیم کر لیں ارسم کے بے

باک اور بے لچک انداز پر ابراہیم صاحب نے غصے سے اپنی

مٹھیاں بھینچی

ارسم ترکی بہ ترکی بولا اس کے لحاظ میں ذرا سی بھی

جھجک نہیں تھی وہ بے حد سنجیدگی سے بات کر رہا تھا

ابراہیم صاحب سمجھ چکے تھے کہ وہ کیا کہنا چاہ رہا ہے

اس لیے وہ رسک نہیں لینا چاہتے تھے اگر ارسم واقعی

پاکستان آجاتا ان کے مجبور کرنے پر۔۔

تو وہ بغیر کسی سے پوچھے عمایہ کو اپنے ساتھ لے کر

کہیں بھی جا سکتا تھا اس معاملے میں کسی کا زور نہیں

چلنا تھا کیونکہ عمایہ اس کی بیوی تھی اسلام کے طور

پر قانونی طور پر وہ مکمل طور پر اس کی ملکیت تھی

وہ اس کے باپ ہو کر بھی ارسم کو نہیں روک سکتے تھے

پھر اس کی سوئے ہوئے قلا کو جگانے کی غلطی وہ ہرگز

نہیں کر سکتے تھے

اس لیے انہوں نے خاموش ہی رہنا بہتر سمجھا اور ہر چیز

ارسم پر چھوڑ دی اگر وہ دو سال کا وقت لے رہا ہے تو

ضرور اس میں کوئی بہتری ہی ہو گی

ارسم نے فون کان سے ہٹاتے ہوئے فون سامنے پڑی ٹیبل پر

پھینکنے کے انداز میں رکھا اور صوفے سے اٹھ خراب ہوا

وہ کچھ قدم چلتا ہوا گلاس وال کے پاس آ کے کھڑا ہو گیا

جہاں سے باہر کا تمام منظر نظر آ رہا تھا باہر تیزی سے برف

باری ہو رہی تھی ہر چیز برف باری سے ڈھکی ہوئی تھی

ارسم نے اپنا چہرہ گھما کر بیڈ کی طرف دیکھا اور بیڈ کے

بالکل ساتھ بڑی سی دیوار پر ایک بڑی سی لگی تصویر کو

دیکھا جس میں صرف ایک ہی چہرہ تھا وہ چہرہ عمایہ

کا تھا وہ تصویر تقریباً آدھی دیوار جتنی تھی عمایہ کی

اتنی بڑی تصویر کو فریم کروا کے ارسم نے اپنے کمرے میں

لگوایا ہوا تھا

جس میں عمایہ سر پر دوپٹہ لیے کیمرے کی طرف دیکھ

رہی تھی چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی جبکہ سنہری

آنکھیں چمک رہی تھیں اس تصویر میں وہ کالے رنگ کے

لباس میں موجود تھی جس میں اس کی دودھیا رنگت

کسی چاند کی مانند دھمک رہی تھی دونوں کلائیوں میں

بھر بھر کر کالی کانچ کی چوڑیاں ڈالے وہ اور زیادہ

خوبصورت اور کسی کانچ کی گڑیا کی طرح لگ رہی تھی

ارسم اپنا رخ موڑے اس تصویر کو دیکھنے لگا اور جانے کتنی دیر وہ وہاں کھڑا ہو

کر اس تصویر کو دیکھتا گیا اور

پھر اس نے اپنے قدم آگے کی جانب بڑھائے

دیوار پر لگی تصویر کے قریب جاتے اس نے اپنی انگلیوں

کے پوروں سے عمایہ کی تصویر کو چھوا اور پھر اس کے

ہونٹوں تلے ایک خوبصورت مسکراہٹ ابھری

وہ اس کی محبت تھی اس کا عشق تھی جسے اس نے اپنے

خدا سے رو رو کر مانگا تھا بھلا وہ اسے چھوڑ کر کیسے

جا سکتا تھا یہ تو صرف ارسم ہی جانتا تھا وہ خود پر

جبر کرنے کے بعد یہاں پر کیسے آیا ہے وہ عمایہ کے فیصلے

کا احترام کر رہا تھا اور بات نہ کرنے کے پیچھے یہ راز تھا

کہ وہ عمایہ سے اس لیے بات نہیں کرنا چاہتا تھا کیونکہ

عمایہ نے اس کی امیدوں پر پانی پھیرا تھا اس کا دل توڑا تھا

ارسم کو اس سے یہ امید نہیں تھی مگر عمایہ ایسا کر

چکی تھی اسے اس کی نادانی سمجھی جائے یا بے وقوفی

جو بھی تھا وہ ارسم کا دل توڑ چکی تھی مگر اس کے دل

پر پورے حق سے اسی طرح براجمان تھی جس طرح پہلے

دن سے تھی پہلے دن شاید محبت کم ہو مگر اب اس کی

محبت کا مقام بہت اونچا تھا

ارسم جانتا تھا کہ اگر وہ پاکستان میں رکا تو اس کا کبھی

نہ کبھی عمایہ سے سامنا ہوتا ہی رہے گا اور جب جب اس

کا عمایہ سے سامنا ہو گا تب اسے اپنا ضبط ٹوٹتا ہوا
دکھائی دے گا وہ ایک مضبوط عصاب کا مالک تھا ایک
مضبوط کردار کا مرد وہ اپنی ضد کو یوں ٹوٹتا ہوا نہیں
دیکھ سکتا تھا اس لیے وہ پاکستان چھوڑ کر امریکہ آ گیا
اور اب وہ دو سال بعد ہی واپس پاکستان جانے کے ارادے
رکھتا تھا

وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ عمایہ کے ساتھ کیا کر گزرتا اس
کے الٹے دماغ کا کچھ پتہ نہیں چلتا تھا اگر اس کو غصہ
آ جاتا تو وہ بغیر کسی کی بھی اجازت کے عمایہ کو اٹھا
کر خود ہی رخصتی کروا دیتا مگر کہتے ہیں نا کہ محبت
ایک مضبوط سے مضبوط انسان کو بھی جھکا دیتی ہے
ایسا ہی ارسم کے ساتھ ہوا تھا اس کی محبت نے اسے
برداشت کرنا سکھا دیا تھا اور صرف اپنی محبت کی خاطر

وہ اسے نظر انداز کر کے امریکہ لوٹ آیا تھا

عمایہ کا فیصلہ عمایہ کی خوشی اس کے لیے سب کچھ

عزیز تھا اتنی ناراضگی کے باوجود بھی وہ عمایہ سے بے

خبر ہر گز نہیں تھا وہ عمایہ کے معاملے میں پل پل کی خبر

رکھتا تھا عمایہ کیا کھا رہی ہے کیا پی رہی ہے کیا چھوڑ

رہی ہے کہاں جا رہی ہے کہاں سے آ رہی ہے

اسے ایک ایک چیز پتہ تھی وہ ہر چیز سے واقف تھا بس

یہ الگ بات تھی کہ وہ اس کی نظروں سے اوجھل تھا اور

دوسری جانب عمایہ جس کے دل میں ارسم گہری جگہ بنا

چکا تھا وہ ارسم کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے بھی ترس

چکی تھی

دو سال بعد.......

اذان رک جاؤ بیٹا مجھے آپ کو شوز پہنانے دو ورنہ دادا جان بہت غصہ ہوں گے عفاف اپنے ایک سال کے ننھے سے بورھی آنکھوں والے شہزادے کو بیڈ پر صیحح سے بٹھاتے ہوئے بولی وہ آہستہ آہستہ چلنے لگا تھا چیزوں کو پکڑ کر وہ آرام سے چل لیتا تھا اس وجہ سے اس کے قدم ایک جگہ ٹکتے ہی نہیں تھے اور بار بار وہ شوز اتار کر پھینک دیتا تھا اور فضل صاحب کو اس کی عادت بالکل پسند نہیں تھی وہ چاہتے تھے کہ وہ جب اپنا جوتا اتارے تب ہی کوئی نہ کوئی اسے دوبارہ پہنا دیا کرے ننگے پاؤں گھومتا بچہ ان کی پریشانی کا باعث بنتا تھا

عفاف نے اس کے ایک پاؤں میں شوز پہنایا اور دوسرے دوسرے میں پہنانے لگی جب وہ دوسرے پیر میں موجود

شوز کو اتار کر دور اچھال چکا تھا جس پر ایشال اپنے
شرارتی سپوت کو دیکھتے ہی رہ گئی وہ بہت شرارتی تھا
ابھی وہ صرف ایک سال کا تھا مگر وہ عفاف کو سانس
نہیں لینے دیتا تھا

اذان باز آجاؤ بیٹا ورنہ میں بہت ماروں گی عفاف اسے
گھورتے ہوئے بولی اور اٹھ کر دور پڑا شوز اٹھا کر لائی تب
تک اذان اپنے دوسرے پیر سے بھی شوز نکال کر الماری کی
طرف پھینک چکا تھا

یا اللہ کیا کروں میں آپ کیوں نہیں ٹکتے عفاف اپنے ماتھے
پر ہاتھ مارتے ہوئے بولی اور دوبارہ سے اسے شوز پہنانے لگی
اسے دونوں شوز پہنانے کے بعد عفاف نے صرف ایک سیکنڈ
کے لیے اپنی نظریں پھیر کر اس کا رومال پکڑا تھا اور
اتنی سی دیر میں وہ اپنا ایک شوز اتار کر دروازے کی

طرف پھینک چکا تھا جو کمرے میں آتے عارب کے قدموں میں گرا تھا

اذان...... عفاف اب کافی غصے سے بولی جس پر اس کے بیٹے نے شکوہ کن نگاہوں سے ایشال کی طرف دیکھا اور پھر نظریں گھما کر عارب کی طرف دیکھا جو دروازے پر کھڑا اس کا شوز اٹھا رہا تھا

بابابابا.... وہ اپنا نیچے والا ہونٹ باہر نکال کر فل رونے والی شکل بنا کر عارب کی طرف دیکھتے ہوئے اسے پکارنے لگا جس پر عارب نے مسکراتے ہوئے اپنے چشم وچراغ کو دیکھا اور اس کی جانب قدم بڑھائے

کیا ہوا میرے بچے کو کس نے مارا عارب بیڈ کے قریب جاتے ہوئے بولا جبکہ اپنے پیچھے سے عارب کی آواز سن کر عفاف نے پہلے عارب کو دیکھا اور پھر اذان کی طرف

دیکھا جو فل رونے کی تیاری پکڑے ہوئے تھا

مجال تھی جو وہ بچہ ایک سیکنڈ بھی اپنی ماں کو

سکون کا سانس لینے دیتا

ماما.... اذان نے اپنی ننھی سی انگلی سے عفاف کی طرف

اشارہ کیا جیسے کہنا چاہ رہا ہو کہ مجھے مما نے مارا ہے

اپنے اس شیطان کو آپ ہی سنبھالیں مجھے آدھا کر دیتا ہے

یہ عفاف اپنا سر پکڑ کر بیڈ پر بیٹھتے ہوئے بولی جس پر

عارب ہنستے ہوئے ان کے قریب گیا اور اذان کو فوراً ہی

اپنے بازؤں میں اٹھا لیا جس پر وہ زور زور سے کھلکھلانے لگا

کیا کر دیا میرے شہزادے نے جو تم اس سے اتنا تنگ ہو

عارب عفاف کے ساتھ ہی بیٹھتے ہوئے بولا اور دوسرے

ہاتھ سے اس کے گرد اپنا حصار بنایا

آپ پوچھیں کہ کیا نہیں کرتا یہ چھوٹا سا ہے اور مجھے

فرکی کی طرح گھماتا ہے ایک سیکنڈ بھی سکون کا سانس

نہیں لینے دیتا عفاف اپنے شرارتی بیٹے کی طرف دیکھتی

ہوئی بولی جس کے چہرے پر اب مسکراہٹ تھی

لو تم تو ابھی سے تنگ آ گئی میرے تو چھ سات بچے اور

لانے کے ارادے ہیں اور تم ایک سے ہی تھک چکی ہو عارب

ذو معنی انداز میں عفاف کی جانب دیکھتے ہوئے بولا تو

عفاف نے غصے سے عارب کو گھورا

وہ اب اس سے کافی حد تک گھبرانا شرمانا چھوڑ چکی

تھی اور اذان کے پیدا ہونے کے بعد تو وہ عارب سے آسانی

سے ہر بات بول دیتی تھی

پہلے اپنے ایک شیطان کو تو سنبھال لیں آپ نے جو پانچ

سات بچے مزید کرنے ہیں یہ ایک ہی ان پر بھاری ہے عفاف

دوبارہ شوز پکڑ کے اذان کے پیروں میں پہناتے ہوئے بولی

اس بار اس نے کوئی بھی شرارت نہیں کی تھی کیونکہ وہ

اس وقت اپنے بابا کے بازوں میں تھا اور اگر اب وہ کوئی

شرارت کرتا تو یقیناً اس کے باپ کو یقین ہو جاتا کہ اس

کا شہزادہ واقعی میں بہت بڑا شیطان ہے جو اپنی ماں کو

ہر وقت تنگ کرتا رہتا ہے

یہ تو میرے پاس سنبھلا ہی ہوا ہے دیکھو میرے پاس آکر

ذرا بھی تنگ نہیں کرتا تم پتہ نہیں کیسے کہتی ہو کہ

میرا شہزادہ تمہیں تنگ کرتا ہے عارب اذان کے پھولے

پھولے گال کو چومتے ہوئے بولا جس پر عفاف تلملا کر رہ

گئی یعنی کہ یہ دونوں باپ بیٹا سدھرنے والے نہیں تھے

ایک طرف بیٹا نہیں جینے دیتا تھا اور دوسری طرف باپ

تھا جو اپنے بیٹے پر کوئی بات ہی نہیں آنے دیتا تھا

السلام علیکم بھائی بھابھی کیا میں اندر آسکتی ہوں

ایشال دروازہ کھٹکھٹاتے ہوئے بولی جس پر عارب نے
مسکراتے ہوئے فوراً اسے اندر آنے کی اجازت دی اور اگلے
ہی لمحے ایشال کمرے میں موجود تھی

میں تو اپنے پیار سے بے بی کو لینے آئی ہوں ہم باہر کھیل
رہے ہیں نا تو ہمیں ہمارا بے بی چاہیے اب آپ ہمیں اسے دے
دیں کیونکہ ہمارا ڈیوٹی ٹائم ہو چکا ہے ایشال دونوں بازو
اذان کے آگے کیے اسے اپنے پاس بلاتے ہوئے بولی جبکہ
ایشال کے آتے ہی وہ دونوں بازو ہوا میں لہراتا اس کے
پاس جانے کی کوشش کر رہا تھا

یہ تو میرا پیارا سا بھالو ہے ہم ابھی باہر کرکٹ کھیلیں گے
عزمی پھوپھو بھی انتظار کر رہی ہیں نا او کے بڈی بائے
بائے ماما بابا کو بائے بائے کرو ایشال اذان کی طرف
دیکھتی ہوئی بولی تو اذان نے فوراً اپنا دایاں ہاتھ ہوا

میں لہراتے ہوئے عفاف اور عارب کی جانب دیکھتے ہوئے انہیں بائے بائے کیا جس پر وہ دونوں ہی مسکرادیے اور پھر ایشال اسے لے کر وہاں سے چلی گئی

عفاف کمرے میں بکھرے کھلونے اور چیزیں اٹھانے کے غرض سے بیڈ سے اٹھی س نے ابھی ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھایا تھا جب عارب نے اس کی کلائی تھام کر اسے اپنی طرف کھینچا اور اگلے ہی لمحے وہ سیدھا اس کی گود میں آگری تھی

اپنے بیٹے کو تو پوری ڈیوٹی دیتی ہو اپنے شوہر کے بارے میں کیا خیال ہے بندہ بشر ہوں بیگم اپنی بیوی کی سخت ضرورت ہوتی ہے عارب اس کے ہونٹوں کو آہستہ سے چھوتے ہوئے بولا جس پر عفاف نے اپنی شرم پر قابو پاتے ہوئے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کے اسے پیچھے

دھکیلنا چاہا

زیادہ بنے مت آپ کو ہی جلدی تھی باپ بننے کی اور اب جب سارا وقت آپ کا بیٹا لے لیتا ہے تو مجھ سے شکوہ مت کیا کریں ایشال نے اسے یاد کروایا کہ عارب کو ہی سب سے زیادہ جلدی تھی کہ اس کی اولاد اس دنیا میں آئے

مجھے تو ابھی بھی بہت جلدی ہے ایک دو اور بچوں کا باپ بننے کی تم تو صرف ایک سے ہی تھک گئی عارب اس کے گال کو شدت سے چومتے ہوئے بولا

نہیں ہر گز نہیں اب تو آپ بالکل مت سوچیے گا ہمارا بیٹا ابھی بہت چھوٹا ہے پانچ سال تک تو میرا کوئی ارادہ نہیں ہے عفاف اپنے دونوں بازو اس گردن کے گرد باندھتے اپنا ارادہ بتا چکی تھی

ہمارا بیٹا اکیلا بھی ہے اسے بھی ایک بہن کی ضرورت ہے

چلو تمہاری مان لیتے ہیں مگر تم ایک میری مانو مجھے

اب بیٹی چاہیے پانچ سال والا ارادہ بیٹی کے بعد کا رکھ

لو عارب اس کی کمر کے گرد اپنی گرفت مضبوط کرتا اسے

اپنے قریب تر کرتے اس کی گردن سے اپنا ناک مس کرتے

ہوئے بولا

نہیں ہمارا بیٹا بالکل اکیلا نہیں ہے آپ کی دو بہنیں اور دو

بھائی ہیں نا اس کے ساتھ وہ خود بھی تو ابھی چھوٹے

چھوٹے بچے ہیں ان کے ہوتے ہوئے اسے بہن کی ضرورت

نہیں پڑے گی بے فکر رہیں آپ عفاف اس کا چہرہ اپنے

ہاتھوں میں تھامتی اس کی پیشانی پر لب رکھتی ہوئی بولی

یہ عارب کا دیا ہوا مان تھا اور اس کی دی ہوئی محبت

تھی جس کی بنا پر عفاف اس کی طرف بری طرح مائل ہو

چکی تھی صرف یہی نہیں وہ خود بھی عارب سے بے

تحاشہ محبت کرنے لگی تھی شادی کے دو سال بعد بھی ان کی محبت میں کوئی کمی نہیں آئی تھی بلکہ عفاف کی محبت نے عارب کی محبت مزید بڑھا دیا تھا

اگر تم رومینٹک موڈ میں یہ بات بولتی تو شاید میں مان جاتا ہوں مگر تمہارا موڈ بھاگنے کا ہے میں جانتا ہوں مگر میں تمہیں ہرگز بھاگنے نہیں دوں گا عارب اسے مزید اپنے قریب کھینچتے ہوئے بولا ہو جانتا تھا کہ عفاف کو جب اس کی نزدیکی سے بھاگنا ہوتا تھا وہ یوں ہی اسے اپنا لمس بخش کے اسے کسی اور دنیا میں پہنچاتی تھی اس سے پہلے کہ عارب اپنے ہوش میں واپس آتا وہ اس کے حصار سے نکل کر بھاگ چکی ہوتی تھی

کیا کر رہے ہیں آپ باہر بہت کام ہے ماما میرا انتظار کر رہی ہوں گی چھوڑیں مجھے عفاف اس کے ارادہ بھانپتی

بھرپور مزاحمت کرتے ہوئے بولی

سب کو معلوم ہے کہ میں گھر موجود ہوں کوئی کچھ

نہیں کہے گا عارب دوسرے گال پر لب رکھتے ہوئے بولا

آپ کو پتہ ہے نا ایشال اور عمایہ کی شادی ہے بہت ساری

تیاریاں کرنی ہیں بہت سارے کام ہیں پلیز چھوڑیں مجھے

ورنہ میں ماما کو بتادوں گی کہ ان کا بیٹا مجھے.....

عفاف بولتے بولتے اگے رکی جبکہ عارب نے سر اٹھاتے ہوئے

عفاف کی طرف دیکھا

میں تمھیں..... کیا بتاؤ گی باہر سب کو عارب اس کی بات

کو موقعے پر پکڑ چکا تھا

بس آپ مجھے چھوڑیں پیچھے ہٹیں عفاف اسے ایک دم

سے دھکا دیتی اس سے دوری بناتے ہوئے بولی

کر لو اپنی من مانی بیگم رات تو اپنی ہی ہے جاؤ شاباش

جا کے اپنے کام نپٹاؤ رات میں کوئی بہانہ نہیں سنوں گا

میں عارب اسے بھرپور رعایت دیتا بیڈ پر دونوں بازو اپنے

سر کے نیچے رکھ کر لیٹتے ہوئے بولا جس پر عفاف نے ایک

نظر عارب کو دیکھا

کیا ارادے ہیں مجھے لگتا ہے تمہارا دل نہیں چاہ رہا عارب

بولتا ہوا ایک دم سے اٹھا اس سے پہلے کہ وہ اس تک

رسائی حاصل کرتا عفاف تیزی سے کمرے کا دروازہ

کھولتی بھاگنے کے انداز میں باہر نکل چکی تھی جبکہ

پیچھے سے اسے عارب کا زوردار چھت پھاڑ قہقہہ سنائی

دیا تھا

عمایہ اور ایشال کی شادی سر پر تھی ان دونوں کے دن

رکھ دیے گئے تھے جبکہ کل ان دونوں کا مایو تھا ایک ہفتہ

پہلے ہی وہ دونوں اپنی ڈگری لے چکی تھی

عمایہ نے تو پورے کالج میں ٹاپ کیا تھا جبکہ ایشال تو مر
مرا کر پاس ہو ہی گئی تھی اور اب ان دونوں کے پاس
ڈاکٹر کے بہترین ڈگریاں موجود تھی ایشال کا آگے جاب
ہی کرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا جبکہ عمایہ کا پورا ارادہ
تھا کہ وہ ڈاکٹر کی نوکری لازمی کرے گی اور عوام کی
بہت خدمت کرے گی

ارسم ایک بار بھی پاکستان واپس نہیں لوٹا تھا اور نہ ہی
ان دو سالوں میں عمایہ کی ایک بار بھی ارسم سے بات
ہوئی تھی اس کے سامنے ہزار بار ارسم کا ذکر کیا جاتا تھا
مگر اس نے خود سے کبھی بھی ارسم کی بات نہیں کی
تھی اور جب اس کی ڈگری مکمل ہو چکی تھی تو ان
دونوں کے دن ڈال دیے گئے تھے کل مایوں کے بعد ان کی
مہندی تھی جس میں دو دن کا گیپ رکھا گیا تھا

گھر میں شادی کی تیاریاں چل رہی تھیں اور بہت دھوم دھام سے تیاریاں عروج پر تھی گھر کو پہلے ہی سجا دیا گیا تھا تھوڑے بہت مہمانوں آنا جانا لگا ہوا تھا آخر ایک گھر کے تین بچوں کی ایک ساتھ شادی تھی اتنی دھوم دھام تو بنتی تھی

عمایہ بچہ یہ ڈریسز سلیکٹ کر دو تاکہ ہمیں آسانی رہے اسمہ بیگم عمایہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولی انہوں نے اپنے بیڈ پر ڈریسز کا ڈھیر لگایا ہوا تھا وہ بیش قیمتی جوڑے عمایہ کے لیے تھے جسے عمایہ نے پسند کرنا تھا مگر وہ اس نے ابھی کوئی بھی چیز پسند ہی نہیں کی

تھی اس نے ہر چیز گھر والوں پر پھینکی ہوئی تھی کہ

جو انہیں پسند ہے وہ ہی اسے پسند ہے سب اپنی مرضی

سے کچھ بھی کر لیں مگر وہ اپنی مرضی ظاہر نہیں کر

رہی تھی

مقما جان مجھے کیا پتہ ان سب چیزوں کے بارے میں آپ

خود سلیکٹ کر لیں نا مجھے یقین ہے آپ کی چوائس بہت

اچھی ہے عمایہ دوبارہ سارا بنڈل اسمہ بیگم کے سر پر

پھینکتے ہوئے بولی اور کپڑوں کو تھوڑا سائیڈ پر کرتے

وہیں جگہ بنا کر بیٹھ گئی

نہیں بیٹا شادی زندگی میں صرف ایک بار ہوتی ہے اور یہ

دلہن کا فرض ہوتا ہے کہ وہ اپنے جوڑوں کو خود پسند

کرتی ہیں ایشال کے ساتھ کل جا کر تم نے اپنی بارات کا

جوڑا پسند کر کے آنا ہے کیونکہ مہندی اور ولیمے کا جوڑا

لڑکے والوں کی طرف سے آئے گا کل ہی فون پر انہوں نے بتایا تھا اسمہ بیگم جیولری کے بڑے بڑے باکس کو سمیٹتے ہوئے بولیں تو عمایہ نے گہرا سانس لیا

وہ جانتی تھی کہ دو سال کے اتنے لمبے عرصے میں ارسم کی اکثر اس کے گھر والوں سے بات ہوتی تھی مگر وہ اپنی انا میں تھی اپنی ضد میں تھی اس نے کبھی ارسم سے بات نہیں کی تھی

پھر بارات کے جوڑے کی بھی کیا ضرورت ہے وہ بھی انہیں بولیں کہ وہی لے آئیں عمایہ اپنے فون پر انگلیاں چلاتے ہوئے بولی جس پر اسمہ بیگم نے گھور کا عمایہ کو دیکھا جو کسی طرف ٹل ہی نہیں رہی تھی

عمایہ میں تمہیں آخری بار سمجھا رہی ہوں مجھ سے مار نا کھا لینا انسانوں کی طرح اپنی شاپنگ کر و ورنہ میں

بہت پیٹو گی اسمہ بیگم اسے دیکھتے ہوئے سختی سے

بولیں تو عمایہ نے برا سا منہ بنایا

ماما اگر میں اپنی شادی کی ہر تیاری خود کروں گی نا تو

اپ پھر بولیں گی کہ میں بہت بے شرم ہوں کیونکہ آپ کو

پتہ ہے کہ میں ایک جگہ ٹک نہیں سکتی اور بولنے سے

میں باز نہیں آسکتی اور اب جب میں چپ ہوں تو آپ وہ

بھی چیز برداشت نہیں کر رہی آپ مجھے بتا دیں کہ آپ

کو میں اچھی کب لگتی ہوں بالکل چپ یا بولتی ہوئی

عمایہ آج جواب سن نہیں لینا چاہتی تھی کیونکہ جب دن

رکھے گئے تھے تو عمایہ اور ایشال اپنی مستی میں تھی

وہ اپنی باتیں کر رہی تھیں اونچا اونچا ہنس رہی تھی گا

رہی تھی جس پر تائی جان اور اسمہ بیگم نے ان دونوں

کو سختی سے منع کیا تھا کہ دولہنیں اتنا ناچی گاتی نہیں
ہے اور نہ ہی اتنا بولتی ہیں جس پر عمایہ تو بالکل
خاموشی اختیار کر کے بیٹھ چکی تھی اور اب تو وہ
کوئی چیز بھی جلدی پسند نہیں کر رہی تھی جب کہ گھر
کے باقی سارے لوگ تلملا کر رہ گئے تھے اس کی اس ضد
پر وہ ضد میں کچھ زیادہ ہی بری تھی اور اپنی ضد کو ہر
حال میں پورا کر کے ہی رہتی تھی

میری بچی تمہاری شادی ہے تم پورا انجوائے کرو مگر اتنا
زیادہ نہیں بولا کرو واسمہ بیگم الماری کا دروازہ کھولتی
اس میں ضروری سامان رکھتی ہوئی بولیں

اریو شور ماما کہ میں اپنی شادی کو انجوائے کروں پھر
آپ نے بعد میں مجھے کچھ نہیں کہنا عمایہ نے یقین
دہانی چاہی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اس کا انجوائے

کیسا ہو گا

ہاں میری بچی میں تمہیں روک سکتی ہوں بھلا ایک بار

روک کر دیکھ لیا ہے منہ ہی بنا کر بیٹھ گئی ہو اب جلدی

سے ڈریس سلیکٹ کرو اور کل تمہیں ایشال کا ساتھ

شاپنگ پر بھی جانا ہے تم دونوں نے اپنے بارات کے جوڑے

پسند کرنے ہیں اور بھی مجھے ضروری سامان لانا ہے وقت

بہت کم ہے اسمہ بیگم بیڈ پر پھیلے پیش قیمتی جوڑوں

کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولیں

عمایہ نے دلچسپی سے ان جوڑوں کو دیکھا وہ سارے

جوڑے کافی بھاری اور گہرے رنگوں کے تھے مگر بہت

خوبصورت بھی تھے وہ سپیشل ڈیزائنر سے تیار کروائے

گئے تھے

جو عمایہ کے لیے منگوائے گئے تھے کہ عمایہ قیمتی سے

قیمتی چیز کو پسند کرے مگر عمایہ اتنے ہیوی جوڑے کہاں پہنتی تھی مگر شادی کے بعد تو اسے ایسے ہی کپڑے پہننے پڑنے تھے ہر حال میں اس چیز کا اسمہ بیگم اسے پہلے ہی بتا چکی تھی چونکہ اس کی کوئی ساس نہیں تھی تو عمایہ کو یہ ساری نالج انہیں ہی دینی تھی اسمہ بیگم کی بات سننے کے بعد عمایہ نے کچھ ڈریسز سلیکٹ کیے اور پھر انہیں ان جوڑوں کا بتاتی کمرے سے نکل گئی کیونکہ اسے ایشال کے ساتھ ایک چکر سلون کا بھی لگانا تھا کیونکہ عفاف ان دونوں کی بکنگ کروا چکی تھی جبکہ وہ دونوں ہی سلون پہلے نہیں جانا چاہتی تھی مگر انہیں اپنی سکن کیئر کے لیے پہلے جانا پڑنا تھا

پورے گھر کو لائٹنگ اور پھولوں سے سجایا گیا تھا گھر کے

اندر بڑے سے لاؤنج میں ایک خوبصورت سٹیج بنایا گیا

تھا جبکہ مردوں کا انتظام باہر لان میں کیا گیا تھا مایو

کی رسم کچھ ہی دیر میں شروع ہونے والی تھی سب

مہمانوں کی چہل پہل دونوں گھروں میں جاری تھی

جہاں پر باہر سارے مہمان بیٹھے دونوں مائیوں کی دلہنوں

کے باہر آنے کا انتظار کر رہے تھے وہیں پر کمرے میں

بیٹھی عمایہ اور ایشال خود کو آئینے میں دیکھ رہی تھی

بیوٹیشن ان دونوں کو ابھی تیار کر کے گئی تھی ان

دونوں نے زیادہ ہیوی میک اپ نہیں لیا تھا بالکل نارمل سا

میک اپ کروایا تھا جو زیادہ ظاہر نہیں ہو رہا تھا

بالوں کا خوبصورت سا ہیئر سٹائل بنا ہوا تھا ان دونوں نے

آج پھولوں کے جیولری پہنی ہوئی تھی پیلے جوڑے میں

ملبوس پھولوں سے مہکتی خوشبو میں نہائیں وہ دونوں

مائیوں کی دلہنیں بے حد حسین لگ رہی تھی

عمایہ تو نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت لگ رہی تھی

اس نے آج ارسم کے نام سے مایوں بیٹھ جانا تھا جس کا

دور دور کوئی نام و نشان ہی نہیں تھا ابھی تک وہ

پاکستان واپس نہیں آیا تھا اور عمایہ کو اس کے نام سے

مایوں بٹھا دیا جانا تھا

ماشاءاللہ ماشاءاللہ بڑی نظر سے بچائے ارسم کی خالہ

کمرے میں داخل ہوتے ہوئے بولیں ان کی پہلی نظر سامنے

بیٹھی عمایہ پر پڑی تھی جو بے حد حسین لگ رہی تھی

اور پھر ان کی نظر ساتھ ہی بیٹھی ایشال پر پڑی جو آج

اتنی پیاری لگ رہی تھی کہ اگر حیدر اسے ایک بار دیکھ

لیتا تو ضرور اپنے حواس قابو نہ رکھ پاتا

بہت پیاری لگ رہی ہو آپ دونوں اللہ ہر بری نظر سے
محفوظ رکھے وہ ان دونوں کے سر سے بہت سے نوٹ
وارتے ہوئے بولیں وہ بے تحاشہ خوش تھی آخر ان کی بہن
کے اکلوتے بیٹے کی شادی تھی اور وہ بھی تو ان کی اولاد
کی طرح تھا چونکہ ان کی کوئی اولاد نہیں تھی انہوں نے
ارسم کو اپنے بیٹے کی طرح ہی پالا تھا اور آج اس کی
دلہن ان کے سامنے سجی سوری بیٹھی ہوئی تھی انہیں
تو بے تحاشہ خوشی محسوس ہو رہی تھی بے اختیار ان
کا دل چاہا کہ کاش ارسم بھی یہاں پر موجود ہوتا مگر
ایسا ممکن نہیں تھا اب تو ان سب کا مسلسل ایک
دوسرے سے پردا تھا مہندی تک نا ارسم عمایہ کو دیکھ
سکتا تھا اور نہ ہی حیدر ایشال کو اور نہ ہی ایشال اور
عمایہ اپنے اپنے شوہروں سے مل سکتی تھی

ان کے اس ری ایکشن پر وہ دونوں سر جھکا کر مسکرا دی

اور تب ہی کچھ لڑکیاں کمرے میں داخل ہوئیں کیونکہ وہ

دونوں عمایہ اور ایشال کو لینے آئی تھیں نیچے سب

مہمان آچکے تھے اور ان دونوں کا انتظار کر رہے تھے سب

کو مایوں کی رسم شروع کرنی تھی اس لیے سب کو بے

قراری سے دلہنوں کے آنے کا انتظار تھا جواب ختم ہوا

چلا تھا

عایہ اور ایشال جیسے ہی سیڑھیاں اتر کر نیچے آئی تو

انہیں مہمانوں سے بھرا لاؤنج دکھائی دیا جب کہ تمام

مہمانوں کی نظر جب نیچے آتی دلہنوں پر پڑی تو وہ سب

دیکھتے ہی رہ گئے وہ دونوں پیلے غرارے میں موجود

بہت خوبصورت لگ رہی تھی سب کی نظریں ان پر ٹھہری

ہوئی تھی صرف مائیوں پر ہی ان دونوں اتنا روپ پایا تھا

ابھی تو پوری شادی باقی تھی جو آج پھولوں کی طرح مہک رہی تھی مہندی اور بارات پر ان کا روپ انوکھا ہی ہونا تھا

ماشاءاللہ میں صدقے ہزار بار قربان اپنی بچیوں کے تائی جان ان دونوں کی پیشانی چومتی ہوئی بولیں اور پھر ان دونوں کو ایک ہی صوفے پر سٹیج پہ بٹھا دیا گیا اب رسم شروع ہو چکی تھی اور سب باری باری رسم ادا کر رہے تھے جبکہ عمایہ اور ایشال بالکل چپ تھی کیونکہ صبح ہی تائی جان نے ایک لمبا لیکچر دیا گیا تھا کہ ان لوگوں نے زیادہ نہیں بولنا خاموش رہنا ہے اور یہ تو صرف ان دونوں کو ہی پتہ تھا کہ وہ کیسے خاموش بیٹھی ہیں وہ دونوں ایک دوسرے کے بے حد قریب بیٹھی تھی گہری دوستیں ہونے کے باوجود وہ بالکل خاموش تھی یہ تو ان

دونوں کی ہی ہمت تھی کہ وہ زندگی میں پہلی بار اتنا
خاموش بیٹھی ہوئی تھی

اذان کو اٹھائے عفاف سٹیج پر آئی جب کہ کیوٹ سے اذان
پر نظر پڑتے ہی سب کو اس پر بے تحاشہ پیار آیا وہ پیلے
رنگ کے جورے میں تھا جبکہ اوپر اس نے سبز رنگ کی
واس کوٹ پہنی ہوئی تھی وہ چھوٹا سا کیوٹ سا بھالو
بہت پیار الگ رہا تھا

جبکہ اب اپ خود بھی بہت خوبصورت پہلے رنگ کے
جوڑے میں ملبوس تھی اور ہلکے سے میک اپ میں
پھولوں کے گجرے پہنے وہ خود بھی بہت حسین لگ رہی
تھی پورے خاندان میں عفاف کا چرچا تھا کہ عارب کی
دلہن عارب کے معیار کی ہے بہت خوبصورت اور بہت
معصوم ہے عفاف کو ہر کوئی پسند کرتا تھا کیونکہ وہ

پسند کرنے کے ہی لائق تھی دو سال میں وہ اس فیملی کا
گہرا حصہ بن چکی تھی
پوری فیملی کا گزارا عفاف کے بغیر نہیں تھا اور عفاف کا
گزارا بھی اپنی فیملی کے بغیر نہیں ہو پاتا تھا اس کی
فیملی ٹپیکل نہیں تھی آج کل کے زمانے کی نہیں تھی
بلکہ وہ سب جیسا پیار عمایہ اور ایشال کو دیتے تھے
بالکل ویسا ہی پیار عفاف کو بھی ملتا تھا کبھی اس پر
کوئی روک ٹوک نہیں لگائی جاتی تھی کبھی اسے
سمجھداری کے تانے نہیں دیے جاتے تھے کبھی اسے یہ
نہیں بولا جاتا تھا کہ وہ اس گھر کی بہو ہے اسے ذمہ
داریاں اٹھانی ہیں اسے ہمیشہ یہ بولا گیا تھا کہ وہ عمایہ
اور ایشال کی جگہ ہے جیسے عمایہ اور ایشال اپنی
مرضی کرتی ہیں ویسے ہی عفاف کو بھی حق ہے اور

عفاف نے ان دو سالوں میں بہت خوبصورت زندگی جی
تھی ایشال اور عمایہ جیسا لاڈ اور پیار ملتے ہی وہ خود
کو خوش نصیب تصور کرتی تھی

اور عارب جیسا شوہر تو ایک نعمت تھا اس کی زندگی
دنیا میں ہی جنت تھی اور اب تو خدا نے اسے ایک ننھا سا
وجود بھی تھما دیا تھا جو اس کی زندگی میں سب سے
زیادہ اہم کردار حاصل کرتا تھا جس کے بغیر اس کا ایک
سانس بھی آنا جانا مشکل تھا بے شک وہ اسے بہت تنگ
کرتا تھا مگر وہ اس کے وجود کا حصہ تھا

ہائے میرا شہزادہ بھالو کتنا پیارا لگ رہا ہے پھوپھو کی
جان۔۔۔۔ عمایہ نے جیسے ہی اذان کو دیکھا وہ فوراً ہی
صوفے سے اٹھ کھڑی ہوئی اور فوراً ہی اسے اپنی باہوں
میں بھر لیا اور چٹا چٹ اس کو دونوں گال چوم لیے

جبکہ عمایہ کہ حصار میں آتے ہی اذان بھی زور زور سے

کھلکھلانے لگا وہ تو سارے گھر والوں کی جان تھا اور

عمایہ اور ایشال تو اس کی فیورٹ تھی جو اس کی

پھوپھو کم اور مائیں زیادہ تھی اسے ان دونوں کی بہت

عادت تھی

برائڈ پلیز یہاں پر دیکھیں ہمیں آپ کی ایک تصویر لینی

ہے اچانک وہاں پر حمزہ آدھمکا جس پر سب نے جھٹکے

سے گردن گھما کر حمزہ اور ہادی کی طرف دیکھا ہادی تو

ہاتھ باندھے چپ کھڑا تھا جب کہ حمزہ کے ہاتھ میں

کیمرہ تھا لڑکوں کا آنا وہاں پر منع تھا مگر وہ دونوں

زبردستی گھس آئے تھے

تم دونوں اندر کیا کر رہے ہو یہاں پر لڑکوں کا آنا منع ہے

اسمہ بیگم ان دونوں کو گھورتے ہوئے بولیں

ارے ماما ہماری دونوں شہزادیوں کی شادی ہے ان کا مایو
ہے ہم یہاں پر کیوں موجود نہ ہوں ابھی ہمیں تو مل کر
بہت ڈانس بھی کرنا ہے ہم تو ان دونوں کے بھائی ہیں کیا
فرق پڑتا ہے اور ہم یہاں سے نہیں جانے والے کسی بھی
صورت جواب ہادی کی طرف سے آیا تھا جس پر ایشان
ہوں اور عمایہ دونوں ہی ہنسنے لگی وہ دونوں ان دونوں
کے کرائم پارٹنر تھے بھلا وہ کیسے ان دونوں سے دور رہ
سکتے تھے

ہاں ہاں کیوں نہیں تم دونوں کیا ہم سب مل کر ڈانس
کریں گے ایشال ان دونوں کی طرف دیکھتی ہوئی بولی
جب کہ تائی جان اپنا سر پیٹتی رہ گئی وہ اب ان چاروں
کا کچھ نہیں کر سکتی تھی کیونکہ وہ چاروں مل کے
ارادے بنا چکے تھے تو ان چاروں نے وہ کر کے ہی رہنا تھا

اور پھر کچھ ہی دیر میں ہادی اور حمزہ کی شرارتیں اور

ان کی باتوں پر لاؤنج کا ایک ایک فرد ہنسی سے لوٹ پوٹ

ہو رہا تھا کیونکہ وہ دونوں عمایہ اور ایشال کے ساتھ

سٹیج پر بیٹھے خود بھی ہلدی لگوا رہے تھے جس پر سب

ان دونوں کو دیکھ کر بے تحاشہ ہنس رہے تھے وہ دونوں

عجیب سے عجوبے تھے جنہیں اتنی شرم نہیں آ رہی تھی

کہ بہنوں کے ساتھ بیٹھ کر ہلدی نہیں لگوائی جاتی مگر

انہیں کوئی فرق نہیں پڑتا تھا وہ بے شرم ہونے پر اپنا سر

خم کر رہے تھے جیسے ثابت کرنا چاہ رہے ہوں کہ ہاں بالکل

ہم دونوں بے شرم ہی ہیں

کچھ دیر گزرنے کے بعد مائیوں کا فنکشن اختتام پر پہنچا

اتنے گھنٹے ایک ہی جگہ بیٹھنے کے وجہ سے ایشال اور

عمایہ دونوں کی کمر درد کر رہی تھی اور اب تو رات کا

ایک بج رہا تھا اس لیے ان دونوں کو کمرے میں جانے کی
اجازت مل چکی تھی

جب کہ باقی سب بھی بہت زیادہ تھکے ہوئے تھے اس لیے

سب جلدی سونے کے لیے چلے گئے جن مہمانوں نے واپس

جانا تھا وہ بھی واپس جا چکے تھے کیونکہ ابھی مہندی

میں دو دن پڑے تھے اس لیے ابھی کوئی بھی مہمان وہاں

رکا نہیں تھا اور جو دور کے مہمان تھے ان کے لیے تو

سپیشل رکنے کا انتظام کیا گیا تھا کمرے تیار کروائے گئے

تھے جہاں وہ سکون سے شادی اٹینڈ کر سکیں

عمایہ اور ایشال آج بے تحاشہ تھک چکی تھی اس لیے

چینج کرنے کے بعد ایشال تو فوراً ہی سونے کے لیے جا

چکی تھے جبکہ عمایہ اب بیڈ پر بیٹھی سونے کی تیاری

میں تھی

وہ پچھلے آدھے گھنٹے سے سونے کی کوشش کر رہی تھی
مگر اسے نیند نہیں آ رہی تھی کافی دیر کروٹیں بدلنے کے
بعد اس نے سائیڈ ٹیبل سے اپنا فون اٹھایا اور پھر فون
میں آج کی لی گئی تمام تصویریں دیکھنے لگی اس کے
چہرے پہ ساتھ مسکراہٹ بھی تھی وہ واقعی میں بہت
پیاری لگ رہی تھی اور ایشال بھی بہت خوبصورت لگ
رہی تھی تصویریں دیکھتے دیکھتے اچانک اس کے ذہن
میں ارسم کا خیال آیا جو ابھی تک اس کی نظر میں نہیں
آیا تھا شاید وہ پاکستانی واپس نہیں لوٹا تھا یہاں پر
شادی کے دن رکھ دیے گئے تھے یہاں تک کہ مائیوں بھی ہو
چکا تھا وہ اس کے نام سے مائیوں بیٹھ چکی تھی مگر وہ
لاپتہ تھا
میرے کردار میں کبھی ایسی انا نہیں آئی کہ میں کسی

سے اتنی دیر ناراضگی ظاہر کروں یا میں اتنی دیر کسی سے روٹھی رہوں مگر مجھے آپ کا انتظار تھا پچھلے دو سال سے میں نے آپ کو انتظار کیا کہ شاید آپ اپنی ناراضگی کو بھول جائیں شاید آپ کو کبھی اپنی محبت یاد آجائے مگر میں غلط تھی اگر آپ اپنی انا میں مجھے بھول سکتے ہیں تو آپ یہ مت بھولیں کہ آپ کی بیوی نادان ضرور ہے مگر بے وقوف نہیں وہ انا کے معاملے میں آپ سے زیادہ خطرناک ہو سکتی ہے

عمایہ نے بولتے ہوئے اپنا فون بند کر کے سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور دوبارہ آنکھیں بند کرتی سونے کی کوشش کرنے لگی

اب اس کی سوچوں پر ارسم سوار ہو چکا تھا اور اب اس کو سوچتے سوچتے اس نے جانے کب نیند کی وادیوں میں اترنا تھا

دوسری جانب ارسم کی آج رات کے فلائٹ تھی اسے آج ہی
نکلنا تھا جہاں پاکستان میں رات ہو رہی تھی وہاں امریکہ
میں دن تھا

اسے پتہ تھا کہ پاکستان میں شادی کی تیاریاں عروج پر
ہیں اگر وہ عین وقت پر پہنچنا چاہتا تھا پروجیکٹ تو
اس کا ایک ہفتے پہلے ہی کمپلیٹ ہو چکا تھا اسے یہ بھی
معلوم تھا کہ عمایہ نے ٹاپ کیا ہے اور اب وہ اپنا ہاسپٹل
بنانے کے خواب دیکھ رہی ہیں وہ چاہتی ہے کہ وہ اپنا
ہاسپٹل بنائے جس میں وہ غریب مریضوں کا مفت میں
علاج کرے

ارسم کو اپنی ماما سے یہی امید تھی اسے معلوم تھا کہ
عمایہ یہی ڈیمانڈ کرے گی ارسم جو بے حد خوش ہوئی
تھی یہ دیکھ کر کہ عمایہ نے پورے کالج میں ٹاپ کیا ہے

صرف یہی نہیں وہ پورے شہر میں پہلے نمبر پہ آنے والی
لڑکی تھی جس نے میڈیکل میں نہ صرف ٹاپ کیا تھا بلکہ
بہت سے ایسے اپریشنز بھی کیے تھے جو کامیاب ٹھہرے
تھے اور بہت سی ایسی بیماریوں کے علاج بھی نکالے تھے
جن کے لیے لوگ بیرون ملک جاتے ہیں
ارسم کو معلوم تھا کہ وہ کر دیکھائے گی جس کے لیے اس
نے اپنی رخصتی کو رد کر دیا وہ کامیابی حاصل کر کے
رہیں گی اور آج حقیقت یہ تھی کہ عمایہ عزمیل نے وہ
سب کر کے دکھایا تھا جس کے توقع ارسم کو اس سے تھی
مگر ان دونوں کے درمیان ناراضگی کی ایک بہت بڑی
دیوار ابھی تک قائم تھی جیسے نا عمایہ نے ختم کیا تھا
اور نہ ہی ارسم نے۔۔۔۔۔۔

—

عمایہ اپنے سامنے رکھے جوڑے کو دیکھ رہی تھی جو کچھ دیر پہلے ہی اسے ملازمہ دے کر گئی تھی ارسم کی خالہ کا کہنا تھا کہ یہ جوڑے ارسم نے خود پسند کیے ہیں اور اس نے ہی بھجوائے ہیں اس کے سامنے مہندی کا نفیس چورا پھیلا ہوا تھا جو اورنج اور گلابی شیڈ میں تھا مگر بہت زیادہ خوبصورت تھا اور کافی ہیوی بھی تھا اس کے ساتھ میچنگ جیولری بھی موجود تھی باقاعدہ سینٹرل تک بھی۔۔۔۔۔

اور یہ سب ارسم کی پسند سے لایا گیا تھا یعنی ارسم نے خود پسند کر کے عمایہ کے لیے بھجوایا تھا آج مہندی

کمبائن ہونے والی تھی دولہا دلہن نے ایک ساتھ سٹیج پر
بیٹھنا تھا جہاں پر ہال میں دو سٹیج تیار کروائے گئے تھے
ایک سٹیج پر حیدر اور ایشال کی مہندی کی رسم ادا کی
جانی تھی اور دوسرے سٹیج پر ارسم اور عمایہ کی
عمایہ ارسم کا سامنا کرنے سے کافی کترا رہی تھی دو سال
بعد اس نے ارسم کو دیکھنا تھا اس کے سامنے جانا تھا
باقاعدہ اس کے ساتھ بیٹھنا تھا پتہ نہیں کیوں مگر اسے
عجیب سی بے چینی نے آن گھیرا تھا مہندی میں صرف
کچھ ہی گھنٹے رہ گئے تھے اسمہ بیگم بتا کے گئی تھیں
کہ بیوٹیشن ان دونوں کو تیار کرنے آرہی ہیں جبکہ ایشال
بھی اپنے کپڑے لیتی چینج کرنے جاچکی تھی ان دونوں
کو عمایہ کے کمرے میں ہی تیار کیا جانا تھا اور اس کے
بعد سب نے ہال کے لیے نکلنا تھا

ایشال چینج کر کے باہر نکلی تب تک بیوٹیشن بھی آچکی تھی

عزمی وقت نہیں ہے اپنے خیالوں کی دنیا سے باہر نکلو بھائی کے بارے میں بعد میں سوچ لینا ابھی چینج کر کے آؤ ایشال عمایہ کی طرف دیکھتی ہوئی بولی تو یک ٹک مہندی کے جوڑے کو دیکھ رہی تھی اور نا جانے کن سوچوں میں ڈوبی ہوئی تھی

ایشال کی آواز پر وہ فوراً ہوش کی دنیا میں واپس لوٹی اور ایک گہرا سانس لیتے ہوئے اپنے کپڑے اٹھائے اور چینجنگ روم میں چینج کرنے چلی گئی جبکہ بیوٹیشن ایشال کو تیار کرنا شروع ہو چکی تھی

ہال بہت خوبصورت تھا اور سٹیج تو کچھ زیادہ ہی
خوبصورتی سے سجائے گئے تھے تمام مہمان ہال میں پہنچ
میں چکے تھے مگر ابھی تک دلہے تشریف نہیں لائے تھے
جبکہ دلہنیں برائڈل روم میں موجود تھی
ارسم کو فون کریں بھائی کہاں پر رہ گیا ہے وہ اتنا وقت
گزرتا جا رہا ہے مہندی کی رسم بھی شروع کرنی ہے ارسم
کی خالہ ابراہیم صاحب کی جانب دیکھتے ہوئے بولیں
صرف ارسم ہی نہیں بلکہ حیدر بھی غائب ہے اس کا بھی
کچھ اتا پتہ کریں دونوں دلہے رہ کہاں گئے ہیں تائی جان
حیدر کی غیر موجودگی کو محسوس کرتے ہوئے بولیں

ارسم کا نمبر تو بند جا رہا ہے اور حیدر تو آ چکا ہے وہ دیکھیں آپ ابراہیم صاحب نے یہ بولتے ہوئے دروازے کی طرف اشارہ کیا جہاں سے حیدر اندر داخل ہو رہا تھا اس کے ساتھ اس کے کچھ دوست موجود تھے شاید وہ اپنے دوستوں کے ساتھ تھا اس لیے ان سب کی نظر میں نہیں آیا تھا مگر ارسم ابھی تک ہال میں نہیں پہنچا تھا

آخر یہ کیا طریقہ ہے کوئی اس طرح اپنی شادی پر غائب ہوتا ہے کیا جس طرح یہ لڑکا غائب ہے پتہ نہیں یہ لڑکا کسی کی مانتا سنتا کیوں نہیں ابراہیم صاحب کو اب غصہ آ رہا تھا ایک تو ارسم غائب تھا اور اوپر سے اس نے اپنا فون بھی بند کر رکھا تھا جبکہ انسر بھی ہال میں ہی موجود تھا وہ ارسم کے ساتھ نہیں تھا

فکر مت کریں بس وہ آتا ہی ہو گا ہو سکتا ہے کہ اس کے

فون کی بیٹری نہ ہو کیونکہ ان کی جب آخری بار عرسم

سے بات ہوئی تھی تو اس نے بتایا تھا کہ وہ راستے میں

ہے یقیناً اب وہ پہنچنے والا ہو گا

یار عزمی میری تو بیٹھ بیٹھ اور کمر درد کر رہی ہے اور

ابھی باہر بھی بہت دیر بیٹھنا ہے کتنا مشکل ہے نا دلہن

بننا ایشال بیچاری سی شکل بنا کر عمایہ کی طرف

دیکھتے ہوئے بولی جو صوفے کے ساتھ ٹیک لگا کر دونوں

پاؤں صوفے پر رکھے ٹانگے لمبی کیے آرام سے لیٹنے کے

انداز میں بیٹھی ہوئی تھی جبکہ ایشال دوسرے صوفے پر

آلتی پالتی مار کر بیٹھی باہر سے آنے والے بلاوے کا انتظار

کر رہی تھی کیونکہ ان دونوں کو یہاں پر بیٹھے تقریباً

ایک گھنٹہ گزر چکا تھا

ہاں بہت زیادہ مشکل ہے میری تو کمر ٹوٹ چکی ہے میں تو مزید باہر نہیں بیٹھ سکتی اگر میں تھک گئی تو میں واپس آجاؤں گی عمایہ پزا کا ایک سلائیس توڑ کر منہ میں ڈالتے ہوئے بولی

وہ دونوں بیٹھ بیٹھ کر تھک چکی تھیں اس لیے عارب سے بول کر انہوں نے پزا منگوایا تھا اور اب وہ دونوں آرام سے بیٹھی پیزا کھا رہی تھی مگر وہ بیٹھ بیٹھ کر کافی بور بھی ہو چکی تھی

بس کر دو تم دونوں یہ دوسرا پزا ہے جو تم دونوں ختم کر رہی ہو اگر ابھی سے سب کچھ کھا لو گی تو باہر جو اتنے زیادہ پکوان پکے ہیں وہ کون کھائے گا عفاف ان دونوں کی طرف دیکھتی ہوئی بولی جو پہلے ایک لارج پزا ختم کر چکی تھی اور اب دوسرا کھانے کی تیاریوں میں تھی

ارے بھابی وہ سب ہم نے تھوڑی کھانا ہے اتنے سارے مہمان
ہیں نا ویسے بھی اس سے ہمارا کچھ نہیں بنے گا ہمیں
دوبارہ بھوک لگے گی تب ہم وہ پکوان چکھ لیں گے عمایہ
عفاف کے جانب دیکھتے ہوئے بولی اور اس کے جانب بھی
پزا کا ایک پیس بڑھایا
میں نہیں کھاتی تم دونوں کو پتہ ہے عفاف نے فوراً انکار
کیا کیونکہ وہ پزا نہیں کھاتی تھی یہ ایک واحد چیز تھی
جو عفاف کو پسند نہیں تھی اور یہی ایک واحد چیز تھی
جو ہر بندے کو پسند تھی سوائے اس کے
ارے بھابھی پیزا تو محبت ہے اپنی اور آپ اسے انکار کر
رہی ہیں یہ تو بالکل ٹھیک بات نہیں ایشال منہ بناتے ہوئے
بولی کیونکہ اسے عفاف کی ناپسند گی اچھی نہیں لگتی تھی
جبکہ ایشال تو سر عام بولتی تھی کہ پیزا اس کی پہلی

محبت ہے اگر اس کے سامنے پانچ پیزا ایک ساتھ بھی رکھ

دیے جائیں تو وہ بھوکی بھینسوں کی طرح وہ بھی کھا

جائیں گی مگر پیزے سے انکار نہیں کریں گی

نہیں تم دونوں ہی کھاؤ میں باہر کا ماحول دیکھ کر آتی

ہوں آخر پتہ چلے کہ تم دونوں کا بلاوا کب تک آئے گا

عفاب ان دونوں کو ایک نظر دیکھتی اٹھ کھڑی ہوئی اور

باہر کی جانب قدم بڑھائے

عفاف ابھی بریڈل روم سے باہر نکلی ہی تھی کہ اچانک

اس کی ٹکر عارب سے ہوئی وہ بھی شاید برائڈل روم کی

طرف ہی آ رہا تھا اس لیے اس نے باہر نکلتی ہوئی عفاف

کو نہیں دیکھا عفاف بھی بہت جلدی جلد بازی میں

برائڈل روم کا دروازہ کھول کر باہر نکلی تھی اس لیے

سامنے سے آتے عارب کو اس نے بھی نہیں دیکھا

آہ۔۔۔ دیکھ کر نہیں چل سکتے کیا آپ عفاف اپنا ماتھا سہلاتے ہوئے بولی اور ساتھ ایک زبردست گھوری سے عارب کو نوازا

نہیں بیگم ہم دیکھ کر نہیں چل سکتے وہ کیا ہے نا کہ ہم نے آپ کو دیکھ لیا ہے اس لیے بوکھلائے پھر رہے ہیں اگر آپ اتنا سج دھج کر ہمارے سامنے نہ آئی ہوتی تو ضرور ہم کسی نہ کسی کو دیکھ لیتے عارب مسکراتے ہوئے بھرپور شوخی نما انداز میں بولا

ہٹیں پیچھے اس وقت ہم اپنے کمرے میں موجود نہیں ہیں لوگوں کے درمیان میں موجود ہیں یہ ٹھرک جھاڑنا کبھی تو بند کر دیا کریں عفاف اس کے بازو پر ہاتھ رکھتی اسے پیچھے کرتے ہوئے بولی

تو اس میں اتنا ڈرنے والی کون سی بات ہے بیوی ہو میری

اور میں اپنی بیوی کو پوری دنیا کے سامنے اپنی باہوں میں اٹھا کر دور تک لے جانے کی ہمت رکھتا ہوں عارب اس کا مہندی سے سجا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولا جبکہ عفاف اس کی بے باکی پر تلملا کر رہ گئی اس وقت برایڈل روم کے قریب زیادہ لوگ موجود نہیں تھے چند آدھ لوگ تھے جو صرف اپنی باتوں میں مصروف تھے مگر یہ حرکتیں عفاف کو غصہ دلانے کا سبب بن رہی تھی

تھوڑی شرم کر لیں مجھے مما کے پاس جانا ہے ان سے پوچھنا ہے کہ ارسم بھائی آئے کہ نہیں ابھی چھوڑیں میرا ہاتھ عفاف اپنا ہاتھ چھڑواتے ہوئے بولی تو عارب نے ہنستے ہوئے اسے اپنے قریب کیا اور اس کے دونوں کندھوں کے گرد اپنا بازو پھیلایا

شوہر ہوں نا تمہارا تو میرے ساتھ ساتھ رہا کرو اس گھر

کی بڑی بہو ہو تم میری بیوی ہو میری عزت ہو اس لیے

میرے ساتھ ہی رہو تمہاری پہچان مجھ سے ہوتی ہے یہ

یاد رکھنا اور اپنی پہچان میں اپنی بیوی سے کروانا چاہتا

ہوں یہ بھی یاد رکھنا عارب اس کا ہاتھ مضبوطی سے

تھامتا آگے کی جانب قدم بڑھاتے ہوئے بولا

جبکہ عفاف سر جھٹک کر رہ گئی اس معاملے میں وہ

عفاف کی ایک نہیں سنتا تھا یہاں پر اسے صرف اپنی

کرنی ہوتی تھی

عفاف بیٹا جاؤ عمایہ اور ایشال کو لے آؤ رسم آچکا ہے

باہر موجود ہے تب تک دلہنوں کو سٹیج پر بٹھاؤ دلہے

آجاتے ہیں تائی جان عفاف کی طرف دیکھتی ہوئی بولی

جو ابھی ان سے اسی بارے میں پوچھنے والی تھی

تائی جان کے بولنے پر عفاف نے ہاں میں سر ہلایا اور

دوبارہ برائڈل روم کی جانب قدم بڑھائے جہاں اس کی

دونوں نندیں پلس بہنیں بیٹھی آرام فرمارہی تھیں اور

اپنی پیٹ پوجا بھی کررہی تھیں

السلام علیکم کیسے ہیں آپ سب ارسم فضل صاحب اور

عارف صاحب کے قریب جاتے ہوئے بولا وہ سب ایک ہی

جگہ پر کھڑے تھے جن میں تائی جان اسمہ بیگم ابراہیم

صاحب اوراس کی خالہ بھی موجود تھی جبکہ عارب اور

حیدر بھی وہیں پر کھڑے تھے

وعلیکم السلام ویلکم بیک بھائی ہادی پہلے آگے بڑھ کر

ارسم سے ہاتھ ملا کر گلے ملتے ہوئے بولا

شکر ہے بھائی آپ آگئے ورنہ ہمیں تو لگا کہ آپ نے واپسی

کی فلائٹ کروالی ہے حمزہ شرارت سے ارسم کی طرف

دیکھتے ہوئے بولا اور آگے بڑھ کر اس سے گلے ملا جس پر

ارسم نے اس کی شرارت پر آہستہ اس کا کان کھینچا

ایک تو آپ سب کو میرے کان ہی نظر آتے ہیں نہیں آپ بتا دیں کہ آپ سب کو میرے کانوں سے مسئلہ کیا ہے جس طرح آپ سب میرے کان کھینچتے ہیں نا کسی دن بندروں کی طرح لٹک رہے ہوں گے حمزہ ہاتھ سے کان کے شیپ بناتے ہوئے بولا ہے تو سب ہنس دیے

وعلیکم السلام کیسے ہو بیٹا کافی دیر کر دی پہنچنے میں فضل صاحب ارسم کی طرف دیکھتے ہوئے بولے

بس انکل میں تو وقت پر نکل آیا تھا مگر راستے میں ٹریفک بہت تھی اور غلطی سے گاڑی کا ٹائر بھی پنچر ہو چکا تھا اس لیے تھوڑی دیر ہو گئی ارسم نے مسکراتے ہوئے تفصیل بتائی جبکہ اسمہ بیگم تو ارسم کو ہی دیکھ رہی تھی جو آج بہت زیادہ ہینڈسم ڈیشنگ اور خوبصورت

ترین مرد دکھائی دے رہا تھا

ماشاءاللہ اللہ پاک ہر بڑی نظر سے بچائے اسمہ بیگم نے دل
ہی دل میں اس کی نظر بھی اتاری وہ ان کا ایکلوتہ داماد
تھا ان کے دل کے قریب تھا مگر دو سال بعد وہ اسے دیکھ
رہی تھیں وہ تو پہلے سے بھی زیادہ برخوردار اور
خوبصورت ہو گیا تھا

سب سے حال حوال پوچھنے کے بعد فضل صاحب نے ان
دونوں سے بولا کہ وہ دونوں جا کر سٹیج پر بیٹھ جائیں
کیونکہ عمایہ اور ایشال بھی باہر ہی آنے والی ہیں جس پر
وہ دونوں تابیداری سے سر ہلاتے ہوئے سٹیج پر اپنی اپنی
جگہ پر جا کر بیٹھ چکے تھے جہاں ان کے ساتھ آ کر ان
کی بیویوں نے بیٹھنا تھا

ابھی ان دونوں کو بیٹھے کچھ منٹ ہی گزرے تھے جب

دلہنوں کے آنے کا شور اٹھا شور کو سننے کا مطابق ان

دونوں نے نظریں اٹھا کر سامنے کی طرف دیکھا جہاں

ایشال اور عمایہ کو لے کر آیا جا رہا تھا فلحال وہ تھوڑا

دور تھی اس لیے وہ باآسانی انہیں دیکھ نہیں سکتے تھے

مگر ان دونوں کی نظریں اپنی دلہنوں کی طرف ہی تھی

جو آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی سٹیج کی جانب آ رہی تھی

عمایہ کہ دائیں جانب ہادی تھا جس کا ایک بازو عمایہ نے

اپنے دونوں ہاتھوں سے تھاما ہوا تھا جبکہ دوسری جانب

ایشال کے بائیں جانب حمزہ اور دائیں جانب عفاف تھی

اور انہیں ایک خوبصورت پھولوں سے سجی چادر کے

سائے میں لے کر آیا جا رہا تھا

عمایہ قریب آئی تو ارسم نے اپنی نیلی نگاہیں مزید اس پر

مرکوز کی مگر جیسے ہی عمایہ کا عکس اس کے سامنے

واضح ہوا وہ سانس نہیں لے سکا وہ پلکیں نہیں جھپک
سکا وہ اپنے پورے وجود کو حرکت نہیں دے سکا تھا وہ
بلکل ساکت ہو چکا تھا سانسوں کی رفتار مدھم پر رہی
تھی جسے وہ خود بھی محسوس نہیں کر پا رہا تھا
عمایہ اس کے ہی پسند کیے اورنج اور پنک شیڈ کے لہنگے
میں ملبوس ہلکے برائیڈل میک اپ کیے خوبصورت سی
جیولرے پہنے دونوں ہاتھوں میں بھر بھر کر مہندی لگائے
کلائیوں میں بھر بھر کر چوڑیاں پہنے سر پر نفاست سے
دوپٹہ سیٹ کیے ایک ایک قدم سج سج کر اٹھاتی سٹیج
کی طرف آ رہی تھی اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ
تھی مگر نظریں جھکی ہوئی تھیں اس نے ایک نظر بھی
اٹھا کر سامنے بیٹھے ارسم کو ہیں دیکھا تھا
وہ مسکرا رہی تھی اس کی مسکراہٹ بہت خوبصورت

تھی اس وقت ارسم کو اپنے قریب بالکل خاموشی
محسوس ہو رہی تھی اسے صرف عمایہ نظر آ رہی تھی
اس کے علاؤہ شاید وہ دنیا کو کسی تاریکی میں چھوڑ
چکا تھا
دوسری جانب حیدر کا بھی کچھ مختلف حال نہیں تھا
ایشال اس کے پسند کیے نرنجی اور سبز جوڑے میں
ملبوس تھی اس نے اپنی کالی آنکھوں میں بھر بھر کے
کاجل لگایا ہوا تھا ہلکے برائیڈل میک اپ میں موجود
بالوں کا خوبصورت سٹائل بنائے سر پر نفاست سے دوپٹہ
اوڑھے ہلکی پھلکی جیولری زیب تن کیے وہ بے تحاشہ
خوبصورت لگ رہی تھی آج حیدر نے اسے بہت غور سے
دیکھا تھا اس نے دیکھا ہی تو آج تھا وہ آج اس کی دلہن
بنی ہوئی تھی اور صرف اس کے لیے اتنا سج سنور کر تیار

تھی اور اس پر حیدر کے نام کا روپ بہت جوش سے چڑھا تھا

وہ بہت زیادہ خوبصورت لگ رہی تھی یا پھر آج حیدر کو

وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی آج تو حیدر نے ایشال کے

آگئے اپنے تمام ہتھیار پھینک دیے تھے وہ جو دو سالوں

سے اس سے دوری بنا کر رکھتا تھا آج اس سے وہ دوری

برداشت کرنا بہت مشکل ہو رہا تھا

عمایہ سٹیج کے قریب پہنچی تو ارسم اٹھتے ہوئے فوراً

اس کی جانب بڑھا

عمایہ نے نظریں اٹھا کر ارسم کی سفید مضبوط ہتھیلی ہو

دیکھا تو اس کا دل بے اختیار دھڑکا یہ ارسم کے وجود کی

کشش ہی تھی جو اسے اپنی جانب بغیر اسے دیکھے

کھینچ رہی تھی

دل کا بے قرار ہونا تو بنتا ہی تھا آخر وہ ستمگر دو سال

بعد اس کے روبرو آیا تھا

عمایہ نے بغیر نظریں اٹھائے اپنا نازک مومیہ ہاتھ ارسم کی چوڑی ہتھیلی میں تھما دیا جسے مضبوطی سے تھام کر

ارسم اسے لیے سٹیج پہ آیا

عمایہ کی دھڑکنیں بے اختیار تھی وہ اپنے دھڑکتے دل کو قابو کرنے کی کوشش کر رہی تھی جو آج اس کی سننے کو تیار ہی نہیں تھا ارسم کے نزدیکی پر جیسے وہ عمایہ سے دغا کرنا چاہتا تھا

مگر عمایہ نے ایک بار بھی نظر اٹھا کر ارسم کو نہیں دیکھا تھا اور وہ خاموشی سے تھوڑا سا فاصلہ قائم کرتی ارسم کے ساتھ ہی بیٹھ چکی تھی

دوسری طرف ایشال نے پہلے حیدر کے ہاتھ ہو دیکھا جہاں لکھا ہوا تھا جسے دیکھ کر A بہت چھوٹا اور باریک سا

ایشال کو چالیس واٹ کا جھٹکا لگا حیدر نے اپنے ہاتھ پر

ایشال کا نام لکھا تھا

ایشال تو بیہوش ہونے کے در پر تھی۔۔۔

میرے ہاتھوں کو کل دیکھ لینا تمہیں غور سے دکھاؤں گا

فی الحال ابھی یہاں بہت سے لوگ موجود ہیں حیدر کی

بھاری سرگوشی نما آواز سنتے ایشال فوراً ہوش کی دنیا

میں لوٹی اور نظر اٹھا کر حیدر کو دیکھا جو اسی کی

طرف دیکھ رہا تھا مگر آج اس کی نظریں بدلی ہوئی تھی

آج اس کی نظروں میں کچھ اور تھا اسی وجہ سے ایشال

اس سے نظریں نہیں ملا پائی تھی اور فوراً اپنی نظریں

جھکا چکی تھی

ایشال نے جیسے ہی اپنا ہاتھ حیدر کے ہاتھ میں رکھا تو

حیدر اسے لیے سٹیج پر آیا اور نرمی سے اسے قریب کرتے

ہوئے صوفے پر بیٹھ گیا جب کہ دونوں جوڑوں کے بیٹھتے ہی مہندی کی رسم شروع ہو چکی تھی سب سے پہلے گھر کے بڑوں نے رسم ادا کی تھی اور اس کے بعد باقی مہمان رسم ادا کر رہے تھے

عمایہ کی نظریں اپنی ہتھیلیوں پر جمی ہوئی تھی اس نے ایک بار بھی نظریں اٹھا کر کسی کو نہیں دیکھا تھا نہ ہی ارسم کو اور نہ ہی کسی اور کو وہ بالکل خاموش بیٹھی ہوئی تھی اور اس کی یہ خاموشی اس کا نظریں اٹھا کر ارسم کو نہ دیکھنا ارسم کو بری طرح چب رہا تھا وہ عمایہ کی غلطی پر اس سے ناراض ہو کر گیا تھا اور یہاں پر عمایہ ہی اسے دیکھنا مناسب نہیں سمجھ رہی تھی ارسم خود پر ضبط کر رہا تھا وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ عمایہ سے کوئی بھی سختی برتے مگر عمایہ ایسی

حرکتیں کر کے اس کے اشتعال کو ہوا دے رہی تھی

دوسری طرف ایشال بھی خاموشی تھی اور یہ کرشمہ اس

لیے تھا جو کہ حیدر اس کے بے حد قریب بیٹھا تھا اگر

حیدر اس وقت اس کے قریب نہ ہوتا تو یقیناً اس کی زبان

قینچی کی طرح اپنا کام سرانجام دے رہی ہوتی مگر یہ تو

غنیمت تھی کہ حیدر کے ہوتے ہوئے وہ زیادہ نہیں بولتی

تھی مگر اب تو وہ بول ہی نہیں رہی تھی

جب کہ حیدر کو اس کی خاموشی کافی لطف اندوز کر

رہی تھی حیدر اس کی حالت سے کافی محفوظ ہو رہا تھا

وہ سمجھ رہا تھا کہ وہ اس سے شرما رہی ہے اور اس کا

یہ شرمانا ہی اسے مزید منفرد بنا رہا تھا

ارسم سیدھے ہونے کے غرض ٹھیک ہو کر بیٹھنے لگا جب

اچانک اس کا ہاتھ عمایہ کے صوفے پر رکھے ہاتھ سے ٹچ

ہوا اس سے پہلے کہ ارسم اپنا ہاتھ اٹھاتا عمایہ جھٹکے

سے اپنا ہاتھ کھینچ کر اپنی گود میں رکھ چکی تھی

یہ سب بالکل غیر متوقع تھا اور عمایہ سے یہ حرکت

انجانے میں ہوئی تھی ارسم کا چہرہ تاریک پڑا تھا اس کا

حد سے زیادہ سرخ ہوتا چہرہ اگر عمایہ دیکھ لیتی تو

ضرور اسے معلوم ہوتا کہ وہ کیا غلطی کر بیٹھی ہے اس

نے ارسم کے جذبات کی توہین کی تھی یعنی اس کی دلہن

بنے بیٹھی اس کے ساتھ اسے اتنا برداشت نہیں کر پائی

تھی کہ ارسم کا لمس اسے اپنے ہاتھ پر محسوس ہو

ارسم کا ضبط ٹوٹ رہا تھا وہ جھٹکے سے سوفے سے اٹھا

اور پھر سٹیج سے اترتے پیچھے کی جانب سے باہر نکل گیا

اسے جاتے ہوئے سب نے دیکھا تھا مگر اس کا غصے سے

سرخ ہوتا چہرہ کسی نے نہیں دیکھا تھا ارسم کے ہاتھ

میں موبائل تھا جسے دیکھ کر سب نے یہی سمجھا کہ ضرور اسے کوئی ضروری کال آئی ہوگی اس لیے وہ وہاں سے اٹھ کر گیا ہے

ارسم کے اٹھ کے جانے کے بعد عمایہ نے حیرت سے خالی صوفے کو دیکھا تو اسے فوراً اندازہ ہوا کہ وہ کیا کر بیٹھی ہے یعنی جانے انجانے میں وہ دوبارہ ارسم کو ناراض کر بیٹھی تھی مگر ناراض تو وہ بھی تھی لیکن اس کا یہ مطلب تو نہیں تھا کہ وہ ارسم کے لمس پر یوں اپنا ہاتھ کھینچ لیتی

ارسم کا ہاتھ لگانا اسے اتنا برا لگا تھا کہ اس نے یہ حرکت کی عمایہ کو بے اختیار خود پر بہت غصہ آیا آخر کیا ضرورت تھی یہ حرکت کرنے کی وہ اس کا شوہر تھا اس کے پاس ہر حق موجود تھا یہ بات الگ تھی کہ یہ سب

انجانے میں ہوا تھا ارسم نے خود عمایہ کے ہاتھ کو پکڑنا
نہیں چاہا تھا

ارسم نے اپنے غصے کو کنڑول کرنے کی بہت کوشش کی مگر اس کی آنکھوں کے سامنے بار بار عمایہ کی وہی حرکت عیاں ہو رہی تھی وہ جتنا خود پر قابو پانے کی کوشش کر رہا تھا اتنا ہی اس کا دل اندر سے آگ کے شعلے برپا کر رہا تھا جو اس کے برداشت ہے باہر تھا

آخر دو گھنٹے باہر رہنے کے بعد ارسم کا دماغ تھوڑا ٹھنڈا ہوا اور وہ دوبارہ ہال کی جانب گیا جہاں تمام مہمان رسم ادا کر چکے تھے اب صرف کچھ لڑکیاں ڈھولک بجا رہی تھیں اور کچھ دیر میں سب کو گھر کے لیے واپس نکلنا تھا کیونکہ رات کافی ہو چکی تھی

عمایہ کی نظروں نے ارسم کو بہت بار ڈھونڈا تھا مگر اسے ارسم کہیں بھی دکھائی نہیں دیا تھا اس کی نگاہیں ابھی بھی ہال کے بڑے سے گیٹ پر جمی ہوئی تھی اور پھر شاید اس کا انتظار ختم ہوا اور اسے اب ارسم داخل ہوتا ہوا دکھائی دیا جسے دیکھ کر کچھ پل کے لیے تو وہ اسے دیکھتے ہی رہ گئی

وہ آج کریم کلر کی شلوار قمیض میں ملبوس تھا اور اوپر اس نے نرنجی رنگ کی واسکٹ زیب تن کی ہوئی تھی جس پر خوبصورت گولڈن کام بنا ہوا تھا بال ہمیشہ کی طرح نفاست سے سیٹ کیے ہوئے تھا نیلی آنکھوں میں ہمیشہ نظر والے نظر آنے والے سنجید گی موجود تھی چہرے کے تاثرات بھی سخت تھے دائیں ہاتھ میں موبائل فون تھا جب کہ بائیں ہاتھ میں خوبصورت گرے کلر کی گھڑی چمک رہی تھی وہ مضبوط قدم لیتا ہوا اندر کی جانب آرہا تھا

وہ کچھ زیادہ ہی خوبصورت اور ہینڈسم بن چکا تھا وہ اتنا پر کشش تھا کہ کوئی بھی اس سے نظر نہیں پھیر سکتا تھا مگر یہ کام اس کی بیوی بخوبی سرانجام دے رہی تھی

ہال میں موجود ایک ایک لڑکی کی نظر ارسم پر تھی اس کی ڈیشنگ پرسنلٹی رعب دار شخصیت اسے مزید منفرد بناتی تھی وہ کسی سلطنت کا شہزادہ معلوم ہو رہا تھا جو اس وقت شدید غصے میں تھا کیونکہ عمایہ اس کی نیلی آنکھوں میں سرخ لکیریں دیکھ چکی تھی مگر یہ بات الگ تھی کہ ارسم نے عمایہ کو خود کی طرف دیکھتے نہیں دیکھا تھا ارسم کے دیکھنے سے پہلے ہی عمایہ دوبارہ اپنی نظریں جھکا چکی تھی

ارسم سٹیج پر جا کر بیٹھنے کے بجائے ابراہیم صاحب اور فضل صاحب کے قریب جا کر کھڑا ہو گیا جہاں میران بھی موجود تھا میران ابھی آیا تھا وہ سب بھی میران سے دو سال بعد ہی مل رہے تھے کیونکہ میران کو کوئٹہ میں ایک اینجیو تیار کرنا تھا اور وہ دو سال سے کوئٹہ میں ہی موجود تھا

عمایہ نے کافی بار غور کیا تھا کہ ارسم نے تو اب اس کی جانب دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا جب کہ مہندی کا فنکشن اختتام پر پہنچ رہا تھا دوسری جانب ارسم اور عمایہ کی ناراضگی کم ہونے کی بجائے بڑھتی جا رہی تھی

آخر کار فنکشن اختتام پر پہنچا اور سب مہمان واپسی کی راہ لینے لگے جب کہ عمایہ کو ارسم کا یوں نظر انداز کرنا برا لگ رہا تھا مانا کہ اس نے غلطی سے اپنا ہاتھ ہٹایا تھا مگر اس کا ہر گز مطلب نہیں تھا کہ عمایہ سے بدگمان ہو جاتا مگر وہ ہو چکا تھا

ارسم میران حیدر اور عارب ہال سے باہر کی جانب گئے تھے مگر وہ چاروں واپس نہیں لوٹے تھے جبکہ عمایہ اور ایشال کو اب گاڑیوں میں بھی بٹھا دیا گیا تھا کیونکہ رات کافی گزر چکی تھی اور اب انہیں گھر جا کر آرام کرنا تھا

عمایہ گھر پہنچتے ہی سب سے پہلے اپنے کمرے میں گئی تھی اسے بہت گلٹ محسوس ہو رہا تھا کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہی تھی کیا ہو رہا ہے کیا ہو چکا ہے اور آگے کیا ہو گا

ایک لمبا سانس بھرتے ہوئے عمایہ نے سب سے پہلے اپنے آپ کو بھاری دوپٹے کی قید سے آزاد کروایا اس دوپٹے کو نہ جانے کتنی ہی پنوں سے اس کے سر پر ٹکا کے سیٹ کیا گیا تھا جسے کھولنے کے بعد عمایہ نے دوپٹہ بیڈ پر رکھا اور الماری کی طرف قدم بڑھائے

عمایہ بھی الماری سے اپنا کپڑے نکال رہی تھی جب اسے کسی کے قدموں کی آہٹ محسوس ہوئی اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے کمرے میں کوئی داخل ہوا ہے اور پھر اس نے دروازہ بند کیا ہے عمایہ نے گھبرا کر دروازے کی طرف دیکھا مگر ایک دم سے کمرے میں اندھیرا چھا گیا وہ کمرے میں داخل ہونے والے شخص کو دیکھ ہی نہیں سکی تھی

ایک دم سے اس کے دل میں خوف آسمایا اس کا چہرہ لٹھے کی مانند سفید پڑنے لگا یوں اچانک کسی کا کمرے میں آنا اور فوراً لائٹ کا بند ہو جانا اسے بے حد خوف زدہ کر گیا تھا

اس سے پہلے کہ عمایہ کچھ بولتی وہ شخص جیتے کی سی رفتار سے اس تک پہنچا اور اسے بازو سے دبوچتے ہوئے وہیں گھما کر الماری کے ساتھ لگایا عمایہ بیچاری خوف کے مارے چیخ بھی نہیں سکی تھی اس کی آواز کہیں اندر دب گئی تھی

تمہاری ہمت کس طرح ہوئی مجھے نظر انداز کرنے کی مسز ارسم

ابراہیم۔۔۔۔۔ارسم کی بے حد سخت اور سنجیدہ آواز عمایہ کی سماعتوں سے ٹکرائی جبکہ بازو پر اس کی گرفت بے حد مضبوط تھی

عمایہ نے ارسم کی آواز سنتے جھٹکے سے سر اٹھا کر اس کی جانب دیکھنا چاہا مگر اندھیرا ہونے کے باعث وہ سے واضح طور پر نہیں دیکھ سکی تھی کیونکہ باہر لائٹوں سے پھیلنے والی روشنی سے صرف ارسم عمایہ کو دیکھ سکتا تھا عمایہ ارسم کو نہیں چونکہ ارسم کا رخ مکمل عمایہ کی طرف تھا اس لیے وہ روشنی ارسم کی پشت کو روشن کر رہی تھی نہ کہ چہرے کو

چچ چھوڑیں مجھے درد ہو رہا ہے عمایہ بھرپور مزاحمت کرتی اپنا بازو چھڑوانے کی کوشش کرتے ہوئے بولی جو ارسم کی مضبوط گرفت میں تھا

میری ذرا سی سختی پر تمہیں تکلیف محسوس ہو رہی ہے ہاں اور جو تم کرتی پھر رہی ہو اس کا کیا۔۔۔؟؟؟ ارسم اس کے منہ پر غرایا جب کہ اس کی مضبوط انگلیاں اس کے نازک بازوؤں میں پوسٹ ہو رہی تھی جس کا درد برداشت کرنا عمایہ کے لیے بے حد مشکل ثابت ہو رہا تھا

کیا کیا ہے میں نے...؟؟؟ عمایہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بہت دیدہ دلیری سے پوچھ رہی تھی ارسم اس کے سخت تاثرات ارام سے دیکھ سکتا تھا کچھ پل کے لیے وہ اس کی دیری پر حیران ہوا

یہ بات الگ تھی کہ عمایہ ارسم کا چہرہ نہیں دیکھ پا رہی تھی اگر وہ ارسم کو دیکھ لیتی اور اس کی آگ کی مانند دہکتی آنکھیں دیکھ لیتی تو یقیناً اس سے خوفزدہ ہو جاتی

یہ بھی تمہیں میں بتاؤں کہ تم کیا کرتی پھر رہی ہو تمہیں علم نہیں کہ تم کر کیا رہی ہو ارسم نے بولتے ہوئے اسے ایک جھٹکا دیا جس پر وہ سیدھا اس کے چوڑے سینے سے آلگی

عمایہ کو امید نہیں تھی کہ ارسم اتنی سختی برتے گا اس کی اتنی سخت گرفت میں وہ بن پانی کی مچھلی کی طرح تڑپ رہی تھی

آپ میرے ساتھ اس طرح زبردستی نہیں کر سکتے عمایہ غصے سے گھورتے ہوئے بولی جس پر ارسم نے آنکھوں کو مزید سیکڑ کر اپنی شیرنی کو دیکھا جو اس سے ذرا بھی خوف نہیں کھا رہی

میں تمہارے ساتھ بہت کچھ کر سکتا ہوں اگر میں نے تمہیں کچھ کہا نہیں تھا تو اس کا ہرگز مطلب نہیں کہ میں بزدل یا کمزور ہوں جس میں کچھ کرنے کی سکت نہیں میں تم سے بیزار ہو سکتا ہوں لیکن اگر نہیں ہو رہا تو میری بات کو سمجھو۔۔۔۔۔۔

ارسم اسے جتلا گیا تھا کہ وہ چاہے تو اسے چھوڑ بھی سکتا تھا مگر وہ ایسا نہیں کر سکتا کیونکہ وہ ایسا کرنا ہی نہیں جانتا

تو ہو جائیں بیزار میں نے آپ سے بولا ہے کہ مجھ سے شادی کریں عمایہ جھٹکے سے اس کی گرفت سے اپنا بازو چھڑواتے ہوئے کافی تلخی سے بولی اور اس

کے قریب سے گزر کر آگے بڑھنے لگی جب ارسم نے اس کی کلائی تھام کر ایک جھٹکے سے اسے بیڈ پر گرایا اور اگلے ہی لمحے وہ اس پر کالے بادل کی طرح منڈلائے ہوئے تھا

اب کی بار عمایہ کے اوسان خطا ہوئے تھے وہ خوفزدہ نگاہوں سے ارسم کو دیکھ رہی تھی جس کی آنکھیں سرخ انگار بنی ہوئی تھی چہرہ خطرناک حد تک سرخ تھا دماغ کی رگیں ابھری ہوئی تھی جیسے ابھی پھٹ جائیں گی پتہ نہیں وہ کتنے غصے میں تھا اس بات کا اندازہ تو عمایہ کو اب ہوا تھا جب وہ ارسم کو دیکھ پا رہی تھی وہ بھی اتنا قریب سے

کیا بکواس کی ہے ابھی تم نے کہ میں تم سے بیزار ہو جاؤں تم سے عمایہ ارسم ابراہیم ارسم اپنی شہادت کی انگلی اس کے ماتھے پر ٹکاتا کافی سخت انداز میں غرایا

جانتی ہوں دو سال پہلے میں نے صبر کیوں کیا تھا کیونکہ مجھے تمہارے فیصلے کا احترام کرنا تھا تو دو سال تک تمہیں اپنی شکل تک نہیں دکھائی اور تم اپنی غلطی

پر شرمندہ ہونے کی بجائے میرے سامنے مجھے ہی نظرانداز کر رہی ہو کہ تم جانتی ہو کہ اس کا خمیازہ کیا ہو سکتا ہے ارسم اس کے چہرے اس کے چہرے کے قریب تر اپنا چہرہ کرتے ہوئے ترکی باتر کی لہجے میں بولا جبکہ عمایہ اس کی اتنی نزدیکی پر سختی سے آنکھیں میچ چکی تھی وہ جو کچھ دیر پہلے شیرنی بنی ہوئی تھی اب کوئی سہمی ہوئی چڑیا لگ رہی تھی جو ارسم کی پناہوں میں کہیں چھپ سی گئی تھی

میں تمہاری جان لے سکتا ہوں یہاں سے حلق سے تمہاری جان کھینچنے کی طاقت رکھتا ہوں ارسم اس کے گلے پر تھوڑا دباؤ ڈالتے ہوئے بولا مگر اس نے اس کا گلا دبایا نہیں اسے بے تحاشہ غصہ آرہا تھا مگر وہ چاہ کر بھی اسے کچھ نہیں کہہ سکتا تھا وہ عمایہ کو کبھی بھی کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا تھا

عمایہ نے آنکھیں کھولتے ہوئے شکوہ کن نگاہوں سے ارسم کی طرف دیکھا جو اسے بری طرح گھور رہا تھا

تو لے لیں اچھا تھا نا کہ پہلے میں مر۔۔۔۔۔اس سے پہلے کہ عمایہ زہر نما الفاظ اپنے منہ سے ادا کرتی ارسم اس کے ہونٹوں پر اپنا لب رکھتے اس کی بولتی بند کر چکا تھا عمایہ کی دھڑکنوں نے ایک دم سے شور برپا کیا تھا وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے ارسم کو دیکھنے کی کوشش کر رہی تھی جو اس پر پوری طرح جھکا ہوا تھا

اس کے لمس میں نرمی بالکل نہیں تھی اس کے انداز میں بے حد شدت تھی جسے عمایہ برداشت نہیں کر پا رہی تھی آج سے پہلے اس نے عمایہ کو نرمی سے چھوا تھا مگر آج اس کا غصہ اس کا ضبط دو سال کی دوری اور اپنی ناراضگی وہ سب عمایہ پر نچھاور کر رہا تھا جو عمایہ کے لیے کافی مشکل ثابت ہو رہا تھا عمایہ نے اپنے دونوں ہاتھ اس کے سینے پر رکھ کر اسے پیچھے کرنے کی کوشش کی مگر اگلے ہی لمحے ارسم اس کی دونوں کلائیوں کو اپنی گرفت میں لیتا اس کے سر کے اوپر پن کر چکا تھا اب اس کے انداز میں پہلے سے بھی زیادہ شدت در آئی تھی

بے اختیار عمایہ کی آنکھوں سے آنسو نکلے تھے اپنے ہونٹوں پر اسے اتنی تکلیف کی شدت محسوس ہو رہی تھی کہ اگر کچھ دیر اور اگر وہ اس تکلیف کو برداشت کرتی تو یقیناً بے ہوش ہو جاتی جبکہ ارسم پوری طرح اس پر قبض ہوئے برے حق سے اپنا غصہ ناراضگی اس نازک وجود پر اتار رہا تھا

اپنے چہرے پر عمایہ کے آنسوؤں کو محسوس کرتے ارسم نے ایک دم سے اسے چھوڑا اسے اپنے منہ میں خون کا ذائقہ گھلتا ہوا میں محسوس ہو رہا تھا جبکہ عمایہ بھی محسوس کر چکی تھی کہ ارسم اس پہ نازک لبوں پر اپنا تشدد دکھا چکا ہے

یہ اس گستاخی کی چھوٹی سی سزا ہے جو تم نے مجھے نظرانداز کر کے بھگتی ہے اور یقین مانو میں اس سے بھی زیادہ ظالم ہوں ارسم عمایہ کے نچلے ہونٹ پر خون کی ننھی سی بوند ہوا اپنے لبوں سے چنتے چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے بولا جو لمبے لمبے سانس لے رہی تھی اس وقت اس کا وجود دوپٹے سے بے نیاز تھا لہنگے کی باریک کرتی اس کے جسم کے ساتھ چپکی ہوئی تھی وہ مرد تھا عمایہ کہ

ہوش روبا حسن کے آگے ایک منٹ میں سے بھی پہلے بہک سکتا تھا اور وہ آہستہ آہستہ بہک بھی رہا تھا ایک تو وہ آج خوبصورت اتنی لگ رہی تھی کہ اس سے نظریں ہٹانا مشکل تھا اور اوپر سے وہ مخالفت پر کھڑی تھی جس سے عمایہ ارسم کے غصے کو مزید ہوا دے رہی تھی

مایا نے آنکھیں کھول کر ارسم کو دیکھا اور بس یہی لمحہ تھا جب وہ اپنا صبر اور ضبط ٹوٹتا ہوا محسوس کر چکی تھی اگلے ہی لمحے وہ اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپائے رونے لگی جب کہ اسے اچانک اس طرح روتا دیکھ کر ارسم ہڑبڑا ہی گیا

مایا" ارسم نے اس کے دونوں ہاتھ اس کے چہرے سے ہٹانے چاہے"

نہیں ہوں میں مایا دور رہیں مجھ سے عمایہ ارسم کے ہاتھ جھٹکتی چیختی ہوئی بولی اور فوراً اُٹھ کر اس سے تھوڑا دور ہو کر بیٹھیں جب کہ ارسم تو تڑپ ہی چکا تھا اسے ایسا روتا دیکھ کر

مایا میری جان کیا ہوا ارسم نے جلدی سے آگے بڑھ کر اسے تھامنا چاہا

میں نے بولا نہ نہیں ہوں میں آپ کی مایا کیا آپ کو سمجھ نہیں آتی ہے ایک بات عمایہ دوبارہ سے چیخی

آپ کو مجھ سے بدلہ لینا یاد تھا مگر آپ کو اپنی انا یاد نہیں تھی مجھے بغیر بتائے پاکستان چھوڑ کر چلے گئے مجھے بتانا بھی پسند نہیں کیا مجھ سے آخری بار ملنا بھی پسند نہیں کیا اگر میں نے آپ سے دو سال مانگے تھے تو کسی وجہ سے مانگے تھے میں کہیں بھاگ تو نہیں رہی تھی جو آپ نے میرے ساتھ اس طرح کیا پورے دو سال تک میں روز رات آپ کو کالز کرتی رہتی تھی آپ نے ایک بار بھی اپنا نمبر آن نہیں کیا آپ کو صرف اپنی انا پیاری تھی اب آپ میرے پاس کیا لینے آئے ہیں مجھ سے دور رہیں بس۔۔۔۔

عمایہ ہچکیوں سے روتے ہوئے بولی اور اپنے گھٹنوں میں سر دیے زار و قطار رونے لگی جبکہ ارسم پاس چپ چاپ کھڑا اسے دیکھ رہا تھا

ارسم نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے عمایہ کی طرف دیکھا جو اپنے بازوں میں سر دیے ہچکیوں سے رو رہی تھی بالکل کسی بچے کی طرح ارسم

پہلی بار یہاں پر کنفیوز ہوا تھا وہ جو کبھی کسی بھی سچویشن میں گھبرایا نہیں تھا وہ عمایہ کو اس طرح روتا دیکھ کر کافی کنفیوز ہو چکا تھا پہلی بار ارسم ابراہیم کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کیا کرے وہ عمایہ کو کیسے چپ کروائے

مایا میری جان ایم سوری یار مجھے اتنی شدت اختیار نہیں کرنی چاہیے تھی ارسم اسے دونوں بازوں سے تھامتے ہوئے ندامت سے بولا اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ عمایہ کے ساتھ غلط کر بیٹھا ہے وہ تو اب بھی بالکل بچوں جیسی ہی تھی وہ کہاں کوئی سختی برداشت کر سکتی تھی ارسم کو اپنی شدت بھرے انداز پر کافی غصہ آیا اسے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا

مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی آپ جائیں یہاں سے عمایہ اپنا چہرہ اٹھا کر ارسم کو دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی جب کہ جیسے ہی ارسم کی نظر اس کے چہرے پر پڑی تو اس کے دل کو ہول سے اٹھے اس کا چہرہ رونے کی وجہ سے سرخ پڑ چکا تھا چھوٹی سی ناک بھی سرخ پڑ چکی تھی اور آنکھیں جن میں اس نے بھر بھر کے کالا کاجل لگایا تھا اب وہ کاجل بھی پھیلنے لگا تھا اور

اس کے رونے میں بالکل بھی کمی نہیں آئی تھی وہ بالکل کسی چھوٹی سی بچی کی طرح رو رہی تھی جبکہ رونے کی وجہ سے اس کی آواز بھی کافی بھاری ہو چکی تھی

یہ انوکھا ہی شوہر تھا جس نے اپنی مہندی کی دلہن کو اتنا رولایا تھا اور اسے رلانے کے بعد اسے خود پر ہی بے تحاشہ غصہ آرہا تھا شاید اسے اندازہ نہیں تھا کہ عمایہ رو دے گی مگر وہ یہ بھی بھول گیا تھا کہ وہ محبتوں کی عادی لڑکی ہے وہ سختی برداشت نہیں کر سکتی

میری بات سنو میری جان تم ابھی کیا بولنے لگی تھی تم ابھی کتنے غلط الفاظ ادا کرنے والی تھی کیا تم سوچ بھی سکتی ہو کہ تمہیں میں واپس کیسے لے کر آیا ہوں تمہیں میں نے اپنے خدا سے کس طرح واپس مانگا ہے تم میرے جینے کی وجہ ہو تمہیں کھونے کا میں تو تصور بھی نہیں کر سکتا اور تم مرنے کی باتیں کر رہی ہو

ارسم اس کے دونوں ہاتھ تھام دن نرمی سے اس کے دونوں ہاتھوں پر لب رکھتے ہوئے بولا تو عمایہ نے چہرہ اٹھا کر ارسم کی طرف دیکھا

ہاں میں تم سے ناراض تھا کیونکہ تم نے میرا مان نہیں رکھا مجھے بہت امید تھی کہ تم رخصتی کے لیے ہاں کر دو گی میں تم پر کوئی ذمہ داری نہیں ڈالنے والا تھا مگر اس میں تمہاری مرضی شامل ہونا لازمی تھی اور میرا یہاں سے جانا بھی ضروری تھا تم سوچ بھی نہیں سکتی کہ دو سال میں نے کیسے گزارے میں تم سے دور تھا اس لیے یہ ہجر کاٹنا پڑا اگر میں یہاں تمہارے قریب ہوتا تو میں تمہیں ابھی تکلیف دیتا اور گھر والوں کو بھی تکلیف دیتا جس کے لیے یقیناً کوئی بھی رضامند نہ ہوتا اس لیے مجبوراً مجھے وہاں ہی رہنا پڑا تا کہ تم پر بھی کوئی بوجھ نہ پڑے اور تم آسانی سے اپنی پڑھائی مکمل کر سکو

ارسم اس کی ہتھیلی کو سہلاتے ہوئے کافی نرمی سے گویا ہوا اس کے لہجے میں اب کافی نرمی اور محبت تھی جبکہ عمایہ اب چپ چاپ اسے سن رہی تھی اپنا رونا وہ شاید بھول چکی تھی

تمہیں معلوم ہے کہ جب پہلی بار میں نے تمہاری ایک جھلک دیکھی تھی میرے دل میں کہیں دور تم تب ہی قبض ہو چکی تھی مگر تب میں پہچان نہیں پایا کیونکہ میں تمہیں جانتا نہیں تھا تمہیں دیکھا نہیں تھا مگر تمہاری وہ ایک جھلک میرے دل پر نقش تھی تم نے میری جان بچائی تھی اور اس تکلیف کے دوران میں نے تمہارا دھندلا چہرہ دیکھا تھا میں کبھی بھی اس لڑکی کو دیکھنا نہیں چاہتا تھا میں صرف اس کا شکریہ ادا کرنا چاہتا تھا مگر وہ لڑکی میرے سامنے کوئی پری پیکر بن کر آئے گی میری زندگی میں خوشیوں کے رنگ لائے گی میں نے یہ کبھی سوچا ہی نہیں تھا

ہاں عمایہ عزمیل آج میں ارسم ابراہیم اپنے دل سے اعتراف کرتا ہوں کہ میں تمہیں پہلی بار دیکھتے ہی اپنی ساری محبتیں تمہارے وجود پر قربان کر چکا تھا اور تمہیں پانے کے لیے میں نے وہ ہر ممکن کوشش کی جو میرے بس میں تھا اور دیکھو آج تم میری بیوی کی حیثیت سے میرے سامنے بیٹھی ہو کیونکہ

میری محبت سچی تھی میری محبت میں طاقت تھی کیونکہ اللہ ہمیں ملانا چاہتا تھا

ہماری روحیں ایک تھی ہم نے ملنا ہی تھا

میں تم سے کبھی بیزار نہیں ہو سکتا کیونکہ اس معاملے میں میں نہیں میرا یہ

دل تمہارا غلام ہے ارسم نے بولتے ہوئے عمایہ کا ہاتھ اپنے دل کے مقام پر

رکھا

تو عمایہ نے محسوس کیا کہ ارسم کی دھڑکنیں معمول سے ہٹ کر بہت تیز تھی

وہ اب ڈاکٹر تھی وہ اچھی طرح سے ہارٹ بیٹ محسوس کر سکتی تھی

تم میری زندگی کا کل اثاثہ ہو میری جان تم سے دستبردار ہونا زندگی سے "

"دستبردار ہونے کے برابر ہے

ارسم نے بولتے ہوئے عمایہ کی پیشانی پر شدت سے لب رکھے جس پر عمایہ

نے اپنی آنکھیں بند کر کے اس کے لمس کو اپنی روح تک اترتے ہوئے

محسوس کیا ارسم کی باتیں اس پر اثر کر رہی تھی وہ یوں ہی تو نہیں سوچتی تھی

کہ وہ کوئی جادوگر ہے یا کوئی عام شخص جو اس پر اپنی محبت کا سور پھونک کر

اسے کہیں دور لے جاتا ہے اب کی بار بھی ایسا ہی ہوا تھا وہ اپنا سارا غصہ ناراضگی بھول چکی تھی اور اب وہ چپ چاپ بغیر ہلے جلے ارسم کو سن رہی تھی ارسم کو دیکھ رہی تھی اور صرف اسی کی جانب متوجہ تھی

سب بھول جاؤ پرانی باتیں یاد کرنے کا کوئی فائدہ نہیں اگر تمہیں مجھ سے کوئی شکوہ ہے تم بولو میں تمہارے سامنے بیٹھا ہوں ابھی مگر آج رات گزرنے کے بعد میں تمہاری زبان پر کیا تمہارے ذہن میں بھی اپنے لیے کوئی بدگمانی نہ دیکھوں ارسم اس کی سنہری آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اس کے گلابی رخساروں کو اپنی انگلیوں کے پوروں سے صاف کرتے ہوئے بولا

مجھے آپ سے کوئی شکوہ نہیں کرنا عمایہ کو ایک دم سے اپنی ناراضگی یاد آئی تو وہ بے حد ناراضگی ظاہر کرتے ہوئے اس کے قریب سے اٹھ کر جانے لگی جب

ارسم اسے کمر سے تھام کر اپنے اوپر گرا چکا تھا جبکہ عمایہ کے اوپر کی سانس اوپر اور نیچے کے نیچے ہی رہ چکی تھی

شکوے بھی بہت ہیں اور کرنا بھی کوئی نہیں مانا کہ آپ کمال کی ادائیں رکھتی ہیں مگر ہم عام سے بندے ہیں آپ پر مریں یا آپ کی اداؤں

پر۔۔۔۔!!!!

ارسم اس کے چہرے پر آئے بالوں کو پیچھے کرتے ہوئے بہت شاعرانہ انداز میں بولا جس پر عمایہ نے فوراً اس کے اوپر سے اٹھنا چاہا مگر ارسم کے دونوں بازو اس کی کمر میں لپٹے ہوئے تھے جس کی وجہ سے اس کا اٹھ پانا ناممکن تھا کیونکہ ارسم کی گرفت بھی مضبوط تھی

چھوڑیں مجھے۔۔۔۔ عمایہ بھرپور مزاحمت کرتے ہوئے بولی

نا چھوڑوں تو۔۔۔۔ارسم نے الٹا اسی سے سوال کیا جس پر عمایہ نے اسے غصے سے گھورا

آپ ایک بے شرم اور بد تمیز انسان ہیں عمایہ کو اب غصہ آرہا تھا وہ تو اب کسی نہ کسی طریقے سے نکالنا ہی تھا

انتہائی لگانا بھول چکی ہیں آپ محترمہ ارسم اس کے ہونٹوں پر نرمی سے اپنے لب رکھتے ہوئے بولا جہاں اس نے اپنی بھرپور شدت نچھاور کی تھی اور اس کی وجہ سے اس کے پنکھڑیوں جیسے گلابی ہونٹ سرخ پڑ چکے تھے جب کہ نیچے والے ہونٹ سے خون رس رہا تھا

چھوڑیں مجھے چینج کرنا ہے عمایہ نے پھر سے مزاحمت کی۔۔۔

کر لینا بعد میں ابھی تک تمہیں میں نے ہی جی بھر کر نہیں دیکھا ارسم اس کے چہرے پر پھونک مارتے ہوئے بولا جس پر عمایہ نے سختی سے اپنی آنکھیں بند کر کے دوبارہ کھولیں وہ یوں ہی اس پر اپنی محبت کے طلسم پھونکتا تھا اور یہی وجہ تھی کہ عمایہ اس کی طرف کھینچی چلی جاتی تھی

پچ چھوڑیں پپ پلیز مم مجھے صبح جلدی اٹھنا ہے عمایہ امید بھری نظروں سے ارسم کی طرف دیکھتے ہوئے بولی مگر ارسم کو خود کی طرف مدہوش نظروں

سے دیکھتا پایا تو فوراً ہی نظریں جھک گئی جبکہ اس کی اس ادا پر ارسم مسکرائے بغیر رہ نہ سکا تھا

ابھی چھوڑ رہا ہوں مگر صرف اس لیے کہ کل تم نے میری ہی دسترس میں آنا ہے مکمل میری ہو کر جہاں تمہارے بھاگنے کے لیے نہ کوئی راستہ ہو گا اور نہ ہی چھپنے کے لیے کوئی ٹھکانہ ہو گا اگر تمہیں اپنے لیے کوئی محفوظ جگہ ملے گی بھی تو وہ میری ہی پناہ گاہ ہو گی تمہیں میرے سینے میں چھپنے کے علاؤہ کوئی اور جگہ میسر نہیں ہو گا اور تمہیں کل میرے سمیت میری تمام تر شدتوں کو بھی قبول کرنا ہو گا

اپنی ناراضگی اپنے اس کمرے میں چھوڑ کر ہی آنا کیونکہ میں تمہیں ایک منٹ بھی ضائع کرنے کے لیے نہیں دوں گا ارسم اس سے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے اس کے کان کے لوں کو لبوں سے چھوتے ہوئے اسے نرمی سے آزاد کر گیا جبکہ عمایہ کو کیا چاہیے تھا اندھے کو دو آنکھوں کی ضرورت ہوتی

ہے موقع ملتے ہی وہ فل سپیڈ سے بھاگتے ہوئے واشروم میں بند ہو چکی تھی جب کہ ارسم نے اس کی سپیڈ دیکھ کر بہت مشکل سے اپنا قہقہہ کنڑول کیا تھا

عمایہ کے جاتے ہی ارسم اٹھا مگر ایک دم اس کا دھیان عمایہ کے ہاتھوں پر گیا اس نے تو عمایہ کہ ہاتھ میں اپنا نام بھی دیکھنا تھا مگر اسے اتنا وقت ملا ہی کہاں تھا

چلو کوئی نہیں اب تو ہماری شیرنی ڈری ہوئی ہرنی کی طرح چھپ چکی ہے مجھے نہیں لگتا کہ میری موجودگی میں وہ باہر نکلیں گیں

اس لیے اپنا پروگرام کل پر رکھتے ہیں کل تو انہیں میرے پاس ہی آنا ہے پھر اپنا نام بھی دیکھ لیں گے اچھے سے

ارسم دلکشی سے مسکراتے ہوئے بولا اور پھر اسی راستے سے باہر نکل گیا جہاں سے وہ آیا تھا

—

ہادی حمزہ جلدی کرو وقت بہت کم ہے نیلو سارا سامان گاڑیوں میں رکھواؤ سامان پہلے ہال میں پہنچ جانا چاہیے اسمہ بیگم تمام گفٹس اور ضروری سامان صوفے پر رکھ کر حمزہ اور ہادی کو آواز لگاتی بولی اور ساتھ نیلو کو بھی اس کا کام بتایا

ہر طرف افر تفری مچی ہوئی تھی بارات کا دن آ پہنچا تھا سب بے تحاشہ خوش تھے جب کہ لڑکی والے ہونے کے ساتھ ساتھ وہ لوگ لڑکے والے بھی تھے مگر اس سے زیادہ انہیں عمایہ کی بارات پر زیادہ توجہ دینی تھی عمایہ اور ایشال اپنے اپنے کمروں میں تیار ہو رہی تھی ایشال نے عمایہ کے ساتھ ہال میں پہنچنا تھا جب کہ گھر والوں نے بارات لے کر بعد میں آنا تھا ارسم کی بارات بھی تقریباً تب ہی پہنچنی تھی اور وقت گزرتا جا رہا تھا

عمایہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھی خود کو آئینے میں دیکھ رہی تھی وہ دلہن بنے بیٹھی سرخ عروسی جوڑا زیب تن کیے جنت سے اتری کوئی پری معلوم ہو رہی تھی خوشی اس کی سنہری آنکھوں میں صاف چمک رہی تھی مگر شاید اسے کسی کے آنے کا انتظار تھا

اور آخر اس کا انتظار ختم ہوا اور دروازے کے نوک ہونے کی آواز پر اسنے شیشے سے نظر اٹھا کر دروازے کی جانب دیکھا

آپ جائیں میں اب بالکل تیار ہوں عمایہ بیوٹیشن کی طرف دیکھتی ہوئی بولی جس نے ابھی اس کا دوپٹہ سیٹ کیا تھا جبکہ عمایہ کے بولتے ہی بیوٹیشن نے اپنا سامان سمیٹا اور دروازہ کھولتی باہر نکل گئی اور تب ہی دروازے کو آہستہ سے کھول کر میران کمرے میں داخل ہوا مگر اس نے نظریں نہیں اٹھائی تھی وہ دروازے کے قریب ہی دونوں ہاتھ باندھے نظریں جھکا کر وہیں کھڑا ہو گیا عمایہ نے گہرا سانس لیا اور شیشے سے نظریں اٹھا کر اپنے کچھ فاصلے پر کھڑے میران کو دیکھا جو دونوں ہاتھ باندھے نظروں کو جھکائے کھڑا تھا جیسے کسی کا

غلام ہو وہ غلام ہی تو تھا اپنی محبت کا یہ الگ بات تھی کہ قسمت نے اس کا ساتھ نہیں دیا تھا اسے اس کی محبت نہیں ملی تھی مگر اس کی محبت کبھی ختم تو نہیں ہوئی تھی وہ تو ہمیشہ سے اس کے دل میں اپنا مقام بنائے ہوئے تھی

مجھے آپ سے کچھ ضروری بات کرنی ہے عمایہ میران کی طرف دو قدم بڑھاتے ہوئے بولی

جی بولیں میں سن رہا ہوں میران نے یوں ہی نظریں جھکاتے ہوئے جواب دیا جبکہ اپنے اور عمایہ کے درمیان موجود فاصلہ قائم ہی رکھا تھا

آپ نے اس دن جو بھی حقیقت بیان کی میں اس سب سے واقف ہوں عمایہ کے بولے گا الفاظ تھے کہ کوئی حیرت کا ٹوٹتا پہاڑ جو میران کے سر پہ آن گرا تھا میران نے جھٹکے سے سر اٹھا کر عمایہ کی طرف دیکھا

وہ سرخ رنگ کے عروسی جوڑے میں ملبوس دلہن بنے کھڑی تھی مگر وہ کسی اور کی دلہن تھی کسی اور کا نصیب تھی اس سے خوبصورت لڑکی میران نے اپنی زندگی میں آج تک نہیں دیکھی تھی اور غضب یہ تھا کہ وہ آج کسی اور

کے رنگ میں پوری طرح رنگی ہوئی تھی کسی اور کے لیے سر تا پیر سج کر بیٹھی تھی مگر وہ شخص کوئی اور تھا میر ان کو تو اسے دیکھنے کا بھی حق نہیں تھا اس لیے اگلے ہی لمحے وہ اس کے وجود سے نظریں ہٹا تا دوبارہ نظریں جھکا چکا تھا

دل چیخ چیخ کر بول رہا تھا کہ کاش یہ لڑکی اس کی ہوتی کاش یہ لڑکی اس کے نصیب کا حصہ بن جاتی کاش اس کے دل کی تسکین بن جاتی مگر ایسا کچھ بھی نہیں ہوا تھا کاش تو پھر کاش ہی ہوتا ہے اگر کاش آج بن جائے تو پھر کاش کیوں کہلائے

یہ بات سچ ہے کہ مجھے پہلے حقیقت معلوم نہیں تھی اور شاید آج تک معلوم ہوتی بھی نا اگر اس دن آپ وہ سب میرے سامنے نہ بولتے میں نے سب کچھ سنا تھا اور آج تک آپ کا بولا گیا ایک ایک لفظ میرے ذہن میں اچھی طرح سے محفوظ ہے

مجھے کبھی علم نہیں تھا کہ میں کبھی کسی کی زندگی بچانے کا بھی سبب بن سکتی ہوں مگر مجھے یہ دیکھ کر کافی حیرت ہوئی کہ آپ نے میری زندگی بچانے کے لیے اپنی زندگی کی پرواہ نہیں کی

مجھے اس بات کا بہت دکھ ہے کہ آپ کو مجھ سے محبت ہوئی کاش آپ میرے علاؤہ کسی سے محبت کرتے تو وہ آج آپ کا نصیب ہوتی مگر میں آپ کی محبت کے لائق نہیں عمایہ بولی تو اس کے انداز میں اس کے لہجے میں ندامت تھی جیسے وہ شرمندگی محسوس کر رہی ہو

یہ میری محبت ہے اور یہ میرا مسئلہ ہے بی بی آپ اس سے بہت دور ہیں ضروری نہیں کہ جس سے میں نے محبت کی وہ مجھے مل کر ہی رہے محبت میں نے کی تھی اس میں کسی اور کا کوئی قصور نہیں اس کا مداوا بھی کروں گا تو میں کروں گا آپ کو ندامت کی گہرائی میں جانے کی بالکل ضرورت نہیں ہے میران کی لہجے میں بہت ادب اور بہت نرمی تھی مگر وہ عمایہ پر ظاہر کر گیا تھا کہ عمایہ کا اس کی محبت سے کوئی لینا دینا نہیں یہ مسئلہ اس کا ہے عمایہ کا نہیں

آپ اپنی محبت کا خیال اپنے دل سے دماغ سے نکال دیں آپ کی زندگی بہت آسان ہو جائے گی میں چاہتی ہوں کہ آپ ایک خوشحال زندگی جیں زندگی پر آپ کا بھی حق ہے آپ کی زندگی سے منہ نہیں موڑ سکتے صرف ایک شخص کے نہ ملنے پر۔۔۔۔

عمایہ نے اسے سمجھانا چاہا کہ جس راستے پہ وہ چل رہا ہے اس راستے کا کوئی فائدہ نہیں مگر وہ تو خود نادان تھی وہ کہاں جانتی تھی کہ یکطرفہ محبت کی طاقت کیا ہوتی ہے

محبوب تو محبوب ہوتا ہے وہ ہمیشہ دل پر دماغ پر پورے حق سے قائم رہتا ہے وہ اپنا گہرا اثر نقش کر کے انسان کو بیچ راستے میں چھوڑ دیتا ہے جس کی قید سے انسان نہ رہا ہو سکتا ہے اور نہ ہی اپنی محبت کو پیچھے چھوڑ سکتا ہے

وہ شخص تو دل کی تسکین ہوتا ہے اور ہمیشہ دل میں ہی بسا رہتا ہے اس معاملے میں انسان کا بس نہیں چلتا

عمایہ کی بات سن کر میران ہلکا سا مسکرایا عمایہ کو اس کی مسکراہٹ بہت عجیب لگی

کیا آپ مجھے بھول نہیں سکتے مجھے بھول جائیں ورنہ ساری زندگی میرے دل پر بوجھ رہے گا کہ میری وجہ سے کسی کو مجھ سے محبت ہوئی اور میں اسے نہ مل سکی اور اس نے اپنی زندگی کا رخ ہی موڑ لیا میرے دل پر ہمیشہ یہ بوجھ بنا رہے گا کہ میں کسی کی خوشیوں میں رکاوٹ ہوں خدارا آپ ایک اچھا دوست سمجھ کر میری بات کو سمجھ جائیں اور میری بات کو مان لیں عمایہ نے اسے دوست کا رتبہ دیا تھا جو شاید میران کے لیے کافی حیران کن بات تھی میں آپ کی دوستی کا دل سے احترام کرتا ہوں مگر میرے لیے یہ ممکن نہیں مجھے بہت خوشی ہوئی کہ آپ نے مجھے ایک دوست کے رتبے پر عائد کیا اور میں ہمیشہ اس دوستی کا بہت مان رکھوں گا مگر محبت اور یہ دل میرا اور میرا خدا کا معاملہ ہے آپ کا ندام ہونا بنتا نہیں میران پھر مسکراتے ہوئے اسے

احساس دلانا چاہا کہ دوبارہ وہ اس کی محبت کے معاملے میں کوئی بات نہ کرے جو عمایہ بخوبی محسوس کر چکی تھی

آپ ایک بہت اچھے انسان ہیں میں اللہ سے دعا کروں گی کہ وہ آپ کے دل کو سکون دے اور آپ کو ایک بہترین ہمسفر سے نوازے جس کی محبت آپ کے دل پر نقش ہوئی محبت کو مٹا دے آمین عمایہ دلکش سے مسکراتے ہوئے بولی تو میران تلخیہ مسکرایا اس کی مسکراہٹ زخمی تھی جب کبھی اسے اپنی چاہت کے مطابق کوئی نہ ملا تو اسے چاہنے والا تو اس دنیا میں پیدا ہی نہیں ہو سکتا تھا وہ کبھی بھی نہیں سوچ سکتا تھا کہ کوئی اس سے بھی محبت کرے گا کیونکہ میران اس بات کو مانتا ہی نہیں تھا کہ وہ محبت کے لائق ہے

آپ کے وقت کا بہت بہت شکریہ میں اب چلتا ہوں میران ادب سے سر ہلاتے ہیں بولا اور پھر دروازہ کھول کر باہر نکل گیا جبکہ میران کے جاتے ہی عمایہ کی سنہری آنکھوں میں نمی چمکی تھی ہاں اسے تکلیف ہوئی تھی یہ سوچ

کر کہ میران جیسے خوبصورت دل رکھنے والے شخص کو محبت کرنے والا کوئی نہیں ملا

اور اگر اس نے کسی سے محبت کی تو وہ خود تھی اسے اپنے وجود سے ندامت محسوس ہو رہی تھی مگر وہ اس کی ندامت دور کر گیا تھا وہ بتا کر گیا تھا کہ عمایہ کا اس معاملے سے کوئی لینا دینا نہیں یہ محبت اس کی ہے اور وہ اس محبت کا اکلوتا وارث ہے

—

حیدر کی بارات بہت دھوم دھام سے ہال میں پہنچی تھی ڈھول بینڈ باجا اور بہت سی آتش بازی ہوتے ہوئے حیدر کے بارات پہنچ چکی تھی سب بے تحاشہ خوش تھے سب کی خوش ان کے چہروں سے جھلک رہی تھی جب کہ اب سب کو دوسری بارات کے آنے کا انتظار تھا جو بس پہنچنے والے تھے

آسمان کو رنگوں سے سجایا گیا تھا آسمان پر اتنی اتش بازی کی جا رہی تھی کہ شاید ہی پہلے کبھی کسی کی شادی میں اتنی آتش بازی کی گئی ہو

عمایہ کی بارات آ چکی تھی جہاں پر ارسم دھوم دھام سے بارات لے کر آیا تھا وہیں پر ہر طرف میڈیا بھی پھیلی ہوئی تھی ارسم نے میڈیا کو سختی سے منع کیا تھا مگر وہ ایک مشہور بزنس مین تھا آخر وہ جتنا بھی منع کر لیتا میڈیا نے اس تک پہنچ ہی جانا تھا یہ تو ارسم کی سیکیورٹی تھی جو میڈیا اس تک نہیں پہنچ پا رہی تھی باقی دلہے بنے ارسم کو پوری دنیا اپنے نیوز چینل پر دیکھ رہی تھی جتنی آتش بازی کی جا رہی تھی وہ سب کچھ نیوز چینل میں دکھایا جا رہا تھا اور لوگ بہت دلچسپی سے ارسم ابراہیم کی بارات دیکھ رہے ہیں جو بالکل فلمی ٹائپ کی تھی

ارسم نے سختی سے منع کیا تھا کہ کوئی بھی میڈیا کا بندہ ہال کے اندر داخل نہیں ہو گا اور نہ ہی اس کی بیوی کی تصویر کوئی بھی بنائے گا پھر چاہے وہاں پر موجود مہمان ہی کیوں نہ ہو سوائے کیمرہ مین کے اور فوٹو گرافر کے کسی کو بھی

تصویریں لینے کی اجازت نہیں تھی اور یہ ارسم کی طرف سے ایک مضبوط سکیورٹی تھی جو اس نے خود ہائر کی تھی

وہ اپنی بیوی کو دنیا کی نظروں میں نہیں لانا چاہتا تھا جانتا تھا کہ اس کی بیوی کتنی خوبصورت ہے اگر وہ اتنی خوبصورت نہ بھی ہوتی وہ تب بھی کسی غیر مرد کی نظر عمایہ پر پڑنے نا دیتا اور یہاں تو پھر ارسم ابراہیم کی محبت کا سوال تھا اور وہ اپنی محبت کو کبھی بھی دنیا کے سامنے نمائش بنا کر پیش نہیں کرنا چاہتا تھا

م دونوں کی بارات آچکی ہے چلیں اب آپ دونوں کا بلاوا بھی آچکا ہے

عفاف برائیڈل روم میں داخل ہوتے ہوئے بولی جب کہ ایشال اور عمایہ اذان سے مستی کرنے میں مصروف تھی جو آج سفید شلوار قمیض پہنے اوپر سرخ رنگ کی واسکٹ پہنیں بہت کیوٹ اور بہت زیادہ خوبصورت لگ رہا تھا

وہ ایک سال کا اذان سب کی توجہ اپنی جانب کھینچنے کا سبب بنا ہوا تھا

عفاف کی اطلاع دینے پر عمایہ کے ساتھ ساتھ ایشال کے دل کو بھی بہت کچھ ہوا تھا شاید وہ دونوں نروس ہو رہی تھی

اور پھر کچھ دیر بعد عارف صاحب اور فضل صاحب کے ہمراہ عمایہ اور ایشال کو باہر لایا گیا تھا جبکہ دلہنوں کے آنے کا شور اٹھتے ہی سب نے اپنی توجہ دوسری جانب کی تھی جہاں سے عمایہ اور ایشال آ رہی تھی

ایشال اور عمایہ درمیان میں تھی جب کہ فضل صاحب اور عارف صاحب ان دونوں کے بغل میں کھڑے تھے اور اپنی دونوں بچیوں کو لیے اسٹیج کی جانب آ رہے تھے ان دونوں کے چہروں کے آگے گھونگھٹ تھا اس لیے کوئی بھی ان دونوں کو واضح طور پر دیکھ نہیں پا رہا تھا مگر باریک جالی نما دوپٹے سے ان دونوں کا سراپا تھوڑا تھوڑا دکھائی دے رہا تھا جسے دیکھتے ہوئے ہر بندہ اندازہ لگا سکتا تھا کہ وہ دونوں دلہنیں کتنی خوبصورت لگ رہی ہوں گی

عمایہ جیسے ہی قریب پہنچی تو ارسم نے فوراً اپنا ہاتھ اس کی جانب بڑھایا عمایہ نے نظریں اٹھا کر ارسم کی طرف دیکھا جو بلیک شیروانی میں ملبوس تھا اور اس وقت وہ عمایہ کا دولہا بنے اسے لے جانے آیا تھا ارسم کو دیکھ کر عمایہ کا دل بے

اختیار دھڑ کا کالے رنگ کی شیر وانی میں ملبوس سر پر مہرون رنگ کی پگڑی پہنے وہ اتنا خوبصورت لگ رہا تھا کہ عمایہ کو اپنی نظریں ہٹانا مشکل لگا ارسم اس کے حسن کا دیوانہ تھا بلکہ وہ تو عمایہ کے پیچھے پاگل تھا صرف عمایہ کا حسن نہیں بلکہ پوری عمایہ نے ہی اسے دیوانہ بنا رکھا تھا مگر آج ارسم کی جگہ عمایہ تھی آج عمایہ نے دل سے اعتراف کیا تھا کہ ہاں وہ ارسم ابراہیم سے محبت کرتی ہے اتنی محبت کہ وہ بغیر پلکیں جھپکائے اسے گھنٹوں دیکھ سکتی ہے وہ کسی بھی لڑکی کی نظر اس پر برداشت نہیں کر سکتی ہاں وہ آج اعتراف کر رہی تھی کہ وہ ارسم ابراہیم کی محبت میں بری طرح قید ہو چکی ہے

دوسری جانب ارسم کے بھی حالات کچھ مختلف نہیں تھے وہ عمایہ کو مکمل طور پر تو نہیں دیکھ سکتا تھا مگر اس کا آدھا نظر آتا چہرہ اس کے سینے میں دھڑکتے دل کو ہلا گیا تھا اس کے وجود سے اٹھتی ہوئی خوشبو ارسم کو ابھی سے پاگل بنا رہی تھی اور وہ اتنی جلدی اپنے حواس نہیں کھونا چاہتا تھا

عمایہ نے ارسم کا ہاتھ تھاما تو سب نے زوردار تالیاں بجاتے ہوئے ہانگ لگائی جبکہ ارسم اسے نرمی سے تھامتا ہوا سٹیج پڑھ لے آیا تھا اور اب اس کا دوپٹہ صحیح سے پھیلاتے اسے نرمی سے صوفے پر بیٹھا کر بغل میں بیٹھ چکا تھا کل کی طرح ان دونوں کا درمیان فاصلہ نہیں تھا ارسم اس کے ساتھ جڑ کر بیٹھا ہوا تھا

دوسری جانب جیسے ہی ایشال نے حیدر کا ہاتھ تھاما تو حیدر نے اس کے ہاتھ کو مضبوط گرفت میں لیا اور سنبھال کر اس سٹیج پر لے کر آیا ایشال کا عروسی جوڑا اور پہلی بار اتنا سجنا سنورنا وہ بھی صرف اپنے شوہر کے لیے حیدر کو بے خود کر رہا تھا وہ رات میں ہی ایشال سے ملنا چاہتا تھا مگر رات کو اس کے دوستوں نے اسے گھیر رکھا تھا جس کی وجہ سے وہ ایشال سے ملنے نہیں جا سکا تھا مگر اب ایشال اس کے سامنے تھی اور حیدر کو لگ رہا تھا کہ وہ زیادہ دیر صبر نہیں کر پائے گا اس کا دل چاہ رہا تھا کہ جو آدھا گھونگھٹ اس نے اپنے چہرے پر اوڑھا ہوا ہے جو اس کے صبر کا امتحان لے رہا ہے اسے ایک جست میں اٹھا کر اپنی

بیوی کا دیدار کر لے جواب اس کی بیوی سے اس کی محبت کے عہدے پر عائد ہو چکی تھی

مگر وہ سب کے سامنے ایسی حرکت نہیں کر سکتا تھا اس لیے خود پر صبر کی ڈوری باندھتے ہوئے حیدر اسے بے حد قریب کرتے ہوئے بیٹھ گیا

ان کے بیٹھتے ہی کچھ خاندانی رسمیں شروع ہو چکی تھی جب کہ سب کا آنا جانا لگا ہوا تھا کبھی کوئی مبارکباد دینے آ رہا تھا اور کبھی کوئی اور یہی وجہ تھی کہ نا ارسم عمایہ سے کچھ بول پا رہا تھا اور نہ ہی حیدر ایشال سے جبکہ ارسم کے قریب اس کی کھالہ بیٹھی ہوئی تھی جبکہ حیدر کے قریب تائی جان بیٹھی ہوئی تھی یہ لڑکے والوں کی رسم تھی ان کے والدین ان کے قریب ہی بیٹھتے ہیں جبکہ ابراہیم صاحب تو وہاں پر کچھ دیر بیٹھنے کے بعد اٹھ کر جا چکے تھے اور اب اس جگہ پر اس کی کھالہ بیٹھی ہوئی تھی اور دوسری طرف فضل صاحب بھی وہاں پر زیادہ دیر بیٹھ نہیں سکے تھے اس لیے اب وہاں پر تائی جان موجود تھی اور ان کی موجودگی میں کوئی بھی حرکت برکت کرنا شرمندگی کا باعث تھا

اور وہ دونوں ہی شرمندہ نہیں ہونا چاہتے تھے بیویاں تو ان کی ان کے پاس آ ہی چکی تھی کچھ گھنٹوں کا صبر تھا جو انہیں مزید کرنا تھا اور وہ کر رہے تھے

کافی وقت گزرنے کے بعد آخر کار رخصتی کا وقت آن پہنچا دونوں بچیوں کے رخصتی ایک ساتھ کی جانی تھی اس لیے فضل صاحب نے جیسے ہی رخصتی کے اجازت دی تو سب رخصتی کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے جب کہ عمایہ تو بے حد غمگیں ہو چکی تھی

ایشال نے بے شک ایک کمرہ چھوڑ کر دوسرے کمرے میں جانا تھا مگر عمایہ نے اپنا گھر چھوڑ دینا تھا وہ ان سے دور جا رہے تھے تکلیف تو ہونی ہی تھی جبکہ عمایہ جیسی ہی تکلیف باقی سب کو بھی ہو رہی تھی جہاں سب بے تحاشہ خوش تھے وہیں پر اب سب کی آنکھیں نم بھی تھی یہاں تک کہ ہادی اور حمزہ کی انکھوں میں بھی نمی تھی مگر وہ رو نہیں رہے تھے ان دو سالوں میں انہوں

نے بہت کچھ سیکھ لیا تھا انہیں اپنی بہن کو بدا کرنا ہی تھا ہر حال میں پھر اپنے دل کو بھی مضبوط کرنا تھا وہ دونوں اس کی بہنیں کم اور دوست زیادہ تھیں ایشال تو ان کے پاس ہی تھی مگر عمایہ ان سے دور جا رہی تھی

قران پاک کے سائے میں عمایہ اور ایشال کو رخصت کیا گیا تھا عمایہ کا سر پر عارب نے جبکہ ایشال کا سر پر ہادی نے قران پاک کا سایہ کیا تھا جبکہ عمایہ باری باری سب سے گلے مل کر بہت روئی تھی ارسم کا تو دل نہیں چاہ رہا تھا کہ وہ عمایہ کو ایک بھی آنسو بہانے نا دے مگر یہاں پر وہ بھی چپ تھا کیونکہ وہ اس چیز کو سمجھتا تھا اپنوں سے دور ہونا تکلیف دہ ہوتا ہے اور وہ تو ہمیشہ ان کی محبتوں کی عادی تھی اسے اب اپنے ماں باپ کو چھوڑ کے اپنے شوہر کے گھر جانا تھا

بس میری بچی اب نہیں رونا روز قران پاک پڑھنا نماز ادا کرنا اپنے رب سے اپنی بہترین زندگی کی دعا مانگنا کبھی نماز نہیں چھوڑنی کبھی قرآن نہیں چھوڑنا اپنے شوہر کی تابعدار رہنا خدا تم سے راضی رہے گا عارف صاحب عمایہ کی

پیشانی پر لب رکھتے ہوئے بولے اور ساتھ اسے ایک خوبصورت سی تاکید بھی کی۔۔۔۔

اگر تمہارا کبھی میری بیٹی سے دل بھر جائے یا تمہیں میری بیٹی بوجھ لگے تو مجھے واپس دے دینا مجھے میری بیٹی بہت پیاری ہے میں تم سے شکوہ بھی نہیں کروں گا بس اپنی شہزادی کو اپنے پاس رکھ لوں گا عارف صاحب ارسم کی طرف دیکھتے ہوئے بولے انہوں نے اتنی بڑی بات بولی تھی کہ وہاں پر موجود ایک ایک فرد کی آنکھوں میں بے اختیار آنسو چمکنے لگے

پتہ نہیں وہ کون سے لوگ ہوتے ہیں جن کے لیے بیٹیاں بوجھ ہوتی ہیں یہاں پر عارف صاحب ارسم سے بول رہے تھے کہ اگر اس کا دل بھر جاتا ہے تو وہ اسے واپس کر دے وہ اپنی بیٹی وہ سمیٹ لیں گے جبکہ ان کی یہ بات ارسم کو کسی لحاظ سے ٹھیک لگی تھی مگر اس کے دل پر بہت بری طرح لگی تھی کیا وہ کبھی عمایہ کو چھوڑ سکتا تھا کیا اس کا کبھی عمایہ سے دل بھر سکتا تھا ایسا ناممکن تھا

وہ مر تو سکتا تھا مگر اس کا دل کبھی عمایہ کے معاملے میں اس سے دغا نہیں کر سکتا تھا

آپ فکر مت کریں یہ شہزادی ہے اس کا حق میری سلطنت پر راج کرنے کا ہے اور انشاءاللہ وہ ہمیشہ مجھ پر حکمرانی کرے گی میرا یہ دل کبھی میرے بیوی سے نہیں بھر سکتا کبھی رونے نہیں دوں گا اسے یہ میرا آپ سے وعدہ ہے ارسم خاصی اونچی آواز میں بھرے مجمعے میں بولا جبکہ ارسم کی باتوں میں اتنا وزن تھا کہ سب کو عمایہ کی قسمت پر بے اختیار رشک آیا وہ کتنی خوش قسمت تھی اسے اتنی محبت کرنے والا شوہر ملا تھا جس کی محبت کو کبھی وہ گن بھی نہیں سکتی تھی

کبھی اندازہ نہیں لگا سکتی تھی کہ اس کی محبت اس کے معاملے میں کتنی ہے

اللہ تم سب کو خوش رکھے میرے بچے خوش رہو فضل صاحب نے آگے بڑھ کر عمایہ اور ایشال کے سر پر ہاتھ رکھا اور حیدر اور ارسم کے گلے لگتے ہوئے اپنی دونوں بچیوں کو رخصت کیا

جب کہ رخصتی کہ وقت ایشال بھی بے تحاشا رہوئی تھی ہاں اس کے ماں باپ نہیں تھے وہ جانتی تھی مگر اس کے لیے تو اس کے ماں باپ وہی تھے جنہوں نے اسے پالا تھا مگر پھر بھی اس کے دل میں کہیں دور اپنے ماں باپ کو دیکھنے کی حسرت پیدا ہوئی تھی اور اسی حسرت کو لیے وہ اپنے پالنے والوں کو چھوڑ کر اپنے شوہر کے ساتھ رخصت ہو چکی تھی

عمایہ کا ولیکم بہت دھوم دھام سے کیا گیا تھا ایک بار پھر آسمان کو رنگوں سے سجایا گیا تھا گھر کے کونے کونے پر انار لگا کے اس پر پھولوں کی بارش کی گئی تھی وہ ایک ایک قدم اٹھا رہی تھی اور اس کے ایک قدم پر ہزاروں پھول اس کے قدموں میں نچھاور کیے جا رہے تھے عمایہ کو اتنے گرینڈ ویلکم کا اندازہ نہیں تھا اس نے نہیں سوچا تھا کہ اس کے لیے اتنا اہتمام کیا جائے گا

جب عمایہ نے ارسم کے ساتھ اپنا پہلا قدم اس گھر میں رکھا تو اس پاس کھڑی کافی زیادہ لڑکیوں نے ایک آواز میں اللہ کے 99 نام پڑھنا شروع کیے وہ سب ایک ہی آواز میں اللہ کے نام پڑھ رہی تھی جب کہ ساتھ ساتھ ان دونوں پر پھول بھی پھینکے جا رہے تھے

ارسم نے عمایہ کا ہاتھ تھاما ہوا تھا اور عمایہ کو اپنے ایک ایک قدم پر اپنی قسمت پر رشک آرہا تھا اسے اب پتہ چل رہا تھا کہ وہ کس کی قسمت میں لکھی گئی تھی وہ ارسم ابراہیم کی قسمت میں لکھی گئی تھی جو اسے پا کر سارے جہاں کو حاصل کر چکا تھا

عمایہ بے تحاشہ خوش ہوئی تھی اسے جو چیز زیادہ پسند آئی تھی وہ یہ تھی کہ اس کا اس کے گھر میں داخل ہوتے ہی اللہ کا ذکر کرنا بہت ساری دعاؤں کے سائے میں اسے اس گھر میں داخل کروایا گیا تھا خوشی کے مارے عمایہ کی آنکھوں میں آنسو آچکے تھے وہ تو خوشی کے مارے پھولے نہ سما رہی تھی اس کی قسمت میں خدا نے ایک شہزادہ لکھا تھا جو اپنی سلطنت اس کے قدموں

میں رکھ چکا تھا اور اب وہ اس سے اپنی سلطنت پر حکمرانی کروانا چاہتا تھا عمایہ نے اپنے دل میں عہد کر لیا تھا کہ وہ کبھی بھی ارسم کی نافرمانی نہیں کرے گی جس کے لیے خدا نے ایک فرشتہ صفت انسان اس دنیا میں بھیجا تھا اس کے لیے تو دنیا جنت ہی بن چکی تھی

—

ایشال نے جیسے ہی گھر میں پہلا قدم رکھا تو بہت دھوم دھام سے اسے خوش آمدید کہا گیا اور اس سب میں سب سے آگے ہادی اور حمزہ تھے وہ اس طرح بیہو کر رہے تھے جیسے وہ ایشال سے پہلی دفعہ ملے ہوں کیونکہ ایشال پہلی بار اس گھر میں بہو کی صورت داخل ہو رہی تھی وہ اب اس گھر کی بہو تھی وہ حیدر کی دلہن تھی اب اس کی حیثیت بدل چکی تھی اس کا مقام بدل چکا تھا

تھوڑی دیر ہلہ گلا کرنے کے بعد ایشال کو کمرے میں بھجوادیا گیا تھا چونکہ بارات کا فنکشن رات کا تھا اس لیے اب رات کے 12 بجنے کو تھے اور باقی سب بھی بہت تھک چکے تھے اس لیے سب اپنے اپنے کمروں میں جا چکے تھے جبکہ ملازموں کی چہل پہل ابھی جاری تھی

حیدر نے آہستہ سے کمرے کا دروازہ کھولا اور اپنے کمرے میں داخل ہوا جہاں پھولوں سے سجے بیڈ کے بیچوں بیچ گونگٹ میں بیٹھی ایشال اس کی منتظر تھی ایشال کو دیکھ کر حیدر مسکرایا اور دروازہ بند کرتے ہوئے بیڈ کی جانب قدم بڑھائے

حیدر جیسے جیسے قدم آگے بڑھا کر اس کی جانب آرہا تھا ایشال کا دل ویسے ویسے بند ہو کر دوبارہ دھڑک رہا تھا اسے اب بے حد گھبراہٹ ہو رہی تھی دل تو جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو بے تاب تھا جبکہ اس کی سانسیں بھی اتھل پتھل ہوئی پڑی تھیں وہ آنے والے لمحات کے لیے خود کو تیار کرنے کی کوشش کر رہی تھی مگر وہ اس میں بھی ناکام ہو رہی تھی

حیدر اپنی شیروانی کے بٹن کھولتے ہوئے اس کے قریب بیٹھا اور کچھ سیکنڈ رک کر بغور اسے دیکھنے لگا جو اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو سختی سے ایک دوسرے میں پوست کیے بیٹھی تھی پلکیں جھکی ہوئی تھی جبکہ چہرے پر گھونگٹ موجود تھا

السلام علیکم بیگم صاحبہ حیدر اس کی گود میں سر رکھ کر لیٹتے ہوئے بولا جبکہ حیدر کی اچانک حرکت پر ایشال ہڑبڑا ہی گئی تھی

وعلیکم السلام ایشال کی آواز بہت زیادہ مدہم تھی اگر حیدر اس کے قریب نہ ہوتا تو یقیناً اسے سن نہ پاتا

تو کیسا لگ رہا ہے مسز حیدر بن کر حیدر اس کے دونوں ہاتھ تھام کر اپنی آنکھوں کے سامنے کرتے ہوئے بولا اس کے ہاتھوں کو تھامتے ہی وہ محسوس کر چکا تھا کہ اس کے ہاتھ سرد پڑ چکے ہیں شاید گھبراہٹ کی وجہ سے تھا کیونکہ وہ بہت زیادہ گھبرائی ہوئی تھی

حیدر کا پوچھنے پر ایشال نے کوئی جواب نہ دیا اور بری طرح اپنے لب چبانے لگی حیدر نے صرف ایک نظر دیکھتے ہی اپنا نام ڈھونڈ لیا تھا اس کی ہتھیلی پر چمکتے اپنے نام پر لب رکھنے کے بعد حیدر سیدھا ہو کر بیٹھا اور پھر نرمی سے اس کا گھونگٹ اٹھایا

مگر اس کے چہرے پر نظر پڑتے ہی وہ بے اختیار مسکرا اٹھا کی آنکھیں بند تھیں اور وہ بری طرح اپنے لب چبا رہی تھی وہ دلہن بنی بہت زیادہ خوبصورت اور کیوٹ لگ رہی تھی اتنے خوبصورت ایشال حیدر کو پہلے کبھی نہیں لگی تھی جتنی آج لگ رہی تھی آج وہ اس کی دسترس میں تھی اور آج تو اس سے زیادہ حسین عورت حیدر کو کوئی اور لگ ہی نہیں سکتی تھی

بہت غلط حرکت ہے دوبارہ مت کرنا حیدر نرمی سے اس کے ہونٹ پر انگوٹھا رکھتے اس کے ہونٹ کو اس کے دانتوں کی قید سے آزاد کرواتے ہوئے بولا جس پر ایشال نے آہستہ سے نظریں اٹھا کر حیدر کی طرف دیکھا جو خمار آلود نگاہوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا اس کی نظروں کی تاب نالاتے ہوئے ایشال

فوراً ہی اپنی نظریں جھکا گئی تھی جبکہ اس کی یہ ادا حیدر کے جذبات کو مزید ابھارنے کا سبب بنی تھی

میری جان اب میرے سامنے اتنا بھی مت شرماؤ تمہارے لیے آج رات برداشت کرنا مشکل پڑ جائے حیدر اس کے کان میں جھولتے جھمکے ساتھ چھیڑ کھانی کرتے ہوئے مدہوشی کے علم میں بولا جب کہ حیدر کی بات سنتے ہیں ہی ایشال کے ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی دوڑا اٹھی

مم میری منہ دیکھائی۔۔۔۔ ایشال کو جب حیدر اپنے مزید قریب آتا ہوا محسوس ہوا تو اس نے حیدر کا دھیان بٹانے کے لیے فوراً منہ دکھائی کا بہانہ بنایا جس پر حیدر ہلکا مسکرا دیا اور پھر تھوڑا سا پیچھے ہٹ کر اپنی شیروانی کی جیب سے ایک سرخ رنگ کی ڈبی نکالی

تم اتنی خوبصورت لگ رہی ہو کہ تمہارے سامنے یہ تحفہ بھی پھیکا ہے میں نے آج تک کسی کی تعریف نہیں کی اور نہ ہی مجھے کرنی آتی ہے مگر تم جو واقعی

میں بہت خوبصورت لگ رہی ہو اس لیے تمہارے شوہر کا فرض ہے کہ وہ تمہیں اس کا شرف پیش کرے

حیدر نے بولتے ہوئے اس کا ہاتھ تھاما نرمی سے انگوٹھی نکال کر اس کے ہاتھ کی تیسری انگلی میں پہنائی وہ انگوٹھی بہت خوبصورت تھی وہ ایک چھوٹا سا پھول بنا ہوا تھا جس میں ہیرے جڑے ہوئے تھے وہ ڈائمنڈ کی انگوٹھی تھی اور وہ بیش قیمتی انگوٹھی اپنی قیمت خود بول رہی تھی

انگوٹھی کو دیکھ کر ایشال کی آنکھیں چمک اٹھی اور اس نے مسکرا کر حیدر کی طرف دیکھا

یہ تو بہت پیاری ہے بہت زیادہ تھینک یو سوچ ایشال کافی خوش ہوتے ہوئے بولی اس کی خوشی سے اندازہ ہو رہا تھا کہ اسے انگوٹھی کچھ زیادہ ہی پسند آئی ہے

میں تمہارا تھینک یو ایسے تو قبول نہیں کرنے والا مجھے تو کچھ اور چاہیے حیدر ایشال کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تو ایشال نے انگوٹھی سے نظریں ہٹا کر سوالیہ

نظروں سے حیدر کی طرف دیکھا مگر اس کی نظروں میں چمکتا محفوظ پڑھ کر اس کے گال دہک اٹھے کیونکہ حیدر کی نظریں کچھ اور ہی بیان کر رہی تھی

مم مجھے نیند۔۔۔۔ایشال نے فوراً نیند کا بہانہ بنایا جو آج رات تو بالکل نہیں چلنے والا تھا

بھول جاؤ اب نیند اب تم نیند کے لیے ترسنے والی ہو عارب نے بولتے ہوئے اس کے وجود کو دوپٹے سے آزاد کروایا تو ایشال خود میں ہی سمٹنے لگی

دوپٹہ ہٹانے کے بعد آہستہ سے اس کی جیولری اتاری اور اسے سائیڈ ٹیبل پر اچھالتے ہوئے مکمل طور پر ایشال کی جانب متوجہ ہوا جس کے چہرے کے سارے رنگ اڑے ہوئے تھے یعنی وہ شدید گھبرائی ہوئی تھی

مجھ سے کیوں گھبرا رہی ہو کیا میں تمہارا شوہر نہیں کیا میں تم پر کوئی حق نہیں رکھتا ایشال کا اتنا گھبرانا اسے برا لگ رہا تھا

نن نہیں ااا ایسا کچھ نن نہیں ایشال لڑکھڑاتی آواز میں بولی

تو پھر کیا بات ہے کیا تم نہیں چاہتی کہ تم میری دسترس میں آؤ کیا تم نہیں چاہتی کہ میں اپنی بیوی کی قربت سے سکون حاصل کروں حیدر نے اس کی پیشانی کو چومتے ہوئے بہت محفوظ انداز میں سوال پوچھا تھا

مم مجھے ڈر۔۔۔۔ایشال کے اگلے الفاظ وہیں پر ختم ہو چکے تھے جہاں حیدر نے اس کے لبوں کو اپنے لبوں سے چھوا تھا

کس بات کا ڈر میں تمہارا شوہر ہوں تمہارا حقدار ہوں سارے حقوق رکھتا ہوں کیا تم نہیں چاہتی کہ اچھی بیوی کی طرح تم اپنا آپ مجھے سونپ دو تم میری محبت ہو مجھے تم سے بے تحاشہ محبت ہے اور میں اپنی محبت کو خود سے دور نہیں کر سکتا آج کی رات تو بالکل نہیں حیدر کی مدہوشی بڑھتی جا رہی تھی جبکہ حیدر کی زبان سے اپنے لیے محبت جیسے الفاظ سن کر ایشال کو پہلے حیرت ہوئی مگر اس کا دل اتنی زور سے دھڑکا کہ وہ اپنے دل کو سنبھالتی رہ گئی

کیا تم مجھے اجازت دیتی ہو کہ میں تمہاری روح سمیت تمہیں معتبر کر دوں سارے حقوق ہوتے ہوئے بھی حیدر اس سے اجازت مانگ رہا تھا اس سے

بڑی بات کیا ہو سکتی تھی وہ اس کا شوہر تھا آج نہیں کل تو اسے اپنے حقوق ادا کرنے ہی تھے ایشال اس کی بیوی تھی ایشال کا انکار کرنا بنتا ہی نہیں تھا مگر وہ گھبرا ضرور رہی تھی لیکن حیدر کے اظہار محبت نے اس کی گھبراہٹ کو کافی حد تک ختم کر دیا تھا

بولیں مسز حیدر ہم آپ کے بولنے کا انتظار کر رہے ہیں حیدر اس کی شہ رگ کو اپنے انگھوٹے سے سہلاتے ہوئے بولا جبکہ ایشال کے لیے نظریں اٹھنا بھی محال ہو گیا تھا

ایشال کے خاموشی کو رضامندی سمجھ کر حیدر نے جھٹکے سے اپنے قریب کیا جس سے وہ سیدھا اس کے چوڑے سینے سے آ لگی اس سے پہلے ایشال سنبھلتی حیدر نے اسے ایک سیکنڈ کی بھی مہلت نہیں دی اور بڑی طرح اس کے سانسوں کو اپنے سانسوں میں الجھا دیا اس کا محبت بھرا پہلا لمس محسوس کرتے ایشال گھبرائی تھی مگر آہستہ آہستہ اس کے انداز میں نرمی محسوس کرتے ایشال آہستہ سے اپنی آنکھیں موند چکی تھی

جبکہ حیدر نے اپنا ہاتھ بڑھا کر سائیڈ لیمپ اوف کرتے اسے اپنی روح تک میں اتار اتھارات آہستہ آہستہ گزر رہے تھے اور ویسے ویسے حیدر ایشال کو احساس دلا رہا تھا کہ وہ اس کے لیے کیا ہے وہ صرف اس کی بیوی نہیں بلکہ اس کی محبت بھی ہے جبکہ اپنے شوہر کی قربت میں سکون پاتی ایشال اپنا اپنا نرمی سے حیدر کو سونپ چکی تھی

—

ارسم کمرے کے دروازہ کھول کے کمرے میں داخل ہوا تو اس کی نتھیوں سے گلاب کے پھولوں کی خوبصورت خوشبو ٹکرائی ارسم کا برا سا کمرہ پھولوں سے سجایا گیا تھا یہاں تک کہ کمرے کا فرش بھی گلاب کی پتیوں سے بھرا پڑا تھا اور اس سب کے بالکل درمیان بیڈ کے بیچوں بیچ بیٹھی عمایہ اس کے آنے کا انتظار کر رہی تھی جسے دیکھ کر ارسم بے قراری سے آگے بڑھا

ارسم بیڈ کے قریب پہنچا اور عمایہ کی کلائی تھام کا جھٹکے سے اسے اپنی طرف کھینچا اس سے پہلے کہ عمایہ سچویشن کو سمجھ پاتی وہ اسے سختی اسے خود میں بھینچ چکا تھا اس نے بہت سختی سے عمایہ کو اپنے گلے لگایا ہوا تھا جبکہ ارسم کی اس حرکت پر عمایہ گھبرا سی گئی تھی

تم سوچ بھی نہیں سکتی کہ تم میرے لیے کیا ہو میری جان میں نے کتنا انتظار کیا اس دن کے لیے میں نے کتنا انتظار کیا اس رات کے لیے میں نے کتنا انتظار کیا تمہارے لیے تم اندازہ بھی نہیں لگا سکتی کہ میں کتنا تڑپا ہوں تمہاری موجودگی کے لیے تمہیں اپنے بے حد قریب محسوس کرنے کے لیے تم میرے لیے خدا کا بھیجا گیا ہے انمول تحفہ ہو جسے میں کھونے کا تصور بھی نہیں کر سکتا تم میری شہزادی ہو تم میرے بخت کا تاج ہو میری جان تم صرف میری مایا ہو۔۔۔

ارسم دیوانہ وار عمایہ کے چہرے کے ایک ایک نقوش کو اپنے لبوں سے راحت بخشتے ہوئے بولا جبکہ عمایہ کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ یہ اچانک ہو کیا رہا ہے

اسے ارسم اتنا بے چین اتنا بے قرار پہلے تو کبھی نہیں دکھائی دیا تھا جتنا وہ اس وقت تھا وہ کھل کر عمایہ کے سامنے آ چکا تھا اس نے اپنی محبت کھول کر عمایہ کے سامنے رکھ دی تھی

تمہارے بغیر ایک بھی سانس لینے کا تصور نہیں کر سکتا اگر تم نے کبھی بھی مجھ سے دور ہونے کی کوشش کی تو میری یہ سانسیں رک جائیں گی میں اپنے بے جان دل کے ساتھ جی نہیں پاؤں گا ارسم اس کی پیشانی پر شدت سے لب رکھتے ہوئے بولا

تو عمایہ کی آنکھوں میں تیزی سے نمی تیری ہاں وہ جانتی تھی ارسم اس سے محبت کرتا ہے مگر اتنی محبت عمایہ کو بے اختیار رونا آ رہا تھا

اس سے پہلے کہ ارسم اس سے کچھ اور کہتا عمایہ نے اپنے دونوں بازو اس کی گردن میں حائل کیے اور اس کی گردن میں چہرہ چھپاتے ہوئے خود کو تقریباً ارسم کے اسرے پر چھوڑ گئی جبکہ عمایہ کی اس حرکت پر ارسم کافی حیران ہوا وہ عمایہ کے معاملے میں کتنا بے قرار تھا وہ یہ جانتا تھا مگر عمایہ کا ایساری ایکشن ہو گا یہ نہیں جانتا تھا

مایا۔۔۔۔ارسم نے بہت محبت سے اسے پکارا تھا عمایہ کو یوں محسوس ہوا جیسے سارے جہاں کی محبتیں ارسم کے لہجے میں آسمائی ہوں

میں بھی آپ سے بہت زیادہ محبت کرتی ہوں بہت زیادہ میں بھی کبھی آپ سے دور جانے کا تصور بھی نہیں کر سکتی آپ مجھے چھوڑ کر گئے تھے تو مجھے بہت برا لگا تھا بہت زیادہ آپ نہیں جانتے مگر میں آپ کے بغیر نہیں رہ سکتی مجھے آپ کی بہت ضرورت ہے مجھے آپ سے بہت زیادہ محبت ہے بہت زیادہ

۔۔۔۔۔

عمایہ اس کی گردن میں چہرہ چھپائے اس کی گردن کے گرد اپنے بازوؤں کی گرفت مزید مضبوط کرتے ہوئے نم آواز میں اپنی محبت کا اظہار کر چکی تھی جو ارسم کے لیے کافی شاکڈ تھا

وہ عمایہ کہ منہ سے محبت کا اظہار سن کر پتھر کی مانند ہو چکا تھا اس میں ہلنے کی سکت نہیں رہی تھی عمایہ اس سے محبت کرتی ہے اس کے لیے تڑپتی تھی اس کی جدائی کے لیے اسے یاد کرتی تھی ارسم کے دل کو عمایہ نے سرشار کر دیا تھا عمایہ کے آنسو اپنی گردن پر گرتے محسوس کر کے ارسم فوراً ہوش کی دنیا میں واپس آیا اور نرمی سے اسے خود سے جدا کر کے اسے اپنے سامنے کیا اور اب عمایہ کا منموہنا خوبصورت چہرہ اس کے سامنے تھا وہ دلہن کے روپ میں غضب ڈھا رہی تھی رونے کی وجہ سے آنکھیں تھوڑی سرخی مائل ہو چکی تھی مگر اس ہوشربا حسن میں وہ ارسم کے ہوش ٹھکانے لگا رہی تھی صحیح معنوں میں ارسم ڈھیر ہونے کو تھا

کیسی بیوی ہو یار کل بھی روتی رہی اور آج بھی رو رہی ہو مجھے کیوں برا محسوس کروانے کی کوشش کر رہی ہو کہ میں بہت برا شوہر ہوں اور اپنی بیوی کو اپنی مہندی کی رات بھی رلایا اور بارات کی رات بھی جب کہ یہ رات تو خوش ہونے کی ہے رونے کی نہیں

ارسم اس کے رخسار پر چمکتے آنسوں کو انگلیوں پروں سے صاف کرتے ہوئے بولا اور پھر جھک کر نرمی اس کے اس کے دونوں گلابی گالوں پر لب رکھے اور نرمی سے اپنے حصار میں لیتا ہوا بیڈ پر بیٹھ گیا جبکہ عمایہ اس کے سینے پر سر رکھتی اس کے گرد اپنا نازک حصار قائم کر چکی تھی

ارسم کو آج حیرت پہ حیرت ہو رہی تھی وہ خود اس کے قریب آ رہی تھی بالکل اس کے بالکل ساتھ چپک کر بیٹھی ہوئی تھی

خیر تو ہے بیوی مجھے تو لگا تھا کہ تم کافی گھبرا رہی ہو گی مگر یہاں پر تم خود ہی میرے ساتھ چپکے جا رہی ہو کیا ارادے ہیں آپ کے ویسے تو میں کافی بہکا ہوا ہوں مگر یوں میرے قریب آ کر میرے جذبات کو مزید بہکاوا نہ دو ورنہ پھر

صبح مجھ سے شکایت کروگی کہ میں اچھا پیش نہیں آیا ارسم بے باکی سے اس کے سرخ لپسٹک سے سجے ہونٹوں کو اپنے لبوں سے چھوتے ہوئے بولا تو عمایہ نے شرما کر اس کے سینے میں اپنا چہرہ چھپا لیا

ارسم نے ہنستے ہوئے اس کے گرد اپنا حصار باندھا اور مزے سے اپنے قریب کیا

ارسم نے سائڈ ٹیبل سے دراز کھولتے ہوئے اس میں سے ایک بڑا سا ڈبہ نکالا جو سبز رنگ کا تھا مگر والٹ کا بنا ہوا تھا اور تھا بھی بہت خوبصورت اور پھر امیہ وہ خود سے الگ کرتے ہوئے نرمی سے اپنے سامنے بٹھایا

اس دنیا میں ایسی کوئی چیز نہیں بنی جو میری مایا کے لائق ہو ہاں مگر ان چیزوں کو اپنے وجود کی زینت بنا کر تم انہیں پیش قیمتی بنا سکتی ہو

ارسم وہ ڈبہ کھولتے ہوئے بولا جس میں خوبصورت ڈائمنڈ چین کے ساتھ میچنگ ایر نگز اور ساتھ ایک انگوٹھی اور بریسلیٹ اپنی پوری آب و تاب سے

جمع کر رہا تھا عمایہ نے ان چیزوں کو دیکھا تو وہ دیکھتی ہی رہ گی وہ بہت زیادہ خوبصورت سیٹ تھا انتہائی خوبصورت اور عمایہ کے غور کرنے پر اسے پتہ چلا کہ اس لاکٹ میں ڈبل اے لکھا ہوا تھا مطلب عمایہ اور ارسم کا نام یعنی ارسم نے اچھا خاصا پیسہ خرچ کر کے اس کے لیے یہ سیٹ تیار کروایا تھا

یہ تو بہت خوبصورت ہے عمایہ اس لوکٹ کو اپنے ہاتھ سے چھوتے ہوئے بولی

میری جان مگر تم سے زیادہ نہیں۔۔۔۔

ارسم اسے نکال کر اس کے گلے میں پہناتے ہوئے بولا اور ساتھ ہی اس کے گلے میں موجود ہار بھی اتار کر سائیڈ پر رکھ دیا اسے پتہ تھا کہ عمایہ ہیوی جیولری سے ایریٹیٹ ہوتی ہے اس لیے اس نے خود ہی نرمی سے عمایہ کی جیولری کو اس کے وجود سے جدا کیا کیونکہ وہ اتنی بھاری جیولری افورڈ نہیں کر سکتی تھی اور اگر وہ کر رہی تھی تو وہ اتار نہیں سکتی تھی

یہ ہار سنگھار یہ حوش ربا حسن کس کے لیے ہے

۔۔۔ارسم کے دائیں بائیں ہاتھ رکھتا اس پر تھوڑا جھکتے ہوئے بولا ارسم اسے کافی غور سے دیکھ رہا تھا جبکہ ارسم کے اچانک قریب آنے پر عمایہ بیڈ کراؤن سے جا لگی تھی

کک کسی کے لیے نہیں مم میری شادی تھی نا عمایہ کافی گھبرائی۔۔۔

کیوں نہیں شوہر تو میں ہوں نا آپ کا وہ اس پر زرا سا اور جھکتے بوجھل لہجے میں بولا۔۔۔

تت تو اس سے کک کیا فرق پڑتا ہے عمایہ کی سانسیں تیز ہونے لگی تھی

پھر میرے چھونے سے بھی فرق نہیں پڑتا۔۔۔ارسم نے شرارت سے سرگوشی کرتے اس کے کان کے لوں پر لب رکھے

نن نہیں۔۔۔۔وہ اس کی شرارت پر آمادہ تھی

زرا بھی نہیں۔۔۔؟؟؟ارسم نے اس کی صراحی دار گردن پر لب رکھے

زرا بھی نہیں۔۔۔وہ بھی سرگوشی نما آواز میں بولی آنکھیں ارسم کے لمس پر بند ہو رہی تھی

اب۔۔۔۔۔وہ مایا کی گردن پر شدت سے اپنا لمس چھوڑتے ہوئے اس نے دوبارہ سرگوشی کی

نہ نہیں اس کے الفاظ ٹوٹ گئے سرگوشی اتنی دھیمی تھی کہ بابامشکل سن پایا تھا

ارسم نے اس کی شہہ رگ پر لب رکھے۔۔۔۔

اب.....اس کہ قربت کی مدہوشی میں وہ بمشکل سرگوشی کر رہا تھا

عمایہ کی سسکی نکلی وہ خود تو مدحوش ہو رہا تھا ساتھ اسے بھی کر رہا تھا

پپ پڑ۔۔۔تا۔۔۔ہہ۔۔۔۔ہے۔۔۔۔بہ۔۔۔۔۔ے۔۔۔۔(پڑتا ہے بہت)

وہ اس کی قربت میں ہار گئی تھی اس کے الفاظ ٹوٹ کر اس کے لبوں سے جدا ہوئے

ارسم کی قربت میں نے ڈھال ہوتی وہ اس کے ساتھ لپٹتی اس کی گردن میں چہرہ چھپا گئی جب کہ عمایہ کی اس حرکت پر ارسم مسکراتا کو اتھوڑا سا پیچھے ہٹا اور شیروانی کے بٹن کھول کر اسے اتارتے دور اچھال دیا اور ہاتھ بڑھا کر

سائیڈ لیمپ آف کیا اور جھٹکے سے اسے اپنے قریب کھینچتے ہوئے اسے اپنی پناہوں میں مزید قید کر گیا اس کے گلابی پنکھڑیوں جیسے لبوں کو اپنی قید میں لیتے ہوئے وہ اور ہی دنیا میں پہنچ چکا تھا ارسم کی قربت میں مدہوش ہوتی عمایہ اپنی آنکھیں بند کرتی اپنا آپ پورے دل سے ارسم کو سونپ چکی تھی جبکہ عمایہ کی رضامندی پر ارسم اسے ہیرے کی طرح سمیٹتا اپنی پناہوں میں کسی ننھی گڑیا کی طرح سمیٹ چکا تھا

باہر چمکتا چاند بھی شرما کر بادلوں کے اوٹ میں چھپ چکا تھا ان سب کی زندگیاں خوشی کے راستے پر چل پڑی تھی ان سب کے نصیب اپنے ہمسفروں کے ساتھ روشن ہو چکے تھے اور وہ سب ایک دوسرے کے ساتھ خوش تھے جو کہ خدا نے انہیں ایک دوسرے کے لیے بنایا تھا وہ ایک دوسرے کا نصیب تھے اور ایک دوسرے تک پہنچ چکے تھے

اگر خدا نے کسی کو کچھ نہیں دیا تھا تو وہ تھا میر ان حدید جسے نہ ماں باپ ملے نہ محبت ملی نہ توجہ ملی مگر وہ راضی تھا کیونکہ وہ اپنے خدا کا بندہ تھا وہ اپنی خدا کی

آزمائشوں میں راضی تھا پھر کیا ہوا اگر اسے اس کی محبت نہ ملی شاید وہ اس کا نصیب نہ تھی ضروری نہیں ہوتا کہ سب کو سب کچھ ملے کبھی کبھی بہت کچھ پا کر بھی بہت کچھ ہارنا پڑتا ہے یہی قسمت کا دستور ہے.

THE END